UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188953
UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—786—13-6-75—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۵۱۴۵ Accession No. ۶۱۱۸

Author ب - عبدالمجید خان ع

Title لوشان موذ - وم - فراڈل

This book should be returned on or before the date last marked below.

بعون صناع مکین ومکان وفضل خلاق مین وآن سما

مفتاح کنوز اسرار الٰہی منشور لامع النور معرفت وآگاہی گل گلستان طریقت ثمر شاخسار حقیقت اسم مسمّٰی

اعنی

بوستان معرفت

شرح اردو

مثنوی مولوی روم

دفتر اوّل

تصنیف منیف وتالیف شریف عالم ربانی ماہر اسرار سبحانی حضرت مولوی عبدالمجید خانصاحب ساکن بیلی بھیت

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ حسن وخوبی چھپی

باہتمام منوہرلال بھارگو - بی-اے سپرنٹنڈنٹ

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطبوع ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُن مین بعض کتب اخلاق و تصوف اُردو و فارسی کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کا رخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب اخلاق و تصوف اُردو	
اُردو ترجمۂ غنیۃ الطالبین عربی - قدیم مستند تصنیف غوث الاعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی کا حامل المتن اُردو ترجمہ ہی خوبی یہ ہی کہ ہر صفحہ مین دو کالم ہین ایک مین عربی عبارت اسی قدر ہی جس قدر دوسرے کالم مین اُردو ترجمہ ہی جدید الترجمہ اور بہت مقبول ہوا کہ اگرچہ ترجمہ کو تھوڑا زمانہ ہوا مگر دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہی جس کا کاغذ وغیرہ کل امور ایڈیشن اول سے بدرجہا عمدہ ہین۔	۴ر
ایضاً - کاغذ عمائی۔	۴ر ۸پ
ایضاً - کاغذ سفید۔	۳ر ۸پ
سیرت محمدیہ - مطبوعۂ غیر۔	۲ر ۸پ
جامع الاخلاق - ترجمۂ اخلاق جلالی۔	۵ر ۹پ
باب دانش - مولفۂ مولوی محمد کریم بخش۔	۲ر
ذخیرۂ سعادت - ترجمۂ بھامنی بلاس کی پنج دو فصل اول و آخر کا ترجمہ	
تہذیب اخلاق مین مؤلفہ لالہ لالجی صاحب۔	۱ر ۳پ
اوقات عزیزی - از سید غلام حیدر خان۔	۴ر
ترجمۂ عوارف المعارف - کامل دو جلد مین مترجمۂ مولانا ابوالحسن فریدآبادی مرحوم۔	۴ر عہ
خزینۂ دانش - ہوشمندی کی تعلیم از مولوی کریم بخش۔	۳ر ۹پ
معدن تہذیب - مصنفۂ مرزا حبیب حسین صاحب بی۔ اے مجلد خوشنما جلد پارچہ۔	۸ر پ
مخزن الفصاحت - معروف بہ مسدس آخر۔	۲ر
بستان تہذیب - جامع اخلاق و آداب مرتبۂ نواب حاجی محمد عمر علی خان بہادر فیروز جنگ مطبوعۂ نظامی۔	۲ر ۹پ
بحر الحقیقت - اصلاح نفس مین۔	۲ر
آبحیات - اخلاق و موعظت مین مصنفۂ منشی کامتا پرشاد۔	۳ر
کیمیاے حکمت - حصۂ اول بیان شرائف علم و ادب۔	۲ر
تہذیب الاخلاق - مؤلفہ مولوی نجم الحق۔	۱ر
اخلاق رضی - مصنفۂ قاضی محمد رضی۔	۴ر
شجرۂ معرفت - منتخبات مثنوی مولانا روم مترجمۂ سید غلام حیدر صاحب۔	۴ر عہ
پیراہن یوسفی - اُردو ترجمہ مثنوی مولانا	

فہرست بوستان معرفت شرح اردو مثنوی مولوی روم دفتر اول

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	دیباچہ کتاب۔	۶۹	دربیان آنکہ اختلاف روش مین ہر گز نہ حقیقت مین۔
۱۵	حکایت عاشق ہونا بادشاہ کا کنیز پر اور خرید کرنا کنیز کا اور بیمار ہونا کنیز کا اور علاج بیماری کنیز۔	۷۲	بیان خسارہ وزیر کا اس مکر و فریب مین۔
۱۷	عاجز ہونا طبیبون کا علاج کنیز سے اور ظاہر ہونا بادشاہ پر اور رجوع ہونا بادشاہ کا درگاہ خداوند تعالے مین۔	۷۵	مکر کرنا وزیر کا اور خلوت مین بیٹھنا اور شور ڈالنا اس قوم مین
۱۹	توفیق ادب کی خدا تعالیٰ سے مانگنا اور بیان برائی بے ادبی کا	۷۶	دفع کرنا وزیر کا مریدون اور اپنے اتباع کو۔
۲۱	ملاقات بادشاہ یا طبیب الٰہی جسکے آنے کی بشارت پائی تھی	۷۸	مکر رکہنا مریدون کا کہ خلوت کو توڑ۔
۲۲	لیجانا بادشاہ کا طبیب غیبی کو بیمار پاس۔	۸۰	جواب کہنا وزیر کا کہ خلوت کو نہین بگاڑ دون گا۔
۲۷	خلوت چاہنا طبیب کا بادشاہ سے واسطے دریافت مرض کنیز کے	″	اعتراض کرنا مریدون کا خلوت وزیر سے دوسری بار۔
۳۰	معلوم کرلینا طبیب الٰہی کا سبب کنیز کا دریا دشاہ سے اظہار کردینا	۸۴	نومید کرنا وزیر کا مریدون کو اپنی خلوت کے توڑنے مین
۳۵	بیان اسکا کہ مارا جانا زرگر کا بہ اشارہ الٰہی تھا نہ بیہودہ۔	″	فریفتہ کرنا وزیر کا امیرونکو اور جدا جدا کو ایک طرف طریق پر
۳۹	حکایت بقال اور رد غن بنو نے طوطی کی۔	۸۵	مار ڈالنا وزیر کا آپ کو خلوت مین مریدون سے۔
۴۷	بیان فرق درمیان محقق و مدعی و مبطل و محق۔	۸۶	اس بیان مین کہ سب پیغمبر حق ہین لا نفرق بین احد من رسلہ۔
۴۸	داستان بادشاہ موسائیون کی کہ بسبب تعصب مذہب کے عیسائیونکو ماتا تھا و حکایت آہن گر ستا و شاگرد کی۔	۸۷	اس بات کا بیان کہ انبیا کو حکم تھا کلموا الناس علی قدر عقولہم
۵۰	حکایت وزیر بادشاہ اور اسکے مکر کی تفریق رسائیون مین	۸۸	جھگڑا کرنا امیرون کا آپس مین۔
۵۱	مکر سوچنا وزیر کا نصاریٰ کے ساتھ اور مکر اسکا۔	۹۰	نعت تعظیم عطفہ جو انجیل مین تھی۔
۵۳	جمع ہونا نصرانیون کا وزیر کے پاس اور بعید کہنا اسے۔	۹۱	حکایت دوسرے بادشاہ جہود کی جسنے دین حضرت عیسیٰ کی تباہی مین کوشش کی۔
۵۴	متابعت نصارے کی وزیر جہود کے ساتھ۔	۹۴	آگ بھڑکانا بادشاہ کا اور برابر آگ کے بت قائم کرنا کہ جو اسکو سجدہ کریگا آگ سے بچا رہیگا۔
۵۶	تمثیل عارف اور اسکے حال مین۔	۹۶	لانا بادشاہ جہود کا ایک عورت کو مع بچے کے اور ڈالدینا بچہ کو آگ مین اور باتین کرنا بچہ کا آگ مین سے۔
۵۷	تمثیل مرد عارف و تفسیر	۹۸	گرنا لوگون کا از خود آگ مین از روے ذوق کے۔
۵۹	سوال کرنا خلیفہ کا لیلی سے اور جواب اسکا۔	۹۹	پیر ہار بجانا منہ اس شخص کا جسنے ناموس پیغمبر کا تمسخر سے لیا۔
۶۱	حرص ولانا واسطے پیروی مرشد کے۔	۱۰۰	عتاب کرنا جہود کا آگ پر کہ کیون نہین جلاتی ہے اور جواب اسکا
۶۳	وزیر کے حسد کا بیان جہود کے ساتھ۔	۱۰۳	قصہ ہلاک کرنا ہوا کا قوم ہود کو۔
″	سمجھ جانا ہوشیاران نصارے کا مکر وزیر کو۔	۱۰۴	طنز و انکار کرنا بادشاہ جہود کا اور نصیحت ناصحون کی۔
۶۵	پوشیدہ پیغام بادشاہ جانب وزیر پر تزویر۔	۱۰۷	قصہ نخجیرون کا اور بیان توکل اور ترک جہد کا۔
۶۶	غلط ملط کرنا وزیر کا احکام انجیل مین اور اسکے مکر کا بیان۔	″	جواب شیر کا نخجیر کو اور بیان صفت جہد۔

صفحہ	مضمون
۱۰۸	پھر ترجیح دینا نخچیر کا توکل کو جہد پر۔
〃	پھر ترجیح دینا شیر کا جہد کو توکل و تسلیم پر۔
۱۰۹	پھر ترجیح دینا توکل کا نخچیر کی جانب سے کسب و جہد پر۔
۱۱۰	پھر ترجیح دینا شیر کا جہد کو توکل پر۔
۱۱۲	پھر ترجیح دینا نخچیر کا جہد پر توکل کو۔
۱۱۳	استدلال نخچیر کا شیر کے ساتھ حکایت مردِ سادہ و غرائیل کی
۱۱۴	پھر ترجیح دینا شیر کا جہد کو توکل پر اور فوائد جہد کے۔
۱۱۶	قرار پانا ترجیح جہد کا توکل پر۔
۱۱۷	جواب خرگوش کا دیگر نخچیر کو۔
۱۱۸	اعتراض نخچیر کا خرگوش پر اور جواب خرگوش کا۔
۱۲۰	ذکر دانش خرگوش اور بیان فضیلت و منافع کا۔
۱۲۱	دریافت کرنا نخچیر کا اصل اندیشہ کو جو خرگوش نے سوچا تھا۔
〃	چھپانا خرگوش کا بھید کو نخچیر سے۔
۱۲۲	قصہ مکر کرنے خرگوش کا شیر سے اور بسر لیجانا۔
۱۲۵	زیادت تاویل رکیک مکس کا۔
۱۲۶	رنجیدہ ہونا شیر کا خرگوش کے دیر میں آنے سے۔
۱۲۸	بیان کرنا خرگوش اور اسکے دیر کرکے جانے میں۔
۱۳۲	پہونچنا خرگوش کا شیر کے پاس اور غصہ ہونا شیر کا۔
۱۳۳	عذر کرنا شیر سے خرگوش کا بسبب تاخیر کے اور خوشامد کرنا۔
۱۳۴	جواب شیر کا خرگوش کو اور چل دینا شیر کا۔
۱۳۷	قصہ سلیمانؑ و ہدہد کا اور اسکا بیان کہ جب حکم الٰہی آتا ہے تو آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔
۱۳۸	طعنہ کرنا زاغ کا دعوی ہدہد میں۔
۱۳۹	جواب ہدہد کا سلیمان سے اس طعنہ میں۔
〃	قصہ آدم علیہ السلام کہ قضائے انکی آنکھیں بند کردیں۔
۱۴۲	رُکنا خرگوش کا شیر سے وقت نزدیکی چاہ کے۔
۱۴۶	نظر کرنا شیر کا چاہ میں و گرنا چاہ میں پنہاں اور خرگوش کا عکس کو دیکھکر
۱۴۹	مژدہ لیجانا خرگوش کا نخچیر و نکے پاس کہ شیر چاہ میں گر گیا۔

صفحہ	مضمون
۱۵۱	جمع ہونا نخچیر و نکا خرگوش کے پاس اور مع ذشتا کرنا خرگوش کی۔
۱۵۲	نصیحت کرنا خرگوش کا نخچیر کو کہ مرگ دشمن پر شادمت ہو۔
〃	اس حدیث کی تفسیر میں جہنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر
۱۵۴	آنا قاصد قیصر روم کا پاس عمر رضی اللہ عنہ کے۔
۱۵۶	سونا پانا رسول قیصر روم کا عمرؓ کو درخت خرما کے نیچے۔
۱۵۸	سوال رسول روم کا عمر رضی اللہ عنہ سے۔
۱۶۱	نسبت کرنا آدم علیہ السّلام کا زلت کو اپنی طرف۔
۱۶۴	تفسیر آیۂ وہو معکم اینما کنتم۔
〃	سوال کرنا رسول روم کا امیر المؤمنین سے۔
۱۶۶	اس حدیث کا بیان کہ راہ ان مجالس مع اللہ تجلیس مع اہل التصوف
۱۶۷	قصہ سوداگر کا کہ ہندوستان کو برائے تجارت جاتا تھا اور اسکی طوطی نے پیغام طوطیان ہند کو بھیجا تھا۔
۱۷۰	صفت اولی الحجۃ طیور عقول الہی۔
۱۷۱	دیکھنا خواجہ کا طوطیوں کو جنگل میں و پیغام پہونچانا۔
۱۷۲	تفصیل قول فرید الدین شیخ عطار کی۔
۱۷۳	تعظیم کرنا ساحر و نکا حضرت موسیٰ کو کہ پہلے عصا ڈالو گے یا ہم
۱۷۶	کہنا سوداگر کا طوطی سے جو کچھ اسنے اس طوطی سے دیکھا تھا۔
۱۷۹	سُننا طوطی کا حرکت اس طوطی کی اور جانا اور گرنا تاجر کا اسکے مرنے پر۔
۱۸۵	تفسیر قول حکیم سنائی رح
۱۹۰	رجوع بحکایت تاجر۔
۱۹۱	پنجرہ سے نکال کے باہر ڈالدینا طوطی کو۔
۱۹۲	وصیت کرنا طوطی کا خواجہ کو اور اڑجانا۔
۱۹۳	بیان مضرت تعظیم خلق اور انگشت نما ہونا۔
۱۹۷	تفسیر قول حکیم سنائی قدس سرہ۔
۱۹۸	داستان بہ پیشگی کی کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں فاقہ کے دن گورستان میں خدا کیواسطے چنگ بجاتا تھا۔
۲۰۱	تفسیر من کان للہ کان اللہ لہ۔

صفحہ	مضمون
۲۰۳	پروردگار کو تمھارے زمانہ کے دنوں میں نفحات ہیں خبردار ہو جاؤ پس پیش آؤ اُن نفحات کی طرف۔
۲۰۹	سوال حضرت عائشہ صدیقہ کا رسول صلعم سے کہ آج باران برسا اور آپ گورستان کو گئے پھر کیونکر کہیں کہ نہیں گئے تفسیر قول حکیم سنائی رح۔
۲۱۱	
۲۱۲	معنی اس حدیث میں اعتنموا برد الربیع فانہ یعمل بالدنکم کما یعمل بالشجار کم وجنبوا برد الخریف فانہ یعمل بدانکم کما یعمل بالشجار کم۔
۲۱۴	پوچھنا حضرت صدیقہ رض کا آنحضرت سے کہ آج کے مینہ میں کیا بھید تھا
〃	باقی قصہ مطرب چنگی اور بیان اسکے اخلاص کا۔
۲۱۷	خواب میں کہنا ہاتف کا عمر رض سے کہ اتنے درم بیت المال سے لے اور اس چنگی کو جو گورستان میں سوتا ہے دے۔
۲۱۸	نالہ کرنا ستون حنانہ کا آپکے فراق میں اور سننا رسول مقبول کا وہ نالہ صبر نہ کرنا اور مکالمہ کرنا اُسکے ساتھ۔
۲۲۲	بائین کرنا سنگریزہ کا ابوجہل کے ہاتھ میں اور گواہی دینا حضرت رسالت پناہ
〃	اختتام قصہ مطرب کا اور پیغام بھیجنا امیر المومنین عمر رض کا جو کچھ ہاتف نے اُنکو آواز دی تھی۔
۲۲۵	پھیر دینا عمر رض کا پیر کو مقام گریہ ہستی سے مقام تفرق نیستی کو
۲۲۷	تفسیر دعا کی کہ دو فرشتے ہر روز سر بازار ندا کرتے تھے۔
۲۲۸	قربانی کرنا سرداران عرب کا بامید قبول کے۔
۲۲۹	قصہ اُس خلیفہ کا جو اپنے عہد میں سخاوت میں فرق لیگیا تھا
۲۳۰	قصہ ایک اعرابی محتاج کا اور بیان اُسکی عورت کا نسبت ملک محتاج کے
۲۳۱	منور ہونا مریدوں محتاج کا اور تشبیہ ساتھ مریدوں کے اور انکو شیخ واصل جاننا اور نقد کو نقد نہ جاننا اور نہ معلوم کرنا۔
۲۳۳	اس بیان میں کہ بہت کم ہوتا ہے کوئی مرید مدعی حضور میں اعتقاد کرے سچ کے ساتھ۔
〃	صبر فرمانا اس اعرابی کا اپنی عورت کو۔
۲۳۵	نصیحت نکلی شوہر کو کہ اپنے چلن اور ٹھکانے سے بڑھکے بات نہ کر
۲۳۷	نصیحت مرد کی عورت کو کہ فقیر و نکو خواہ مت جان۔

	مضمون
۲۳۹	اس بیان میں کہ جنبش ہر کسی کی اسکی اصل سے ہے۔
۲۴۲	مراعات زن کی شوہر کے ساتھ اور اپنے کہنے سے استغفار کرنا
۲۴۵	اس حدیث کے بیان میں جو فرمائی ہے انہ لیغلب العاقل مغلوب الجاہل بیشک عورتیں کبھی کبھی جاتی ہیں عاقل پر اور مغلوب ہو جاتی ہیں جاہل سے
〃	تسلیم کرنا مرد کا آپکو محکوم نہیں اور اُسکے اعتراض کو اشارہ جنس کا جاننا
۲۴۶	اس بیان میں کہ موسیٰ اور خضر عون دونوں مسخر ایک شیت کے ہیں۔
۲۴۹	سبب حیران شقیا کہ خسر الدنیا والآخرہ یعنی زیانکار ہوا دنیا و آخرت کا
۲۵۱	حقیر دیکھنا دشمنوں کا صالح اور صلاح کے ناقہ کو۔
۲۵۶	معنی اس آیت میں مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان۔
۲۵۹	در معنی آنکہ جو کچھ دلی کامل کہے مرید کو نہیں چاہیے کہ گستاخی کرے
۲۶۱	خلاصہ ماجرائے اعرابی اور اسکے جفت کا۔
۲۶۳	راضی ہونا اعرابی کا عورت کی التماس پر اور مبالغہ کرنا کہ محکوم اس تسلیم میں کوئی حیلہ اور امتحان نہیں ہے۔
۲۶۷	مقرر کرنا عورت کا طریق تلاش روزی اور مان لینا شوہر کا۔
۲۶۸	تحفہ لیجانا اعرابی کا سبو آب باران کا بادیہ سے بغداد کو خلیفہ کے پاس اس گمان سے کہ وہاں پانی کا قحط ہے۔
۲۷۰	ندے میں سینا عورت کا سبو کو اور اُسپر مُہر لگانا۔
۲۷۱	اسکا بیان کہ جیسے گدا عاشق کرم کا ہے کرم عاشق گدا کا ہے۔
۲۷۲	فرق اس بات کا ایک تو فقیر بھی خدا کا ہے اور تشنہ اور مشتاق بھی خدا کا اور ایک فقیر خدا کا ہے اور تشنہ غیر کا۔
۲۷۴	پیش آنا نقیبوں دربانوں کا خلیفہ کیواسطے تحفہ اعرابی کے اور قبول کرنا تحفہ اُسکا۔
۲۷۷	مثل عرب فزا زنیت فازن بالحرة واذا مرقت فارقی الدرة۔
۲۷۸	دینا عرب کا تحفہ آپ اپنا ملازمان خلیفہ کو۔
۲۸۰	ماجرا ایک نجومی کا کشتی میں کشتیبان کے ساتھ اور جواب دینا اُسکا
۲۸۱	قبول فرمانا خلیفہ کا اُس ہدیہ کو بکمال نیاز اور سبو کو زر سے بھرنا
۲۸۸	بیان صفت پیر کہ کون ہے اور پیروی اسکی کس طور پر چاہیے۔
۲۹۰	وصیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو۔

صفحہ	مضمون
۲۹۲	حکایت فرد تنی کی کہ اپنے جسم پر صورت شیر کی بنوائی اور زخم سوزن سے گھبرایا۔
۲۹۴	جانا گرگ در روباہ کا ہمراہ شیر کے شکار کو۔
۲۹۶	کہنا شیر کا گرگ کو بطور متحان کہ اس شکار کا حصہ کر۔
۲۹۸	قصہ اُس یار کا کہ ایک یار کے دروازہ پر گیا۔
۲۹۹	بلانا اُس یار کا یار کو بعد تربیت پانے کے۔
۳۰۰	مُنھ بگاڑنا سخن سے بسبب ملامت سُننے والون کے۔
۳۰۱	ادب کرنا شیر کا گرگ کو بسبب اسکی بے ادبی کے۔
۳۰۲	مقصود حکایت و فضیلت آخر زمانیان۔
۳۰۳	تہدید کرنا نوح علیہ السّلام کا قوم کو کہ مجھسے مت لڑو مین روپوش ہون خدا کا پس بحقیقت خدا سے لڑتے ہو نہ مجھسے۔
۳۰۵	سُبحانا یا وشاہو نکا صوفیون کو توچشم نکی حق سے روشن ہو
۳۰۶	آنا ایک آشنا کا سفر سے واسطے ملاقات یوسف علیہ السّلام کے
۳۰۷	طلب کرنا یوسف علیہ السّلام کا ارمغان اس شخص سے۔
۳۰۹	کہنا مہمان کا یوسف علیہ السّلام کو کہ تیرے واسطے تحفہ مین آئینہ لایا ہون کہ جب اسمین مُنھ دیکھے مجکو یاد کرو۔
۳۱۱	مرتد ہونا کاتب وحی کا اس سبب سے کہ پر توحی کا اسپر پڑا اور اس آیت کو قبل آنحضرت سے پڑھا اور کہا کہ مین محل وحی ہون۔
۳۱۷	دعا کرنا ملعم یا عور کا کہ موسی علیہ السّلام اونکی قوم کو جو اس شہر کو محاصرہ کیے ہین بیمار لوٹا اور قبول ہونا دعا کا۔
۳۱۹	اعتماد کرنا ہاروت کا اپنی عصمت کو ہر فرین مین
۳۲۱	باقی قصہ ہاروت و ماروت و عذاب اُنکا دنیا مین بچاہ بابل
۳۲۲	بیمار پرسی کو جانا ایک بہرے کا جو اسکا ہمسایہ تھا اور رنجیدہ ہونا بیمار کا۔
۳۲۵	اس بات کا بیان کہ پہلے جسنے نص صریح کے مقابل اپنا قیاس لگایا ابلیس تھا۔
۳۲۷	اس بیانمین کہ اپنے حال موجی کو جاہلونسے چھپانا چاہیے
۳۳۱	قصہ دیسوان در چینیون کا صفت نقاشی و صور گری مین۔

صفحہ	مضمون
۳۳۴	پوچھنا رسول مقبول کا زید سے کہ آج تیری کیا کیفیت ہے اور کس حال مین تو سوکے اُٹھا اور جواب اُسکا صبح ہوتا تھا
۳۳۶	باقی جواب زید بن حارثہ کا حضور مین حضرت سالمآب کے
۳۴۰	تہمت لگانا غلامون اور خواجہ تاشون کا لقمان کو کہ یہ سب میوہ خوب کھا گیا۔
۳۴۲	بقیہ حکایت زید با پیغمبر صلعم و جواب آنحضرتؐ۔
۳۴۳	حکایت۔
۳۴۶	کہنا حضرت کا زید کو کہ یہ راز اس سے زیادہ فاش مت کر
۳۴۸	رجوع بحکایت زید رضی اللہ تعالے عنہ۔
۳۵۲	آتش لگنا شہر مین بیچ عہد عمر رضی اللہ عنہ کے۔
۳۵۷	پوچھنا اس کافر کا امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے کہ جب تجھ مجھپر ظفر پائی پھر شمشیر ہاتھ سے کیون ڈالدی۔
۳۵۸	جواب دینا امیر المؤمنین کا سبب بلوا بھیجنیکر نے اور باز رہنے کا قتل سے
۳۶۳	کہنا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا ربادر حضرت امیر کے کہ کان مین کہ امیر تیرے ہاتھ سے مارے جائینگے۔
۳۶۶	تعجب آدم کا فعل ابلیس سے اور عذر لانا اور توبہ کرنا۔
۳۶۹	بقیہ قصہ علیؓ اور آسانی کرنا اپنے خونی رکابدار سے۔
۳۷۰	پانون پڑنا رکابدار کا حضرت امیر کے کہ مجکو مار ڈالو اور اس بلا سے چھڑا دو۔
۳۷۱	اس بات کا بیان کہ حضرت جو طلبگار فتح مکہ کے ہوے مقتضی اسکی جب ملک یمن تھی جبکہ یہ فرما چکے تھے الدنیا جیفۃ و طالبہا کلاب بلکہ یہ طلب فتح بہ امر الٰہی تھی۔
۳۷۴	بیان کرنا امیر المؤمنین کا اپنے ہم نبرد سے سبب اسکے قتل نہ کرنیکا اور مسلمان ہونا اُسکا۔
۳۷۵	خاتمہ دفتر اوّل مثنوی از مولانا رح۔
۳۷۶	خاتمہ شرح مثنوی۔
۳۷۷	خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع۔

بن موصنا مکین و مکان فضل خلاق مین و آن سما

مفتاح کنوز اسرار الٰہی منشور لامع النور معرفت آگاہی گل گلستان طریقت ثمر شاخسار حقیقت اسم با مسمے

اعنی

بوستان معرفت

شرح اردو

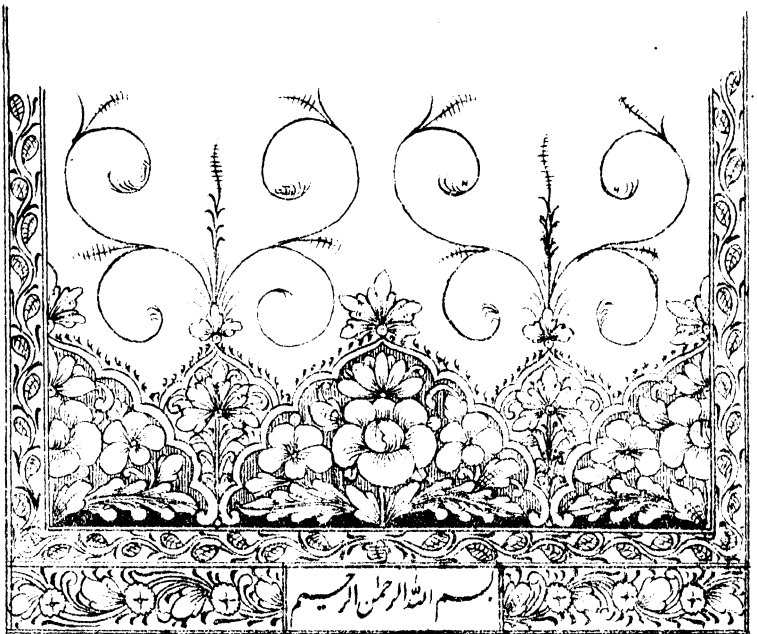
مثنوی مولوی روم

دفتر اول

تصنیف منیف و تالیف شریف عالم ربانی ماہر اسرار یزدانی حضرت مولوی عبدالمجید خانصاحب ساکن پیلی بھیت

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ بہ حسن و خوبی چھپی

اعلان ۔ حق تالیف و تصنیف اس کتاب کا بحق نولکشور پریس محفوظ و محدود ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہو اسی سے دو جہان کی مثنوی ہے ہو وہی ظاہر و وہی اہم معنوی ہے روم و روز و رنگ شب اس سے پدید ہے صفد و مد اسکے ہین دید و شنید ہے قادر مطلق تو انا و قدیر ہے خالق برحق دانا و خبیر ہے خالق الاصباح اس کی اک صفت ہے کاتب الالواح مشکل مرفت ہے خاک مین بیجاے زندہ کو وہی ہے جان بخشے خاک مردہ کو وہی ہے رات کو وہ دن کرے اور دن کو رات ہے ہر نرالی ذات اسکی اور صفات ہے اسکی ہی قدرت سے ہی سارا جہان ہے رنگ اسکا رنگ رو ہے ین و آن ہے ذو الجلال و ذو الجمال و ذو الکمال ہے بیمثال و بیہمال و بے زوال ہے حمد اسکی ہو بجا اس سے ادا ہے جب کہا حضرت نے لا احصی ثنا ہے آن شہ مختار احمد مجتبا ہے جوہر جان و روان انبیا ہے روے انور نور حق سے منجلی ہے پشت پر مہر نبوت ثبت تھی ہے دیکھکر ہر ایک کرتا تھا خطاب ہے ہی نہین کذاب یہ روے صواب ہے سب انھین کے نور سے پھولے یہ پھول ہے اولین و آخرین نفس و عقول ہے ین فضائل چار کے یہ چار در ہے یعنے بوبکرؓ و علیؓ عثمانؓ و عمرؓ ہے حضرت زہرا و سبطین رسول ہے الغرض ہو سب پہ رحمت کا نزول ہے اما بعد ضراعت نشان عبد المجید خان ولد عبد الرحیم خان ساکن حافظ آباد عرض پیش بحسبت گزارش گر ہو کہ در نیولا اس خاکسار کو شوق مطالعہ مثنوی شریف کا پیدا ہوا جو کہ یہ کتاب مشکل ہی حاجت شرح کی معلوم ہوئی چنانچہ بعد تلاش ایک شرح فارسی کی مصنفہ المشہور بی المشارق و المغارب جناب مولوی عبد العلی صاحب مرحوم الملقب بہ بحر العلوم دستیاب ہوئی اور کچھ اجزا شرح اردو موسوم بہ کشف العلوم کے جو مراد آباد مین بالفعل چھپتی ہی ملے کیا کہون جیسی عید مجکو ہوگئی اگر عید

رمضان کہون تو بجا ہوا اور اگر عید قربان تو روا لیکن وائے قسمت بعد معائنہ وہ کیفیت ہوئی جیسے سعدی نے گلستان مین حکایت ایک بھوکے پیاسے مسافر گم شدہ کی لکھی ہو جس نے ایک تھیلی پائی اور گندم بریان سمجھ کے خوش ہوا جب کھولی تو مروارید دیکھ کے کیسا مایوس ہوا آب اگرچہ شرح بحر العلوم مروارید پر آب ہے مملو و مشحون ہر مگر کس کام کی وہ آب تو نہین جس سے میری خاطر عطشان ریان ہو نہ ایسی جس سے میری طبیعت جو عان شبعان ہو یا اور کسی کی خارجی تقریرین طول طویل تو ہین مگر نفس مطلب شعر کی کوئی سبیل نہین مشرح کیا تن سے بڑھ کے ہر آور غلطیان علاوہ ہران اور حضرت کشف العلوم کی یہ کیفیت کہ ایک شعر کے معنی دوسرے دفترین انیس صفحون پر زیب رقم فرمائے کہ ہر صفحہ مین اکیس سطر ایک بالشت لمبی میانہ درجہ قلم کی ہین بھلا طالب معنی کا کیا ٹھکانا الغرض دونون کا یہ حال شعر جب نظر انکے سویدائے رقم پر کیجیے ۔ کہتے ہین بس بس ذرا چکھے ہی سے رکھ دیجیے ۔ ہر چند اہل علم کی قوت بیانیہ کو بڑی دست رس ہے چاہین جیسی طول مقالی کرین لیکن جب آپ ہی لکھین آپ ہی پڑھین آپ ہی کہین آپ ہی سمجھین تو کیا لطف ع بسے گنج زینگونہ در خاک ہست ۔ لاجرم مجکو یہ ہوس ہوئی کہ مین بطرز مختصر نفس مطلب شعر کا بطور حاصل المتن لکھون اور اہل انصاف کے انصاف پر چھوڑون تا شروح موصوفہ کے مقابلے مین ملاحظہ فرمائین اور داد انصاف کی دین کہ سریع الفہم مملو لفوائد عام کون ہو اور عسیر الفہم خالی از مقاصد انام کون کما قال اللہ عز و جل وَاِذَا حَكَمْتُمْ فَاحْكُمُوْا بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ تاریخ شروع تحریر اور اختتام اس دفتر کی ان اشعار سے واضح و لائح ہو ابیات یا الٰہی ہو طفیل جملہ پاکان جہان ۔ عیب سے اور نقص سے پاکیزہ یہ میرا بیان ۔ دے کشش اسکے معانی کو وہ پرتاثیر تو ۔ لائے ہر خاطر کو اپنے ہی طرف دامن کشان ۔ دیکھین ارباب نظر جب اسکو از راہ کرم ۔ ہون دعائے خیر سے حق مین مرے گوہر فشان ۔ بوستان معرفت ہو نام اور تاریخ بھی ۔ ابتدا تحریر کی اسکے بلا شک و گمان ۔ ختم کی تاریخ جا تو چشمۂ نہر بہشت ۔ مختصر مرغوب از بس دلپذیر و دلستان ۔ ہو جہان مین جبتلک امن و امان کا سلسلہ ۔ حاسد و بدگو سے یارب یہ ہو اور امن و امان ۔ کیا عجب جو فضل سے اپنے کرے رب مجید ۔ اسکو ہدیہ ارمغان سوغات و تحفہ نور جان ۔

آمین یا رب العالمین فقط



بسم اللہ الرحمن الرحیم

قولہ بشنو از نی چون حکایت میکند ۔ از جدائیہا شکایت میکند ۔ کز نیستان تا مرا ببریدہ اند ۔ از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند ۔ چون کہ چون یعنی چگونہ از مصرعہ ثانی مین تفسیر یہ ہی کاف بیان تا توقیت کا نفیر فریاد و آواز المعنی پہلے شعر مین مولانا رح ہر کسی کو مخاطب فرما کے تحریص و تحریض تلاش و جستجو اصل و مبدا کی جو لمحوجب نفخت فیہ من روحی کے ذات پاک حضرت باری عز اسمہ کی ہی فرماتے ہین اور بایرا لفظ فی اس معنی کو اس لیے جتاتے ہین کہ ذرانی کی طرف توجہ ہو اور اسکی صورت و صدا پر کان لگا کیسی حکایت و شکایت کر رہی ہی کہ جب سے مجکو نیستان سے جو میرا منبت و ماوا ہی اور اصل و نژاد جدا کیا ہی اسکی یاد مین ایسے درد و سوز صادق کے ساتھ نالان ہون جسکے اثر سے تمام مرد و زن موثر ہوکے زار و گریان ہوتے ہین بس اے مخاطب خبردار ہو بڑے حیف کی بات ہی کہ نی جو ایک چوب خشک بیجان ہی اپنی اصل کی مہاجرت سے ایسے نالے سوزناک کرے کہ آپ بھی روئے اور ونکو بھی رولائے تو انسان اشرف المخلوقات ہوکے ایسا غافل و عاطل رہے اور اپنی اصل کی طرف رجوع نہ کرے حالانکہ فرمایا خداوند عز و جل نے منتہی المبدا و الیہ المآب جو کہ اہل اللہ اور کاملین ہر چیز سے عبرت و خبرت حاصل کرتے ہین اور راز و اسرار نکالتے ہین مولانا رح نے فرمایا ہی یہ بات پیدا کی الخلاف واضح ہو کہ شرح فارسی جو حضرت بحر العلوم کی ہی اور اورنگ آبادی جسکا نام کشف العلوم ہی دونون مین و زجدا ایہما مع واو عطف بلکہ شرح اردو مین و ز نفیرم بھی با لعطف لکھا ہی اور مین نے دونون جگہ بعض کتب مین واو نہین پایا نہ مجکو واو پسند ہی اول مین تو مجکو عطف سے تفسیر زیادہ پسند ہی یعنی وہ حکایت کیا ہی جدائیون کی شکایت ہی اور دوسرے

شعر مین عطف کرنے سے دونون مصرعے شرط ہو کے معلق رہ جائینگے اور جزا نہین ہوگی مین پھر کیسے صحیح ہوگا فارسی کی شرح مین
فی سے مراد مرد کامل اور قلم اور خود فی اور ذات مولانا رح سے لیکر طول طویل تقریرین لکھی ہین اور شارح اردو تو
اسکے خوشہ چین ہی ہین مگر مین اتنے ہی معنی لکھنا چاہتا ہون جو ذات شعر سے پیدا ہون اور طالب معنی سمجھ لے
کہ یہ کیا تھوڑا ہی ہے یہ شرح کو تلاش معنی مین اٹھائے اور دیکھے اور فوراً رکھدے کہ مشکل ہی اور پھر دیکھنے کا قصد بھی نکرے
نہین بڑون کی بڑی باتین ہوتی ہین کہان تک اپنی طبیعت گھٹائین اور اس کا زور نہ دکھائین قولہ سینہ خواہم شرحہ
شرحہ از فراق ۔ تا بگویم شرح شوق و اشتیاق ۔ شرحہ شرحہ بالفتح پارچہ پارچہ المعنی یہ بھی قول فی کا ہی ہے
جیسا کہ میرا سینہ شوق و اشتیاق وطن و ماوا سے سوراخ سوراخ ہو رہا ہی ایسا ہی تو فی سینہ پارہ پارہ درد
فراق سے چاہتی ہون تا مناسب اپنے سمجھ کے اس سے شرح شوق اشتیاق کی بیان کرون ورنہ جیسا کہ کہا ہی شعر
گفتن از زنبور بے حاصل بود ۔ بایکے در غرغرہ ناخوردہ نیش ۔ شرحہ شرحہ اور شرح مین تجنیس زائد ہی فراق اور شوق و
اشتیاق تینون باہم مناسب مع صنعت اشتقاق الخلاف شارح فارسی لکھتے ہین یا یہ مقولہ فی کا ہی جو انسان کامل
مراد ہی یا مقولہ مولوی کا ہی اور معنی دونون کی طرف سے یہ کہ اپنے سینے کو پارہ پارہ فراق و ہجر سے چاہتا ہون
کہ درد طلب سے کسی وقت خالی نہو تا طالبون کے سامنے شرح درد اشتیاق کی کرون اور اسی کے متعلق شارح
اردو کے ہین انتہی اول تو یہ کہ احتمالات مجکو خوش نہین آتے جسمین کہنے والا کہ سکتا ہی ع او خویشین گم ست کرا رہبری کند ۔
جب ایک بات کو مستقل ہو کے جان لیا پھر پایا کیا اپنا شک ظاہر کرنا دوسرے کو شک مین ڈالنا فی کا لفظ کیا کم ہی جو
مرادی معنی ڈھونڈھتے پھرین مین نے تو خاص اسی لفظ فی کو بموجب یک دیگیر محکم گیر کے اختیار کیا ہی اور امید ہی کہ
اخیر تک مع ربط سیاق کلام کے نباہ دون گا نہ بیل گا ہے چنین گا ہے چنان کے کبھی کچھ کہدیا کبھی کچھ کہدیا اور معنی
بھی زر اغور کے قابل ہین کہ سیاق سباق کلام سے مربوط ہین یا نہین اسواسطے کہ ہمیشہ قاعدہ یہ ہی کہ دیکھا اپنا دکھ
کہنے کیواسطے دیکھا کو ڈھونڈھتا ہی نہ از خود دیکھا بنتا ہی کہ دکھ سننے والون کو سنائے چنانچہ میری فہم مین یہی بات شرح
کے معنی سے مترشح ہی اور جو خود ہی ایک اعتراض لکھا ہی مجھے کیا غرض کیا خوب حضرت سعدی نے فرمایا ہی ع مرا از انچہ
کہ پروانہ خویشتن بکشد ۔ قولہ ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش ۔ باز جوید روزگار وصل خویش ۔ المعنی مولانا رح فرماتے ہین
دیکھو تو کیسے شوق و اشتیاق اصل مین کہہ رہی ہی کہ جو کوئی اپنے اصل سے ٹھکانے سے دور پڑتا ہی ہمیشہ اسی دھیان خیال مین
رہتا ہی کہ کب ہو کہ مین پھر اپنی اصل سے وصل ہو جاؤن تا درد فراق سے چھوٹ جاؤن الصدا لصدا کیسی اس فی کے پردے مین
تنبیہ و تعلیم فرما رہے ہین کہ یاد کر اسوقت کو جو زمان وحدت تھا کہ نہ جسم تھا نہ آدم کہ گنتی تھی نہ دوئی اور یہی تیری اصل تھی
اسی سے تجکو فصل ہوئی ہی بس اسی کے وصل کا طالب ہو الخلاف شارح فارسی نے وہی انسان کامل یا مولوی مراد
لی ہی اور تقریر معنی کی لکھی ہی قولہ من بہر جمعیتے نالان شدم ۔ جفت خوشحالان و بدحالان شدم ۔ یہ مقولہ بھی فی کا ہی

کہتی ہر کہ مین مشتاق و دراقتادہ شوقمند اپنے اصل کی اس خیال سے کہ شاید کوئی شائق کہین نظر آجائے ہر جلسہ اور
مجمع مین نالان ہوئی اور خوشحالون اور بدحالون دونون فریق کی جنت بنی خوشحال بدحال باہم متضاد ہین چاہے جن متضادین
سے مراد لیجائے مثلاً عام کہ ان کے یہان اور باجون کی طرح ذکر بھی کبھی ہر یا فقرا کہ اکثر خود بھی بجاتے ہین اور سنتے بھی
ہین یا دقیق پوش وحدہ کوش سماع نیوش یا رندمکار پرجوش وخروش سب کی جنت بنی اور سب سے آمیزش کی
خبر اسکی شعر آیندہ ہی شارح فارسی نے بموجب شملہ بمقدار حلم کے اپنی دریاے طبیعت کے موافق تقریر معنی کی تحریر کی ہی
اور مین پہلے ہی عرض کرچکا ہون کہ نفس مطلب شعر کا قابل فہم آپ جیسون کے لکھون گا اور میرے نزدیک نفس مطلب ہی
اصل ہر مثل اس قول کے بدا المقدار یحک وما ادعلیہ فانت حاملہ قولہ ہر کسے از ظن خود شد یار من ٭ وز درون من
نجست اسرار من ٭ المعنی یہ شعر خبر ہی اگلے شعر کی کہ مین ہر مجمع جلسہ مین نالان ہوئی اور ہر کوئی اپنے ظن وگمان کے موافق
کہ ان خیر الخیر ان شر الشر میرا یار و موافق ہوا اور اپنے اپنے مطلب کی بات سن لی سمجھ لی لیکن میرے اسرار و دردی
کو ہرگز کسی نے نہ جانا اور اسکا طالب کوئی نہوا نہ واقف اور وہ اسرار اسرار عشق ہین جس سے آسمان وزمین اور پہاڑ
ہر شق ڈر گئے اور کانپ اُٹھے الخلاف شارح فارسی نے تقریر اسکی لکھی ہر لیکن اب نہ وہ انسان کامل ہر نہ مولوی
خدی خدی باتین ہین جدا جدا رنگ اور مین وہی نی کو لیے جاتا ہون ع ہست مطرب بران ترانہ ہنوز ٭ قولہ سر من از نالۂ
من دور نیست ٭ یک چشم و گوش را آن نور نیست ٭ اور پر جو کہا ہر کہ میرے دل کا بھید کسی نے نہ ڈھونڈھا پس اگر
کوئی کہے کہ تیرے دل کا بھید کیسے ڈھونڈھین اور کہان پاہین اسواسطے کہتی ہر کہ یہ نالہ ہی مبر امیرا بھید ہر اس بھید سے
الگ نہین اسلیے کہ نالہ بہ بینہ عشق سے ہر اور عشق ہی بھید گر کیا کرون کہ تیرے چشم وگوش کو اسکی دیدشنید کا نور نہین ملا نہ اس
نالہ کو تو سن سکتا ہر نہ اس بھید کو تو دیکھ سکتا ہی یہ کام تو اہل باطن کا ہی نہ ظاہر بینون کا جو مقید صوت ونوا کے ہین الخلاف
شرح فارسی مین بہت کچھ لکھا ہر جسکا جی چاہے دیکھے سمجھے اور مین تو بسودا سے خود خوشم ع کس کام کا وہ گل ہر کہ جس
گل مین بو نہین ٭ قولہ تن ز جان وجان ز تن مستور نیست ٭ لیک کس را دید جان دستور نیست ٭ المعنی یہ
شعر دلیل وتمثیل اس بات کی ہر جو کہتی ہر کہ چشم وگوش تو اس بھید کی دیدشنید کا نور ہی نہین دیا یعنی سب جانتے ہین
کہ جان تن سے تن جان سے مستور و پوشیدہ نہین ظاہر نمود جان کی تن سے اور وجود تن کا جان سے ہر لیکن حکمت
حکیم برحق نے یہ قاعدہ اور دستور ہی جاری نہین کیا کہ کوئی دید جان کا کرسکے اور بچشم ظاہر مثل اور اشیا کے دیکھلے
اور اس بھید کا بھی تعلق جان سے ہر پھر کیسے نظر آئے تن اور جان دید دست دستور مین سب مراعات
ہین قولہ آتش ست این بانگ نائے نیست باد ٭ ہر کہ این آتش ندارد نیست باد ٭ نائی مین یا سند نسبت
کی ہر جیسے طائی مین نہ فاعلیت کی یعنی نی نواز المعنی یہ مقولہ مولانا رح کا ہر کہ یہ بانگ جو نی سے نسبت رکھتی ہر ایک
آگ ہر جس سے لوگ دور و دور بھاگتے ہین نہ ہوا کہ جس سے خوش ہوتے ہین مگر ہے ایسی آگ کہ جس مین

یہ آگ نہو وہ نیست ہوجاے تو اچھا اسلیے کہ وجود اسکا محض عبث اور نکما ہی ہوا تو کیا نہوا تو کیا جیسا کہ غنیمت نے کہا ہی
ع دل بے عشق در عالم مبادا الخلاف شرح فارسی مین ناے بمعنی نی نواز کے لکھا ہی کہ انسان کامل ہی اور
آگے وہ تقریر فارج جسکی لفظ ہی شعر مین نہین اور اس جملے کے معنی جو نیست باد ہی نیست و فانی ہوجاے وجود بشری
سے فنا یہ آگ حاصل ہوجاے اور عاشق کامل بنجاے اور یہی معنی حضرت کشف العلوم کے ہین مع زیادتی اتنی بات
کے کہ مولانا کی شان سے دعاے بد بعید ہی اسواسطے نیست باد سے مراد یہ ہی کہ عشق اسکو ہوجاے انتہی مین نے تو
خدا کے فضل اور توجہ روح پر فتوح حضرت مولانا رمز سے بموجب ع سپید از سیہ فرق کردم جو فجر ہا کے اپنے معنی
نکال لیے ہین اور سے غرض نہین وہ یہ کہ ناے بمعنی نی نواز کے ایسا ہی جیسے محدثین مین کوئی غیر گھس پڑا اور مخل ہوگیا
اور نیست باد سے نہ اسکی فنا مقصود ہی نہ اسکو عشق مل جانا مقصود یہ سب کچی باتین ہین بلکہ خساست و دنائت
بے عشق ہونے کی منظور ہی جیسے سعدی نے فرمایا شعر چنین آدمی مردہ بہ ننگ را کہ بروے فضیلت بود ہنگ را
اور دوسری جگہ فرمایا شعر بدل گفتم ای ننگ مردان بمیر کہ کودک رود پاک و آلودہ پیر ہا مجکو تو موافق اپنی طبیعت
کے صحیح پوچ کے کہ ادب زبان پکڑے لیتا ہی حضرت بحر العلوم سے تعجب ہی نہ کشف العلوم سے کہ یہ تو انھین کے زلہ بر ہین
کیین بطور من ہم کے قدم بقدم ہا اللہ اللہ لا تقولوا الا بالحق قولہ آتش عشق ست اندر نے فتاد ہا جوشش عشق ست
کا اندر می فتاد ہا المعنی یہ تائید شعر صدر فرماتے ہین کہ یہ جو ہمنے کہا کہ بانگ نی کی آتش ہی بیشک آتش ہی اور آتش بھی
عشق کی جسکی صفت مین کہا ہی ع ریزۂ آذر بجہنم اندر و بان انداختہ ہا یہی آتش نی مین پڑی ہی اور اسی آتش کی
جوشش مرنے پائی ہی جو ایسی بیخود اور مست کرنیوالی ہی کہ ہنگام ہوش و روح نشہ نہ سرکا ہوش چھوڑتی ہی نہ پاؤن کا نہ ننگے کا
نہ ڈھکیکا الخلاف شارح فارسی نے بہت معنی طویل لکھے ہین آخر بحر علوم بھی تو ہین اگر ہماری سمجھ مین نہ آوین تو
وہ کیا کرین اور ہم کیا کرین کچھ بحر اسکے اور کیا بن آتا ہی شعر بنان خشک قناعت کنیم و جامہ و دلق ہا کہ بار محنت خود
بہ زبار منت خلق ہا جو معنی الفاظ سے پیدا ہون انھین پر صبر کرین شعر گر بود دلبر بخواہ بہ پیش ہا دست توان کرد
در آغوش خویش ہا قولہ نے حریف ہر کہ از یاری برید ہا پردہاے پردہایش پرد ہاے ہا ورید ہا حریف دوست و ہم پیشہ
بریدن جدا ہونا پردہ حجاب و مقامات راگ جسکی ہندی سندری ہی المعنی پھر تفریع صدر فرماتے ہین کہ یہ نی فریق و ہم پیشہ
اس شخص کی ہی جو اپنے یار سے جدا پڑا ہی اور فراق مین مبتلا ہی کس واسطے کہ خود بھی تو درد فراق و جدائی کی شاکی
و باکی ہی پھر بقول سعدی ع رحم ما للغریب سوے الغریب انیس ہا کیسے نہ اسکی حریف ہوگی اور اسی وجہ سے
اسکے پردون نے کہ بسوز و گداز مختلف مقامات سے نکلتے ہین ہمارے پردے پھاڑ دیے یعنی وحدہ وحال مین ڈال کے
فضیحت و رسوا کردیا وہ حجابات مرتفع کردیے جو ما بین محبوب کے اور ہمارے حائل تھے نی اور حریف و یار و پردہ سب باہم مناسب
الخلاف شارح بحر العلوم نی سے وہی مراد انسان کامل لیے چلے آے ہین یہان لفظ نی سے یہی نی ہی مین نے جو ابتدا

نے کو اختیار کیا سو کیا قولہ نیچہ نے زہرے و تریاقے کہ دیدہ ہا نیچو نے دمساز و مشتاقے کہ دیدہ ہا کاف دونوں کو امید ہین ظاہر ہو کہ زہر و تریاق باہم ضد ایک دوسرے کی ہین والضدان لا یجتمعان مگر یہ کچھ عجب شے ہی جس مین زہر و تریاق اور دمسازی و مشتاقی دونون باتین جمع ہین زہر اس اعتبار سے کہ عاشق صادق جب حال و وجد مین ہوتا ہی اُس وقت مین اسکی بانگ و نوا اُسکے دل و جگر مین کام زہر کا کرتی ہی کہ پارہ پارہ کر دیتی ہی اور اس حال کی دمسازی تب ہی اور جب وہ اپنے مقام پر ورود وارد ات تجلیات سے مطمئن اور ساکن ہوتا ہی یہ اسکو اور زیادہ مسکینہ و طمانینت بخشتی ہی اور شوقمند کرتی ہی و واضح ہو کہ حال پر ہر وقت قیام ہونے سے مقام ہو جاتا ہی حال اُس سے بڑھکے ہوتا ہی ایسے ہی جو بڑھتا جاتا ہی وہ حال ہی اور جو ٹھہرتا جاتا ہی مقام ہوتا ہی زہر و تریاق اور دمساز و مشتاق باہم متضاد اور شعر صنعت ترصیع مین ہی قولہ فی حدیث راہ پرخون مے کند ہا قصہاے عشق مجنون می کند ہا راہ پرخون راہ صعب گذار المعنی حضرت مولانا بہ تطبیق شعر سابق کے فرماتے ہین کہ یہ بانگ و نوا نی کی محض سوت و صدا نہین بلکہ ذکر و بیان راہ دشوار گذار عشق کا ہی جسکے قدم قدم پر فرش خون عاشقون کا بچھا ہی اور ساری راہ پر رنج و خون - اور مجنون جیسے عاشقون کے قصے کرتی ہی جنھون نے آپ کو ذات محبوب مین مٹا کے فنا کر دیا اور اُس سے وصل ہو گئے جیسے مجنون نے لیلی کہا حدیث و قصہ اور عشق و مجنون باہم مناسب غرض کہ طالب ان سب مراتب کو اُس سے پہونچتا اور حاصل کرتا ہی بخلاف حضرت بحر العلوم کی شرح مین اس جگہ پانچ شعر اکٹھے لکھے ہین مگر معنی فقط اسی ایک شعر کے زیب رقم فرمائے جانے سے کیون اغماض فرمایا ایسے بھی تو نہین جو قابل لکھنے کے نہون الحق ع ہر کسے مصلحت خویش نکوے داند ہا قولہ دو دہان دارم گویا ہیچ نے ہا یک دہان پنہان ست در بہاے وے ہا یک دہان نالان شدہ سوے شما ہاے ہوی در نگندہ در سما ہا لیک داند ہر کہ او را منظرست ہا کین فغان این سرے ہم زان سرست ہا دمدمہ در ناے از دمہاے اوست ہا ہاے ہوے روح از بہاے اوست ہا منجملہ پانچ شعرون کے جا یہ ہین ایک اوپر ہو گیا سماع منظر بالفتح آسمان منظر بالفتح خوشنما و چشم و روے دمدمہ بفتح ہر دو دال ضرب و آواز نقارہ و نقارہ ہاے ہو و شور و غوغا ہی کلمہ تنبیہ و تحسین و زجر و افسوس ہاے آخر کلمہ مین افادہ منے جمع کا کرتا ہی بس بہاے جمع ہی کی ہی ناے فی حلقوم المعنی مولانا رح فرماتے ہین ہمارا اور نی کا ایک حال ہی اُسکے بھی دو دہن ہین ہمارے بھی دو دہن ہین ایک دہن اُس کا ناے کے لبون مین چھپا رہتا ہی ہمارا بھی دہن نی نواز حقیقی کے زیر لب ہی اور ایک دہن مخلوق کی طرف ہی جو آسمان مین ہاے ہوے شور و غل ڈالے ہوے ہی مگر جسکی آنکھین کھلی ہین وہ خوب جانتا ہی کہ اس دہن سے لینے اس سر سے جو آواز ہی وہ بھی اُسی سر کی ہی جو لبون مین ناے کے دبا ہوا ہی اور ناے کہ وہ بانسلی یا حلقوم ہی اُسی کے دمون اور پھونکون سے آواز کر رہی ہی اور اُنھین دمون کے پھونکون اور بہاے لینے آگاہیون سے ہاے ہو روح کی ہی سے لینے روح نیضیا ب ہی پہلے شعر مین دہان اور گویا اور نی بمعنے حلقوم اور لب سب متناسب یک دیگر شما سما نوعے تجنیس

اور فلان وہاست موجود ہے وہاں تجنیس زائد الخلاف شرح فارسی مین بجاے لیک واندکے وارند غلط ہے نہ ان اشعار کے معنی سمجھے ہین قولہ محرم این ہوش جز بیہوش نیست ؛ مر زبان را مشتری چون گوش نیست ؛ مشتری بالضم خریدہ محرم واقف راز المعنی شعر صدر مین جو لفظ نہیں ہے کلمہ تنبیہ مبنی خبردار کرنے کے واقع ہے اسی کی طرف اشارہ ہوش سے کیا ہے اور بیہوش وہ لوگ جن کی صفت مین سعدی رح نے فرمایا ع پریشندہ عقل و پراگندہ ہوش ؛ بس فرماتے ہین کہ اس نہیں کا ہوش انھین بیہوشون کو ہے سوا ان کے کوئی واقف اس راز و اسرار کا نہین جیسے تمامی اعضا مین گوش کی طرح کوئی اعضا خریدار زبان کا نہین وجہ اسکی ظاہر ہے کہ جب گوش خریداری زبان کی نہین کرتا ہے تو زبان بیکار یعنی گنگ ہوتی ہے اس لیے کہ بہرا مادرزادی گونگا ہوتا ہے بس بیہوش ہے اس کے سننے کو سراسر گوش بنا ہوا ہے ہوش گوش زبان محرم مشتری برعایت یکدیگر نہایت مناسب الخلاف شرح فارسی کا ترجمہ محرم اس راہ پرخون کا سوائے اس شخص کے نہین جو بے شعور ہو گیا غیر سے بلکہ ہر چیز مین محبوب کو دیکھتا ہے جیسا کہ خواہندہ زبان کے سوائے گوش کے نہین کہ سننے والا کلام زبان کا ہے انتہے پانچوان شعر ہے جسمین راہ پرخون تھا اور درمیان مین اور ذکر اس سے مختلف ہو گئے اور پھر یہ لوند کا سا مہینا آ کو واسوا اس کے مولانا رح نے ہوش کہا ہے ہوش وراہ سے کیا مناسبت اور دوسرے مصرع کے معنی بھی موجود مگر میری مجال کہان کہ بحر العلوم کے معنی مین لب خشکی طبیعت کی ظاہر کروں البتہ لکھ ضرور دیے ناظرین خود نیک و بد دیکھ لین گے شعر چو کارے بیفضول من برآید ؛ مرا در روے سخن گفتن نشاید ؛ قولہ گر نبودی نالہ فریاد اثر ؛ نے جہان را پر شکر کردی از شکر ؛ المعنی فرماتے ہین کہ نالہ کسی کا خوش آیند نہین ہوتا ہر کوئی نالہ سے گھبراتا ہے بخلاف نالہ فریاد کے اس مین وہ تاثیر و اثر ہے کہ تمام جہان اسکی لذت سے ایسا بھرا ہے کہ گویا شکر سے پر ہے اور کسی کا جی اس شکر سے بیزار نہین ہوتا ہے نہ بھرتا ہے نبودی نالہ نے نکردی چاردون مین سر کلمہ نون کہ صنعت ہے اور برعایت نے شکر الخلاف شرح فارسی مین بجاے اثر کے ثمر لکھا ہے مجکو اثر یاد تھا مین نے اپنی کتاب مین بے تامل بنا دیا دوسرے کوئی فی ثمر دار نہین ہوتی پھر مولانا رح ایسی انہونی شے کیسے ذکر کرتے ہین تو کیا کروں اس حکم سے مجبور ہون شعر اگر بینم کہ نابینا وچاہ ست ؛ وگر خاموش بنشینم گناہ ست ؛ اور کچھ معنی نہین لکھے قولہ در غم ما روزہا بیگاہ شد ؛ روزہا با سوزہا ہمراہ شد ؛ روزہا گر رفت کو رو باک نیست ؛ تو بمان ای آنکہ چون تو پاک نیست ؛ بیگاہ شام گاہ صبح المعنی یعنے مدتون دن دن بھر شام تک غم اور سوز و گداز عشق مین ہمارے شریک و ساتھی رہی اور مثل ہمارے نالہ و افغان کرتی رہی کہ ایک عمر تیر ہو گئی مگر پھر تعریضاً فرماتے ہین کہ اگر عمر تیر ہو گئی تو ہو جاے کچھ پروا نہین تو قائم رہے کہ تجھ سا کوئی پاک نہین یہ دعا سے کے حق مین ہے الخلاف شرح فارسی بحر العلوم مین اس روز سے مراد وقت لی ہے اور کہین ابن الوقت اور کہین مراد خدا تعالے سے لی ہے انتہی ہوگا مگر مین تو یہ ضرور ہی

کرتا ہون کہ ایسی لفظ سے مرادی وغیرہ معنی نہ لائین بطور ملا کے نہین لکھتا کہ ذرا بگڑنے مین شیخ چلی کا سا بنا دیا گھر بگڑ ملجاے اور ع بدندان گزید از لب بدین ؛ قولہ ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد ؛ ہر کہ پیرو زیست روزش دیر شد ؛ و رنیابد حال پخت ہیچ خام ؛ پس سخن کوتاہ باید والسلام ؛ جز بمعنی غیر دیر شدن تمام ہونا خراب ہونا اب فوت شدن کے معنی مین مستعمل ہی المعنی مولانا رح فرماتے ہین کہ تمام مردم عالم کے تین قسم ہین ایک بصفت ماہی کہ ہر وقت اسکے دریاے عشق مین مستغرق ہین اگر اس سے علحدہ ہون تو ماہی کی طرح زندگی سے برکنار پڑین دوسرے جز ماہی یعنی غیر ماہی کہ وہ عباد و زہاد ہین کہ تھوڑے پانی سے سیراب ہوگئے بخلاف پہلے فرقہ عشاق کے کہ فرات مین ہین اور مستسقی تیسرے بیروزی جنکو ہم اس یم سے عطا نہوئی وہ کفار و فساق ہین پس تینون قسم مین اولین کا کہنا کیا السابقون السابقون اولئک المقربون اور ثانی بھی اچھے مگر تیسرے بیروزی بے نصیب محض ارکان خراب و فوت ہوا یعنی عراب فرماتے ہین تیسری قسم والے تو خارج ہوئے رہین پہلی دو قسمین ان دونون مین پہلی قسم پختہ ہی دوسری خام پس یہ خام ان پختہ کا بھید کیسے پاسکتے ہین اور ان کے اسرار سے کیسے واقف ہوسکتے ہین کہ کنارے گئے اور حلقو و حلقو سے سیراب ہوگئے اور وہ فوق تک کے رہنے والے چھچھیا فائدہ جو طول مقال کرون بہتر یہ ہی کہ سخن کوتاہ کرون اور ان کی خدمت مین سلام بجالاؤن تا ہی و اب برعایت یکدیگر رو بیروزی اور پختہ و خام متضاد قولہ بادہ و جوشش گدا ے جوش ماست ؛ چرخ و گردش اسیر ہوش ماست ؛ المعنی تجھ بتامید شعر صدر فرماتے ہین کہ جو پختہ ہین انکا یہ حال ہی چنانچہ منجملہ ان کے ایک ہم ہین ایسے ہوش و خروش کے بھرے کہ شراب جو ایک بڑی پرجوش چیز ہی وہ اپنے جوش مین گدا ہمارے جوش کی ہی اسی سے کچھ مانگ لیگئی ہی اور چرخ گردش وسیہ مین اسیر ہی عاشق ہمارے ہوش کا ہی یعنی جان کا کہ اس کی سیر و گشت پر فدا ہی جیسا کہ حضرت نظامی رح نے اسکی قوت سیر و گشت کی صفت مین فرمایا ہی شعر چو شاید کہ جانہاے مادر دمے ؛ برآید بہ پیرامن عالمے ؛ بادہ اور جوش چرخ و گردش مراعات یکدیگر شرح فارسی مین کچھ معنی اسکے نہین لکھے بلکہ چار شعر اسکے بعد اور ہین وہ بھی محض معرا چھوڑے قولہ بادہ از ما مست شدنی ما از و ؛ قالب از ماست شد فی ما از و ؛ قالب جسم خاکی المعنی تامید شعر بالا پھر فرماتے ہین کہ ہم وہ مست و مخمور شراب عشق کے ہین کہ شراب کو جو کچھ مستی و مدہوشی ہی ہمین سے ملی ہی اور ہمین سے مست ہوئی ہی اور قالب ہمسے ہست ہوا نہ ہم اس سے مخفی نہ رہے کہ قالب سے مراد قالب آدم علیہ السلام کا ہی اسلیے کہ اول قالب وہی ہی نوع بشر مین جو نفخت فیہ من روحی سے ہست ہوا کہ وہ نفخہ ہم تھے باعتبار وحدت الوجود کے اختلاف شرح فارسی مین جس کو سب شارحون کا پیرمغان بتاتے ہین دونون شعر کے معنی نہین لکھے اور کیسے سنر ہین اب کیا ؛ اینٹ ماٹی خشت گل ؛ کے معنی لکھین گے قولہ بر سماع راست ہر تن چیر نیست ؛ طعمہ ہر مرغکے انجیر نیست ؛ سماع بفتح سین دین مجازاً بمعنی رقص و سرود و وجد راست سچا اور ٹھیک و ناحیہ مقام موسیقی چیر بیاے معروف غالب و دیر طعمہ یک خوراک مرغ مرغک مین کاف تصغیر تحقیر کا ہے المعنے

چونکہ اوپر کے اشعار سے ذکر مستی و شور عشق کا چلا آتا ہی اور سماع بھی منجملہ اسی قسم کے ہی لہذا فرمایا کہ سماع راست یعنی سچی اور ٹھیک پر ہر شخص دایر نہین ہی نکلا ہوا سواسطے کہ سماع راست بڑی زبردست شی ہی ہر شخص متحمل اسکا نہین ہو سکتا جیسے بخیر طعمہ ہر مرغ حقیر ناچیز کا نہین ہو سکتا راست کے لفظ مین ایہام ہی بنظر تمام مقام مناسب سماع و بمعنی صدق نیز یہ شعر بھی شرح فارسی سے مبرا ہی قولہ بند بگسل باش آزاد اے پسر ۔ چند باشی بند سیم و بند زر ۔ المعنی فرماتے کہ تو جو سماع راست پر چیرہ و غالب نہین ہی کیسے ہو تیرے پانون مین تو زنجیر محبت حرص و آز سیم و زر کی پڑی ہوئی ہی تجکو یہ سماع کیسے نصیب ہو لہذا اس بند کو توڑ کے آزاد ہو جا اسمین کب تک مقید رہے گا قولہ گر بریزی بحر را در کوزہ ۔ چند گنجد قسمت یک روزہ ۔ قسمت حصہ و بخش المعنی یہ شعر بطور تفہیم اور تمثیل کے ہی کہ تو سیم و زر کا حریص اور ایسا اُن کے بند محبت مین اسیر کیون ہو رہا ہی بھلا بیش از بخت و پیش از وقت کب ممکن ہی اور بر تقدیر محال یہ بھی ہم نے مانا کہ تو نے ایک دریا اپنے کوزے مین بھر بھی لیا مگر وہ جو کوزہ تیرے ایک دن کے حصہ کا ہی اس مجمع کردہ سے اُس مین ڈال کے تو دیکھ کہ وہ کتنا ہوتا ہی اور کس قدر سماتا ہی وہی تیرا حصہ ہی پھر زیادہ حرص فضول قولہ کاسۂ چشم حریصان پر نہ شود ۔ تا صدف قانع نہ شد پر در نہ شد ۔ المعنی یہ شعر بھی بر ربط شعر بالا دنائت و خساست حرص و حریص مین ہی کہتے ہین کہ کاسۂ چشم حریصون کا کبھی نہین بھرتا ہمیشہ پھیلا اور بڑھا ہی رہتا ہی مگر وہان بقول سعدی ع یا قناعت پر کند یا خاک گور ۔ اور یہ نہین جانتا کہ صدف جب تک قانع نہین ہوتی پر در نہین ہوتی مشہور ہی کہ نیسان کے دنون مین سیپیان سمندر کی منھ کھولے اوپر کو کیے تیرتی پھرتی ہین جس کے منھ مین بوند ابر نیسان کی پڑ جاتی ہی اور وہ منھ بند کر کے قعر دریا کو چلی جاتی ہی وہی بوند موتی ہو جاتی ہی اور جو منھ کھولے رہتی ہین حرص کے مارے بند نہین کرتین وہی خالی بے گوہر رہجاتی ہین ایسے ہی حریص کا حال ہی کہ اپنی حرص سے پر نفع نہین ہوتا بخلاف شرح فارسی مین بجاے کاسہ کے کوزہ لکھا ہی مجکو کاسہ یاد تھا مین نے کاسہ لکھا اور سواے کاسۂ چشم و ساغر دیدہ و جام دیدہ ایسے لفظ دیکھنے مین آئے ہین کوزہ چشم یا سبوے دیدہ مین نے تو دیکھا نہین شاید ہو قولہ ہر کرا جامہ ز عشقے چاک شد ۔ او ز حرص و عیب کلی پاک شد ۔ عشقے مین یاے تنکیر کی ہی المعنے یعنے حرص کی قباحت و رذالت تو تو نے سنی اب وہ چیز جو نجات بخشنے والی اس رذیلہ و دیگر عیوب سے ہی تجکو بتاون کہ وہ عشق ہی خواہ حقیقی ہو خواہ مجازی جسکی تعریف ہی العشق نار یحرق ما سوے المحبوب پھر ایسی نار محرق کے سامنے حرص کہان رہسکتی ہی اور بُرائیان کب ٹھہر سکتی ہین شعر شب و روز در بحر سودا و سوز ۔ ماند انند ز آشفتگی شب و روز ۔ بس نوبت ما بُردی کی جوز مان افراط عشق سے پہونچتی ہی حرص اور جملہ عیوب سے پاک ہو جاتا ہی بخلاف شارح فارسی نے طول طویل معنے اسکے لکھے ہین اور کیون نہ لکھین ع قدم در خور خویش باید نہاد ۔ قولہ شاد باش اے عشق خوش سودا ے ما ۔ اے طبیب جملہ علتہاے ما ۔ المعنی یعنے جب عشق کو ایسا پایا کہ عیوب کلی سے پاک صاف کرکے آدمی کو

بے عیب نقص کر دیتا ہو تو مولانا رح خوش خوش عشق کے حق مین دعا کرتے ہین کہ خدا تجکو خوش رکھے اے عشق تو اچھا سودا ہمارے
تیری خرید و فروخت کیسی خوب ہو جس نے تجکو خریدا بذاتہ بریت عیوب کلی کی خریدی اور حاصل کری اور اُس
خوش قسمت کو طبیب جملہ علتون کا ملگیا قولہ اے دوا ے نخوت و ناموس ما ۔ اے تو افلاطون و جالینوس ما ۔
نخوت بالکسر بزرگی و بڑائی ناموس توقع عزت و حرمت کی مخلوق سے رکھنا المعنی اس مشعر مین بھی تائید شعر صدر کی
ہو کہ اے عشق تو دوا ہی ہماری نخوت و ناموس کا یعنی ہم جو آپ کو بزرگ جان رہے ہین اور اپنی بڑائی جتاتے ہین تا
لوگ بزرگ سمجھین اور ایسی وضع اور شان بناتے ہین کہ جس مین لوگ دیکھ کے عزت و حرمت کرین
تو ان سب کا قلع و قمع کر دینے والا ہو اور تو ہی ہمارے امراض قلبیہ کا جالینوس و افلاطون ہی شرح مین معنی نہین
لکھے ہین قولہ جسم خاک از عشق بر افلاک شد ۔ کوہ در رقص آمد و چالاک شد ۔ المعنی یعنی یہ جسم خاک جس سے کے عنصر
کی طرح کوئی عنصر کثیف و ثقیل نہین کہ کیسا ہی خاک کو اوپر پھینکو نیچے ہی گرتی ہی عشق کی بدولت افلاک پر گیا جیسے
حضرت عیسے علیہ السلام فلک چہارم تک پہونچے اور موجود ہین دوسرے مصرع مین قصہ کوہ طور کا ہی جو ہنگام اوسنے
تجلی رب باری کے باوصف صفت جاد کیسا ناچنے اور رقص لگا کما قال اللہ تعالے فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا و
خر موسے صعقا قولہ عشق جان طور آمد عاشقا ۔ طور مست و خر موسے صعقا ۔ عاشقا مین الف ندا کا ہی المعنی مولانا رح
فرماتے ہین اے عاشق تو کیا یہ جانتا ہی کہ مین ذی روح ہون مین عاشق ہون اور طور جماد اس مین حیثیت عشق
کی کہان یہ بات نہین ہی بلکہ مجرد تجلی نور الٰہی کے اُس مین جان پڑ گئی اور ناچنے لگا جیسا کہ فرمایا ہی ولکن
انظر الے الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانے پہلے آیت کی معنی ہر گاہ تجلی کی موسے کے رب نے
پہاڑ کی طرف ٹکڑے ٹکڑے تو پہاڑ ہو گیا اور موسے بیہوش ہو کے گر گئے دوسرے کے معنی لیکن پہاڑ کیطرف
دیکھ اگر وہ اپنے ٹھکانے جما رہا تو ابھی دیکھے لیتا ہی اس شعر مین اور اوپر کے شعر دونون مین صنعت تلمیح ہی الخلاف
شرح فارسی مین وہی جولانی فضولی کی ہر کیا اگر فضولی نہو صرف نفس مطلب صاف صاف ہو تو قاضی شکوہ کرین قولہ
بالب دمساز خود گر جفتمے ۔ ہمچو نے من گفتنیہا گفتمے ۔ المعنی مولانا رح فرماتے ہین کہ عشق اور اُس کے
صفات جو بیان کین مجھ مین موجود ہین لیکن بیان کس سے کرون دمساز و ہمراز نہین اگر ذی کی طرح مجکو بھی کوئی دمساز
ملجاتا تو دیکھتے کیسی باتین کرتا جو کرنے کی تھین الخلاف شرح فارسی مین لکھا ہی باز رفت مولانا پر
احوال ذی اس باز رفت کا حال اگلے شعرون سے کھلے گا نہ یہ کہ ذی کا لفظ لانے سے باز رفت ہو گئے دیکھو اسکا
کیا گل کھلے لب دمساز ذی سب مراعات ہین قولہ سر نہانست اندر زیر و بم ۔ فاش اگر گویم جہان بر ہم زنم ۔
زیر آواز نرم و پست ہم آواز بلند کہ دونون کی ہندی مدھم پنچم ہوئی بر ہم زدن لوٹ پوٹ کرنا المعنی یعنی اوپر
فرمایا کہ ذی کی طرح گفتنی کہون مطابق اسی کے فرمایا کہ میرے زیر و بم مین بھی مثل ذی کے بھید ہی بھید بھرے ہین

لیکن اُنکو فاش کیسے کرون کہ جہان کے لوٹ پوٹ ہونے کا اندیشہ ہی اِس واسطے خاموش ہون الخ ہ لاف شارح فارسی فرماتے ہین اس شعر مین بھی باز رفت نے کی طرف ہی ع تو برسر قدر خویشتن باش و وقار ہ قولہ ہر کہ او از ہم زبانی شد جدا ہ بنوا شد گرچہ دارد صد نوا ہ چونکہ گل رفت و گلستان در گذشت ہ نشنوی زین پس ز بلبل سرگذشت ہ چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب ہ بوے گل را از کہ جویم از گلاب ہ تو از راگ و ہر آواز و نام موسیقی و توشہ سرگذشت ماجرا خراب گلاب بالکسر ہندی گارہ المعنی بمطابق اُسی لفظ دمساز مذکور الصدر کے فرماتے ہین کہ جب کوئی دمساز ہی نہین تو کس سے کہون ظاہر ہی کہ ہر آدمی اپنے ہمزبان سے خوب باتین کرتا ہی اور جب ہمزبان سے جدا ہوا تو کس سے کہے چاہے کیسی ہی خوش الحانیان جانتا ہو وہ سو بینوایون کا بینوا ہی یعنے سیکڑون گونگون کا گونگا اور دھوتیکہ نہ گل رہا نہ گلستان کہ گل وہی ہمزبان ہی اور گلستان کا نہ رہنا بے بہار ہو جانا اُسکا ہی تو ایسے وقت پر خزان مین بلبل بھی خاموش ہو جاتی ہی صوت و صدا نہین کرتی لہذا مین بھی خاموش ہون اگر گل ہوتا یا گلستان آباد ہوتا تو ہم بھی بوے گل کو کسی سے پوچھتے کچھ کہتے اب جو وہ دونون نہین تو کیا مٹی گارہ سے بوے گل کو پوچھین جیسے کہتے ہین کہ جب کوئی ہی ہی نہین تو کیا اینٹ پتھر سے کہین گل و گلستان اور دمساز و ہمزبان کوئی مسعود ذہنی مولانا رح کے ہین اور جو مرادات اور عبادات اور تاویلین تسویلین شارحین نے کین ہین کیسے ثابت ہو کہ حضرت مولانا کا یہی مقصود ہی اِس سے تو یہی اچھا جو معنی لفظ سے پیدا ہون کہ اِسمین کچھ بگڑا نہین جاتا ہان وہم و عام مین فرق پڑتا ہی اور کیسے پڑے جعفر نے بھی تو کہا ہی شعر شہرت مرد باشد از نامش ہ ہر کہ بے نام زیست لئی شد ہ قولہ جملہ معشوقست و عاشق پردہ ہ زندہ معشوقست و عاشق مردہ ہ چون نباشد عشق را پروا ے او ہ او چو مرغے ماند بے پر وا ے او ہ پر و بال او منم عشق او ست ہ موکشانش می کشد تا کوے دوست ہ المعنی مولانا فرماتے ہین کہ عاشق معشوق جو دو کہلاتے ہین کہ یہ عاشق ہی یہ معشوق دو نہین ہین بلکہ دونون ایک ہین جو عاشق ہی وہی معشوق ہی فقط ایک پردہ ہی پردہ ہی اور جب یہ پردہ اُٹھ جاتا ہی تو وہی عاشق معشوق ہو جاتا ہی اور زندہ اور مستدام جیسے مجنون عشق مجازین جو پردہ میان لیلی کے تھا آپ کو فنا کرکے انا لیلی بنا اور یہی زندہ اور مستدام ہونا ابدالآباد تک رہا اور عشق حقیقی مین منصور کہ جب دوئی مٹی اور یک رنگی حاصل ہوئی وہ پردہ عاشقی کا اُٹھ گیا انا الحق پکارا اٹھا پس ظاہر کہ وہی عاشق معشوق بنگیا اور وہی عاشق مردہ فنا ہو کے زندہ حقیقی ہو گیا مگر حصول اس اتحاد و یکے کا بوسیلہ جلیلہ عشق کے ہی یہی اپنی توجہ اور خیال سے اِسکو عاشق سے معشوق بناتا ہی اور یہی مردہ و فنا کرکے زندہ اور باقی کر دیتا ہی اِس کی امداد و پروا ضرور ہی اگر عشق بے پروائی کرے متوجہ نہ ہو تو عاشق ایک مرغ بے پر ہی اور حال اُسکا قابل وا ے و افسوس کے کس وسیلے کہ عشق ہی سے پر و بال پاکر مرغ جان اُسکا قابل اُڑان و طیران ان مقامات کے ہوتا ہی ورنہ اکثر اوقات ہمارے لنڈورے بھی رہجاتے ہین خواہ مجازی ہو خواہ حقیقی بس بال و پر ہمارے اُسی کے عشق کی کمند ہی جو ہمارے بال پکڑے

کھینچے ہوئے دوست کی گلی کو لیجاتی ہی واضح ہو کہ ان اشعار کے معنی مین نے بھی لکھے ہین اور حضرت بحر العلوم نے بھی لکھے ہین مین نے چاہا تھا کہ خلاصہ اُن کے معنی کا لکھون لیکن ایسے گڈبڈ ہین کہ کچھ سمجھ مین نہین آتے مثلاً لکھتے ہین کہ جملہ موجودات عین معشوق ہی کہ ذات حق ہی اور عاشق پردہ ذات حق کا اسلیے کہ تعین ذات حق کا ہی اور ایک شان شیون حق سے بس اگر یہ پردہ اُٹھ جاے نفس الامر سے البتہ عالم منتفی ہوے اور زندہ نیست مگر معشوق کہ ذات حق ہی اور عاشق مردہ یعنی معدوم کہ وہ ایک شان ہی شیون حق سے پس موجودیت اور حیات اُس کی موجودیت حق ہی اور جہت وہ ظاہر ہے اس شان کے ہو پس البتہ عالم خراب منتفی ہوا نتے بڑی خوشامد کے ساتھ قلم سے مین نے یہ مجذوب کی سی بڑ لکھا پائی ابھی دو اشعار کی اور باقی ہی ہر چند کہتا ہون نہین لکھتے اور بار بار یہی زبان پر لاتی ہی بس کر کیا مشتے نمونہ از خروارے نہین ہوتا قولہ من چگویم ہوش وارم پیش وپس ؛ چون نباشد نوریارم پیش وپس ؛ نور او در مین وبیرون تحت وفوق ؛ بر سر و بر گردنم مانند طوق ؛ یمن راست یسر چپ تحت زیر فوق بالا المعنی یہ دونون شعر بھی متفرع اشعار بالا پر ہین یعنے یہ جو کہا کہ عشق کی ہی کمند موکشان اُس کی گلی تک لیجاتی ہی یہی وجہ تو ہی جو مین کہتا ہون کہ نور یار کا مجکو آگے پیچھے سے گھیرے ہوئے ہی اور اگر اسکا ہوش مجکو نہوتا تو کیسے کہتا کیا مین پیش پس کو نہین سمجھتا ہے صرفہ گو ہون بلکہ پیش وپس کا خوب دیکھنے سمجھنے والا پس جیسا دیکھتا سمجھتا ہون ویسا کہتا ہون ای مخاطب ہم کو یعنے جو عاشق ہین اُن کو نور اسکا کشش جہت سے سر و گردن کا طوق ہو رہا ہی اور اپنے حلقے مین لیے ہوے ہی مین یسر تحت فوق مقتضا ہر سر گردن بر عنایت یکدگر ہر مین ایہام بھی ہی شارح فارسی نے بعد ادا سے تقریر دیگر کے حاصل یہ کہا کہ اگر شاہد حق کا اس کثرت مین نمود تا مین بیہوشی وفنا سے ہوش وبقا مین نہ آتا اُن معنے کو مقابل الفاظ ضوء کہ کرین پھر اس مصرع کی کیفیت دیکھین ع اسکا مُنہ دیکھ کے آئینہ ہی حیران کیسا ؛ قولہ عشق خواہد مین سخن بیرون بود ؛ آئینت غماز نبود چون بود ؛ آئینت دانی چرا غماز نیست ؛ زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست ؛ آئینہ کز زنگ وآلایش جداست ؛ پر شعاع نور خورشید خداست ؛ رو تو زنگار از رخ او پاک کن ؛ بعد ازان آن نور را ادراک کن ؛ غماز بلغ وتشدید میم سخن چین اور بچشم اشارہ کرنے والا ممتاز بالضم جدا کردہ شدہ ادراک بالکسر معلوم کرنا اشیاء غیر محسوس کا المعنی ان اشعار مین فرماتے ہین کہ عشق تو اسباب کو کہ نور اُس کا کشش جہت سے ظاہر و روشن ہو رہا ہی کچھ چھپا ڈھکا نہین چاہتا ہی کہ یہ امر ظاہر و باہر ہو جاے لیکن اس صورت مین کہ تیرا آئینہ دل کا غماز نہ ہے یعنے اُس نور کا تجکو اشارہ کرنے والا نہین اسکو وہ کیا کرے اسکا کون قصور اور تو یہ جانتا ہی کہ وہ غماز کیون نہین ہی اس سبب سے نہین ہی کہ زنگار مین اُس کا مُنہ لتھڑا ہوا ہی زنگار سے صاف وجدا نہین ہی اس لیے کہ جو آئینہ کہ زنگ وآلایش سے جدا ہی وہ ایک خورشید پر شعاع نور خدا کا ہی اب تجکو اگر اُس نور پاک کے ادراک کا شوق وآرزو ہی تو جا پہلے زنگ اپنے آئینہ کے مُنہ سے پاک وصاف کر پھر دیکھ کیسا اور اک نور تجکو

حاصل ہوتا ہو قولہ این حقیقت را شنو از گوش دل ۔ تا بروں آئی بکلی ز آب و گل ۔ فہم گردد در جان رہ دہید ۔ بعد ازاں از شوق یاد رہ نہید ۔ المعنی آن شعروں مین فرماتے ہین کہ اگر آئینہ زنگ سے پاک کرنا چاہتا ہی تو اُس کی حقیقت مجھ سے بگوش دل سُن اور عمل مین لا تو بکلی قبد آب و گل سے جو جسم خاکی ہی نکل جائے گا اور پاک صاف ہو جائیگا اور وہ یہ ہی کہ اپنے فہم و حواس جمع کر کے دل مین اُنکو راہ دے کس واسطے پریشانی حواس و دل کی مانع سیر الی اللہ کی ہی جب حواس و دل کو جمع اور یکسو کرے تو پھر شوق سے اُسکی راہ مین قدم رکھ اور چل کچھ اندیشہ نہین ہی حضرت شارح فارسی نے عشق خواہ کہین سخن اثنا سے یہان تک صرف ایک شعر کے مختصر سے معنی لکھدیے باقی ندارد اور پہلے شعر کے معنی کا ترجمہ کیتے مقتضی عشق کا یہ ہی کہ یہ سخن توحید اور ہونا حق کا خلق مین ظاہر ہو پس آئینہ کہ اعیان ممکنہ ہین کیون نہ غماز ہوا بستہ یہ بات ظاہر کرتا ہی اور اگر لفظ عشق بمعنے معشوق ہو نیز صحیح ہی افسوس بجز اس کے کچھ نہین کہہ سکتا شعر بہت آرزو تھی گلی کی ترے سو یان سے لہو مین نہا کر چلے ۔

حکایت عاشق ہونا بادشاہ کا کنیز پر اور خریدنا کنیز کا اور بیمار ہونا کنیز کا اور علاج بیماری کنیز

قولہ بشنو یداے دوستان این داستان ۔ خود حقیقت نقد حال ما ست آن ۔ نقد حال خویش را گر پی بریم ۔ ہم ز دنیا ہم ز عقبے برخوریم ۔ نقد با فتح آمادہ کرنا اور دنیا مجازاً ذات و دل و فی الحال و پسر پے بردن سُراغ لگانا برخوردن فائدہ پہونچنا المعنی مولانا فرماتے ہین کہ اے دوستو آؤ ایک داستان تم کو سناؤن اگرچہ وہ داستان ہی تو شخص غیر کی لیکن غور کرو تو ہماری اپنی ہی ذات کے حال کی حقیقت و اصلیت ہی اور کیا اچھا ہی وہ جو کوئی اپنے نقد حال کا سُراغ لگائے اور ادھر کھوج لیجاے کہ آیا مین کون تھا کہان سے آیا اور کس لیے اور کیا کیا تو ایسے ہی لوگ اس عالم مین دنیا و عقبے دونون سے متمتع اور برخوردار ہوتے ہین شارح فارسی نے بڑی توجیہا تین لکھی ہین اور مین تو وہی نفس مطلب سے غرض رکھتا ہون نہ طول طویل تقریر ادھر اُدھر کی بڑھائی ہوئی تا مبادا وہ مثل نہو جاے آؤ پیر و گھر کا بھی لے جاؤ قولہ بود شاہی در زمان پیش ازین ۔ ملک دنیا بود شش دہم ملک دین ۔ شارح فارسی لکھتے ہین کہ زمان پیش ازین سے قبل ظہور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد ہی وجہ اسکی مابعد مین بیان کیجائے گی خیر جب وجہ بیان کرینگے اور زمانہ قبل زمان حضرت سے ثابت ہو جائے گا تو ہم بھی ویسے ہی مان لینگے اگرچہ چندان ضرورت قبل و بعد زمانہ حضرت کی ہے بھی نہین قولہ اتفاقاً شاہ روزے شد سوار ۔ با خواص خویش از بہر شکار ۔ مہر صیدے می شد او بر کوہ و دشت ۔ ناگہان در دام عشق او صید گشت ۔ یعنے اور کے شکار کو نکلا تھا ناگہان خود ہی دام عشق کا شکار ہو گیا ضمیر بارز او صید مین مفید معنے حصر کی ہی قولہ یک کنیزک دید شہ در شاہراہ ۔ شد غلام آن کنیزک جان شاہ ۔ شاہ شاہراہ کیسے لطف ہین کنیزک اور غلام باہم مناسب و مقتضا بلفظ شاہ قولہ مرغ جانش در قفس چون می تپید ۔ داد مال و آن کنیزک را خرید ۔ چون خرید او را و برخوردار شد

آن کنیزک از قضا بیمار شد ؛ قضا کا لفظ بیمار کی رعایت سے کیا ہی لطیف ہی قولہ آن کنیزک خود داشت پا لانش نبود ؛ یافت پالان گرگ خر را و ربود ؛ کوزہ بودش آب سے نادم ہست ؛ آب را چون یافت خود کوزہ شکست ؛ یہ دونون شعر بطور تمثیل اور نظیر کے ہین اون مضمون قولہ شہ طبیبان جمع کرد از چپ و راست ؛ گفت جان ہر دو در دست شماست یعنی کنیزک کی بسبب بیماری کے اور میری بسبب کنیزک کے قولہ جان من سہلست جان جانم اوست ؛ در دمند و خستہ ام درمانم اوست ؛ ہر کہ درمان کرد مر جان مرا ؛ بر دمی گنج دہد مر جان مرا ؛ جان کی جان لینے مایہ عیش و زندگی مر جان مر جان تجنیس تام اور مر جان کیسا لطیف وارد ہوا کہ اس کنیزک کو اپنی جان کی جان کہا ہی قولہ جملہ گفتندش کہ جان بازی کنیم ؛ ہم گرداریم انبازی کنیم ؛ گر داریم گردا دورون سے جمع کرتا انبازی شرکت یعنی اپنے فہم و حواس جمع کرکے تیری شرکت کرین گے قولہ ہر یکے از مایہ صحیح عالمست ؛ ہر الم را در کف ما مرہمست ؛ گر خدا خواہد نگفتند از بطر ؛ پس خدا نمود شان عجز بشر ؛ یعنی ہر ایک اپنے تئین سچی وقعت ہی اور ہر ایک کی دوا ہم جانتے ہین بطر کی ہندی ہی اترانا یعنے اپنے زعم مین ایسا بھر گئے اور اترائے کہ کسی نے انشاء اللہ نہ کہا آخر خدا نے اون کو عاجز کرکے عجز بشر کا دکھا دیا قولہ ترک استثنا مرادم قسوتیست ؛ نے ہمین گفتن کہ عارض حالتے ست ؛ استثنا نکردن انشاء اللہ کہنا قسوت و قساوت بالفتح سخت دل اور سیاہ دل ہونا المعنی یہ تفسیر شوحصدر کی فرماتے ہین کہ اون حکیمون نے جو اپنے قول کو استثنا سے مستثنی کیا یعنے انشاء اللہ نہین کہا اسکا نام ترک استثنا نہین ہی سوا اسطے کہ زبان سے کہنا ایک حالت عارضی ہی نہ اصلی زبان کے کہنے نہ کہنے سے کیا ہی اصلی ترک وہ ہی کہ بالکل اپنے ہی قول فعل پر زعم و بھروسا ہو خدا کی طرف مطلق توجہ نہو جیسا کہ اون حکیمون کا حال تھا کہ اسی کا نام ترک و سیاہ دلی ہی قولہ ای بسا نادر دا استثنا بگفت ؛ جان او با جان استثنا ست جفت ؛ گفت حاصل بالمصدر ہی فرماتے ہین اے مخاطب بہت لوگ ایسے ہین کہ کبھی استثنا اپنے گفت و کلام مین بطور رضا ہر گز نہین لاتے لیکن حقیقت مین اون کی جان اور استثنا کی جان ایک ہی اے نہایت متحد تو ایسے لوگون کو تارک استثنا نہین کہہ سکتے بلکہ عین استثنا ہین قولہ ہر چہ کرد اندر علاج واز روا ؛ گشت ریخ افزون و حاجت ناروا ؛ آن کنیزک از مرض چون موے شد ؛ چشم شاہ از اشک خون چون جوے شد ؛ از قضا سرکنگبین صفرا فزود ؛ روغن بادام خشکی مینمود ؛ از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت ؛ آب آتش زآمد و شد مجموعت ؛ مستی دل شد فزون و خواب رم ؛ سوزش چشم و دل پر درد و غم ؛ شربت دارویہ و اسباب او ؛ از طبیبان ریخت یکسر آب رو ؛ سرکنگبین یہی سکنجبین اسواسطے کہ سرک بالکسر سرکہ و انجبین معرب انگبین اطلاق روائی و روان ہونا لغت بالفتح ایک قسم روغن ایجاد کردہ حلما کہ زمین پر ڈالنے سے آگ لگ اٹھتی ہی آب رخنین کسی کو بے ابرو کرنا ان اشعار مین اکثر اشعار سے مخالفت اثر علاج کی نکالی ہی جیسے سکنجبین سے صفرا کا بڑھنا روغن بادام سے خشکی کا ہونا

ہلیلہ سے قبض آب سے مدر آگ کی باقی معنی صاف ہین غرض شربت اور دوائین اور جو اسباب مرض کے طبیبون نے تجویز سوچے سب نے انکی آبروہی بیٹی کسی سے آبرو انکی نہ بڑھی الخلاف شارح فارسی بحر علوم ہین اگر معنی معرفت کے ڈوبے بحیدار مثل بحر دریا کے نہ ہون تو بات ہی کیا الحق بزرگ کرامت بفضل است و رتبت بقدر ہ

عاجز ہونا طبیبون کا علاج کنیز سے اور ظاہر ہونا پادشاہ پر اور رجوع ہونا پادشاہ کا درگاہ خداوند تعالے مین

قولہ شہ چو خبر آن طبیبان را بدید ۔ پا برہنہ جانب مسجد دوید ۔ رفت در مسجد سوے محراب شد ۔ سجدہ گاہ از اشک شہ پر آب شد ۔ چون بخویش آمد ز غرقاب فنا ۔ خوش زبان بکشاد در مدح و ثنا ۔ کاے کمینہ بخشت ملک جہان ۔ من چگویم چون تو مستمع دانی نہان ۔ حال ما و این طبیبان سر بسر ۔ پیش لطف عام تو باشد ہدر ۔ پر آب شد یعنی ایسا رویا کہ سجدہ گاہ مین اس کے اشک سے پانی بھر گیا غرقاب فنا ای آب غرق فنا یعنے ایسا خداوند کریم کے دھیان مین ڈوب گیا کہ گویا فنا ہو گیا کمینہ بخشش ای ادنے بخشش ہدر بفتحتین ضائع اور ناچیز ہونا زیادہ اس سے حاجت بیان کی نہین قولہ ای ہمیشہ حاجت مارا پناہ ۔ بار دیگر ما غلط کردیم راہ ۔ لیک گفتی گر چہ میدانم سرت ۔ زود ہم پیدا کنش بر ظاہرت ۔ بادشاہ کہتا ہے ای میرے حاجت پناہ ہمیشہ تو نے میری حاجت روائیان کین باوصف اس علم و دید کے مین پھر راہ بہک گیا کہ تجھ سے حاجت روا کو چھوڑ کے طبیبون سے رجوع کیا اب پھر تیرے سامنے اپنا بھید عرض کرتا ہون گو تجھپر نہان نہین سب عیان ہو لیکن مین بموجب تیرے حکم کے جو زبان سے بھی کہنے کو ہے عرض کرتا ہون قولہ چون برآورد از میان جان خروش ۔ اندر آمد بحر بخشائش بجوش ۔ در میان گریہ خوابش در ربود ۔ دید در خواب او کہ پیری رو نمود ۔ گفت ای شہ مژدہ حاجات روا ست ۔ گر غریبی آید تو فرد از ماست ۔ یعنی جب کہ بادشاہ نے قلب جان سے یہ شور اٹھایا دریا رحمت الٰہی کا جوش مین آیا کہ اسی گریہ کے حال مین اسکو نیند آگئی اور خواب مین ایک بوڑھے کو دیکھا اسنے کہا کہ اے تجکو بشارت ہو تیری حاجتین روا ہوئین کل کو جو کوئی غریب مسافر تیرے پاس آوے اسکو ہمارا بھیجا ہوا سمجھ قولہ چونکہ آید او حکیم حاذق ست ۔ صادقش دان امین صادق ست ۔ در علاجش سحر مطلق را ببین ۔ در مزاجش قدرت حق را ببین ۔ صادق مین بھی دال کو ذال کر لینا مقابل حاذق کے جائز ہے موافق اُس قاعدے کے جو دال ذال مین فرق حروف ذا سے کا رکھا ہے کہ ان کے بعد دال آنیسے ذال ہو جاتا ہے حاذق زیرک و دانا وہی بوڑھا جو خواب مین نظر آیا ہے کہتا ہے کہ وہ غریب مسافر جو آئیگا طبیب حاذق ہے اسکو سچا جان ہمارا سچا امانت دار ہے جسوقت وہ علاج کرے گا تو دیکھے گا اور کہے گا کہ علاج ہے یا جادو ہے اور جادو بھی بلا قید اور خود تجکو اسکے مزاج مین قدرت حق نظر آئے گی کہ پلک مارنے مین کیسے کیا ہو جاتا ہے قولہ خفتہ بود او نخواب دید او گاہ شد ۔ کشتہ مملوک کنیزک شاہ شد ۔ چون رسید آن وعدہ گاہ و روز شد ۔ آفتاب از شرق اختر سوز شد ۔ بود اندر منظرہ شہ منتظر ۔

تا بہ بینداکنچہ نمود ندسہ پاخفتہ سے مراد غافل مملوک غلام سرنمودن کسی چیز کا سر دکھا دینا خفتہ آگاہ مملوک کنیزک شاہ متضاد و مراعات ایسے ہی گاہ روز آفتاب ستارے اختر سب باہم مناسب اختر سوزی جاتا رہنا ستارون کا منظرہ منتظر بصنعت اشتقاق و نیز منتظر مناسب بشہ و سر یعنی بادشاہ خفتہ اور غافل تھا وہ خواب دیکھے کے آگاہ اور ہوشیار ہو گیا اور یا تو مملوک کشتہ ای غلام کنیزک کا تھا ہو گیا مطلب یہ کہ کنیزک کی بیماری مین آپ سے باہر تھا پھر آپ مین آگیا آخر جب دن وعدہ کا پہونچا آفتاب طلوع ہوا کہ اختر سوز ہوا جیسے کہ دن مین ستارے نہین ہوتے بادشاہ اپنے منظرہ مین منتظر تھا کہ کل جسکا سر اگر دکھا دیا ہے اسکو پورا پورا دیکھون قولہ دید شخصے کاملے پر مایہ آفتابے درمیان سایہ میر سد از دور مانند ہلال نیست بود و ہست بر شکل خیال نیست وش باشد خیال اندر جہان تو جہانے بر خیالے مین روان خیال صلح شان و جنگ شان بر خیال نام شان و ننگ شان مایہ اصل و مادہ و معتمد شرح یہ مین میر سد کی جگہ میر سید لکھا ہے خیال گمان اور وہ صورت جو خواب مین دیکھیں یا بیداری مین تصور کی جاے اور وہ صورت جو آب و آئینہ مین نظر آتی ہے الملعنی یعنے بادشاہ منظرہ مین منتظر تو بیٹھا ہی تھا اسنے دیکھا کہ ایک شخص کامل مایہ دار یعنی ہر دو رکا درمان گویا سایہ مین آفتاب یعنے اندھیرے کا جلا دور سے مثل ہلال کے چلا آتا ہے اور خیال کی طرح کبھی نیست ہوتا ہے کبھی ہست یعنے بوجہ بعد دوری یا لاغری و نزاری کے کبھی خیال مین جمتا ہے کبھی نہین بعینہ وہ حال ہے جیسے ہلال دیکھنے کے وقت اکثر ہلال نظر کے سامنے آتے آتے مٹتے ہین ایسے ہی وہ بھی کبھی نظر مین ٹھتا کبھی پیدا ہوتا تھا اب بتقریب ذکر خیال کے مابعد کے شعر اسکے بیان مین لکھے ہین اور وہ یہ کہ جیسے اس کامل کا خیال بادشاہ کے سامنے نیست ہست ہوتا تھا ایسے ہی جملہ خیال جہان کے نیست وش ہین کبھی پیدا ہو گئے کبھی مٹ گئے اور اسی نیست وش پر کارخانہ اسکا جاری ہے اگر صلح و محبت کے خیال پیدا ہوئے صلح و محبت ہو گئی اور جو جنگ و خصومت کے ہوے جنگ و خصومت ہوئی ایسے ہی نام و ننگ کا حال ہے شارح فارسی بے فنا و بقا کے لقمہ نہین اٹھاتے آفتاب و سایہ اور ہلال برعایت یکدیگر اور شکل و خیال کی مناسبت سے نیست و ہست صلح و جنگ و نام و ننگ باہم متضاد قولہ آن خیالاتے کہ دام اولیاست عکس مہرویان بستان خداست آن خیالے را کہ شد در خواب دید در جہان ہمی آمد پدید فرماتے ہین کہ جہان کا کارخانہ تو خیالات نیست وش پر رواں ہے اور جاری اور جو خیالات کہ دام اولیا کے ہین جن مین یہ پھنسے ہوئے ہین وہ عکس ماہرویان بستان خدا کے ہین کہ اقسام واردات و تجلیات انوار الٰہی سے ہین جو عکس کی طرح آئینہ دل اہل اللہ مین مرئی ہوتے ہین اور ہست و پایندہ چنانچہ جسوقت بادشاہ نے اپنے مہمان کو دیکھا وہی خیالات جو خواب مین دیکھے تھے ہو بہو اسکی صورت سے ظاہر و پدید ہوتے تھے شرح بحر العلوم مین حوالے مرغون اور قول حکایت انکے بہت سے لکھے ہین یہ کیا سن پایا ہے کہ یہ مثنوی تصوف مین ہے لہذا جو ہر کہ پیدا میشود از دور پندارم توئی کا حال ہے قولہ نور حق ظاہر بود اندر دلے نیک بین باشی اگر اہل دلی آنولی حق چو پیدا شد ز دور از سراپایش ہمی میریخت نور

شہ بجاے جانہاں در پیش رفت ۔ پیش آن مہمان غیب خویش رفت ۔ نیک بین باشی بینے بخوبی اُس نور حق کو دیکھے گا
مگر جبکہ تو اہل دل سے ہو حاجب دربان و پردہ دار یعنے بنظر تعظیم مہمان خود حاجب بنا مہمان غیب بدیں وجہ کہ بشارت اُس کے
آمد کی غیب سے پائی تھی قولہ ضیف غیبے راچو استقبال کرد ۔ چون شکر گوئی کہ پیوست او بورد ۔ ہر دو بحر آشنا آموختہ ۔
ہر دو جان بے دو فن بر دوختہ ۔ آن یکے چون تشنہ وان دیگر چو آب ۔ آن یکے محذور وان دیگر شراب ۔ یعنے بادشاہ
بعد استقبال اُس سے ایسا ملگیا جیسے شکر گلاب سے اور شکر گلاب مل کے گلقند ہوتا ہی جو نفع خفقان ہی اور یہ بیان معانقہ
کا ہی کچھ کہتے ہین کہ وہ دونون مہمان و میزبان دو در یا معنی کے تھے اور دونون آشنا آموختہ بس ایک دوسرے کے
باطن کو پہر گئے اور دونون ایک جان کہ بے سئے سئے ہوے اور بدون گانٹھے گھٹے ہوے تھے لیکن اُن مین اِتنا
فرق تھا کہ ایک پیاسا تھا دوسرا آبجو آب سیر دریا کرنے والا یا ایک مخمور دوسرا شراب خمار کھونے والا شارح فارسی
ایسے فنا فی اللہ بقا باللہ مین پڑے ہوے ہین کہ اصل معنی شعر کی کچھ پروا نہین قولہ اے مرا تو مصطفے من چو عمر ۔
از برائے خدمت بندم مکر ۔ اے مرا حضرت عمر مکر بستن مستعد ہونا یہ قول بادشاہ کا ہی بکمالت معانقہ کہتا ہی کہ اے فلان
تو میرے حق مین ایسا ہی جیسے عمر کے حق مین مصطفے اہوے بس تو مثل مصطفے کے ہی اور مین مثل عمر کے اب مین تیری
خدمت کو مستعد ہون اور آمادہ اور وجہ تشبیہ مصطفے و عمر کی یہ کہ مصطفے نے عمر کے حق مین دعا اسلام کی کی تھی جس سے
عمر مسلمان ہوے تھے ایسے ہی اس بادشاہ کے لیے ۔ دعا کو آیا ہی حضرت بحر العلوم نے لکھا ہی ظاہر یہ ہی کہ بادشاہ نے کہا ہو کہ
تو متبوع میرا ہی اور مین فرمانبردار تیرا اور تیرے حکم کا مجرے و متمثل اور مولانا نے بنظر اطاعت و فرمانبرداری عمر کے
جو آنحضرت کی خدمت مین رہتے تھے بادشاہ کی تعبیر عمر سے کی ہی اور بعد طی مقامات تقریر تصوف یہ خلاصہ لکھا ہی کہ قطب
ہی مین تیرا دستور یسار انتخے غضب ہی ایسے مرجع الانام اپنا کلام جانے کو خلاف منشاء معہ کے تمہید باندھین
کہ بادشاہ نے کہا ہوگا کہ تو متبوع ہی مین تابع اور جو کچھ خلاصہ معنے مین لکھا ہی اور کیا خوب وجہ عمر ہونے بادشاہ کی
تحریر کی ہی قابل غور ہی اور میرے معنی کو بھی بنظر انصاف دیکھین شروے نماند کہ دیگر شکست بروارد ۔

خدا کند کہ زمن عشق دست بردارد

توفیق ادب کی خدا تعالے سے مانگنا اور بیان برائی بے ادبی کا

قولہ از خدا خواہیم توفیق ادب ۔ بے ادب محروم ماند از لطف رب ۔ بے ادبی تنہا نخود راداشت بد ۔ بلکہ
آتش در ہمہ آفاق زد ۔ توفیق مدد کرنا کسی کی کسی کام مین ادب بفتحتین حد شی کی تکے رہنا آتش زدن آگ لگانا
مولانا فرماتے ہین کہ ہر وقت ہماری دعا و تمنا خدا تعالے سے یہی ہی کہ ہمکو توفیق ادب کی دے اسواسطے کہ بے ادب
لطف رب سے محروم رہتا ہی اور اگر فقط یہی ہو کہ وہی محروم رہے تو رہے بلا سے مگر یہ نہین بلکہ اسکی بے ادبی تمام
جہان کو پھونک کے خاک سیاہ کرتی ہی بموجب مثل ہندی کہ گیہون کے بیچے گھن پس جاتے ہین شارح فارسی نے

حیران ہوں کہ مولانا رح تو ہر بات کو خود بیان کرتے ہیں پھر انکو اپنی طرف سے بلا طول تقریر کیے قرار نہیں پڑتا کیا وہ کافی نہیں ہوتا بلکہ اہم مقصود جو بیان معنی نفس شعر کا ہے فوت ہوتا ہے قولہ مائدہ از آسمان در میرسید ✤ بے شر و بیع بے گفت و شنید ✤ در میان قوم موسے چند کس ✤ بی ادب گفتند کو سیر و عدس ✤ منقطع شد خوان و نان از آسمان ✤ ماند رنج زرع و بیل و دام سان ✤ مائدہ خوان پر طعام شکر اور بیع دونوں کے معنی خرید و فروخت کے ہیں سیر لسن عدس مسور زرع بالفتح کھیتی بیل بیاے مجہول ہندی پھاوڑہ داس درانتی مان مرخم مانند بس متعلوب ہے مانند داس دیکھو ہی بے ادب کی دنائت کا یہ بیان کیا ہاں نہیں پھر فضول کی کیا حاجت ساری کتابیں حدیث تفسیر وغیرہ کی ایک کتاب میں بالضرورت بھرے جنے سے کیا نتیجہ چنانچہ مولانا رح فرماتے ہیں کہ اچھا خاصہ بے کلفت پکا پکایا کھانا آتا تھا بے خرید و فروخت نہ کسی سے کہنا نہ سننا اور وہ من و سلوی تھا جیسا کہ قرآن میں ہے وانزلنا علیکم المن والسلوی کہ یہ بھی طعام ہی تھا آخر حضرت موسیٰ کی قوم سے چند شخص بے ادب کہ اٹھے کہ ہمسے یہ ایک کھانا نہیں کھایا جاتا اور لسن مسور وغیرہ کی درخواست کی اور کہا من لنا بقلہا وقثائہا وفومہا وعدسہا وبصلہا پس اس بے ادبی سے خوان و نان کا آنا آسمان سے موقوف ہو گیا اور یہ کھچڑی کھیتی اور بچاوڑہ ہنسیہ کا سر پڑا قولہ باز عیسے چون شفاعت کرد حق ✤ خوان فرستاد و شنیدت بر طبق ✤ مائدہ از آسمان شد عائدہ ✤ چونکہ گفت انزل علینا مائدہ ✤ باز گستاخان ادب بگذاشتند ✤ چون گدایان زآنہا بر داشتند ✤ کرد عیسی لابہ ایشان را کہ این ✤ دولت کم گردد از زین ✤ بدگمانی کردن و حرص آوری ✤ کفر باشد نزد خوان مہتری ✤ زان گدا رویان نادیدہ زآز ✤ آن در رحمت بر ایشان شد فراز ✤ نان و خوان از آسمان شد منقطع ✤ بعد ازان زان خوان نشد کس منتفع ✤ الغرض اوپر کی کیفیت موسے علیہ السلام کے وقت کی تھی بعد حضرت موسے کے حضرت عیسی نے حسب درخواست حواریون کے سفارش کی تو پھر اللہ تعالے نے مفت کا خوان پر طبق ان کو بھیجا جس میں روٹیاں اور گوشت نمک بریان اور مچھلی شہد سرکہ نمک مرچ پسا ہوا ایک ابر کے لوزی ٹکڑے میں رکھا ہوا اور ایک ٹکرے سے چھپا ہوا آنے لگا اور وہی خوان ان پر مائدہ ہوا اور تو جب حضرت عیسے نے کہا ربنا انزل علینا مائدۃ لینے ہمارے پروردگار ہمپر خوان نازل کر پھر گستاخ بے ادبوں نے اوب چھوڑا اور فقیروں کی طرح دوسرے وقت کے لیے رکھنے لگے اور اسکی ممانعت تھی جب انھوں نے رکھنا شروع کیا حضرت عیسی نے لابہ کیا یعنے خیر و خوشامد کہ ایسا مت کرو یہ خوان ہمیشہ ہی کبھی زمین سے کم نہ ہوگا یہ خوان نعماے الٰہی ہے اسپر بدگمانی بند ہونے کی کرنا اور حریص بننا کفر ہے کوئی کسی سردار کے خوان پر بھی ایسی بدگمانی نہیں کرتا نہ کہ خوان خوان نعماے الٰہی پر انجام یہ ہوا کہ انھیں گدا رو ندیدوں کی حرص سے وہ دروازہ رحمت کا جو اُن پر کھلا تھا بند ہو گیا اور وہ روٹی و خوان آنا آسمان سے ایسا منقطع ہو گیا کہ پھر کوئی اُس سے فائدہ مند نہ ہوا قولہ ابر نیساں چون نباشد زو مگو ✤ وز زنا افتد وبا مدرجات ✤ ہر چہ بر تو آید از ظلمات خم ✤ آن ز بیباکی و گستاخیست ہم ✤ ہر کہ گستاخی کند بر راہ دوست ✤ رہزن مردان شد و نامرد گشت ✤

منع باز رکھنا زکوٰۃ معروف کو بوا و مجہول گا و مولانا فرماتے ہین دیکھو زکوٰۃ نہ دینا یا زنا کرنا کیسی گستاخی و بے ادبی ہی حالانکہ سبھی زانی اور صاحب نصاب نہین ہوتے بلکہ شہر بھر مین قدرے قلیل مگر جب زکوٰۃ نہ دینے کے وبال سے قحط پڑتا ہی تو اُنھین قدر قلیل کی بدولت تمام شہر والے آفت جوع مین گرفتار ہو جاتے ہین ایسے ہی زنا کے عذاب سے وبا بین الخاصل جو کچھ تجھ پر غم کے اندھیرے دن سے آوے وہ تیری ہی بیباکی اور گستاخی سے ہی پس جو کوئی گستاخی راہ دوست مین کرے لینے جو راہ دوست کی نکالی ہوئی ہی اُس کے خلاف چلے وہ راہ مار مردون کا ہی کہ اُسکی دیکھا دیکھی اوربدراہ ہو جاتے ہین اور وہ نامرد بیل ہی کہ اچھے بُرے کو نہین پہچانتا شرح فارسی مین بجاے گو کے اوکھا ہی قولہ ازادب پر نور گشتہ است ہین فلک ۔ وزادب معصوم و پاک آمد ملک ۔ بد زگستاخی کسوف آفتاب ۔ شد غزازیل زجرأت رو بآب ۔ ہر کہ گستاخی کند اندر طریق ۔ گرد و اندر ورطۂ حیرت غریق ۔ حال شاہ و میہمان ہر کو تمام ۔ نز انکہ پایانی ندارد این کلام ۔ پہلا شعر صفت ادب مین ہی فرماتے ہین ادب جو حد شرعی کی نگاہ رکھنا ہی ایسی چیز ہی کہ اسی کی برکت سے فلک روشن ہو رہا ہی یعنے جیسا حکم گردش کا مالک نے دیا ہی ہمیشہ اُسی گردش پر چلا جاتا ہی سر مو فرق نہین کرتا اسی بدولت پُر نور ہی چنانچہ دن کو آفتاب سے رات کو ستارون اور ماہتاب سے اور اسی ادب کی بدولت فرشتے معصوم و پاک ہوے کہ جو فرمان مالک کا اُنکو ہی اُسکی بجاآوری مین کیسے صروف و مشغوف ہین کہ بدون مرضی مالک نہین ہلاتے اور گستاخی کہ شوخی و بے ادبی کو کہتے ہین ایسی بُری شی ہی کہ اس سے آفتاب جیسی روشن چیز سیاہ و تاریک ہوئی جیسا کہ بعد قتل حضرت امام حسین علیہ السلام کے بسبب شومی قاتلون کے تین دن کسوف رہا اور اسی گستاخی کی وجہ سے غزازیل بحر لعنت مین ڈبویا گیا کہ بعد حکم سجدۂ حضرت آدم کے اسنے دلیرانہ کہا انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین یعنے مین آدم سے بہتر ہون مجکو تو نے آگ سے پیدا کیا اور اُسکو مٹی سے اور حکم حاکم کا نہ مانا پس جو کوئی طریق خدا اور اُسکی راہ نکالی ہوئی مین گستاخی کرتا ہی ہمیشہ ورطۂ حیرت مین ڈوبا رہتا ہی آب گریز ہی طرف قصہ کنیز کے چنانچہ فرمایا کہ اس کلام کی جو ہم کہہ رہے ہین کچھ حد و انتہا نہین شاہ اور اُس کے مہمان کا حال کہنا چاہیے الخلاف شرح فارسی مین وادی حیرت بجاے ورطہ حیرت کے لکھا ہی غریق کی نسبت تو وادی سے نہین ہو سکتی مگر ورطہ سے

ملاقات بادشاہ باطبیب آگہی کہ جسکے آنے کی خواب مین بشارت پائی تھی

قولہ شہ چو بپیش میہمان خویش رفت ۔ شاہ بود و لیک بس درویش رفت ۔ دست بکشاد و کنار آتش گرفت ۔ آنچہ عشق اندر دل و جانش گرفت ۔ دست و پیشانیش بوسیدن گرفت ۔ و زمقام و راہ پرسیدن گرفت ۔ پرسان پرسان می کشیدش تا بصدر ۔ گفت گنجے یافتم اما بصبر ۔ صبر تلخ آمد ولیکن عاقبت ۔ میوۂ شیرین دہد منقبت ۔ دوسرے مصرع کے معنی اگرچہ یہ شاہ تھا لیکن مہمان کے پاس نہایت ہی فقیر بن کے گیا لیکن بڑے عجز و انکسار سے کنارا ن مین الف نون زائدہ مثل مہاران کے دوسرا مصرع کنارا ن واے شعر کا کیسا الطف ہی

اور کیسی تشبیہ بلیغ عشق کے ساتھ فلیتمع صدر مسند یعنی راہ وغیرہ سے بوچھتا جاتا تھا اور مسند کی طرف لیے جاتا تھا اور خوش خوش کہتا تھا کہ مین نے صبر سے آخر خزانہ پایا سچ ہی کہا ہی کہ صبر اگرچہ تلخ چیز ہی مگر آخر کو میوہ شیرین پر منفعت دیتا ہی قولہ گفت ای نور حق وضح حرج ہ بمعنی الصبر مفتاح الفرج ہ ای لقاے تو جواب ہر سوال ہ مشکل از تو حل شدہ بے قیل وقال ہ ترجمانی ہر چہ مارا در دست ہ دستگیری ہر کہ پائش در گلست ہ المعنی حرج بفتحتین تنگی سختی فرج کشائش و آسائش تقابل بسر صورت قیل وقال گفتگو ترجمان وہ کہ دو آدمیون باہم مختلف اللسان کو ایک دوسرے کی بات سمجھانے یا درگل کیچڑ کا اندھا یہ سب مقولات بادشاہ کے ہین مہمان کے ساتھ کہ ای حق کے نور دافع تنگی وسختی کے او معنی مجسم حدیث مذکور کے یعنی صبر گنجی کشود کی ہی اور ای میرے مہمان تیری صورت جواب ہر سوال کی ہی یعنے سوال کی نوبت نہین پہونچی صورت دیکھتے ہی آرزو پوری ہوجاتی ہی اور مشکل مجھ سے بدون کہنے حل ہوتی ہی یا کسی کو کلام ہوے حل مشکلات ہونے مین سونہین ہی جوبات ہمارے دل مین آتی ہی تو اسکا بیان کردینے والا ہی بدون کہے اور جو کوئی رنج والم مین اندھا ہوا اسکا تو مددگار و دستگیر ہی الخلاف شرح فارسی مین ترجمان و دستگیر بدون یا اضافت لکھا ہی بھلا اضافت کیسی حضرت شارح نے بھی توجہ نہ فرمائی قولہ مرحبا یا مجتبے یا مرتضے ہ ان ثقب جاء القضا ضاق الفضا ہ انت موسے القوم من لایشتہہ ہ قدروے کلا لئین لم ینتہہ ہ بادشاہ کہتا ہی مرحبا کیا ہی خوب تو آیا ای چیدہ برگزیدہ اگر نہ آتا تو میری قضا آچکی تھی اور فضا یعنے صحن زمین و آسمان کا تنگ ہوجانے مین کچھ باقی نہین رہا تھا تو سردار قوم کا ہی اور خوبد بخت کہ تیرا سردار ہونا نہ چاہے بیشک مردود ہی حقا کہ اگر وہ باز نہ آئیگا تو مصداق لقیہ آیت کا ہوگا جو لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ یعنے اسکی پیشانی کے بال پکڑکے گھسیٹتے دوزخ مین لے جائینگے

لیجانا بادشاہ کا طبیب غیبی کو بیمار پاس

قولہ چون گذشت آن مجلس وخوان کرم ہ دست او بگرفت وبرد اندر حرم ہ قصہ رنجور و رنجوری بخواند ہ بعد ازان در پیش رنجور شد نشاند ہ رنگ رو ونبض وقارورہ بدید ہ ہم علامتش ہم اسبابش شنید ہ گفت ہر دو را کہ ایشان کردہ اند ہم آنعمارت نیست ویران کردہ اند ہ نیز بود نداز حال درون ہ استعیذ اللہ مما یفتری دون ہ مولانا فرماتے ہین کہ جب وہ مجلس اور خوان کرم جس سے خواہ لطف وکرم ہی مراد ہو یا آب وطعام ہوچکا تو بادشاہ مہمان کا ہاتھ پکڑکے گھر مین لیگیا جس کو حرم کہا کرتے ہین سراے ملوک وامراے ہی اور قصہ رنجور و رنجوری کا کہ فلان سبب سے یہ مرض پیدا ہوا بیان کیا من بعد اس کے سامنے اسکو بٹھا دیا طبیب غیبی نے معائنہ و ملاحظہ رنگ رو اور نبض وقارورہ کا کیا اور اسباب وعلامات مرض کے دریافت کیے اسباب وعلامات ایک کتاب بھی ہی جسمین سبب وعلامتین جملہ امراض کی لکھی ہین بعد بجا آوری جملہ مراتب کے کہا کہ اگلے طبیبون نے جو دوا اسکی کی ہی وہ آبادی بدن کی نہین ہی بلکہ ویرانی بدن کی ہی وہ اس کے حال درون سے محض بیخبر رہے کسی نے نہین جانا کہ یہ مرض کیا ہی مین پناہ مانگتا ہون اللہ سے اُنکے افترا وسخن سازی سے

کہ جو وہ سمجھے اور جانا در اصل نہین ہی قولہ دیدرنج و کشف شد بروے نہفت ✤ لیک پنہان کرد و با سلطان نگفت ✤
ترجمہ از سود و از ضرر نبود بابلوے ہر بشیر ✤ دید یہ آید زوو دیدار زارش کو زار دلست ✤ من خوشستم او گرفتار دلست ✤
عاشقی پیداست از زاری دل ✤ نیست بیماری چو بیماری دل ✤ علت عاشق ز علتہا جداست ✤ عشق اصطرلاب اسرار خداست ✤
المعنی بشیرم مخفف بشیرہ و ہم بلغت گردستانی بمعنی نعمت اصطرلاب بالکسر و ضم طا ترازوے آفتاب ہندی گھڑی جس سے
ارتفاع و انحطاط سبع سیارہ کا معلوم کرتے ہین اور گھڑی ساعت کا حساب کرتے ہین فرماتے ہین کہ اس طبیب غیبی پر
اسکے مرض کا یقین ہی نہ ہوا تھا کھلگیا کہ اسکو رنج و بیماری نہین ہی لیکن اصل مرض کو بادشاہ سے نہین کہا چھپایا کہ وہ مرض صفرا
سودا سے نہ ہوتا اسلیے کہ ہر شے کے اپنے اپنے نشان ہین جیسے ہر نعمت کی بو اسکی بجاپ سے معلوم ہوتی ہی پس اسکی آہ و زاری
دیکھکر جان لیا کہ یہ بیمار دل کی ہی جسمانی کوئی مرض نہین جسمین اچھا خاصہ ہی اس کے عشق کو خود زاری دل کی جتاری ہی اسلیے
کہ کوئی بیماری مقابل بیماری دل کے نہین ہی عاشق کی علت و آزار ساری علتون سے جدا و نرالی ہین عشق اصطرلاب اسرار
خدا کی ہی چنانچہ اور علتین تو سودا صفرا اور مرض و آزار کو بتاتی ہین اور یہ علت عشق کی راز و اسرار خدا کو جتاتی ہی اور عشق
ایک آلہ ہی اسرار خدا کا اور مرض سبب ہی ہلاک و فنا کا بالخلاف شرح فارسی مین بجاے ہیزم بمعنی نعمت کے ہیزم لکھا ہی
نہ معلوم معنی کیا سمجھے ہین نہین اور ظاہر کہ بوے ہر ہیزم کی لکڑی سے کب معلوم ہوتی ہی اور کہان پہچانی جاتی ہی یہ کلیہ
نہین ہوسکتا البتہ نعمت کی بو بجاپ سے پہچانی جاتی ہی قولہ عاشقی گر زین سر و گر زان سرست ✤ عاقبت ما را بدان سر رہبرست ✤ ہر چہ گویم عشق را شرح و بیان ✤ چون بعشق آیم خجل باشم ازان ✤ گرچہ تفسیر زبان روشنگرست ✤
لیک عشق بے زبان روشن ترست ✤ چون قلم اندر نوشتن میشتافت ✤ چون بعشق آمد قلم بر خود شگافت ✤ یعنے
عاشقی چاہے اس سر سے ہو کہ وہ عشق مجازی ہی چاہے اس سر سے کہ وہ عشق حقیقی ہی انجام کار یہ مجازی بھی ہم کو اسی سر
یعنے حقیقی کی طرف راہبر ہوتی ہی اور یہ عشق عجب ایک ذات مستغنی الصفات ہی کہ چاہے جتنی شرح اور بسط اسکی کی جاتی ہو بعینہ
کہ اسمین پڑین اور داخل ہوین یعنے عاشق ہون تو اپنے کہے ہوے سے شرمندہ ہی ہوین کہ ہم نے کیا کہا اور
یہ کیا چیز ہی ہمنے مطلق نہین جانا پس فرماتے ہین کہ اگرچہ تفسیر زبان کی بڑی روشنگر ہی کیسی ہی الجھی الجھائی بات ہو سب کو
روشن و ظاہر کر دیتی ہی کچھ ستر و خفا نہین رہتا لیکن عشق ایسی شی ہی کہ با وصف بیزبانی کے زبان سے روشن تر ہی کہ زبان
سے کچھ کہتا نہین اور کیسا فاش و برملا طشت از بام ہوتا ہی ایسے ہی قلم بھی اپنی تحریر مین ہزار دان وہ دان ہی اور
بڑے بڑے نکات و غوامض اس سے عیان اور ظاہر ہوتے ہین مگر جب عشق کے بیان پر آئے تو یہ بھی
رہگئے اور شق ہوگئے کچھ بیان نہین کر سکے غرض یہ عشق ایسی چیز ہی کہ تقریر و تحریر زبان و قلم دونون مین نہین
سماتا نہ انکی شرح و بیان کا محتاج بالخلاف شارح فارسی کے معنی صاف صاف سمجھ مین نہین آتے شاید
کشف العلوم والے سمجھے ہون مگر صفائی معنی کی صفائی سمجھ معنے پر دلیل ہی جو سمجھ لے گا سمجھا بھی دے گا غلق

نہین چھوڑے گا قولہ چون سخن در وصف ایخالت رسید ؛ ہم قلم بشکست وہم کاغذ درید ؛ عقل در شرح جنون در گل بخفت ؛ شرح عشق و عاشقی ہم عشق گفت ؛ المعنی دوسرے شعر مین ہم تخصیص کا ہی نہ عطف کا یعنے مثل قلم کے جب سخن اس حالت یعنی عشق کے وصف مین پہونچا اور سخن نے وصف اختیار کیا تو اسکا بھی قلم ٹوٹ گیا اور کاغذ پھٹ گیا یعنے سامان بگڑ گیا اور عقل کا تو اس کے سامنے یہ حال جیسے گدھا کیچڑ کا اندھا پس ہر گاہ زبان اور قلم اور سخن اور عقل چارون عشق کے شرح و بیان مین عاجز ہوے تو مجبور عشق و عاشقی کی شرح و بیان خود عشق ہی نے لکھی الخلاف شارح فارسی کے بڑے لمبے چوڑے پیچ ہین مین تو یہی اچھا جانتا ہون کہ معنی ہی ربط اور موافق الفاظ شعر کے ہون نہ یہ کہ الفاظ شعر کے معنی کا پتہ ہی نہ لگے قولہ آفتاب آمد دلیل آفتاب ؛ گر دلیلت باید از وے رو متاب ؛ از وے ار سایہ نشانے مید ہد ؛ شمس ہر دم نور جانے می دہد ؛ المعنی فرماتے ہین کہ عشق و عاشقی کی شرح تو محال ہی اسکو تو خود عشق ہی بیان کرے لیکن تمثیلاً اور نظیراً ہم بیان کرتے ہین کہ ایک آفتاب تو یہی ظاہری چوتھے چارم والا ہی اور ایک آفتاب عشق کا ہی جسکا مقام عرش دل مومن کا ہی اور یہ آفتاب بیچون اس آفتاب کا دلیل و رہنما ہی کہ جو کیفیت حدت و حرارت اور نور و فروغ مین اسکے ہی وہی اسکے ہی پس اگر تجکو کوئی راہنما آفتاب عشق کا چاہے تو اسی کی طرف رجوع کر یہ تیری اس تک بخوبی رہنمائی کریگا چنانچہ کاملین کو اسکے تصور و ذخیرہ سے بھی بہت فیض و فائدے حاصل ہوتے ہین اور اس سے اگرچہ تجکو سایہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ شب ہی مگر شمس کہ وہ عشق ہی ہر دم تازہ نور جان کا بخشتا ہی اس مین سایہ و تاریکی مطلق نہین ہی الخلاف یہ معنے تو مین نے اپنی سمجھ کے موافق لکھے اب آگے شارحین کی بڑی بڑی باتین ہین مولانا رحمہ نے بجاے شمس کے عشق لکھا آخر شمس سے بھی تو عشق ہی مراد ہی اور غیر موزون بھی نہ تھا لیکن شعر آیندہ مین جو لفظ شمس کا ہی اس کا مفاد ہو جاتا ہی قولہ سایہ خواب آرد ترا ہنگام صبح ؛ چون بر آید شمس انشق القمر ؛ خود غریبے در جہان چون شمس نیست ؛ شمس جان باقی ست کو را امس نیست ؛ شمس در خارج اگرچہ ہست فرد ؛ مثل او ہم میتوان تصویر کرد ؛ لیک آن شمسی کہ عشق شد اثیر ؛ نبود ش در ذہن و در خارج نظیر ؛ در تصور ذات او راست گو ؛ تا در آید در تصور مثل او ؛ شمس تبریزی کہ نور مطلق است ؛ آفتاب ست و ز انوار حق ست ؛ المعنی انشق القمر اسی شق شدہ قمر کی تشبیہ خواب کی سحر سے باعتبار شدت خواب کے ہی جیسا کہ کہا ہی ع خواب در وقت سحر گاہ گران میگردد ؛ اور مناسب سایہ اور خواب اور شمس و قمر کے غریب مسافر و نادر امس روز گذشتہ فرد تنہا دیگانہ تصویر صورت کرنا اثیر عالی و بلند اور فلک و کرہ نار کہ سب عناصر مین بلند ہی شمس تبریز نام ولی اللہ کا ہی تائید شعر بالا کے فرماتے ہین کہ اس آفتاب سے جو سایہ لگا ہوا ہی خواب آور اور غفلت انگیز ہی مثل سحر کے کہ اسوقت نیند بشدت ہوتی ہی مگر شمس عشق ایسا جاہ و جلال والا ہی کہ مجرد طلوع اسکے قمر منشق و معدوم ہو جاتا ہی جو در اصل مادہ خواب کا ہی جیسا کہ مولانا نظامی نے فرمایا ہی ع ہمہ دادگمواز رہ خواب را ؛ اب فرماتے ہین کہ خیال کرو دنیا مین جیسا کہ شمس ہی ایسی کوئی چیز عجیب و غریب نہین بظاہر اپنے نور و ظہور مین بھی اور بباطن فیض و فوائد مخلوقات مین بھی

کہ کوئی شخص ایسی نہین جسکو اس سے فیض و فائدہ نہ پہونچتا ہو گویا ہر شخص کی جان ہی لیکن برابر و یکسان نہین رہتا جس اسکے پیچھے لگا ہوا ہی جو فصل شب کا ہی اور شمس جان کہ عشق ہی یہ ہمیشہ پایندہ اور ایک حال پر اس کے پیچھے جس نہین ہی اسکو امس و غد سب برابر ہین اور یہی شمس ہی کہ خارج مین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا اپنی ذات و صفات مین فرد ہی مثل و نظیر نہین رکھتا یکتا بے ہمتا ہی مگر اسکے مثل کی صورت بنا سکتے ہین اور تصور مین لا سکتے ہین لیکن وہ شمس بلند پر تو عشق کا جسکے شوق مین فلک یا بلندی اثیر مست و خوش ہی اسکا کوئی نظیر نہ ذہن مین ہی نہ خارج مین اور فرماتے ہین کہ ذات اسکی تصور مین آوے ہی کیسے اسلیے کہ ذات اسکی تصور کی مطمع کمان ہی اور تصور مین جمتی کب ہی جیسا کہ یہ آفتاب خارج نظر مین نہین جمتا البتہ شمس تبریزی کو نور مطلق غیر مقید ہی اور آفتاب اور انوار حق سے ہی مثل اسکا ہی آفتاب عشق کا ہو سکتا ہی الخلاف شرح فارسی مین اس شعر خود غریبے در جہان اخ مین غریب کے معنے مسافر کے لیے ہین اور مین نے بمعنی عجیب و نادر کے یہ سب اشعار اوصاف عشق مین کہے قولہ چون حدیث روے شمس الدین رسید ۔ شمس چارم آسمان سر در کشید ۔ واجب آمد چونکہ بردم نام او ۔ شرح کردن رمزے از انعام او ۔ این نفس جان را منعم برتافتہ است ۔ بوے پیراہان یوسف یافتہ است ۔ کز برائے حق صحبت سالہا ۔ باز گوید رمزے از ان خوشحالہا ۔ تا زمین و آسمان خندان شود ۔ عقل و روح و دیدہ صد چندان شود ۔ المعنی پہلے دونون شعر گزر و انتقال مین ہین طرف ذکر شمس الدین تبریزی کے چنانچہ فرمایا کہ جب نوبت ذکر صورت شمس الدین کی پہونچی جس سے شمس چارم آسمان نے کہ سر اٹھائے ہوئے تھا اپنا سر سمیٹ لیا تاب مقابلہ کی نہ لایا تو مجھپر واجب ہوا کہ ان کا نام لیا تو کچھ ان کے انعام و احسان سے بھی بیان کرون چنانچہ مجھپر اس خیال کے اس وقت جان نے میرا دامن چڑھا کے مستعد کر دیا ہی گویا اسنے بوے پیراہن یوسف کی پائی ہی کہ آنکھین بھی کھل گئین اور جان بھی کلی سی کھل گئی اور کہا کہ تیری انکی صحبت تو برسون رہی ہی اور کیسے خوشحال وقت انکی صحبت مین تیرے ہین اس حق صحبت و خوشحالیون کے کوئی رمز بیان کرتا آسمان و زمین خرم و خندان ہوئین اور ان کو عقل اور روح اور آنکھین سو گونی حاصل ہوئین زمین و آسمان دونون مین ظرف ہے ارادہ مظروف کا ہی قولہ گفتم ای دور افتادہ از حبیب ۔ بیمجو بیماری کہ دور افتادہ از طبیب ۔ لا تکلفنی فانی فی الفنا ۔ کلفت افنای فلا احصی ثنا ۔ یہ جواب مولانا کا مخاطبہ جان مین ہی کہ ای از حبیب دور افتادہ جیسے بیمار طبیب سے دور افتادہ ہوتا ہی کہ اسکو کچھ بن نہین آتا تو مجکو تکلیف مت دے کہ مین حالت فنا مین ہون اور میرے افہام و حواس سب گونگے ہو رہے ہین پھر مین ایسی حالت مین کیا کہون اور ان کی ثنا کا احصا کر سکون قولہ کل شیء ما خلا اللہ غیر المفیق ۔ ان تکلف اوتسلف لا یلیق ۔ ہر چہ میگوید موافق چون بود ۔ چون تکلف نیک نالایق نمود ۔ من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست ۔ شرح آن یاری کہ آنرا یار نیست ۔ خود ثنا گفتن ز من ترک ثنا است ۔ کین دلیل ہستی و ہستی خطاست ۔ شرح این ہجران و این خون جگر ۔ این زمان بگذار تا وقت دگر ۔

یہ اشعار بھی تحت جواب ہین ہین یعنے جو چیز کہ اسنے کہ یعنی شمس تبریز نے کہی ہی بیہوشی کے حال مین کہی ہی اس مین اگر باتین بناؤن اور سخن سازی کرون تو لائق نہین ہی وہ جو کچھ کہتا ہی ہرگاہ اتفاقہ کے ساتھ نہین ہی اس واسطے مجکو تکلف کی طرح اسکا کہنا نہایت نالائق معلوم ہوا کہ بیان میرا سزاوار اسکے نہوگا بھلا مین کہ جسکی ایک رگ ہوشیار چلتی ہوئی نہین سب مردہ ایسے یار کی شرح جسکا کوئی یار اور مثل نہین ہے کیا کرون مجھسے تو بڑی شناگوئی اسکی یہی ہی کہ ترک شنا کرون اسواسطے کہ شنا کرنا دلیل ہستی کی ہی اور ہستی خطا ہی یعنے جب مین خود اس مین فنا ہون تو دعوے ہستی کا کیسے کرون کہ دوئی لازم آئے گی پس بہتر یہ ہی کہ شرح اس جدائی کی اور جدائی مین جو خون جگر پیے ہین اسکی سوقت جانے دے دوسرے وقت پر سوقوف رکھ قولہ قال اطعنی فانی جائع ✤ فما عجل فما توقت سیف قاطع ✤ صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق ✤ نیست فردا گفتن از شرط طریق ✤ تو مگر خود مرد صوفی نیستی ✤ نقد را از نسیه نیز نیستی ✤ المعنی یہ جواب پھر جان کا ہی خطاب مولانا رح مین یعنے جان نے میری یہ بات شکر مجھسے کہا کہ مین تو اس ذکر و حدیث کی بھوکھی ہون مجکو صبر کہان جلدی میری خوراک مجکو بھلا اور دیر مت کر کھلانے مین کہ وقت بیہوشی قاطع ہی گذرندہ نہایت جلد و شتاب جیسے تلوار کہ جسم پر پہونچتے ہی فورا پار ہوجاتی ہی دیر ہی نہین لگتی اور صوفی ابن الوقت ہوتا ہی یعنے جو شخص کہ مرضی خدا مین آپ کو مٹائے ہوئے ہی وہ وقت کے موافق عمل کرتا ہی اور جانتا ہی کہ نقد ادھار دینے مین مارا بھی جاتا ہی پس وہ کام اپنا آیندہ پر نہین رکھتا فورا کرتا ہی الخلاف شارح فارسی نے آخر شعر کے معنی مین سارے تصوف خرچ کر کے ڈیڑھ ورق سیاہ کیا مگر شاید ضروری ہو قولہ گفتش پوشیدہ خوشتر سر یار ✤ خود تو در ضمن حکایت گو شدار ✤ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ✤ گفتہ آید در حدیث دیگران ✤ المعنی گو شدار واشتن دیکھنا سننا بہر دو معنی ہمیر جواب مولانا رح کا ہی کہ مین نے اس سے کہا کہ بھید یار کا پوشیدہ اچھا ہوتا ہی مین نے ضمن حکایت مین سب کچھ پوشیدہ پوشیدہ کہدیا ہی اسکو دیکھ بھال کے اور یہی اچھی بات ہی کہ بھید معشوقون کا اور کی بات مین ٹال چھپا کے کہا جاے تاکہ ہر کوئی نہ سمجھ پاے قولہ گفت مکشوف و برہنہ بے غلول ✤ باز گو رنجم مدہ اے بوالفضول ✤ پردہ دار و بر ہنہ گو کہ من ✤ مے نگنجم با تنم در پیرہن المعنی غلول خیانت مین خیانت کرنا غنیمت مین پھر خطاب جان کا ہی جو مولانا رح سے کہتی ہی کہ کھلم کھلا بے پردے بے خیانت جو کچھ ہی کہدے اور اے بوالفضول بار بار رنج مجکو مت دے پردہ روے راز سے اٹھادے اور ذرا آڑ مت رکھ برہنہ کہدے کہ مین اپنے ضمن یعنی مطلوب کے ساتھ پیرہن مین نہین سماتی ہون اتنی آڑ بھی ناگوار ہی قولہ گفتم رعیان شود او در عیان ✤ نے تو مانی نے کنارت نے میان ✤ ہم ز رو بیخواہ لیک اندازہ خواہ ✤ بر مثال کوہ را یک برگ کاہ ✤ آفتابے کز دوے این عالم فروخت ✤ اندکے گر پیش آید جملہ سوخت ✤ تا نگردد خون دل جان جہان ✤ لب بدوز و دیدہ بر بند این زمان ✤ بیش ازین آشوب و خونریزی مجوی ✤ بیش ازین از شمس تبریزی مگوی ✤

این مدار و استر از آغاز گو ؛ رو تمام آن حکایت باز گو ؛ المعنی عیان بگسر دیدن بچشم مجاز اظاہر یہ جواب مولانا رح کا ہی کہ مین نے اس سے کہا کہ یہ راز ایسا نہین جو ہر ملا و عیان کہا جاے اس لیے کہ اسکی تاب تحمل کی کسکو ہی اگر عیان کہون تو نہ تو رہے نہ تیرے کنارے نہ تیرا وسط یعنی نہ کہین کنارون پر تیرا تحمل پیرہ لگے نہ کہین بیچ مین ایسی مفقود و معدوم ہوجاے تجکو چاہیے کہ اگر آرزو و طلب کسی شی کی دل مین کرے تو پہلے اسکے موافق اپنا ظرف و اندازہ بھی سمجھ لے ورنہ کھاس کا تنکا کہین پہاڑ کو تھوڑے ہی اٹھا سکتا ہی دیکھون تو اسی کو نہ سمجھے کہ یہ آفتاب جو پیش چشم ہی جہانتک اپنے مرکز و مدار پر دورکرتا رہے کچھ اندیشہ نہین اور اگر ذرا آگے کو بڑھ آئے تمام جہان جل جائے پھر عالم افروزی نہ رہے تو وہ اسرار پوچھتی ہی جنکے کہنے سے جان جہان کا دل خون ہوجاے جو کمال بخ و محن مین پڑنا ہی پس بہتر یہی ہی کہ ہونٹھون سے انکھین مینچ لے اسوقت مین یہ راز کہنا اچھا نہین ابتک تو نے جو کچھ آشوب و خونریزی کی تلاش کی وہ کی یعنی رازِ شمس تبریزی مین اصرار کیا اب اس سے زیادہ شمس تبریز کا ذکر مت کر اور اس راز کو مت پوچھ یہان تک ذکر شمس تبریز کا حسب سوال جان کے فرمایا اب شعر آخر گریز ہی طرف قصہ کنیز کے کہ یہ جو بیان کرتا چلا آتا ہی اسکا تو آخر انجام نہین اب تو اس آغاز سے جو شروع کیا تھا مینے قصہ کنیز اسکا ذکر و بیان کرون اس حکایت کو پورا پورا کہ

خلوت چاہنا طبیب کا بادشاہ سے واسطے دریافت مرض کنیز ک کے

قولہ چون حکیم از این سخن آگاہ شد ؛ و زدرون ہمداستان شاہ شد ؛ گفت اے شہ خلوتے کن خانہ را ؛ دور کن ہم خویش و ہم بیگانہ را ؛ کس ندار و گوش در دہلیز ہا ؛ تا بپرسم از کنیزک چیز ہا ؛ یعنے حکیم جب اس بات سے خبردار ہوا کہ مرض نہین ہی تو اسکے دروں کا بادشاہ سے ذکر کیا چوتھے مصرع مین خویش کا لفظ کیسا لطیف ہی کہ ذات بادشاہ اور یگانون کو بھی شامل ہی قولہ خانہ خالی کرد و یک یارنہ ؛ جز طبیب و جز ہمان بیمار نہ ؛ دیگر یار بالفتح و تشدید یا مرومان خانہ ؛ نرم نرک گفت شہرتہ کجاست ؛ کہ علاج اہل ہر شہرے جداست ؛ واندران شہر از قرابت کیستند ؛ خویشی و بیوستگی با چیستند ؛ بہت بزبخش نہاد و یک بیک ؛ بازمی پرسید از جوزفلک ؛ یعنے گردش آسمانی سے تجھیر کیا کیا مصیبتین پڑین قولہ چون کسے را خار در پائش خلد ؛ پاے خود را بر سر زانو نہد ؛ وز سر سوزن ہمیجوید سرش ؛ در نیابد می کند با لب ترش ؛ خار در پا شد چنین دشوار یاب ؛ خار دل چون بود دادہ جواب ؛ خار در دل گر بدیدی ہر خسے ؛ کے غمان را دست بودی بر کسے ؛ غمان بفتح غمناک دادہ مین دا حرف زائد ہی وہ امر المعنی معنی سب کے یہ کہ جو کسی کے پاؤن مین کانٹا چبھتا ہی تو اکثر پاؤن کو زانو پر رکھتا ہی اور سوزن کے سرے سے اسکے سر کو ڈھونڈھتا ہی اور نہین پاتا ہی تو سب سے ترکرتا ہی اور اس مشکل سے نکال پاتا ہی اب خیال کرو اس طبیب کی دقت کو کہ وہ کانٹا دل کا ڈھونڈھتا تھا

نہ پاؤن کا پھر کیسی وقت اُسکو پڑی ہوگی اور اس خار دل کا اگر دیکھنے سوچنے والا ہر حس ہوتا تو غمناک کو غلبہ کسی پر کیسے ہوتا اور غمناک سے مراد عاشق حقیقی جیسے طالب و عاو و مدد کے ہوتے ہین پس یہ اشعار تمثیل مین ہین قولہ کس بزیر دم خرخارے نہد ۔ خرخانہ اند دفع او برمی جہد ۔ تا زبہر دفع خار از سوز و درد ۔ جفتہ می اندا خت صد جا زخم کرد ۔ آن لکد کے دفع خار او کند ۔ جا دوئے باید کہ برمر کز تند ۔ بر جہد و ان خار محکم تر کند ۔ خاطفے باید کہ خار سے برکند ۔ جفتہ یا ضعم و باقی ترہم کز تند یعنے جس جگہ پور نا مناسب ہو و با موقع کند افتح کند یہ دن سے المعنی یہ اشعار بھی بسطر زہ دیگر مثال مین فرماتے ہین کوئی شخص گدھے کی دم تلے ایک کانٹا رکھدے اب گدھا اُسکا دفع جانتا معین کر دتا کہ اور اُس خار سے جو اُسکو سوزو درد ہی دولتیان پھینکتا ہی اور سیکڑون جگہ زخمی ہو جاتا ہی ویسے ہی لاتین چلاتا ہی تو اب ایسے موقع پر کوئی حاذق دانا ہو کہ وہ برمحل تدبیر کرے اور وہ یہ ہی کہ اس خار کو جو خوب گھسا ہوا ہی کریدے اور نکالدالے یہ کام عاقل کا ہی نہ ہر کسی کا خلاصہ یہ کہ کنیز کی دم مین کانٹا ہوگا تھا وہ چین تھی طبیبون کی خلاف تدبیرون سے اور زیادتی ہوئی اب اس حاذق نے پہچاننے کی صورت پیدا کی ہی یقین کہ پہچان کے نکال دے چنانچہ آیندہ آئے گا قولہ آن حکیم خارچین استاد بود ۔ دست میزد جا بجا می آزمود ۔ زان کنیزک بر طریق راستان ۔ باز می پرسید حال و داستان ۔ تا حکیم اورا زہا میگفت فاش ۔ از مقام و خواجگان و شہر و تاش ۔ سوی قصہ گفتنش میداشت گوش ۔ سوے نبض خستنش میداشت ہوش ۔ تا کہ نبض از نام کہ گردد جہان ۔ او بود مقصود جانش در جہان ۔ دوستان شہر خود را بر شمرد ۔ بعد ازان شہر دگر را نام برد ۔ المعنی خواجگان جمع خواجہ کہنے خداوند و لقب سادات و تورانی و غلام خصی و مالک تاش ایک شخص کے دو نوکر کہ آپس مین تاش ہوتے ہین خلاصہ یہ کہ وہ حکیم کا نباز کا لنے والا استاد تھا جا بجا ہاتھ سے اُسکو آزماتا تھا کہ دیکھون کونسی جگہ کو مانتی ہی اور وہ ہاتھ آزماتا یہ کہ ٹھیک لوگون کے طریق پر اُس سے حال و داستان پوچھتا تھا اور کنیز بھی اپنے راز و بھید کو فاش و برملا کر رہی تھی اور اپنے شہر و مقام اور خواجگان و تاش سے بتاتی تھی اور حکیم قصہ کی طرف تو گوش لگائے تھا اور نبض کی حرکت پر ہوش رکھتا تھا اسواسطے کہ جس کے نام سے کودنے لگے گی پس وہی جہان بھر مین اسکا مقصود جان ہی لہذا اپنے شہر کے دوست آشنا کے بعد اُس کے دوسرے شہر کا نام لیا قولہ گفت چون بیرون شدی از شہر خویش ۔ در کدامی شہر میبودی تو پیش ۔ نام شہرے گفت وزان ہم در گذشت ۔ رنگ رو و نبض او دیگر نگشت ۔ خواجگان و شہر ہا را یک بیک ۔ باز گفت از جاو از نان و نمک ۔ شہر شہر و خانہ خانہ قصہ کرد ۔ نے رگش جنبید نے رخ گشت زرد ۔ نبض او بر حال خود بے گزند ۔ تا بپرسید از سمرقند و چو قند ۔ المعنی کہا اپنے شہر سے تو کیسے نکلی اور پہلے کس شہر مین رہتی تھی اسنے اپنے شہر کا نام بتا دیا مگر رنگ رو اور نبض مین کچھ تغیر نہوا اور شہرون اور خواجون سے ایک ایک کا حال جہان نان و نمک کھایا تھا بتایا غرض شہر شہر اور گھر گھر کا ذکر کیا نہ کسی پر نبض اُسکی چھڑکی نہ رنگ زرد ہوا نبض اُسکی بدستور اپنے

حال پرسی کہ اے مہین سمرقند چون قند سے پوچھا قولہ آہے سروے برکشید آن ماہروے ۱۲ آب از چشمش روان شد ہمچو جوے ۱۲ گفت بازرگانم آنجا آرمید ۱۲ خواجہ زرگر دران شہر مرا خرید ۱۲ در برخود داشت شش ماہ و فروخت ۱۲ چون بگفت این ز آتش غم بر فروخت ۱۲ نبض جستم روے سرخش زرد شد ۱۲ گز سمرقندے زرگر فرد شد ۱۲ المعنی یعنی جب سمرقند کا نام سنا تو اسنے ایک آہ سرد کھینچی اور نہر کی طرح آنسو جاری ہوے اور کہا کہ سوداگر وہان مجکو لایا ایک خواجہ زرگر نے مجکو خریدا پھر چھ مہینے اپنے بغل مین رکھکر چھوڑا جب یہ کہا تو اسکے غم کی آگ بھڑک گئی اور نبض کودنے لگی اور منھ پیلا تو سرخ تھا زرد ہوگیا بدیوجہ کہ زرگر سمرقندی سے جدا ہوئی تھی جو محبوب اسکا تھا ماہ اور آہ سرد باہم مناسب بر فروخت فروخت تخمیس تمام قولہ چون رنجور آن حکیم این راز یافت ۱۲ اصل آن درد و بلا را باز یافت ۱۲ گفت کوے او کدامست و گذر ۱۲ او سر پل گفتہ و کوے غاتفر ۱۲ گفت انگہ آن حکیم با صواب ۱۲ آن کنیزک را کہ رستی از عذاب ۱۲ غاتفر بفتح فا نام محلہ سمرقند المعنی جب اس حکیم نے رنجور سے یہ راز پایا اور اصل اس درد و بلا کی معلوم کرلی پوچھا اس گلی اور راہ کا نام کیا ہی کہا محلہ کا نام غاتفر اور راہ کا نام سرپل یہ سنکر اس حکیم باصواب نے اس سے کہا لے اب تو عذاب سے چھوٹ گئی عذاب صواب کیسے خوب جمع کیے ہین قولہ گفت دانستم کہ رنجت چیست زود ۱۲ در علاجت سحر با خواہم نمود ۱۲ شاد باش و ایمن و فارغ کہ من ۱۲ آن کنم با تو کہ باران با چمن ۱۲ من غم تو میخورم تو غم مخور ۱۲ بر تو من مشفق ترم از صد پدر با ہان و ہان این راز را با کس مگوے ۱۲ گرچہ شاہ از تو کند بس جستجوے ۱۲ چونکہ اسرارت نہان در دل شود ۱۲ آن مرادت زود تر حاصل شود ۱۲ ہان کلمہ تنبیہ کا ہی اور تکرار بنا بر تاکید المعنی حکیم نے کہا جو کچھ تیرا مرض ہی مین نے جان لیا دیکھو تو کیسی جلدی تیرے علاج مین سحر کاری دکھاتا ہون خوش رہ اور نخبت اور فارغ کہ مین تیرے ساتھ وہ کام کرون گا جیسا کہ باران چمن کے ساتھ کرتا ہی کہ سرسبز و شاداب کردیتا ہی آور اب تیرا غمخوار مین ہون تو ذرا غم مت کر اور مجھپر ایسا مہربان ہون کہ جتنی مہربانیان سو باپون کی ہون مگر دیکھ خبردار بھید اپنا کسی سے نہ کہنا ہر چند بادشاہ تجھسے پوچھے اسواسطے کہ جب بھید دلمین پوشیدہ رہتا ہی تو مراد جلد بر آتی ہی قولہ گفت پنہبر کہ ہر کو سر نہفت ۱۲ زود گردد کامرا و خویش جفت ۱۲ دانہ چون اندر زمین پنہان شود ۱۲ بعد ازان سرسبزی بستان شود ۱۲ زر و نقرہ گر بنو دندے نہان ۱۲ پرورش کے یافتندے زیر کان ۱۲ المعنی یہ اشعار صفت اخفاے راز مین ہین یعنے آن حضرت نے بھی فرمایا ہی کہ جسنے اپنا بھید چھپایا جلدی اپنی مراد سے جفت ہوا چنانچہ فرمایا من کتم سرہ حصل امرہ اور تو بھی خیال کرے اول دانہ زمین مین چھپ جاتا ہی بعد کو سرسبزی باغ و بستان کی دکھاتا ہی ایسے ہی زر و نقرہ کان مین چھپے رہتے ہین جو کان انکی پرورش کرتی ہی ورنہ مثل کنکر پتھر کے نہ تیرے ہوتے قولہ وعدہا و لطفہاے آن حکیم ۱۲ کرد آن رنجور را این زیم ۱۲ وعدہا باشد حقیقی دلپذیر ۱۲ وعدہا باشد مجازی تا سہ گیر ۱۲ وعدہ اہل کرم گنج روان ۱۲ وعدہ نا اہل شد رنج روان ۱۲ وعدہ را باید وفا کردن تمام ۱۲ ور نخواہی کرد باشی سرد و خام ۱۲ المعنی تا سہ رنج واندوہ و بیقراری گنج روان گنج قارون

کہ ہمیشہ روان ہی یہ اشعار مقولات مولانا رح سے ہین وعدے اور ایفاے وعدے مین یعنے اُس حکیم نے جو کنیز سے وعدے کیے اور لطف فرمائے تو اُس بیمار کو خوف سے نڈر کر دیا اور خوف یہ کہ مقصود دلی کو نہ اُتر ہوتی ہے ہون پاہین کیسے نہ مطمئن کر دیتے کہ وعدے حقیقی دلپذیر ہوتے ہین فوراً دل اُنکو مان لیتا ہی اور وعدے مجازی یعنے جھوٹے کہ خود واعد کاذب کے دل مین اُسکی گنجایش نہین ہوتی کسی وجہ سے وعدہ کر لیتا ہی بیچین و مضطرب کرتے ہین کہ دیکھیے پورے ہوتے ہین یا نہین اور وہ وعدہ حقیقی اہل کرم کا ہی اور وعدہ مجازی نااہلون کا کہ وعدہ حقیقی سے گنج روان ہو پورا مقصد ہی حاصل ہوتا ہی اور وعدہ نااہل کا رنج جان کا ہوتا ہی جسکے انتظار مین جان گھلتی ہی اسی واسطے ہر شخص کو لازم ہی کہ جس سے وعدہ کرے اُسکو پورا پورا وفا کرے تا وہ کرم جوش پختہ کار ٹھہرے ورنہ خام و سرد محض بے لطف و بی مزہ الخلاف شارح فارسی کی تقریر بڑی طول ہی وعدہ کا لفظ اسمین اُن کو مل گیا لاجرم موافق دیوانہ راہ سے بس سمجھے تمام آیتین حدیثین بھرنے کی آڑ ملگئی یہ جو مین نے معنی لکھے کیا کافی نہین مین تو یہ جانتا ہون رح فرحتی جو دکار آسان کن ہم

معلوم کر لینا طبیب اُسی کا رنج کنیز ک اور بادشاہ سے ظاہر کر دینا

قولہ آن حکیم مہربان چون راز یافت ہ صورت رنج کنیزک باز یافت ہ باز یافت اش معلوم کرد ہ بعد ازان برفاست عزم شاہ کرد ہ شاہ را زان شمہ آگاہ کرد ہ الخلاف بہلا شعر شرط ہی یہ جز کشف العلوم و اسے چوتکے مصرع کا ترجمہ لکھتے ہین بادشاہ کو اس شمہ سے آگاہ کیا حالانکہ شمہ مین ہزہ ملیسنہ جو مبدل یاسے وحدت سے ہی موجود بس یہ ترجمہ ہوگا کہ بادشاہ کو اُس سے ایک شمہ آگاہ کیا پھر اسی شمہ کو شمسہ بنا کر لکھا کہ شمسہ یعنی تابدان اور زر اندودہ چیز پھر کہا شمسہ مناسب شاہ کے تھا اسوجہ سے مولانا رح شمہ لائے کہو یہ وہ بات ہی یا نہین شعر تو بر اوج فلک چہ دانی چیست ہ چون نہ دانی کہ دریسے تو کیست ہ قولہ شاہ گفت اکنون بگو تدبیر چیست ہ درچنین غم موجب تاخیر چیست ہ گفت تدبیر آن بود کان مرد را ہ حاضر آریم از پے این درد را ہ قاصدے بفرست کا خبارش کند ہ طالب این فضل و ایثارش کند ہ مرد زرگر را بخوان از شہر دور ہ باز رو خلعت بدہ او را غور ہ چون بہ بیند سیم و زر آن بی نوا ہ بہر زر گردد زخان و مان عدا ہ المعنی اخبار بالکسر خبر کرنا ایثار بخشش غور ای فریب بی نوا مفلس و بے توشہ باقی معنی اشعار کے محتاج بیان نہین ہین قولہ زر خرد را والہ و شیدا کند ہ خاصہ مفلس را کہ خوش رسوا کند ہ زر اگرچہ عقل می آرد دلیک ہ مرد عاقل باید او را نیک نیک ہ والہ بصیغہ اسم فاعل شیفتہ و سرگشتہ بنک نیک ای بسیار نیک یہ دونون مقولے مولانا کے صفت زر مین ہین یعنی زر ایسی چیز ہی کہ خرد کو سرگشتہ و شیفتہ بنا تا ہی خصوص مفلس اسکی برائی کا تو ٹھکانا ہی نہین حد بھر رسوا کرتا ہی کونسی برائی ہی کہ زر کے لالچ مین مفلس سے بچ جاتی ہی اور زر ایسا بھی ہی کہ آدمی مین عقل و زیرکی بھی پیدا کرتا ہی بشرطیکہ وہ عاقل نہایت نیک ہو ورنہ جب انما اموالکم فتنہ کے مایہ فساد ہو جاتا ہی قولہ چون کہ سلطان از حکیم آنرا شنید ہ پند او را زدل و از جان گزید ہ گفت فرمان ترا فرمان کنم ہ ہر چہ گوئی آنچنان کن آن کنم ہ المعنی فرمان ترا فرمان کنم یعنی تیرے ہی

حکم کو حکم بنا دون گا میرا کچھ حکم نہین ہی قولہ بس فرستاد آن طرف یک دو رسول ؛ حاذقان و کافیان دین عدول ؛ تا تمام تر
آمدند آن دو امیر ؛ پیش آن زرگر شاہنشہ بشیر ؛ المعنی حاذق تیز و ہوشیار کافی وہ کہ اُسکے ہوتے اور کی حاجت نہو
عدول گواہ مقبول بشیر بشارت رسان قولہ کاسے لطیف استاد کامل معرفت ؛ فاش اندر شمہ ہا از توصفت ؛ المعنی
معرفت کبیر را کامل شناخت سارا مصرع سفت در صفت ہر نہ کامل معرفت مضاف مضاف الیہ جیسا کہ ترجمہ مین شارح
کے ہی اور کاف بیان ان دونون امیر کا اور شمہ وصفت زرگر قولہ نک فلان شہ از بہر اے زرگری ؛ اختیارت کرد زر را
مہتری ؛ المعنی زرگری اے کار زرگری زر را مہتری اے مہتہ زرگران الخلاف شرح مین زر کی جگہ زیر اغلط لکھا ہی قولہ
اینک این خلعت بگیر و زر رسیم ؛ چون بیائی خاص باشی و ندیم ؛ مرد مال و خلعت بسیار دید ؛ غرہ شد از شہر و فرزندان
بریدہ ؛ اندر آمد شادمان در راہ مرد ؛ بخر کان شاہ قصد جانش کرد ؛ اسپ تازی برنشست و شاد تاخت ؛ خوبہائے
خویش را خلعت شناخت ؛ اے شدہ اندر سفر با صد رضا ؛ خود بہائے خویش تا سور القضا ؛ در خیالش ملک و غزو سروری ؛
گفتہ عزرائیل رو آری بری ؛ المعنی یہ اشعار بیان کیفیت زرگر اور قاصدون مین ہین اور صاف ضروری معنی لکھتا ہون
اینک یعنی یہ ہے خلعت غرہ شد اے فریفتہ شد بریدہ جدا ہوا در راہ در آمد یعنے چل دیا قصد جان مرد مارڈالنے
سے برنشست سوار ہوا خوبہاے یعنی و ہ خلعت بحقیقت خوبہا تھا یہ خلعت سمجھا سور القضا سور دیوار قلعہ و شہر پناہ
الخلاف شرح فارسی و اُردو مین سور القضا بمعنے طرف قضا کے لکھا ہی ظاہر سو جو بمعنی طرف کے ہی لفظ فارسی ہی
اسکی ترکیب القضا کے ساتھ کیسی بہر حال سور القضا ہی اے قلعہ قضا جو بادشاہ کا قلعہ ہی جس نے بلایا ہی مولانا رح
کیا سوے قضا نہین کہہ سکتے تھے دوسرے تا انتہائیہ موجود اور اگر سو کے موافق معنی عربی کے بدی کے معنی
لین تو معنی ہی کیا ہون گے شارح اسکو نہین دیکھتے یا کھانڈ کھاری ایک بھاؤ ہی رو آری بری یعنے جا بہت سا ٹہل
لیو رستہ کے ہی جیسے یہان کہتے ہین تھیلی سلار کھو استہزا شارح اُردو کے اول چوٹی کے معنی یہ ہین عزرائیل نے
اُسکے خیال مین یہ ڈالا کہ وہان جاکر تجھکو عزت و سروری حاصل ہوگی اسنتے نوذ باللہ جب معنی اچھے مطابق اللفظ کے بجا ہین
تو پھر فضول کی کیا حاجت مولانا نے ایک ہی معنی رکھے ہون گے قولہ چون رسید از راہ آن مرد غریب ؛ اندر آورد ش
بہ پیش شہ طبیب ؛ پیش شاہنشاہ بردش خوش نباز ؛ تا بسوزد بر سر شمع طراز ؛ المعنی طراز نام شہر ترکستان کہ
حسن خیز جگہ ہی شمع طراز کنیز با عتبار حسن و جمال یا خود وہین کی ہوا کرتی عادت ہی کہ بیمارون کے سر پر سے چراغ وغیرہ کا
اُتارا کرتے ہین لہذا زرگر کو طبیب بادشاہ کے پاس خوش خوش لیگیا تو اُسکو چراغ کی طرح جلائے اور اپنی
شمع طراز کے سر کا اُتارا کردے اور اُسکو جلا جلا کے مارا بھی ہی یعنے گھلا گھلا کے الخلاف شارح اُردو لکھتے ہین کہ اُس
کنیز ک پر جلا کے فنا کردے یعنے صدقہ کردے صدقے کی چیز اکثر جلا دیتے ہین جیسے سیندور وغیرہ
تا دوسرے کو آسیب نہ پہونچے انتہی ناظرین کے سامنے دونون معنی حاضر ہین قولہ شاہ دید او را و بس تعظیم کرد ؛

مخزن زر را بدو تسلیم کرد ہ پس بفرموش کہ برسازد زر ہ از سوار و طوق و خلخال و کمر ہ ہم ز انواع اوانی بے عدد ہ
کا پنجمان در بزم شاہنشہ سزد ہ المعنی سوار بالضم کنگن خلخال یا زیب وغیرہ کمر پٹکا و کمر بند طوق زیور گلے مین پہننے کا اوانی
جمع انا برتن قابل بزم شاہ یہ سب اشیا تیار کرے الخلاف شارح اردو نے کمر پہننے توڑہ کے جو قسم زیور سے ہی
لکھا ہی مجھے تو لغت مین بمعنی پٹکے ہی کے ملا اور پٹکے زرین مرصع ہوتے ہین سنا رہی انکو بناتے ہون گے سعدی رح
نے فرمایا ع قبا ساے اطلس کمر ساے زر ہ شارح کی تاویل توڑے سے بلحاظ سوار طوق وغیرہ کے ہی سو غیر صحیح
قولہ زرگر فت آن مرد مشغول کار ہ بتجربہ از حالت این کار زار ہ پس حکیمش گفت کاے سلطان مہ ہ آن کنیزک را
با پن خواہ بدہ ہ تا کنیزک درد و سانش خوش شود ہ آب و عشش دفع این آتش شود ہ المعنی کارزار کا رخراب و نیز پہنچے
جنگ مہ مقابل کہ یعنے زرگر نے زر لیا اور کام مین مشغول ہوا مگر اس کام کے حال زار ای شراب سے خبر نہ تھا یا وہ کام
کیا تھا لڑائی کی کچھ حکیم نے اس سے کہا ای بادشاہ بزرگ اور محترون کی یہ کنیز ای خواجہ یعنے زرگر کو دیدے تو وہ
اسکے وصل سے خوش ہو اور اس کے آب وصال سے اسکی یہ آتش عشق بجھے خواہ آتش عشق خواہ آتش شہوت
زرگر فت مین زرگر کیسا عمدہ چھپا ہوا ہی کار مین ابہام ہی یعنے جنگ سلطان و مہ کنیزک و خواجہ وصل و وصال
آب و آتش سب باہم مناسب الخلاف شارح اردو کا ترجمہ تیسرے مصرع کا ای سلطان ماہ ہی مہ جو سند کہہ
کی ہی اسکو ماہ ٹھہرایا ہی اور لکھا کہ ماہ اس واسطے کہ مہ سے کنیزک مراد ہی اسکا مالک وہ تھا یا اس واسطے کہ ازمہ تا ماہی
مراد کل جہان سے ہوتی ہی چونکہ وہ شہنشاہ تھا اسلیے سلطان مہ کہدیا انتہے تاویلین تو شارح نے قابل ان لیکا و
کے لکھی ہین مگر جب دشمن چھوڑے اور وہ قافیہ شعر کا ہی مہ و دہ ہر دو بکسر اور سلطان ماہ جوان کا ٹھہرایا ہوا ہی وہ ہی مہ
بفتح اور معنی کی خوبیان مزید بران ع نگہدار ما را ز راہ خطا ہ بلکہ میرے نزدیک جو اس مہ کو مہ بفتح سمجھ کے ماہ کے معنی مین لے وہ بھی ماہ ماہ کی قید سے نہین نکلا قولہ شہ بدو بخشید آن مہ روے را ہ جفت کرد
آن ہر دو صحبت جوے را ہ مدت شش ماہ میراند ند کام ہ تا بصحبت آمد آن دختر تمام ہ المعنی یہ دونون شعر صاف ہین
جفت اور صحبت بلحاظ اسکے کہ اوپر کے شعر مین آب و آتش چونے اور شہوت سے بھی مراد ہو سکتی ہی نہایت انسب
ہی ایسے ہی وصل و وصال قولہ بعد ازان از مہر او شربت بساخت ہ تا بخورد و بیش دختر می گداخت ہ چونکہ زشت
و ناخوش و رنج زرد شد ہ اندک اندک در دل او سرد شد ہ المعنی شربت کوئی دوا خشک یا تر ایک دفعہ کھانے کی
یعنے بعد صحت کنیز زرگر کو حکیم نے ایسی کوئی دوا کھلائی کہ زرد بدصورت ہو کے کنیز کے دل مین سرد ہو گیا
اور عشق اسکا اس سے جاتا رہا قولہ عشقہاے گرچہ رنگے بود ہ عشق نبود عاقبت ننگے بود ہ کاشکے آن ننگ
بودے یکسرے ہ تا نزفتی بر دے این بد او سرے ہ خون دو دیدہ از چشم ہمچون جوے او ہ دشمن جان دوے
آمدے او ہ المعنی رنگ لون و عیب و عار دادے حکومت و خصومت یہ اشعار مقولات مولانا رح

سے ہین کہ جب رنگ زرگر کا زرد ہوا تو کنیزک کا عشق سرد ہوا اور کیون نہ سرد ہوتا اس لیے کہ جو عشق کسی کے آب و رنگ سے پیدا ہوتا ہو کہ اُسکو دیکھ کے آدمی عاشق ہو جاتا ہو یہ عشق نہین ہو ہوس ہو کہ جب آب و رنگ نہین رہتا عشق بھی نہین رہتا بخلاف حسن حقیقی و عشق حقیقی کہ نہ اُسکو زوال نہ اُسکو انتقال اور یہی عشق آب و رنگ کا انجام مین عار و ننگ ہو جاتا ہو یعنے جیسے کسی بُری چیز کو دیکھ کے کوئی عار و ننگ کرتا ہو کہ پھر یہ چیز دیکھنے مین نہ آئے ایسے ہی وہ آب و رنگ والا اُس عاشق کی آنکھ مین ہوتا ہو ناخوش ناگوار لیکن افسوس تو یہ ہو کہ یہ ننگ یک سری یعنی کلی نہین اگر کلی ہوتی تو بادشاہ کو کنیز سے کیون نہوئی کہ وہ بھی بیماری سے زار و زشت ضرور ہو گئی ہوگی تا زر گز بیچارہ پر ایسی بُری خصومت کہ وہ جان سے گیا نہ جاری ہوتی اور نوبت اسکی نہ پہونچتی کہ اس حال کو پہونچا کہ اُس کی آنکھون سے نہر خون کی بہنے لگی اور وہ صورت اُسکی دشمن اُسکی جان کی ہو گئی کہ اُسی کی بدولت مارا جاتا ہو الخلاف شارح فارسی اور اُن کے پیرو اُردو والے بڑی بڑی تقریرین لکھتے ہین اور بد دادوری کے معنی شارح اُردو نے بدنامی کے لکھے اور دوسرے شعر کے معنی لکھے اُن کا اشارہ اگر عشق کی طرف ہو اور اِن کا کنیزک کی جانب تو یہ مطلب کا شکے عشق بالکل ننگ ہی ننگ ہوتا تو اس کنیزک کی بدنامی و بے آبروئی بوجہ عشق کے نہوتی اور جانے کیا لکھا ہو شرح دیکھیے جسکا دل چاہے اور تیسرے شعر کے یہ معنی کہ جب کنیزک نے دیکھا کہ یہ برگ زرد کی طرح پیلا ہوا جاتا ہو اس صدمہ سے کنیزک کی آنکھون سے ایک نہر اشکون کی جاری تھی اور دل ہی دل مین گل گل کے پانی پانی ہوئی جاتی تھی اسلیے کہ معشوق کی ادنی تکلیف عاشق دیکھ نہین سکتا انتہی سبحان اللہ کیا خوب معنی ہین جیسے صفحہ کے تختہ سیاہ ہین اور معنی جو ہین وہ ہین قولہ دشمن طاؤس آمد پرِ او ۔ ای لباسِ شہ را بکشتہ فراو ۔ المعنی فرزیبائی یہ شعر تمثیل ہو کلام سابق پر یعنے جیسے طاؤس کے پر زیبا و خوبصورت باعث اُسکی ہلاک کے ہوتے ہین ایسے ہی اُسکی صورت اسکی ہلاک کا سبب ہوئی اور ایسے ہی بڑے بڑے بادشاہ اپنے فروزیبائی سے کشتہ ہوئے ہین قولہ چونکہ زرگر از مرض بدحال شد ۔ در گداز شخص او چون فال شد ۔ گفت من آن آہوم کز ناف من ۔ رکختہ صیاد خون صاف من ۔ ای من آن روباہ صحرا کز کمین ۔ سر بریدندم برائے پوستین ۔ ای من آن پیلے کہ زخم پیلبان ۔ ریخت خونم از برائے استخوان ۔ آنکہ کشتستم پئے مادون من ۔ مے ندانند کہ نخست خون من ۔ برفست امروز و فردا بر دیست ۔ خون چون من کس چنین ضائع کیست ۔ گرچہ دیوار افگند سایہ دراز ۔ باز گردد سوے او آن سایہ باز ۔ این جہان کوہست و فعل ما ندا ۔ سوے ما آید ندا ہا را صدا ۔ این بگفت و رفت و دم زیر خاک ۔ آن کنیزک شد زرد و رنج پاک ۔ المعنی ناں ریشہ قلم مادون سواو فرو تر نیز صدا وہ آواز جو مہاڑ وغیرہ سے لوٹتی ہو مہمل شعر شرح فارسی مین ملا اُردو مین نہین ہو اور یہ سب مقولات زرگر کے ہین مرتے وقت یعنے جب زرگر مرض سے بدحال ہوا اور جسم اُسکا گھل گھل کے مثل ریشہ قلم کے رہگیا اور وقت قریب آیا تو کہتا تھا معمول ہو کہ آہو کا خون مردہ اُسکی ناف سے صیاد نکالتے ہین اور مین وہ آہو ہون کہ میری ناف سے

جیتا خون خالص صیاد سے نکالا ہو کبھی کہتا تھا کہ وہ ریاہ صحرانشین میں ہی ہون کہ تاک لگات لگا کر پوستین کی خاطر میرا
سر کاٹا ہو پھر کہتا تھا کہ وہ پیل جسکو پہلیان نے بڑی دانت کیلیے زخمی کیا کہ جس سے خاص مقصود اسکا مار ڈالنا ہوتا ہو میں ہی
ہون یہ مثالین اپنی اور کنیز اور بادشاہ کی نسبت کہی ہین اور جس نے کہ مجکو میرے غیر کے واسطے مارا ہو
کیا نہین جانتا کہ خون میرا چین سے نہین سو رہے گا ضرور اپنا رنگ دکھائے گا آج مجھ پر ہو کل اسپر ہو جو
جیسے بگینا کا خون خاک کب ہوگا دیکھو دیوار اگرچہ ہنگام طلوع آفتاب کے سایہ دراز ڈالتی ہو لیکن آپ سے
بہت دور ہیسا کہ صبح کو سایہ لمبا ہوتا ہو لیکن وہی سایہ لوٹ کر دیوار کے پاس آتا ہو حاصل یہ کہ اپنا کیا ہوا کیسا ہی
دور دور پھینکو لوٹ کے اپنے ہی گلے کا پھندا ہوتا ہو پھر اسی پر نظر ہو کہ یہ جہان ایسا ہو جیسے کوہ اور فعل ہمارے
ایسے جیسے ندا ہیں وہ ندا ہماری صدا کی طرح ضرور ہماری طرف کو لوٹے گی جیسا کہ کہا ہو کرنی خویش آمدنی پیش
الغرض یہ سب باتین زبر کر کے زیر شاخ گیا پینے مراد رچھو کری کو جو رنج و درد تھا وہ اس سے پاک و صاف ہو گئی
مطلق پروا اسکی اسکو نہ رہی نہ وہ عشق رہا نہ محبت شارح نے اس شعر مین کلیجا کر جگ سب لکھ ڈالے ہین
مگر ست کب نکلیا سو وہ کہنے پہلے ہی ہو چکا تھا اس سبب سے محروم رہا قولہ زان کہ عشق مردگان پایندہ نیست یعنی
زان کہ مردہ سوے ما آیندہ نیست یعنی عشق زندہ دلان روان و ربنصیر ہ ہر دمے باشد ز غنچہ تازہ تر یعنی عشق
آن زندہ گزین کو باقیست یعنی زشہ اب جانفزا ت صاقیست یعنی المعنی یعنے وہ کنیز جو درد عشق زگر سے پاک
ہو گئی یہ وجہ ہو کہ مردے کا عشق ہمیشہ نہین ایسے کہ وہ ہمارے پاس پھر نہین آتا جو بار بار اسکو دیکھتے ہین اور عشق
تازہ ہوتا رہے جہان وہ مرا جو چندے وہ عشق بھی مر گیا اور جان یا کہ اب اسکا ملنا محال البتہ زندہ کا عشق ہر دم
چشم و جان مین غنچے کی طرح تازہ ہوتا رہتا ہو بلکہ غنچہ سے زیادہ تر تشبیہ غنچہ سے بدین وجہ کہ غنچہ مین بستگی ہو اور عشق
مین بھی پوشیدگی غنچہ کی بھی یہ کیفیت ہوتی ہو کہ آج کچھ ہو کل کچھ ہو ہر وقت ترقی مین ہو ایسے ہی یہ عشق زندہ کہ
کہ دمبدم بڑھتا ہو جب معشوق کو دیکھتا ہو اور ہی کیفیت ہو جاتی ہو اب فرماتے ہین کہ جب عشق اس زندہ یعنے
انسان کا انسان پر ایسا ہر دم غنچہ سان تازہ تر ہوتا ہو تو اس زندہ کا عشق کیون نہ اختیار کر جو ہمیشہ اور باقی
ہو اور تجکو شراب جانفزا پلانے والا بس سے تیری جان بھی دائم و قائم رہے اور نیز لطف عشق کا بھی پایندہ ہو
اور وہ جو زندہ ہو گو زندہ لیکن آخر مردہ اور وہ زندہ جسکی صفت ہو حی لا یموت الخلاف شارح اردو نے
پہلے ہی شعر مین وہ بات شروع کر دی جو تیسرے شعر مین چاہیے تھی یعنے ابھی سے کہہ چلے کہ عشق کے واسطے
ذات حق کی لائق ہو اور اسی میل کی اور باتین شارح خاص جو الفاظ شعر سے خارج و زیادہ ہین یہ شعر تو علت ہو اس
کنیز کے عشق جاتے رہنے کی اور صریح دونون مصرعون مین لفظ زانکہ موجود جو دلیل علت کی ہو اور دوسرے
شعر مین زندہ مراد ذات حق سے لیکر اسمین خوب باتین بتائی ہین تعجب ہو اعیان داخلی و خارجی اور جانے

کیا باتین یہ تو خوب لکھتے ہین خاص مطلب کی ہو انہین لگتی دونون شعرون کو ایک ہی اصول پر قائم کر دیا یہ نہ خیال کیا کہ یہ شعر تفریع ہی اپنے ماقبل کی یعنے مردے کے عشق کا تو وہ حال ہی اور جو زندہ فی الحال ہی اسکا عشق غنچہ سے تازہ تر ہی یعنے عشق مجازی جب اُن دونون شعرون سے مولانا رح نے ایک تمہید قائم کر دی تو اب تیسرے شعر مین غنچہ اسکا مذکور کیا کہ گو عشق زندہ کا غنچہ سے زیادہ ہی لیکن ہی تو یہ بھی انھین مردون سے جس اُس زندہ کا عشق کیون نہ کر جو باقی ہی اور عشق اُس کا شراب جانفزا کا ساقی ہی انتے کاش یہ شرح اردو مجکو نہ ملتی اور مین شرح لکھتا تا اِس لوٹ پوٹ سے محفوظ رہتا کہ دوبارہ اُنکی شرح اور اُسکی تردید ناحق گو دوبھی ہی لکھنا پڑتی ہی تا طالب معنی غلطی مین نہ پڑین اسواسطے کہ ایسے اغماض کو بُرا کہا ہی چنانچہ شعر اگر بینم کہ نابینا و چاہ ست ہ و گر خاموش بنشینم گناہ است ہ قولہ عشق آن بگزین کہ جملہ اولیا ہ یافتند از عشق او کار و کیا ہ تو مگو ما را بدان شہ بار نیست ہ بر کریمان کار ہا دشوار نیست ہ المعنی کار معنی خدمت و پیشہ و ہنر کیا بکسر کاف عربی خداوند و کارفرما و کاروزیر یعنے عشق اُسی کا اختیار کر کہ جس سے تمام اولیا صاحب خدمت اور کاردار اور کارفرما ہوے ہین یعنی بادشاہ معنی کے اور یہ بات مت کہہ جیسے کم ہمت کم حوصلہ کہنے لگتے ہین ہماری بھلا اُس بادشاہ تک پہونچ کہان نہین وہ کریم ہی اور کریمون پر کوئی کام بھاری نہین اونے توجہ مین سب کچھ ہو سکتا ہی الخلاف شرح فارسی مین بجاے اولیا کے انبیا ہی یہ بھی اکثر ظاہر و باطن دونون کے اور باطن کے تو سبھی بادشاہ ہوے ہین فقط

بیان اسکا کہ مار اجانا زرگر کا بہ اشارہ الٰہی تھا نہ بیہودہ

قولہ کشتن آن مرد بر دست حکیم ہ نے پے امید بود و نے بہ بیم ہ او نہ کشتش از برائے طبع شاہ ہ تا نیاید امر و الہام از آلہ ہ آن پسر را کش خضر پیر دیدہ حلق ہ سر آنرا در نیابد عام خلق ہ آنکہ از حق یابد وحی و خطاب ہ ہر چہ فرماید بود عین صواب ہ آنکہ جان بخشد اگر بکشد رواست ہا نائب ست و دست او دست خداست ہ المعنی یعنے اُس حکیم نے جو اُس زرگر کو مار ڈالا یہ مارنا اُسکا نہ کسی امید سے تھا کہ کنیز اچھی ہو جائیگی تو بادشاہ مجکو ملک و مال دیگا نہ کسی خوف سے کہ اگر نہ اچھی ہوئی تو فلان ضرر مین پڑون گا یہ بات ہرگز نہین ہی اُسنے بادشاہ کی طبیعت کے موافق نہین مارا جب تک کہ اُسکو حکم والہام خداے تعالے سے نہین ہوا حکم والہام سے مارا ہی جیسے حضرت خضر نے اُس لڑکے کا گلا کاٹا جس کا بھید عام مخلوق بھلا کیا جانے مختصر بیان اسکا یہ ہی کہ حضرت خضر و حضرت موسے نے باہم سفر کیا حضرت خضر کو کچھ حکم خاص جناب باری سے ملے تھے جنکا علم حضرت موسے کو نہ تھا خضر نے حضرت موسے سے اقرار لیا کہ میرے کام سے تم پوچھنا مت آخر چلے جاتے تھے ایک لڑکا انکو ملا جیسے کہ قرآن مین ہی حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ خضر نے اُس لڑکے کو مار ڈالا حضرت موسے نے وجہ پوچھی خضر نے کہا کہ تمنے کیا اقرار کیا تھا اور پوچھا انتے پس جو شخص کہ خدا تعالے سے وحی و خطاب پائے وہ جو کچھ حکم دے عین صواب ہی اُسمین کسی کی گرفت و حجت کی گنجائش ہی

کیا ہی بچھلا شعر متفرع ہو چوتھے مصرع پر کہ خدا تعالے سے امر و الہام کیون ہوا اُسپر نظیر اُس لڑکے کی لکھی استدلال اور یہ دوسری دلیل ہی کہ وہ شخص کہ کسی کو جان بخشے اور وہی اُسکو مارے تو کیا روا نہین ہی اُسی کی دی ہوئی تو لیتی اور جسکے ہاتھ سے یہ قتل و خون ہو وہ اُسکا نائب ہی اُسکا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہی الخلاف شارح اُردو و فارسی دونون نے ان اشعار مین بہت کچھ لکھا ہی مگر مجکو بکری منظور نہین ہی میرے نزدیک ع بکار آمد انیست کا یدبکار ہا قولہ ہمچو اسماعیل پیش سر بنہ شاد و خندان پیش تیغش جان بدہ تا بماند جانت خندان تا ابد ہمچو جان پاک احمد با احد عاشقان جانرا فرح انگیزند کہ بدست خویش خوبان شان کشند المعنی تیغ و خنجر و چھری و تلوار احمد محمود کی تفضیل واسطے مفعول کے بجی ہوتی ہی جیسے اشغل من ذات الیمین اخیر شعر کے پہلے مصرع مین کشند بفتح کاف ہی دوسرے مین بضمہ کاف یعنے ہر گاہ کہ بان اُسکی بخشی ہوئی ہی اگر وہ لینا چاہے تو تجکو لازم ہی کہ حضرت اسمعیل کی طرح سامنے اُسکے سر جھکا دے اور اُسکی چھری کے تلے شاد و خندان جان دیدے، اس مین بھی مثل قصہ موسے اور خضر کی تلمیح ہی کہ حضرت ابراہیم نے متواتر تین رات خواب مین دیکھا کہ اپنے بیٹے کو راہ خدا مین قربان کر رہا ہون حضرت اسمعیل سے کہا کہ تجکو قربان کرنا چاہتا ہون یہ خوش خوشی ان کے ساتھ ہوے اور موقع پر پہونچکر حضرت ابراہیم نے حسب صوابدید اسمعیل کے انکے ہاتھ پانون باندھے اور آنکھون پر پٹی جب چھری پھیری فوراً حضرت جبرئیل نے اسمعیل کو انکی چھری کے نیچے سے نکال لیا اور بجاے انکے دنبہ جنت سے لاکر ڈالدیا کہ وہ ذبح ہو گیا اسلئے یہ جب تو اسکی چھری کے تلے جان دیدے گا تو تیری جان تا ابد خرم و خندان رہے گی جیسے جان پاک جو احمد ہی اسی مستودہ ترین احد کے ساتھ رہتی ہی یعنے مقرب احد کی ہوتی ہی چنانچہ فرمایا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما آتھم اللہ من فضلہ کیا تو یہ نہین جانتا کہ جو عاشق اُسکے ہین جانباز وہ جام فرح بھر بھر کے اسی وقت پیتے ہین اور شاد و بامراد جیتے ہوتے ہین کہ معشوق اُن کا اُن کو اپنے ہی ہاتھ سے مارے الخلاف شارح اُردو کا ترجمہ دوسرے مصرع کا جیسے جان احمد کی اللہ کے ساتھ ہی اور یہی معنی کہ جیسے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان رضاے الٰہی مین دیکر رتبہ محبوبیت کا پایا تھا اُنھون نے احمد کے معنی آنحضرت کے کہے ہین لے لیکن محمود ترصفت ثانی جان کی برعایت احد اور کیون نہ لکھون ع شناسم مگر مشک را زجگر یا نہ مثل ان کے کہ ہماری تو گونون پر شکر رنجی نظر نہین اور پہلے شعر مین لکھا کہ حضرت اسمعیل کو بنظر شہرت لکھدیا ہی ورنہ صحیح حدیثون سے مستفاد ذبح ہونے پر ہونا حضرت اسحٰق کا ثابت ہی لیکن ایک حدیث یہبھی تو ہی انا ابن الذبیحین کہ ان دو سے ایک حضرت اسمعیل اور ایک آپ کے والد ماجد عبداللہ ہین جنکو اُن کے باپ نے قربان کرنے کی نذر مانی تھی اور بعد تولد لڑکے وہ نذر حسب قرعہ اندازی اونٹون پر تمام ہوئی اسکے سوا آنحضرت حضرت اسحٰق کی اولاد نہین پھر انا ابن الذبیحین کیسے ٹھیک ہوگا اور ممکن مستفاد ہونا کسی کا کسی امر پر اور بات ہی اور جاری ہونا اُس امر کا کسی پر اور بات ہی اس مصرع کا

ترجمہ کہ بدست خویش اے کہ اپنے ہاتھ سے معشوق انکو پلاوے یہ معنی اگر اس مصرع کے صحیح ہین تو ساری کتاب صحیح ہے قولہ شاہ آن خون از پے شہوت نکرد ہ تو رہا کن بدگمانی و نبرد ہ تو گمان کردی کہ کرد آلودگی ہ و صفا غش کے ہلد پالودگی ہ بگذر از ظن خطا ای بدگمان ہ ان بعض الظن اثم را بخوان ہ المعنی تبر د بقبح جنگ و جدال و قتال صفا بیش و بے کدورت غش بالفتح آمیزش کرنا چاندی سونے مشک و شراب مین شی کم قیمت کا اور خیانت اور دلی بات کے خلاف ظاہر کرنا ہلد ہلیلہ بکسر تین سے چھوڑ دینا پالودگی پالودن سے صاف کرنا مولانا رح ان اشعار مین بریت پادشاہ کی قتل زرگر سے فرماتے ہین جیسے کہ اوپر حکیم کی فرمائی چنانچہ فرمایا پادشاہ نے بھی یہ خون از راہ شہوت نفسانی و خیالات شیطانی کے نہین کیا تو اسکی طرف سے بدگمانی و لڑائی مت کر ای بحث و حجت تجکو گمان ہوگا کہ اُس نے آلودگی کی لیتے دامن اپنا آلودہ عصیان کیا نہین اسی مرد غیبی کی رائے سے کیا جو کچھ کیا اسلیے کہ اُس کا باطن صاف و پالودہ تھا پالودگی نے اُس مین غش کو چھوڑا ہی نہ تھا پھر آلودگی کا کیا خیال اور کیا گذر لہذا اسپر بدگمان سے خطاب فرماتے ہین کہ تو نے گمان بد سے بازرہ اور اس بات کو جو فرمائی ہے کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہین پڑھتا رہ اور یاد رکھ الخلاف شارحین اُردو و فارسی نے بہت دلیلین تقریرین لکھی ہین مولانا رح کے فرمائے ہوئے پر ان کو بس نہین نہ اکثر اُن کے شعر کے معنی کا اس ع مغز ما برد و حلق خود برید ہ مین پتہ چلتا ہے اب دیکھیے شارح اُردو کا ترجمہ چوتھے مصرع کا صفا پانی مین تلچھٹ کب بیٹھ سکتی ہے اُس مصرع کی لفظون سے یہی معنی نکلتے ہین قولہ بہر آنست این ریاضت دین جفا ہ تا بر آرد کورہ از نقرہ جفا ہ بہر آنست امتحان نیک و بد ہ تا بجوشد سر برآرد زر ز بد ہ گر نبودی کارش الہام آگہ ہ اوسگے بودی در آیندہ نہ شاہ ہ پاک بود از شہوت حرص و ہوا ہ نیک کرد و نیک بد نما ہ المعنی جفا بفتح و بے ہمزہ ستم و بضم و مد سونے چاندی کا میل اور کوڑہ کوڑہ بہندی بھٹی آہنگرون وغیرہ کی زبد بفتحتین کف آب و شیر اور کف زر و سیم یعنے میل در آیندہ در آئیدن سے آوازکرنا حرص وغیرہ کا المعنی مولانا فرماتے ہین کہ بدگمانی اس سبب سے گناہ ہے کہ اہل باطن ریاضتون اور ہر گونہ زہد جفاؤن سے اپنے باطن کو ایک بھٹی کر رکھتے ہین تا جو اُن کے باطن مین پڑے خالص نقرہ میل چھٹا ہوا ہی نکلے پس جو کام اُنکے ہوتے ہین خاص اور خالص ہی ہوتے ہین پھر بدگمانی کہ الہام سے نہین تھا خواہش نفسانی سے تھا اسکا کیا کام دیکھو زر کو بھی نیک و بد کے امتحان کے لیے بھٹی مین رکھتے ہین تا مچھل کے تاؤ کھائے اور میل اوپر سے آئے اگر بادشاہ کا کام الہام آگہی سے نہوتا تو وہ ایک کتا بھونکنے والا ہوتا نہ بادشاہ لیتے وہ پادشاہی کب ٹھہرتا کب ٹھہرتا اور اسکو ایسی رویا صادق بشارت مرغیبی کے ساتھ کب ہوتی پس بادشاہ حرص و ہوا اور شہوت سے پاک تھا جو کچھ اُسنے کیا نیک اور اچھا کیا لیکن بظاہر یہ نیک بدنما تھا لیتے بدمعلوم ہوا الخلاف شرح اُردو مین بجاے از نقرہ زر نقرہ اور در آیندہ بجاے در آیندہ غلط ہی شارح فارسی پہلے شعر کے معنی لکھتے ہین کہ آدمی پر جو مصیبت و تکلیف پہونچتی ہے باعث الخطا

گناہ صغیرہ کی ہوتی ہی گویا تکلیف کورہ ہی گناہ خاشاک انتہے دوسرے شعر کے معنی یہ شعر شامل ہی امتحان اہل ظاہر و باطن دونون کو تا اچھے بُرے مین امتیاز ہوجاے اور لائق رحم وعتاب کے چھنٹ جاین آور درانندہ بمعنی پھاڑنیوالے انتہے یہ معنی جو دونون شعرون کے لکھے ہین اور درانندہ بمعنی پھاڑنے والے کے اگر معنے مربوط مناسب محل کے ہین بہتر ہی ناظرین غور فرماین اور درانندہ بمعنے درندہ کے ہو تو کیا مضائقہ مگر مجکو تو مثل سٹگوفہ بے وقت کے معلوم ہوتے ہین کہ میوہ نتیجہ کا پریشان ہوجاے قولہ گرخضر در بحر کشتی راشکست ہ صد درستی در شکستِ خضر ہست ہ وہم موسے باہمہ نور و ہنر ہ شد ازان محجوب توبے پرسپہ ہ آن گل سرخست تو خوئش مخوان ہ مست عقلست او تو مجنونش مخوان ہ گر بدی خون مسلمان کام او ہ کافرم گر بردے من نام او ہ سے بلرزد عرش از مدح شقی ہ بدگمان گردد زمدحش متقی ہ المعنی تفریع سابق فرماتے ہین کہ یہ جو کہا کیا کام نیک کیا لیکن تھا بدنما اسی کی مثال حضرت خضر کا دریا مین کشتی کا شکست کرنا ہی جسکی شکست مین سیکڑون درستیان اور بھلائیان تھین ظاہر مینون نے بُرا جانا یہ بھی اول واقعہ سفر باہمی خضر و موسیٰ کا ہی ہنگام سفر باخود ہا تفصیل اسکی یہ کہ ایک کشتی کچے وجہ معاش مسکینون کی دریا مین تھی اور بادشاہ وہان کا ظالم تھا کشتیان بیگار پکڑتا تھا خضر نے اس کشتی کو توڑکے معیوب کردیا تا اسکی بیگار سے بچی رہے اس شکست مین یہ درست تھی اور کسی نے نہ جانا یہان تک کہ وہم حضرت موسے کا باوصف اس نور معرفت اور ہنر نبوت کے اس بھید سے محجوب تھا تو جب خضر سے دریافت کیا اور وہ ناخوش ہوے اُن کے پوچھنے سے اور حال آن کہ خضر نبی اور موسیٰ نبی مرسل اولوالعزم خضر واقف تھے موسیٰ ناواقف تھے پھر کیسے توبے پر وین آتا ہی اور بدگمانی کرتا ہی وہ تو بیٹے بادشاہ ایک گلاب کا پھول ہی صاحب رنگ و بو اور لطیف ونظیف تو اسکو خون کیسے کہتا ہی جو حرام و نجس ہی اور وہ مست عقل کا ہی یعنے عقل مین چور و مخمور تو اسکو دیوانہ اور مجنون کیسے بناتا ہی اب فرماتے ہین اگر وہ بادشاہ ظالم اور مسلمان کا خونریز ہوتا تو مین ایسا کیا تھا جو اسکے مقدمہ مین ایسی بریت کرتا بقسم کہتا ہون کافر ہی ہوتا جو اسکا کبھی نام بھی لیتا کیا مین نہین جانتا کہ شقی کی مدح سے عرش اعظم کانپتا ہی اور متقی اسکی مدح سے بدگمان ہوتا ہی کہ یہ بھی ایسا ہی ہوگا پھر کیسا بڑا نقصان ہی قولہ شاہ بود و شاہ بس آگاہ بود ہ خاصہ بود و خاصہ الہ بود ہ آن کسے را کش چنین شاہی کشد ہ سوے تخت و بہترین جاہے کشد ہ نیم جان بستاند و صد جان دہد ہ آنچہ در وہمت نیاید آن دہد ہ المعنی خاصہ تشدید اصطلاح منطقی مین وہ چیز جو اور مین نہ پائی جاے جیسے ضحک انسان مین نسبت دیگر حیوان کے و تخفیف بمعنی چیز بہتر کہ لائق خاص آدمیون کے ہو اور اسی وجہ سے نام ایک کپڑے کا ہی فرماتے ہین وہ شاہ تھا تو شاہ لیکن تھا بڑا دل آگاہ تغافل و بدراہ اور خاص تھا اہل عالم کے واسطے اور خاص بندہ خدا کا بھی تھا بس اس شخص کو جسکو ایسا شاہ لینے خدا تعالے اپنی طرف کھینچے گا ضرور ہی کہ ملک و تخت و بہترین مرتبہ ہی کی طرف کھینچے گا اگر اسکی آدھی جان جو مراد نہایت قلیل سے ہو لیلے گا اسکے مقابلے مین سیکڑون جانین دیدے گا

اور ایسی چیز عطا کرے گا جو تیرے وہم و گمان مین بھی نہ گذرے اور کھینچنا یہی اپنی طرف بلا لینا **قولہ** گر ندیدی سود باور قہر دان ۔ کے شدی آن لطف مطلق قہر چو ۔ طفل میلرزد ز نیش احتجام ۔ مادر مشفق در آن غم شاد کام ۔ تو قیاس از خویش میگیری و لیک ۔ دور دور افتاده بنگر تو نیک ۔ پیشتر آ با تو گویم قصه ۔ بو که یابی از بیانم حصه ۔ **المعنی** احتجام پچھنے مارنا ۔ مخفف بود و معنی شاید یہ پچھتوں سابق کی تائید ہو کہ اللہ تعالے جب کسی کے فائدے اپنے قہر مین دیکھتا ہو تو اسکو بظاہر قہر مین ڈالتا ہو اور اگر فائدے اسکے اپنے قہر مین نہ دیکھے تو بظاہر وہ قہر جو کیسے بنے اس لیے کہ وہ تو لطف مطلق ہو اور خیر محض دیکھو بچہ کو نشتر احتجام حجام سے کیسا ڈرتا ہو اور کاپتا اور رمان مشفق اسکی اس غم مین شاد کام رہتی ہو جانتی ہو کہ یہ نہین جانتا نہ فائدے کو سمجھتا ہو تو اپنی ذات پر اسکو قیاس کرتا ہو اور جانتا ہو کہ جیسے مین کسی پر قہر و غصہ کرتا ہون تو سوائے رنج و ضرر اس مبغوض کے کوئی فائدہ اور آرام اسکا ملحوظ نہین ہوتا یہی حال خدا تعالیٰ کا ہو تسو یہ بات بہر کیف نہین اسکے قہر مین سیکڑون فائدے مضمر ہوتے ہین نرا قہر نہین ہوتا بلکہ سامان حصول ان فوائد کا ہوتا ہو یہی وجہ ہو کہ تو اسے دور دور بے نہایت دور پڑتا ہو یہ شعر تمہید ہو واسطے تطبیق قصۂ بقال و طوطی کے کہ طوطی نے ایک گنجے کو اپنے اوپر قیاس کیا تھا جس مین شارح اردو نے لکھا ہو کہ تو ایسا سمجھتا ہو جسکو دنیا مین سختی ہوتی ہو اسکو عقبے مین بھی پیش آتی ہو اور ایسے ہی اور بہت مثل ہر چہ بقامت کہتر بقیمت، بہتر کے اور دنیا کی سختی اور عقبیٰ کی تو دل سے جوڑے اور اس شعر سے یعنی آن کسے را کش ۔ ۔ ۔ گر ندیدی سود ہانک نہ دیکھا کہ یہان دنیا و عقبیٰ کی سختی مراد ہو یا کچھ اور اب شعر آیندہ گر نہ ہو تا چنانچہ فرمایا ہے آ تو تجھ سے ایک قصہ کہون شاید میرے بیان سے تو کچھ بہرہ پائے ان اشعار سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ مقصود مولانا رح کا یہ بھی ہو کہ گو بظاہر زر گر خدا کے قہر مین مبتلا ہو کر قتل ہوا لیکن یہ بھی ہو کہ پوشیدہ یہین جانے کیسے کیسے رتبے اسنے پائے ہون گے چنانچہ اشعار مذکور مین اشعار ان امورات سے ہو

حکایت بقال اور روغن بٹو نے طوطی کی

قولہ بود بقالے مراورا طوطی ۔ خوش نوا و سبز و گویا طوطی ۔ بر دکان بودے نگہبان دکان ۔ نکتہ گفتی با ہمہ سودا گران ۔ در خطاب آدمی ناطق بدی ۔ در نوا ے طوطیان صادق بدے ۔ خواجہ روزے سوے خانہ رفتہ بود ۔ بر دکان طوطی نگہبانی نمود ۔ گربہ برجست ناگہ از دکان ۔ بہر موشے طوطیک از بیم جان ۔ جست از صدر دکان سوے گریخت ۔ شیشہاے روغن بادام ریخت ۔ **المعنی** یہ سب اشعار صاف ہین اور جو کچھ امر ضروری العرض ہو غرض ہو طوطیے مین یا وحدت کی ہو سود اگران سے مراد روز کے سودا لینے والے ناطق بدی یعنی باتین کرتی تھی صادق بدی یعنے سب طوطیون مین سچی ہانک اسی کی ہوتی تھی طوطیک مین کاف تصغیر ترحم کا ہو سوے اے یک جانب الخلاف شارح اردو مہلے شعر کے دوسرے مصرع کا ترجمہ خوب بولتے تھے اور سبز گویا نیلہ تھوتہ اور پھر لکھا ہمین تجنیس خطی

ولفظی دونون ہین کہ خالی بلاغت سے نہین اور دکان کا لفظ ہر جگہ مع واو لکھا ہے خیر اور جو کچھ ہو وہ ہے مگر نیلا تھوتھا تو نیلا
داغ لگائے بغیر چھوڑے گا نہین قولہ از سوے خانہ بیامد خواجہ اش ۔ بر دکان نشست و فارغ شاد و خوش ۔
دید پر روغن دکان و جاش چرب ۔ بر سرش زد گشت طوطی کل زضرب ۔ کل ہندی گنجا یعنے سر پر طوطی کے مارا کہ
وہ گنجی ہوگئی قولہ روز کے چند این سخن کوتاہ کرد ۔ مرد بقال از ندامت آہ کرد ۔ ریش پر می کند و می گفت اے دریغ ۔ کاف تاف
نقطہ شد زیر میغ ۔ دست من اشکستہ بودی آن زمان ۔ چون زدم من بر سر آن خوش زبان ۔ ہیہ ہا مے داد
ہر دو ریش را ۔ تا بیا بد نطق مرغ خویش را ۔ بعد سہ روز و سہ شب حیران و زار ۔ بر دکان بنشستہ بد نومید وار ۔
با ہزاران غصہ و غم گشت جفت ۔ کاے عجب این مرغ کے آید بگفت ۔ میمود آن مرغ را ہر دم شگفت ۔ و ز تعجب
لب بدندان میگرفت ۔ دمبدم میگفت از ہر در سخن ۔ تا کہ باشد کاندر آید در سخن ۔ بر امید آنکہ مرغ آید بگفت ۔ چشم او را باصور
میکرد جفت ۔ المعنی یہ سب اشعار صاف ہین ضرورتی گزارش کرون ضرور کے ہین کاف تصغیر برائے تحقیر و تعظیم دونون کے ہو سکتا ہے
سخن کوتاہ کردیے طوطی نے بولنا چھوڑ دیا رش ہر سکند یعنی داڑھی کھسوٹتا تھا اشکستہ شکستہ ایک ہی ہے بڑے
افسوس سے کہتا ہے کاش وقت مارنے کے میرا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہوتا جو مار نہ سکتا ہے ہیہا اے نذرین نیازین شگفت بکسر تین
شے عجیب دمبدم میگفت یعنے دمبدم ہر قسم کی بات کہتا تھا تا بول اُسٹھے اور تصویر سے اُسکی آنکھ کو جفت کرتا تھا
الخلاف شرح اُردو مین نظر انہ بجاے مذرانہ غلط ہے میمود آن مرغ را اسکے معنی دیکھتا تھا اُس چڑیا کو از ہر در سخن کا
ترجمہ ہر کھڑکی سے جاتی پنجرے مین کتنی کھڑکیان ہوتی ہین بلکہ جسکا قصد ہو بنا بھی اشعار بالا سے معلوم نہین ہوتا
اور یہ جیے چشم اور اسکے معنی اُسکی آنکھون کو اپنی صورت مین لگاتا تھا جیے ہو صورہے بھی صورت کے معنی مین الحاصل
مہملہ ع وجودے ست بے منفعت لاجرم ۔ قولہ ناگہانی جو یقینے می گذشت ۔ باسر بے مو لبسان
طاس دشت ۔ طوطی اندر گفت آمد در زمان ۔ بانگ بروے زد بگفتش در عیان ۔ گرچہ اے کل با کلان آمختی ۔
تو مگر از سیشہ روغن ریختی ۔ از قیاسش خندہ آمد خلق را ۔ کہ چو خود پندا شت صاحب دلق را ۔ المعنے جو بقی
بالفتح و لام مفتوح و کسر قاف فقیر ژندہ پوش و قلندر پشمینہ پوش کل ہندی گنجا بانگ بر زدن للکارنا ان اشعار کو ربط ہے اُس
شعر سے جو فرمایا ہے مدت سہ روز و سہ شب الخ اور اسکے بعد جو اشعار ہین بطور جملہ معترضہ مع ان کو الف کے جو اشعار مین مذکور
ہین یعنے تین رات دن کے بعد نومیدی کی طرح دکان پر بیٹھا تھا کہ ناگہان ایک رند گدڑی پوش جاتا تھا گنجا جس کا سر
بے مو طاس دشت صاف تھا اُسکو دیکھکر فوراً طوطی بولی اور پر ملا جلا کے کہا کہ اے گنجے تو کیسے گنجون مین
شامل ہوا شاید تو نے بھی روغن شیشہ سے پیا ہے اُس قیاس پر طوطی کی مخلوق ہنس پڑی اور کہا آخر اسنے
اپنے ہی اوپر قیاس کیا الخلاف شارح اُردو تیسرے شعر کا ترجمہ کس بے اے گنجے تو گنجون مین ملا کیسا ٹھیک ترجمہ
ہے سابق لاحق سے مربوط قولہ کار پاکان را قیاس از خود مگیر ۔ گرچہ باشد در لوشتن شیر شیر ۔ جملہ عالم زین سبب گمراہ شد ۔

کم کسے ز ابدال حق آگاه شد ؛ همسری با انبیا برداشتند ؛ اولیا را همچو خود پنداشتند ؛ گفته اینک ما بشر ایشان بشر ؛ ما و ایشان بسته خوابیم و خور ؛ المعنی ابدال یا نقبا ایک گروہ ہی اولیا کا جن کے سبب سے عالم قائم ہی اور وہ ستر آدمی ہین چالیس شام مین اور تیس اور جگہون مین اگر انسے کوئی مرجاتا ہی دوسرا اسکی جگہ مقرر ہوتا ہی یہ اشعار بھی صاف ہین شارح اردو نے تو ورق کے ورق انکے معنی مین مثل الفیل جیقدر سیاہ کیے ہین مین بطور انشاء تطیفہ کے خاص مطلب و وسطر مین لکھون فرماتے ہین کہ پاکون کے کاروعاملہ کو اپنے اوپر قیاس مت کر کہ جیسے وہ ہین ویسے ہی ہم ہین اگرچہ لکھنے مین شیر بصورت شیر لکھا جاتا ہی لیکن خواص وصفات تو اپنے اپنے ہین اور اسی سبب سے تمام جہان بہک گیا ہی بہت کم لوگ ہوے جو ابدال حق سے واقف ہوے حالانکہ وہ انھین مین ملے جلے رہتے ہین انبیا سے ہمسری کا دعوے کیا اولیا کو مثل اپنے جانا اور کہا کہ یہ بھی بشر ہین ہم بھی بشر جیسے ہم کھاتے سوتے ہین یہ بھی کھاتے سوتے ہین جیسا کہ قرآن مین آیا ہی لوگون کا کہا ہوا نسبت پیغمبرون کے ما انتم الا بشر مثلنا یعنے نہین ہو تم مگر بشر ہماری طرح اور دوسری جگہ آیا ہی مالہذا الرسول یاکل الطعام و یمشی فے الاسواق کیا ہی اس رسول کو کہ کھانا کھاتا ہی اور بازارمین پھرتا ہی قولہ این ندانستند ایشان ازعما ؛ هست فرقے درمیان بے منتها ؛ هردو گون زنبور خورد از یک محل ؛ یک شده زان نیش و زان دیگر عسل ؛ هردو گون آهو گیا خوردند و آب ؛ زین یکے سرگین شده زان مشک ناب ؛ هردو نے خوردند از یک آبخور ؛ آن یکے خالی و آن پر از شکر ؛ اس کے معنی بھی مثل اشعار بالا کے ہین حصہ ہزاران این چنین اشباه بین ؛ فرق شان هفتاد ساله راه بین ؛ المعنے تمام فتح کوری و کور ہونا گون رنگ و قسم اشباه جمع شبہ بمعنی تشبیہ فرماتے ہین کہ یہ اندھے برابری دعوے کو مستعد ہین یہ خوب سوجھتا ہی اور یہ نہین سوجھتا کہ ہم مین ان مین فرق بے انتہا ہی یہ نہین دیکھتے کہ تین دو رنگ کی ہوتی ہین اور ایک ہی محل دونون کے خوردونوش کا پھر کیا ہی کہ ایک سے نوش ہوتا ہی اور ایک کے نیش اور لود و قسم کے آہو ہوتے ہین ایک صورت کے اور ایک ہی چراگاہ کی جگہ پھر کیون ایک سے گوبر ہوتا ہی اور ایک سے مشک خالص ایسی ہی لاکھون مثالین ہین جنسے انھین باہم فرق ستر برس کی راہ کا تجھکو معلوم ہوگا ستر سے مراد کثرت ہی نہ عدد معین الخلاف شارح اردو نے معلوم ہوتا ہی کہ آبخور کو بمعنی آبخورہ کے لیا ہی جب تو برتن لکھا ہی حالانکہ آبخور آبخورہ بشتور جگہ پانی مردم و بہائم کے معنی مین ہی اور نیز جسکی ہندی دانہ پانی ہی یہ وہ مثل ہی کسی نے چھپکلی کی فارسی بنائی پنہان گفتگی قولہ این خورد گرد و پلید ے زد جدا ؛ وان خورد گرد ہمہ نور خدا ؛ این خورد زاید ہمہ بخل و حسد ؛ وان خورد زاید ہمہ نور احد ؛ این زمین پاک و آن شورست و بد ؛ این فرشته پاک و آن دیوست و دد ؛ هردو صورت گر بهم ماند رواست ؛ آب تلخ و آب شیرین را صفاست ؛ جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد بیاب ؛ او شناسد آب خوش از شوره آب ؛ جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد طعوم ؛ شهد را ناخورده کی داند ز موم ؛

المعنی یعنے وہی ایک چیز ہوتی ہے جسکو اہل دنیا کھاتے ہین انسے پلیدی پیدا ہوتی ہے اور پاک لوگ کھاتے ہین بالکل خدا کا نور ہو جاتی ہے پھر مکرر فرماتے ہین وہی شے اہل دنیا کے کھانے سے بخل و حسد ظاہر کرتی ہے اور پاکون کے کھانے سے نور احد کا اور ظاہر ہے جیسی زمین ہوتی ہے اُسکی ویسی ہی روئیدگی ہوتی ہے پس پاک لوگ مانند زمین پاک کے ہین نور احد اُن سے ظاہر ہوتا ہے اور اہل دنیا جیسے زمین شور لایخرج نبتہ الا نکدا اور وہ مثل فرشتہ کے پاک و معصوم ہین اور دنیا والے مانند دیو و درندون کے مذموم لیکن اس فرشتہ اور دیو دونون کی صورت باہم مشابہ اور ایک ہی ہے جیسے آب تلخ و آب شیرین کہ دونون مین صفا ہوتی ہے لا برم دونون مین سے تلخ و شیرین کو سوائے مزہ پہچاننے والے اور اہل ذوق کے اور کون پہچانے مطلب یہ کہ اِن اہل دنیا مین سے اُنکو سوائے ارباب ذوق یعنے حال و مستی کے اور کون پہچانے اسواسطے کہ جس مین قوت ذائقہ کی ہے اور مزہ ہر شے کا چکھا ہو وہی تو شہد اور موم کو پہچانے گا ورنہ کیا جانے مشہد کیا ہے اور موم کیا ہے قولہ سحر را با معجزہ کردہ قیاس ۔ ہر دو را با مکر بنہادہ اساس ۔ ساحران با موسیٰ از استیزہا ۔ بر گرفت چون عصاے او عصا ۔ زین عصا تا آن عصا فرقیست ژرف ۔ زین عمل تا آن عمل رہے شگرف ۔ نعتہ اللہ این عمل را در قفا ۔ رتبتہ اللہ آن عمل را در وفا ۔ المعنی معجزہ بالضم و کسر جیم عاجز کنندہ یعنی وہ بات جو نبی سے صادر ہو اور اُسکو مخلوق مین سے کوئی نہ کر سکے اور جو ولی سے صادر ہو وہ کرامت ہے ژرف بالفتح عمیق شگرف بکسر زیبا و بزرگ وفا عہد و وعدہ بجا لانا بیت اشعار بکی مؤید کلام سابق کے ہین کہ جس نے شہد نہین کھایا وہ شہد کو موم سے کیا جانے منجملہ اُن کے وہ بے تمیز تھے جنھون نے سحر و معجزہ کو ایک جانا اور دونون کی بنا مکر پر رکھی جیسا کہ قرآن مجید مین ہے کہ جب حضرت موسیٰ نے معجزہ ید بیضا اور عصا کا فرعون کو دکھایا تو ہاتھ مثل آفتاب کے بغل مین سے نکل کے چمکا اور عصا ایک اژدہا بزرگ ہو گیا فرعون کی قوم نے کہا اِنّ ہذا لساحر علیم اور فرعون نے کہا ان ہذا لمکر مکرتموہ سو فے المدینۃ تم ساحرون نے جو دیکھا کہ موسے کا عصا اژدہا عظیم بنجاتا ہے تو خصومت اور لڑائی کے وقت مین عصا کیون خود بھی عصا اختیار کیے جو جادو کے زور سے رینگتے نظر مین آئے اور یہ نہ جانا کہ ہمارے اور موسے کے عصا سے بڑا گہرا فرق ہے اور ہمارے عمل سے اُنکے عمل تک ایک راہ بزرگ ہے اُس عمل کے پیچھے لعنت خدا کی لگی ہوئی ہے اور اِس عمل کے پورا اور درست کرنے مین رحمت خدا کی مصروف ہے الخلاف شرح اردو مین پہلے مصرع کا ترجمہ لکھا ہے سحر کو جادو پر قیاس کرتا ہے حالانکہ معجزہ کردہ بصیغہ ماضی ہے نہ حال ایسے ہی نہادہ دوسرے شعر کے ترجمہ مین لکھا مخالفت کی راہ سے بنایا عصا مثل عصا موسی کے اس ترجمہ عمل سے صاف نہین معلوم ہوتا کہ یہ عصا تک کے چلنے کا بنایا یا لڑائی کا جن کی نسبت قرآن مین ہے فالقوا حبالہم و عصیہم اور اسکے سوا وہی طول فضول اُنکا جو مقام آگے آیات کا ہے قولہ کافران اندر مرے بوزینہ طبع ۔ آنفتہ آمد درون سینہ طبع ۔ ہر چہ مردم میکند بوزینہ ہم ۔ آن کند کز مرد بینہ دمبدم ۔ او گمان بردہ کہ من کردم چو او ۔ فرق را کے بیند آن ہتیزہ جو ۔ این کند از امر و

آن بہر ستیزہ ٭ بر سر ستیزہ رویان خاک ریز ٭ المعنی مری برون نحنی وہ شئی بصورت آنت کے جسمین ہو کے آب وطعام معدہ مین جاتا ہی تو زینہ ہندی بندر فرماتے ہین کہ کافر مارے حرص کے اپنی مری مین بو زینہ طبع ہین یعنے جیسے بو زینہ کہ جلدی جلدی کھاتا بھی جاتا ہی اور گالون مین بھی بھرتا جاتا ہی اور مُنہ بھی بہت جلدی جلدی چلاتا ہی اس سبب سے کہ ان کے سینہ مین خالق الکائنات نے بجاے طبع کے ایک آفت بھردی ہی طبع نہین ہی اور دیکھو بندر کو جو آدمی کرتے ہین وہی وہ بھی کرتا ہی اور یہ بھی جانتا ہی کہ جو کچھ آدمی نے کیا اُسکی طرح مین نے بھی کر لیا مگر جو کچھ کہ اس کے کام مین آدمی کے کام سے فرق ہوتا ہی اسکو وہ کب دیکھتا ہی اس واسطے کہ اسکی عادت ستیزہ جوئی کی ہی اور فرق یہ ہی کہ یہ تو امر الٰہی سے کرتا ہی اور کافر ستیز سے پس تو جملہ ستیزہ رویون کے سر پر خاک ڈال الخلاف شارح اُردو کا ترجمہ پہلے شعر کا کافرون کو اندر سیر معدہ بندر کے مانند طبیعت کی آفت پیدا ہوئی درمیان سینہ طبیعت کے دوسرے شعر کا ترجمہ ہی کچھ آدمی کا کرتا ہی وہی بندر بھی کرتا ہی اور ایسا کرتا ہی کہ آدمی دیکھتا ہی بار بار شعر آخر کا ترجمہ یہ کرتا ہی نوجوان سے لڑائی لڑنے والون کے سر پر خاک ڈال اور تقریر کے ان ترجمون کو ہی دیکھکر قیاس کر لینا ع چودیدی کار رو در کار گر آر ٭ مین تو اس آدمی دیکھتا ہی بار بار ہی کو بار بار دیکھ رہا تھا کہ اور شگوفہ سامنے آیا جو شعر اخیر مین مردان بمعنی نوجوانان لکھا ہی سبحان اللہ وہ تو از آمر اور آن ہی جسکو امردان سمجھے کیا کہنا ہی بھلا مثل انکے ع کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے قولہ آن منافق با موافق در نماز ٭ از پے استیزہ آید نے نیاز ٭ در نماز و روزہ و حج و زکات ٭ با منافق مومنان در برد و مات ٭ مومنان را برد باشد عاقبت ٭ با منافق مات اندر آخرت ٭ گرچہ ہر دو بر سر یکباز نید ٭ لیک با ہم مرغوی و راز نید ٭ ہر یکے سوے مقام خود رود ٭ ہر یکے بر وفق نام خود رود ٭ المعنی فرماتے ہین اس منافق کو جو موافق کے ساتھ نماز مین ہوتا ہی خیال کرکہ وہ نماز نیاز کے لیے کہ حضور مین خداے تعالے کے بجالائے نہین آتا ہی بلکہ لڑائی و خصومت کے واسطے آتا ہی کہ وہ نفاق ہی اور دونون ہوتے ہین بندگی مین خواہ حج ہو خواہ زکوۃ خواہ روزہ لیکن مومن اس منافق کے ساتھ برد و مات مین ہوتا ہے اور وہ یہ کہ مومن کی عاقبت مین برد ہی یعنے جیت اور منافق کو آخرت مین مات اور طرفہ یہ کہ دونون ایک ہی بازی کے اس کنارے اُس کنارے بیٹھے ہوتے ہین کہ وہ کسی قسم طاعت مذکور سے ہی لیکن ہین آپ آپ کو مختلف مثلاً ایک مرغوی ہو اور ایک رازی اہی منسوب بہ ری جو اشارہ امام فخر الدین رازی سے ہی جیسے علم کلام ہی پس اسی نام و مقام کی طرف ہر ایک کی ایک راہ پیش ہی کہ وہ اس راہ سے اپنے اسی نام و مقام کو واصل ہوگا مثلاً منافق جسکا مقام ہی اتدرک الاسفل من النار اور مومن جسکی جگہ ہی اعلے علیین الخلاف شارح اُردو نے رازی کو منسوب بر از نام شہر کے معنی مین لکھا ہے لغت مین تو از شہر کا نام ہی نہین بلکہ رے ہی نام مجمہ اس مین بڑھا کے رازی کیا ہی قولہ مومنش خوانند جانش خوش شود ٭ در منافق تند و برآتش شود ٭ نام آن محبوب از ذات وے ست ٭

نام ابن مبغوض زانفات ولیست ۱ میم و واؤ و میم دونون تشریف نیست ۱ لفظ مومن تبرے تعریف نیست ۱ مگر منافق
خوانیش این نام دون ۱ مجو کز دم میخلد در اندرون ۱ گر نہ این نام اشتقاق دوزخ ست ۱ پس چرا در وے طلاق
دوزخ ست ۱ زشتی این نام بد از حرف نیست ۱ تلخی آن آب بحر از ظرف نیست ۱ حرف ظرف آمد در و معنے چو آب ۱ بحر معنی
عندہٗ ام الکتاب ۱ المعنی بر آتش شدن بچین و بقرار ہونا تشریف بمعنی خلعت تعریف بمچنوا نا اور مخرفہ کرنا جو علم ہی
ام الکتاب الحمد و قرآن مجید و لوح محفوظ و مرتبہ وحدت بتفریق کلام سابق فرماتے ہین کہ اگر مومن کو مومن کہو تو کیسی جان
اسکی خوش ہوتی ہی گویا ایک پھول کھلگیا اور اگر منافق کو منافق کہو تو کس قدر بے چین ہوجاتا ہی گو یا آگ پر چڑھا دیا اور وجہ
اسکی یہ ہی کہ مومن کا نام محبوب اپنی ذات سے ہی یعنے یہ لفظ ہی ایسا ہی جو محبوب ہی اور منافق کا نام کہ اسکے ساتھ
مفتین لگی ہین انھین آفتون سے ممبوض ہی سنتے ہی بغض پیدا ہوتا ہی دونون فی نفسہ اپنی اپنی صفت کے ساتھ
ہین اور یہ تماشا دیکھو کہ مومن مین میم و او اور میم نون کچھ خلعت اس نام کا نہین ہی کہ جس سے مومن کا نام خوب تر
اور خوشتر ہوگیا ہو بلکہ وہی خلیست اور تعریف مقصود تھی سو ہی اور اگر منافق کے نام دون سے کوئی اسکو سنے
مومن کو پکارے تو معلوم ہوگا کہ گو یا کہ دم نے اسکے درون مین ڈنک مارا تو اب اس سے پایا گیا کہ منافق کا نام
دوزخ کے درخت کی کوپل ہی جو اس سے پھوٹی ہی جب تو امین مذاق دوزخ کا ہی یہ نہ جانو کہ زشتی اس نام بد کی اسکے
حرفون سے ہی نہ اس بحر کے آب کی تلخی و شوریت اسکے ظرف سے اسواسطے کہ حرف تو بمنزلہ ظرف کے ہین اب
معانی انکے اور در یا اس آب معانی کا ام الکتاب یعنے قرآن مجید و لوح محفوظ جس مین سب پڑھ لکھا ہی اور اسی کا
آب سب مین بھرا ہی الخلاف شارح اردو نے لکھا کہ در پاے معنی یعنے آیہ عندہٗ ام الکتاب ظاہر تو اس سے
یہ معلوم ہوتا ہی کہ ام الکتاب انکے نزدیک آیہ عندہ ام الکتاب ہی اور کیا للکون سوا سے اس کے کہ سیر ملکوت کو
چلے گئے اور اب بڑی نبی نبی سیرین ہین ع دیکھیے لائین کب تلک تشریف ۱ قولہ بحر تلخ و بحر شیرین ہمنان ۱
درمیان شان برزخ لایبغیان ۱ و آنکہ این ہر دو زیک اصلی روان ۱ در گذر زین ہر دو آستے آن ۱ المعنی تمہان
وہ دو سوار جو باگ سے باگ ملا کر چلین ترجمہ عربی کا ایک پردہ ہی جس سے وہ ایک دوسرے پر غالب
نہین ہوسکتے یہ دونون شعر لفظ بحر سے متفرع فرمائے ہین اور بحر دو ہین ایک تلخ جو مراد کفر ہے دوسرا شیرین
جو عبارت ایمان سے ہی اور دونون برابر باگ سے باگ ملائے عالم مین روان ہین اور انکے درمیان مین پردہ ہدایت
و ضلالت کا واقع کہ مثل آن دو دریا تلخ و شیرین آب کے ایک دوسرے پر غلبہ نہین کرسکتے اور ہین روان دونون
ایک ہی اصل سے کہ وہ لوح محفوظ ہی یعنے تقدیر ہر کسی کی جیسا جسکو مقرر کیا ہی لیکن تو ان دونون کو چھوڑ تلخ و شیرین کسی کا
مقصد مت ہو اور انہ دونون کے بجو معنی و اصل ہی اس طرف کو چل اور رجوع ہو کہ اصل اصل ہی اور فرع فرع
الخلاف شارح اردو کا ترجمہ اس سبب سے کہ وہ دونون ایک چیز سے پیدا ہین ان دونون کے معنی تک اور

اسکے معنی خارجی جیسا کہ ترجمہ خوبصورت ہو ویسے ہی چار ورق پر لکھے ہین قولہ زر قلب وزر نیکو در عیار ہ بے محک ہر گز نداند ز اعتبار ہ ہر کرا در جان خدا بنہد محک ہ ہر یقین را باز داند وز شک المعنی قلب کھوٹا عیار بکسر چاشنی زر و سیم ہندی بانگی محک کسوٹی فرماتے ہین اس مخاطب مین ہون چاہے تو ہر معمول سب کا یہی ہر کہ زر خواہ کھوٹا ہو خواہ کھرا تا وقتیکہ کسوٹی پر نہین کسا جاتا اور بانگی چاشنی نہین لیجاتی پایہ اعتبار سے ساقط ہوتا ہی ایسے ہی ہر عمل و فعل آدمی کا جانچا پرکھا جائے گا کہ خالص و با اخلاص ہو یا منقوش غیر خلاص و قبل اس جانچ پرکھ سے خدا نے تعالے نے ہر مومن کے دل مین ایک محک اسکی رکھدی ہی کہ وہ عقل ہی جسکو حکما ایک فرشتہ بتاتے ہین داعی الے الخیر و مانع عن الشر یا ایمان جس سے یہ اپنے عقائد کو جانچا پرکھا رہے ہے پس جسکو توفیق اس جانچ پرکھ کی مل ہی وہ اپنے شک کو بھی جانتا سمجھتا ہی اور یقین کو بھی اور اصلا غش و آلودگی کو نہین آنے دیتا پس وہی با اخلاص و با اختصاص ہی قولہ اپنچہ گفت استفت قلبک مصطفے ہ آن کسی داند کہ پر بود از وفا ہ در دہان زندہ خاشاک اوفتد آنگہ آرد مگہ بیرونش نہد ہ در دہان زندہ یک خاشاک نرود ہ چون در آمد سر زندہ بے بہرد ہ حس دنیا نرد بان این جہان ہ حس عقبے نرد بان آسمان ہ صحت آن حس بجوید از طبیب ہ صحت آن جس بجوید از حبیب ہ صحت آن جس از معموری تن ہ صحت این حس از تخریب بدن ہ المعنی یہ اشعار بھی یہ تطبیق شعر سابق کے ہین جیسا کہ کہا تھا جسکی جان مین محک رکھی ہی ایسے ہی فرمایا کہ حضرت مصطفے صلعم نے کہا ہی استفت قلبک اپنے دل سے فتوی پوچھ یعنے جب امور مشکوک پیش آئین اور شبہات پیدا ہون تو اپنے دل سے فتوے پوچھ اور موافق اسکے عمل مین لا اور اس بات کو کہ وہ شخص جانتا ہی جو وفا سے بھرا ہی چاہتا ہی کہ حکم مالک کو پورا پورا بالتفصیل ادا کرون جیسا کہ خاقانی رح نے فرمایا ہی شعر دل برصدگاہ دہر پیش مہا گو ہر لیست ہ دخل ابد عشر آن فیض ازل کان او ہ اب تمہید فرماتے ہین کہ زندہ کے منہ مین جو تنکا پڑ جاتا ہی جس سے فی نا گوار نا مرغوب مقصود ہی تو جبتک اسکو نکال نہین ڈالتا چین نہین لیتا خیال تو کرتنکا کہ وہ ہزارون تنکون مین ایک خاشاک خرد تھا ملا ہو جس وقت زندہ کے پاس آیا اسکے حس نے اسکا پتہ لگا لیا پس یہی سمجھے اور اپنے حس عقلی کو یہ سمجھا دے کہ جس دنیا کی نردبان اس جہان کی ہی جس قدر حس دنیا کی ہوتی ہی ترقی مدارج دنیا کی ہوتی ہی یہ حس اسکی نردبان ہی اور جس قدر حس عقبے کی ہوتی ہی وہ بڑھی آسمان کی منتہی ہی دنیا کی حس مین اگر علت پیدا ہو تو اسکی صحت طبیب سے ڈھونڈھنا چاہیے وہ اسکو صحیح کردیگا اور جس عقبے کی صحت کا خواستگار حبیب سے ہو دنیا کی حس کی صحت آبادی و معموری تن سے جتنا تن فربہ ہوگا حس بھی بہ درجہ ہوگی اور جسقدر تخریب بدن کی ہوگی اسی لاغر فاقہ زدہ ریاضت کشتہ ویسے ہی حس عقبے کی صحیح سالم ہوگی قولہ شاہ جان مرجسم را ویران کند ہ بعد ویرانیش آبادان کند ہ ای خنک جانے کہ ہر عشق حال ہ بذل کردہ خانمان و ملک و مال ہ کرد ویران خانہ ہر گنج وزر ہ وز ہمان گنجش کند معمور تر ہ آب را ببرید جو را پاک کرد ہ بعد ازان در جو روان کرد آبجو رد ہ پوست را بشگافت پیکان را کشید ہ پوست تازہ بعد ازانش در دمید ہ قلعہ ویران کرد و انگاہ فرستاد ہ

بعد ازان برساختش صد برج و سد بالمعنی آنچنود نصیب و قسمت و تالاب و رودخانہ جہان آدمی اور بہائم پانی پیسین
و سبد یعنی جاء پر جو کہا ہو کہ صحت اس حس کی تخریب بدن سے ہو اسی واسطے فرمایا کہ جان جو بادشاہ جسم کی ہو اول تو اس
جسم کو ویران و خراب کرتی ہو یعنے مقام موتو اقبل ان تموتوا کو مہو بتاتی ہو بعد ویرانی کے پھر آباد کرتی ہو اور نور معرفت
و عرفان سے بھر دیتی ہو آہی فخاطب کیسی ٹھنڈی اور خوش وہ جان ہو جس نے اپنا خانمان اور ملک و مال عشق و حال کے
مقابلہ مین دیدیا اور عشق کو بطوع و رغبت خرید لیا اور گنج زر کے واسطے اپنا گھر اجاڑا اور پھر اسی گنج سے اسکو معمور
و آباد کیا کہ الگی معموری سے یہ معموری بہت زیادہ ہو اور ایسا گیا جیسے مدت کا پانی سڑا سڑایا کسی نہر مین بند تھا اسکو
کاٹ کے نہر سے نکال دیا اور نہر کو پاک کر لیا اور دوسری نہر کا پانی طاہر مطہر نہر مین جاری کیا یا جیسے کسی نے پیکان
کھایا اور پوست چیر کے پیکان نکال ڈالا اور بے کھٹکے ہو گیا اور اس زخم کے اوپر تازہ چمڑہ دوڑ آیا یا قلعہ کہ مثل جسم کے
یہ بھی ہو تن سے جو نفس امارہ ہو چھین لیا اور ویران کر کے سیکڑون برج اور سدین بنائین اور زینت و مضبوطی
بخشی ان سب اشعار مین قلعہ و نہر وغیرہ سب سے مراد وجود ہو اور پاک کرنا و ویران کرنا مقام فنا اور آباد و معمور کرنا مرتبہ
بقا سے ہو بالخلاف شارح اردو نے شاہ جان سے یعنی حاکم جان مراد اللہ تعالے سے لی ہو میری سمجھ مین شاہ
جان باضافت بیانی جان کہ حضرت رب العزت نے عشق وغیرہ کا اس سے تعلق رکھا ہو نہ خود اسکی ذات پاک قولہ
کار بچون را کہ کیفیت نہد ۔ این کہ گفتم ہم ضرورت می دہد ۔ گہ چنین بنماید و گہ ضد این ۔ جز کہ حیرانی نباشد کاردین ۔
کاملان کز سر تحقیق آگہ اند ۔ بیچون و حیران و مست و والہ اند ہائے چنین حیران کہ بیشش سوے اوست ۔ بل چنین
حیران کہ غرق و مست دوست ۔ بالمعنی بچون وہ کہ جسمین کیف و کم کو دخل نہو کہ وہ ذات پاک باری عزاسمہ کی ہو یعنے
وہ بچون کہ جو کیسا اور کتنا اور کیونکر ان سب عوارض سے پاک و منزہ ہو اسکی کیفیت کوئی کیا بیان کر سکے کہ خود کیفیت
ہی نہین رکھتا اور یہ جو مین کہہ رہا ہون کہ وہ بچون ہو یہ بھی بنظر ایک ضرورت کے ہو اسواسطے کہ اسمین بھی ایک قید ہو
اور وہ مطلق سب قید جیسا کہ جامی نے فرمایا ع کیے ماند انہم از قید یکے پاک ۔ کبھی تو نظر بذات ایسا معلوم ہوتا ہو
کہ بچون وہ بیچگون ہو نہ کیفیت رکھتا ہو نہ کمیت اور کبھی بنظر صفات اسکی ضد سمجھ مین آتا ہو کہ اسی کی صفات سے سارے
چون و چند موجود ہوے ہین اور اپنی اپنی صفات رکھتے ہین اور صفات خود کیفیت ہو جیسا مولانا جامی نے کہا شعر
حقیقت را بہر دوری نہ سے ست ۔ نہ زانمش درجہان افتادہ شورے ست ۔ پھر دین کے معاملے مین سوا سے
حیرانی کے اور کیا ہو کس پر کوئی عقیدت گرین ہو اور کامل لوگ جنپر یہ بھید تحقیق کا کھلا ہو انکا یہ حال کہ وہ بچون و مست
و دیوانے ہو رہے ہین کچھ بیان نہین کرتے ایسے استغراق مین غرق ہین بکلم من عرف ربہ فقد کل لسانہ شعر اخیر رقم
ہو اس دخل کا کہ جب وہ خود حیران و بیخود ہین تو اس سے واقف و آگاہ کیا ہون گے لہذا فرمایا ایسے مست نہین
کہ پشت انکی اسکی طرف ہو بہذور از ظہور ہم کے جو غافل ہو کے پس پشت پھینکا ہو بلکہ ایسے حیران کہ اسی کی صورت کے

حیران و مست اور اسی کے خیال اور دھیان مین غرق شعر شب و روز در بند سود او سوز ؛ ندانند زاشفتگی شب و روز ؛
الخلاف شارح فارسی اور اردو دونون نے پہلے شعر اور دوسرے مصرع کے معنی لکھے ہین اور مین نے بھی اب ناظرین شرحون سے دیکھین ایسے ہی دوسرے شعر کے اور تیسرے شعر شرح فارسی مین نہین ہے مگر ترجمہ ضرور چاہیے اور چوتھے شعر کے بھی معنے ملاحظہ فرمائین اور آخر مصرع دونون شرحون مین ع بل چنین حیران و مست و غرق دوست ؛ لکھا ہے میری دانست مین بعد حیران کے کاف ہونا چاہیے تا معنی مصرع کے تمام ہون ورنہ ناتمام ہین چنانچہ شرح اردو مین ایک نسخہ حاشیہ پر لکھا ہے ع بل چنین حیران کہ رو در روے اوست ؛ مجکو یہی نسخہ پسند ہوا اگر پہلے سے اوسکو غور کر لیتا تو اپنی کتاب کے متن مین اسی کو لکھتا اور سب سے اغماض کرنا کہ بے تکلف ہے اور باصنعت قولہ آن یکے را روے او شد سوے دوست ؛ دین یکے را روے او خود روے اوست ؛ روے ہر یک بینگر امیدوار پاس ؛ بو کہ گردی تو ز خدمت بو شناس ؛ دیدن دانا عبادت این بود پاس فتح ابواب سعادت این بود ؛ **المعنی** واضح ہو کہ تمام اہل اسلام دو صفت سے موصوف ہین ایک بصفت عقیدت ہمہ از دوست کہ یہ اہل شریعت ہین دوم بصفت ہمہ اوست کہ یہ ارباب عشق ہین پس مولانا بہ مناسبت انکے فرماتے ہین کہ ایک تو وہ ہین جنکا رو اسکی طرف ہے یعنے متوجہ دوسرے وہ کہ وہ خود ہی ہین جیسے منصور حضون انا الحق کہا یا بایزید بسطامی جنکا قول ہے سبحانی ما اعظم شانی یا حضرت جنید بغدادی جو لیس فی جبتی سوے اللہ کہتے تھے اب تجکو چاہیے کہ بیٹھا ہوا دونون کا منھ تک اور پاس انفاس مین مشغول رہ شاید ان کی خدمت کی طفیل و برکت سے تو بھی بو شناس شیر مردون کا ہو جاے اور یہ جان لے کہ مردون کا دیکھنا عبادت ہے جیسا کہ کہا ہے زیارت مردان کفارت گناہ اور بھی دیکھنا انکا فتوح و گشود ابواب سعادت کا ہے یعنے اس شخص کے سامنے دروازے سعادت کے کھل جاتے ہین جو انکو دیکھتا ہے و فی الحدیث من زار عالما فقد زارنی و من زارنی فقد زار اللہ دانا سے مراد عالم و نیز عاشق کہ یہ دیوانے ہوشیار ہوتے ہین اور جو مولانا رحمہ نے عبادت این اور سعادت این کہکر مشار الیہ کہ جو اہم اشارہ پر مقدم کیا ہے حصر منظور ہے کہ عبادت و سعادت خاص یہی ہے **الخلاف** شارح اردو کا ترجمہ اس ایک کا منھ دوست کی طرف ہے اور اس ایک کا منھ اپنے منھ کی طرف ہے گئے معنی طور مطویل الذیل جن کی خوبی ترجمہ ہی بتا رہا ہے ؛

بیان فرق درمیان محقق و مدعی و مبطل و محق

قولہ چون بسے ابلیس آدم روے ہست ؛ پس بہر دستے نشاید داد دست ؛ زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر ؛ تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر ؛ بشنود آن مرغ بانگ جنس خویش ؛ از ہوا آید بیابد دام پیش ؛ حرف و رویشان بزند و مرد دون ؛ تا بخواند بر سلیمی زان فسون ؛ کار مردان روشنی و گرمیست ؛ کار دونان حیلہ و بے شرمیست ؛ **المعنی** فرشتے ہین ؛ مخاطب ہوشیار ہو جا اور گوش دل سے سن رکھ کہ عالم مین بہت ابلیس آدم صورت ہین کہ صورت انسانی مین کام ابلیس کا کرتے ہین جو جلد شیاطین کا سر دفتر ہے پس ہر کسی کے ہاتھ مین ہاتھ دینا اور بیعت کرنا نہین چاہیے کہ بجز بے راہی کے اور کیا

حاصل ہوگا خیال کر دیکھو تو صیاد مرغ پھانسنے کے واسطے کیسی آواز لگاتا ہی کہ جو ہو وہی مرغ ہوتا ہو جسکے اجناس کو پکڑا چاہتا ہو کہ وہ آواز اپنے ہمجنس کی سمجھکر بے تامل آپھنستا ہی خیر یہ بات ہی کہ وہ مرغ تو اپنے ہمجنس کی بانگ سُنکر ہوا سے اُترتا ہی اور یہاں جال اسکو پیش آجاتا ہی یہ ابلیس بھی کاملون کی سی آواز کرکر کے کہ کبھی نعرے مارنے لگے کبھی آہین کبھی ٹھنڈی سانسین لینے لگے ان صورتون سے لوگون کو دام فریب مین پھانستے ہین اور فقیرون کی باتین چراتے ہین تاکسی بیچارے سیدھے سادے سلیم المزاج پر ان باتون کا افسون پھونکین اور دیوانہ اپنا بنائین یہ سب مکر و فریب کی باتین ہین اور ان کا جو اس راہ سے کے مرد ہین یہ کام ہے کہ ان سے قلب مین روشنی و گرمی پیدا ہوتی ہی اور ان ناچیزون سے بجز مکر و حیلہ اور بے شرمی کے کچھ ظاہر نہین ہوتا سلیم کے لیے افسون کیا لطف ہی کہ مارگزیدہ کو بھی کہتے ہین قولہ شیرینشین از براے گدا کند ۔ بو مسیلمہ را لقب احمد کند ۔ بو مسیلمہ را لقب کذاب ماند ۔ مر محمد را او ولوالالباب ماند ۔ آن شراب حق خنک مشک سقا سبو پارہ آتشش بود گند عذاب ۔ المعنی گدا بھیک مانگتا بو مسیلم اور مسیلمہ اور بو مسیلمہ نام ایک شخص کا ہی جس نے جھوٹا دعوے نبوت کا زمان آنحضرت مین کیا اور تصغیر ان تینون لفظون مین تحقیر کی ہی اور ایسے ہی تانیث احمد نام مبارک آنحضرت صلعم کذاب بغایت دروغگو اولوالالباب صاحبان عقل اس واسطے کہ اولو بمعنی صاحبان اور الالباب جمع لب بمعنی عقل و خرد شام کیسر موم یا الاکھ جس پر مہر لگاکے بند کرین گند بوے بد اور ہندی مین بساے مخلوط الملفظ مطلق بو اسی سبب سے عطار کو گندھی کہتے ہین پہلے شعر مین تفسیر حیلہ اور بے شرمی کی ہی کہ وہی ابلیس آدم و حواس مسیلم کو شیرینشین سے لیکے کمل کا باگھ بناتا ہی بھیک مانگنے کو اور وہ حقیقت ہی بو مسیلم اور بو مسکا نام احمد رکھتا ہی یعنے مثل احمد کے دعوی نبوت کا کرتا ہی لیکن کیا ہوتا ہی بو مسیلہ کا لقب آخر کذاب ہی رہا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا لقب اولوالالباب اولوالالباب مین دونون لفظ جمع کے بنظر غایت درغایت عقل و فطانت آنحضرت کے ہین اور مسیلمہ مین تصغیر و تانیث بنابر مبالغہ تحقیر حضرت محمد ایک شراب حق ہین جس شراب کا ختامہ مشک کا ہی کچھ خیال کرو اس شراب کی بوے خوش کو اور واقعی جب سے اس شراب کا ختام کھولا گیا ہی سارا عالم اسکی خوشبو سے معطر و مطیب ہی اور ایسے ہی ابتک رہے گا اور مسیلمہ کی شراب کی مہر گند و عذاب جب سے وہ کھولی گئی تمام جہان اسکی بدبو سے گند و عذاب مین پڑا اور سب تک یہون سمیٹے رہے اور ابتک بیٹھتے ہین

داستان بادشاہ موسائیون کی کہ بسبب تعصب مذہب کے عیسائیون کو مارتا تھا و حکایت آتشین استاد و شاگرد کی

قولہ بود شاہے در جہود ان ظلم ساز ۔ دشمن عیسے و نصرانی گداز ۔ عہد عیسے بود و نوبت آن او ۔ جان موسیٰ او و موسے جان او ۔ شاہ احول کرد در راہ خدا ۔ آن دو دمساز خدا سے را جدا ۔ المعنی جہود مفرس یہود قوم موسیٰ نصرانی عیسائی اسواسطے کہ حضرت عیسی کے نامون سے ایک نام انکا ناصری بھی ہی اسلیے کہ ناصر نام قریہ کا ہی جو ان کا مولد تھا

آن وقت احول بالفتح دو بین مولانا فرماتے ہین کہ موسائیون مین ایک بار شاہ ظالم تھا دشمن عیسائیون کا اور انکا ستانیوالا اور وہ زمانہ حضرت عیسیٰ کا تھا اور اُنکے وقت کی بات تھی اور واقعی تھا یہ کہ موسیٰ عیسیٰ کی جان اور عیسے موسیٰ کی جان دونون نبی برحق اس کمبخت نے کہ خدا کی راہ مین احول تھا اُنکو جدا جدا کچھ رکھا تھا وہ دونون دمساز خدا کے تھے قولہ گفت اُستاد احولے را کاندرا ۔ روبرون آر از وثاق آن شیشہ را ۔ چون درون خانہ احول رفت زود ۔ شیشہ پیش چشم دو دمنمود ۔ گفت احول زان دو شیشہ تا کدام ۔ پیش تو آرم کہن شرحے تمام ۔ المعنی وثاق بالضم وکسر وفتح خانہ ومحلسرا یہ حکایت تمثیلاً اس بادشاہ کی احولیت پر ایراد فرمائی ہی جیسا کہ کہتے ہین ایک اُستاد نے ایک احول سے کہا کہ یہان آ اور گھر مین سے وہ شیشہ لے آ وہ فوراً گھر کے اندر گیا اور ایک شیشہ کے اسکو دو معلوم ہوے تب احول نے اُستاد سے کہا ان دونون سے کونسا لاؤن کچھ بتا بھی تو دے قولہ گفت اُستاد آن دو شیشہ نیست رو ۔ احولی بگذار دو افزون بین مشو ۔ گفت اے اُستاد اطعنہ مزن ۔ گفت اُستاد ازان رو یک را بر شکن ۔ چون یکے بشکست ہر دو شد زچشم ۔ مرد احول گرد و از میلان خشم ۔ شیشہ یک بود و بخشید دو نمود ۔ چون شکست او شیشہ را دیگر نبود ۔ المعنے اُستا بالضم مخفف اُستاد میلان جھکنا اور خواہش طبیعت یعنے اُستاد نے کہا کہ وہ دو شیشے نہین ہین جا ڈھیرا پن چھوڑ ایک کو دوست دیکھ وہ بولا اے اُستاد مجھپر طعنہ مت کر اُستاد نے کہا دونون مین سے ایک کو توڑ ڈال جب اُس نے ایک کو توڑا دونون آنکھ کے سامنے نہین رہے دوسرا مصرع قول مولانا رح کا ہی کہ آدمی خواہش طبیعت اور غصہ سے بھی احول ہو جاتا ہی کہ اپنے عادات و اعمال مین افزونی چاہتا ہی جیسے شیشہ ایک تھا اُسکی آنکھ مین دو معلوم ہوا جب توڑ دیا پھر کچھ نہین تھا بخلاف شرح اُردو مین اُستماع واو بعد الف اور بجاے رواو غلط ہی ایسے ہی احول گرد کی جگہ احول کر دجسکو نسخہ کی طرح لکھا ہی عجب حال ہی غلط متن صحیح نسخہ اور شعر آخر کے معنی اٹھارہ ستون پر گویا ایک چھوٹا سا رسالہ بحر العلوم نے کچھ مختصر مختصر لکھے قولہ خشم وشہوت مرد را احول کند ۔ زاستقامت روح را معدل کند ۔ چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ۔ صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد ۔ چون دہد قاضی بدل رشوت قرار ۔ کی شناسد ظالم از مظلوم زار ۔ المعنی غرض بفتحتین وضاد معجمہ ہوف ونشانہ ومطلب ومقصود وحاجت اوپر جو فرمایا ہی مرد احول گردد الخ اسی کے موافق فرماتے ہین کہ خشم وشہوت جو خواہش نفسانی ہی آدمی کو احول کر دیتی ہی جب انکا غلبہ ہوتا ہی دریا افزونی وطغیانی کے ہو جاتے ہین اور روح کو استقامت و راستی سے بدل دیتے ہین بحال خود نہین چھوڑتے ایسا ہی حال غرض یعنی مطلب وحاجت کا ہی جب یہ کسی قسم کی پیدا ہوتی ہی سارے ہنر چھپ جاتے ہین جتنی باتین عقل وشرع کی ہین سب ہنر ہین سب کی طرف سے سیکڑون پردے دل کے آنکھون پر پڑ جاتے ہین مثلاً قاضی کو جب دل مین رشوت ٹھان لے پھر ظالم اور مظلوم زار سے کب پہچانے اور کیسے جانے ایسا ہی حال اہل غرض کے دل کا ہوتا ہی کہ حصول غرض مین دیوانہ بن جاتا ہی قولہ شاہ از

حقد جہود انہ چنان ہا گشت احول کالامان یارب امان ہ صد ہزاران مومن مظلوم کشت ہ کہ بنا ہم دین موسے را دشت ہ
المعنی حقد بالکسر کینہ وبغض یہ دونون شعر غیتبہ ایراد حکایت احول کے ہین کہ بادشاہ بغض وکینہ جہود انہ سے ایسا احول
ہوگیا کہ الامان الامان خدا کی پناہ لاکھون مومن مظلوم امتی حضرت عیسی کے مارڈالے اور کہتا تھا کہ مین دین موسے کا
پشت پناہ ہون اور در اصل جو ملتا تھا جو دین موسی کا وہی عیسی کا در اصل دونون ایک تھے یہ احولی سے دو دیکھتا تھا

حکایت وزیر بادشاہ اور اُس کے مکر کی تفریق ترسایون مین

قولہ او وزیرے داشت رہزن عشوہ دہ ہ گو برآب از مکر برستی گرہ ہ گفت ترسایان پناہ جان منند ہ دین خود را از
ملک پنہان کنند ہ با ملک گفت ای شہ اسرار جو ہ کم کش ایشان را و دست از خون بشو ہ کم کش ایشان را کہ کشتن
سود نیست ہ دین غدار و بوے مشک و عود نیست با سر پنہان ست اندر صد خلاف ہ ظاہرش با تست و باطن بر خلاف ہا
المعنی عشوہ بالکسر ناز و فریب ترسا نصارے و آتش پرست فرماتے ہین کہ اسی بادشاہ نصرانی کش کا ایک وزیر تھا
بڑا راہ مار فریبی کہ پانی مین گرہ لگاتا تھا جو غیر ممکن ہر اُسنے بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ یہ نصرانی ہی جان تجھ سے بچا دینگے
اور دین چھپائین گے تو تو بڑا اسرار جو ہے اس راز کو نہین سمجھتا اُنکو کیون قتل کرتا ہے ان کے خون سے ہاتھ دھو ڈال اب تک ہار
کہ کچھ فائدہ اُنکے قتل مین نہین ہر اسلیے کہ دین مشک عود تو نہین جسکی خوشبو خود بخود پھیلے اور فاش ہو یہ تو ایک سوخلاف کا
چھپا ہوا بھید ہے کہ ظاہر اسکا تیرے ساتھ ہے اور باطن خلاف پر تیری مرضی موافق تیرا دین ظاہر کرین گے اور عقیدہ باطن
کا جو ہووہ ہے قولہ شاہ گفتش پس بگو تدبیر چیست ہ چارہ این مکر و این تزویر چیست ہ تا نماند در جہان نصرانیے ہ
نے ہویدا دین و نے پنہانیے ہ گفت ای شہ گوش و دستم را ببر ہ بینیم بشکاف و لب از حکم مر ہ بعد ازان در زیر دار آور مرا ہ
تا بگویا بد یک شفاعت گر مرا ہ بر منادی گاہ کن این کار تو ہا بر سر را ہے کہ باشد چار سو ہ انگہم از خود بیران تا شہر و در ہا
نادر اندازم در ایشان صد فتور ہ المعنی مر ضم بمعنی قطع تزویر مکر و فریب اور جھوٹ بنانا قولہ ای سوال کند فتور بضمتین سست
ہونا اور سستی یعنے وزیر کی گفتگو سُنکے بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ بتا اسکی تدبیر کیا ہے اور اس مکر و فریب چل جانے کا
علاج کیا ہے تین تو ایسا چاہتا ہون کہ جہان مین نصرانی کا نام نہ رہے اور یہ دین بالکل مٹ جاے نہ ظاہر رہے
نہ پوشیدہ تب اُسنے کہا ای بادشاہ میرے کان اور ہاتھ کاٹ ڈال اور ناک و ہونٹھ بھی چیر دے اور بڑے تخ لڑے
حکم کے ساتھ سولی کے نیچے مجھے بھجوا اور کوئی شفاعت گر مقرر کر کہ وہ مجکو تجھ سے مانگ لے سولی نہونے دے
اور یہ سب باتین چوراہہ اور منادی گاہ پر عمل مین لا تا ہر کوئی دیکھے جانے من بعد مجکو اپنے پاس سے نکال کے دور کسی
شہر مین پھینک دے پھر دیکھ کیسے فتور مین امین ڈالتا ہون کہ بے مارے ہی مرجاؤنگا مین الخلاف صاحب بحر العلوم تیسرے
شعر کے دوسرے مصرع کے معنی مین لکھتے ہین بجاے از حکم کے در حکم اور در ام علحدہ در یدن سے اور مرا مر ہو امر
یامر سے یعنی ناک میری پھاڑ دے اور لب چیر دے اور حکم فرما اُسکے ساتھ یا لفظ لب معطوف بنی پر اور در بمعنی فی

اور مخفف مرشد دکا بمعنی تلخ یعنے بمعنی دلب بشگاف در حکم تلخ انتہی بیفائدہ توجیہون کا متجہ کیا اور مر بمعنی تلخ بس یہی ٹھیک ہو فارسی مین مرے معنی عربی کی طرح کب ہوسکین گے باآنکہ لفظ حکم بھی موجود ہی قولہ چون شنوند آن قوم ازمن دین پذیر ؛ کار ایشان سر بسر شوریدہ گیر ؛ درمیان شان فتنہ بشور افگنم ؛ کاہرمن حیران کاندر فنم ؛ انچہ خواہم کرد با نصرانیان ؛ آن کی آید کنون اندر بیان ؛ چون شمارندم امین و رازدان ؛ وام دیگرگون نہم در پیش شان ؛ وز حیل بفریبم ایشان راہمہ ؛ وندرایشان افگنم صد دو مہ ؛ تا بدست خویش خون خویشتن ؛ بر زمین ریزند کوتہ شد سخن ؛ المعنی یعنے مین اُن مین اس حالت سے جاؤن اور انکو دین سکھاؤن جب میرے دین کو اُنھون نے مان لیا تو جان سے کہ ان کا کام سراسر ابتر اور پریشان ہوگیا مین ان مین ایسے فتنے اور شور ڈال دونگا کہ شیطان بھی جنسے حیران رہجائے گا کہ یہ فن مجکو بھی نہین آتے خوش جو چکے مین نصرانیون کے ساتھ کرونگا اس وقت وہ بیان نہین کرسکتا جس وقت یہ اپنا امین و رازدان مجکو جان لینگے تو اور طرح کا ایک جال ان کے سامنے لگاؤن گا اور کیسے کیسے حیلون سے ان کو بالکل دھوکے فریب دونگا اور کیسے کیسے فریب و دھوکے سیکڑون نہین ڈالدونگا تو یہ اپنے ہی ہاتھ سے خون اپنا زمین پر بہائینگے بس اب زیادہ اس سے کیا کہون

مکر سوجینا وزیر کا نصاری کے ساتھ اور مکر اسکا

قولہ پس بگویم من پسر نصرانیم ؛ ای خدائے رازدان میدانیم ؛ شاہ واقف گشت از ایمان من ؛ وز تعصب کرد قصد جان من ؛ خواستم تا دین زشہ پنہان کنم ؛ انچہ دین اوست ظاہر آن کنم ؛ شاہ بوے برد از ہمہ ارمن ؛ متہم شد پیش شہ گفتار من ؛ المعنی پسر نصرانیم ای نصرانی پسرم میدانیم یعنی میدانی تو م التعصب حمایت کرنا مدد دینا متہم بصیغہ مفعول تہمت کردہ شدہ یعنی وزیر کہتا ہی مین ان سے کہون گا کہ مین نصرانی کا لڑکا ہون اس بات کو خدائے رازدان خوب جانتا ہی بادشاہ میرے ایمان سے واقف ہوگیا اور حمایت دین موسائیون سے میرے خون کا قصد کیا مین نے یہ بھی چاہا کہ دین اپنا بادشاہ سے چھپاؤن اور جو دین اسکا ہو وہ ظاہر کرون اتفاقاً اسکو شمہ میرے اس اسرار سے معلوم ہوگیا اور ساری باتین میری اُسکے نزدیک متہم ہوگئین الخلاف شارح بحر العلوم لکھتے ہین نصرانیم بیان پسر کا ہی یعنے منکہ پسرم پسر نصرانیم اور بقول بعض پسر نام اُس وزیر کا اور صحیح نہین ہی کہ اضافت پسر کی نصرانی کی طرف ہو اسواسطے کہ اس صورت مین فک اضافت لازم آتا ہی انتہی میری سمجھ مین جو آیا وہ مین نے بھی لکھدیا ہی قولہ گفت گفت چو تو نان در روغن ست ؛ از دول من تا دل تو روزن ست ؛ من از ان روزن بدیدم حال تو ؛ حال دیدم کے نہ توئم قال تو ؛ گر نبودی جان عیسی چارہ ام ؛ او جہود انہ بکردی پارہ ام ؛ بہر عیسے جان سپارم سر دہم ؛ صد ہزاران منقش بر جان نہم ؛ جان در یغم نیست از عیسی ولیک ؛ واقفم بر ظلم و دنیش نیک نیک ؛ حیف مے آید مراکان دین پاک ؛ درمیان جاہلان گردد ہلاک ؛ شکر یزدان را کہ عیسی را کہ ما ؛ گشتہ ایم دین حق را رہنما ؛

وز جہودان از جہودی رستہ ایم ٭ تا بزنار این میان را بستہ ایم ٭ دور دور عیسی ست ای مردمان ٭ بشنوید اسرار کیشان را
بجان ٭ چون غمازندم امین و معتمد ٭ سر نہندم جملہ جویند اہتدا ٭ المعنی دوسرا گفت حاصل مصدر ہی بمعنے گفتار
نان و روغن چکنی چیزی باتین نیک نیک ای نہایت خوب امین امانت دار معتمد پیشوا اہتدا ہدایت یافتن یہ اشعار
بھی تتمہ مقولات وزیر سے ہین پیش بادشاہ یعنی عیسائیون مین جاکر یہ کہون گا کہ جو کچھ مین نے کہا سب مین بادشاہ نے
مجکو متہم کیا اور کہا کہ تیری باتین روغن کی نان ہین نہایت چکنی چپڑی انکو مین نہین سنتا مانتا میرے تو دل سے
تیرے دل تک ایک روزن ہی اس روزن سے مین خود تیرے دل ہی کا حال دیکھتا ہون اور جب حال دیکھتا ہون
تو قال کیون مسنون حال کے سامنے قال کی کیا اصل ہی اور بڑی بات تو یہ ہوئی کہ جان عیسے میری چار ہ گر ہوتی
اس نے مجکو بتایا ورنہ جہودون کیطرح مجکو بادشاہ پارہ پارہ کرتا مگر مین بھی عیسی پر فدا ہون ان کے لیے جان بھی
کھوتا سر بھی دیتا بادصف اسکے احسان اسکا اپنی جان پر رکھتا کہ میری عجب خوش بختی تھی کہ ان کے پیچھے جان
دی اور سر کھویا مجکو عیسی کے پیچھے جان دینا کچھ دریغ نہین لیکن مین ان کے علم و دین سے بہت ہی بہت واقف
ہون اسکا حیف آتا ہی کہ یہ دین پاک ویسے ہی رہجائیگا اور جاہلون مین پڑکے تباہ ہوجائیگا اور مین اس بات مین
کہ اس دین حق کا رہنما ہوا ہون اور یہ خدمت مجکو عطا ہوئی ہی یزدان کا بھی شکر گزار ہون اور عیسے کا بھی اور
جہودون سے بذریعہ جہودی بیچے جہودن کے چھوٹا ہون جب سے زنار مین نے اس کمر پر باندھا ہی مگر دور دور
عیسی کا ہی آہی لوگو عیسی کے دین کی باتین جان دل سے سنو اب کہتا ہی کہ جب مین یہ باتین ان سے کرون گا تو وہ
مجکو راہنما امین و معتمد جانینگے اور سب میرے سامنے سر جھکائین گے اور طالب ہدایت کے ہونگے الخلاف پہلے شعر مین
حضرت بحر العلوم لکھتے ہین کہ بادشاہ نے کہا کہ سخن تیرا بظاہر مثل نان کے ہی اور بباطن مثل سوزن میری تلے کی
سانس تلے اوپر کی اوپر رہگئی اور حیرت مین ڈوب گیا کہ بحر العلوم اور بجاے گہر یہ سیپیون کے کیڑے کہان ہین
جو بارب دریافت کرتا کہ ای حضرت وزیر بظاہر مثل نان اور بباطن مثل سوزن کے مجکو معنی تو سمجھا دو اور دوسرے
مصرع کے معنی بادشاہ وزیر دونون کافر تھے دونون مین مناسبت باطنی تھی پس وزیر کے دل سے بادشاہ کے
دل تک روزن کہ شیاطین الانس وحی کرتے ہین اپنے دوستون کو مثل شیاطین جن کے یہ معنی بھی مجکو ایسے ہی معلوم
ہوتے ہین جیسے کہ حشین و حشق معاویہ کی دو لڑکیون کے نام تھے اور مصرع بزبان حال گویا ع زین معنی لایعنی در من
اثرے نیست ٭ قولہ راند اور اجانب نصرانیان ٭ کرد در دعوت شروع بعد ازان ٭ چون چنان دید ند ترسایان
زار ٭ ماند ند اندر غم او اشکبار ٭ حال عالم اینچنین ست ای پسر ٭ از حسد میخورد ابنا سر بسر ٭ المعنی دعوت کسی کو واسطے
ہدایت مذہب یا تناول طعام کے بلانا فرماتے ہین کہ بادشاہ نے وزیر کی راے پر عمل کرکے اسکو نصرانیون
کی طرف نکال دیا اسنے نکال دیتے ہی دعوت شروع کی جب ترسایون نے اسکا ایسا حال زار و بد دیکھا تو اسکے

غم مین اشکبار ہوتے تھے اور ترس کھاتے تھے مابعد کا شعر منقولہ مولانا رح کا ہی کہ اہل پسر ذرا غور و خیال تو کر ایسا حال جہان کا ہی اور حسد سے بالکل یہ سب باتین پیدا ہوتی ہین دیکھ تو اس وزیر نے کیسا بدحال اپنا کرایا بالکل اصل اسکی حسد تھا

جمع ہونا نصرانیون کا وزیر کے پاس اور کہنا اسکا انسے

قولہ صد ہزاران مرد ترسا سوے او ۔ اندک اندک جمع شدند رکوے او ۔ او بیان میکرد با ایشان براز ۔ سر انگبین و زنار و نماز ۔ او بیان میکرد با ایشان فصیح ۔ و انگہ از اقوال و افعال مسیح ۔ او بنہاد عظ احکام بود ۔ لیک در باطن صفیر و دام بود ۔ المعنی انگبین بالفتح و کاف فارسی مفتوح دو او معروف انجیل کتاب عیسی علیہ السلام یعنے جب اسنے دعوت شروع کی کہ لاکھون عیسائی اسکی طرف رجوع ہوے اور تھوڑے تھوڑے کرکے اسکی گلی مین جمع ہوے یہ ان سے بھید اور باریکیان انجیل زنار و نماز کی بیان کرتا تھا اور بفصاحت زبان حضرت مسیح کے اقوال افعال کا ہمیشہ مداح و ثناخوان رہتا دیکھو بظاہر تو یہ واعظ احکام کا تھا اور باطن مین وہ سب فصاحت و الحان اور کتاب صفیر و دام تھا قولہ بہر این معنی صحابہ از رسول ۔ ملتمس بودند مکر نفس غول ۔ کو چہ آمیزد ز اغراض نہان ۔ در عباد تہا و در اخلاص جان ۔ فضل ظاہر را بجستندی ازو ۔ عیب باطن را بجستندی ازو ۔ مو بمو و ذرہ ذرہ مکر نفس ۔ میشناسیدند بوے گل کرفس ۔ المعنی ملتمس التماس سے پوچھنا عربی مین دونون مساوی کے سوال کو التماس کہتے ہین فارسی مین ادنی کے سوال کو اعلے کے ساتھ غول ہوا و معروف دیو یا جن بیابانی کہ آدمیون کو بہکاتا بھٹکاتا ہی کرفس بفتحتین و سکون فا اجمود ولایتی کہ ناخوش و تیز بو ہوتا ہی یہ اشعار مولانا رح کے مقولات سے ہین یعنی ایسے ہی دھوکون فریبون پر خیال کرکے حضرات صحابہ آنحضرت سے پوچھتے رہتے تھے مکر اور دھوکے نفس غول کے کہ وہ کیا اغراض نہان سے ہین جو عبادتون اور اخلاص جان مین یہ غول ملاکے خراب کردیتا ہی اور عادت پسندیدہ صحابہ کی ہمیشہ یہی تھی کہ فضل اعمال ظاہری کی طلب تلاش ان سے نہین کرتے تھے باطن کے عیبون کی بہت ڈھونڈھ ڈھانڈھ رکھتے تھے اس سبب سے بال بال اور ذرہ ذرہ مکر نفس کو پہچانتے تھے مثل بوے گل اور کرفس کے یعنے اخلاص اور مکر نفس کو خوب جانتے تھے الخلاف بحر العلوم مین ہی ع میشناسیدند چون گل از کرفس ۔ اور نجستندے بجستندے کے اثبات و نفی کا جھگڑا اور فضل و عیب کا بہت سا اختلاف لکھا ہی مین نے تو جو مجکو اچھا معلوم ہوا اپنی کتاب مین لکھدیا مین مقلد کسی کا نہین ہون قولہ گفت زان فصلی خذیفہ با حسن ۔ تا بدان شد وعظ و تذکیرش حسن ۔ موشکافان صحابہ جملہ شان ۔ خیرہ گشتندی دران وعظ و بیان ۔ المعنی خذیف بضم حا و فتح ذال بروزن خدیجہ نام صحابی کہ واقف اسرار رسول مقبول کے تھے حسن بفتحتین خوب و نیکو و نام امام ابن علی مرتضی و نیز حسن بصری تذکیر یاد دلانا مطلب ان دونون شعرون کا یہ ہی کہ وہ جو عیب نفس کے ڈھونڈھتے تھے انمین سے ایک خذیفہ تھے کہ ہمیشہ آنحضرت سے نفس کے عیب ہی دریافت کرتے تھے اور بچکے تھوڑا سا بطور فصل کتاب کے اسے جس نے

پایا تھا کہ انکا وعظ و بیان حسن ہو گیا تھا اے خوب دنیکو اور ایسا خوب و نیکو کہ بڑے بڑے صحابہ موشگاف ان کے وعظ و بیان سے حیران و متعجب ہوتے تھے اب مین کہتا ہون کہ مین نے جو پہلے مصرع مین نجستندے بصیغہ منفی اور دوسرے مین بجستندے بصیغہ مثبت لکھدیا ہے انشاء اللہ یہی ٹھیک پڑے گا اور یہی سیاق کلام سے مربوط ہوگا حضرت بحر العلوم جو چاہین وہ لکھین

متابعت نصاری کی وزیر جہود کے ساتھ

قولہ دل بدو دادند ترسایان تمام ✤ خود چہ باشد قوت تقلید عام ✤ در درون سینہ مہرش کاشتند ✤ نائب عیسیش مے پنداشتند ✤ او پسر دجال یک چشم لعین ✤ اے خدا فریاد رس نعم المعین ✤ صد ہزاران دام و دانہ است اے خدا ✤ تا چو مرغان حریص بینوا ✤ در مصدم پا بستہ دام تو یم ✤ ہر یکے گرباز و یکمرغے شویم ✤ میرہانی ہر دمے ما را و باز ✤ سوے دامے میرویم اے بے نیاز ✤ المعنی دل دادن و لیر کرنا تقلید کسی کی پیروی بلا تحقیق کرنا نعم المعین اچھا مددگار اغرض فرماتے ہین کہ دیکھو اس تقلید عام کی قوت کہ تمام ترسایون کو تھوڑے ہی دنون مین رجوع کرلائے کوئی نہین پوچھتا تھا کہ یہ کون ہے اور برابر دوڑے چلے جاتے تھے اور سب نے دلون مین اسکی محبت کا بیج بویا اور نائب عیسی اسکو جانا حالانکہ یہ دجال یک چشم لعین کا بچہ تھا نائب عیسی کا کب تھا پس مولانا رح یہ امر عجیب دیکھ کر دعا کرتے ہین کہ اے خدا ہماری فریاد رسی کر کہ تو اچھا مددگار ہے اور ایسے فریبون سے ہمکو بچا با رخدایا لاکھون دام و دانے یعنے معاملات و واقعات دنیوی ایسے ہین جو ہمارے پھنس جانے کی صورت ہین اور خود ہم بھی ایسے جیسے مرغ حریص اور باوجود حرص بینوا پھر پھنس جانے مین کونسی کسر ہے در مصدم مقید ایک نئے دام کے ہین چاہے ہمسے جدا جدا باز یکمرغ ہی کیون نہو جاے اور تو ہی ہم کو ہر دم اس دام سے چھڑاتا ہے اور ہم پھر اسی کی طرف دوڑ دوڑ کے جاتے ہین الخلاف بحر العلوم تقلید عام کی نسبت لکھتے ہین کہ اسکا کچھ اعتبار نہین کہ تقلید عام بے بصیرت ہے انتہے اس معنی مین تو مین ان کی بھی تقلید کرتا ہون اور اپنے معنی بھی برے نہین جانتا مگر اس مصرع ع در مصدم پا بستہ دام تو یم مین بجاے تو یم تو یم بنون کو صحیح جانتا ہون گو انکی شرح مین ضعف تو یم لکھا ہے اسواسطے کہ اوپر مصرع مین حریص بینوا ہے اسکے مطابق یہ ہے اور متضاد بھی نہین ہوتا کہ پابستگی اسکے دام کی بھی اور حرص و بینوائی کی شکایت بھی قولہ زبادرین این نان گندم بیکنیم ✤ گندم جمع آمدہ گم میکنیم ✤ اے نیند یشیم آخر ما بہوش ✤ کین خلل در گندمست از کرموش ✤ موش تا ابنان ما خفتہ زدست ✤ از فغش ابنان ما ویران شدست ✤ اول ایجان دفع سر موش کن ✤ وانگہ اندر جمع گندم جوش کن ✤ المعنی آبنان پوست دباغت کردہ و زنبیل و مشکیزہ خمرہ سوراخ و مفاک خلل کشادگی و رخنہ و تباہی کا رفن تخفیف و اوکشی یہ اشعار بھی تمثیل و تبیین مقالات صدر عیوب نہانی نفس مین ہین چنانچہ فرماتے ہین کہ مثلاً ہمتو بدانست خود اپنے ابنان دل مین گندم بھر رہے ہین جو مراد اعمال صالحہ سے ہے اور وہ شامت نفس شوم سے خالی اخلاص و حضور سے ہین ۔

تو گویا جمع کرنا کیا معنے انکا گم کرنا اور کھونا ہی پس جمع آمدہ کب ہین گم کردہ ہین جیسا کہ سعدی رحمۃ نے بھی فرمایا ہی شعر
عبادت باخلاص نیت نکوست ۔ وگرنہ چہ آید زبیخر پوست ۔ اور حال یہ کہ ہم سوچتے نہین کہ ہمارے گندم مین خرابی
وتباہی کیون ہی آخر جب ہوش سے غور کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ خیل مکر موش نفس سے ہی اسنے خفیہ خفیہ سرنگ
ہمارے ایمان تک لگائی ہی در اسکے داو وپیچ سے وہ تباہ و ویران ہوا ہی پس اے جان غافل میری اول تو اس موش
کے شر کو دفع کرے پھر گندم جمع کرنے کا جوش وولولہ دل مین پیدا کر تب تیرا جمع آمدہ محفوظ رہے گا اور ہامن وامان
تجکو ملیگا فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ الخلاف شرح بحر العلوم مین ان اشعار کو معرا چھوڑا ہی اور پہلے شعر
مین ابنار بجاے ابنان اور تیسرے شعر کے دوسرے مصرع مین پھر انبار اور اسی شعر کے پہلے مصرع مین ابنان میری
دانست مین سب جگہ ابنان ہونا چاہیے تا مطابقت بھی ہو اور مناسبت موش وابنان اور حفرہ کی بھی ہو قولہ لشنو
از اخبار آن صدر صدور ۔ لا صلوٰۃ لہم الا بحضور ۔ گر مُوشے دزد در ابنان ماست ۔ گندم اعمال چل سالہ کجاست ۔
ریزہ ریزہ صدق ہر روزہ چرا ۔ جمع می ناید درین ابنان ما ۔ پس ستارہ آتش از آہن جہید ۔ دین دل شوریدہ
پذرفت وکشید ۔ لیک در ظلمت یکے دزد نہان ۔ مے نہد انگشت بر استارگان ۔ مے کشد استارگانرا
یک بیک ۔ تا نیفروزد چراغے بر فلک ۔ چون عنایاتت شود با ما مقیم ۔ کے بود بیمے ازان دزد لئیم ۔ گر
ہزاران دام باشد ہر قدم ۔ چون تو با مائی نباشد ہیچ غم ۔ المعنی اخبار جمع خبر بمعنے حدیث صدر صدور بالا نشین
بالا نشینان دوسرے مصرع کے معنی نماز تمام نہین ہوتی ہی مگر ساتھ حضور کے ستارہ شمسہ قمہاے رنگین کہ سقوف
منازل پر بناتے ہین استارگان مین الف زائدہ ہی یہ اشعار بھی مؤید اسی بات کے ہین کہ بے اخلاص وبے حضور
کوئی طاعت وعبادت کامل نہین ہوتی چنانچہ فرمایا حضرت صدر صدور صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز کامل نہین
ہوتی مگر حضور قلب سے ذرا اس حدیث پر تو کان لگا اور گوش دل سے سن مولانا رح نے قلب بپاس قافیہ
وحفظ وزن کے مذکر نہین فرمایا پس معلوم ہوا کہ یہی موش نفس چوری ہمارے ایمان کی کر رہا ہی اور ہم کو بے اخلاصی
وبے حضوری مین ڈال کے اپنا کام کرتا ہی ورنہ گندم اعمال چالیس برس کے کہان ہین جو کہین نظر نہین آتے
اگر یہ چرتا نہین تو کیا سبب ہی کہ ریزہ ریزہ صدق کا بھی ہر روزہ ہمارے ایمان مین جمع نہین ہوتا ستارہ کا لفظ
جنس ہی قلیل وکثیر سب کو شامل ہی یعنے بیحد ستارے آتش کے ہمارے آہن دل سے اڑے جیسا کہ معلوم
ہی کہ جب لوہا بھٹی سے سرخ ہو کے نکلتا ہی اس سے چنگاریان مثل ستارون کے اڑتی ہین کہ مراد اس سے
ریاضات شاقہ ہی اور دل شوریدہ نے قبول کر لین اور اٹھا لین لیکن کیا ہوتا ہی اس سبب سے کہ ظلمت درون
مین یہ دزد نہان نفس کا جو لگا ہوا ہی ان ستارون پر انگلی رکھ رکھ کے ایک ایک کو بجھا رہا ہی مثل چور کے کہ جب
چوری کو گھستا ہی اور چراغ جلتا پاتا ہی تو انگلی رکھ کے بجھا دیتا ہی ایسے ہی یہ بھی بجھا رہا ہی تا کوئی چراغ فلک

دل پر جوش اعظم کہلاتا ہی روشن نہونے پاتے ہان اگر عنایتین تیری ہمارے ساتھ مقیم ہون تو ہم کو اس دزد لئیم کا اصلا خوف وخطر نہین ہم خوب جانتے ہین کہ اگر قدم قدم پر ہمارے یہ ہزارون ہی جال اور پھندے لگائے جب تو ہمارے ساتھ ہی تو ہمکو کیا غم ہی یہ ہمارا کیا کرسکتا ہی الخلاصت ہمارا معلوم مین فقط تحقیق وبحث پہلے شعر کی کمی ہی کہ چندان مشکل نہین اور شعرون کی نسبت کچھ نہین لکھا جو لکھنے کے تھے تیسرے شعر مین بجاے ابنان کے پھر انبار اور بجاے برامستارگان در استارگان کہ موقع استعلا کا ہی نہ ظرف کا اور تا نیفروز دی کی جگہ تا کہ نفروزد کہ کان محض بیکار ہو لکھا ہی

تمثیل عارف اور اسکے حال مین

قولہ ہر شبے از دام تن ارواح را ۔ میرہانی می کنی الواح را ۔ میر ہند ارواح ہر شب زین قفس ۔ فارغان نے حاکم ومحکوم کس ۔ شب زندان بیخبر زندانیان ۔ شب زدولت بے خبر سلطانیان ۔ نے غم واندیشہ سود وزیان ۔ نے خیال این فلان وآن فلان ۔ حال عارف این بود بیخواب ہم ۔ گفت یزدان ہم رقود زین مرم ۔ خفتہ از احوال دنیا روز وشب ۔ چون قلم در پنجہ تقلیب رب ۔ آنکہ او پنجہ نہ بیند در رقم ۔ فعل پندارد نجنبش از قلم ۔ المعنی ارواح جمع روح الواح جمع لوح ہم رقود وہ سونے والے ہین حرم بصیغہ منہی رمیدن سے تقلیب بدل دینا اور لوٹ دینا آوپر جو فرمایا ہی کہ ہر قدم پر اگر ہزارون دام ہون تو تیرے ہوتے کیا غم ہی موافق اسی کے فرمایا کہ ہم دیکھتے ہین کہ ارواحین ہمارے دام تن مین مقید ہین اور تو اُن کو ہر شب اس دام سے رہا کردیتا ہی کہ وہ عالم رویا ہی اور جملہ الواح قوی وحواس کے اُنسے نکال لیتا ہی اور یہ سب خوشحال فارغ البال اس پنجرہ سے آزاد شاد شاد پھرتے ہین اُسوقت مین یہ ایسے ہوتے ہین جیسے کوئی کسی کا حاکم نہو نہ وہ کسی کا محکوم ہو اور رات بھر ایسے جیسے زندان سے بیخبر زندانی اور دولت سے بیخبر دولت والے یعنے زندان موجود ہی مگر زندانی بیخبر اور دولت رکھی ہی لیکن دولت والے اُس سے غافل نہ کچھ غم واندیشہ سود وزیان کا نہ خیال اسی بات کا کہ یہ فلان ہی وہ فلان یہ سب صفات علی العموم ارواحون کی حالت خواب مین ہین اب پانچوین شعر مین تلمیح ہی اس آیت کریمہ قصہ اصحاب کہف سے جو بمنزلہ استعارہ صدر کا ہی وتحسبہم ایقاظا وہم رقود یعنے تو جانے کہ وہ جاگتے ہین اسلیے کہ آنکھین اُنکی کھلی ہین حالانکہ وہ سوتے ہین پس حال عارف کا بھی بیداری وبیخوابی مین ایسا ہی ہوتا ہی جیسے حال اصحاب کہف کا کہ دیکھنے والا سمجھتا ہی جاگتے ہین اور مقید زندان تن کے ہین اور وہ سوتے ہین اور زندان تن سے آزاد جیسے عالم خواب مین عام لوگ ایسے ہی خدا سے تعالے نے فرمایا ہی اس سے گریز مت کر اور اسی کی تائید مین فرمایا کہ وہ عارف احوال دنیا سے شب وروز خفتہ ہی غافل اور قلم کی طرح پنجہ تقلیب رب مین ہی وہی اُسکو لوٹ پوٹ کرتا رہتا ہی جیسے اصحاب کہف کی نسبت فرمایا وتقلبہم ذات الیمین وذات الشمال یعنے کروٹ

لواتے ہین ہم انکو داہنی طرف اور بائین طرف اس عارف خفتہ و بیخبر کی لوٹ پوٹ اور گردش و حرکت بھی جملہ اُسی کی طرف سے ہین ورنہ اسکا تو یہ حال بقول سعدی رح شعر شب و روز در بند سود او سوز نہ اندانند ز آشفتگی شب و روز ٭ آور جو پنجہ تقلیب رب کہا ہی اسکی توضیح شعر ما بعد مین فرمائی ہی اور اقتباز ظاہر مین اور حقیقت بین کا بیان کیا ہی کہ ظاہر مین تو ہنگام تحریر قلم کو دیکھتا ہی کہ اُسکی جنبش سے یہ نقل ظہور مین آیا اور حقیقت بین پنجہ کو کہ اُسکی حرکت سے یہ رقم ظاہر ہوئی تقلیب اور تقلبہم مین صنعت اشتقاق ہی اور اقتباس بھی ایسے ہی وہم رقود مین اقتباس الخلاف بحر العلوم کے اپنے معنی مین میرے میری سمجھ کے لایق اپنے

تمثیل مرد عارف وتفسیر

قولہ شمہ از حال عارف وانمود ٭ خلق را ہم خواب حسے در ربود ٭ رفت در صحرائے بیچون جان شان ٭ روح شان آسودہ و ابدان شان ٭ فارغان از حرص و اکباب حصص ٭ مرغ وار از دام جستہ وز قفص ٭ ترک روز آخر چوبا زرین سپر ٭ ہندوے شب را بہ تیغ افگند سر ٭ میل ہر جانے بسوے تن بود ٭ ہر تنے از روح آبستن بود ٭ از صفیرے باز دام اندر کشند ٭ جملہ را در دام در آور کشند ٭ چونکہ نور صبحدم سر بر زند ٭ کرگس زرین گردون پر زند ٭ فالق الاصباح اسرافیل وار ٭ جملہ را در صورت آر دزان دیار ٭ روحہائے منبسط را تن کند ٭ ہر تنے را باز آبستن کند ٭ اسپ جانہا را کند عاری ززین ٭ سر النوم اخ الموت ست این ٭ المعنی حسے بالکسر وسین مہملہ مشدد منسوب بحس کسی چیز کو کسی حواس سے معلوم کرنا ابدان بالفتح جمع بدن اکباب بالکسر نگون فتادن و نگون افگندن حصص بفتحتین دوڑنا فالق الاصباح پھاڑنے والا سپیدۂ صبح کا سیاہی شب سے کہ وہ خدا تعالے ہی منبسط بالضم وسین مہملہ مکسور کشادہ شونده وگسترده شونده مجازاً مسرور و خوشحال عاری برہنہ النوم اخ الموت نیند بھائی موت کی ہی یعنے عارف کا حال تو قابل بیان کے نہین اس لیے کہ حواس اُسکے ادراک سے عاجز ہین مگر ایک شمہ اُسکے حال سے خدا تعالے نے مخلوق پر بھی ظاہر کیا ہی کہ وہ خواب حسی ہی یعنے جسکو انکے حواس دریافت کرسکین اپر طاری کی جو بیخود و بیخبر کر دیتی ہی اور حال کا تو کچھ کہنا ہی نہین پس اسوقت مین جان انکی صحرائے بیچون مین جہان نہ کوئی مواخذہ ہی نہ محاسبہ نہ کوئی غم نہ اندیشہ چلی جاتی ہی اور وہان وہ بھی آسودہ ہوتی ہی اور بدن بھی آسودہ چنانچہ عالم خواب سے یہ بات ظاہر کہ اُسوقت مین نہ حرص ہوتی ہی نہ سرنگون کرنا نہ دوڑنا ان سب باتون سے بالکلیہ فارغ بعینہ یہ حال کہ جیسے کوئی پرند جال اور پنجرہ سے نکل کے فارغ البال ہوجاتا ہی آخر جب ترک روز کا کہ استعارہ آفتاب سے ہی اور طلوع اسکا نیم شب سے اعتبار کیا گیا بہرحال صبح کاذب سپر زرین باندھکر کہ وہ جرم آفتاب کا ہی بلحاظ تغایر فرضی میان آفتاب و جرم آفتاب ہندوے شب کا تیغ شعاع سے سرگرا دیتا ہی میل ہر جان کا تن

کی طرف اور ہر تن روح سے عاملہ ہوتا ہی آور مثل صیاد کے کہ صفیر کرکے پرندون کو دام مین بُلا لیتا ہی وہ بھی سب کو دام درد آور مین جو تن ہی مایہ ہر درد و رنج اور اسی سے متعلق بھر لیتا ہی اور ضرور ہی کہ اسوقت سونا جاگنا شروع ہو جاتا ہی کہ کبھی سو جاتا ہی کبھی جاگ جاتا ہی پھر جب نور صبحدم کا ظاہر ہوتا ہی جہان نورانی پھیلی اور گرگس گردون کہ یہ بھی استعارہ آفتاب سے ہی اُڑنے لگا جو مراد اُسکے طلوع و نمود سے ہی فالق الاصباح یعنی خداوند تعالے کہ نکالنے والا سپیدہ صبح کا شب سے ہی سب کو اسرافیل کی طرح اُس ملک سے جسکو صحرائے بیچون کہا ہی عالم صورت مین لاتا ہی ایسا جیسے کہ اسرافیل کے دوبارہ صور پھونکنے سے سب زندہ ہو جائینگے اور روحین جو پھیلی بکھری کھلے بندون ہوتی ہین اُنکو تن کر دیتا ہی کہ تن کہلانے لگتی ہین اور ہر نیک و بد سے تن عاملہ ہو جاتا ہی جو اس سے ظہور مین آتا ہی پھر گھوڑے جانون کے جو رات بھر زین بستہ ہوتے ہین زین سے عاری و برہنہ ہو جاتے ہین بس ہی بعد النوم اخ الموت کا ہی بخلاف پہلے شعر مین خلق راہم متعلق پہلے مصرع سے ہی صاحب بحر العلوم نے کچھ اپنے ہی سمجھ لینے کو لکھدیا ہی بجاے وزقفص کے درقفص اور دام اندر کشد کے کشتی اسواسطے کہ ان اشعار مین جملہ افعال بغیبت ہین نہ بخطاب پھر یہ بخطاب کیسے ہو سکے گا اور التفات کا محل نہین اور دام ورد آور کی جگہ دام و در و یہ سب غلط لکھا ہی ایسے ہی بجاے عاری براے معملہ غازی بغین و زاے معجمہ اور منجملہ ان اشعار کے پہلے اور تیسرے اور چوتھے اور پانچوین اور چھٹے شعر کے کچھ معنی لغت کے کچھ شعر کے لکھے ہین باقی معرا قولہ لیک بہر آنکہ روز آیند باز + برنہند برپاے شان بند دراز + تاکہ روزش واکشد زان مرغزار + در چراگاہ آورد در زیر بار + کاش چون اصحاب کہف آنروح را + حفظ کردے یا چو کشتی نوح را + تا ازین طوفان بیداری و ہوش + وارہیدی این ضمیر و چشم و گوش + ای بسا اصحاب کہف اندر جہان + پہلو تو پیش تو ہست این زمان + خار با تو یار با تو در سرود + مہر چشیست و برگونست چہ سود + یا زدان کرچیست این رو پوشہا + ختم حق برچشمہا و گوشہا + المعنی مرغزار بالفتح سبزہ زار چہ مرغ بمعنے سبزہ و زار حرف کثرت پہلو بمعنی برابر سرود بضم اول و واو معروف راگ و ساز ختم بالفتح مہر یک کلمہ استدراک کا ہی واسطے دفع اُس توہم کے جو کلام سابق سے پیدا ہوتا ہی آور یہان یہ توہم ہی کہ زین سے اُنکو عاری تو کرتا ہی لیکن نظر باین معنی کہ دن مین لوٹ آوین ایک قید لنبی رسی کی طرح اُنکے پاؤن مین لگا دیتا ہی تو دن اُنکو اُس مرغزار سے جسکو صحراے بیچون اوپر کہا ہی کھینچ کر چراگاہ خاص مین جو تن ہی لائے اور بوجھ کے نیچے کھینچے یعنے ہر قسم کا کام لے مثال اسکی خارج مین یہ سمجھنا چاہیے کہ مثلاً ایک گھوڑے کو کسی مرغزار مین کھونٹا گاڑ کے لنبی رسی سے باندہ دیا وہ ہر طرف پھرتا چرتا ہی جب ٹھکانے پر لانا چاہا رسی کھینچی اور ٹھکانے پر کر لیا اور کام لینا شروع کیا اب آگے خاص مقولات مولانا رح کے ہین فرماتے ہین کہ کیا اچھا ہوتا جو اس روح کی کہ شب کو مطلق العنان ہو جاتی ہی مثل اصحاب کہف کے حفاظت رکھی ہوتی یا مثل کشتی کے جسنے نوح کی حفاظت کی تو اس طوفان بیداری و ہوش سے جو بعد بیہوشی و خواب کے ہو جاتی ہی

اور صدہا بلا اور آفتون مین ڈالتی ہی ہمارے دل اور چشم وگوش محفوظ تو رہتے اور بلا مین نہ پڑتے پھر فرماتے ہین کہ اصحاب کہف کو کیا یاد کرتا ہی اور افسوس کھاتا ہی انکو تو ایک زمانہ گذرا تیرے تو خود اسوقت مین برابر اور روبرو اصحاب کہف جہان مین موجود ہین لیکن بموجب ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم کے تیرے چشم وگوش پر مُہر لگی ہی وہ تجکو کیسے سوجھین اور تو انکی بات کیسے سُنے پھر کیا فائدہ ہان اگر یہ مہر اُٹھ جائے تو یار اور غار دونون کو اپنے ہی ساتھ دیکھے کہ وہ جان وتن ہین اور وجد وسرود بھی اپنے ہی بیچ مین پائے کہ وہ مستی عشق ہی جیسا کہ سعدی نے فرمایا شعر جہان پُر سماع ست ومستی وشور ولیکن چہ بیند در آئینہ کور اب فرماتے ہین یہ بھی جانا کہ یہ روپوشیان اور چشم وگوش پر مُہر حق کا ہونا کس سبب سے ہی چنانچہ وہ مثال آیندہ مین آتا ہی **الخلاف بحر العلوم** کے متن مین ع غاریا تو یار یا تو در سرود اور شرح مین دونون جگہ یا او لکھا ہی اور معنی غاریا او یارست وغاریا او در سرود ست لیکن کسے سرود ایشان نمی شنود

سوال کرنا خلیفہ کا لیلی سے اور جواب اُسکا

قولہ گفت لیلی را خلیفہ کان توئی ✤ کز تو مجنون شد پریشان وغوی ✤ از دگر خوبان تو افزون نیستی ✤ گفت خامش چون تو مجنون نیستی ✤ دیدۂ مجنون اگر بودی ترا ✤ ہر دو عالم بیخطر بودے ترا ✤ با خودی تو لیک مجنون بیخود ست ✤ در طریق عشق بیداری بدست ✤ **المعنی** غوی گمراہی خطر بفتحتین جاہ وآفت واندیشہ ضرر وبزرگی یعنے خلیفہ نے لیلی سے کہا کیا وہ تو ہی ہی کہ تیرے سبب سے مجنون پریشان وگمراہ ہوا تو تو اور حسینون سے کچھ بڑھکے نہین ہی کہا چپ رہ جب تو مجنون نہین ہی تو کیون پوچھتا ہی پہلے مجنون بن پھر مجکو پوچھ تیری آنکھین مجنون کی سی نہین ہین اگر ہوتین تو دونون جہان کی میرے مقابلہ مین تیرے سامنے قدر وبزرگی نہوتی تو تو باخود ہی یعنے ہوشیار وعاقل کہ ما وتو کا فرق کرتا ہی تو کیا جانے لیکن مجنون بیخود ہی وہ یہ بھی نہین جانتا کہ مین کون ہون البتہ وہ اس بات کو جانتا ہی کہ طریق عشق مین ہوشیاری وبیداری سے بدتر کوئی چیز نہین **قولہ** ہر کہ بیدار ست او در خواب تر ✤ ہست بیدار یش از خوابش بتر ✤ ہر کہ در خوابست بیدار یش بہ ✤ مست غفلت عین ہشیار یش بہ ✤ چون بحق بیدار نبود جان ما ✤ ہست بیداری چو در بندان ما ✤ جان ہمہ روز از لگد کوب خیال ✤ در زیان وسود واز خوف زوال ✤ نے صفا یماندش نے لطف وفر ✤ نے بسوے آسمان راہ سفر ✤ **المعنی** در بندان مین الف ونون زائدہ ہی و در بند نام قلعہ پھر بتائید اسکے کہ بیداری عشق مین بد ہی فرماتے ہین کہ جسکا دل بیدار اور چشم در خواب ہی کہ صفت عاشق حقیقی کی ہی اُسکا خواب بیداری سے زیادہ ہی اور بیداری خواب سے بتر اسواسطے کہ یہ خواب مین محبوب حقیقی کے خیال پاکیزہ سے جمع ہی اور اُسمین ڈوبا ہوا بیداری مین آخر کچھ نہ کچھ انتشار ہوتا ہی اور جو خواب مین ہی یعنے دل غفلت اُسکی بیداری اچھی اسلیے کہ یہ مست غفلت ہی اسکی ہوشیاری بتر کہ بہر حال ہوشیاری کو بیہوشی پر ترجیح ہی اور ظاہر ہی کہ جب خدا کے ساتھ ہماری جان کی بیداری نہو تو یہ بیداری ایک قلعہ ہی جسمین ہم مقید ہین دن بھر جان ہماری

خیال کی لت کھوندن مین رہتی ہی کبھی خیال سود و زیان اور کبھی خوف زوال جان لاجرم ایسی جان بے صفا ہوتی ہی نہ پاکیزہ اور زیبا نہ اُسکو آسمان کی طرف راہ سفر کی نہ صورت گذر کی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین گفت لیلی الخ سے یہانتک فقط در بند کے معنی لکھے ہین اور سب پر فاتحہ خیر پڑھ دی **قولہ** خفتہ آن باشد کہ او از ہر خیال + دارد امید و کند با او مقال + نے چنانکہ از خیال آید بحال + آن خیالش گردد او را صد وبال + دیو را چون حور بیند او بخواب + پس ز شہوت ریزد او با دیو آب + چونکہ تخم نسل در شورہ بریخت + او بخویش آمد خیال از وے گریخت + ضعف سر بیند ازان و تن پلید + آہ ازان نقش پدید و نا پدید + **المعنی** خیال وہ صورت جو خواب یا آئینہ یا پانی مین نظر آئے اور بیداری مین خیال کیجائے آب سے مراد آب منی ہی تخم نسل نطفہ شورہ کھاری زمین جہان کچھ نہ جمے آب فرماتے ہین کہ خفتہ وہ شخص ہی جو خیال سے امید رکھتا ہی اور گفتگو کرتا ہی کہ وہ بھی مخلوق ہی جو کہ خیال کا لفظ عام تھا حقیقی و غیر حقیقی دونون کو شامل لہذا واسطے استثنا حقیقی کے فرمایا کہ اس خفتہ کا خیال ایسا نہین کہ جس سے حال و وجد مین آئے جسکی کیفیت اہل حال جانتے ہین بلکہ وہ خیال اُسکے واسطے سیکڑون طرح کا وبال ہوجاتا ہی یہ شخص خفتہ شیطان کو حور کی طرح خواب مین دیکھتا ہی اور بمقتضاے شہوت اُسی شیطان کے ساتھ آب شہوت بہاتا ہی اور متلم ہوتا ہی پھر جب اس تخم نسل کو کہ زمین طیب مین بکھیرنے کا تھا زمین شورہ مین بکھیر چکتا ہی ہوش مین آجاتا ہی اور خیال اُسکے پاس سے دور بھاگ جاتا ہی یہ ضعف دماغ اور بدن پلید لیے رہجاتا ہی پس ایسے نفس پدید و نا پدید سے مقام آہ و افسوس کا ہی کہ کبھی ظاہر ہوا کبھی نا پدید اور اسکو وبال و خرابی مین ڈال گیا کہ ہر قسم کی دقت و تکلیف طہارت مین پڑے گی اور تا حالت جنابت خدا سے دور رہیگا **الخلاف** شرح بحر العلوم مین وہی پہلے ایک شعر کے ساتھ کچھ معنی لکھے ہین **قولہ** مرغ بریالا پران و سایہ اش + مید و دبر خاک پران مرغ وش + ابلہے صیاد آن سایہ شود + مید و دچندانکہ بے مایہ شود + بیخبر کان عکس آن مرغ ہواست + بیخبر کہ اصل آن سایہ کجاست + تیر انداز دبسوے سایہ او + ترکشش خالی شود در جستجو + ترکش عمرش تہی شد عمر رفت + از دویدن در شکار سایہ تفت + سایہ بزدان چو باشد دایہ اش + وار ہاند از خیال و سایہ اش + **المعنی** تفت بالفتح گرم و سوختہ و غضبناک مجازاً مفلس یہ اشعار بھی تمثیل اشعار صدر مین ہین فرماتے ہین کہ یہ خفتہ خیال مثل اس احمق کے ہی کہ مرغ تو اوپر اُڑ رہا ہی اور سایہ اُسکا مثل مرغ کے خاک پر اُڑتا پھرتا ہی اور کوئی احمق شکاری اُس سایہ کا ہووے اور سایہ کے پیچھے اتنا دوڑے کہ بے مایہ ہوجاے یعنے ساری طاقت اپنی صرف کرکے تھک جاے اور اسکی خبر نہین کہ یہ سایہ اور عکس اُس مرغ کا ہی جو ہوا پر ہی نہ یہ خبر کہ اس سایہ کی اصل کہان ہی آب یہ تو تیر اُس سایہ پر لگا رہا ہی اور اُس مرغ کے خیال مین ہی یہانتک کہ اسی جستجو مین ترکش اسکا خالی ہوگیا اور ترکش کیا عمر ہی یعنے ساری عمر اُسی سایہ کے شکار مین کھوئی اور بیہودگی مین خراب کی کہ اُس شکار کے پیچھے دوڑتے دوڑتے بھن گیا اور سوختہ ہوا

اب اسوقت مین کوئی سایہ یزدان اسکے سایہ بنے تو اسکو اس خیال وسایہ سے چھڑائے سایہ یزدان مرد کامل وایہ اس لحاظ سے کہ وہ حق ایک عقل شیر خوار ہی مطلق نہین جانتا الخلاف بحر العلوم مین چہ باشد لکھا ہی میرے نزدیک چوباشد بتہ ہی کہ موقع شرط کا ہی ؛

حرص دلانا واسطے پیروی ولی مرشد کے

قولہ ضیا الحق ؛ دوست خدا ہی مرد این عالم وزندہ خدا ہی دامن او گیر و ترہیگان ؛ تاری از آفت آخر زمان ؛ کیفیت مد الظل ؛ اولیا ست ؛ کو دلیل نور خورشید خدا ست ؛ اندرین وادی مرد بے این دلیل ؛ لا احب الآفلین گو چون خلیل ؛ ور ز سایہ آفتابے را بیاب ؛ دامن شمس تبریزی بتاب ؛ رہ ندانی جانب این سور و عرس ؛ از ضیا الحق حسام الدین پرس ؛ المعنی زود تر مخلص از و دیر کیف مد الظل اقتباس ہی آیت کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاکِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْهِ دَلِیْلًا آیا نہین دیکھتا ہی تو اپنے رب کی طرف کیسا دراز کرتا ہی سایہ کو اگر چاہے تو اس سایہ کو ٹھہرا دے اور پھر کیا شمس کو اسپر دلیل اور لَا اُحِبُّ الْآفِلِیْنَ اس آیت سے فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ اللَّیْلُ رسے کو کیا قال ہذا ربی فلما افل قال لا احب الآفلین پس ہر گاہ کہ اندھیری کی ابراہیم پر رات نے اور دیکھا ایک ستارہ کہا یہ میرا رب ہی پھر جب وہ ڈوب گیا کہا مین ڈوبنے والون کو اچھا نہین جانتا شمس تبریز نام ایک ولی اللہ مشہور کا ہی ایسے ہی ضیا الحق سور خوشی عرس طے ہذا یہ اشعار تفسیر شعر بالا مین ہین جو سایہ یزدان کہا ہی یعنی مرد کامل ایسا بندہ خدا کا ہی کہ اس عالم کا مردہ ہی یعنے محض بیخود او و بیخبر اور خدا سے زندہ اہی از پس آگاہ و باخبر فک اضافت ایسی باین جیسے بندہ اور زندہ ہی جائز ہی پس تو ایسے شخص کو غنیمت جان اور فوراً اس کا دامن پکڑ لے پکا ظن و گمان مت کر تا آفت آخر زمانہ سے چھوٹ جاے یعنے قیامت تک کو مامون و مصئون ہو جاے کیا نہین جانتا کیف مد الظل یہ نقش سایہ اولیا ہی کے واسطے ہی انھین کے سایہ کی درازی اس صفت سے موصوف ہی اسی سبب سے کہتا ہون کہ آخر زمانہ تک کو ہر آفت سے محفوظ ہو جائے گا کس واسطے کہ اولیا راہبر نور خورشید خدا کے ہین پس خبردار ہو جا اور اس وادی مین بدون ایسی دلیل و راہنما کے قدم مت رکھ اور حضرت خلیل کی طرح جملہ موجودات کی نسبت لا احب الآفلین کہدے او نیست و معدوم سمجھ لے اب مین تجکو اسے بتاتا ہون جو سایہ آفتاب کا ہی یعنے شاہ شمس تبریزی انکا دامن پکڑ کہ اس سایہ سے آفتاب کو پہونچ جائے گا اور تو اس سور و خوشی کی طرف راہ نہین جانتا ہی تو ضیا الحق حسام الدین سے پوچھ الخلاف شرح بحر العلوم مین دامن او گیر واو عطف لکھا ہی میری دانست مین واو غلط ہی قولہ در حسد گیر و ترا در رہ گلو ؛ در حسد ابلیس را باشد غلو ؛ کوز آدم ننگ و ار و از حسد ؛ با سعادت جنگ دار و از حسد ؛ عقبہ زین صعبتر در راہ نیست ؛ اے خنک آن کش حسد ہمراہ نیست ؛ این حسد خانہ حسد آمد بدان ؛ کز حسد آلودہ گردد خاندان ؛ خاتما نہا از حسد گردد

خراب ہ بازشاہی از حسد گرد و غراب ہ گر حسد خانہ حسد باشد و لیک ہ آن حسد را پاک کرد اللہ نیک ہ یا نفت پاکی
از جناب کبریا ہ جسم پر از کبر و پر حقد و ریا ہ المعنی حسد کسی کا زوال نعمت چاہنا عقبہ راہ دشوار و رکوہ و مراد از امر معنوی و
عظیم نیز حسد بفتحتین جسیم حقد بالکسر کینہ و غل و غلو بضمتین ہجوم اور حد سے گذر جانا ان اشعار سے سعادت ظاہر ہے کہ راہ خدا
مین حسد سے زیادہ کوئی بری چیز نہین ہے سو اسکی راہ تو ضیا الحق تیرے گلہ پر روک رہے گا کیا مقصد جو کوئی بہت
حسد کی گلو سے نکلنے پائے اور دیکھا ابلیس کو حسد مین بڑا غلو تھا یعنے نہایت ہی حد سے نکلا ہوا مگر کیا رانده گیا اور وہی
حسد ہے جسکے سبب سے ابتک آسمان سے تنگ اور معاوت سے جنگ ہے اور کوئی امر سخت و دشوار اس راہ مین
حسد سے زیادہ نہین بس کیا اچھا وہ شخص ہے جسکے ساتھ حسد نہین ہے اور بے حسد ہے اے مخاطب یہ حسد خانہ حسد کا ہے اس
سبب سے کہ اسی حسد خاکی پر تو شیطان نے حسد کیا تھا تا خانہ ان اس سے گرد بر د ہو جائین اور دیکھو خانہ ان اسی سے
ویران ہوی جاتے ہین اور باز شاہی غراب بنجاتے ہین یعنے قدر والے ناچیز و بیقدر ہو جاتے ہین کبر فرماتے
ہین اگرچہ یہ جسد خانہ حسد کا ہے لیکن اسی کو اللہ تو لے نیک پاک کر دیتا ہے اور یہی جسم جو کبر و ریا اور حقد و حسد سے بھرا ہوا
ہے جناب کبریا سے پاکی و طہارت پا جاتا ہے **الخلاف** مجکو اس مصرع کے ع آن جسد را پاک کرد اللہ نیک ہ
اتنے ٹکڑے مین کر د اللہ نیک بڑا شک ہے یہ کلام مولانا رح کا نہین معلوم ہوتا اسکی فارسی نہایت سست معلوم ہوتی ہے
اور کیا عجب کہ در اصل گرد اند نیک ہو کہ کرد اللہ کی اور اسکی صورت مین بہت ہی تھوڑا فرق ہے مگر کیا کرون کہ سوائے
بحر العلوم کہ حسین یہ لکھا ہے دوسری کتاب میرے پاس نہین ہے یعنے یہ کہ نیک اس جسد کو حسد سے پاک کرتے ہین
اور شعر ما بعد مؤید اسکا کہ جناب کبریا کے فضل سے پاک بھی ہو جاتا ہے اور پھر اسکی تائید مین اشعار ما بعد ہین اور در
غلطیان تو اصل کتاب کی دیکھتا ہی چلا آتا ہون پھر کیسے وثوق ہو مگر معنی مجبوری مین لئے موافق تحریر متن کے لکھدیے
ع کیا کرون بیڈھب بھنسا ہون دام مین صیاد کے ہ اور اتنے شعرون مین ایک شعر کے معنی شارح صاحب نے
زیب رقم فرمائے ہین **قولہ** طہر بیتے بیان پاکیست ہ گنج نور ست از طلسمش خاکیست ہ چون کنی با جسد مکر و حسد ہ
زان حسد دل را سیاہی ہا رسد ہ خاک شو مردان حق را زیر پا ہ خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما ہ **المعنے** طہر بیتے
اقتباس ہے آیت کریمہ ان طہرا بیتی للطائفین سے یعنی پاک کر دو میرے گھر کو تم دونون واسطے طواف کرنے والون
کے یعنی یہی جسد ہے جسکی پاکی کی صفت مین ان طہرا بیتی فرمایا ہے اور بموجب حدیث قلوب المومنین عرش اللہ تعالے
کے نسبت بیت کی اپنے طرف کی ہے بس اسی جسد مین گنج نور بھرا ہوا ہے اور یہ اسکا طلسم اگرچہ خاکی ہے جو اس طلسم کا توڑ جانتے
ہین وہ گنج پاتے ہین شعر ما بعد بطور پند و ارشاد کے ہین کہ اگر تو بحسد کے ساتھ مکر و حسد کریگا اسکا کچھ نہین بگڑے گا
تیرے ہی دل کو تاریکیان گھیرین گی اور سیاہ کر دینگی اب تجکو لازم ہے کہ جو مرد خدا کے ہین انکے پاؤن تلے خاک ہو جا
تب تو ہماری طرح حسد کے سر پر خاک ڈالیگا **الخلاف** شارح نے پہلے شعر کے معنی مین آیت کے معنی لکھے ہین صرف

وزیر کے حسد کا بیان جہود کے ساتھ

قولہ آن وزیر کہ از حسد بود ش نژاد ہ تا بباطل گوش دہنی باد داد ہ برامید آنکہ از نیش حسد ہ زہر ہا در رجان مسکینان رسد ہ ہر کسے کہ از حسد بینی کند ہ خویش را بے گوش و بے بینی کند ہ المعنی وزیر کہ مین کاف تصغیر و تحقیر کو فتح کاف فارسی ہندی گڑھا کند مضارع ہی کندن سے مولانا رحمۃ نے پھر رجوع اصل قصہ کی طرف فرمایا کہ اس وزیر حقیر نے جسکی اصل و بنیاد حسد پر تھی اپنے ناک کان اس امید پر کھوئے کہ میرے نیش حسد کا زہر مسکینوں کی جان مین پہونچے فرماتے ہین واقعی ہر بھی یہ بات کہ جو کوئی حسد بینی سے گڑھا کھودتا ہی وہ اپنے ناک کان پہلے کھوتا ہی الخلاف صاحب بحر العلوم نے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گو لبکاف تازی سمجھا ہی اور بینی کندن جسکے ساتھ بینی زدن کو لگایا ہی جو اصطلاح واقعی ہی بمعنے انکار کردن استعمال ہوگا لیکن جب ہی تو کہ یہ لفظ بھی ہون والا بالجملہ آن شعر کہ چند از مقالات آن بادسنج ہ کہ نے ملک دار دنہ فرمان نہ گنج ہ کیا فائدہ خیال کیا جاے کہ یہی معنی تو ہون گے جو کوئی کہ دوسرے سے انکار کرے اب آگے کیا بڑھ سکے کہ آگے آیت قولہ بینی آن باشد کہ او بوئے برد ہ بوے اورا جانب کوئے برد ہ ہر کہ بوئش نیست بے بینی بود ہ بوے آن بوئست کو دینی بود ہ چونکہ بوے برد و شکر آن نکرد ہ کفر نعمت آمد ہ بے نیش خورد ہ شکر کن مرشاکران را بندہ باش ہ پیش ایشان مردہ شو پایندہ باش ہ المعنی دوسرے مصرع مین بوے کی یا اضافت کی نہین ہی ایسے ہی جیسے کو اور کوے تیسرے مصرع مین بو بمعنی شم یعنے بینی تو خدا نے اس لیے بنائی ہی کہ وہ بو حاصل کرے اور بوا سکو کسی گلی کی طرف لیجاے اور جسکو بو نہین یعنی شم وہ بے بینی ہی اور بو بھی در اصل وہ بو جو دینی ہو بس ہر گاہ بو حاصل ہوئی اور اسکا شکر جو اسپر عمل کرنا ہی نہ کیا تو وہی کفران نعمت آیا او بینی کما کیا بس ہوشیار ہو اور شکر نعمت بجا لاؤ شاکر دن کا ایسا بندہ بن کہ اُنکی خدمت مرمٹے تا دوام و پایندگی تجکو روزی ہو الخلاف وہی حسب عادت ایک کے کچھ معنے باقی سب مقرر

سمجھ جانا ہوشیاران نصاری کا ملروزیر کو

قولہ چون وزیر از رہزنے مایہ مساز ہ خلق را تو ہرمیاور از نماز ہ ناصح دین گشتہ آن کافر وزیر ہ کرد او از مکر در لوزینہ سیر ہ ہر کہ صاحب ذوق بود از گفت او ہ لذتے مید ید و تلخی جفت او ہ نکتہ ہا میگفت او آمیختہ ہ در جلاب و قند زہرے ریختہ ہ ہان مشو مغرور زان گفت نکو ہ زانکہ وا رد صد بدی در زیر او ہ رو چہ باشد زشت گفتش زشت دان ہ ہر چہ گوید مردہ آن را نیست جان ہ گفت انسان پارۂ انسان بود ہ پارۂ از نان یقین دان نان بود ہ المعنے سیر در لوزینہ کردن کسی کی شادی مین عم ہ الخ جلاب ایک قسم شربت کہ گلاب کے پھول شربت مین جوش کرکے شیشون مین بھر رکھتے ہین پہلا شعر بطور پند و ارشاد کے ہی کہ اس وزیر راہزن کی طرح مایہ رہزنی کا مت درست کر اور مخلوق کو نماز سے علحدہ مت کر یعنے جو سیدھی راہ چلے جاتے ہین اُن کو ٹیڑھی راہ مت چلا دیکھو یہ اُنکی بات ہی کہ

یہ وزیر خوتو کو کافر اور دین کا ناصح بنا اور کیسے سے لوزینہ مین سیر ملا یا یعنے عیسا یون کو کہ اپنے طریقہ مین شامل تھے دوسرے دہل مین ڈالا جو لوگ کہ صاحب ذوق تھے میٹھے کڑوے کو خوب جاننے والے وہ اسکی گفتگو مین لذت کے ساتھ تلخی کو بھی جفت پاتے تھے یہ اُنکے سامنے نکتے گڑبڑ کہتا تھا اور حلاب و قند مین زہر چٹکتا بتا پھر بطور نصیحت فرماتے ہین کہ خبردار تو چکنی چپڑی باتون او رکسی کی حسن گفتگو پر دھوکہ مت کھاکہ یہ حسن کلام ایک بڑی آڑ ہی اسکے نیچے جو سیکڑون برائیان چھپی ہوئی ہین اُنھین کو باتین بنا بنا کے چھپا رہا ہے اور تجکو ایک بات بتاؤن جسکی صورت بُری ہو اسکی گفتگو کو بھی بُرا جان جو کچھ وہ کہے اسکا کلام مردہ ہی اس مین جان نہین جیسا کہ کہا الظاہر عنوان الباطن پھر اس گوشت دنبی بریدہ سے زیادہ بدصورت کون ہوگا ظاہر ہی کہ کلام انسان کا پارہ انسان کا ہی زشت کا زشت خوب کا خوب جیسے روٹی کا ٹکڑا یقیناً روٹی ہی بخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے روچو باشد زشت کے او چو باشد غلط ہی اور آخر شعر کے دوسرے مصرع مین بعد لفظ یقین کے دان نہین ہی جس کے بدون مصرع ناموزون ہوتا ہی اور عرف اس مصرع کے معنی جملہ اشعار مین ع ہر چہ گوید مردہ آنرا نیست جان ہ یہ لکھے کہ مردہ سے مراد وہ شخص جسکا قلب مردہ ہو اور تاریک گشتہ اوصاف رذیلہ قلبیہ سے جیسے کفر و نفاق وغیرہ یعنے اس مردہ کا قول بھی مردہ ہی بے تاثیہ اتنے کیا کہنا ہی اس معنی کا سیاق سباق اور مناسب محل واقع نہین ہی تو مین مگر بعون اللہ تعالے و بصدقہ روح پرفتوح حضرت مولانا رومی اپنا بھی حال ہی شعر کرتا ہی تم عاشق کا نہ اکھڑا ہی نہ ہالا ہی ہ خدا کا فضل ہی اسپر نہ مکڑی ہی نہ جالا ہی ہ قولہ زان ملی فرمود نقل جاہلان ہا ہر مزابل ہمچو سبزست اے فلان ہ ہر چنان مسبزہ ہرآنکو برنشست ہ یہ بکاست بیشکے نیشتہ است ہ یا بدش خود را بشستن از رصدت ہ تا نماز فرض را نو وضو بشت ہ ظاہر ش میگفت در رہ چیست شو ہ وز اثر میگفت جان راست شو ہ ظاہر نقرہ گر اسپیدست و نو ہ دست و جامہ سے سیہ گردد از و ہ آتش ار چہ سرخ و لیست از شرر ہ تو ز فعل او سیہ کارے مگر ہ برق گرچہ نور آید ز نار ہ لیک بہت از خاصیت وز د لبصر ہ ہر کہ جز مرگاہ و صاحب وق بود ہ گفت او در گردن او طوق بود ہ مدت شش سال در ہجران شاہ ہ شد وزیر اتباع عیسے را تباہ ہ دین و دل را کل بدو سپرد خلق ہ پیش امر و نہی او ہی مرد خلق ہ المعنی مزابل جمع مزبلہ بالفتح بکسر اور گورہ بڑا سلنے کی جگہ اتباع بالفتح پیروان یہ اشعار بھی بتائید اشعار سابقہ مین تمثیلاً فرمایا کہ حضرت علی مرتضے نے اسی سبب سے جاہلون کی نقل مین فرمایا ہی کہ انکی باتین ایسی ہین جیسے گھورے کا سبزہ کہ ایسے سبزہ پر جو کوئی بیٹھا بیشک نجاست پر بیٹھا ہی اسکو اس نجاست سے پاک ہونا چاہیے تا نماز فرض اسکی غیبت و بے فائدہ نہ ہو کس واسطے کہ نماز مین بدن اور کپڑے اور جگہ کی طہارت شرط ہی مطلب یہ کہ جاہلون کی نکمی بلید باتون سے احتراز کرے اور بکارے پھر رجوع فرمایا وزیر کے ذکر کی جانب کہ ظاہر تو اسکی گفتگو یہ کہتی تھی کہ اس راہ مین چست ہو جا ایسے گڑھ کے گڑھ کے کہتا تھا اور اثر کے رو سے جان کو کہتی تھی کہ مست ہو جا یعنی بیخبر اور بیہوش نہ ہو سمجھ اب اشعار آیندہ اسی کی نظیر ہین کیفے دیکھو نقرہ کو

ظاہر اسکا کیسا سپید و تازہ ہوتا ہی لیکن کپڑون اور ہاتھون کو سیاہ ہی کرتا ہی آگ اپنے انگارون کے رو سے کیسی سرخرو ہی مگر تو اسکی سیہ کاری کو دیکھ کہ سیر ہوکر کیا ہی انجام کو سیاہ ہی کرتی ہی برق اگرچہ نور کی طرح نظر مین آتی ہی پر اپنی خاصیت ان ذلیلون کو برابر کوتاریک کرتی ہی غرض یہ کہ جھوٹی باتین کیسی ہی بنا بنا کے کہو فاما اثر اسکا یہی ہوتا ہی القصہ جو لوگ کہ سوائے اہل خیرت و ذوق کے تھے اسکی گفتگو ان سب کی گردن کی طوق ہوگئی اور انکو اسیر اپنا کرلیا چنانچہ چھ برس تک بادشاہ سے جدا ہوکر پیروان عیسی کی تباہی مین رہا سب نے دل و دین کل اسکے حوالے کردیا اور ساری مخلوق اسکی امر و نہی پر مرتی اور جان دیتی تھی الخلاف آخر شعر مین صاحب بحر العلوم نے بجاے میمرد کے میبرد غلط لکھا ہی اور قول حضرت علی شیر خدا مین بجاے نعم الجاہل کے نعم الجاہل جسکا ترجمہ کیا کہ قول بھی جملہ نعم سے ہی شعر عجب صورت عجب سیرت عجب شاہ ؛ پڑھون صلوات بس اللہ اللہ ؛

اور معنی یک شعر کے نہین

پوشیدہ پیغام بادشاہ جانب وزیر پرتزویر

قولہ درمیان شاہ و پیغامہا ؛ شاہ را پنہان بدو آرامہا ؛ آخر الامر از برائے آن مراد ؛ تا دہد چون خاک ایشان را بباد ؛ پیش او بنوشت شہ کاے مقبلم ؛ وقت آمد زود فارغ کن دلم ؛ ز انتظارم دیدہ و دل بر رہست ؛ زین غم آزاد کن گر وقت ہست ؛ گفت کانیک اندران کار م شتاب ؛ کانگہم در دین عیسے فتنہا ؛ قوم عیسے را بداند دارد و گیر ؛ حاکمان شان وہ امیر و دو امیر ؛ ہر فریقے مر امیرے را تبع ؛ بندہ گشتہ میر خود را از طمع ؛ آن دہ و آن دو امیر و قوم شان ؛ گشتہ بندہ آن وزیر بدنشان ؛ جملہ برگفتار او ؛ اقتدائے جملہ بر رفتار او ؛ پیش او در وقت ساعت ہر امیر ؛ جان بدادی گر بدو گفتی کہ میر ؛ چون زبون کردان جہود ک جملہ را ؛ فتنۂ انگیخت از مکر و دہا ؛ المعنے مقبل قبول کنندۂ فرمان تبع پیرو اقتدا ر پیروی دہا بالفتح زیرکی وجودت فکر فرماتے ہین کہ شاہ کے اور اسکے درمیان مین پنہان پیغام رہتے تھے کہ بادشاہ کو ان سے آرام ملتا تھا آخر کار واسطے حصول اسی مراد کے کہ ان کو خاک کی طرح اڑا دے بادشاہ نے اسکو لکھا کہ اے میرے مقبل وقت تو آگیا یعنے سب عیسائی تیرے مطیع و منقاد ہوگئے اب جلد ہی مجکو اس غم سے نجات کیون نہین کرتا اسی انتظار مین میرے دیدہ و دل راہ تک رہے ہین اگر وقت سمجھتا ہی تو اس غم سے مجکو آزاد کرکہ اے بادشاہ ابتک مین اسی کام مین ہون کہ دین عیسے مین فتنے پیدا کردون آگے دوسری بات کا بیان ہی یعنے کیفیت یہ تھی کہ قوم عیسی مین بارہ امیرون کی حکومت تھی اور بارہ حاکم تھے حاکمان شان مین فلک اضافت اس سبب سے کہ ماقبل نون کے حرف مدہ ہی جائز ہی اور ہر شریق ہر امیر کا تابع اور بسبب طمع دنیا کے اپنے امیر کا غلام اور یہ بارھون امیر اور انکی قوم اس وزیر بدنشان کے بندے ہوگئے تھے سب کو اسکی گفتار پر اعتماد تھا اور سب کو اسکی رفتار کی اقتدا تھی اسکے سامنے ہر گھڑی ہر ساعت ہر امیر حاضر رہتا

اگر یہ اُس سے کہتا کہ جان دیدے تو فوراً دیدیتا جب اس جھوٹک ناچیز نے اُن سب کو بخوبی دبا لیا تو پھر زیر کی وجودت فکر سے ایک فتنہ اُٹھایا

خلط ملط کرنا وزیر کا احکام انجیل مین اور اُس کے مکر کا بیان

قولہ ساخت طومار سے برا سے ہر یکے ؛ بنقش ہر طومار دیگر مسلکے ؛ خلعہا سے ہر یکے نوع دگر ؛ این خلاف آن زبایان تا بسر ؛ در یکے راہ ریاضت راہ جوع ؛ رکن توبہ کردہ شرط رجوع ؛ در یکی گفتہ ریاضت سود نیست ؛ اندرین رہ مخلصی جز بود نیست ؛ در یکی گفتہ کہ جوع و جود تو ؛ شرک باشد از تو تا معبود تو ؛ جز توکل جز کہ تسلیم تمام ؛ در غم و راحت ہمہ مکرست و دام ؛ در یکی گفتہ کہ واجب خدمت ست ؛ ورنہ اندیشہ توکل تہمت ست ؛ در یکے گفتہ کہ امر نہی ہاست ؛ بہر کردن نیست شرح عجز ماست ؛ حالہ عجز خود بہ بینم اندران ؛ قدرت حق را بدانیم آنزمان ؛ المعنی طومار بالضم نامہ وصحیفہ مسلک راہ جوع گرسنگی اوپر جو کہا ہی کہ ایک فتنہ اس نے اُٹھایا وہ یہ ہی کہ ہر ایک کیواسطے ایک کتاب وصحیفہ بنایا اور ہر کتاب دوسری راہ پر ہر ایک کے حکم دوسری قسم کے ایک دوسرے کے خلاف اول سے آخر تک اب یہان سے بیان خلاف ایک دوسرے کا ہی مثلاً ایک مین تو ریاضت اور جھونک کو رکن توبہ کا ٹھہرایا اور شرط رجوع الی اللہ کہ یہ بات یعنی توبہ اور رجوع بدون اُسکے حاصل نہین ہوتی اور ایک مین کہدیا کہ ریاضت بے سود شی ہی اس راہ مین چھٹکارا سواے جود کے نہین ہی ایک مین کہدیا جود و جوع تیرے دونون شرک ہین درمیان تیرے اور تیرے معبود کے اصل تسلیم و توکل ہی ہر غم و راحت مین اسکے سواسب مکر و دام ایک مین کہا کہ خدمت واجب ہی یعنے بندگی اگر بندگی نہ ہو تو اندیشہ توکل کا تہمت ہی اسی بدگمانی ایک مین کہدیا کہ جتنے امر و نہی ہین یہ کرنے کے نہین ہین یہ ہمارے عجز کی شرح ہی تاہم اسکی بجا آوری مین عاجز ہون اور اپنا عجز دیکھین اور اُسوقت قدرت حق کو جانین کہ ہم عاجز ہین اور وہ حاکم ہی الخلاف بحر العلوم مین بجاے کردن کے گردون غلط لکھا ہی قولہ در یکے گفتہ کہ عجز خود ببین ؛ کز نعمت کردنست آن عجز ہین ؛ قدرت خود بین کہ این قدرت ازوست ؛ قدرت خود نعمت او دان کہ ہوست ؛ در یکے گفتہ کز ین دو در گذر ؛ بت بود ہر چہ بگنجد در نظر ؛ در یکے گفتہ کہ عجز و قدرتت ؛ بگذرد ہر چہ اندر فکرتت ؛ از ہوا سے خویش در ہر ملتے ؛ گشتہ ہر قومے اسیر زلتے ؛ در یکے گفتہ مکش این شمع را ؛ کاین نظر چون شمع آمد جمع را ؛ از نظر چون بگذری و از خیال ؛ گشتہ باشی نیم شب شمع وصال ؛ در یکے گفتہ بکش باکے مدار ؛ تا عوض بینی یکے را صد ہزار ؛ گہ زکشتن شمع جان افزون شود ؛ لیلیت از صبر چون مجنون شود ؛ ترک دنیا ہر کہ کرد از زہد خویش ؛ پیش آمد پیش او دنیا و بیش ؛ المعنے ہین بالکل کلمہ تنبیہ یعنے خبردار اور کلمہ زجر یعنی بگذار ہوا سم ذات باری تعالی بمعنے وہی ہی ہوا بالقصر آرزو و اشتیاق ایک مین اسکے برخلاف کہا کہ خبردار اپنے عجز پر نظر مت کر اور عاجز مت بن اس واسطے کہ عاجز بننا کفران نعمت ہی تو اپنی قدرت پر لحاظ کر کہ تجکو ہر فعل کی قدرت دی ہی اور اُسی کی دی ہوئی اور یہ ایک بڑی نعمت اُس کی ہی کہ وہی

وہ ہی پس اگر عاجز بنے گا کافر فوت کٹھر یگا ایک مین کہا کہ عجز و قدرت دونون کو چھوڑ نہ آپ کو عاجز جان نہ قادر سمجھ اندونون سے جو خیال تیری نظر مین سچے گا وہی بت ہی یعنی غیر خدا کا اور جب تو اس خیال کا معتقد ہوا تو گویا بت پرست ہی اس کے بعد جود و شعر ہین یعنے دریکے گفتا کہ عجز و قدرت ؛ مع شعر مابعد بحر العلوم مین لکھا ہی کہ یہ دونون الحاقی ہین باتفاق شراح اور دونون ہی آتے مضمون اشعار عدد سے مقرون ہی اسواسطے مین نے بھی جھوڑ دیے ایک مین کہا کہ اس شمع کو مت بجھا اور شمع سے مراد نظر جو مصرعۂ ثانی مین ہی اور خیال کہ یہ دونون شمع اس جمع کی ہین جنسے تو تماشا قدرت کا دیکھ رہا ہی اور گویا وصال مین ہی جب تو خیال و نظر سے گذر جائیگا اور ترک کر دے گا تو گویا نیم شب مین شمع وصال کی بجھا دی اور عین تاریکی یعنی کہ نیم شب اسکے کمال کا وقت ہی ٹر گیا اور اسی کی ضد ایک مین کہدیا کہ بجھا دے ذرا مت ڈر سے کہ اس ایک کے عوض مین لاکھون پائیگا کس واسطے کہ اس شمع کے بجھانے سے تیری جان کو ترقی ہوگی اور جب تو ترک خیالات کر کے بیلی پر جو مطلوب ہی صبر کریگا تو خود وہ لیلے تیری مجنون ہو جائے گی جیسے تارک دنیا جب اپنے زہد پر صبر کرتا ہی تو بیشک دنیا اسکے سامنے آتی ہی اور بڑے افراط و کثرت کے ساتھ تکرار پیش کی تاکید کے واسطے ہی اور پیش و پیش تجنیس مولہ در یکے گفتہ کہ انچہ داوحق ؛ بر تو آسان کردو خوش آن راہگیر ؛ خویشتن را در مہیگن در زحیر ؛ در یکے گفتہ کہ بگذار آن خود ؛ کان قبول طبع تو ردست و بد ؛ راہہاے مختلف آسان شدہ ؛ ہر یکے راملتی چون جان شدہ ؛ گر میسر کردن حق رہ بدی ؛ ہر جہود و گبر از و آگہ بدی ؛ در یکے گفتہ میسر آن بود ؛ گہ حیات دل غذاے جان بود ؛ ہر یکے ذوق طبع باشد چون گذشت ؛ بر نیاید ہیچ شورہ ریع و کشت ؛ جز پشیمانی نباشد ریع او ؛ جز خسارت پیش نارد ضیع او ؛ آن میسر بود اندر عاقبت ؛ نام او باشد معسر عاقبت ؛ تو معسر از میسر باز دان ؛ عاقبت بنگر جمال این و آن ؛ المعنے ؛ عسیر نام مرض جسکو پیچش کہتے ہین مجازاً ناخوشی و آزردگی میسر بالضم میم آسان کردہ شدہ ؛ بالفتح میم غلط ریع بالفتح افزونی مزروعات و محصول زراعت معسر بالضم میم تنگدست و محتاج بکسر سین و بفتح سین دشوار ایک مین کہا کہ جو کچھ خدا نے تجکو دیا ہی اور اپنے ایجاد مین تجھپر شیرین کیا ہی کہ وہ تجھکو شیرین اور گوارا معلوم ہوتا ہی وہ تجھ پر آسان و خوش کر دیا ہی تو اسکو اختیار کر اور آپ کو پیچش و ناخوشی مین مت ڈال گویا وہ تیرے ہی واسطے اور تیری ہی ملک ہی روا و ناروا کے لحاظ سے اپنے مطبوع و مرغوب کو مت چھوڑ برعکس اسکے ایک مین کہدیا کہ ہر مطبوع کو ملک اپنی مت جان اس خیال کو ترک کر کس واسطے کہ جو مقبول تیری طبع کا ہی وہ رد و بد ہی جیسے کہ فرمایا ہی الانسان حریص لما منع اب راہین مختلف جن مین اپنی اپنی راہین تعین آسان ہوگئین اور ہر ایک کو ایک ملت مثل جان کے عزیز ہوگئی مگر یہ آسانی اپنی طرف سے کرلی ہی نہ خدا سے اگر یہ آسان کرنا حق کی راہ ہوتا تو سب کے واسطے ہوتا ہر جہود و آتش پرست اس سے واقف ہوتا ایک مین کہا کہ آسان کیا ہوا وہ ہوتا ہی جس سے دل کو حیات اور جان کو غذا حاصل ہو یعنے جان و دل اس سے قوت و قوت پائین کس واسطے کہ جو کچھ ذوق طبع ہی

یعنے جس سے طبیعت لطف وغیرہ پائے جب وہ جاتا رہا تو یہ شخص ایسا رہ گیا جیسے زمین شور جس مین نہ کچھ حاصل ہو نہ کشت ہو جو مایہ حصول ہی بلکہ سوائے پشیمانی کے کچھ حاصل ہوتا ہی نہین کہ مفت عمر کھوئی اور زندگی خراب کی اور ایسی شوخ فروخت کرنے مین خسارہ ہی خسارہ پیش آتا ہی آخر وہ میسہ میسر نہین ہوتا اور عاقبت نام اس میسر کا معسر ہوتا ہی اہی سخت دوشوار اب تجکو تمیز چاہیے کہ میسر و معسر جانئے اور ہر ایک کے جمال و خوبی کو دیکھے کہ کس مین زیادہ ہی **الخلاف** بجز اکلوم مین لفظ غلط نہ استعمال ہوا اور ہر جہ دوقع شتر کی جگہ ہر کہ غلط لکھا ہی **قولہ** در یکے گفتہ کہ استادے طلب ✤ عاقبت بینی نیابی درسب ✤ عاقبت دیدند ہر گون استے ✤ لاجرم گشتند اسیر زلتے ✤ عاقبت دیدن نباشد دست باف ✤ ورنہ کے بودی ز دنیا اختلاف ✤ در یکے گفتہ کہ استا ہم توئی ✤ ہم توئی ✤ مرد باش و سخرۂ مردان مشو ✤ رو نہ خود گیر و سمر گردان مشو ✤ در یکے گفتہ کہ این جملہ توئی ✤ منے نہ گنجد درمیان مادوئی ✤ در یکے گفتہ کہ این جملہ یکے ست ✤ ہر کہ او دید احول مرد کیست ✤ **المعنی** حسب بفقتین اندازہ و شمار و شرف و بزرگی از مال و جاہ و دین گون بوا و معروف و رنگ زات بالفتح ذ گانا دست باف کنایہ از آسان استاد مخفف استاد و سخرہ بمسخر و خوش طبعی و مسخرہ و کار بے مزہ سنجیدہ یکا دوئی مین وی ضمیر غائب و یا مصدری ہی ایک مین کہدیا کہ کوئی استاد ڈھونڈھ جس سے راہ عاقبت بینی کی پائے اور حسب پر جو شرف اور بزرگی مال و جاہ کی ہی بھروسا مت کر اس سے عاقبت بینی نہین حاصل کرے گا ہر امت نے ہر رنگ پر بے استاد کے عاقبت کو دیکھا لاجرم لغزش مین گرفتار ہوئی راہ مستقیم پر نہ پہونچی عاقبت کا دیکھنا اور راست درست اس مین ہونا آسان نہین ہی اگر آسان ہوتا تو دونون مین اختلاف کیون پڑتا بے استادی باتین تھین آخر ٹھیک نہین پڑین اور ایک مین کہدیا کہ استاد بھی تو ہی ہی استاد کیون ڈھونڈھے اس لیے کہ استاد کا پہچاننے والا تو ہی ہی بقول مشہور ولی کو ولی پہچانتا ہی پھر تجکو کیا حاجت ہی تو خود مرد بن اور بیگاری و مسخرہ مردون کا مت ہو اور جا اپنے خیال پر کسی کے واسطے سرگردان مت ہو ایک مین لکھدیا کہ یہ جملہ جو کچھ موجود ہی تو ہی ہی اس مین مائی اور دوئی نہین سماتی یعنے یہ کہا جائے کہ ہم ہین اور وہ ہی نہین تو ہی ہی ایک مین کہا کہ یہ سب ایک ہی اس مین جو دوئی کرے وہ مردک احول ہی دوئی کا کچھ کام نہین ہی **قولہ** در یکے گفتہ کہ یک صد چون بود ✤ این کہ اندیشد مگر مجنون بود ✤ ہر یکے قولیست ضد یک دگر ✤ چون یکے باشد بگو زہر و شکر ✤ در معانی اختلاف و در صور ✤ روز و شب بین خار و گل سنگ و گہر ✤ تا ز زہر و انشکر در نگذری ✤ کے تواز گلزار وحدت بو بری ✤ وحدت اندر وحدست است این مثنوی ✤ از سمک رو تا سماک ای معنوی ✤ **المعنی** کہ اندیشد یہ کاف ہر کہ کے معنی مین ہی مگر مہان واسطے تحقیق کے ہی سمک ماہی کہ زیر زمین ہی سماک بکسر نام ستارہ بر فلک ہشتم اور یہ دو ستارے ہین سماک رامح اور سماک اعزل ایک مین کہا کہ این جملہ یکے ست دوسرے مین اسکی ضد کہ بھلا سوا ایک کیسے ہو سکتا ہی جو شخص

سو کو ایک بچو نیکرے بیشک وہ مجنون و دیوانہ ہی یہ دونون یعنے سوا اور ایک ضد ایک دوسرے کی ہین پھر ایک کیسے ہو سکتے ہین سے تو ہی بتا کہ زہر و شکر ایک ہین کبھو فرماتے ہین کہ تو رات دن خار و گل اور سنگ و گوہر کو دیکھتا رہتا ہی جنکی صورتین بھی مختلف اور معانی بھی مختلف یہ ایک کیسے ہو جائین گے سب فرمایا کہ اصل اصول ہی یہی کہ جب تک زہر و شکر سے نہ گذر جائے گا اور اس فرق و امتیاز کو نہ چھوڑے گا گلزار وحدت کی بو سے ہرگز بہرہ نہ پائے گا یہ مثنوی میری وحدت اندر وحدت ہی یعنے وحدت و توحید سے بھری ہوئی ہی معنے والا اگر طالب معنی کا ہی تو اسی کی تائید سے تمک لیوے زیر زمین سے جو غایت درجہ پستی کا ہی سماک تک پہونچے گا جو اعلےٰ درجہ فلک کا ہی

در بیان آنکہ اختلاف صورت روش مین ہی نہ حقیقت مین

قولہ زین نمط زین نوع دہ طومار و دہ برداشت آن دین عیسی را خرد و داد و نیز نگی عیسی بود انباشت ٭ وز مزاج خم عیسے خو نداشت ٭ جامہ صد رنگ ازان خم صفا یا سادہ و یک رنگ گشتی چون ضیا ٭ غمط بگذشتین روش و دستور و پرد مسرود چہ تھے مصرع مین تلمیح ہی معجزہ حضرت عیسی سے کہ ایک روز یہ ایک رنگریز کے گھر مین ٹھہرے ہوے تھے اسکے پاس لوگون کے کپڑے رنگنے کو آتے اور جدا جدا رنگ کے انھون نے دیکھا سب ایک خم مین ڈال دیے رنگریز خفا ہوا کہ مین ان کے مالکون کو کیا جواب دونگا آپ نے کہا تو نام ایک ایک کا لیکر اسی خم سے نکال جب رنگریز نے ایسا کیا ہر کپڑا اپنے رنگ کا اس خم سے نکلا رنگریز نے جو یہ معجزہ دیکھا ایمان لایا ضیا روشنی فرماتے ہین کہ اسی طرح اور اسی قسم کی بارہ گفتا مین رنگ برنگ باہم متضاد اس دشمن دین عیسے نے کہ بظاہر عیسائی بنا تھا کہین حالانکہ عیسی کی یک رنگی سے اسنے بو بھی نہین پائی تھی کہ ان مین دو رنگی کا ٹھکانا ہی کب تھا عیسے اور موسے دونون ایک تھے اور نہ خم عیسی کے مزاج کی انمین خو تھی کہ اس خم صفا سے سادہ اور یکرنگ کپڑے سو رنگ ہو کے نکلے مثل ضیا کے کہ جس رنگ کی چیز پر پڑتی ہی اسی رنگ مین جھلکتی ہی چاہے سرخ ہو چاہے سبز چاہے زرد اصل ہر وہی ضیا چاہے جس پر تو مین ہو غرضکہ اصل اصول جمیع انبیا کی ایک ہی اور مصدق ایک دوسرے کی مگر رنگ اپنا اپنا کہ وہ چال و چلن ہی جس سے مراد شریعت ہی یہ وزیر مکار کہ اس خوبی سے بہرہ نہین رکھتا تھا کہ تفریق بجا کرکے مصداق اس آیت کریمہ کا ہوا ان الذین فرقوا دینہم و کانوا شیعا لست منہم فی شی انما امرہم الی اللہ ثم ینبئہم بما کانوا یفعلون الخلاف صاحب بحر العلوم نے شعر اخیر مین تعقید لکھی ہی اور نیز ترکیب اور تاویلین کی ہین اور یہ بھی لکھا کہ اشارہ اس معجزہ کی طرف کرنا ضروری نہین ہی انتھے شاید ایسے ہی ہو مگر مین سمجھتا ہون بات جانتا ہون کہ اس خم صفا سے سادہ اور یک رنگ جامے صد رنگ ہو گئے اور اردو مین شعر کے معنی ہر طرف سے لیے جاتے ہین اور کچھ خفا نہین ہو غور کرنے سے سب الفاظ حسن ترکیب سے باہر نہین اور جو پہلے ہی سے سمجھ بیٹھین کہ جامہ صد رنگ سادہ بیرنگ ہو گئے اسکا علاج کیا اور معجزہ اگر ضروری نہین تو مولانا رہنے دیا کیون نہ فرمایا خود تطبیق نہ کیجاے تو ایسا بھی کیون کہا جاے شعر درین مشہد زگویائی مزن دم ٭ سخن را ختم کن واللہ اعلم ٭ قولہ

نیست یکرنگی کز و خیزد ملال ‌ بل مثال ماهی و آب زلال ‌ گرچه در خشکی هزاران رنگهاست ‌ ماهیان را بی‌وست جنگهاست ‌
کیست ماهی چیست دریا در مثل ‌ تا بدان مانند خدای عزوجل ‌ صد هزاران بحر و ماهی در وجود ‌ سجده آرد پیش آن دریای جود ‌
چند باران عطا باران بُده ‌ تا بدان آن بحرها فشان شده ‌ چند خورشید کرم تابان بُده ‌ تا بدان آن ذره سرگردان شده ‌ المعنی
سینے رنگ برنگی تو سرمایہ سیکڑون وبال وملال کی ہے چنانچہ ظاہر البتہ یکرنگی کہ اس سے کوئی ملال پیدا نہین ہوتا بلکہ یہ یکرنگی مثل ماہی و آب زلال کے ہے کہ پانی سوائے ایک رنگ کے اور رنگ نہین رکھتا اور ماہی اسمین خوش ہی ہر چند کہ خشکی مین ہزاردن رنگ ہین لیکن ماہیون کو خشکی سے لڑائیان ہین یعنی انکی اور خشکی کی نبتی ہی نہین ہے کہ یکرنگی صفت حضرت باری عزاسمہ سے ہی اور اسکو ماہی و دریا سے مشبہ کیا ہی ہمنے اعراض فرمایا کہ ماہی کون ہی اور دریا کیا چیز جنکے مشابہ خدائے عزوجل ہو اونس سے مثال دیجائے بلکہ ہی یہ کہ لاکھون دریا و ماہی جو عالم وجود مین ہین اُس دریائے جود کے سامنے سب سجدہ کرتے ہین جانے کتنے باران اُسکے عطا کے بحر پر برسے ہین جب بحر در افشان ہوا ہی اور کتنے خورشید اسکے کرم کے درپے ہین تو ابر و بحر نے جود سیکھا ہی اور کتنے خورشید کرم کے آفتاب پر چمکے تب اسنے یہ نور فروغ پایا ہی کہ ذرہ اسپر سرگردان ہوا ہی اور سرگردانی ذرہ کی اسطور پر ہی کہ ذرہ ریت مین ہوتا ہی اور ریت روان بھی ہوتا ہی پس جابجا جانا ذرہ کا نابت الخلاف بحر العلوم نے ان اشعار کے معنی کچھ نہین لکھے اور باتین بہت سی ہین قولہ پرتو ذاتش شد و بر ما وطین ‌ تا شد و دانہ پذیرندہ زمین ‌ خاک این و ہر چہ در و سے کاشتی ‌ بے خیانت جنس آن بر داشتی ‌ این امانت زان عنایت یافتہ است ‌ کہ آفتاب عدل بر وے تافتہ است ‌ المعنی ما وطین و آب و گل فرماتے ہین کہ منجملہ اُن اشیا کے جو اوپر مذکور ہوئین آب و گل ہی جسپر پرتو اُسکی ذات کا چمکا ہی جس سے زمین دانہ پذیرندہ ہوئی اور امین بنی کہ جو کچھ اُسمین بوُدیعۂ خیانت اُس سے سوا اور یہ صفت امانت کی اُس مین اُسی کے آفتاب عدل سے پیدا ہوئی ہی جو مدتون اُسپر چمکا ہی النخلاف آن اشعار کے معنی تو بحر العلوم مین لکھے ہین جو چندان مشکل نہین قولہ تا نشان حق نیابد نو بہار ‌ خاک سر بر ارنسازد ہم شکار ‌ آن جمادے را بداد ‌ این خبر ‌ او بین امانت دین امانت دین عطا داد ‌ آن جماد از لطف چون جان یافتہ ‌ نہر یزدانش مشود ‌ آن جمادی گشت از فضلش لطیف ‌ کل شی من طریف ہو ظریف ‌ ہر جمادی را کند فضلش خبیر ‌ خلعتان را کرد ہ قمر او ضریر ‌ المعنی نشان فرمان سر تخفیف بھید جو اوبخشندہ جماد بالفتح ہر چیز بجان و زمین سخت اور وہ زمین جہان پانی نہ پہونچے صد ابفتح راستی و درستی ذہر یر بالفتح سرما سے سخت ظریف غریب دنا در و نوزادہ ظریف زیرک و خوش طبع ضریر نابینا بیمار و لاغر اور منجملہ اُنکے نوبہار ہی کہ جبتک نشان اے فرمان حق کا نہین پاتی خاک کے بھید جو روئیدگی وغیرہ ہی ظاہر نہین کرتی اور وہ ایسا جماد ہی کہ اُسنے اونی جماد کو جو زمین ہی اور بیجان ایسی چیزین کہ وہ گل و سبزہ ہی اور امانت کردہ وجوب وغیرہ ہین اور راستی درستی دی ہی جیسے کہ اُسکے نتائج سے ظاہر ہی اور یہی زمین مردہ مثل جان کے ہوجاتی ہی عزیز و پیاری

جسوقت اپنی بہار پر ہوتی ہی اور زمہریر جو سرما و خزان ہی اُسکے خوف سے کیسا چھپ جاتا ہی اور بعد سرما کے بہار ہوتی ہی پس جاوی کہ کثیف شی ہی جسکے گرد سے لوگ گھبراتے ہین اُسکے فضل سے کیسی لطیف ہو جاتی ہی اور کیسے لطیف نمو جو شی کہ نادر اور غریب سے ہو وہ بھی نادر و غریب کیون نہو مگر عجب یہ ہی کہ جاوی تو اُسکے فضل سے خبیر ہو جاوے کہ خبر دینا اُس کا وہی اُسکی رویدگی ہی جو ظاہر ہو رہی ہی اور غافل مویشی کے ویسے ہی اُسکے قہر سے اندھے ہین وہ ابن یامین اور بھیدون کی طرف کیسے نظر فکرین الخلاف تجر العلوم مین نشان کے معنی مین لکھا ہی تا حسن حق در زمین ظاہر نشود اور مین نے نشان کے معنی فرمان لکھے ہین دوسرے آنحضرتین مصرع مین خرایف ظریف بطائے معجمہ لکھا ہی و مین نے بطائے مہملہ لکھا ہی اور شرح سے ایک یہ کیا کہ پانچون شعر مین سے کسی کے معنی بھی نہین لکھے جو جانا جاوے کہ مختار شارح کیا ہی قولہ جان و دل راطاقت این جوش نیست ؛ باکہ گویم در جہان این گوش نیست ؛ ہر کجا گوشی بدازدوے چشم گشت ؛ ہر کجا سنگے بدازدوے یشم گشت ؛ کیمیا سازیست چہ بود کیمیا ؛ معجزہ بخشیست چہ بود سیمیا ؛ این ثنا گفتن زمن ترک ثناست ؛ کاین دلیل ہستی و ہستی خطاست ؛ پیش ہست او بیا یدنیست بود ؛ ہست ہستی پیش او کور و کبود ؛ گر نبودی کور از و گبد اختی ؛ گرمی خورشید را نشناختی ؛ ور نبودی او کبود از تعزیت ؛ کے فسردی ہمچو یخ این ناحیت ؛ المعنی یشم بالفتح معرب ایشب نام سنگ قیمتی سبز رنگ سیمیا بالکسر علم طلسم جس سے روح دوسرے بدن مین نقل کر لین اور چاہے جس شکل مین ہو جاوین اور موہوم باتین دکھاوین جنکی کچھ اصل نہو ناحیت کبر جا کرانہ ملک و ہمانے از ولایت یعنی اوپر جو لکھا گیا کہ دریا دابر اور آفتاب و نو بہار وغیرہ جو اُس سے فیضیاب ہین یہ بھی ایک حمد و ثنا ہی یہ تو مین نے جو کی وہ کی مگر وہ جوش جو میرے دل مین بھرا ہی کس سے کہون نہ تو کسی کے جان و دل مین اس جوش کے تحمل کی طاقت ہی نہ کسی کے ایسے کان جو اسکو سنین نہ ان جہان کہان کان تھے لیئے اُسکے سننے والے وہ تو چشم جو مراد سو جھ بوجھ کامل سے ہی ہو گئے اور جو تھے تھے وہ یشم ای قیمتی جواہر سنگ یہ جوش کیا ایک کیمیا ہی جو قلب ماہیت کر دیتا ہی یا سیمیا کہ بے بود کو نمود کرتا ہی پھر فرمایا کہ کیمیا کیا چیز ہی یہ خود کیمیا ساز ہی اور سیمیا کی کیا اصل کہ وہ ایک طلسم بے بنیاد ہی یہ تو معجزہ بخش ہی جو انبیانے خدا سے پائے ہین چنانچہ مشہور معروف ہین اور اظہر من الشمس آور یہ جو مین ثنا اُسکی کرتا ہون ثنا نہین ترک ثنا ہی اس واسطے کہ جب آپ کو ہست سمجھا تب تو بنا بر مغائرت کے ثنا کی اور درصورتے کہ اسمین نیست ہو جاوے تو پھر کون کس کی ثنا کرے پس چاہیے کہ اُسکی ہستی کے سامنے نیست ہو جاوے اسلیے کہ ہماری ہستی چیز ہی کیا ہی بجز کور و کبود کے کور بدین وجہ کہ اگر کور نہوتے تو اُسکی ہستی جو اصل تھی ہی دیکھتے اور خود بخود اُس آفتاب کی گرمی سے مثل یخ کے پگھل کے نیست و فنا ہو جاتے اور ہرگاہ یہ بات نہین تو کور نہین اور کیا ہی اور کبود اس سبب سے کہ اُس آفتاب کی ہستی مین نیست نہین ہوے اس تو بیت و ماتم مین سیہ پوش کیا معنی خود کبود ہی ہو رہی ہی تو ناحیت میرے دل کی ٹھٹھری ہوئی اور سرد ہی اگر اُس آفتاب مین نیست ہو گئی ہوتی تو سنہ و حدت و حرارت اُسکی اسمین ہوتی کس واسطے اس آفتاب

کی شعاع بھی تو جہان پڑتی ہی اسکو گرم کرتی ہی الخلاف شرح بحر العلوم کے آخر شعر مین بجاے غمزہ کے غمزہ غلطا لکھا ہی اور نہ معنی صاف صاف کسی شعر کے لکھے دیکھ لین ع ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی

بیان خسارہ وزیر کا اس مکر و فریب مین

قولہ ہمچو شہ نادان و غافل بد وزیر ✤ بیخبر میزد باقدیم ناگزیر ✤ ناگزیر جملگان حی قدیر ✤ لایزال و لم یزل فرد و بصیر ✤ بیچنان قادر خدائے کز عدم ✤ صد چو عالم ہست گردانند دم ✤ صد چو عالم در نظر پیدا کند ✤ چونکہ چشمت را بخواب بنماکند ✤ گر جہان پر نیست بزرگ و بی شبیہست ✤ پیش قدرت ذرہ میدان کہ نیست ✤ اینچنان خود جنس جہا نہا ست ✤ ہین و دیدہ آنسو کہ صحرا ے شماست ✤ اینچنان محمد و دو آن خود بیچہ ہست ✤ نقش و صورت پیش آن معنی سدست ✤ صد ہزاران نیزہ فرعون را ✤ در شکست آن موسی با یک عصا ✤ صد ہزاران طب جالینوس بود ✤ پیش عیسے دانش افسوس بود ✤ صد ہزاران دفتر اشعار بود ✤ پیش حرف امی اش عار بود ✤ باچنان غالب خدا زندی کسے ✤ چون نمیرد گر نباشد او خسے ✤ المعنی ناگزیر ناچار ولا علاج حی زندہ قدیر قدرت والا لم یزل ولا یزال دونون بمعنی ہمیشہ فرق تنہا بصیر بنا ثنی بالفتح دونا کرنا اور دوم ہونا حبس قید ہین بالکسر کلمہ تنبیہ سد مانع و حائل میان دو چیز امی وہ جو لکھا پڑھا نہو وے کہ لقب آنحضرت صلعم کا ہی عار ننگ و شرم لینے جیسا ✤ دشناہ غافل لکھا موسی عیسے مین فرق کرتا تھا ایسا ہی وزیر بھی غافل نادان تھا پس ع وزیر سے چنین شہریارے چنان ✤ بچہ کیسے فتوے نہ پھیلتا دونون قدیم ناگزیر سے بچہ کرتے اور لڑتے تجھے دوسرا شعر تفسیر ناگزیر کی ہی کہ وہ خدا ایتعالے ہی جیساکہ لفظامی صاحب رہنے بھی فرمایا ع خدائے کز زیست کس ناگزیر ہا فرماتے ہین کہ وہ ناگزیر سب کا ہی کسی کو اس سے چارہ نہین نہ اس بغیر کسی کو چین پڑتا ہی اور وہ زندہ ہی قدرت والا اور ہمیشہ ہمیشہ اور تنہا اور بنا بر وقت و ہر حال مین اور ان دونون کو لڑائی ایسے خدا قدرت والے سے تجھی کہ جیسا یہ جہان ہی ایسے ایسے سیکڑون جہان اگر چاہے تو دم بھر مین عدم سے وجود مین لائے اور اگر چاہے کہ تیری چشم کو اپنی طرف بنا کر سے اور سو جھ بوجھ بخشے تو دیکھتے ہی تیری نظر مین سیکڑون ایسے جیساکہ عالم ہی پیدا کردے دیر ہی نہ لگے اگرچہ یہ جہان تیرے سامنے بہت بڑا اور رلاتانی ہی مگر یہ جانے رہ کہ اسکی قدرت کے سامنے ایک ذرہ بھی نہین ہی یہ جہان تو تنگ و تاریک قید خانہ تمھاری جانون کا ہی خبردار ہوا دھرنہ چلیو جو اصل صحرا تھا راہی جہان سے تم آئے ہو دیکھو کیسا وسیع فسیح ہی یہ جہان تو محدود ہی اور وہ صحرا بیحد و کنار اور منشا اس عالم کے جو نقش صورت ہین جن کے خیال مین تو گرفتار رہی تجھ مین اور اس معنی مین حائل اور سد ہوے ہین یہ بادشاہ و وزیر کیا چیز ہین لاکھون تیرے فرعون کے تھے جنکو ایک موسے نے ایک عصا سے شکست دی یہ اسی کی قدرت تھی کہ ایسے سرکش مدعی دعوے خدائی کو ادنی شہ سے خراب کیا لاکھون قسم کی طب جالینوس کی تھی عیسی کو وہ دم عطا فرمایا تھا جس کے سامنے وہ سب افسوس تھین کہ افسوس یہ دم تجھکو ملا ہوتا یہ طب نہ ملی ہوئی کہ اسکے سامنے سب ہیچ پوچ ہین لاکھون دفتر اشعار شعراے عرب کے تھے

اسکے امی کی بات کے سامنے کہ امی لقب آنحضرت صلعم کا ہی سب عارتھے یعنے ایسے زشت وزبون ہوگئے کہ پھر اُن کو اُن سے
خود ننگ وعار ہونی تھی پس شعر متبحر جملہ اشعار کا ہی کہ پھر ایسے مالک غالب کے مقابل کیسے نہ مرے یعنے آپ کو میت نابود نمجانے
بشر ملکیہ جنس نمواد جنھون کا کچھ ذکری نہین وہ جو کرین اور جو کہین تھوڑا ہی ہی بالخلاف شرح بحر العلوم مین جملگان اس صورت
پر لکھا ہی جملگان غلط ہی اسواسطے کہ بدل مبدل منہ جو ہی اور کاف ہی جمع نہین ہوسکتے اور یہ بھی نہین کہ سکتا شاید
جملہ گان بکاف تازی سمجھے ہون اگر یہ ہی تو معنے نہ معلوم کیا سمجھے اگر معنے لکھتے تو اچھا ہی نمونا یہ تو عادت ہی نہین مین نے
جانا تھا کہ شرح سے بڑی مدد پاؤن گا سو بیخبر بقول حافظ رح شعر احرام چہ بندیم کہ آن قبلہ نہ اینجاست ؛
در چارہ چہ کوشیم چو از مردہ صفارفت ؛ اور اینجان خود جس اسکو جنس لکھدیا ہی ایسے ہی لفظ امی میں کی شکل قولہ پس
دل چون کبود را نگیخت او ؛ مرغ زیرک باد پا آویخت او ؛ فہم وخاطر تیز کردن نیست راہ ؛ خیرہ شکستہ می نہ گیرد فضل
شاہ ؛ المعنی یعنے بہت دل جو پہاڑ جیسے سخت ومستقل تھے انکو اسنے اکھیڑ دیا اور بہت مرغ دانہ ای عقیل انکو اس لٹا
پانون سے اٹکا دیا اور ایک مرغ ہوتا بھی ہی کہ رات کو الٹا دونون پانون سے لٹک کے تو تی تو تی کہتا ہی پس خوب جان لے
کہ فہم اور خاطر کو تیز کرنا راہ نہین ہی شکستگی اور عجز کا گذر ہی فضل شاہ کا اسی کو پسند کرتا ہی قولہ ای بسا گنج آکنان گنج گاؤ ؛ کان
نیال اندیش راشد ریش گاؤ ؛ گاو کہ بود تا تو ریش او شوے ؛ خاک چہ بود تا حشیش او شوے ؛ زر وفقہ چیست
تا مفتون شوی ؛ چیست صورت تا چنین مجنون شوی ؛ این سراو باغ تو زندان تست ؛ ملک ومال تو بلاے جان تست ؛
آن جماعت را کہ ایزد مسخ کرد ؛ آیت تصویر شان را نسخ کرد ؛ چون زنے زکار بد شد روے زرد ؛ مسخ کرد او را
خداوند ہرہ کرد ؛ عورتے را زہر کردن مسخ بود ؛ خاک وگل گشتن چہ باشد ای عنود ؛ المعنی گنج گاو گنج جمشید کہ بہرام
کے وقت مین ایک کسان کو ملا تھا کہ وہ کھیتی کو پانی دیتا تھا کہ وہ گنج ایک عمارت کی عمارت تھا جو بہرام نے لٹا دیا تھا
زین گاو احمق وخام طمع مسخ حشیش بفتح وہرد وشین کاہ خشک مسخ بالفتح بدل دیا صورت کا دوسری صورت پر جو پہلے
سے بدتر ہو نسخ بالفتح وہ کرنا عبو بصمتین خلاف حق کے کوئی کام کرنا وفتح ستیزندہ وگمراہ یعنے جیسے اور لوگ گذرے
ہین جو مذکور ہوے فرعون سے مرغ زیرک تک ایسے ہی بہت سے گنج آکن جو ہوے جنھون نے خزانے جمع کیے
گنج گاو جیسے کہ وہ جمشید تھا کہ یہ گنج گاؤ اس خیال اندیش کو ریش گاو وہ اپنے یعنے محمق وتسخر کرانے کے لیے جمع کیا تھا اور بہرام گور
نے اسکو لٹایا بھلا خیال تو کرو گاو کیا چیز ہی کہ تو انسان ہو کے اسکی ریش سنبے اور خاک کیا شی ہی جسکی حشیش تو ہوے خاک
سے مراد ملک ہی یعنے ملک وگنج دونون کچھ چیز نہین اور زر ونقرہ پر کیون مفتون ہوتا ہی یہ کیا ہین اور کسی کی
صورت کا کیون مجنون بنتا ہی کہ نہ وہ کچھ ہی نہ یہ کچھ ہی مکان وباغ بہت سے بناتا ہی یہ خود اپنے لیے آپ زندان بناتا
ہی خود دنیا ایک زندان ہی پھر یہ زندان علاوہ بران ملک ومال کی محبت مین لیون مبتلا ہی کہ تیری جان
کے واسطے بلا ہی یہان اسکی صیانت وحفاظت وبان مواخذہ اور محاسبت اور دیکھ بدولت محبت مال کے

وہ جماعت تھی جو مسخ ہوئی کہ زکوٰۃ نہین دیتی تھی چنانچہ فرمایا وجعل منہم القردۃ والخنازیر کہ اچھی آیت تصویر کی ان کی تھی لیتے اچھی صورت بموجب صورکم فاحسن صورکم کے اس آیت کو مسخ سے نسخ کرکے بندر و خوک بنا دیا وہ عورت جو بسبب بدکاری کے درگاہ الٰہی سے زرد رو ہوئی کہ وہ زہرہ ہے خدا نے اسکو صورت انسانی و صفت جاندار ی سے مسخ کرکے ستارہ بنا دیا اور جاندار ی سے جماد کر دیا مختصر حال اسکا یہ ہے کہ ہاروت ماروت دو فرشتے بوعدۂ عبادت آسمان سے زمین پر آئے اور یہ زہرہ ایک عورت بولی از پس ہمسایگی تھی یہ دونون فرشتے اسپر فریفتہ ہوکر مصدر گناہ ہوئے اور چاہ بابل مین قید کیے گئے زہرہ کو انھون نے اسم اعظم بتا دیا تھا یہ اسکو پڑھ کے تیسرے آسمان تک پہونچی خدا نے اسکو وہین بصورت ستارے کے مسخ کر دیا اب مولانا رحمۃ اللہ علیہ بطور توضیح کے فرماتے ہین کہ اے عنود و گمراہ یہ تو تونے جان لیا کہ ایک عورت کو زہرہ کر دینا یہ مسخ ہوا اور اپنی خبر نہین کہ خاک و گل ہو جانا یہ کیا ہے اسکو کیا کہتے ہین قولہ روح سے پر دو سوے چرخ برین ٭ سوے آب و گل شدی در اسفلین ٭ تو بیشتر ازین مسخ کردی زین سفول ٭ ز ان وجودے کو بدآن رشک عقول ٭ پس بتر زین مسخ کرون چون بود ٭ پیش آن مسخ این بغایت دون بود ٭ المعنے اسفلین منسوب باسفل پست تر و پائین تر و زیر تر سفول بضمتین پستی اور نیچے ہو جانا عقول مراد عقول عشرہ سے کہ وہ دس فرشتے ہین دون ادنی و ناچیز یہ اشعار تفسیر شعر صدر کے ہین فرماتے ہین کہ روح ایسی پاکیزہ شے ہے کہ آسمان پر اڑتی ہے اور تو آب و گل کی طرف کہ عبارت تن سے ہے اسفلین کو گیا جو پست اور زیر ترین مقام ہے اب بتا تونے آپکو مسخ کیا یا نہین اس وجود سے کہ بس پر عقول عشرہ کو رشک تھا کہ کاش یہ وجود ہم کو دیا ہوتا تونے اس پستی مین پڑکے یہ خرابی کی پھر اس سے بتر مسخ کیا ہوگا انصاف تو کر یہ مسخ تو بہت ہی ناچیز و ادنی ہے ٭ الخلاف حضرت بحر العلوم نے اسی لیے سنگ الکنان الخ سے یہان تک کچھ تو گنگا و کے بیان مین کچھ ہاروت ماروت کے قصہ مین ٹالا اصل معنی ایک شعر کے نہین لکھے حالانکہ قابل لکھنے کے تھے الحق ع چون ندہند حقیقت رہ افسانہ زدند ٭ قولہ اسپ ہمت سوے آخر تاختی ٭ آدم مسجود را بشناختی ٭ آخر آدم زادۂ اے ناخلف ٭ چند پندار ی تو پستی را شرف ٭ چند گوئی من بگیرم عالمے ٭ این جہان را پر کنم از خود ہمے ٭ گر جہان پر برف گردد سر بسر ٭ تاب خور بگذارد شش از یک نظر ٭ ور زراوہ وزر چون اوصد ہزار ٭ نیست گردد ہفت از یک شرار ٭ المعنی آخر بضم خاے معجمہ مخفف آخور بمعنی علف اسپان و جاے علف خوردن اسپان ہندی تھان اور گھاس گھوڑون کے کھانے کی اوکاہ پس ماندہ گھوڑون کی جو خراب ہو جاتی ہے و آرامگاہ و نشیمن مشترک اگرچہ مطلق انسان کی ہو خلف بفتحتین فرزند صالح و بالسکون طالح کہتے تو تو روح کی طرف متوجہ ہی نہین تونے اپنے ارادہ کا گھوڑا آخر کی طرف دوڑایا ہے اور تن پروری مین مصروف تونے یہ نہین جانا کہ مین ہون کس کی اولاد یعنے آدم جو مسجود ملائک تھے ایسے پاکیزہ اور مقدس ہے ناخلف ہم تجھ سے پوچھتے ہین کہ تو آدم زادہ ہے یا نہین اگر ہے تو اس پستی و ناچیزی کو اپنا شرف کب تک سمجھے رہے گا اور کب تک یہ کہے گا کہ مین سارے جہان کو لیلون اور اپنے آپ سے جہان کو بھر دون

کہین کسی کی گنجایش نہ چھوڑون یہ نہین دیکھتا کہ اگر جہان سر بسر برف ہو جاے جس سے پہاڑ بھر جاتے ہین تو حرارت آفتاب کی ایک نظر سے گلا دے تو اگر ابہن بھر گیا تو کیا ہوا الخلاف بحر العلوم مین بجاے تاب خور کے غوطہ لکھا ہے ایسے ہی شعر نیر کا پہلا مصرع اسی سبب سے بالفعل مین نے اُسکے معنی نہین لکھے لیکن بعد اسکے سمجھ مین آیا کہ پہلے مصرع مین وزیر ہی یعنی بار گناہ قولہ عین آن تخییل را حکمت کند ۞ عین آن زہر آب را شربت کند ۞ در خرابہ گنجہا پنہان کند ۞ خار را گل جسمہا را جان کند ۞ آن گمان انگیز را ساز دیقین ۞ مہرہا رو یاند از اسباب کین ۞ پرورد در آتش ابراہیم را ۞ یعنی روح سازد بیم را ۞ المعنی عین ذات وچشم وآفتاب بتخییل خیال کرنا اور کسی کو خیال مین ڈالنا یعنی ہندی نہ ڈری یعنے ذات اُسکی خیالات کو جو بحقیقت عین وذات نہین حکمت عین بنا دے اور ذات اُسکی زہر اب کو شربت کر دے یعنی بے فائدہ کو پر فائدہ اور مضر کو مفید بنا دے مخلوق خزانے اپنے کیسی محفوظ جگہون مین چھپا تے ہین اور نگہداشت کرتے ہین وہ ویرانون مین چھپاتا ہے اور کانٹون سے گل نکالتا ہے اور جسمون سے جو کثیف ہین جانین لطیف پیدا کرتا ہے اور گمان انگیز کی باتون کو جو ارباب حکمت ہین یقین بنا دیتا ہے اور کینون کے اسباب سے محبتین پیدا کرتا ہے دیکھو ابراہیم کو کیسا آتش نمرود مین پالا اور جو بات روح کے حق مین خوف کی ہوا سکو ایمنی کر دیتا ہے قولہ از سبب سازیش من سود ایم ۞ وز سبب سوزیش سوفسطایم ۞ در سبب سازیش سرگردان شدم ۞ در سبب سوزیش ہم حیران شدم ۞ المعنی سوفسطائی ایک فرقہ ہے کہ نفی حقائق کی کرتے ہین اور وہ تین قسم ہین عنادیہ وعندیہ لا اور یہ پہلے قائل حقائق اشیا کے نہین ہین عالم کو وہم وخیال بتاتے ہین عندیہ منکر ثبوت اشیا کے ہین اور تابع اپنے اعتقاد کے ہین کہ جس شی کو ہم جیسا اعتقاد کرین وہ وہی ہے چاہے غرض چاہے جوہر چاہے قدیم چاہے حادث لا اور یہ منکر ہین نہ ثبوت کے قائل نہ نفی کے مولانا رح فرماتے ہین کہ تیری سبب سازی کا مین دیوانہ ہون کہ کیسی ضد مین سے ضد کا سبب پیدا کرتا ہے جیسے زہر کا شربت کر دینا اور سبب سوزی کو خیال کر کے سوفسطائی ہون کہ در اصل نہ زہر کی کچھ حقیقت ہے نہ شربت کی جیسا تو چاہتا ہے ایک سبب کو جلا کے دوسرا پیدا کر دیتا ہے مین تو یہ سبب سازی اور سبب سوزی اُسکی دیکھ دیکھ کے حیران وسرگردان ہون کہ اسباب شی کے موجود ہوتے ہین اور وہ شی نہین ہوتی اور وہ ہو جاتی ہے جسکے سبب نہین ہوتے الخلاف شرح بحر العلوم مین مطلب اشعار کا کہین نہین پایا سواے خارجی باتون کے

مکر کرنا وزیر کا اور خلوت مین بیٹھنا اور شور ڈالنا اس قوم مین

قولہ چون وزیر مکر بد اعتقاد ۞ دین عیسی را بدل کرد از فساد ۞ مکر دیگر آں وزیر از خود بہ بست ۞ وعظ را بگذاشت در خلوت نشست ۞ در مریدان در فگند از شوق سوز ۞ بود در خلوت چہل بامداد روز ۞ خلق دیوانہ شدند از شوق او ۞ از فراق حال وقال ذوق او ۞ لا بہ وزاری ہمیکردند واو ۞ از ریاضت گشتہ در خلوت دو تو ۞ گفت ایشان بے تو ما را نیست نور ۞ بے عصا کی چون بود احوال کور ۞ از سر اکرام واز بہر خدا ۞ پیش ازین خود کن مرا جذبہ عطا ۞ تا چو طفلانیم ما را دایہ تو ۞

بر سر ما گستران آن سایہ تو ؛ گفت جانم ارمجان دور نیست ؛ لیک بیرون آمدن دستور نیست ؛ المعنی ماکر مگر کنندہ
لا بد لفظ با خوشامد و چاپلوسی تو بولا و مجہول پردہ دری یہ اشعار صاف ہین لیکن کچھ معنی بطور اختصار حسب عادت اپنے کہ کوئی
شعر چھوڑتا نہین ہون لکھون یعنے جب وزیر مکار بد اعتقاد نے دین عیسے کو فساد سے بدل دیا تو پھر وہ سرا مکر اپنی طرف
سے یہ بنایا کہ وعظ چھوڑ کے خلوت مین بیٹھا اور مریدون مین اپنے شوق سے سوز و حال دیا چالیس بچاس دن خلوت نشین
ہوا مخلوق دیوانہ ہوگئی اس کے شوق اور حال کمال کے ذوق مین سب خوشامد و زاری کرتے کہے اور یہ خلوت مین ریاضت
کے مارے دوہرا ہو گیا یہ کہتے تھے کہ بے تیرے تکو کچھ سوجھتا نہین اندھے ہین اور اندھے کا جب کوئی لاکھی پکڑنے والا نہو تو خیال کر کیا حال ہوگا تو اپنی بزرگی اور کرم کی راہ سے اور خدا کیواسطے ہم کو آپ سے اب زیادہ جدا مت رکھ
ہم بچے ہین اور تو وا یہ ہمارے سر پر دیسا ہی سایہ ڈال جیسا ڈالتا تھا اُسنے اُنکے جواب مین کہا کہ یہ نہ سمجھو کہ جان میری
تمسے دور ہے بلکہ وصل ہر لیکن کیا کرون نکلنے کا قاعدہ نہین تو لہ آن امیران در شفاعت آمدند ؛ وان مریدان در ضراعت
آمدند ؛ کاین چہ بدبختیست ما را ای کریم ؛ از دل و دین ماندہ ما بے تو یتیم ؛ تو بہانہ مسکنی و ما زار و ؛ میزنیم از سوز دل دمہا
سرد ؛ ما بگفتار خوشت خو کردہ ایم ؛ از شیر حکمت تو خوردہ ایم ؛ الصلا این جفا با ما مکن ؛ لطف کن امروز را فردا مکن ؛
مید ہد دل مر ترا کین بیدلان ؛ بے تو کردند آخر از بیحاصلان ؛ جملہ در خشکی چو ماہی می تپند ؛ آب را بگذار جو بردار بند ؛ بلکہ
چون تو ور زمانہ نیست کس ؛ اللہ اللہ ظن را فریاد رس ؛ المعنی آمیدہی کہ ان کے بارہ فرقون مین جو بارہ تھے شفاعت
سفارش ضراعت عجز و زاری یعنے سب فرقے بھی جمع ہوے اور اُنکے امیر بھی سفارش کرتے تھے اور یہ سب عجز و
زاری کہ ای کریم یہ کیسی بڑی بدبختی ہماری ہر کہ ہم نے تیرے دل و دین سے یتیم رہگئے ؛ دل رہا نہ دین رہا تو تو بہانے
کرتا ہر ہم سوز دل سے ٹھنڈی سانسین لیتے ہین ہماری تو تیری اچھی اچھی باتین سننے کی عادت پڑی ہوئی ہر اور تیرے
شیر حکمت کے پلے ہوے ہین اللہ اللہ ایسا ظلم ہم پر مت کر ہمکو تو آج لطف و مہربانی کرنا چاہیے تو فرد اپر کیسے تالا تا کہ
کہ باہر نکلنے کا قاعدہ نہین ہمارا دل یہ کہتا ہر تیرے معاملہ مین کہ یہ جتنے بیدل ہین بے تیرے آخر سب بے حاصل
ہو جائین گے سب ایسے تڑپ رہے ہین جیسے مچھلی خشکی مین اب تو پانی مہر کا ان پر قبول دے اور منہ سے تو آ تو دے آہ تو وہ
شخص ہر کہ تجھ سا زمانہ مین کوئی نہین اللہ اللہ تیرا کیا کہنا ہر تو ہماری فریاد رسی کر الخلاف شرع بحر العلوم مین بجاے
بردار بند کے بودار غلط لکھا ہر

دفع کرنا وزیر کا مریدون اور اپنے اتباع کو

قولہ گفت ہان ای سخنگان گفتگو ؛ وعظ گفتار و زبان گوش جو ؛ نیہ اندر گوش حسن دون کنید ؛ نیہ حس از خشم خود بیرون
کنید ؛ نیہ آن گوش سر گوش سرست ؛ تا نگردد این کر آن باطن کرست ؛ المعنی ہان کلمہ تنبیہ کا ہر سخنگان جمع سخنگو معنی
بیگار جس بالکسر دریافت کرنا کسی چیز کا حواس سے خواہ ظاہری ہون خواہ باطنی سر سمجھنے بھید سر معروف کر ہندی

بہرا اور ناشنوا یہ سب اشعار مولانا رح نے خود بہ نفس نفیس پردہ زبان وزیر مکار مین فرمائے ہین یعنی اُسنے گفتگو سُنکے کہا کہ خبردار ہوجاؤ اے بیگار یوگفتگو کے اور وعظ وگفتار اور زبان وگوش کے ڈھونڈھنے والو کہ کوئی زبان سنکے ہم کو وعظ کرے اور ہم کان سنکے سنین اُس حس ناچیز ظاہری کے کان مین تو روئی رکھ لو اور آنکھون پر تمھاری جو پردہ وہ بند حس کی ہے کہ ظاہر بین ہورہے ہو اس بند کو آنکھون سے نکال ڈالو اور روئی اُس گوش بھید کی جس سے وہ بھید سنے جاتے ہین یہی گوش ظاہری سر کے ہین جب تک یہ بہرے نہین ہوتے وہ گوش باطن والے کرہین کوئی بھید اُن سے سُننے مین نہین آیگا بخلاف شرح بحر العلوم مین این گران بجاے کرکے لکھا ہے اگرچہ معنی دونون کے ایک ہین مگر تکرار کرکی اہم ہے اور الفصیح قولہ بحس وبے گوش وبفکرت شوید ؛ تا خطاب ارجعی را بشنوید ؛ تا بگفت وگوے پندار اندری ؛ تو زگفت خوب کوے بری ؛ سیر بیرونی ست فعل وقول ما ؛ سیر باطن ہست بالاے سما ؛ المعنی ارجعی سے اشارہ ہے آیہ کریمہ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ سے یعنی اے نفس مطمئنہ رجوع کر اپنے رب کی طرف خوشی خوشی لینے پہلے بحس اور بے گوش اور بے فکر ہوجاؤ پھر سنو کیسا خطاب ارجعی کا خود بخود کان مین آتا ہے اور اپنے پروردگار کا بلانا اپنی طرف سُنتا ہے اگرچہ اس آیت کی تفسیر مین یہ لکھا ہے کہ بندہ مومن کے پاس آکر فرشتہ موت کا یہ خطاب کرتا ہے اور وہ مژدہ راضیۃ مرضیۃ کا سُن کے خوش بخوش متوجہ لقاے الٰہی کا ہوتا ہے لیکن یہ موقع اطلاق کا ہے یعنے ہر وقت یہ خطاب سُنوگے اور جبتک مفید گفتگو اور گمان کے ہو گفتگو خوب کی جو وہی خطاب غیبی ہے لو بھی نہ پاؤگے سیر ظاہری تو یہی قول وفعل ظاہری ہین یعنے احکام شریعت اور طریقت اور سیر باطن کی بالاے آسمان ہے جو حقیقت وموفت ہے الخلاف صاحب بحر العلوم نے آیت یا ایتہا النفس المطمئنۃ کو فی جنتے تک لکھ کے ایک صفحہ ادھر اُدھر کی باتون سے سیاہ کیا ہے اور مین تو یہی جانتا ہون ع فرزند مرا عشق بیاموزد و بس ؛ قولہ حس خشکی دید گر خشکی نزاد ؛ موسے جان پاے ورد دریا نہاد ؛ سیر جسم خشک بر خشکی فتاد ؛ سیر بان پا در دل دریا نہاد ؛ چونکہ عمر اندر رہ خشکی گذشت ؛ کاہ کوہ وگاہ صحرا گاہ دشت ؛ آب حیوان را کجا خواہی تو یافت ؛ موج دریا را کجا خواہی شگافت ؛ المعنی اوپر جو سیر ظاہری وباطنی فرمائی ہے مطابق اُسکے فرماتے ہین کہ حس یعنی اہل حس نے تو خشکی تا کی اس سبب سے کہ انکی پیدایش خشکی سے ہے اور ظاہر کہ انسان آبی نژاد نہین ہر خشکی مین پیدا ہوا ہے اور موسی جان نے قدم دریا مین رکھا جیسا کہ حضرت موسی کو پیدا ہوتے ہی دریا مین بہادیا تھا یعنے یہ روز ازل سے دریاے عشق کے ڈوبے ہوے ہین اور وہ اس سے جان بچانے والے اور خشکی کے عادی بس سیر جسم خشک کی خشکی پر پڑی اور جان کی سیر نے پانون دل دریاے بیچون مین دریا مین رکھا جیسا کہ حال عابدون اور عارفون کا ہے اور ہر گاہ کہ عمر انکی راہ خشکی مین گذری کبھی مہا کبھی صحرا کبھی دشت کہ یہ سب مراد نشیب فراز ریاضات ومشاق سے ہے ایسے لوگ آبحیوان کیسے پائین اور عمر ابدی جو نشہ سے حاصل ہوتی ہے انکو کیسے ملے نہ یہ مجال کہ موج دریا کو پھاڑین جیسے حضرت موسی نے وقت تعاقب فرعون کے

رود نیل کو عصا مار کے پھاڑا اور بارہ راہین پیدا کردی تھین جیسا کہ قرآن مجید مین ہے وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ الْبَحْرَ
اختلاف بحر العلوم کے متن مین تو موسی جان لکھا ہے اور شرح مین عیسے جان اور عیسی جان کو مشکوک کہکے لکھا کہ شاید دریا مین بے کشتی عبور کرتے تھے اور موسی جان کی نسبت لکھا کہ اشارہ دریا کے پھاڑنے سے ہے وقت تعاقب فرعون کے انتہی مین یہ کہتا ہون کہ موسی جان یا عیسی جان سے جان ہی مراد ہے نہ موسی و عیسی اور قطع نظر اسکے عیسے لکھکر مشکوک امر کو کیون اختیار کیا جاے اور نسبت دریا کی عیسی سے مناسب بھی نہین بخلاف موسی کہ ہنگام تو لد بھی ہے اور زمان تعاقب بھی سو اسکے مصرع اخیر بھی ذکر موسے کا مؤید ہے یہ عیسی کا قولہ موج خاکی فہم و وہم و فکر ماست ؛ موج آبی صحو و سکر ست و فناست ؛ تا درین فکرے ازان سکری تو دور ؛ تا ازین مستی ازان جامے نفور ؛ گفتگوے ظاہر آمد چون غبار ؛ مدتی خاموش کن تا ہوشدار ؛ **المعنی** صحو بالفتح اصطلاح صوفیہ مین گم اور نابود کرنا اوصاف و عادات کا اور سکر بمعنی استیلاے حال اور بعض کے نزدیک صحو کے طرف ترتیب افعال و فنا اور ساقط ہونا اوصاف بشری سے یعنی خاکی جو جسم ہمارا ہے اسکی موج تو فہم اور وہم اور ہماری فکر ہے اس سے یہ پیدا ہوتے ہین اور آبی جو جان ہے اس سے صحو و سکر و فنا حاصل ہوتی ہے یعنے اوصاف و عادات سے الگ ہوجانا اور مستی و حال مین ڈوب جانا اور نیست ہوجانا لیکن جب تک تو اس فکر مین ہے یعنی تن کی تو اس سکر سے دور ہے اور جبتک اس وہم و فہم کے نشہ مین چور ہے ضرور اس جام صحو و فنا سے نفور ہے پس مولانا کہتے ہین کہ ساری گفتگو ظاہر کی بے فائدہ محض اور ایسی ہے جیسے غبار مکدر کرنے والا چاہیے کہ ایک مدت خاموشی کرا اور خبردار ہو ہوش رکھ **اختلاف** صاحب بحر العلوم نے قریب دو ورق کے ان اشعار کے معنی مین سیاہ کیے ہین شاید ضرورت اسکی ہو گی مین تو نفس مطلب کو ضروری جانتا ہون

اگر یہ نہو تو پھر سوا اسکے اور کیا شعر بروہر چہ می بایدت پیش گیر ؛ سر ماندارے سر خویش گیر

مکر رکہنا مریدون کا کہ خلوت کو توڑ

قولہ جملہ گفتند اے حکیم رخنہ جو ؛ این فریب و این حجابا ما مگو ؛ چون پذیرفتی تو ما را از ابتدا ؛ مرحمت کن ہمچنین تا انتہا ؛ ضعف و عجز و فقر ما دانستہ ؛ در دما را ہم تو دانستہ ؛ چار پارا قدر طاقت بار نہ ؛ بر ضعیفان قدر طاقت کار نہ ؛ دانہ ہر مرغ اندازد ویست ؛ طعمہ ہر مرغ انجیرے کیست ؛ طفل را گر نان دہی بر جاے شیر ؛ طفل مسکین را زان نان مردہ گیر ؛ چونکہ دندانہا برآرد بعد ازان ؛ ہم بخود گردد دلش جویاے نان ؛ مرغ پر ناست چون پران شود ؛ لقمہ ہر گربہ دران شود ؛ چون برآرد پر شود پران بخود ؛ بے تکلف بے صفیر نیک و بد ؛ دیو را لطق تو خامش میکند ؛ گوش ما را گفت تو ہش میکند ؛ گوش ما ہوش ست چون گویا توئی ؛ خیک ما بحر ست چون دریا توئی ؛ با تو ما را خاک بیز از فلک ؛ اے سماک از تو منور تا سمک ؛ **المعنی** ہم بخود یہ ہم تخصیص کا ہے خیک بالکسر مشک سماک نام ستارہ کہ فلک ہشتم پر ہے سمک مچھلی جو زمین کے نیچے ہے یعنے دیر مکار کی یہ باتین جو مذکور ہوئین سنکے سب نے کہا کہ اے حکیم رخنہ جو یعنی فساد

اُٹھانے والے یہ فریب ہمکو مت دے اور جنکی باتین سنسے مت کر جب تونے ہمکو ابتدا سے پذیرفتہ کیا ہی تو ایسی ہی مرحمت انتہا تک کیجیو جا ہمارے ضعف وعجز و فقر سے تو خوب واقف ہی اور ہمارے ورد کا علاج خوب جانتا ہی اب جو باتین سخت مشکل ہم کو بتاتا ہی ہم مین اُن کی سوجھ بوجھ اور طاقت تاب و تحمل کی کہان ہی ظاہر ہی جو پائے پرا نہا ہی بوجھ لادتے ہین جو اُٹھا سکے اور ضعیفون سے ایسے کام لیتے ہین جو کر سکین مرغ کو وہی دانہ دیتے ہین جو اندازہ اُسکی خوراک کا ہی کس واسطے کہ ہر مرغ کی اکثیر خوراک کب ہی بچہ کو اگر دودھ کی جگہہ روٹی دیدے گا تو اُسکو مردہ سمجھیو اور جب اُسکے دانت نکل آئین گے تو خود ہی دل اُسکا روٹی ڈھونڈھنے لگے گا جس مرغ کے پر نہین نکلے ہین اور وہ اُڑنے خود کھا جاور نہ بلیون کا بنے گا اور جب پر نکل آئین گے بے تکلف بدون صفیر نیک و بد کے خود بخود اُڑے گا تیری گفتگو و نفس کو خاموش کردیتی ہی اور ہمارے کانون کو جگا دیتی ہی جب تو گویا ہوتا ہی کان ہمارے ہوش بخشتے ہین اور مغاک ہماری ایک بحر ہی جب تک تجو سا دریا موجود ہی ہمکو تیرے ساتھ مین خاک آسمان سے بہتر ہی اسلیے کہ تجھ سے سماک سے سمک تک روشن اور منور ہی واضح ہو کہ ان شعرون مین چار پاسے صفیر نیک و بد تک اشارہ مثالیہ ہین اس بنا پر کہ تونے اب جو باتین ہمسے کہین اُنکی استعداد ہم مین کہان ہی اگر استعداد ہو جائے تو ہم تجھ سے بہت کر سکتے ہین اور اب تو ہم تیرے ہی محتاج اور عاجز اور ضعیف الخلاف شرح بحر العلوم مین اندازہ کی جگہ اندازہ اور بجاے خیک خشک غلط ہی قولہ بے تو مارا بر فلک تاریکیست ہ با تو اے مہ این زمین تاری کیست ہ با مہ روے تو شب تاریکیست ہ روز را بے نور تو تاریکیست ہ با تو بر خاک از فلک بر دیم دست ہ با ما مابے تو چون خاکیم پست ہ صورت رفعت بود افلاک را ہ معنے رفعت روان پاک را ہ صورت رفعت براے جسمہا ست ہ جسمہا در پیش معنی اسمہا ست ہ اللہ اللہ یک نظر بر ما فگن ہ لا تقنطوا فقد طال الحزن ہ المعنی تاری مخفف تاریک معنی مرغ غریب نا امید مت کر ہمکو بیشک رنج بہت طول ہو گیا یعنی اگر تو نہوا ور ہم آسمان پر جا مین تو آسمان پر ہمکو نہ دیکھیو نظر آئے اور تیرے ساتھ مین اے ماہ زمین ہمکو گویا تیرہ مغاک اسکو کہتے ہین تاریک نہین ہی بقول شخصے دل ماشاد و چشم ما روشن ہی ایسے ہی دوسرا شعر ہی کہ تیری چاندسی صورت کے ہوتے رات اندھیری کب ہی اور اگر دن ہی اور تیرا نور نہین تو اندھیری ہی ہم باوصف اسکے کہ خاک پر ہین لیکن جب تو ہم مین ہی تو ہمارا رتبہ آسمان سے غالب ہی اور اگر ہم آسمان پر ہین اور تو نہین تو خاک کی طرح پست و ذلیل ہین رفعت جو ایک شی ہی اسکی صورت یہی ہی اور معنی یہی ہین صورت تو افلاک کو دی گئی ہی کہ ظاہر بلند ہین اور معنی جو رفعت کے ہین لینے اصل چیز وہ جان پاک کو دی ہی صورت رفعت کی جسمون کے واسطے ہی مثلاً افلاک وغیرہ کہ معنی کے سامنے یہ جسم نام ہی نام ہین بے مسمی کے اے مردہ یعنے جیسے مردے کا جسم و اسم ہوتا ہی مسمی نہین ہوتا جو جان ہی اللہ اللہ کیسے ہم مشتاق و آرزومند ہین

ایک بار تو نظر ہمپر ڈال اور ہم کو نا امید مت کر کہ ہمارا رنج بہت ہی بڑھ گیا ہی

جواب کہنا وزیر کا کہ خلوت کو نہین لگا رونگا

قولہ گفت حجتہا سے خود کو تہ کنید ؛ پندر را در جان و در دل رہ کنید ؛ گر اثیم متہم نبود امین ؛ گر بگویم آسمان را من زمین ؛ گر کمالم با کمال انکار چیست ؛ ور نیم این زحمت و آزار چیست ؛ من نخواہم شد ازین خلوت برون ؛ زانکہ مشغولم باحوال درون ؛ المعنی کہا جنین اپنی حجتین کو لڑو اور میری پند کو جان و دل مین راہ دو اگر مجکو امین جانتے ہو تو امین متہم نہین ہوتا چاہیے مین آسمان کو زمین کہدون تم سچ جان لو اور عمل کرو اگر مجکو کمال جانتے ہو تو کمال سے انکار کیا ہی اور جو کمال نہین ہون تو نہ سہی بجز زحمت و آزار کیا ہی مین اس خلوت سے ہرگز نہین نکلون گا اس لیے کہ اپنی باطن سے مشغول ہون کب کسی کی پروا کرتا ہون

اعتراض کرنا مریدون کا خلوت وزیر سے دوسری بار

قولہ جملہ گفتند ای وزیر انکار نیست ؛ گفت ما چون گفتہ اغیار نیست ؛ اشک دیدست از فراق تو دوان ؛ آہ آہست از میان جان روان ؛ طفل باد ایہ ؛ استیزد و لیک ؛ گر بدا و گر چہ نہ بد داند نہ نیک ؛ ما چو نیکیم و تو زخمہ می زنی ؛ زاری از مانی تو زاری میکنی ؛ ما چو نائیم و نوا در ما زتست ؛ ما چو کوہیم و صدا در ما زتست ؛ ما چو شطرنجیم اندر بردومات ؛ بر دومات ما زتست ای خوش صفات ؛ ما کہ باشیم ای تو ما را جان جان ؛ تا کہ ما باشیم با تو در میان ؛ المعنی پھر سب نے کہا کہ اے وزیر جو کچھ تو نے ہمکو پند و نصیحت کی اُس سے ہمکو انکار نہین ہی مگر ہماری باتین غیرون کی باتون کی طرح نہین ہین بلکہ ہمارا یہ حال ہی کہ تیری جدائی مین اشک آنکھون سے بہ رہے ہین اور آہ ہی آہ درون جان سے نکل رہی ہی تو ہمارے واسطے دایہ ہی اور ہم تیرے بچے بچے بھلا دایہ سے لڑ سکتے ہین البتہ روتے ہین اس سبب سے کہ نیک و بد نہین سمجھتے ہم تو تجھ سے ایسے متحد ہو رہے ہین کہ گویا ہم چنگ ہین اور تو زخمہ بس یہ زاری ہماری ہمسے نہین ہی تو ہی زاری کرتا ہی ہم ایسے ہین جیسے نے اور نوا ہم مین تجھ سے ہی ہم ایسے ہین جیسے کوہ اور ہم مین صدا تجھ سے ہی گویا تیرا ہی کہنا ہی جو ہم کہہ رہے ہین ہم ایک شطرنج ہین جس مین بردومات ہوتی ہی ہماری بردومات یعنی ہار جیت اور مرنا جینا ای خوش صفات تجھ سے ہی ہم کیا چیز ہین گویا لاشی محض ہمارے جان کی جان تو ہی پھر کیسے ہم تیرے ہوتے آپکو بھی کچھ شمار کرین الخلاف بحر العلوم مین قبل لفظ بد کے نہ نفی کا نہین ہی نہ بدون اسکے مصرع موزون ہوتا ہی قولہ ما عدما ئیم و ہستی ہاے ما ؛ تو وجود مطلقی فانی نما ما ہمہ شیران ولے شیر علم ؛ حملہ مان از باد باشد مبدم ؛ حملہ مان پیدا و ناپیدا ست باد ؛ آنکہ ناپیدا ست ہرگز کم مباد ؛ باد ما و بود ما از داد تست ؛ ہستی ما جملہ از ایجاد تست ؛ لذت ہستی نمودی نیست را ؛ عاشق خود کردہ بودی نیست را ؛ لذت انعام خود را و امگیر ؛ نقل و باد و جام خود را و امگیر ؛ در بگیری کیست جست جو کند ؛ نقش با نقاش چون تیرو کند ؛ منگر اندر ما کمن در ما نظر ؛ اندر اکرام و سخاے خود نگر ؛ المعنی تیرو بوا و معروف قوت و زور یعنے ہم سب عدم ہین اور ہماری ہستیان بھی عدم اسواسطے کہ الوجود بین العدمین قدوم کہا ہی اور صفت ممکن کی بھی جو مخلوق ہی

یہی ہے کہ رجود اُسکا دوسرے سے ہو اپنی ذات سے نہو اور نہ اول مین ہو نہ آخر مین رہے اور تو وجود مطلق ہی ہے بقید
کہ تیری ذات تجھی سے ہی کہ اول مین بھی تو ہی تھا اور آخر مین بھی تو ہی ہوگا اور فانی کو وجود بخشنے والا اور یہی صفت واجب
کی ہی ہم سب شیر تو ہین لیکن شیر علم کے جیسے قاعدہ ہی کہ علم اور نشان پر شیر یا اژدہا وغیرہ کی صورت بناتے ہین اور
حملہ شیر علم کا ہوا سے ہوتا ہی نہ بذاتہ یعنی ہوا کی جنبش سے دمبدم ہر طرف جھپٹتا معلوم ہوتا ہی لاجرم حملہ تو ہمارا ظاہر ہی اور
ہوا جسکے سبب سے وہ حملہ ہی پوشیدہ کہ خدا اسکو گم نہ کرے ہمیشہ رکھے یہ دعا ہی بظاہر اُن مریدون کی طرف سے
اُس وزیر کے حق مین گویا ہم محض ایک نقش وصورت ہین ہماری باد و بود تیری ہی داد ہی یعنے دی ہوئی اور ہستی ہم سبکی
تیری ہی ایجاد کی ہوئی تو ہی نے لذت ہستی کی نیست کو دکھائی کہ نیست سے ہست کیا یا تجھ مین نیست ہو گئے ہین
اس نیستی مین مزہ ہستی کا چکھایا ہی اور نیست کو عاشق اپنا بنایا ہی اب جو یہ لذت ہستی کی چکھائی ہی اور ہم پر انعام کی ہی
اسکو ہمسے مت لیے لے اور سارے سامان اس ہستی کے مزے کے مثلث مثلاً نقل اور بادہ اور جام مت چھینے لے
اگر تو چھین لے گا تو کون ایسا ہی کہ جستجو اور تلاش کرکے کہین کسی سے پالے بھلا نقش بھی نقاش سے زور کرسکتا ہی
کہ اُسکے قبضۂ قدرت مین ہی بس تو ہماری بد احوالی کو مت دیکھ نہ اسپر نظر کر تو اپنے اکرام وسخا کو دیکھ جیسا آج تک
کرتا آیا ہی بقول سعدی رح اصنع بنا ما انت اہلہ قولہ ما نبودیم و تقاضا ما نبود ٭ لطف تو ناگفتۂ ما می شنود ٭ نقش
باشد پیش نقاش و قلم ٭ عاجز و بستہ چو کودک در شکم ٭ پیش قدرت خلق جملہ یار کہ ٭ عاجزان چون پیش سوزن کارکہ ٭
گاہ نقش دیو گہ آدم کند ٭ گاہ نقش شادی و گہ غم کند ٭ دست نے تا دست جنباند بدفع ٭ لفظ نے تا دم زند
از ضر و نفع ٭ تو ز قرآن باز خوان تفسیر بیت ٭ گفت ایزد ما رمیت اذ رمیت ٭ ما بپرانیم تیران کے زماست ٭ ما کمان
و تیر اندازش خداست ٭ این بجبر این معنی جبار ایست ٭ ذکر جباری برائے زار ایست ٭ زاری ما شد دلیل اضطرار ٭
خجلت ما شد دلیل اختیار ٭ گر بنودی اختیار این شرم چیست ٭ وین دریغ و خجلت آزرم چیست ٭ المعنی جبر بالفتح
بزور کسی کام پر کسی کو رکھنا آزرم شرم و صلح نرمی و محبت جبار بصیغہ مبالغہ بڑی عظمت وجلال والا یعنے اسوقت مین
کہ ہم نہ تھے ہمارا تقاضا یعنے کوئی خواہش کہ فلان فلان شی کی ہم کو ضرورت ہوگی تو نے سب درست کردی تیرا لطف
انکہا ہمارا سنتا تھا اُسنے سب درست کردیا اُسی اکرام وسخا پر نظر رکھ ظاہر ہی کہ سامنے نقاش وقلم کے نقش محض عاجز و
بے بس ہی جیسے بچہ شکم مین نقاش کا قلم چاہے جیسا اُسکو بنادے اور جو چاہے و لکھدے اُسکی قدرت کے سامنے
ساری مخلوق اگر کسی کی مددگار ہو تو ایک نہایت ہی حقیر و ناچیز مددگار ہی جس سے کچھ نہو سکے اور سب عاجز اُسکو اختیار ہی
کبھی نقش دیو کا بناتا ہی کبھی آدمی کا جو مراد اچھی بُری نیک و بد سے ہی اور کبھی نقش خوشی کا کھینچتا ہی کبھی غم کا اُس وقت ایسا
ہاتھ کس کا جو برائی کی دفع پر ہلے نہ نطق کہ اسپے نفع ضرر سے دم مارے پس محض بے بس اور مجبور ہی اور جو تو ہماری بات
کو نہ مانے تو تفسیر اس بیت کی قرآن سے پڑھ لے پوچھ لے جو فرمایا ہی وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اور حسین

تیر پھینکا تو نے جسوقت کہ تیر پھینکا لیکن اللہ نے تیر پھینکا چنانچہ اسی کی توضیح مین شعر مابعد ہی یعنے اگر ہم کسی طرف تیر چھوڑین تو وہ ہمسے کب ہی ہم تو ایک آلہ تیر اندازی کے ہین یعنے گمان اصل تیر انداز تو خدا ہی جو کہ اس کلام مین نوعے جبر کی تھی لہذا اُسکی دفع مین فرمایا کہ یہ نہ جانو کہ ہم جبر ثابت کرتے ہین جبر نہین ہی بلکہ معنی جباری کے ہین کہ بڑی عظمت وجلال والا ہی بس ذکر جباری کا سُن کے زاری کرین تا یہ زاری دلیل ہمارے اضطرار کی ہو کہ اُسکی جباری کو سمجھے ہین جب تو مضطر ہین اور اسی اضطرار کے ضمن مین جو ایک قسم ندامت بدی کی ہی وہی دلیل ہمارے اختیار کی ہی کہ اُسکو اپنی بدی سمجھے تب تو نادم ہوے اگر اپنی بدی اپنے اختیار سے نہ سمجھے ہوتے تو یہ افسوس وخجلت اور نرمی کیون ہوتی کیا پروا تھی نہ ہم سے بدی ہوتی تھی نہ ہم سزاوار سزا تھے لہذا بصورت جبر واختیار متوسط ہین جیسا کہ امام ہمام حضرت جعفر صادق سے بھی ہین ہین منقول ہوا الخلاف بحر العلوم مین تیسرے شعر کے دونون مصرعون کے آخر بارگم اور کارگہ لکھا ہی اور معنی کسی شعر کے لکھتے نہین جو معلوم ہوتا کہ کیا سمجھے ہین قولہ ؎ جبر است دان بشاگردان چرست ؎ خاطر از تدبیر ہا گردان چراست ؎ ور تو گوئی غافل ست از جبر او ؎ ماہ حق پنہان نشد اندر ابر او ؎ ہست این ناخوش جواب ارشنوی ؎ بگذری از کفر و بردین بگروی ؎ حیرت وزاری کہ در بیماریست ؎ وقت بیداری ہمہ بیداریست ؎ آنزمان کہ میشوی بیمار تو ؎ میکنی از جرم استغفار تو ؎ مینماید بر تو زشتی گنہ ؎ میکنی نیت کہ باز ایم بره ؎ عہدو پیمان میکنی کہ بعد ازین ؎ جز کہ طاعت نبودم کارگزین ؎ پس یقین گشت آنکہ بیماری ترا ؎ می بجنباند ہوش وبیداری ترا ؎ پس بدان این اصل را ای اصل جو ؎ ہر کرا در دست او بر دست بو ؎ ہر کہ او بیدار تر پر درد تر ؎ ہر کہ او آگاه تر رخ زرد تر ؎ المعنی زجر جھڑکی وعتاب خاطر دل اور سوچ اور وہ چیز جو دل مین گذرے تدبیر انجام کو دیکھنا بگردی گردیدن سے اختیار کرنا گزین پسندیدہ یعنے زجر اور عتاب استادون کا شاگردون پر کیون ہی اور خاطر تدبیرون سے کیون بدلجاتی ہی اگر تو اسکے جواب مین کہیگا کہ وہ جبر سے غافل ہی اور اُسکی غفلت کے ابر مین ماہ حق کا چھپا ہوا ہی تو اسکا جواب بھی اگر تو سنے تو ہمارے پاس بہت اچھا ہی جس سے تو کفر چھوڑدے اور دین پر گردیدہ ہوجاے دیکھو تو حیرت وزاری کہ بیماری مین لاحق ہوتی تھی وہ بیماری کا وقت بالکل بیداری کا ہوتا ہی اسواسطے کہ جب تو بیمار ہوتا ہی تو کیسی توبہ استغفار کرتا ہی ساری بُرائیان گناہ کی تجھے سوجھنے لگتی ہین اور خاص نیت کرتا ہی کہ اگر اچھا ہوگیا تو راہ راست پر ہوجاؤنگا سب برا ہی چھوڑدونگا اور عہد وپیمان کرتا ہی کہ اب آیندہ سواے طاعت اور کام پسندیدہ کے کوئی کام نہین کرونگا پس یقین ہوا اسبات کا کہ بیماری تجکو ہوش وبیداری بخشتی ہی لاجرم اگر اصل کا طالب ہی تو اس اصل کو دریافت کرے کہ بدون درد نہ پہونچے کوئی بو معنی کی تعین حاصل کرتا ہی لہذا جو پُر درد زیادہ ہی بیدار زیادہ ہی اور جو آگاہ زیادہ ہی رخ زرد زیادہ ہی یعنے ڈرتا ہی کسواسطے کہ الصفرة للوجل کہا ہی بس یہی حال زجر استادون کا شاگردون پر ہی الخلاف بحر العلوم کے ساتوین شعر مین وقت بیماری کی جگہ وقت بیداری غلط ہی قولہ گر زجرش آگہی زارت کو ؎

جنبش زنجیر جبارت کو ہ بستہ و زنجیر ادی چون کند ہ چوب اشکستہ عمادی چون کند ہ کے اسیرے حبس آزادی کند ہ
کے گرفتار بلا شادی کند ہ ور تو بینی کہ پابت بستہ اند ہ بر تو سرہنگان شہ بنشستہ اند ہ پس تو سرہنگی کن بر عاجزان ہ
زانکہ بنود طبع و خوے عاجزان ہ چونتو جبر او نمی بینی مگو ہ ور ہمی بینی نشان دید کو ہ المعنی را دقیق سخی و بہادر عماد مکسر متون
پانچوین شعر کے پہلے مصرع مین عاجزان جمع ہی دوسرے مصرع مین عاجز الگ آن الگ یہ دوسرا رد ہی اختیار جبر کا کہ اگر
تو جانتا ہی کہ مجھپر جبر ہی زبردستی یہ بات میرے ذمہ گردی ہی اور مین زنجیر جباری مین مقید ہون تو تیری زاری جو اس زنجیر کی
جھنکار سے ہی وہ کہان ہی مجبور تو زاری سے خاموش نہین ہوتے تو تو بڑی شوخیان گستاخیان عرض کر رہا ہی بتا تو زنجیر کا جکڑا
ہوا بھی کچھ سخاوت و بہادری کر سکتا ہی ٹوٹی لکڑی کسی کی تھونی بن سکتی ہی جو کوئی کسی قید مین قید ہی یا کسی بلا مین گرفتار
تو وہ کب آزادی و شادی کر سکتا ہی اور جب تو دیکھتا ہی کہ میرا بانون باندھ دیا ہی کسی طرف میرے جانے کی راہ نہین ہی
اور سپاہی پادشاہی مجھپر تعین ہین جو جا ہین گے وہ کرنا پڑے گا پھر تو ظلم و سرہنگی عاجزون پر کیون کرتا ہی اس واسطے کہ
عاجز آدمی کی تو ایسی خود طلبیت نہین ہوتی اب یہ بتا کہ تو اسی کی جبر کو کیا دیکھتا ہی اور تکبر وہ نظر آتا ہی اگر نظر نہین آتا تو پھر
مست کہ جانے کیا بھید ہی اور جو دیکھتا ہی تو نشان اسکی دید کا ہکو بھی بتا **بالخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے راوی
براے محلہ کے زاوی براے عجمہ لکھا ہی اور شارح ایک شعر کے سوا معنی نہین لکھتے جو پھ معلوم ہو خیر خدا کی مدد چاہیے
اللھم اہدنا الی الصراط المستقیم قولہ در ہر آن کاری کہ میل ہست بدان ہ قدرت خود را ہمی بینی عیان ہ در ہر آن کار یکہ میلت نہ
خواہست ہ اندران جبرے شوی کین از خدا ست ہ انبیا در کار دنیا جبر ہند ہ کافران در کار عقبے جبر ہند ہ انبیا را کار عقبے
اختیار ہ کافران را کار دنیا اختیار ہ زانکہ ہر مرغے بسوے جنس خویش ہ میرود او در پس و جان بیش بیش ہ کافران
چون جنس سجین آمدند ہ سجن دنیا را خوش آئین آمدند ہ انبیا چون جنس علیین بدند ہ سوے علیین بجان و دل شدند ہ ای خدا
بنما تو جان را آن مقام ہ کاندر و بیحرف میرود کلام ہ این سخن پایان ندارد لیک ما ہ باز گوئیم آن تمامی قصہ را ہ
المعنی تو خواہست یعنی خواہش سجین بالکسر و تشدید یعنی زندان سخت و وادی در جہنم علیین مکسر و تشدید لام مکسور و دو یاے
تحتانی فرہنماے بہشت جمع علیہ و خامناے بلند بہشت بے حرف ہی بے لفظ میرود بیدا ہی بیدا میشود مولانا رح فرماتے
ہین کہ ہمتو یہ دیکھتے ہین کہ جس کام مین تجھکو رغبت و خواہش ہی اسمین تو ظاہر اپنی قدرت جانتا ہی اور جسکی تجکو رغبت و خواہش
نہین ہی اس مین جبری بنجاتا ہی کہ یہ خدا کی طرف سے ہی انبیا تو دنیا کے معاملات مین جبری ہین کہ حکم حاکم کا بجا لاتے ہین اپنا
نہ دنیا سے متنفر ہین اور کافر عقبے کے معاملہ مین جبری ہین بقول کسی کے شعر عاقبت کی خبر خدا جانے ہ ایتو آرام سے
گذرتی ہی ہ انبیا نے تو عقبے کو اختیار کیا اور یہان دو دل اور مقوجہ ہوے کافرون نے دنیا کو اختیار کیا اور تہ دل سے
اسکے خریدار بنے اور روحہ اسکی یہ ہی کہ ہر مرغ اپنے جنس کے پیچھے جاتا ہی اور ایسی رغبت سے کہ گو پیچھے ہوتا ہی مگر جان اسکی
سب سے آگے آگے ہوتی ہی جیسے اکثر دیکھا گیا کہ پیچھے رہا ہوا مرغ نہایت ہی اڑنے مین کوشش کرتا ہی پس جو کافرون کا

ٹھکانا سمجھین ہی اور دنیا کو بھی سجن کہا ہی اس مناسبت و جنسیت سے کافرون کو دنیا کی طرف رغبت و رجوع ازبس ہی اور یہی اسکے لیے خوش آئین معلوم ہوتے ہین اور انبیا جو جنس علیین سے ہین وہ جان و دل سے اُسی علیین کی جانب جاتے ہین آپ دعا کرتے ہین کہ اے بارخدایا تو ہماری جان کو وہ مقام دکھلا جہان بحرف و زبان کے کلام پیدا ہوتا ہی یعنی کلام نفسی شعر بعد گریز ہی طرف باقی قصہ کے یعنے یہ باتین جبرو اختیار کی جو مین کر رہا ہون انکی تو انتہا نہین قصہ جو باقی رہا ہی اُسکو تمام کرون ؛

نومید کرنا وزیر کا مریدون کو اپنی خلوت سے توڑنے مین

قولہ آن وزیر از اندرون آواز داد ؛ کای مریدان از من این معلوم باد ؛ کہ مرا عیسے چنین پیغام کرد ؛ کز همہ یاران وخویشان باش فرد ؛ روے بر دیوار کن تنہا نشین ؛ وز وجود خویش هم خلوت گزین ؛ بعد ازان دستوری گفتار نیست ؛ بعد ازین با گفتگویم کار نیست ؛ الوداع ای دوستان من مردہ ام ؛ رخت بر چارم فلک بربردہ ام ؛ تا بزیر چرخ ناری چون حطب ؛ ہے نسوزم در عنا و در عطب ؛ ہمچو عیسی نشینم بعد ازین ؛ بر فراز آسمان چارمین ؛ المعنی یعنے اُس وزیر نے اندر سے آواز دی کہ اے مریدو میری طرف سے اب اس بات کو جان لو کہ مجکو عیسے نے یہ پیغام کیا ہی کہ جملہ خویشون اور یارون سے فرد و جدا ہو جا دیوار کیطرف منھ کر کے تنہا بیٹھ رہ اور اپنے وجود سے بھی خلوت اختیار کر جیسا کہ کہا ہی شعر رخ اپنا جو تو نے دکھایا مجھے ؛ دہن پھر جو ڈھونڈھا نپایا مجھے ؛ اب مجکو اجازت گفتگو کی نہین نہ مجکو اب کسی کی گفتگو سے مطلب اور کام بس مین تم کو رخصت کرتا ہون تم مجکو رخصت کر دین تو اب مردہ ہون اور چوتھے آسمان پر کوچ کر کے چلا گیا اگر نہ چلا جاتا تو اس چرخ ناری کے نیچے مثل ایندھن کے جلتا اور رنج و عنا سے ہلاک ہوتا چرخ کو ناری اس سبب سے کہا کہ اسکے نیچے کرہ نار ہی جسکو اثیر کہتے ہین اور مقعر فلک سے ملحق ہی حطب ایندھن عطب ہلاکی اب چوتھے آسمان پر باطمینان عیسے کے پہلو مین بیٹھون گا اور ہر رنج و عنا سے محفوظ رہون گا ؛ ؛ ؛

فریفتہ کرنا وزیر کا امیرون کو اور جدا جدا کرنا ایک طور و طریق پر

قولہ و آنگہانی آن امیران را بخواند ؛ یک بہ یک تنہا بہر یک حرف راند ؛ گفت ہر یک را بدین عیسوی ؛ نائب حق وخلیفہ من توئی ؛ وان امیران دگر اتباع تو ؛ کرد عیسی جملہ را اشباع تو ؛ ہر امیرے کو کشد گردن بگیر ؛ یا بکش یا خود ہمیدارش اسیر ؛ لیک تا من زندہ ام این را مگو ؛ تا نمیرم این ریاست را مجو ؛ تا نمیرم من تو این بید کن ؛ دعوی شاہی و استیلا مکن ؛ لیک این طومار و احکام مسیح ؛ یک بیک برخوان تو برامت فصیح ؛ ہر امیرے را چنین گفت او جدا ؛ نیست نائب جز تو در دین خدا ؛ ہر یکے را کرد اندر سر عزیز ؛ ہر چہ آمد گفت این را گفت نیز ؛ ہر یکے را او یکے طومار داد ؛ ہر یکے صد گز بدالمرا ؛ دہ ؛ جملگی طومار ہا بد مختلف ؛ ہمچو شکل حرفہا با تا الف ؛

حکم این طومار ضد حکم آن ❊ پیش ازین کردیم آن ضد را بیان ❊ المعنی یعنے بعد نومید کردنے کے اُن امیرون سے جدا جدا اور تنہا ایک ایک کو بلایا اور تنہائی مین ہر ایک سے ایک بات کہی اور ہر ایک سے کہا کہ دین عیسوی مین تو نائب حق کا اور میرا خلیفہ ہے سو تیرے اور امیر سب تیرے تابع ہین اور عیسےٰ نے سب کو تیرا شیعہ یعنے امت کیا ہے تجھ سے جو امیر گردنکشی کرے اسکو پکڑنا چاہیے مار ڈالنا چاہیے اسکو قید رکھنا لیکن مین جبتک زندہ ہون یہ بات کسی سے مت کہنا اس ریاست کی جستجو کرا اور جبتک مین مرون نہین کسی سے ظاہر نہ کرنا دعوے اپنی شاہی و خلافت کا کہ یہ خلاف اور احکام مسیح کے ہین ان سے جدا جدا امت پر بفصاحت پڑھو غرض ہر امیر سے اُسنے ایسے ہی جدا جدا کہا کہ تیرے سوا دین خدا مین کوئی نائب نہین ہے اور یہ کہکے ہر ایک کو اپنے خیال مین غالب و عزیز کردیا اور جو ایک سے کہا وہی دوسرے سے کہا اور ہر ایک کو جو ایک کتاب دی دوسری اُسکی ضد تھی جو اُسکی مراد تھی کہ جملہ کتابین مخالف تھین جیسے شکل الف با کے حرفون کی ہے مثلاً الف نقطہ سے خالی اور خط مستقیم اور بے کے نیچے ایک نقطہ اسکی ضد مین تے کے اوپر دو نقطے ہین غرض ایک کتاب کا حکم ضد دوسری کتاب کے حکم کا جیسا کہ اس سے پہلے ہم اس ضد کو بیان کر چکے ہین

مار ڈالنا وزیر کا آپ کو خلوت مین مریدون سے

قولہ بعد ازان چل روز دیگر دربست ❊ خویش کشت واز وجود خود برست ❊ چونکہ خلق از مرگ او آگاہ شد ❊ بر سر گورش قیامت گاہ شد ❊ خلق چندان جمع شد بر گور او ❊ مومنان جامہ دران در شور او ❊ کان عدو را ہم خداوند اشہر ❊ از عرب وز ترک و زردی و کرد ❊ خاک او کردند بر سرہائے خویش ❊ در داو دیدند درمانہائے خویش ❊ آن خلائق بر سر گورش مہی ❊ کرد خون را از دو چشم خود رہی ❊ جملہ از درد و فرقتش در فغان ❊ ہم شہان و ہم کہان ہم مہان ❊ المعنی گرد بالصنم دکان تازی مرد صحرا نشین رہی بیائے مجہول ہے یعنے بعد قمالش امیرون کے چالیس دن پھر دروازہ بند کرکے بعد چالیس دن کے آپ کو مار ڈالا اور وجود اپنے سے چھوٹ گیا یعنے مرگیا جب مخلوق اس کے مرنے سے آگاہ ہوئی تو اسکی گور پر ایک قیامت گاہ ہوگئی اتنی مخلوق اُسکی گور پر بال کھسوٹتی کپڑے پھاڑتی اُسکے شور مین جمع ہوئی کہ اُنکی گنتی خدا ہی گن سکے جسمین عرب بھی تھے اور ترک و رومی بھی اور گرد بھی اُس کی خاک اپنے سرون پر ڈالتے تھے اور اُسکی درد کو اپنا درمان سمجھتے تھے یعنی بہبود دنیا و دین کی غرض اس مخلوق نے اُسکے سر گور پر ایک ماہ اپنی آنکھون سے خون کے آنسو بہائے سب اُسکی درد جدائی سے شور و فریاد مین رہے کیا بادشاہ اور کیا چھوٹے کیا بڑے قولہ بعد ماہی خلق گفتند ای مہان ❊ از امیران کیست بر جایش نشان ❊ تا بجائے او شناسیمش امام ❊ تا کہ کار ما ازو گردد تمام ❊ سر بمہ بر اختیار او نہیم ❊ دست بر دامان دست او زنیم ❊ چون کہ شد خورشید ما کرد داغ ❊ جایز نبود بر مقامش از چراغ ❊ چونکہ شد از پیش دیدہ روی یار ❊ نائبی باید از درمان یادگار

چون خدا امد نیاید در عیان ۞ نائب حق اند این پیغمبران ۞ نے غلط گفتم که نائب یا منوب ۞ گر دو پنداری قبیح آید نه خوب ۞
نے دو باشد تا تو ئی صورت پرست ۞ پیش او یک گشت کز صورت پرست ۞ چون بصورت بنگری چشمت دو است ۞
تو بنورش در نگر کان یک تو است ۞ لاجرم چون بر یکے افتد بصر ۞ آن یکی باشد دو نابد در نظر ۞ نور هر دو چشم نتوان فرق کرد ۞
چونکه بر نورش نظر انداخت مرد ۞ المعنی دست بر دست زدن عهد و پیمان اور بیعت کرنا عیان مجمعین یعنی چشم مجازی بمعنے
ظاہر یعنے بعد ایک زمینے کے مخلوق نے کہا کہ اے امیر و تم سے کونسا اسکی جگہ پر نشان ہے تاہم اسکی جگہ اسکو امام اپنا مجمعین
کہ کام ہمارے اس سے انجام پائین اور ہم سب اسکے منتظر پر سر رکھین اسی کا دامن پکڑین اسی سے بیعت کرین تب ہمارا
آفتاب تو گیا اور ہمکو داغ دیگیا اسکی جگہ بدون کسی چراغ کے چارہ نہین ہے اور جو صورت یار کی اب سامنے نہین ہے تو اسکا
نقاش و یادگار ہونا ضرور ہے ظاہر ہے کہ خدا تعالے خود تو عالم ظاہر مین نہین آسکتا ایسی نائب اس کے بھی پیغمبر لوگ ہین اب
آگے مقولات مولانا رح کے ہین فرماتے ہین کہ مین نے جو کہا کہ پیغمبر نائب خدا کے ہین یہ بات نہین ہے غلط کہا کسواسطے کہ
نائب یا منوب اگر انکو دوگمان کرے گا تو یہ امر قبیح ہے خوب نہین ہے یہ دو نہین ہین مگر جبتک کہ تو صورت پرست ہے اور جب
صورت سے چھوٹ کے معنی کی طرف رجوع ہوگا تو تیرے سامنے ایک ہی ہونگے اسواسطے کہ جب تک تو صورت مین
گرفتار ہے اور صورت کو دیکھتا ہے تب تک تیری آنکھین بظاہر دو ہین لیکن اس دو بینی کو چھوڑنے کے اصل نور کو اس کے
دیکھنے کہ وہ ایک ہی تو ہے دونون آنکھون کا لاجرم جب بینائی ایک پڑیگی یعنے دونون کے نور کو ایک دیکھے گا
تو پھر ایک ہی نظر آئے گا و نظر نہین آئیگے پس جب مرد چشم کے نور پر نظر کرے گا تو ان دونون کے نورین فرق نہین کر سکیگا
پھر نائب منوب کیسا الخلاف بحر العلوم مین نے غلط گفتم اٹھکے اوپر سرخی لکھی ہے طلب کردن امت عیسے کہ بعد از شما
کدام ست بجملہ یہ محل اس سرخی کا نہین ہے محل تو وہی تھا جہان سے یہ اشعار مین نے شروع کیے ہین اور مین نے
وہان اس سبب سے نہین لکھے کہ ایک مثنوی جو صورت متن ہے اسمین بھی نہین ملے

اس بیان مین کہ سب پیغمبر حق ہین لا نفرق بین احد من رسلہ

قولہ دو چراغ ار حاضر آری در مکان ۞ ہر یکے باشد بصورت غیر آن ۞ فرق نتوان کرد نور ہر یکے ۞ چون بنورش روے
آری بینکے ۞ اطلب المعنی من القرآن وقل ۞ لا نفرق بین آحاد الرسل ۞ تو کہ صد سیب و صد آبی بستری ۞ صد
نماند یک شود چون بفشری ۞ در معانی قسمت و اعداد نیست ۞ در معانی تجزیہ افراد نیست ۞ اتحاد یار باران خوش
ست ۞ پاے معنی گیر صورت سرکش ست ۞ صورت سرکش گدازان کن برنج ۞ تا بہ بینی زیر آن وحدت چو گنج ۞ در تو
نگذاری عنایتہاے او ۞ ہم گذارد دام و مولاے او ۞ او نماید ہم بدلہا خویش را ۞ او بدزد ذرہ ذرہ درویش را ۞
المعنی آبی ہندی بھی بفشری خشدون سے نچوڑنا تجزیہ پارہ پارہ کرنا اور تقسیم کرنا فرماتے ہین کہ دس چراغ اگر مکان
مین حاضر کرے گا تو صورت مین ہر ایک ایک دوسرے سے مغایر ہوگا مگر نور مین کچھ فرق و تغیر کسی کے نہوگا جب

نور کی طرف متوجہ ہوگا تو بیشک سب کو ایک ہی جانیگا اب نو قرآن سے مثنی دھونڈھا اور کہا کہ ہم سون مین اُسکے کچھ فرق نہین کرتے سب برحق ہین چنانچہ تمثیلاً فرمایا کہ سو سیب اور سو آبی گن کے رکھے اور جب اُن سب کو نچوڑے گا تو وہ سو نہین رہین گے شیرہ سب کا ایک ہوگا پس معانی مین قسمت و اعداد نہین ہی نہ تجزیہ نہ افراد یعنے معانی نہ تقسیم ہوسکے نہ یہ ہین کتنے کتنے کو دخل کہ نہ وہ جزو جزو ہوسکے نہ فرد فرد ہونے کا اُس مین گذر کہ وہ در اصل ایک ہی ہی لہذا تجکو چاہیے کہ ہر معانی سے متحد ہو اور معانی کا قدم پکڑنہ صورت کا اس لیے کہ تجھ مین بھی معانی ہی اور ہر شی مین بھی پس با ہمد گر یار ہین اور یار دن کا متحد اور ایک ہونا ہی خوب ہی بخلاف صورت کہ اسمین سرکشی ہی اسکو چھوڑ بلکہ اس صورت سرکش کو ریاضت و محنت سے پگھلا تا اسی کے نیچے گنج وحدت پائے اور اگر تو نہین گلائے گا تو اُسکی خود عنایتین گلا مٹا دین گی اسی مخاطب وہ بڑا ہی مہربان ہی جسکا غلام میرا دل ہی وہی سب کچھ کرتا ہی وہی ہمارے دلون مین آپ کو دکھاتا ہی وہی فقیرون کی گدڑی سیتا ہی یعنے اپنا فقر بتاتا ہی قولہ منبسط بود یم یک گوہر ہمہ ✤ بے سر و بے پا بدیم آن سر ہمہ ✤ یک گہر بودیم ہمچون آفتاب ✤ بے گرہ بودیم و صافی ہمچو آب ✤ چون بصورت آمد آن نور سرہ ✤ شد عدد چون سایہہاے کنگرہ ✤ کنگرہ ویران کنید از تحقیق ✤ تا رود فرق از میان آن فریق ✤ المعنی منبسط کشادہ شدہ گسترد شدہ مجازاً خوش حال و مسرور سرہ ہندی کھڑ تحقیق آلہ قلعہ شکنی بصورت گوپھن معرب من چہ نیک کہ بعد وضع اسکے واضع نے بطور فخر کہا تھا یعنے ایک وقت مین ہم سب خوش حال و مسرور ایک گوہر تھے نہ سر تھا نہ پانون اور سب ایک خیال جیسے آفتاب کہ ایک گہر ہی کہ جسمین نہ گرہ ہی نہ کچھ آلودگی جیسے پانی صاف و بے گرہ جب وہ نور کامل اور سرہ صورت مین آیا اور صورت پذیر ہوا تو اسی نور مین تعدد ہوگیا جیسے کنگرون کے سائے جدا جدا ہوتے ہین آپ تو تحقیق ریاضت سے ان کنگرون کو توڑ پھوڑ کے ویران کر تو فرق اس فریق مین انبیا سے جاتا رہے اور سب یک نظر آئین بالخلاف شرح بحر العلوم مین اوپر کے اشعار سے جو شعر اخیر مین ہے بدزد و بجاے بدوزد غلط لکھا ہی

اس بات کا بیان کہ انبیا علیہم السلام کو حکم تھا کہ کلموا الناس علے قدر عقولہم کس واسطے کہ جو نہین جانتے ہین اگر اُس سے انکار کرین گے تو انکے حق مین برائی ہی اسی واسطے فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے امرنا ان ننزل الناس منازلہم الی آخرہ

قولہ شرح این را گفتمی من از مری ✤ لیک ترسم تا نلغزد خاطری ✤ نکتہا چون تیغ الماس ست تیز ✤ گر نہ داری تو سپر واپس گریز ✤ پیش آن الماس بے اسپر مپا ✤ کز بریدن تیغ را نبود حیا ✤ زین سبب من تیغ کردم در غلاف ✤ تا کہ کژ خوانی نخواند بر خلاف ✤ آمدیم اندر تمامی داستان ✤ در زوفاداری جمع دوستان ✤ کز پس این ہیشوا بر خاستند ✤ بر مقامش نائبے میخواستند ✤ المعنی ترے بکر تین دیاے مجہول کو شیدن و شنیدہ کثر مبدل بکاف تحتی مین اس بات کی شرح جو اوپر مذکور ہوئی بخوبی کرتا اور بکوشش تمام بجالاتا لیکن ڈرتا ہون کہ کسی نادان کی خاطر نہ ڈگ جاے

اور پھر خلاف عقیدہ نکہ ہم سکھے اسواسطے کہ وہ نکات جو بیان کرونگا تیغ الماس سے بھی تیز تر ہون گے اور تیرے پاس انکی سپر جو سو جو تجھ معنون کی ہی نہین ہی تو تجکو ایسی تیغ سے بھاگنا چاہیے ایسی تیغ کے سامنے بے سپر ہرگز مت آ اسلیے کہ تیغ کاٹنے مین شرماتی نہین ہی اسی سبب سے مین نے تیغ اپنے میان مین کرلی تا کوئی کج خوان اس کے خلاف نہ کہ بیٹھے جیسا کہ فرمایا ہی تکلموا الناس علے قدر عقولہم یعنے لوگون سے انکی عقلون کے موافق باتین کرو اور امرنا ان ننزل الناس منازلہم یعنے ہم مامور کیے گئے ہین کہ لوگون کو وہ باتین کہین جو انکے رتبون کی ہون لاجرم ہم اس بات پر پھر آئے کہ اس داستان کو تمام کرین اور وہ دوست جو اسکے جمع ہوے تھے انکی وفاداری کو بیان کرین کہ اس پیشوا کے بعد مستعد ہوے اور اسکی جگہ نائب اسکا چاہتے تھے الخلاف شرح بجرا علوم مین ان تنزل بصیغہ ماضہ بجاے ان تنزل بصیغہ مستقبل ٹھیک نہین ہی

جھگڑا کرنا امیرون کا آپس مین

قولہ یک امیرے زان امیران پیش رفت ٭ پیش آن قوم وفاندیش رفت ٭ گفت اینک نائب آن مرد من ٭ نائب عیسی منم اندر زمن ٭ اینک این طور برہان منست ٭ کان نیابت بعد از و آن منست ٭ آن امیر دیگر آمد از کمین ٭ دعوی او در خلافت بد چنین ٭ از بغل او نیز طومارے نمود ٭ تا در آمد ہر دو را خشم و جحود ٭ آن امیران دگر یک یک قطار ٭ بر کشیدہ تیغہاے آبدار ٭ ہر یکے را تیغ و طومارے بدست ٭ در ہم افتادند چون پیلان مست ٭ ہر امیرے داشت خیل بیکران ٭ تیغہا را بر کشید ند آنزمان ٭ صد ہزاران مرد تر ساکشتہ خند ٭ تا ز سرہاے بریدہ پشتہ شد ٭ خون روان شد همچو سیل از چپ و راست ٭ کوہ کوہ اندر ہوا زین گرد خاست ٭ تخمہاے فتنہا گوکشتہ بود ٭ آفت سرہای ایشان کشتہ بود ٭ ہا جوز ہا بشکست و آن کو مغز داشت ٭ بعد کشتن روح پاک و نغز داشت ٭ الملعنے چون نصیحتین انکار کرنا نغز با نفح لطیف و ہر کار خوب یعنے جب لوگون نے نائب چاہا تو ایک اور امیر اس قوم وفاندیش کے سامنے گیا اور کہا یہ لو مین نائب اس شخص کا اور نائب عیسے کا ہون زمانہ مین اور یہ دیکھو میرے پاس میرے دعوے کی برہان ہی کہ یہ نیابت میری ملک ہی اور وہ طومار پیش کیا اسکے بعد ایک اور امیر نے کمین سے نکلکر بھی دعوے خلافت کا پیش کیا اور بغل سے طومار نکال کے دکھایا میان تک کہ دونون مین غصہ اور انکار ایک دوسرے کا پیدا ہوا ہے اور امیر وہ سب بھی صفین باندھے تلوارین آبدار کھینچے ہوے تھے اور ایک کے ہاتھ مین طومار و تیغ آخر فیلان مست کیطرح گڈبڈ ہوگئے اور لڑنے لگے جو کہ ہر ایک کے ساتھ ایک گروہ بیکران تھا سب نے تلوارین کھینچین حتے کہ لاکھون تر سامارے گئے اور ان کے سرون کے پشتے ہوگئے اور ادھر ادھر سے اہلے کے مثل خون بہنے لگا اور پہاڑ کے پہاڑ جو فلک مین گرد بھر گئے وہ وزیر مکار جو یہ فتنون کا بو گیا تھا وہ انکے مرون کیواسطے آفت ہوگیا شعر فیر سے اشعار یہ ہی کہ یہ لڑائی کیا ایک فتنہ عام تھا جس مین ہر قسم کے لوگ مارے گئے

گویا جوز توڑے گئے کہ جنمین بے مغز بھی تھے اور مغز دار بھی بس جو مغز دار تھے بعد مارے جانے کے اُنکی روح ویسی ہی پاک ولطیف رہی الخلاف شرح بحر العلوم مین پاک نغز با ضافت ہی سیری تجھ مین پاک و نغز بلطف مناسب ہی قولہ کشتن و مردن کہ برنقش تنست ؎ چون انار و سیب را بشکستن ست ؎ انچہ شیرین ست آن شد یار و انگ ؎ وانچہ پوسیدست بود غیر بانگ ؎ انچہ پر مغز ست چون مشک ست پاک ؎ وانچہ پوسیدست بود غیر خاک ؎ انچہ بامعنی است خود پیدا شود ؎ انچہ بی معنے ست خود رسوا شود ؎ المعنی وانگ شش رنی و حصہ و بخش نیز پوسیدہ و بیاب فارسی کہ مشہور بیاب عربی ہی گھسا ہوا اور نہایت پرانی چیز جو قریب بگڑ جانے کے ہو یعنے مارا جانا اور مراد جو نقش تن پر جاری ہی یہ ایسا ہی جیسے سیب و انار کا توڑنا جو شیرین نکلا وہ تو یار و انگ کا ہوا یعنے قدر و قیمت پائی اور جو پرانا اور گھنا ہی وہ سوائے بانگ کے کچھ نہین بس ایک آواز ہی آواز ہی جو پُر مغز ہی وہ مثل مشک کے پاک ہی اور جو گھنا گلا وہ ایسا ہی جیسے خاک جو معنی والا ہی اُسکے معنی خود ظاہر ہوتے ہین پوچھتے نہین جیسے نعیمت نے کہا ہی ع زخاکش چشمۂ خورشید جوشید ؎ اور جو بے معنی ہی خود رسوا ہوتا ہی الخلاف شرح مین ہر جگہ بوسیدہ بیاے عربی لکھا ہی قولہ رو بمعنی کوش ای صورت پرست ؎ زانکہ معنی برتن صورت پرست ؎ همنشین اہل معنی باش تا ؎ هم عطایابے و هم باشی فتا ؎ جان بے معنی درین تن بے خلاف ؎ هست همچون تیغ چوبین در غلاف ؎ تا غلاف اندر بود با قیمت ست ؎ چون برون شد سوختن را آلتست ؎ تیغ چوبین را مبر در کارزار ؎ بنگر اول تا نگردد کارزار ؎ گر بود چوبین بر و دیگر طلب ؎ در بود الماس پیش آ تا طرب ؎ تیغ راز را دخانہ اولیاست ؎ دیدن ایشان شمارا کیمیاست ؎ جملہ دانایان همین گفتہ همین ؎ هست دانا رحمۃ للعالمین ؎ المعنی فتے لفتح جوانمرد زار بمعنے خوار و خراب الماس بمعنی پولاد تیغ زرا دبمعنی زرہ گر زرا دخانہ سلح خانہ رحمۃ للعالمین ای رحمت ہر اے تمامی عالم فرماتے ہین ای صورت پرست کیا صورت مین اُلجھا ہوا ہی جا معنی مین کوشش کر اس سبب سے کہ معنی اس تن پر سوار ہی یعنے تن مرکب ہی اور روح راکب اور سوا اہل معنی کے کسی کے پاس مت بیٹھ کہ اُنکے فیض صحبت سے عطا بھی پائے گا اور جوانمرد بھی بنجائیگا جسکو کہا ہی طالب المولی مذکر خوب جان لے کہ جو جان بے معنی ہی ای بے معرفت ایسی ہی جیسے کاٹھ کی تلوار غلاف تن مین کہ اسمین کسی کو خلاف ہی نہین بس جبتک غلاف مین ہی با قیمت ہی ہر کسی کے سامنے اسکی عزت و حرمت ہی اور جب غلاف تن سے نکلی ایک جلانے کی لکڑی ہی اسکے سوا کچھ نہین پھر جب تیرے پاس یہ کاٹھ کی تلوار ہو تو اسکو لیکے لڑائی مین مت جا بلکہ پہلے دیکھ لے تو کام تیرا خوار و خراب نہو اگر چوبین معلوم ہو تو جا اور اسے ڈھونڈھ لے اور اگر پولاد کی ہو تو خوشیان کرا دبخطر رہ اور سامنے آ اور یہ جو کہا کہ اگر چوبین ہی تو اور ڈھونڈھ لے اسی کی نسبت فرماتے ہین کہ مگر اور ڈھونڈھ لے تو اسکے لیے سلح خانہ ولیا کا ہی وہان اپنی تیغ لیجا اور چاہے جیسی بدل لا اس سبب سے کہ اولیا کا دیکھنا لمحہ ہے واسطے کیمیا ہی جس سے اہیت قلب ہو جاتی ہی اور مس سے زر بنتا ہی سلف سے

ابتک تمام دانا یہی کہتے آئے ہین کہ دانائی صاحب عرفان مخلوق کے حق مین رحمت خدا کی ہین اختلاف شرح بحر العلوم اور متن مسطورہ مین تیغ در زرادخانہ لکھا ہی میری دانست مین تیغ راہی قولہ گرانارے مجری خندان بخرہ تا دہد خندان زدانہ او خبر ۔ اہم مبارک خندہ اش کو از دہان ۔ مینماید دل چو در از درج جان ۔ تا مبارک خندہ آن لالہ بود ۔ گر کو دہان او سواد دل نمود ۔ یک زمانے صحبت با اولیا ۔ بہتر از صد سال طاعت بے ریا ۔ گر تو سنگ خارہ و مرمر بوے ۔ چون بصاحدل رسی گوہر شوی ۔ مہر پاکان در میان جان نشان ۔ دل مدہ الا بمہر دل خوشان ۔ گوے نومیدی مرد امید ہاست ۔ سوے تاریکی مرد خورشید ہاست ۔ دل ترا در کوے اہل دل کشید ۔ تن ترا در حبس آب وگل کشید ۔ ہین غذاے دل بدہ از ہمدلی ۔ رو بجو اقبال را از مقبلی ۔ دست زن در ذیل صاحب دولتے تا ز افسنائش بیابی رفعتے ۔ صحبت صالح ترا صالح کند ۔ صحبت طالح ترا طالح کند ۔ المعنی مقبل بالضم وکسر یا صاحب اقبال ظل مرد بہ گردار فرماتے ہین اگر انار مول لیتا ہی تو کھلا ہوا مول لے کہ کھلا ہوا اسکے دانون سے خبر دیتا ہی آمی طالب دیکھو تو اسکا کیسا مبارک خندہ ہی کہ دہن خندان سے اپنا موتی سا دل جان کے ڈبہ سے دکھا رہا ہی اور یہی خندہ ہی کہ اس سے لالہ خندان ہوتا ہی کہ وہ اپنے دہن خندان سے دل کی سیاہی دکھاتا ہی پس مطلب یہ کہ کامل اور عاشق ڈھونڈھے اسکا طالب ہو نہ ناقص جاہل کا کس واسطے کہ ایک دم صحبت جو اولیا سے تجکو نصیب ہو وہ سو برس کی عبادت بیریا سے بہتر ہی تو اگر سنگ خارا ہو یا مرمر ہی یعنے اچھا یا برا ہی تو تجھ ہی لیکن اگر کسی صاحب دل سے ملگیا تو گوہر ہو جائیگا بس لازم کہ محبت پاکون کی اپنے دل مین جما اور سوا سے دل خوشون کے کسی سے دل مت لگا دل خوش وہ جسکا دل خوش اور اچھا ہو دنیا کے رنج وملال سے پاک تو نومیدی کی گلی مین مت جا اسواسطے کہ امید ین موجود ہین اور تو اندھیرے مین مت گھس کہ آفتاب روشن ہو رہے ہین مطلب یہ کہ کامل موجود ہین ناقصون مین کیون جاتا ہی اور یہی کامل لوگ امید ہین اور ناقص نومیدی اور یہی خورشید اور اندھیری دل تو تجکو اہل دل کی گلی مین کھینچتا ہی اور تن آب وگل کی قید مین پھنساتا ہی تو بھی خبردار ہو اور اپنے دل کو غذا کسی ہمدل کی کھلا اور جاکسی صاحب اقبال سے اقبال ڈھونڈھ اور کسی صاحب دولت کا دامن پکڑ تا اسکے افضال سے رفعت کمال پائے خوب جان لے کہ صالح کی صحبت سے صالح ہوگا طالح کی صحبت سے طالح بنے گا الخلاف بجاے اہل دل کشید کے میری سمجھ مین کشد ہی لیکن جو دو کتابون مین یونہی ہی ناچار رہنے دیا گو سند نہین

نعت تعظیم مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم جو انجیل مین تھی

قولہ بود در انجیل نام مصطفا ۔ آن سر پیغمبران بحر صفا ۔ بود ذکر حلیہ او شکل او ۔ بود ذکر خلق و وصوم و اکل او ۔ طائفہ نصرانیان مہر تو اب ۔ چون رسیدند سے بدان نام وخطاب ۔ یونسہ دادند سے بدان نام شریف ۔ رو نہاد ندی بدان وصف لطیف ۔ اندرین فتنہ کہ گفتم آن گروہ ۔ ایمن از فتنہ بد مدد از شکوہ ۔ ایمن از شر امیران و وزیر ہا

و پناہ نام احمد مستجیر ✤ نسل ایشان نیز ہم بسیار شد ✤ نور احمد ناصر آمد یار شد ✤ وان گروہ دیگر از نصرانیان ✤ نام احمد داشتند مستهان ✤ مستهان و خوار گشتند از فتن ✤ از وزیر شوم رائے شوم فن ✤ مستهان و خوار گشتند آن فریق ✤ گشته محروم از خود و شرط طریق ✤ هم مخبط دین و شان و حکم شان ✤ از پئے طومار ہائے کژ بیان ✤ نام احمد چون چنین یاری کند ✤ تا کہ نوش چون مددگاری کند ✤ نام احمد چون حصارے شد حصین ✤ تا چہ باشد ذات آن روح الامین ✤ بعد ازین خونریزی دیگر بیان ✤ کاندرافتاد از بلائے آن وزیر ✤ المعنی خونریزی بالفتح جنگ دین مستجیر پناہ و پناہ دہندہ مستهان بالضم ذلیل و خوار حصین بالفتح مضبوط یہ ایک ذکر علحدہ ضمیمہ اسی داستان کا ہی کہ انجیل مین نام مصطفے کا جو سرد اپیغمبرون کے اور دریا صفا کے ہین داخل تھا اور اُن کے حلیے اور شکل اور خصوصات کا ذکر اور صوم و اکل کی کیفیت سب مذکور تھی ایک گروہ نصرانی بنظر صواب جب اس جگہ پر پہونچتے تھے نام شریف کو چوم لیتے تھے اور آپ کے وصف پر حسن عقیدت منور رکھدیتے تھے کہ مقتضائے محبت ہی اب جو یہ فتنہ ہوا جسکو ہمنے بیان کیا یہ لوگ اس فتنہ اور شکوہ سے امین رہے نہ انکو امیرون کی شر پہونچی نہ وزیر کی احمد کے نام کے پناہ مین محفوظ رہے اور انکی نسل بھی بہت بڑھی اس واسطے کہ نور آنحضرت کا یار و مددگار تھا اور وہ جو دوسرا گروہ نصرانیون کا تھا کہ آنحضرت کے نام کو ذلیل و خوار جانتے تھے وہ ان فتنون سے ذلیل و خوار ہوے جو وزیر شوم رائے شوم فن سے برپا ہوئے تھے یہ فریق سب خوار و ذلیل ہوے اور محروم آپ سے اور شرط طریق سے یعنی طریق راست مین جو شرط تھی وہ ان کو نصیب نہین ہوئی کجی پر رہے انکا دین بھی مخبط تھا اور انکے احکام بھی مخبط تھے اُس کج بیان کے طومارون کے سبب سے اب مقولات مولانا کے ہین خیال کرو کہ جب نام احمد کا ایسی مددگاری کرے تو کیا کہنا ہی نور انکا کسی مددگاری کرے گا نام احمد کا مثل ایک قلعہ مضبوط کے ہی تو اب سوچو ذات اُس روح الامین کی کیسی ہوگی شعر آئندہ گر نہ بین ہی دوسرے قصہ کی طرف کہ بعد اس خونریزی سخت کے جسکی علاج نہ تھی جو اس وزیر ناچیز کے سبب سے ہوئی اور ایک فساد اُٹھا بس خبر اس شعر کی شعر آئندہ ہی

حکایت دوسرے بادشاہ جہود کی جس نے دین حضرت عیسی کی تباہی مین کوشش کی

قولہ یک شہے دیگر ز نسل آن جہود ✤ در ہلاک قوم عیسی رو نمود ✤ گر خبر خواہی ازین دیگر خروج ✤ سورہ برخوان والسما ذات البروج ✤ سنت بد کرد شہ اول بزاد ✤ این شہ دیگر قدم بروے نہاد ✤ المعنی جہود معرب یہود رو نمود ای متوجہ شد یعنی بعد فساد اُس وزیر پر تزویر کے ایک اور بادشاہ جہود کی نسل سے متوجہ ہلاک قوم عیسی کا ہوا اور اگر خبر اس دوسری چڑھائی کی معلوم کرنا چاہتا ہی تو سورہ والسما ذات البروج پڑھ امین جو آیۃ کریمہ نازل ہوئی قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ وَالنَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ یعنے مارے گئے آگ کے خندقون والے جو ایسا جب لکڑیون کے تھے جب کہ وہ اُن خندقون پر بیٹھے تھے اور ایمان والون کے ساتھ جو کرتے تھے ظاہر تماشا تو صحیح

اسکی یہ کہ ان اصحاب الاخدود نے خندق کھود کے آگ بھڑکائی تھی اسپر بٹھا کے مومنون کو کفر و بت پرستی کی طرف رجوع کرتے تھے جو نہین مانتے تھے انکو اُن آگ کی خندقون مین ڈالدیتے تھے یہ بادشاہ انھین اصحاب الاخدود سے تھا اور وہ راہ جو پہلے بادشاہ سے پیدا ہوئی تھی اُسی راہ پر اُسنے قدم رکھا قولہ ہرکہ او نہاد نا خوش سنتے ۔ سوے او نفرین رود ہر ساعتے ۔ زانکہ ہر چہ این کند زان گوستم ۔ ہزاران چین جو ید خدا بے بیش و کم ۔ نیکو ان رفتند و سنتہا باندہ ۔ و زئیمان ظلم و لعنتہا باند ۔ تا قیامت ہر کہ جنس آن بدان ۔ در وجود آرد بود در ویش بدان ۔ رگ رگ ست این آب شیرین و آب شور ۔ در خلائق میرود تا نفخ صور ۔ نیکوان راہ ست میراث از خوشاب ۔ انچہ میراث ست اورا شنا الکتاب ۔ المعنی نفرین بالکسر بد و عا و لعنت سنت بضم و تشدید نون مفتوح راہ و روش و عادت او جس کام کو پیغمبر اور صحابہ نے کیا ہو اور جسکو کہ پیغمبر نے ہمیشہ کیا ہو یا عمر بھر مین ایک دو دفعہ پہلے دونون شعر موافق حدیث شریف کے ہین من سن سنۃ سیئۃ فلہ وزرہا و وزر من عمل بہا الی یوم القیامۃ من غیر ان ینقص من اوزارہم شیٔ یعنے جس کسی نے نکالی بری راہ جو ممنوع ہو اُسکے واسطے گناہ اُس راہ کا ہی اور جو اُس راہ پر چلے اُسکا بھی قیامت تک اور نہین ہوگا جو اس راہ کے عاملون کے گناہ سے کچھ اُس راہ نکالنے والے پر گھٹ جاے اور ایسے ہی حال سنت حسنہ کا ہو مگر وہ ماکن فیہ سے خارج تھا لہذا اُسکا نہین لکھا مطابق اسی کے مولانا رح فرماتے ہین کہ جس نے راہ ناخوش جو سہا یہ اذ و آزار کا ہو نکالی ہر ساعت اُسکی لعنت اسپر ہمو بختی ہو اور جو اس قسم کے ظلم و ستم کرے تو پہلے جسکے یہ ظلم و ستم نکالے ہوتے ہین خدا تعالی اُس سے بھی اسکا مواخذہ کرتا ہی برابر بے کم و کاست لیکن لوگ گئے اور اُن سے راہین خوش رہین اور لئیمون سے ظلم و لعنتین رہین اب قیامت تک جو کوئی اس قسم کے امر سے کرے گا اور ظہور مین لائیگا وہ متوجہ اُن لئیمون کی طرف ضرور ہوگا جو بانی اس امر کے ہوے ہین بدان پہلے مصرع مین جمع بد کی دوسرے مین بمعنی بآن آب شیرین یعنے سنت خوش و آب شور سنت بد یہ ہر ایک کی رگ رگ مین ہی اور نفخ صور تک مخلوق مین چلا جاتا ہی منقطع نہین ہوتا بس جو لوگ نیک ہین اُنکی میراث آب خوش ہی کہ اُس سے وہ فائدہ پاتے ہین جیسے میراث سے میراث والے نفع اُٹھاتے ہین یہ سنت خوش ان کی میراث ہی اور وہ جو اورثنا الکتاب سے ہی یہ اقتباس ہی آیت شریف سے ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا یعنے پھر وارث کیا ہم نے کتاب کا اُن لوگون کو کہ برگزیدہ کیا ہم نے کہ وہ انبیا علیہم السلام ہین برگزیدہ صاحب کتاب سنت خوش نکالنے والے قولہ شد نثار طالبان ار بنگری ۔ شعلہ باز گوہر پیغمبری ۔ شعلہ ہا باگو ہر گردان بود ۔ شعلہ آن جانب رود ہم کان بود ۔ نور روزن گرد خانہ میدود ۔ زانکہ خور برجے ببرجے میرود ۔ ہر گرا با اختر ے پیوستگی ست ۔ مرد را با اختر خود ہم تگی ست ۔ طالبش گر زہرہ باشد در طرب ۔ میل کلی دارد و عشق و طلب ۔ در بود مریخی و خو نریز خو ۔ با جنگ و ہتان و خصومت جو یدا و ۔ المعنے شعلہ بالضم درخش و زبانہ آتش میل کلی

بالفتح وضم کان محل غایت بعد منطقة البروج ومعدل النهار ونرجست تمام فرماتے ہین کہ جو طالب خدا کے ہین اگر غور کرے تو شعلے گوہر پیغمبری کے اُن کے نثار ہین گوہر پیغمبری یعنے ذات پیغمبری کو کسی زمانے مین کسی پیغمبر پر ہون اور شعلے انوار تجلیات یا آتش عشق کہ جملہ ماسوا کو جلا کے قابل قرب خدا کے کردیتی ہر اور یہ شعلے انھین گوہرون کے ساتھ پھرتے رہے ہین نوبت بہ نوبت آدم سے آنحضرت تک اور بعد آنحضرت اُنکے تابعین پر کہ وہ صحابہ اور اولیا ہین اور اُسی طرف جاتے ہین جہان انکی کان ہر یعنے جو دل کہ قابل انکے ہین علی العموم جیسے نور وزن کا ہمیشہ ایک جگہ نہین ہوتا سارے گھر مین دوڑتا ہر اس واسطے کہ آفتاب جس سے کہ وہ نور وزن کا ہر ایک ہی جگہ قائم نہین کبھی کسی برج سے نکلتا ہر کبھی کسی برج سے ایسی ہی پیغمبری باری باری پہونچی ہر اور روزنون سے نور پہونچکر خانہ قلب ان کے روشن ہوئے ہین اور رہوتے ہین اب فرماتے ہین جو کوئی جس اصل ونژاد پر پیدا ہوا ہر اُس سے وہی اثر ظہور مین آتا ہر اسی سبب سے ان شغلون سے ہر کوئی بطور عام فیضیاب نہین مثلاً جس کو جس ستارے سے پیوستگی ہر وہ اُسی ستارہ کا ہم تگ اور ہمقدم ہر اسی چال چلن پر چلتا ہر جیسے اگر کسی کا طالع زہرہ ہو تو اُس کا بالکل میل طرب کی طرف ہوتا ہر اور عشق وطلب کی کسواسطے کہ سعد ہر اور مطرب فلک کہلاتی ہر احد جو مریخی ہو اور خونریز خونخوار وہ جنگ و بہتان وخصومت ڈھونڈھتا ہر کہ یہ نحس ہر اور جلاد فلک قولہ اختران اندازورا سے اختران ہ کا احتراق ونحس نبود اندران ہ سائران دراسمانہاے دگر ہ غیر این ہفت آسمان مشتہر ہ راسمان دریاب انوار خدا ہ نے بہم پیوستہ تے از ہم جدا ہ ہرکہ باشد طالع اوزان نجوم ہ نفس او کفار سوزد در رجوم ہ خشم مریخے نباشد خشم او ہ منقلب رو غالب ومغلوب خو ہ المعنی احتراق بالکسر چھپ جانا پانچ ستارون سے کسی ایک ستارے کا سواے قرکے شعاع مہر مین بسبب جمع ہونے کے بیج واحد مین منقلب بضم میم وکسر لام برگردندہ اور نجومیون کی اصطلاح مین ایک قسم ہر اقسام ثلاثہ بروج دوازدہ گانہ سے باعتبار سعادت ونحوست طالع کے اور برج منقلب مین کام راست درست نہین آتا مولانا رح فرماتے ہین یہ ہفت اختر اور ہفت فلک تو ہین کہ اُن مین سے زہرہ مریخ دو کو ہم نے بطور نظیر لکھا اُنکے سوا اور اختر ہین احتراق ونحوست کو کچھ دخل نہین سب کے سب سعد وسعید اور احتراق سے محفوظ ہمیشہ تابان اور درخشان اور سواے ان سات آسمانون مشہور کے اُنکے دور وسیر کے اور آسمان ہین کہ وہ اصحاب ہین جنکی نسبت ظاہر فرمایا ہر اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم یعنے اصحاب میرے مثل نجوم کے ہین سو جسکی پیروی کروگے تم ہدایت پاؤگے تم اور انکے بعد اولیا کہ بموجب قلوب المومنین عرش اللہ تعالے کے انکا مسیر عرش ہر اور یہ ثابت قدم ہین حرارات انوار خدا مین اور متحمل اسکے جیسا کہ کہا ہر شعر سینہ مین قانع کوے قطرہ کا قطرہ رہا ہ بل بے سمائی تری اُف رے سمندر کے چور ہ اور نہ ظاہر مین پیوستہ اور یک جانہ بحقیقت متفرق وجدا اب جو شخص ایسا ہو جسکا طالع اُن نجوم سے ہر اُسکا نفس کفار سوز ہر رجوم کے وقت جیسے شیاطین رجوم سے

جلجاتے ہین اُسکا خشم مریخ کا سا خشم نہین ہی کہ مغلب ہوا و زہرہ کے غلبہ سے باوجود غالب ہونے کے مغلوب
ہوجاے جیسے مریخ زہرہ سے مغلوب ہوجاتا ہی اِس شعر مین صفت خشم و غضب اصحاب کی ہی نسبت بکفار کما
قال اللہ تعالی شانہ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ قولہ نور غالب ایمن از کسف و غسق ٭ درمیان اصبعین نور حق ٭ حق
فشاند آن نور را بر جانہا ٭ مقبلان برداشتہ دامانہا ٭ وان نثار نور ہر کو یافت فر ٭ روے از غیر خدا برتافتہ ٭ ہر کرا
دامان عشق نابدہ ٭ زان نثار نور بے بہرہ شدہ ٭ جزو ہا را روی ہا سوے کل ست ٭ بلبلان را عشق بار وے گلست ٭
گاو را رنگ از برون و مرورا ٭ از درون جو رنگ سرخ و زرورا ٭ رنگہاے نیک از خم صفاست ٭ رنگ زشتان از
سیہ آبہ جفاست ٭ صبغۃ اللہ نام آن رنگ لطیف ٭ لغنۃ اللہ بوے این رنگ کثیف ٭ انچہ از دریا بدریا مے رود ٭
از ہمانجا کامہ آنجاے رود ٭ از سر کہ سیلہاے تیز رود ٭ در تن ما جان عشق آمیز رود ٭ المعنی کسف بالفتح چھپ جانا ستارہ
وغیرہ کا اور بدحال ہونا غسق تاریکی اول شب و تاریکی سخت اصبع بالکسر دہاے موحدہ مفتوح انگشت دست یا پا اصبعین جمع
بُدہ مخفف بودہ جھگا بالمد خاشاک سیل و خرک زرد نقرہ صبغہ بالکسر رنگ و ملت و درین سیہ آبہ وہ جگہ جہان پانی خراب
بدرنگ بدبو جمع ہو جیسے نور غالب خدا تعالے کا جسکے سارے نور مغلوب ہین کسف و غسق سے جیسا کہ آفتاب کو ہر سال
اور ہر روز عارض ہوتا ہی فارغ اور نجیف ہی اور اُسکی انگلیون یعنے نور حق کے مشت مین ہی اُسنے اُس نور کو مٹھیان بھر بھر
کے عاشقون کی جانون پر نثار کیا نثار کرنے سے نہایت توفیر عاشقون کی ظاہر کی ہی پس جو قبل تھے اُنھون نے دامن بھر بھر
بٹورلا اور جس خوش قسمت کو یہ نور نصیب ہوا اُسنے غیر خدا سے منھ پھیر لیا کسی کی طرف متوجہ نہین ہوتا موافق مصرع
ع آنکس کہ ترا یافت جان را چہ کند ٭ اور جسکے پاس دامن عشق کا نہ تھا وہ اِس نثار سے بے نصیب رہا جتنے جزو
ہین سب کا رُخ کل کی طرف ہی مثلاً ایک جزو گل ہی جسکی عاشق بلبل اسکا رُخ بھی اُدھر ہی ہی البتہ جو گاے بیل ہین
اُنکا صرف رنگ ظاہری دیکھو اور جو مرد ہین اُنکا رنگ باطنی خواہ سرخ خواہ زرد ٹو مونڈھ اس واسطے کہ جو اچھے
رنگ ہین وہ خم صفا سے ہین یعنے اُنکی اصل و نژاد اچھی ہی اور رنگ بدسیہ آبہ جفا سے یعنے ایسے جیسے میلا
پانی بدبو خراب کہین جمع ہوتا ہی اُنکی سرشت اُس سے ہی پس یہ رنگ جو لطیف ہی اسکا نام صبغۃ اللہ ای رنگ
خدا و دین خدا ہی کہ وہ مومن ہین اور جو رنگ کثیف ہے اُسکی بدبو پر لغنۃ اللہ ہی کہ وہ بدبو کفر و فسوق کی ہی دیکھو دریا
کا پانی دریا ہی کو جاتا ہی جہان سے آتا ہی وہین کو لوٹتا ہی یعنے اگر رنگ لطیف ہی لطیف جگہ عود کرتا ہی اور
اگر کثیف کثیف جگہ جاتا ہی جیسے سرکہ سے اسلیے تیز رو بہتے ہین ہمارے تن مین جان عشق آمیز روان ہے
اخلاف پہلے شعر مین بجاے ایمن کے اپنے برون کی جگہ بردن اور بجاے درتن ما و در تن ما خطاہی

آگ بجھڑکانا پادشاہ کا اور برابر آگ کے بت قائم کرنا کہ جو اسکو سجدہ کریگا وہ آگ سے بچا رہیگا

قولہ آن جہود سگ بہ بین چہ راے کرد ٭ پہلوے آتش بتے برپاے کرد ٭ تا کہ این بت را سجود آرد بجست ٭

ورنیارد در دل آتش نشست ۞ چون سزاے این بت نفس اوفتاد ۞ از پے نفس بت دیگر بزاد ۞ مادر بتہا بت
نفس شماست ۞ زانکہ آن بت مار و این بت اژدہاست ۞ آہن و سنگ ست نفس و بت شرار ۞ آن شرار
از آب میگیرد قرار ۞ سنگ و آہن ز آب کے ساکن شود ۞ آدمی با این دو کے ایمن شود ۞ سنگ و آہن در
درون دارند نار ۞ آب را بر نار شان بنود گذار ۞ ز آب جو نار برون گشتہ شود ۞ وز درون سنگ و آہن کے رود ۞
آہن و سنگ ست اصل نار و دود ۞ فعل کفر ہر دو تر ساوجہود ۞ بت سیہ آلبست در کوزہ نہان ۞ نفس مر آب سیہ را چشمہ دان ۞
آن بت منحوت چون سیل سیاہ ۞ نفس بنگر چشمہ بر شاہراہ ۞ بت درون کوزہ چون آب کدر ۞ نفس شومت چشمہ آن
ای مصر ۞ المعنی آب سیاہ آب عمیق و آب بد رنگ منحوت ترا شیدہ گذر بکبر دال تیرہ اور گاہ مصر اصرار کنندہ
یعنے دیکھو اس جہود سنگ کی بد اصلی اسنے یہ فکر کی کہ آگ بھڑکائی اور آگ کے برابر ایک بت قائم کیا اور کہا کہ جو اس
بت کو سجدہ کریگا وہ تو خلاص ہوگا اور جو نہین کریگا آگ مین ڈالا جائیگا اور یہ خرابی اس سبب سے پیدا ہوئی کہ اُسنے
اپنے نفس کے بت کو سزا نہین دی لہذا اُس سے یہ دوسرا بت پیدا ہوا سب بتون کی مان یہ بت نفس ہی جس سے
بت پیدا ہوتے ہین اس واسطے کہ یہ جو پیدا ہوتے ہین یہ مار ہین اور بت نفس اژدہا ہی نفس تو مثل آہن و سنگ یعنے
چقماق کے ہی اور بت اس چقماق کے شرار پھر فرماتے ہین کہ شرار تو پانی سے دب جاتے ہین لیکن چقماق پانی سے کب
ساکن ہوتی ہی اس سے تو شرار نکلتے ہی رہتے ہین پھر آدمی ان دونون کیسے بخت ہوئے سنگ و آہن کے تو درون
مین آگ بھری ہی انکی آگ پر پانی کا کیسے گذر ہو ظاہر ہی کہ آبجو سے آگ ظاہر کی بجھتی ہی اور جو سنگ و آہن کے درون
مین ہی وہ کیسے بجھ جاے آہن و سنگ کی اصل نار و دود ہی اور یہ نار و دود فعل کفر امین ترسا و یہود کا ہی یعنے نار
و دود اور فعل کفر مین ایسا اتحاد ہی بت تو ایسا ہی جیسے ایک بڑا پانی کہ کوزے مین چھپا ہوا ہوتا ہی اور نفس کو آب سیاہ کا چشمہ
جان یہ پانی اسی سے نکلتا ہی وہ بت جو تراشیدہ ہی ایک سخت سیاہ اہلہ ہی اور یہ نفس بنگر اُسکی شاہراہ کا چشمہ بت ایسا
جیسے کوزہ کے اندر گدلا پانی اور نفس شوم تیرا اُس گدلے پانی کا چشمہ اور تجکو اس چشمے اور گدلے پانی پر کیسا
اصرار ہی الخلاف ۔ بحر العلوم مین پہلے شعر کے دوسرے مصرع مین بجاے رائے کے آے لکھا ہی رار رگہی ہی ایسے
ہی چون سزاے اژ اس شعر مین بجاے این کے آن اور بت نفس کی جگہ بتے اور نفش کے بجاے نفسے اور بجاے
آب را بزنار ابرا بر فعل کفر کی جگہ فعل ہر دو کفر غلط لکھا ہی قولہ صد سبوز اتش کندیک پارہ سنگ ۞ و آب چشمہ
می رہاند بے درنگ ۞ آب خم و کوزہ گر فانی شود ۞ آب و چشمہ تازہ و باقی بود ۞ بت شکستن سہل باشد نیک سہل ۞
سہل دیدن نفس را جہل ست جہل ۞ صورت نفس ار بجوئی اے پسر ۞ قصۂ دوزخ بخوان با ہفت در ۞ ہر نفس
مکرے و دہر مکر ازان ۞ غرق صد فرعون بافرعونیان ۞ در خداے موسی و موسے گریز ۞ آب ایمان را فرعونی
مریز ۞ دست را اندر احد احمد بزن ۞ ای برادر واره از بوجہل تن ۞ المعنی زہید ان ابلنا اور نکلنا یعنے اوپر

جو بت کو کوزہ کہا ہی کہ مثل آب کدر در کوزہ کے ہی اسی کی توضیح مین فرماتے ہین کہ کوزہ کیا چیز ہی سیکڑون سبو ایک پتھر سے توڑ سکتا ہی لیکن چشمہ کا پانی تو برابر اُبل رہا ہی اسکا کیا علاج اور چشمہ نفس تم مین یا کوزے مین اگر پانی بھرا ہو تو وہ نبڑ جاتا ہی مگر چشمہ کا پانی تو ہر دم تازہ اور باقی ہی بت کا توڑ ڈالنا تو سہل اور بہت ہی آسان ہی لیکن نفس کو سہل دیکھنا بالکل جہل ہی جہل ہی اگر تو چاہتا ہی کہ تجکو صورت نفس کی بتاؤن تو قصہ دوزخ کا مع ہفت در کے جیسا کہ فرمایا وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ پڑھ لے یہی صورت نفس کی ہے یعنے کل دوزخ مع ساتون بابون کے نفس ہی ہر دم اسکا ایک مکر ہی اور مکرنگی وہ جنسے سیکڑون فرعون و فرعونی ڈبو لے تجکو لازم ہی کہ موسے کے خدا اور موسی کی طرف بھاگ اور پناہ لے اور ایمان کی رونق دا بر و فسہ عون اپنے سے مت کہو جو کہ موسی کیطرف بھاگنے مین نوع کج مفہون کے واسطے ہدایت دین موسے کا شبیہ تھا لہذا اس شعر سے اسکو دفع فرمایا کہ تو کسک اعداد احمد پر کرتا دستاویز نجات کی تیرے ہاتھ آئے اور اس ابوجہل تن سے آپکو چھڑا اور بچالے رہا ہی بھائی جسکو

تن پروری جانتا ہی یہی نفس پروری ہی

لانا بادشاہ جہود کا ایک عورت کو مع بچہ کے اور ڈال دینا بچہ کو آگ مین اور باتین کرنا بچہ کا آگ مین سے

قولہ یک زنی با طفل آورد آن جہود ✤ پیش آن بت و آتش اندر شعلہ بود ✤ گفت ای زن پیش این بت سجدہ کن ✤ ورنہ در آتش بسوزی بے سخن ✤ بود آن زن پاک دین و مومنہ ✤ سجدہ آن بت نکرد آن موقنہ ✤ طفل از دست در آتش در رنگند ✤ زن بترسید دل از ایمان بکند ✤ خواست او تا سجدہ آرد پیش بت ✤ بانگ زد آن طفل کانی لم امت ✤ اندر آ باد رکہ من ایمن خوشم ✤ گرچہ در صورت میان آتشم ✤ چشم بندست آتش از بہر حبیب ✤ رحمت ست این سر بسر آورد رحیب ✤ اندر آ مادر مبین برہان حق ✤ تا ببینی عشرت خاصان حق ✤ اندر آ و آب بین آتش مثال ✤ از جہانے کآتش ست آبش مثال ✤ اندر آ اسرار ابراہیم بین ✤ کو در آتش یافت ورد و یاسمین ✤ مرگ میدیدم گہ زادن زتو ✤ سخت خوفم بود افتادن زتو ✤ چون بزادم رستم از زندان تنگ ✤ در جہانے خوش سرائے خوب رنگ المعنی مومنہ ایمان والی موقنہ یقین والی ای امت یعنے بیشک مین نہین مرا ہون حبیب اما حجاب مثال بکسر شبیہ و تصویر و نظیر اور عالم مثال کہ وہ ایک عالم ہی فروتر عالم ارواح سے کہ جو کچھ اس جہان مین ہی سب اسمین موجود ہی در دگلاب ایک عورت بچہ والی کو وہ جہود ی بادشاہ اس بت کے سامنے کہ آگ جہان بھڑکائی تھی لایا اور آگ اسوقت نہایت ہی شعلہ زن تھی اور کہا کہ اس بت کے سامنے سجدہ کر نہین تو لاکلام اسمین جلائی جائے گی کوئی بات اسکے سوا نہین ہی وہ عورت پاک دین اور ایمان و یقین والی تھی اُسنے بت کو سجدہ نہ کیا جہود نے بچے کو اس سے چھین کے آگ مین ڈال دیا اس حال سے عورت ڈری

اور دل اُسکا ایمان سے اُکھڑ جاتا کہ بت کو سجدہ کرے ناگہان بچہ نے آگ مین سے آواز دی کہ مین نہین مرا ہون
اے مادر تو بھی اس مین گھس پڑ کہ مین یہان بہت ہی خوش ہون اگرچہ بظاہر آگ مین ہون یہ آگ نہین ہی ایک
چشم بند و نظر بند ہی حجاب کیوسطے یہ تو رحمت ہی سرگریبان سے نکالے ہوے اے مادر اس آگ مین گھس آ
اور بربان حق کی لینے جو کتاب اللہ سے سنا کرتی تھی اُسکو آنکھون سے دیکھ لے کہ حق تعالے نے اپنے خاصون
کو کیسی عشرت اور خوش عیشی عطا کی ہی تو اس آگ مین بید حرکت چلی آ یہ پانی ہی شبیہ آگ کے اور یہ اُس جہان کی آگ ہی
جہان آگ مثل پانی کے ہی کہ وہ عالم مثال ہی یعنے خواب مین دیکھا کہ آگ مین گر گئے اور جلگے تو کچھ اثر اسکا نہین بس
دنیا خواب خیال ہی اور پیدا ہونا عالم باقی کا اصلی جو مثل بیداری و خواب کے ہی اے مادر تو اسمین داخل تو ہو پھر بھید ابراہیم
کے دیکھ کہ یہی آگ اُنپر گلاب اور چنبیلی کے پھول ہوگئی تھی تین جو تجھ سے پیدا ہوا تھا تو ہر وقت مجکو خوف اور کھٹکا مرگ
کا تھا کانٹا سا کھٹکتا رہتا تھا میرے حق مین تجھ سے جدا ہو کے اس آگ مین پڑنا بہت ہی خوب ہوا آسواسطے کہ اب مین
اُس عالم مین پیدا ہوا جو ایک جہان خوش اور مکان خوشرنگ ہی نہ وہ جہان کہ ایک زندان تیرہ و تنگ تھا خدا نے
اُس سے مجھکو چھڑایا قولہ این جہانرا چون رحم دیدم کنون ما چون درین آتش بدیدم این سکون ما اندرین آتش بدیدم
عالمے ما ذرہ ذرہ اندرو عیسے دمے ما یک جہانی نیست شکل و ہست ذات ما دین جہانے ہست و شکل و بی ثبات ما
اندر آ مادر بحق مادری ما بین کہ این آذر ندارد آذری ما اندر آ مادر کہ اقبال آمدست ما اندر آ مادر مدہ دولت زدست ما
قدرت آن سگ بدیدی اندر آ تا تو ہم بینی قدرت فضل خدا ما من زرحمت میکشایم پاے تو ما کز طرب خود نیستم پروائے تو ما
اندر آ و دیگران را ہم بخوان ما کاندر آتش شاہ بنہادست خوان ما المعنی رحم کبسر و فتح حا بچہ دان عورت آذر آتش
اُس جہان کو مین نے ایسا جانا جیسے رحم کہ ایک زمان موعود تک وہان کا رہنا ہی پس این جہان اشارہ دنیا سے
اور اس آگ کو مین نے محل سکون پایا اے قرارگاہ اور اس آگ مین مین نے ایسا ایک عالم دیکھا جسکا ذرہ ذرہ عیسے دم
ہی جو یہان آیا وہ زندہ ہوگیا یہ جہان نیست شکل اور ہست ذات ہی نیست شکل اس سبب سے کہ دنیا مین یہان کے
آنے والے کو نیست جانتے ہین حال آنکہ جو یہان آیا بدتک ہست ہوا اور دنیا ایک ہست شکل تو ہی مگر محض بے ثبات
کچھ قیام نہین کان لم یلبثوا الا ساعۃ من النہار اے مادر مین تجکو سمجھاتا ہون اور مادری کا واسطہ دیتا ہون کہ تو جلی آ
دیکھ تو اس آگ مین آگ پن ہی نہین ہی آ مادر اسوقت تیرا اقبال تیرے سامنے ہی ہرگز اسکو ہاتھ سے مت کھو
اے مادر آئی ہوئی دولت کو کون پھیر دیتا ہی تو نے اُس جھوسنگ کی تو قدرت دیکھ لی اب آ اور قدرت فضل خدا
کی دیکھ مجکو تیرے حال پر رحمت ہی اسلیے کہتا ہون کہ قدم بڑھا ورنہ مین تو ایسا عیش و طرب مین ہون کہ مجکو تیری
پروا کب ہی پس تو بھی آ اور اوروں کو بھی بلا لا کہ بادشاہ حقیقی نے آگ مین خوان نعمت لگایا ہی الخلاف شرح
بحر العلوم مین پہلے شعر مین بجاے بدیدم ندیدم او نیست شکل باضافت ایسے ہی ہست شکل باضافت

غلط ہی قولہ اندر آئید ای ہمہ پروانہ وار ❊ اندرین آتش کہ دارد صد بہار ❊ اندر آئید ای مسلمانان ہمہ ❊ غیر غذب دین عذاب است از ہمہ ❊ اندر آئید و بہ بینید این چنین ❊ سرد گشتہ آتش گرم مہین ❊ اندر آئید ای ہمہ مست وخراب ❊ اندر آئید ای ہمہ عین عتاب ❊ اندر آئید اندرین بحر عمیق ❊ تا کہ گردد روح صافی در تسیق ❊ مادرش انداخت خود را اندرو ❊ دست او بگرفت طفل مہر خو ❊ اندر آمد مادر آن طفل خرد ❊ اندر آتش گوے دولت را ببرد ❊ مادرش ہم زان نسق گفتن گرفت ❊ در وصف لطف حق سفتن گرفت ❊ بانگ میزد در میان آن گروہ ❊ پر ہمیشد جان خلقان از شکوہ ❊ نعرہ میزد خلق را کاے مردمان ❊ اندر آتش بنگرید این بوستان ❊ المعنی غذب بالفتح شیرین مہین بر گستر رقیق نرم وملائم مجازاً اگر دلالت و محبت آب خطاب عام اس بچہ کا ہی کہ اے لوگو پروانہ کی طرح بے تامل اس آگ مین گھس پڑو جس مین سیکڑون قسم کی بہار ہی اور ای مسلمانو جتنے ہو سب اس آگ مین داخل ہو جاؤ اور دین کی شیرینی جو کچھ چکھے ہو اس سے پھیکے مت ہو اس عذب کے سوا جو کچھ ہی سب سے عذاب و وبال دیکھو گے داخل ہو اس آگ مین اور دیکھو یہ ایسی بڑی آگ کیسی سرد و خنک ہی اے مست و خراب لوگو اس آگ مین گھسو اور ای ہا لکل عین عتاب اس سے مٹ ڈرو ہر عذاب و عتاب سے چھوٹ جاؤ گے یہ دریا عمیق ہی آگ نہین ہی کچھ تامل کیا ہی بے تکلف اسمین کود پڑو تا روح تمھاری شست و شو پاکے صاف اور نرم و لطیف ہو جاے پس یہ باتین سنکے اسکی مان نے آپ کو اس آگ مین ڈال دیا فوراً اس بچہ نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور دونون ملگئے دیکھو کیسے آگ مین گر کے گیند دولت کی لے گئے اور اس بچے کی طرح یہ بھی کہنے لگی اور گوہر وصف لطف حق کے پرونے لگی اس آگ مین ایسی چلاتی تھی کہ اس گروہ مین جو مخلوق جمع تھی انکی جان شان و شکوہ سے بھری جاتی تھی نعرے مار مار کے کہتی تھی ای لوگو آؤ اور اس آگ مین دیکھو جو بوستان کھل رہا ہی

گرنا لوگون کا از خود آگ مین از روے ذوق کے

قولہ خلق خود را بعد ازان بے خویشتن ❊ میفگند اندر آتش مرد و زن ❊ بے توکل بے کشش از عشق دوست ❊ زانکہ شیرین کردن ہر تلخ از دوست ❊ تا چنان شد کان عوانان خلق را ❊ منع میکردند کآتش در میا ❊ آن یہودی شد سیہ رو د نخجل ❊ شد پشیمان زین سبب بسیار دل ❊ کاندر آتش خلق عاشق تر شدند ❊ در فناے جسم صادق تر شدند ❊ مکر شیطان ہم در و پیچید مکر ❊ دیو را ہم خود سیہ رو دید کر ❊ آنچہ میمالید بر روے کسان ❊ جمع شد در چہرۂ آن ناکسان ❊ المعنی عوانان جمع عوان بالفتح و تشدید واو سخت گیر ظالم و زجر کنندہ و سرہنگ ناکس نالائق یعنے جب مخلوق نے کیفیت اس طفل و مادر کی دیکھی سنی تو تمام مرد و زن بے اختیار آپ کو اس آگ مین ڈالنے لگے نہ ان پر کوئی موکل تھا نہ ان کو کچھ انچ کھینچتی تھی خدا کے عشق سے از خود آپ گرتے تھے اسواسطے کہ کڑوے کا میٹھا کر دیتا یہ اسی کی قدرت ہی دیکھو آگ کو کیسا عزیز کر دیا اب یہان تک نوبت پہونچی کہ وہ ظالم سخت گیر خود منع کرتے تھے کہ آگ مین مت آؤ پس وہ یہودی

اس سبب سے کیسا سیہ رو اور شرمندہ ہوا اور وہ بیمار دل کیسا پریشان تھا بیمار دل اسوجہ سے کہا کہ خدا تعالے نے کافرون کی نسبت فرمایا ہی فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا حیران تھا کہ اس آگ مین کیا ہی جو لوگ ایسے عاشق ہوگئے ہین اور اسقدر فنائے جسم مین صادق ہین جو آپ کو بخوشی مٹائے دیتے ہین ایسا بڑا عشق وصدق ان کو کیون ہوگیا اب آیندہ دونون شعر متولات مولانا رح سے ہین فرماتے ہین ذرا غور تو کرو مکر شیطان نے کیسا اپنا مکر اس معاملہ مین لپیٹا چھپایا تھا کہ ان یہودیون کو سجدہ بت کا کرانے پر آمادہ کیا اور خدا نے بموجب واللہ خیر الماکرین کے یہ کیا کہ مکر اسکا نہ چلا بلکہ خود مکر نے شیطان ہی کا منھ کالا دیکھا اور پشیمان پایا جو کچھ اسنے یہودیون کے دل مین جمایا تھا اور سجدہ بت سے انکی روسیاہی سمجھے تھے وہ سب انھین ناکسون یعنے یہودیون کی صورت مین جمع ہوئی اور اور لوگ اس روسیاہی سے بچگئے بلکہ مغفور ومبرور ہوئے اور یہ سب ظالم اور مقہور الخلاف تشریح بحر العلوم مکر شیطان ہم وزن ہ مین پیچید سہ شکر لکھا ہی اگر اسکو شکر بالفتح کہین یا شکر بالضم تو معنی درست نہین ہوتے اسلیے کہ شکر بسکون کاف عربی فرج کے معنی مین ہی اور شکر بالفتحتین بمعنی شیرنی ہو نہین سکتا نہ شکر بالفتحتین وکاف فارسی جو بمعنی بھونرے کے ہی نہ شکر بالضم بمعنی سپاس کوئی لفظ معنی دہ نہین ایسے ہی دوسرے مصرع مین اور متن مطبوعہ مین بھی شکری پایا گیا مین نے تو خدا کا نام لیکر مکر لکھدیا ہی مین بہت غلطیان دیکھتا چلا آتا ہون اورون کو اختیار ہی اگر شکر مین کوئی اچھے معنی پیدا کرین تو خوب سوچ سمجھ کے بنا دین

ٹیڑھا رہ جانا منھ اس شخص کا جسنے نام پیغمبر کا تمسخر سے لیا

قولہ آنکہ مید رید جامہ خلق چست ٭ شد دریدہ آن او زیشان درست ٭ آن دہن کژ کرد وانکژ بخواند ٭ نام احمد را دہانش کژ بماند ٭ باز آمد کاے محمد عفو کن ٭ اے ترا الطاف حلم من لدن ٭ من ترا افسوس می کردم ز جہل ٭ من بدم افسوس را منسوب اہل ٭ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ٭ میلش اندر طعنہ پاکان برد ٭ ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس ٭ کم زند در عیب معیوبان نفس ٭ چون خدا خواہد کہ مان یاری کند ٭ میل مارا جانب زاری کند ٭ المعنی التمسخر بالفتح استہزا والتمسخر من لدن اشارہ ہی آیہ کریمہ وہب لنا من لدنک رحمۃ سے یعنے بخش تو اپنے پاس سے رحمت افسوس بالفتح وبالضم طنز وبازی والتمسخر وورلغ اہل لائق وسزاوار مولانا رح فرماتے ہین وہ شخص کہ جامہ مخلوق کا چست اسی بیجا پھاڑتا تھا یعنے بخلاف انکی حسن وخوبی کے عیب وبرائیان لگاتا تھا جیسے یہ یہود کہ راہ راست والون کو گمراہ جانتا تھا اور خوار ورسوا کرنا چاہتا تھا آخر کار وہ جامہ دریدہ یعنے رسوائی اور فضیحت کاری تو اسکی ملک سے ہوئی اور درستی انکے ملک مین آئی ایک شخص نے تمسخر سے منھ ٹیڑھا کرکے نام احمد کا لیا منھ اسکا ہی ٹیڑھا رہگیا جب یہ کیفیت ہوئی تو باز آیا اور کہا کہ اے محمد معاف کردو اے محمد اللہ تعالے نے تم کو الطاف حلم من لدن کا دیا ہی مجھپر لطف ورحمت کردین تھا را تمسخر اپنی نادانی سے کرتا تھا درحقیقت تمسخر کے لائق مین خود تھا اور مجھی کو تمسخر سے نسبت تھی کیسی حماقت مجھ سے

ہوئی ہے آپ مقولات مولانا رمے ہین کہ جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کا پردہ پھاڑے اور رسوا کرے تو اُسکو رغبت نیکون کے طعنہ کی دلاتا ہے انجام کار نیک تو نیک ہی ہین اُنکا کچھ نہین بگڑتا یہی فضیحت ہوتا ہے سب کہتے ہین یہ بہت بُرا آدمی ہے جو اچھون کو طعن تشنیع کرتا ہے اور اگر یہ چاہتا ہے کہ کسی کی عیب پوشی کرون تو اُسکو ایسی ہدایت کرتا ہے کہ وہ معیبون کا کبھی عیب نہین کرتا اور جب وہ ہماری یاری و مددگاری کرنا چاہتا ہے تو ہم کو عجز و زاری کی طرف جھکاتا ہے قولہ ای خنک چشمیکہ او گریان است ۔ ای ہمایون دل کہ او بریان اوست ۔ از پے ہر گریہ آخر خندہ ایست ۔ مرد آخر بین مبارک بندہ ایست ۔ بہر کجا آب روان سبزہ بود ۔ ہر کجا اشک روان رحمت شود ۔ باش چون دولاب نالان چشم تر تا ز صحن جانت بر روید خضر ۔ رحمت فرمود سید غفور کرد ۔ چون ز جرأت توبہ کرد آن روے زرد ۔ رحم خواہی رحم کن بر اشکبار ۔ رحم خواہی بر ضعیفان رحمت آر ۔ المعنی خضر بالفتحتین سبزہ و سید سردار مراد آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زرد زرد مردود فرماتے ہین ای مخاطب کیسی ٹھنڈک مین وہ آنکھین ہین کہ اُسکے خوف و شوق مین گریان ہین اور کیسا مبارک وہ دل ہے کہ اُسکے عشق مین بریان ہے یہ وہ گریہ ہے جسکے پیچھے خندہ لگا ہوا ہے یعنے وہ اُس مقام پر خندان ہوگا جہان اوروں کے رونے کی جگہ ہے پس مرد آخر بین کیسا مبارک بندہ ہے جس کو دور کی سوجھتی ہے ظاہر ہے جہان آب روان ہوتا ہے وہین سبزہ جمتا ہے اور جسکے اشک روان ہوتے ہین وہی مستحق رحمت کا ہوتا ہے پس تو دولاب کے مثل نالان اور چشم تر رہ جیسے اُسکی آنکھین پر آب و تر ہین گویا وہی دونون ڈول وغیرہ اُسکی آنکھین ہین تو تیرے بھی صحن جان سے سبزہ جمے اور تو سرخرو و سرسبز ہوے بعد کے شعر مین پھر رجوع طرف ذکر آن حضرت کے ہے کہ جب اُس زرد رونے اپنی جرأت و گستاخی سے توبہ کی تو آپ نے مرحمت فرمائی اور قصور اُسکا معاف کر دیا آخر آنکھین کا تو قول ہے ارحموا تر حموا پھر کیون نہ غفور رحم ہو اور اسی حدیث کا فحوی یہ شعر ہے کہ رحم چاہتا ہے تو اشکبار پر رحم کر اور ضعیفون پر رحمت

عتاب کرنا جہود کا آگ پر کہ کیون نہین جلاتی ہے اور جواب اُس کا

قولہ رو بآتش کرد شہ کای تند خو ۔ آنچنان سوز طبیعی خوت کو ۔ چون نمی سوزی چہ شد خاصیت ۔ یا بخت مادگر شد نیست ۔ مے نہ بخشائی تو بر آتش پرست ۔ آنکہ بر ستد تراچون او برست ۔ ہر گزای آتش تو صابر نیستی ۔ چون نسوزی چیست قادر نیستی ۔ چشم بندست ای عجب یا ہوش بند ۔ چون نسوزاند چنین خرمن سپند ۔ جادوے کردت کسے یا سیمیاست ۔ بر خلاف طبع تو از بخت ماست ۔ المعنی رو پھیرنے کرون متوجہ اُدھر ہونا سیمیا نمود بے وجود پھر رجوع فرمایا اصل قصہ کی طرف یعنی وہ جہود بر اہ عتاب آتش کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای تند خو تیری یہ تند خوی اور جہانسوزی جو طبیعی اور ذاتی تھی کیا ہوئی کیون نہین اُنکو جلاتی تیری خاصیت کیا ہوئی یا ہماری قسمت بگڑ گئی کہ تو اپنی بنیاد سے بگڑی جو تیری تپش کرتے ہین اُنپر تو تو رحم نہین کرتی اور جو تپش نہین کرتے اُنکو کیسے چھوڑ دیتی ہے تو جلا دینے پر تو ہرگز صابر نہین ہے

اب جو جلاتی نہین تو کیا سبب ہی آیا قادر نہین ہی مین حیران ہون کہ نہ جلانا تیرا کوئی چشم بند ہی یا ہوش بند کہ ایسے لپٹے لپٹے تیرے شعلے اور کسی کو جلائین نہین کیا کسی نے تجھ پر جادو کر دیا یا تو سیا ہی یعنی مخمور بے وجود کہ برخلاف تیری طبیعت کے کیون تجھ سے ظہور مین آتا ہی یا ہمارے نصیب کی خوبی قولہ گفت آتش من ہمانم آتشم ✤ اندر آتا تو بینی تا بشم ✤ طبع من دیگر نگشت و عنصرم ✤ تیغ حقم ہم بدستورے برم ✤ بر در خرگہ سگان و ترکمان ✤ چاپلوسی کرد پیش میہمان ✤ در بخرگہ گمشدہ بیگانہ رو ✤ حملہ بیند از سگان شیرانہ او ✤ من زسگ کم نیستم در بندگی ✤ کم ز ترکی نیست حق در زندگی ✤ آتشے طبعت اگر غمگین کند ✤ سوزش از امر ملیک دین کند ✤ آتشے طبعت اگر شادی دہد ✤ اندر شادی ملیک دین نہد ✤ چونکہ غم بینی تو استغفار کن ✤ غم بامر خالق آمد کار کن ✤ چون بجز باد عین غم شادی شود ✤ عین بند پاے آزادی شود ✤ المعنے تا بشم اے تا بش من خرگہ بکسر خیمہ بزرگ ملیک مالک و پادشاہ ترکمان ایک قوم ہی ترکون سے بقول بعضے ترکون سے کہ رہین اسپوا سطے ان کو ترکمان کہتے ہین اے مانند ترک یعنی بادشاہ جہود کے جواب مین آگ نے کہا کہ مین تو وہی آگ ہون تو ذرا مجھ کو تو دیکھ تو مجھ مین تاب ہی یا نہین تیری طبیعت بدلی ہی نہ میرا عنصر وہی تنگی شمشیر ہون حق کی مگر کاٹی جب ہی ہون جب اجازت پاتی ہون تو دیکھ تو تیرے خیمہ کے دروازے پر کتے اور ترکمان رہتے ہین یا نہین جو مہمانون کی خاطر خوشامد کرتے ہین اور اگر کوئی بیگانہ صورت خیمہ کی طرف گذرتا ہی تو کیسے حملے شیرانہ ان کے دیکھتا ہی تو مین کیا ان کتون سے بھی گئی گذری کے ہون اپنے مالک کی بندگی مین اور ان ترکون سے بھی بہتری ہون رعایت حق شناسی مین دیکھ ایک آگ تو وہ ہی جسمین جلجانے سے تیری طبیعت غمگین ہوتی ہی مگر یہ سمجھ لے کہ سوزا سکا بحکم مالک یوم الدین کے ہی اور ایک آگ وہ ہی کہ تجکو فرحت و شادی بخشتی ہی جیسے ایام سرما برف کے ملکون مین کہ اسمین بھی فرحت اسی مالک کی رکھی ہوئی ہی پس جب تو غم دیکھے تو خدا سے مغفرت کا خواستگار ہو کہ وہ غم حکم خالق کا ایک کارکن اور کارندہ ہی اور وہ خالق کہ اگر چاہے تو عین غم کو شادی کر دے اور خاص زنجیر و بیڑی کو آزادی بنا دے الخلاف شرح بحر العلوم اور متن مطبوعہ دونون مین سگان ترکمان باضافت لکھا ہی میری دانست مین بجاے اضافت واو عاطفہ ہو اس واسطے کہ من زسگ کم الخ اس شعر مین سگ اور ترک دونون کو جدا جدا بیان کیا ہی اور اس شعر و بخرگہ الخ دونون مصرعون کے آخر رہی بلکہ آخر مصرع مین او ہونا ضرور ہی اور مرجع اسکا بیگانہ اور آتش طبعت دونون شعرون مین باضافت لکھا ہی محض مہمل ہی بلکہ آتشی مین یا ہونا چاہیے اضافت بالکل لغو ہی اچھی من او ساچھی شرح ع من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو ✤ قولہ باد و خاک و آب و آتش بندہ اند ✤ بامن و تو مردہ باحق زندہ اند ✤ پیش حق آتش ہمیشہ در قیام ✤ ہمچو عاشق روز و شب جویان مدام ✤ سنگ بر آہن زنے آتش جہد ✤ ہم بامر حق قدم بیرون نہد ✤ آہن و سنگ ستم ہر ہم مزن ✤ کین دو می زایند ہمچون مرد و زن ✤ سنگ و آہن خود سبب آمد ولیک ✤ تو ببالا تر نگر اے مرد نیک ✤ جاکاین سبب را آن سبب آورد پیش ✤ بی سبب

کہ شد سبب ہرگز بجنبش ۔ این سبب را آن سبب عامل کند ۔ باز گا ہے بے پر و عاطل کند ۔ وان سببہا کانبیا را رہبر ست ۔ آن سببہا زین سببہا برترست ۔ این سبب را محرم آمد عقل ما ۔ وان سببہا راست محرم انبیا ۔ المعنے عاطل بیکار محرم واقفکار و رازدار اب مقولات مولانا رح کے ہین یعنے باد و خاک اور آب آتش سب اسکے بندے تابع فرمان ہین میرے تیرے ساتھ تو مردہ اور حق کے ساتھ زندہ ہین یہ آگ ہمیشہ خدا کے سامنے قیام ہین ہی جیسے قیام نمازی کا باوب کہ سوائے مقرری جگہ کے کسی طرف آنکھ نہین بدل سکتا اور قیام اسکا یہی کہ چاہے کیسا ہی نیچے جھکاؤ جھکتی نہین سیدھی ہی ہوتی ہی اور عاشق کی طرح رات دن مردہ اور بیجان اگر راکھ مین دبا دو بی پڑی رہے گی یا جیسے پتھر مین رات دن دبی رہتی ہی ہمیشہ ہان اگر پتھر پر لوہا مارے گا تو ضرور آگ نکلے گی اسوقت بھی خدا کے حکم سے قدم باہر رکھے گی تو آہن جو تیرا دل ہی اور سنگ ستم کو مت لڑا کہ ان دونون سے آگ پیدا ہوتی ہی جیسے مرد و زن کے بہم ہونے سے بچہ کہ وہ آگ دوزخ ہی جو ستم کو لازم بقول سعدی ع کہ ظالم بدوزخ رود بے سخن ۔ پھر فرماتے ہین یہ جو ہم نے سنگ و آہن کہا ہی یہ بھی ایک سبب ہین تو ہی مردنیک انکا مقید مت ہو اور بلند نظری کر او راونچی فکر رکھ تو تجھے سوجھے کہ اس سبب کا بھی پیش لانے والا دوسرا سبب ہی ورنہ بے سبب کے آپ سے کوئی سبب کب ہو سکتا ہی تو مسبب حقیقی کی طرف غور کر بس وہی سبب ان سببون کو عامل کر دیتا ہی جب چاہتا ہی اور جب چاہتا ہی بے پر و عاطل کر دیتا ہی جملہ شرح کا اڑان و قیام اسی سبب سے ہی اور بجاے مسبب سبب کہنا کمال مبالغہ ہی مثل زید عدل کے اب فرماتے ہین یہ سبب تو عام طور پر کہے گئے اور وہ سبب خاص جو انبیاکے رہبر ہین وہ سبب ان سببون سے بڑھکر ہین ان سببون کی تو محرم ہماری عقل ہی اور ان سببون کے محرم انبیا ہی ہین وہی خوب جانتے ہین الخلاف پھر شرح اور متن دونون مین باز گا ہے کی جگہ بار گا ہے لکھا ہی شاید کاتب کی غلطی ہو ۔ قولہ این سبب چہ بود بتازی کو رسن ۔ اندرین چہ این رسن آمد لقین ۔ گردش چرخ این رسن را علت ست ۔ چرخ گردان را مدین زلت ست ۔ این رسنہاے سبب را در جہان ۔ بان و بان زین چرخ سرگردان مدان ۔ تا نمانی صفر و سرگردان چو چرخ ۔ تا نسوزی تو ز بیمغزی چو مرخ ۔ باد و آتش می شوند از امر حق ۔ ہر دو سرمست آمدند از خمر حق ۔ آب حلم و آتش خشم ای پسر ۔ ہم ز حق بینی چو بگشائی نظر ۔ گر نبودی واقف از حق جان باد ۔ فرق چون کردی میان قوم عاد ۔ المعنی سبب لغتین رسن فتح رسکون و تخفیف نون ہر دو اوکشتی و تشدید حال دگونہ دلنج ہر چیز مرخ با غین چوب آتش زنہ ای حقیقی فاد قوم ہود کہ طوفان باد سے ہلاک ہوئی اوپر جو کہا ہی این سبب را محرم آمد الخ اسی کی یہ تمثیل و توضیح ہی کہ سبب عربی مین رسی کو کہتے ہین اور چاہ مراد دنیا سے اور سبب اسم جنس ہی قلیل کثیر سب کو شامل ہے سارے سبب کہ وہ بمنزلہ رسن کے ہین ہر گونہ اور ہر نوع سے اس چاہ دنیا مین آتے ہین اور علت اسکے ہونے کی گردش چرخ ہی جیسے چاہ ظاہری مین گردش چرخ چاہ سے ہی

چاہ مین جاتی ہو اور اُس سے پانی نکالا جاتا ہو ایسے ہی اس رسی پر بھی نتائج مترتب ہوتے ہین خواہ نیک خواہ بد اور یہ گردش چرخ کی بارادۂ الٰہی ہو نہ خود بخود پس اس صدور اسباب مین چرخ گردان کی گردش کو نہ دیکھنا اور اپنی ذات کو سمجھنا کہ فلان سبب ہمنے کیے تو فلان نتیجہ پیدا ہوا یہ ایک لغزش اور بڑ گھنے کی بات ہو کس واسطے کہ گردش فلکی خود مشیت ایزدی ہو اور نیز ان رسیون کو سبب کی جو جہان مین ہین خبردار خبردار خاص الخاص چرخ گردان سے بھی مت جان کہ یہ بھی باطل ہو اکثر حکمانے ایسا ہی سمجھا ہو اور فرقہ ضالہ سے ٹھہرے ہین اگر چرخ سے سمجھے گا تو چرخ ہی کی طرح صفر بنے گا ہی خالی اور سرگردان رہے گا اور چوب چقمق کی طرح مغز مغزی سے آتش دوزخ مین ہلیگا سرگردانی چرخ کی ظاہر اور رخالی ہونا اسکا بھی اسکے جوف سے واضح باد و آتش جو جہان مین ہین خدا ہی کے حکم سے ہین اور اسی کے مطیع فرمان اور اُسی کی شراب محبت وطاعت مین سرمست حکم جو مثل آب کے ہو اور خشم مثل آتش کے اب پس اگر تو آنکھ کھول کے دیکھے گا تو اسی سے سمجھے گا خیال تو کر قوم عاد کے مومن و کافر اور نیک و بد مین کیسا فرق کیا پھر کیسے کہا جاے کہ جان باد کی واقف حق سے نہین ہو الخلاف شرح بحر العلوم اور متن مطبوعہ دونون مین چرخ گردون لکھا ہو میری دانست مین گردان ہوگا غلطی کاتب کی ہو اور شرح مین تا ثانی کے بجاے تا ثانی بھی غلط ہو

قصہ ہلاک کرنا ہوا کا قوم ہود علیہ السلام کو

قولہ ہود گرد مومنان حلقے کشید ٭ نرم نرمک باد کا نجا میرسید ٭ ہر کہ بیرون بود زان خط جملہ را ٭ پارہ پارہ می شکست اندر ہوا ٭ ہمچنین شبان را عی میکشید ٭ گرد بر گرد رمہ خطے پدید ٭ چون بجملہ مشد او وقت نماز ٭ تا نیارد گرگ آنجا ترکتاز ٭ ہیچ گرگے در نرفتے اندران ٭ گوسپندے ہم نگشتے زان نشان ٭ باد حرص گرگ وحرص گوسپند ٭ دائرہ مرد خدا را بود بند ٭ یعنی شبان نام ایک عارف باللہ کا ہو کہ شبانی کرتے تھے راعی شبان ترکتاز ہندی دوڑ جھپٹ حضرت ہود نے جو قوم عاد مین پیغمبر تھے جب ان لوگون پر طوفان باد کا آیا تو مومنون کے گرد خط کھینچ دیا تھا جسوقت ہوا وہان پہونچتی تھی نرم وملائم ہوجاتی تھی اور جتنے اُس خط سے باہر تھے سب کو ہوا اپنے جوف فلک مین لیجاکے توڑتی تھی ایسے ہی حضرت شبان کہ چرواہے تھے اپنی بکریون کے گلے کے گرد اگرد ایک خط کھینچ دیتے تھے اور ظہر کو جمعہ کی نماز کیواسطے چلے جاتے تھے تا بھیڑیے کی ترکتاز سے محفوظ رہین پس نہ کوئی بھیڑیا اُس دائرے کے اندر جاسکتا تھا نہ کوئی بکری اُس نشان سے پھر سکتی تھی یہ دائرۂ اس مرد خدا کا باد حرص گرگ اور گوسپند دونون کے واسطے بند اور قید تھا الخلاف شرح بحر العلوم مین می شکست پور لکھا ہو قولہ ہمچنین باد اجل باعارفان ٭ نرم وخوش ہمچون نسیم بوستان ٭ آتش ابراہیم را دندان نزد ٭ چون گزیدہ حق بود چونش گزد ٭ آتش شہوت نسوزد اہل دین ٭ باغیان را بردتا قعر زمین ٭ موج دریا چون بامر حق بتاخت ٭ اہل موسی را ز قبطی وا شناخت ٭ خاک قارون را چو فرمان در رسید ٭ باز سمیش بقعر خود کشید ٭ آب و گل چون از دم عیسے چرید ٭

بال و پر بکشا و مرغے شو پرید ۔ از دہانت چون برآید حمد حق ۔ مرغ جنت سازد ش رب الفلق ۔ ہست تسبیحت بجاے آب و گل ۔ مرغ جنت شد ز نفخ صدق دل ۔ کوہ طور از نور موسے شد برقص ۔ موسے کامل شد و رست از نقص ۔ چہ عجب گر کوہ صوفی شد عزیز ۔ جسم موسے از کلوخی بود نیز ۔ المعنی گزیدہ و چنا ہوا فحر صد عمق ہر شی قبط نام قوم فرعون چہ رید امر دید جیسا کہ چہ دیدن دارد بمعنی دیدن دارد کے فلق فتحتین سپیدہ صبح صادق نقص بالفتح کمی فرماتے ہین جیسے ہوا طوفان کی قوم عاد کے مومنون سے نرمی کرتی تھی ایسے ہی باد دل کی جان فارغون کے واسطے نرم و خوش مثل نسیم بوستان کے ہو جاتی ہو آتش نے حضرت ابراہیم کو دانستہ نہ لگایا گو ذرہ جو کچھ سامنے پڑتا ہو درگذر نہین کرتی اس واسطے کہ وہ گزیدہ حق کے تھے پھر گزیدہ کو کیسے گزیدہ کر سکے جو اہل دین مین آنکو آتش شہوت کی نہین جلا سکتی اور جو باغی ہین انکو تو ضرور مین مین لیجاتی ہو جہان دوزخ ہو موج دریاے نیل جو حکم حق کی تعمیل مین شتابان ہوئی کیسا اہل موسے کو قبطیون سے پہچان لیا کہ وہ نج گئے یہ غرق ہوئے خاک کو جو حکم حق کا قارون کے خسف کا پہنچا جیسا کہ فرمایا فخسفنا بہ و بدارہ الارض یعنے دھنسا دیا ہم نے اسکو اسکے گھر سمیت زمین مین کیسے مع ردیم کے اسکو اپنے قعر مین لیگئی اور اس مرغ نے جو حضرت عیسے سے آب و گل دیکھا لیے آب و گل سے انھون نے اسکو بنایا کہ وہ جیگا دیکھا جیسا کہ فرمایا آن مجیبہ مین ہو اذ تخلق من الطین کہیئتہ الطیر باذنی فتنفخ فیہ فیکون طیرا باذنی یعنے اسوقت کو یاد کرو جب تو مٹی سے مثل صورت پرند کے موافق میرے حکم کے پھر پھونکتا تھا تو اسمین دم پس وہ طائر پرندہ ہو جاتا میرے حکم سے حکم خدا سے طائر ہوا اور اڑنے لگا ایسا ان کے دم کو اثر تھا جسوقت تیرے منھ سے حمد حق نکلتی ہو پروردگار سے پیدی صبح کا اسکو ایک مرغ جنت کا بناتا ہو حضرت عیسے نے تو آب و گل سے بنا کر دم پھونکا تھا کہ وہ اڑ گیا اس مرغ کی جو تیری حمد سے بنا ہو تیری تسبیح اسکے بجاے آب و گل کے ہو اور صدق دل سے پڑھنا بجاے دم کے ہو اور مرغ عیسے کو مار کے خداتعالی نے دوسرا مرغ اسی شان کا اپنی قدرت سے پیدا کیا اور تیرے بناے ہوے تو بستور سب زندہ اور بشمار کوہ طور کو تو دیکھ نور موسے سے کہ یہ مجازاً فرمایا ہو اس وجہ سے کہ آنحضرت تھا تو وہ انھین کی استعداد سے قرص مین آکر کیسا صوفی کامل ہوا اور نقص سے چھوٹ گیا لوگونکی آنکھ کا سرمہ بنا صوفی منظر اسکے وجد و رقص اور باعتبار اسکے کہ اکثر پہاڑون پر گھاس لپٹی ہوتی ہو جیسے صوفی صوف مین لپٹا ہوتا ہو اور کہتے ہین کیا تعجب جو کوہ صوفی ایسا چیز ہوا کہ آنکھون کا سرمہ بنگیا حالانکہ ایک جماد تھا حضرت موسی کا جسم بھی تو کلوخ سے تھا کما قال عز وجل خلق الانسان من صلصال کالفخار یعنے پیدا کیا اسنے انسان کو جو حضرت آدم علیہ السلام سے ہو خشک مٹی پوتی کھنکھناتی ہے کہ وہ بھی جماد تھی

طنز و انکار کرنا بادشاہ جہود کا اور نصیحت ناصحون کی

قولہ این عجائب دید آن شاہ جہود ۔ جز کہ طنز و جز کہ انکارش نبود ۔ ناصحانش گفتند ز حد مگذران ۔ مرکب استیزہ را چندین مران ۔ بگذر از کشتن مکن این فعل بد ۔ ما بعد ازین آتش مزن در جان خود ۔ ناصحان را دست بست و بند کرد ۔

ظلم را پیوند در پیوند کرد ؛ بانگ آمد کار چون اینجا رسید ؛ پاے مدار ای سگ کہ تہ مار سید ؛ المعنی جز کہ مین دونون کاف زائدہ ہین پاے مدار جسکی ہندی ہی ٹکڑا رہ فرماتے ہین کہ اُس شاہ نبود نے یہ عجائبات سب دیکھے تاہم سواے طنز و انکار کے کوئی بات نہ کی ناصح لوگون نے سمجھایا کہ یہ فعل تیرا حد سے بڑھ گیا اب زیادہ تیزی مت کر اور اس قدر گھوڑا خصومت کا تیزمت ہانک یہ فعل بد چھوڑ کیون مخلوق کو مارے ڈالتا ہی اور اپنی جان مین آگ لگاتا ہی نہ سُنا بلکہ ان کے ہاتھ پانچھے اور قید کیا اور ظلم کو پیوند در پیوند بنایا جب یہ نوبت پہونچی تو آواز آئی کہ ٹکڑا رہ ای کتے اب تہ مار ہمارا آیا الخلاف شرح بحر العلوم مین بعد اسکے سرخی لکھی ہی اور سرخی مین لکھا ہی برستین آتش چہل کبر بجاے چہل گز اور نسخہ متن مین سُرخی نہین ہی اگرچہ یہ غلطی اور مثل اسکے کاتبون کی ہی لیکن ہر جگہ صحت کا وثوق بھی تو نہین ہو سکتا اسی سبب سے بنائین دلیری کی جاتی ہی قولہ بعد ازان آتش چہل گز برفروخت ؛ حلقہ گشت و آن جہودان را بسوخت ؛ اصل ایشان بود آتش زابتدا ؛ سوے اصل خویش رفتند انتہا ؛ ہم ز آتش زادہ بودند آن فریق ؛ جزو ہا را سوے کل باشد طریق ؛ ہم ز آتش زادہ بودند آنخسان ؛ حرف میراند ند از نار و دخان ؛ آتشے بود و مومن سوز بس ؛ سوخت خود را آتش ایشان چو خس ؛ آنکہ او بود ست ام الھاویہ ؛ ہاویہ آمد مادر اولاد یہ ؛ مادر فرزند جویان ولیست ؛ اصلہا مر فرعہا را در پیست ؛ آب اندر حوض گر زندانیست ؛ باز نشنش میکند کان کانیست ؛ میر باند میبرد تا معدنش ؛ اندک اندک تا بہ بینی بر دنش ؛ وین نفس جانہاے ما رامیکشان ؛ اندک اندک وزرد و از حبس جہان ؛ المعنی بعد اُس بانگ کے چالیس گز اونچی آگ بھڑکی اور حلقہ کرکے اُن جہودون کو جلا دیا جو کہ اصل مین ابتدا اُنکی آگ سے تھی لا جرم اپنی اصل کیطرف گئے لہذا انتہا بھی اُنکی آگ ہی پر ہوئی بعد کا شعر مکرر ہی اوپر ہو چکا یہ خس ناچیز سب آتش زادہ تھے اسی سبب سے تو دود و آتش کی باتین کرتے تھے اسی کا نتیجہ تھا جو آگ بھڑکائی تھی یہ ایک آگ مومن سوز تھی انکی آگ نے خود انھین کو مثل خس کے جلا یا کسواسطے کہ جو شخص کہ ام الھاویہ ہی یعنی مان اسکی ہاویہ کہ اُس سے پیدا ہوا جیسا کہ فرمایا قامہ ہاویہ اسکا زادیہ بھی ہاویہ ہی ہوگا یعنے گوشۂ قبر جیسے مان اپنے فرزند کی جویان ہوتی ہی اور تمامی اصلین اپنی فروعون کی در پی ہوتی ہین دیکھو پانی حوض کا اگرچہ زندانی ہی لیکن ہوا اسکو جذب کرتی اور کھینچتی ہی کس واسطے کہ کانی ہی بس اسکو اس نمی سے چھڑاتی ہی اور اسکے معدن تک بجاتی ہی اور تھوڑا تھوڑا کرکے تا اُسکے لیجانے کو کوئی نہ دیکھے جیسا کہ کہا ہی کل شے یرجع الے اصلہ ایسے ہی جیسے ہوا پانی کو لیجاتی ہی ہماری سانس بھی ہماری جان کو تھوڑا تھوڑا قید جہان سے چھڑاتی ہی اسلیے کہ سانسون ہی کا شمار ہی جتنی یہ کم ہوتی ہین اتنا ہی یہ رہائی سے قریب ہوتا جاتا ہی الخلاف شرح بحر العلوم مین ہم ز آتش زاہ بجاے زادہ اور بجاے میکند کان کانیست کار کانی غلط لکھا ہی ایسے ہی بجاے حبس حبس شرح متن دونون مین قولہ مالیہ یصدا طیاب الکلم ؛ صاعد ہبتا الی حیث علم ؛ ترتقی انفاسنا بالاتقا ؛ متصفا منے الی دار البقا ؛ ثم یاتینا مکافات العمل ؛ صفف ذاک رحمۃ من ذی الجلال ؛ ثم یلیہ اے اشاما ؛

کے خیال انعبد تماناکا ہ ہکذا تعرج وتنزل واما ہ اذا فلا زالت علیہ قائما ہ المعنی ترجمہ پہلے شعر کا عارف اسکے صعود کرتے ہین پاکیزہ کلمے در انحالیکہ صعود کرنے والے ہین ہمسے عارف جگہ معلوم کے دوسرے کا ترجمہ اوپر جاتے ہین انفاس ہماری پاکی و پرہیزگاری سے اس حال مین کہ تختہ بھیجتے ہین ہمسے عارف دار آخرت کے تیسرے شعر کا پھر آتا ہی ہمارے واسطے بدلہ ہماری باتون کا دونا کہ یہ رحمت ذوالجلال سے ہی چوتھے شعر کا پھر مضطر کرتا ہی ہمکو عارف امثال اس انفاس کے تا پہونچے بندہ اس چیز کو کہ پہونچا تھا اس سے پہلے اسکو پانچوین شعر کا ایسے ہی عروج کرتے ہین اور نزول کرتے ہین انفاس ہمیشہ یہ ہی جو کہا گیا بس ہمیشہ انفاس اسپر قائم ہین خلاصہ ان اشعار عربیہ کا یہ ہی کہ پہلے شعر مین اقتباس ہی آیت کریمہ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ سے معنی یہ کہ عارف اسکے صعود کرتے ہین کلمے طیب اور عمل صالح بلندی پکڑتے ہین یعنے جو کلمے کہ طیب و پاکیزہ ہین وہ ہمسے صعود کرتے ہین مکان معلوم اعلے کیطرف اور ہماری پاکیزگی و پرہیزگاری سے وہ ترقی کرتے ہین جسقدر وہ پاکیزگی ہوا سی قدر علو ہوا اور ہماری جانب سے تختہ دار آخرت کا بنتے ہین پھر اللہ تعالی ان کلمات کا دونا بدلا اپنی رحمت سے ہمکو دیتا ہی اور ہمکو انکی امثال کی طرف جیسے وہ طیب و پاکیزہ تھے مضطر کرتا ہی تاہم اسی بدلے کو پہونچین جو پا چکے ہین پس اسیطرح عروج و نزول اسی اتار چڑھاو کلمات کا ہی جو طیب ہین خود انکی نسبت فرمایا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء یعنے کلمے طیب مثل درخت طیب کے ہین اصل اسکی ثابت اور شاخین اسکی آسمان مین ہین اور کلمات خبیث کی جانب ارشاد کیا کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ ن اجتثت من فوق الارض ما لہا من قرار یعنے کلمات خبیث ایسے جیسے درخت خبیث کہ فوق زمین سے نہین اکھاڑا اسکے لیے قرار ہی قولہ پارسی گوئیم یعنے این کشش ہ زان طرف آمد کہ آمد این چشش ہ چشم ہر توے بسوے ماندہ است ہ کان طرف یکروز دوتے راندہ است ہ ذوق جنس از جنس خود باشد یقین ہ ذوق چیز از کل خود باشد ہمین ہ تا مگر آن قابل جنسے بود ہ چون بدو پیوست جنس او شود ہ ہمچون آب دنان کہ جنس ما نبود ہ گشت جنس ما و اندر ما فزود ہ نقش جنسیت ندارد آب دنان ہ زاعتبار آخر او را جنس دان ہ ور زغیر جنس باشد ذوق ما ہ آن مگر ماند باشد جنس را ہ آنکہ ماندست باشد عاریت ہ عاریت باقی نماند عاقبت ہ مرغ را گر ذوق آید از صفیر ہ چونکہ جنس خود نیابد رشد نفیر ہ تشنہ را گر ذوق آید از شراب ہ چون رسد در وے گریزد جوید آب ہ مفلسان گر خوش شوند از زر قلب ہ لیک آن رسوا شود در دار ضرب ہ تا زر اندر دیست از زہ نفگند ہ تا خیال کژ ترا چہ نفگند ہ از کلیلہ باز خوان این قصہ را ہ و ندران قصہ طلب کن حصہ را ہ المعنی چشش حاصل مصدر چشیدن سے آخر آب و دانہ قلب ہندی کھوٹا دار ضرب ٹکسال فرماتے ہین کہ یہ جو ہم نے عربی مین کہا ہی ثم لیجیبنا الی آخرہ اب اسکو ہم پارسی مین کہتے ہین کہ یہ کشش کلمات طیبہ کی طرف اسی سبب سے ہمکو ہوتی ہی کہ وہ ہمکو دوسنے بدلے کی مہنے پالی ہی لہذا اسی طرف سے یہ کشش آتی ہی معمول ہی کہ اگر کوئی قوم کسی دن کسی طرف ذوق رانی کرتی ہی اور فرقہ اٹھاتی ہی اسکی آنکھین دھری کو لگی رہتی ہین کہ پھر وہی فرقہ اٹھاون ظاہر ہی کہ جنس کو جنس

اپنی جنس سے ملتا ہی اور ہر جز کو ذوق اپنے کل کا ہوتا ہی کہ اُسمین جا ملون اسواسطے جو کلمات طیبات ہمسے صادر ہوتے ہین سب اُدھر ہی کو اپنی جنس کی طرف صعود کرتے ہین یا غیر جنس مگر وہ غیر جنس قابل کسی جنس کے ہو اور لیاقت جنسیت کی رکھتا ہو تو وہ بھی جب کسی جنس سے ملتا ہی اُسی جنس سے ہوجاتا ہی جیسے آب و نان کہ یہ ہماری جنس سے نہ تھا اب ہم مین جو افزون ہوا ہماری جنس سے ہوگیا ظاہر ہی کہ آب و نان مین نقش جنسیت کا نہین ہی البتہ غذا و خوراک کے اعتبار سے کہ یہ لیاقت جنس ہوجانے کی اسمین ہی اسلیے اسکو جنس جاننا چاہیے کہ مثل جنس کے ہی اسی سبب سے اب جو اس غیر جنس سے ہم نزہ پاتے ہین اور لطف اُٹھاتے ہین تو اور کوئی بات نہین مگر یہی کہ مانند جنس کے ہی لیکن جو چیز کہ مثل و مانند کسی چیز کے ہوتی ہی بجز اُس کل کے وہ عاریتی ہوتی ہی اور عاریتی انجام کار باقی نہین رہتی زائل ہوجاتی ہی جیسے مرغ صفیر سے بلاتے ہین اور وہ ذوق مین اپنے آکر بولنے لگتا ہی مگر جب جانتا ہی کہ میرے ہمجنس کی یہ آواز نہین ہی تو نفرت کرتا ہی ایسے ہی پیاسے کو اگرچہ ذوق و مزہ شراب سے ملے مگر جب نوبت درد کی پہونچتی ہی جو خمار کے وقت ہوتا ہی تو شراب سے بھاگتا ہی اور پانی ہی ڈھونڈھتا ہی مفلس آدمی اگرچہ زر قلب سے جو بظاہر مثل کھرے کے ہوتا ہی خوش ہوجاتا ہی لیکن جب ٹکسال مین جاتا ہی تو فضیحت ہوتا ہی یہ تینون شعر مثال اوپر کے کلام کے تھے کہ مانند عاریت ہوتا ہی اب موافق ذکر کھرے کھوٹے کے نصیحۃً فرماتے ہین کہ خبردار تو زر اندودی کرکے اپنی راہ مت بگاڑ لیو اور خبردار خیالات کج سے آپکو کنوین مین مت گرا لیو اور اسی پر حکایت آیندہ شیر کی ہی جو عکس کو دوسرا شیر سمجھکے کنوین مین گرا تھا

نقل فرمائی و ہو ہذا

قصۂ نخچیرون کا اور بیان توکل اور ترک جہد کا

قولہ طائفہ نخچیر در وادی خوش ٭ بود شان با شیر دائم کشمکش ٭ بسکہ آن شیر از کمین در سیر بود ٭ آن چرا بر جملہ ناخوش گشتہ بود ٭ چارہ کردند آمدند ایشان بشیر ٭ کز وظیفہ ما مترا ایم سیر ٭ جز وظیفہ در پے صیدے میا ٭ تلخ تا بر ما نگردد ایں غذا گیا ٭ المعنی نخچیر شکار کرنا اور ہر چیز شکار کی بغیر مین باقی کی ہی اسی نزد شیر بیٹھے ایک جنگل سرسبز و شاداب مین ایک گروہ نخچیر کا تھا وہان ایک شیر بھی رہتا تھا جس سے نخچیر دائم کشمکش مین تھے اس سبب سے کہ شیر تاک گھات لگا کے ایک کو اُن مین سے اُٹھا لیجاتا تھا لہذا وہ چراگاہ اُنپر ناخوش ہوگیا تھا ناچار سب نے مل کے حیلہ کیا اور شیر کے پاس آئے کہ ہم تجکو تیرا راتب روز یہونچائے جائینگے بھوکا نہین رکھین گے بس سوا اس راتب کے پھر کسی شکار کے نیچے مت آیو تا یہ غیا و سبزہ ہم پر ناگوار نہو بفراغت چرین اور چلین پھرین

جواب شیر کا نخچیرون کو اور بیان صفت جہد

قولہ گفت آرے گر فانیم نہ مکر ٭ مکر ہا بس دیدہ ام از زید و بکر ٭ من ہلاک قول و فعل مردمم ٭ من گزیدہ زخم مار و کژدمم ٭ نفس ہر دم از درونم دمدمین ٭ از ہمہ مردم بتر در مکر و کین ٭ گوش من لایلدغ المومن شنید ٭ قول پیغمبر بجان و دل گزید ٭

المعنی لایلدغ المومن سے اشارہ طرف حدیث لایلدغ المومن من جحر مرتین یعنے مرد مومن عاقل ایک سوراخ سے دو دفعہ درد نیش کا نہین اُٹھاتا پہلی ہی دفعہ مین ہوشیار ہوجاتا ہی الغرض شیخ نے کہا اچھا بشرطیکہ تم اس بات کو پورا کرو نہ مکر و فریب تمنے لوگون کے داؤ پیچ بہت دیکھے ہین مین تو لوگون کے قول و فعل کا مارا ہوا ہون اور بہت سانپ بچھوون کا کاٹا ہوا اور درد و الم کشیدہ و محنت و شقاوت دیدہ میرا اپنا نفس جو میرے درون مین ہی ہر وقت تاک لگائے مجھے ہی اور مکر و کینہ مین سب سے بڑھا ہوا ہی مین نے حدیث لایلدغ المومن سنی ہی اور قول پیغمبر کا بجان و دل مانا ہی اور اختیار کیا

پھر ترجیح دینا پیغمبر کا توکل کو جہد پر

قولہ جملہ گفتند اے حکیم ما خبر ۔ الحذر دفع لیس یعنے عن قدر ۔ در حذر شوریدن شور و شر مست ۔ رد توکل کن توکل بہتر است ۔ یا قضا پیچ مزن ای تند و تیز ۔ تا نگیرد ہم قضا با تو ستیز ۔ مرد باید بود پیش حکم حق ۔ تا نیابد زحمت از رب الفلق ۔ المعنی دوسرا مصرع تلمیح ہی کلام پاک سے یعنے حذر جو بچانا کسی چیز سے ہی سکو چھوڑ کر یہ حکم آئی سے بے پروا نہین کر سکتا اور بچا نہین سکتا بچاؤ کرنا تو شورین مین ڈالنا شور و شر کا ہی یعنے شور و شر پیدا کرنا اس توکل کر کہ توکل سے بہتر کوئی چیز نہین ہی اور توکل نکرنا گویا قضا سے پیچ تند و تیز کرنا ہی اور جب اُسپر پیچ تیز کر یگا تو وہ بھی تجھ سے لڑیگی پھر تجھ مین کہان اُسکے ساتھ لڑنے کی کہان ہی تو تو مرد بن کے حکم حق کے سامنے آ اور بچا لا جو کچھ گرم و سرد پیش آوے اُسکو جھیل تو تجھکو زحمت پروردگار صبح سے نہ ہونچے

پھر ترجیح دینا شیر کا جہد کو توکل و تسلیم پر

قولہ گفت آرے گر توکل رہبرست ۔ این سبب ہم سنت پیغمبرست ۔ گفت پیغمبر با آواز بلند ۔ با توکل زانو اشتر ببند ۔ رمز الکاسب حبیب اللہ شنو ۔ از توکل در سبب کاہل مشو ۔ رد توکل کن تو با کسب عمو ۔ جہد می کن کسب می کن مو بمو ۔ جہد کن جدی نماتا وارہی ۔ و ر تو از جہدش بمانی الہی ۔ المعنی توکل خدا کے حوالہ کر دینا اور اسباب دنیا سے دل اُٹھانا دوسرے شعر کے دوسرے مصرع سے اشارہ اس حدیث کی طرف ہی اعقلہا و توکل علے اللہ پانچوین مصرع مین بھی تلمیح بحدیث شریف ہی چنانچہ کہا الکاسب حبیب اللہ پہلی حدیث کا ترجمہ پاؤن باندھ اسکا اور اللہ پر بھروسا کر نقل ہی ایک اعرابی اپنے اونٹ کو ویسے ہی چھوڑ دیتا تھا تو گفت علی اللہ آنحضرت نے فرمایا اعقلہا و توکل علے اللہ جہد بالعلم و بالفقہ طاقت و کوشش و رنج و مشقت تعمو گرامی و خواری کسب بالفتح بمعنت حاصل کرنا مجازاً پیشہ و ہنر خلاصہ سب کا یہ کہ شیر نے کہا سچ ہی لیکن اگر توکل رہبر ہی تو سبب بھی سنت پیغمبر کی ہی جیسا کہ فرمایا الکاسب حبیب اللہ کیسا باآواز بلند بر ملا فرمایا ہی کہ پاؤن اونٹ کا باندھ پھر خدا پر بھروسا کر کیا بندھا ہوا نہین گم ہو سکتا اور الکاسب حبیب اللہ کے رمز سے واقف ہونا چاہیے پس ہرا توکل اختیار کر کے سبب مین سستی نہین کرنا چاہیے

کہ کاہل سبب کا گویا عدو اللہ ہی پس جا توکل کسب کے ساتھ کر خلاف نہ سکے مگر ہی ہو اور انجام ہر کسب کا توکل ہی پس
یال پھر جہد و کسب مین فرو گذاشت نکر مثلاً کھیت جو تنا بونا اور سامان اُسکے درست کرنا کسب ہی جہد ہی جمنا د انہ ہونا
یہ توکل ہی کہ آدمی کے اختیار سے خارج ہی پھر تاکید آ بتکرار فرمایا کہ جہد و جہد کر تو تو رنج و تکلیف سے خلاص پا بگا اگر تو
جہد نہین کریگا اور توکل کے حیلے سے جہد چھوڑ دیگا تو تجسا احمق کو ن ؛

پھر ترجیح دینا توکل کا تخیر کی جانب سے کسب و جہد پر

قولہ قوم گفتندش کہ کسب از ضعف خلق ؛ لقمۂ تزویر دان بر قدر رحلق ؛ پس ہر انکہ کسبہا از ضعف خاست ؛ در
توکل تکیہ بر غیرے خطاست ؛ نیست کسبے از توکل خوبتر ؛ چیست از تسلیم خود محبوب تر ؛ بس گریزند از بلا سوی بلا ؛
پس جہند از مار سوے اژدہا ؛ حیلہ کرد انسان و حیلہ اش دام بود ؛ آنکہ جان پنداشت خون آشام بود ؛ در بہ بست
دوشمن اندر خانہ بود ؛ حیلہ فرعون زین افسانہ بود ؛ صد ہزاران طفل گشت آن کینہ کش ؛ وانکہ او بجست اندر خانہ اش ؛
دیدۂ ما چون بسبی علت درست ؛ در دفنا کن دیدۂ در دیدہ دست ؛ دید مارا دیدا و نمو اعوض ؛ ہست اندر دیدا و کلی
غرض ؛ طفل تا گیرد تپا و یا نبود ؛ مرکبش جز گردن بابا نبود ؛ چون فضولی کرد دست و پا نمود ؛ در بلا افتاد و در گرو رکبود ؛
جانہاے خلق پیش از دست و پا ؛ می پریدند از وفا سوے صفا ؛ چون بامر اہبطوا بندی شدند ؛ جبس خشم و حرص و
خرسندی شدند ؛ ما عیال حضرتیم و شیر خواہ ؛ گفت الخلق عیالی للالہ ؛ آنکہ او از آسمان باران دہد ؛ ہم تواند کو برجمت نان
دہد ؛ المعنی اہبطوا سے اقتباس اس آیت کا ہی قلنا اہبطوا بعضکم لبعض عدو یہ قول اللہ تعالے کا اُسوقت صادر ہوا ہی
جو آدم و حوا و غیرہم کو آسمان سے زمین پر بھیجا ہی یعنے اترجاؤ تم آپسمین ایک دوسرے کے دشمن ہو اور عیال للالہ یہ مقتبس
ہی حدیث شریف الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الے اللہ من احسن الے عیالہ یعنے مخلوق اللہ کی عیال ہین پس بڑا
دوست اللہ کا وہ ہی جو اُسکی عیال سے احسان کرے خلاصہ ان اشعار کا یہ ہی کہ قوم نے جو مراد پنجبر سے ہی کہا کہ کسب تیے مخلوق
کے ضعف سے ہی کہ یہ متحمل توکل کی نہوئی اور کسب لقمہ مکر و فریب کا ہی اسواسطے کہ اندازہ حلق سے زیادہ ہی کافی وہی ہی
جو بقدر حلق کے ہی اور وہ ضرور ملیگا پس جان کہ کسب ضعف سے پیدا ہوا ہی اسواسطے کہ توکل مین غیر پر بھروسا کرنا خطا ہی
اور ایسا صبر کسی کو نہین کوئی کسب توکل سے خوب نہین ہی بھلا بتا تو تسلیم سے بڑھکے اور کونسی چیز محبوب تر ہوگی اکثر
ایسے ہین کہ بلاسے بلا کیطرف بھاگتے ہین یعنے محتاجی سے توکل چھوڑکے کسب کیطرف بھاگتے ہین کہ یہ دوسری بلا ہی
گویا مار سے اژدہا کی جانب جانا دیکھا انسان حیلہ کرتا ہی وہ حیلہ اُسکے حق مین دام ہوجاتا ہی یہ جسکو جان جانتا ہے وہ اُسکا
خون پینے والا ہوجاتا ہی شعر بعد اسکی تفسیر ہی کہ دروازہ تو بند کیا اور دشمن اپنے گھر مین تھا اسی قسم کا تو قصہ فرعون
کا تھا کہ اُسکے اولاد نہ تھی یہ حیلہ کیا کہ حضرت موسی کو فرزند اپنا بناؤن وہ اُسکے حق مین دام ہوے اور خون آشام کیسا
اس حیلے سے دام مین اُنکے پھنسا اور غرق ہوا لاکھون بچے لوگون کے مارے اور جس بچے سے ڈرتا تھا اور جسکو

ڈھونڈھتا تھا وہ خود اسکے پاس موجود یعنے حضرت موسیٰ کسواسطے کہ کاہنون نے اسکو خبر دی تھی کہ نبی اسرائیل سے
ایک لڑکا ہوگا وہ تجکو مارینگا اسلیے یہ نبی اسرائیل کے لڑکون کو قتل کرتا تھا لڑکیون کو چھوڑتا تھا جیسا کہ قرآن مجید مین ہی
یذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم لیکن جب انکی مان حاملہ ہوئین قدرت خدا سے اول تو وہ حمل چھپا رہا جب یہ پیدا ہوے
انکی مان نے ایک تابوت مین رکھ کے رود نیل مین بہادیا فرعون نے نکلوایا اور جسطرح سنتے ہو حضرت آسیہ کے جو اسکی
زوجہ تھین فرزندی مین اختیار کیا اسی کو حضرت مولانا رح نے فرمایا ہی انچہ او میجست آخر پس وجہ استدلال نخجیر کی یہ کہ فرعون
کے حیلون کے سببون سے کیا نتیجہ نکلا جو ہونا تھا وہ ہوا ہماری آنکھ جسمین بہت سی علت اور سبب بجے ہوئے
ہین کہ اس سبب سے یہ نفع ہوگا اُس سے یہ ضرر تو جاوے اور اس دید کو دید دوست مین فنا کرے اور مٹادے سوا اُسکے کسی
علت کو دیکھے نہ کسی سبب کو دوست کی رضا پر راضی ہو ہماری دید کے عوض مین جو اُسکی دید ملجاے تو اسکو نعم العوض
سمجھے بہت ہی اچھا عوض جان کہ ساری غرضین اس سے حاصل ہوتی ہین اور سب مقصود اسی مین ہین دیکھو تو بچہ
جبتک گیارہ پایا جو مراد چلنے پھرنے اور گرفت وگیر سے ہی کہ ہر چیز کو پکڑکے کھڑا ہوجاتا ہی اور چلتا ہی نہ تھا تب تک گردن
بابا کی اُسکا مرکب تھا اُسکی کندھیا چڑھتا رہا جب فضولی کی اور ہاتھ پانون اپنے ظاہر کیے کیسا رنج اور کوفت کبھو ہین
پڑا ای سیاہی وتاریکی مین کہ عبارت خرابی سے ہی اور لوخلوق کی جانین جب عالم ارواح مین تھین اور دست و پا کہ
مراد جسم سے ہی نہ تھے کیسی وفا وصفا مین آرتی پھرتی تھین یعنے الکایش جسمانی سے پاک اور عنایت ربی سے خاک
جب جسم بنا کہ اشارت جسم آدم سے ہی جو سب سے سابق ہی اور بندی بندا ہبطوا کے ہوے یعنی وہ بات کی
جو سزاوار حکم اہبطوا کے ہوے جسکی بنیاد گیہون کھانا حضرت آدم کا ہی تو کیسے قید خشم وحرص وخرسندی مین پڑے
عالم ارواح مین کیسے سخنیت تھے ہمکو پروا ہی کیا ہم تو بمنزلہ عیال کے ہین اور عیال بھی حضرت مقدس باری عز اسمہ
کے اور شیر خواہ پھر کیسے وہ ہماری پرورش نکریگا خیال تو کر جو آسمان سے مینھ برساتا ہی کیا اپنی رحمت سے روٹی
نہین دیسکتا کونسی دشوار اور محال بات ہی اختلاف شرح بحر العلوم مین دربست کی جگہ دربیست غلطی کاتب کی
ہی ایسے ہی بجاے جنس خشم کے جنس خشم

پھر ترجیح دینا شیر کا جہد کو توکل پر

قولہ گفت شیر آری ولے رب العباد * نرد بانے پیش پاے ما نہاد * پایہ پایہ رفت باید سوے بام * ہست جبری
بودن ایجا طبع خام * پائداری چون کنی خود را تو لنگ * دست واری چون کنی پنہان تو چنگ * خواجہ چون بیلی بدست
بندہ داد * بیزبان معلوم شد اورا مراد * دست ہمچون بیل اشارتہاے اوست * آخر اندیشی عمارتہاے دوست *
چون اشارتہاش را برجان نہی * در وفاے آن اشارت جان دہی * بس اشارتہاش اسرارت دہد *
یار بردار وز تو کارت دہد * حاملی محمول گرداند ترا * قابلے مقبول گرداند ترا * قابل امردی قابل شوی *

وصل جوئے بعد ازان واصل شوی ✤ سی شکر نعمت قدرت بود ✤ جبر تو انکار آن نعمت بود ✤ شکر نعمت نعمتت افزون کند ✤ کفر نعمت از کفت بیرون کند ✤ جبر تو خفتن بود در رہ مخسب ✤ تا نہ بینی اندرو در گہ مخسب ✤ ہان مخسب ای جبری بے اعتبار ✤ جز بزیر آن درخت میوہ دار ✤ تا کہ شاخ افشان کند ہر لحظہ باد ✤ بر سر خفتہ بریزد نقل و زاد ✤ جبر خفتن در میان رہزنان ✤ مرغ بے ہنگام کے یابد امان ✤ ور اشارتہاش را بینی زنی ✤ مرد ہشیاری و چون بینی زنی ✤ آنقدر عقلے کہ داری گم شود ✤ سرکہ عقل ازوے بپردم شود ✤ زانکہ بے شکری بود شوم و شنار ✤ میبرد بے شکر را در قہر و نار ✤ گر تو کل می کنی در کار کن ✤ کسب کن پس تکیہ بر جبار کن ✤ المعنی بیل بیاے مجہول ہندی پھاوڑہ حامل بردار ندہ چیزے بر خود تحمول بار بر داشتہ شدہ جبر بالفتح بزور کسی پر کوئی کام رکھنا جبری وہ فرقہ جو کہتے ہین بندہ کو کام مین اختیار نہین ہوا ایسے ہی جبر ✤ نقل بالضم گزک شراب زاد توشہ شنار بکسر اول شوم دنا مبارک و ننگ و خرابی قیصر نے کہا یہ تو سب سہی ہمنے مانا لیکن رب العباد نے ایک سیڑھی ہمارے سامنے لگادی اگر بام پر جانا مقصود ہے تو اسی سیڑھی کے پایہ پایہ ہو کر جو اسباب علو سے ہین جانا چاہیے ویسے کیونکر جا سکتے ہین پھر بھی تو نہین اگر ہون تو وہ بھی اسباب سے ہین پس اس جگہ جبری ہونا اور سیڑھی کے پایہ پایہ کو نجاننا خام طبعی ہر پختگی سے خارج یہ ایسا ہی جیسے پانون تو موجود ہین زبردستی لنگڑے بنے جاتے ہین ہاتھ خدا نے دیے ہین خواہی نخواہی جنگل جھپاے لیتے ہین مثلاً ایک شخص نے جو بیل اپنے بندہ کے ہاتھ مین دیا تو بے زبان اور بے کہے اُس سے معلوم ہوا کہ کسی ریاضت اور کسی کام کو اسلیے دیا نہ بیکار و بے فائدہ پس تجکو جو ہاتھ بصورت بیل کے دیے کہ نیچے سے بازو تک بیل کی صورت ہین یہ اسی بات کو اشارے ہین کہ یہ بیکار نہین ہین اور انسے آخر اندیشی کرنا یعنی انکا بیان ہی اسی بات کو جتاتے ہین کہ اپنے امور دینی و دنیوی انسے سنبھال اور جب ان اشارون کو اُسکی جان پر رکھے گا یعنے سمجھیگا اور پورا پورا وفا بھی کریگا اور اسی مین مرجانیگا تب ان اشارون کا بھید عقبے مین تجکو کھلیگا کہ اس کسب و اسباب سے جو کچھ خیر تجکو حاصل ہوگی وہ تیری بار بردار بنیگی اور تجکو کام دیگی مثلث مثلاً قربانی ہی کہ آج تو نے اپنے کسب خیر سے کی کل کو راہ حشر اور راہ صراط مین تیری سواری بنیگی اور علی ہذا جملہ کسب خیر کا فائدہ تجکو معلوم ہوگا اور یہ جو فرمایا ہو فلم یکن ینفعہم ایمانہم لما رأوا بأسنا کبھی نہین ہوگا کہ ایمان انکا اُن کو نفع دے جبکہ انھون نے اپنے باس کو دیکھ لیا بقول مفسرین باس مراد اعمال نیک و بد سے ہی جو اچھی بری صورت خوفناک و ہولناک بنکر نزع کے وقت سامنے آتے ہین اور گنہگار سے کہتے ہین کہ دنیا مین تو ہمپر سوار رہا اب ہم تجھپر سوار ہونگے اور نیک سے کہتے ہین کہ دنیا مین ہم تجھپر سوار رہے اب تو ہمپر سوار ہو بالرام تمام ہم تجھکو میدان قیامت اور راہ پل صراط کی طے کرائینگے اسی کے مطابق شعر مابعد ہی کہ آج تو حامل ہی کل کو محمول بنیگا اور آج تو قابل لیعنے امر حق کا قبول کرنیوالا ہی کل کو مقبول ہو جائیگا ظاہر ہی جب تو اُسکے حکم کا قبول کرنے والا ہی تو ضرور قابل اور لائق ہوگا اور یہی حکم قبول کرنا طالب اُسکے وصل کا ہونا ہی پھر کیسے واصل نہوگا بقول سعدی رح شعر مہتری در قبول فرمان ست ✤ ترک فرمان

دلیل حرمان ست ۞ فرماتے ہین کسب خیر مین کوشش کرنا یہی شکر نعمت قدرت کا ہی جو اُسنے تجکو دی ہی اور جبر اختیار کرنا کہ ہمکو کچھ اختیار ہی نہین یہی کفر نعمت ہی اور تیرا انکار نعمت قدرت سے جو اُسکی علیہ ہی پس اگر شکر نعمت کا کریگا نعمت تیری بڑہے گی اور کفر نعمت سے نعمت تیرے ہاتھ سے نکلجائیگی کما جاء فی القرآن العظیم لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید جیسا کہ قرآن عظیم مین آیا ہی اگر تم شکر نعمت کروگے تمھاری نعمت بڑہیگی اور اگر کفران نعمت کروگے تو میرا عذاب نہایت سخت ہی پس جبر تیرا ایسا ہی جیسے راہ کا سونا سو نہین سونا چاہیے اور بیشک راہ مین کوئی مکان محفوظ مامون نہین کہ لے ہر گز مت سوئے اب فرماتے ہین بتاکید کہ اے جبری بے اعتبار خبردار ہر گز راہ مین مت سوا اور جب سوے تو اُس درخت کے سایہ مین سو جو میوہ دار ہو کہ وہ کسب ہی تا جو وقت کہ ہوا شاخ کو ہلائے تو اس خفتہ کے سر پر میوے اور توشے راہ کی بٹوئے یعنے جبوقت خواب مرگ سے جاگے میوے اور توشے سب سامان سفر آخرت کے موجود پائے نہ جبر والا کہ ایسا ہی جیسے راہزنون مین سو رہا رہے اور ایک مرغ بے ہنگام ہی کہ کب تک اپنی خیر منائیگا اور جو اُسکے اشارون سے یعنی زنی سے انکار کریگا تو تو آپکو اپنے گمان مین کیسا ہی مرد جانے اگر غور کریگا تو زن ہی پائیگا اور جو کچھ تیری عقل ہی سب گم ہوجائیگی اور جب عقل سے ڈر گئی تو وہ سرکا ہے کو ہی دم ہی اس سبب سے کہ بے شکری بڑی برا اور نحس شی ہی بے شکر کو قعر دوزخ مین پہونچاتی ہی جیسے کہ ان عذابی لشدید انکی شان مین نازل ہی پس اصل کار ہی ہی کہ اگر توکل کرتا ہے توکام مین کر یعنے پہلے کسب کر پھر بھروسا جبار پر کر کسب کیا توکل سے خالی ہی

پھر ترجیح دینا پنجیر کا جہد پر توکل کو

قولہ زلہ باوے بانگہا برداشتند ۞ کان حریصان لئین سبہا کاشتند ۞ صد ہزار اندر ہزار ایشان مرد و زن ۞ پس چرا محروم ماند از زمن ۞ صد ہزار ایشان قرن ز انا خز جہان ۞ ہمچو اژدرہا کشادہ صد زبان ۞ مکر با کردند آن دانا گروہ ۞ کز بن برکندہ شد زان مکر کوہ ۞ کردہ مکر و حیلہ آنقوم خبیث ۞ ورز بارہا ورندارد این حدیث ۞ کردہ وصف مکر شانرا ذوالجلال ۞ لتزول منہ اقلال الجبال ۞ جز کہ آن قسمت کہ رفت اندر ازل ۞ روے نمود از شکال واز عمل ۞ جملہ افتادند از تدبیر کار ۞ ماندہ کار و حکمہاے کردگار ۞ کسب جز نامی مدان ای نامدار ۞ جہد جز وہمی مپندار ای یعار ۞ لتزول منہ الخ اس سے تلمیح ہی اس آیکریمہ کی وقد مکروا مکرہم وعند اللہ مکرہم وان کان مکرہم لتزول منہ الجبال یعنے تحقیق مکر کیا انھون نے اور اللہ کے سامنے ہی مکر انکا ہر چند ایسا مکر تھا جس سے پہاڑ ٹل جاتے ہین شکال بکسر دست و پاے بند اسپ و شتر و مکر و حیلہ عیار بکسر ہندی کھرا یعنے بجز سننے گفتگوی پنجیر کے سب پنجیر اُسپر چلا اُٹھے کہ وہ حریص جنھون نے اسباب کے بیج بوئے لاکھون ہزارون مرد و زن مین آنکو دیکھتا نہین کیسے زمانہ سے محروم ہوے جو اسباب پیدا کیے تھے سب زمانہ نے چھین لیے اور نہین رہنے جب سے جہان کی ابتدا ہی جسکو لاکھون صدیان تیر ہوئین سب اژدہے کی طرح سیکڑون زبانین کھولے رہے کہتے ہین اژدہے کے بہت زبانین ہوتی ہین ایک جہانکڑ کا جھانکڑ

اسکے منہ مین ہوتا ہی سانپ کے تو وہی زبانین ہوتی ہین آو یہ بڑے بڑے دانا گروہ ہوے جنھون نے ایسے مکر و حیلے کیے کہ پہاڑ بیچ بن سے گرادیے اگر انکے مکر و حیلون کو بیان کرون تو تجکو یقین نہو کالے مجھ سے ان خبیثون کے مکر کی یہ بات سُن لے کہ قادر ذوالجلال نے خود انکے مکر کا وصف کیا ہی اور لتزول منہ الجبال فرمایا پس سوا اُس حصہ کے کہ جو کچھ روز ازل مین انکا مقرر ہوا تھا کوئی بات مکر و حیلہ اور کار و عمل سے زیادہ ظہور مین نہین آئی سب تدبیرین انکی بیکار و خراب ہوئین رہا وہی جو فعل و حکم کردگار کا تھا جسکی صفت ہی فعّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ آپ تو کسب کو ایسا جان لے کہ برائے نام ہی دراصل کچھ نہین اور جہد ایک وہم ہی وہم ہے اگر کھرا اور جید ہے تو اس بات کو خوب معتبر اور صحیح سمجھ لے آیندہ جو مثال ہی مرد سادہ اور عزرائیل کی ہے وہ انھین باتون کی نظیر ہی ✤

استدلال بخیر کا شیر کے ساتھ اس حکایت مرد سادہ اور عزرائیل پر

قولہ سادہ مردے چاشتگاہی تیز بید ✤ در سرا عدل سلیمانی دوید ✤ رویش از غم زرد و ہر دو لب کبود ✤ پس سلیمان گفت ایخوا جہ چہ بود ✤ گفت عزرائیل در من انچنین ✤ یک نظر انداخت پر از خشم و کین ✤ گفت ہین اکنون چہ میخواہی بخواہ ✤ گفت فرما باد را ایجان پناہ ✤ تا مرا زینجا بہندستان برد ✤ بوکہ بندہ کالظرف شد جان برد ✤ نک زر درویشی گریزانند خلق ✤ لقمۂ حرص و امل را نند خلق ✤ ترس درویشی مثال آن ہراس ✤ حرص و کوشش را تو ہندستان شناس ✤ المعنی سادہ مرد احمق و نادان سرا عدل مقلوب ہی ای عدل سرا ہین کامہ زجر و تنبیہ بود خفف بود یعنی شاید ایک مرد سیدھا سادہ دوپہر کے اندر عدل سرای حضرت سلیمان مین بھاگ کے گیا اس حال مین کہ منہ اُسکا خوف کے مارے زرد تھا اور دونون ہونٹھ نیلے حضرت سلیمان نے پوچھا ای خواجہ کیا تھا کیون ایسا لرزان ترسان ہی کہا مجکو بُری طرح کی نظر خشم و کین سے عزرائیل نے دیکھا ہی جس سے مین نہایت ہی رہا ہون کہا خبردار ہو اب تو کیا چاہتا ہی چاہ کہا ایجان پناہ آپ ہوا کو حکم دین تو مجکو یہان سے ہندوستان لیجائے شاید وہان جانے سے میری جان بچ جاے آب بعد کے دونون شعر تو صنیع مقصود مین ہین کہ مخلوق کا معمول ہی محتاجی مفلسی سے گریزان ہوتی ہی اور لقمہ حرص و امل کا بنتی ہی مطلب یہ کہ خوف درویشی کا تو ایسا ہی جیسے اُس مرد سادہ کو ہراس جان کا عزرائیل سے اور حرص و کوشش ایسی جیسے ہندوستان کہ اُسنے اپنی جان کی امان وہان سمجھی تھی قولہ باد را فرمود تا او را شتاب ✤ برد سوے خاک ہندستان بر آب ✤ روز دیگر وقت دیوان لقا ✤ شہ سلیمان گفت عزرائیل را ✤ کان مسلمان را بخشم از چہ سبب ✤ بنگریدی باز گو ای پیک رب ✤ ای عجب این کردہ باشی بہر آن ✤ تا شود آوارہ او از خان و مان ✤ گفتش ای شاہ جہان بیزوال ✤ فہم کژ گردد نمود اور اخیال ✤ کہ مرا فرمود حق کامروز جان ✤ جان او را تو ہندوستان ستان ✤ دیدمش اینجا و بس حیران شدم ✤ در تفکر فتہ سرگردان شدم ✤ از عجب گفتم گر او را صد پرست ✤ زو بہندستان شدن دور اندرست ✤ چون با مر حق بہندستان شدم ✤

دیدبش انجا و جانش بستدم ✤ تو ہمہ کا رجہان را مچنین ✤ کن قیاس وچشم بکشا و ببین ✤ از کہ بگریزیم از حق این مجال ✤ از کہ برتابیم از حق این وبال ✤ لقا یعنی ملاقات برآب ای برکنار سمندر الغرض حضرت سلیمان نے ہوا کو حکم دیا تو وہ جلدی اس مرد سادہ کو ہندستان سمندر کنارہ لیگئی دوسرے دن وقت پھری ملاقات کے شاہ سلیمان نے عزرائیل سے پوچھا کہ اُس مسلمان کو ایسا چشم غضب سے تمنے کیون دیکھا تھا ای پیک رب کے بتاؤ تو تعجب آتا ہی کیا اس سبب سے یہ نظر خشم کی تھی کہ وہ اپنے خان ومان سے آوارہ ہوجاے عزرائیل نے کہا ای بادشاہ جہان بیزوال کے اُسکی سمجھ کچھ تھی اور اُسکے خیال مین دوسری بات جمی کسواسطے کہ مجکو ایزد تعالی نے حکم دیا کہ آج اسکی جان ہندستان مین لے اور وہ یہان تھا جب مین نے اُسکو یہان دیکھا حیران ہوا اور فکر مین سرگردان ہوا اور تعجب ہوکے کہا کہ اگر اسکے سو پر ہوجاتین جب بھی تو اسے ہندستان کا جانا دوبھر ہی کیسے وہان پہونچیگا غرض موافق حکم حق کے مین جو ہندستان گیا تو اُسکو وہان دیکھا اور جان اسکی لے لی اب تو جہان کے سارے کامون کو اسی پر قیاس کرلے اور آنکھین کھول کے دیکھ اُس شخص نے اپنی جان بچانے کا حیلہ اور سبب پیدا کیا لیکن حکم الٰہی کے آگے مطلق نہ چل سکا چنانچہ مولانا رح نظر اپنی بے بسی اور غالبیت حکم الٰہی پر کرکے فرماتے ہین کہ بتاؤ تو ہم کس سے بھاگین حق سے سو یہ محال اور جب یہ وبال مرگ کا ہمارے سر پر حق کیطرف سے ہی تو کس تدبیر سے ہم اسکو اپنے اوپر سے ٹال دین لاجرم ایسا ہی برضا ہونا بہتر ہی **اختلاف شرح** بحرالعلوم اور تمن مطبوعہ دونون مین اذکہ بگریزیم از خود لکھا ہی میری دانست مین دونون مصرعون مین از حق بہتر ہی ولک ان شیا ✤

پھر ترجیح دینا شیر کا جہد کو توکل پر اور فوائد جہد کے

قولہ شیر گفت آری ولیکن ہم ببین ✤ جہد ہاے انبیا و مرسلین ✤ سعی ابرار و جہاد مومنان ✤ تا ببین ساعت زآغاز جہان ✤ حق تعالے جہد شانرا راست کرد ✤ اینچنین دیندار جفا و گرم مرد ✤ حیلہا شان جملہ حال آمد لطیف ✤ کل شئی من طریف ہو طریف ✤ دامہا شان مرغ گردونے گرفت ✤ نقصہا شان جملہ افزونی گرفت ✤ جہد میکن تا توانی ای کیا ✤ در طریق انبیا و اولیا ✤ با قضا پنجہ زدن نبود جہاد ✤ زانکہ این را ہم قضا برما نہاد ✤ کافرم من گر زیان کردست کس ✤ در رہ ایمان و طاعت یکنفس ✤ سرشکستہ نیست این سرا مبند ✤ یکدو روزے جہد کن باقی بخند ✤ المعنی ابرآر بالفتح نیکوکاران میکن امر استمراری ہی کیا یکسر اول پہلوان وخداوند و پاکیزہ پھر شیر نے کہا کہ ہمنے یہ بات تمھاری مانی لیکن تم یہ بھی تو خیال کرو کہ انبیا و مرسلین نے کیسی کیسی کوششین کی ہین اور انکے بعد اولیا و ابرار و مومنین نے ابتداے جہان سے اسوقت تک تو اصلاح اس جہان کی ہوئی ہی اور کیسی کیسی جفاکاریان ہنجار کی انھون نے سہی ہی اور کیسے کیسے گرم و سرد اٹھائے ہین اور حق تعالے نے بھی انکی جہد و کوشش کو راست کیا ہی اسواسطے کہ اُن کے جتنے حیلے تھے سب پاکیزہ تھے ظاہر ہی جو شے کسی پاکیزہ سے ہوتی ہی پاکیزہ ہی ہوتی ہے انکے جالون نے بالکل مرغ گردونی پھانسے یعنے جو لوگ کہ بزعم خود سے آسمان پر اڑتے تھے انکو زیر کیا جیسے فرعون نمرود وغیرہم کہ دعوی خدائی کا کرتے تھے

اور بڑی بڑی قوتین رکھتے تھے جنکے سامنے یہ لوگ یعنے ابرار و انبیا بالکل نقص و کمی تھے کیسی انکی کمی نے بیشی پکڑی اور انکی بیشی نے کمی پس ای پاکیزہ جماعت تمکن ہوا نکی راہ مین جہد و سعی کرتا رہ کہ انبیا و اولیا سے زیادہ برگزیدہ کون ہی شعر ما بعد گویا جواب ہی سوال مقدر کا کہ اگر تم کہو اسباب پیدا کرنا قضا سے پنجہ کرنا ہی یہ نہین ہی اس سبب سے اسباب بھی تو قضا ہی نے ہمپر لگا دیے ہین یہ بھی کبھی نہین ہوتا کہ کسی نے راہ طاعت و دین مین دم بھر بھی کوشش کی ہو اور اسکو نقصان پہونچا ہو دین بقسم کہتا ہون پس اگر جہد و کوشش لغو ہوتی تو مجاہدین دنیا و عقبیٰ سے متمتع کیون ہوتے تمھارا تو وہ حال ہی کہ سر تو صحیح سالم ہی اور سر شکستون کی طرح سر باندھ کے پڑے رہے یہ دنیا عالم اسباب ہی اور ایک دو روز یہان قیام ہی سعی جہد و کوشش کرلے پھر مزے سے ٹھٹھے مار اکر ابھی پڑ رہنے کا وقت نہین ہی **قولہ** بد مخالی جست کو دنیا بجست ✤ نیک حالی جست کو عقبی بجست ✤ مکر با در کسب دنیا بار دست ✤ مکر با در ترک دنیا وار دست ✤ مکر آن باشد کہ زندان حفرہ کرد ✤ تا کہ حفرہ بہ ست آن مکر پست سرد ✤ انچنان زندان و مار زندانیان ✤ حفرہ کن زندان و خود را دار ہان ✤ چیست دنیا از خدا غافل بدن ✤ نے قماش و نقرہ و فرزند و زن ✤ مال را گر بہر دین باشی حمول ✤ نعم مال صالح گفتہ رسول ✤ آب در کشتی ہلاک کشتی ست ✤ آب در بیرون کشتی پشتی ست ✤ چونکہ مال و ملک از دل برند ✤ زان سلیمان خویش جز مسکین نخواند ✤ کوزہ سر بستہ اندر آب رفت ✤ از دل پر باد فوق آب رفت ✤ باد درویشی چو در باطن بود ✤ بر سر آب جہان ساکن بود ✤ آب نتواند مرا در اغوط داد ✤ کشتی دل از نفخ الٰہی گشت شاد ✤ گرچہ این جملہ جہان ملک ویست ✤ ملک در چشم دل اولاشی ست ✤ پس دہان و دل بہ بند و مہر کن ✤ پر منش از باد گیر من لدن ✤ جہد حقست و دوا حقست و درد ✤ منکر اندر نفی جہدش جہد کرد ✤ کسب کن سعیے نما و جہد کن ✤ تا بدانی سر علم من لدن ✤ گرچہ جملہ اینچنین پر جہد شد ✤ جہد کے در کام جاہل شہد شد ✤ زین نمط بسیار برہان گفت شیر ✤ کز جواب آن جبریان گشتند سیر ✤ العنی مخال بفتح جاے جمع محل حال زمان موجود حفرہ بالضم سوراخ و سفاک تماشش بالضم متاع خانہ نعم المال اشارہ ہی اس حدیث سے نعم المال الصالح للرجل الصالح باد گیر دریچہ اور روزن جو ہوا لینے کو مکان مین بناتے ہین اور وہ مکان حسین چارون طرف باد گیر ہون من لدن اقتباس ہی آیہ کریمہ من لدنک رحمۃ وہیئ لنا من امرنا رشدا سے شیر کہتا ہی ہان اتنی بات کسب و جہد مین ضرور ہی کہ بری جگہ نہ ڈھونڈھے کہ وہ دینا ہی جسنے دینا کو ڈھونڈھا بری جگہ ڈھونڈھی اور جسنے عقبیٰ کو ڈھونڈھا اسنے نیک حالی ڈھونڈھی اس واسطے کہ جو مکر دنیا کے معاملات مین ہین سرد و ناخوش ہین اور ترک دنیا کے معاملات مین تو خود دار وہی مین مکر وہی ہے کہ اس زندان دنیا مین جسکو سجن المومنین کہا ہی خفیہ اندر ہی اندر سرنگ لگایا اور اس سے نکلگیا اور جسنے اسکی کسی رخنہ اور سوراخ کو بند کیا یعنے کسی شکست کو درست کیا یہ مکر مردود بے مزہ ہی جیسے سعدی رحمۃ نے کہا ہی ع چون برف نشستہ چو سرما نوش ✤ اب یہ تشریح اشعار مذکور کی فرماتے ہین کہ یہ جہان زندان ہی اور ہم اسکے

زندانی پس چاہیے یہ کہ اسمین سوراخ کرے اور آپکو اسکی قید سے چھڑائے یہ شعر اسکی تفسیر مین ہو کہ دنیا کیا چیز ہے فرماتے ہین خدا سے غافل ہونا نہ متاع خانہ نہ نقرہ نہ زن نہ فرزند اگر یہ اسباب مذکورہ کچھ نہین ہین اور خدا سے غافل ہو دنیادار ہو اور شعر اگر مال وجاہ ست وزرع وتجارت ❊ چو دل باخدا ئیست خلوت نشینی ❊ مال کو اگر دین کے واسطے جمع کیا ہو اور معرف اُس کا معاملات دین ہین تو اُس مال کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نعم المال الصالح فرمایا ہو اور مال والے کو نعم الرجل الصالح یعنے اچھا مال صالح ہو اور اچھا رجل صالح شعر بعد نظیر کشتی مین پانی ہونے سے کشتی ڈوب جاتی ہو اور کشتی سے باہر ہو تو کشتی کی مددگار ہو پس مطلب یہ اگر مال کی جگہ مال والے کے دل مین ہو تو اُسکے ڈوبنے کے چھن ہین اور اگر باہر دل کے تو دین ودنیا مین کارآمد جیسے حضرت سلیمان نے کہ ملک ومال کو اپنے دل سے نکال دیا تھا اسی سبب سے آپ کو مسکین کہتے تھے کہ جسکے پاس ایک وقت کے کھانے کا نہو ورنہ اُنکے سے اسباب کسی کے کب ہوے اشعار آیندہ دوسری نظیر ہین فرماتے ہین مثلاً گوزہ سربستہ پانی مین گیا اور اُسمین جو ہوا بھری ہوتی ہو اس سبب سے پانی کے اوپر رہتا ہو پانی ڈبو نہین سکتا ایسے ہی جس کے دل مین ہوا ورویشی کی بھری ہو وہ بھی اس جہان کے پانی پر ساکن رہتا ہو اور آب جہان خود جہان باضافت بیانی اُسکو کیا مقدور ہو آب جہان کا جو غوطہ دے سکے اس سبب سے کہ اُسکا دل تو نفخہ الٰہی سے شاد وآباد ہو رہا ہو وہ اس جہان کو کیا کرتا ہو آوز بحقیقت ہو یہ کہ یہ جملہ جہان اُسی کا ملک ہو مگر اُسکی چشم دل مین یہ ملک لاشی ہو اور کچھ چیز نہین سمجھتا پس وہان دل کو بند کرکے مُہر لگالے پھر دیکھ یا دگیرین لدن یعنے رحمت الٰہی کی کھڑکی سے کیسا دل پر باد ہوتا ہو پھر شیر کہتا ہو کہ درد بھی حق ہو کہ ضد ہر علل دنیا سے ہو اور دوا بھی اور جہد بھی اور جو منکر ہو وہ جہد کی نفی مین جہد کرتا ہو اور جہد سے انکار رکھتا ہو بس کسب کرا ور کوشش دکھا اور جہد بجا لا تب تجکو بھید علم من لدن کا ظاہر ہوگا دیکھے گا کیسی رحمت اُسکی طرف سے نزول کرتی ہے پھر شیر کی طرف سے فرمایا کہ یہ سارا جہان اگرچہ جہد سے بھرا ہوا ہو اور وہ شہد ہو رہی ہو مگر جاہل کا منہ تلخ ہو وہ شیرین کام نہین ہوتا الغرض اسی قسم کی بہت حجت وبرہان شیر نے ایسی پیش کین کہ وہ پنجہ جبری اُن سے سیر ہوگئے پھر کچھ بن نہ آیا

قرار پانا ترجیح جہد کا توکل پر

قولہ روبہ وخرگوش واہو وشغال ❊ جبرا بگذاشتند وقیل وقال ❊ عہد ہا کردند با شیر ژیان ❊ کاندرین بیعت نیفتد دزیان ❊ قسم بر روزش بیاید بے ضرر ❊ حاجتش نبود تقاضاے دگر ❊ عہد چون بستند رفتند آنزمان ❊ سوے مرعاے ایمن از شیر ژیان ❊ جمع بنشستند یکجا آن وحوش ❊ اوفتاد ودر میان جملہ جوش ❊ ہر کسے تدبیر و راے میزدی ❊ ہر کسے در خون ہر یک میشدی ❊ عاقبت شد اتفاق جملہ شان ❊ تا بیاید قرعہ اندر میان ❊ قرعہ بر ہر کو زند او طعمہ است ❊ بے سخن شیر ژیان را لقمہ است ❊ ہمچنین کردند آنجملہ قرار ❊ قرعہ آمد سر بسر را اختیار ❊

قرعہ بر ہر کو فتاد روز روز ۔ سوے آن شیر آدویدی آموز ۔ المعنی تریاق بکسر خشمناک قسم بالکسر ہر وہ بخش بیعت عہد کرنا یعنے روبہ و خرگوش اور آہو اور شغال سب نے جبر چھوڑا اور قیل وقال سے منھ موڑا اور شیر شیان سے عہد کیے کہ ہم تیرے سب مرید و تابع ہوے اب اس بیعت مین کچھ نقصان و زیان نہ پڑیگا حصہ اسکا ہر روز بے ضرر اسکو پہونچے دوبارہ طلب تقاضا کی حاجت نہ پڑے جب یہ عہد سب نے آپس مین کر لیا تو پھر اپنی چراگاہ کی طرف شیر سے رخصت ہو کے چلے گئے اور سب وحشی جمع ہو کے ایک جگہ بیٹھے اور اب انمین جو پڑا ہر ایک تدبیر و تجویز کرتے تھے اور ہر ایک ایکدو سرے کے خون مین پڑتا تھا وہ کہتا تھا تو جا یہ کہتا تھا تو جا آخر بسکا اتفاق قرعہ پر ہوا کہ قرعہ پڑ جایا کرے یعنے جسپر قرعہ پڑے وہی اسکا طعمہ بنے اور بے حجت و کلام اسکا لقمہ ٹھہرے سب نے اسی بات کو ٹھہرایا اور اسی کو اختیار کیا پس اب ہر روز جسپر قرعہ پڑتا تھا وہ شیر کے پاس چٹیہ کی طرح دوڑتا بھاگتا جاتا تھا تشبیہ چیتہ سے دوڑنے بھاگنے مین ہے کہ اسکی دوڑ جھپٹ مشہور ہے **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے درزیان کے وزرمان اور جمع شستن بشستند غلط لکھا ہے

جواب خرگوش کا دیگر بتحقیر شیر کو

قولہ چون بخرگوش آمد این ساغر بدور ۔ بانگ زد خرگوش کاخر چند چور ۔ قوم گفتندش کہ چندین گاہ ما ۔ جان فدا کردیم در عہد وفا ۔ تو مجو بدنامی ما اے عنود ۔ تا نرنجد شیر رو تو زود زود ۔ گفت اے یاران مرا مہلت دہید ۔ تا بکرم از بلا ایمن شوید ۔ تا امان یابد بکرم جان تان ۔ ما ازین میراث فرزندان تان ۔ ہر پیمبر تان را در جان ۔ همچنین تا مخلصی میخواند شان ۔ کز فلک راہ بردن سو دیده بود ۔ در نظر چون مردمک پیچیده بود ۔ مردمش چون مردمک بدنرخرد ۔ در بزرگی مردمک کس رہ نبرد ۔ المعنی عنود خلاف حق کام کرنے والا بیرون سو ہندی اُس پار یعنے اول تو یہ دور خوب چلتا رہا جب نوبت خرگوش کے ساغر کی آئی تو یہ چلا اٹھا کہ یہ ظلم کب تک رہیگا آخر کچھ اسکی حد بھی ہو قوم نے کہا کہ ہم تمھے دنون سے عہد و وفا مین جان فدا کرتے رہے ہین تو ہماری بدنامی کے درپے ہے اے ناحق کو غم جلدی جا جلدی ایسا نہو شیر خفا ہو جاے خرگوش نے کہا اے یارو مجکو مہلت دو تو میرے مکر کے طفیل تم اس بلا سے بے غم ہو جاؤ اور ایسے بے غم کہ میرے مکر سے تمھاری جان کی بھی امان ہو اور یہ جنگل تمھاری اولاد کے لیے بھی میراث ہو جاے ہر پیمبر امتون کی جہان مین دعوت کرتے تمھے اور انکو راہ نجات و مخلصی کی طرف بلاتے تمھے مین بھی تمکو اس بلا سے چھڑانا چاہتا ہون کسواسطے کہ پیمبرون پر فلک سے راہ اُس پار کی کھلی ہوئی تھی اور انکی نظر مین مردمک کی طرح لپٹی ہوئی لیکن لوگون نے مردمک کی طرح انکو خوار جانا اور اصل بزرگی مین مردمک کے نظر نہ کی جسمین زمین آسمان جھاڑ پہاڑ جا ندسورج سب سما جاتے ہین مین بھی تمھاری نظر مین خرد و حقیر بون اور آسمان سے جو راہ مجھپر کھلی ہے تم اُس سے واقف نہین **الخلاف** شرح بحر العلوم و متن مطبوعہ دونون مین بردن شو بجاے بیرون سو کے غلط ہے

اعتراض نخجیر کا خرگوش پر اور جواب خرگوش کا

قولہ قوم گفتندش کہ ای خرگوش دار ۔ خویشتن را اندازہ خرگوش دار ۔ ہین چہ لاف ست این کہ تو از مہتران ۔ در نیاورد اندر خاطر ان ۔ مجبے یا خود قضا مادر بیست ۔ ورنہ ایندم لائق چون تو کیست ۔ گفت ای یاران حتم الہام داد ۔ مر ضعیفے را قوی را اوفتاد ۔ آنچہ حق آموخت مر زنبور را ۔ آن نیامد شیر را گور را ۔ خود انہا سازد پر از حلوائے تر ۔ حق بر و انعام را بگشود در ۔ آنچہ حق آموخت کرم پیلہ را ۔ ہیچ پیلے داند آنگون حیلہ را ۔ آدم خاکی ز حق آموخت علم ۔ تا بہفتم آسمان افروخت علم ۔ نام و ناموس ملک را در شکست ۔ کوری آنکس کہ باحق در شکست ۔ المعنی عجب خوش آیندہ و عجب دلخودی مین پڑنے والا قوم یعنی دعوی گوش داشتن سننا دیکھنا الہام خبر غیب مر زنبور را سے اشارت ہے اس پر کہ جیسے وادی رہ کہ اے النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا و من الشجر و مما یعرشون لینے وحی کی تیرے پروردگار نے طرف نحل عسل کے کہ اختیار کر تو پہاڑون سے گھر اور درختون سے جو چھتری دارہین اور رزق آموخت علم سے ایما اس آیت سے وعلم آدم الاسماء کلہا اور سکھا سے آدم کو نام ہر شے کے لینے قوم نے خرگوش سے کہا کہ ای گدھے ہم دیکھتے ہین سکون کا نکلا کے سن کہ جیسا تو خرگوش ہے ویسا ہی خرگوش رہا اپنے اندازہ سے باہر مت نکلا جا خبردار کیسی شیخی ہے کہ تجھسا ناچیز کرے کہان تو کہان یہ شیخی بڑے بڑے مہتروں کی خاطر مین تو آتی ہی نہین تو بڑا خود بین ہے یا ہماری قضا ہی جو خرگوش تیکے ہمارے پیچھے پڑا ہے ورنہ یہ دعوی تجھ سے حقیر کے لائق کب ہے کہا ای یار وحی فی فکلو الہام کیا ہے اور مجھ سے ضعیف کو ایک راے قوی سوجھائی ہے تمکو کیا نہین معلوم کہ حق تعالے نے شہد کی مکھی کو کیا کچھ سکھایا ہے جو شیر و گور نہین جانتے کیسے خانے شہد تر کے بھرے ہوے بناتی ہے اور اللہ تعالے نے کیسا اس علم کا دروازہ اسپر کھول دیا ہے اور دیکھو کرم پیلہ کو کیا کچھ سکھایا بتاؤ تو کوئی ہاتھی بھی ایسا ریشم بنا سکتا ہے آدم خاکی کو خیال کرو کہ اسنے خدا تعالی سے علم سیکھا اور فلک ہفتم تک جو منتہی اعمال و افعال خلائق ہے ایسا علم روشن کیا کہ نام و ناموس فرشتون کا بگاڑ دیا پس سارے کوری و بے بصری اُسکو ہے جو خدا تعالی کی قدرت مین شک کرتا ہے ان مثالون سے مطلب خرگوش کا یہی ہے کہ تم مجکو ضعیف سمجھتے ہو دیکھو ان ضعیفون کو حق تعالے نے کیا کیا سکھایا کہ قوی جسیم عقل عاجز و محروم ہین الخلاف شرح بحر العلوم مین لکھا ہے کہ کورے آنکس راست کہ باحق در جنگست پس قافیہ درست شد در شکست یعنی جنگ مجکو تو در شکست کے معنی جنگ کے کہین نہین ملے اگر یون کہین کہ در شک ست تو کیا معنی نہونگے ۔ قافیہ ہوگا قولہ زاہد شصد ہزاران سالہ راہ ۔ پور بندی ساخت آن گو سالہ را ۔ تا نتاند شیر علم آن کشید ۔ تا نگردد کردہ آنقصہ مشید ۔ علماے اہل حس شد پور بند ۔ تا نگیرد شیر زان علم بلند ۔ قطرہ مل را یکے گو بر فتاد ۔ کان بگرد و نہا و دریا باند ۔ چند صورت آخر ای صورت پرست ۔ جان بے صورت نیست انصورت نہ رست ۔ گر بصورت آدمی انسان بدے ۔ احمد بو جہل خود یکسان بدے ۔ المعنی مشید کی کردہ شدہ و محکم و استوار گو سالہ ہندی بچھڑا سونے زاہد شصد ہزار سالہ کو

کہ مراد شیطان سے ہے جسنے چار انگل زمین سجدہ سے نہین چھوڑی اور معلم الملکوت تھا اور اسی کو گوسالہ بھی کہا ہی بنظر حماقت کہ پورا بیل بھی نہ تھا بچھڑا تھا سو واسطے کہ حضرت آدم کے سجدہ کے وقت خدا تیعالی سے حجت کرکے نافرمانی کی اور انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین کہا یعنے مین آدم سے بہتر ہون تونے مجکو آگ سے پیدا کیا اور اسکو مٹی سے ایک پوز بند بنایا اور پوز بند کی ہندی منیرہ کہ گوسالہ وغیرہ کے منھ پر باندھ دیتے ہے دودھ نہین پی سکتا ہے اور شیطان کا لقب منیرہ شہاب ثاقب ہی کہ آسمان پر جاکے فرشتون سے خدا تیعالے کا علم چراتا تھا جیسا کہ فرمایا فاستراق السمع فاتبعہ شہاب ثاقب یعنے چراتا تھا وہ سننا ہوا فرشتون کا سو اسکے پیچھے شہاب ثاقب لگایا تا اس منیرہ کے سبب سے یہ بچھڑہ شیر اسکے علم کا نہ پی سکے اور اسکے قصر مشید کے پاس نہ پھٹکنے پائے ایسے ہی جو اہل حس ہین جنکا علم حواس ظاہری سے ہی انکے واسطے علم حسی انکا پوز بند ہی تا اسکے علم بلند سے شیر نہ پاسکین ایک قطرہ اسکے علم کا صدف دل مین پڑا اور وہ گوہر ہوا کہ نا ایسا گوہر آسمانون کو دیا نہ دریاون کو گو آسمانون پر بے شمار گوہر ہین اور نیز دریاون مین آب فرماتے ہین کہ اے صورت پرست تو اور صورت پرستی یہ کب تک رہے گی تیری جان بے معنی اس صورت سے نچھوٹے صورت سے انسان نہین ہوتا اگر ایسا ہوتا تو جناب احمد صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل ایک ہوتے آخر صورت مین تو یکسان ہی تھے **اختلاف شرح** بحر العلوم مین دریا ہا نہاد بجاے دریا ہا نہاد غلط لکھا ہی **قولہ** احمد و بوجہل در تجانہ رفت ✤ زین شدن تا آن شدن فرق ست ✤ رفت ✤ واین در آید سر مشید آن را بتان ✤ وان در آید سر مشید چون امتان ✤ نقش بر دیوار مثل آدم ست ✤ ہنگ از صورت چہ چیز اور اکم ست ✤ جان کم ست آن صورت بنیاب را ✤ رو بجو آن گوہر نایاب را ✤ شد سر شیران عالم جا پست ✤ چون سگ اصحاب را داد و نرست ✤ چہ دریا نقش ازان نقش نفور ✤ چونکہ جانش غرق شد در بحر نور ✤ وصف صورت نیست اندر جا ہا ✤ عالم و عادل بود در ناہا ✤ عالم و عادل ہمہ معنیست بس ✤ کش نیابی در مکان و پیش و پس ✤ نیز ندہ بر تن زسوے لامکان ✤ می نگنجد در فلک خورشید جان ✤ این سخن پایان ندارد گوش دار ✤ گوش سوے قصہ خر گوش دار ✤ گوش خر بفروش و دیگر گوش خر ✤ کین سخن را اور نیابد گوش خر ✤ **المعنے** رفت بالفتح سطبر و محکم نفور بفتح گریزندہ در ماندہ یعنے احمد و ابوجہل دونون تجانہ مین گئے لیکن احمد کے جانے اور ابوجہل کے جانے سے بڑا موٹا فرق ہی احمد تجانہ مین آئے تبون نے اُن کو سجدہ کیا ابوجہل آیا اُسنے بت کے سامنے امتیون کی طرح سر رکھا تصویر دیوار پر آدمی کی ہوتی ہی مثل آدمی کے ہوتی ہی ویسا ہی تو اسمین صورت سے کونسی چیز کم ہی البتہ جان اسمین نہین ہوا ایسے ہی جو بے معنی ہی کہ معنی معرفت الٰہی ہی وہ بھی بیجان ہے پس تو اپنا کام کر اور اُس گوہر نایاب معنی کو ڈھونڈھ دیکھ تو اصحاب کہف کہ وہ قوت وہی جسکے مقابل مین تمام جہان کے شیرون کے سر لچکے تے اب بتا اُسکو اسکی صورت بد سے جسکو دیکھ کے لوگ بھاگین کیا نقصان ہوا اس حال مین

کہ جان اُسکی دریاے نور مین ڈوبی ہوئی ہی یہ کپڑے اچھے اچھے پہن لیے اور اچھے معلوم ہونے لگے یہ کچھ وصف نہین ہی وصف وہ ہی جو کتابون مین عالم عادل کرکے لکھے جاتین بس یہ عالم وعادل ہونا معنی ہی جسکو کسی مکان مین رکھا پائیگا نا اپنے آگے پیچھے پائیگا البتہ باطن مین پائیگا کہ یہ صفت وہی ہی نہ کسی یہ وصف تو لامکان کی طرف سے تن پر پہونچتا ہی جسکے عظمت ونور سے خورشید جان کا فلک مین نہین سماتا اب بطریق حصر فرماتے ہین کہ خوب کان لگاکے سن لے ان باتون کی تو کچھ انتہا نہین پھر قصہ خرگوش کا سُن مگر گوش خرکے توپیچ ڈال اور دوسرے گوش خرید اسلیے کہ اس بات کو گوش خر نہین پا سکتے **اختلاف** شرح بحر العلوم ومتن دونون مین میز ند برتن لکھا ہی مگر جن مناسبات کے ساتھ زدن مستعمل ہوتا ہی وہ شعور مین کوئی معلوم نہین ہوتے لہذا مین نے تو اُسکو میز بنا دیا ولکم اختیار

ذکر دانش خرگوش اور بیان فضیلت ومنافع کا

قولہ دو روبہ بازی خرگوش بین ۔ مکر وشیر اندازی خرگوش بین ۔ خاتم ملک سلیمان ست علم ۔ جملہ عالم صورت و جان ست علم ۔ آدمی را زین ہنر بیچارہ گشت ۔ خلق دریا با وخلق کوہ ودشت ۔ زد پلنگ وشیر ترسان ہمچو موش ۔ زو شدہ پنہان بر شت وکہ وحوش ۔ زو پری ودیو سا حلہا گرفت ۔ ہر یکے در جاے پنہان جا گرفت ۔ آدمی را دشمن پنہان بسے ست ۔ آدمی با حذر عاقل کسے ست ۔ **المعنی** روبہ بازی مکاری وحیلہ گری علم عربی دانش کی ہی آدمی را اسمین را قائم مقام اضافت کے ہی حذر بفتحتین احتیاط وپرہیز فرماتے ہین اب چل اور روبہ بازی خرگوش کی اور اُسکا مکر دیکھ کیسی شیر اندازی کی اور ایسے بڑے جانور کو گرایا سب خوبی علم کی تھی کہ علم خاتم ملک سلیمان ہی ہی تمام عالم صورت ہی اور علم جان ہی اسی علم کی بدولت ساری مخلوق دریاؤن اور پہاڑون کے آدمی سے بے بس اور بیچارہ ہوئی ہی اور پلنگ وشیر اس سے ایسے ترسان جیسے موش اور اسی سے پہاڑ وجنگل مین چھپے ہین دیو وپری نے جو کنارے سمندر کے اختیار کیے ہین اور پوشیدہ جگہون مین مسکن ٹھہرائے ہین وہ بھی اسی کا سبب ہی اب فرماتے ہین کہ آدمی کے چھپے دشمن بہت ہین پس جو آدمی کہ باحذر اور احتیاط والا ہی بڑا عاقل شخص ہی **قولہ** خلق خوب زرشت بہست از منہان ۔ میز ند بدل بہر دم کوب شان ۔ بہر غسل اردر روی در جوبسار ۔ بر تو آسیبے زند در آب خار ۔ گرچہ پنہان خار در آبست بست ۔ چونکہ در تو میخلد دانی کہ ہست ۔ خار خار خسہا و وسوسہ ۔ از نہاد ان کس بود نے یک کسہ ۔ باش تا خسہاے تو مبدل شود ۔ تا بہ بینی شان ومشکل حل شود ۔ تا سخنہاے کسان رد کردۂ ۔ تا کسان را سیر در خود کردۂ ۔ **المعنی** اوپر جو کہا ہی کہ آدمی کے چھپے دشمن بہت ہین اُسی کی توضیح مین فرمایا کہ بہت مخلوق اچھی بُری پیچھے ہوئی ہی جنسے دل پر ہر دم ایک چوٹ لگتی ہے مثلاً اگر نہر مین نہانے کو گھسے تو اُسمین اکثر کانٹا چبھا ہوتا ہی وہ جسکو صدمہ پہونچاتا ہی اگرچہ خار ایک پست چیز پانی مین

چھپا رہا ہو جب تیرے چھپ جاتا ہو تب تو جانتا ہو کہ ہو اور سوا اسکے وہ خار جو خار خسون اور وہ سو سون کے ہین کہ وہ ہزارون آدمیون سے ہوتے ہین نہ ایک آدمی سے یہ سب بھی چھپے دشمن ہین اب تو ٹھہرا رہ تو حسین تیری بدلجا ہین پھر تو اُن دشمنون کو دیکھے اور تیری مشکلکشائی ہوے تو نے تو جو رفیق شفیق ہین اُنکی باتون کو رد کیا ہو اور ناکسون کو جو وہی خس اور وسو سے وغیرہ ہین اپنا سردار بنایا ہو اور انھین کے کہنے مین چلتا ہی یہ سب اشعار بھی مناسب قصۂ خرگوش کے ہین فتامل الخلاف شرح بحر العلوم اور متن مطبوعہ دونون مین اخیر شعر کے دونون مصرعون مین کسان اور ناکسان کو کیان اور ناکیان غلط لکھا ہے

دریافت کرنا نخچیر کا اُس اندیشہ کو جو خرگوش نے سوچا تھا

قولہ بعد ازان گفتند کاے خرگوش چیست ✤ درمیان نہ اچہ در ادراک تست ✤ ایکہ با شیرے تو در پیچیدۂ ✤ باز گو راے کہ اندیشیدۂ ✤ مشورت ادراک و ہشیاری دہد ✤ عقلہا مر عقل را یاری دہد ✤ گفت پیغمبر بکن اے راے زن ✤ مشورت کالمستشار مؤتمن ✤ قول پیغمبر بجان باید شنود ✤ باز گو تا چیست مقصود تو زود ✤ المعنی راے زن تجویز کنندہ بعد اس گفتگو کے نخچیر نے پوچھا کہ اے خرگوش جلدی بتا کہ تیرے ادراک مین کیا ہو اور تو نے کیا سوچا ہی تو جو شیر سے بھڑتا ہی کہ تو تیری فکر و اندیشہ مین کیا گذرا ہی کیا مضائقہ ہی جو ہمسے بھی مشورہ کرلے کہ مشورے سے ادراک و ہوشیاری حاصل ہوتی ہو اور ایک عقل کو بہت سی عقلون سے خوب مدد ملتی ہی حضرت پیغمبر نے بھی تو فرمایا ہی کہ اگر کسی کام مین کوئی تجویز کرے تو مشورہ ضرور کرے مگر جس سے مشورہ چاہے وہ امانت دار ہو جیسا کہ فرمایا المستشار مؤتمن بس تجکو بھی قول پیغمبر کا بجان و دل سننا ماننا چاہیے لہذا جلد بتا کہ مقصود تیرا کیا ہی ✤

چھپانا خرگوش کا بھید کو نخچیر سے

قولہ گفت ہر راے نشاید باز گفت ✤ جفت طاق آید گے گاہ جفت ✤ از صفا کردم زنے با آئنہ ✤ تیرہ گردد زود با ما آئنہ ✤ در بیان این سہ کم جنبان لبت ✤ از ذہاب و از ذہب و از ندہبت ✤ کین سہ را خصم ست بسیار و عدد ✤ در کمینت ایستد چون دانداو ✤ وریزانے با یکے گو الوداع ✤ گل ستر جاو زالاثنین شاع ✤ گر دو سہ پرندہ را بندے بہم ✤ بر زمین مانند محبوس از الم ✤ مشورت دارند سر پوشیدہ خوب ✤ در کنایت با غلط افگن مشوب ✤ مشورت کردی پیمبر بستہ سر ✤ گفتہ ایشانش جواب و پیچ پیچ ✤ در مثالے بستہ گفتی راے را ✤ تا نداند خصم سر از پاے را ✤ او جواب خویش بگرفتی از و ✤ وز سوالش مے نبردی غیر بو ✤ این سخن پایان ندارد باز گرد ✤ سوے خرگوش دلاور تاختہ کرد ✤ المعنی ذہاب بالفتح رفتن و گذاشتن ذہب بفتحتین زر گل سہ الخ یعنی جو بھید دو سے گذر ابس پھیلا بستہ سارے سر بستہ یعنے خرگوش نے کہا کہ ہر راز کو ظاہر کرنا نہین چاہیے نہ معلوم

کیا ہوا اگر طاق جفت کھیلنے والے جفت چاہتے ہین طاق نکلتا ہی اور طاق چاہتے ہین جفت آتا ہی کیسے ہی صفا
کے ساتھ آئینہ سے دم مارنے مگر وہ میرہ ہوجاتا ہی پس دم زنی اچھی نہین ہوتی اور نیز ان تین چیزون کے
حق مین آنحضرت نے فرمایا ہی کہ ذباب وذہب اور ذہب کو چھپائے کما قال استر ذہابک وذہبک ذہابہ
مراد سفر ہی اور قصد کہین جانے کا اسواسطے کہ ان تین کے دشمن بہت ہین ایسا نہو کوئی سن پائے اور تاک گھات
مین کھڑا ہو وے اور اگر کسی ایک کو اپنا دوست جانکے کیگا تو یہ مت جان کہ وہ اسی تک رہا بلکہ پھیل گیا اور اثنین
مراد دو لب سے ہین ان دونون شعرون مین احتیاط دوسرے امر کی ہی فرماتے ہین کہ اگر دو تین پرندون کو جو ہوا کی
رہنے والے ہین محبوس کیطرح رکھکے ایک ساتھ زمین پہ ڈال دے تو وہ آپس مین سر پوشیدہ مشورت خوب
رکھتے ہین اور ایک دوسرے کی بات خوب جانتے ہین مگر اور لوگ نہین سمجھتے ایسے ہی تو اشارون کنایون کی
باتون مین غلط افگن سے آمیزش مت کر کہ تو کچھ کہے وہ کچھ سنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو مشورت کرتے تھے
وہ بھی سربستہ ہوتے تھے اہی باشارہ وکنایہ اور مشیرون کو جواب بھی ایسا ہی دیتے جس سے کوئی خبر نہو اپنی راے کو
کسی مثال ومثل مین باندھکے کہتے تھے تا دشمن اسکے سر پانون سے واقف نہونے پائے اور وہ جواب اپنا
اُنسے لیتا تھا کہ اُسکے سوال سے غیر پر بھی نہین پا سکتا تھا اب شعر بعد کا متضمن بحصر کہ اس بات کا کچھ پایان نہین ہی
اب اسطرف سے لوٹ اور یہ بتا کہ اُس خرگوش دلاور نے کیا کیا **الخلاف** شیخ بحر العلوم مین بجاے این سہ کم
کے کس اور بجاے وبرانے بایکے کے بدانے غلط لکھا ہی

قصہ مکر کرنے خرگوش کا شیر سے اور لبسر لیجانا

قولہ حاصل آن خرگوش راے خود نگفت ✤ مکر اندیشید با خود طاق وجفت ✤ با وحوش از نیک وبد نکشاد راز ✤
سر خود با جان خود میراند باز ✤ ساعتے تاخیر کرد اندر شدن ✤ بعد ازان شد پیش شیر پنجہ زن ✤ زان سبب کانہ
شدن واماند دیر ✤ خاک را میکند ومیغرید شیر ✤ گفت میگفتم کہ عہد آنخسان ✤ خام باشد خام وزشت و
نارسان ✤ دمدمہ ایشان مرا از خر فگند ✤ چند بفریبد مرا این دہر چند **المعنی** دمدمہ مکر وحیلہ از خر افگندن کسی کو
مارڈالنا فرماتے ہین حاصل یہ کہ اُس خرگوش نے راے اپنی نہ بتائی اور اس کھیل کو آپ ہی کھیلتا تھا اگر طاق
تھا تو آپ تھا اور جفت تھا تو آپ تھا وحشیون مین سے کسی سے نیک بد اس بھید کا نکہا اپنا بھید اپنی جان ہی سے
کہتا تھا ایک ساعت شیر کے پاس جانے مین قصداً دیر کی پھر اُس پنجہ زن کے پاس گیا شیر اس سبب سے کہ
اسکے جانے مین دیر ہوئی تھی نہایت ہی خاک اُڑا رہا تھا اور غرّاتا تھا اور کہتا تھا کہ مین تو جانتا تھا کہ یہ ناچیز ہین
انکا عہد خام اور زشت وناراست ہی انکے فریب نے تو مجکو مارا اور انکا کیا فریب ہی زمانہ کا ہی وہی جو چاہتا ہے
سو کرتا ہی **قولہ** سخت در ماند امیر ست ریش ✤ چون نہ پس بنیند نہ پیش از اندیش ✤ راہ ہموارست وزیرش اہماست

قحط معنی درمیان نامهاست ✤ لفظها و نامها چون دامهاست ✤ لفظ شیرین ریگ آب عمر ماست ✤ عمر چون اینست
وقت او را چو جو ✤ خلق باطل ریگ جوے عمر تو ✤ آن یکے ریگے کہ جوشد آب ازو ✤ سخت کمیابست رو آمزا بجو ✤
منبع حکمت شود حکمت طلب ✤ فارغ آمد او ز تحصیل سبب ✤ هست آن ریگ ای پسر مرد خدا ✤ گوہی پیوست واز
خود شد جدا ✤ آب عذب دین همی جوشد ازو ✤ طالبان را زو حیاتست و نمو ✤ غیر مرد حق چو ریگ خشک دان
کآب عمرت را خورد او هر زمان ✤ طالب حکمت شو از مرد حکیم ✤ تا ازو گردی تو بینا و علیم المعنی سست ریش
احمق نمو بضمتین و تشدید میم و بتخفیف نیز آب یہان سے معقولات مولانا رومؒ کے ہین حسب حال مقام لینے وہ بادشاہ
وحاکم احمق از بس عاجز و درماندہ ہوگا جو اپنی حماقت سے آگے پیچھے نہ دیکھے اور ہوشیاری نہ کرے اکثر ایسا ہی کہ
راہ ہموار و برابر ہی اور اسکے پنچے جال ہی اور کیا عجب اسواسطے کہ نامون ہی مین قحط معنی کا ہوتا ہی یعنے نامو
تو بہت کہ فلان بڑے مشائخ ہین اور معنی بالکل ندارد بلکہ مکر کا جال خوب جان لے کہ لفظ یعنے باتین اور نام
ونمود ایسے ہین جیسے دام اور باتین شیرین جو ان دام والون کی ہین یہ ہمارے آب عمر کے واسطے ریت ہین کہ اسکو
جذب کرتی ہی اور یہ مفت برباد ہوتی ہی عمر تو تیری مثل آب کے ہے اور وقت مثل جو کے کہ یہ دونون خود روان
دور گذران ہین اسپر طرہ انکا خلق باطل کہ تیری جوے عمر کا ریت بنا جو اسکو پالے دیتا ہے پھر تضیع عمر مین کونسی
کسر باقی رہی اور وہ ریت جو ایک قسم کا ہی جس سے پانی اُبلتا ہی وہ نہایت ہی کمیاب اور یہ ریت جو پانی جذب
کرنے والا ہی جو مراد مکارون سے ہی انکے تو پیچھے کے پیچھے تو جا اُس ریت کو ڈھونڈھ کہ وہ ریت چشمہ حکمت الٰہی
کا ہی اُسی سے حکمت طلب کر اسواسطے کہ وہ تحصیل سبب سے فارغ ہی علمایے الٰہی سے ہے سو وہ ریگ
ای پسر مرد خدا کے ہین جو خدا سے پیوستہ اور آپ سے جدا ہین اور آب شیرین دین کا اُنسے اُبل رہا ہی
جس سے طالبون کو حیات و نمو حاصل ہی اور جو سوا و غیر ان مردان حق کے ہین اُنکو ایسا جان جیسے ریگ خشک
کہ تیرے آب عمر کو ہر وقت کھا رہا ہی تو طالب حکمت کا مرد حکیم سے ہو تو بنیاد علیم ہو جائیگا اور ان سے تو
جیسا تھا ویسا ہی نابینا و جاہل رہیگا الخلاف شمع بحر العلوم اور متن مطبوعہ دونون مین بجاے خلق باطل
خلق باطن اور تحصیل و سبب بعطف او بجاے آمد آید غلط ہی قولہ لوح حافظ لوح محفوظی شود ✤ روح او واز
روح محفوظی شود ✤ چون معلم بود عقلش زابتدا ✤ بعد ازان شد عقل شاگردی درا ✤ عقل چون جبریل گوید احمدا ✤
گر یکے گامے زنم سوزد مرا ✤ تو مرا بگذار زین پس پیش زان ✤ صد من این بود ای سلطان جان ✤ ہر کرا مذاق کاہلی بے
شکر و صبر ✤ او همیداند کہ گیرد پاے جبر ✤ ہر کہ جبر آورد خود رنجور کرد ✤ تا ہمہ رنجور یش درگور کرد ✤ گفت پیغمبر
کہ رنجوری بلاغ ✤ رنج آرد تا بمیرد جان چراغ ✤ المعنی روح بالضم جان و بالفتح بوے خوش پا گرفتن قیام
کرنا جبراً کو بے اختیار جانا تا لاغ ہزل و ظرافت و خوش طبعی اوپر جو کہا ہے حکمت کا طالب مرد حکیم سے ہو

تو لوح تیرے حافظہ کی لوح محفوظ ہو جاے یعنے سارے اسرار لوح محفوظ کے حفظ ہو جائین اور روح اسکی روح سے
بڑا حصہ پاے ضمیر اور اجع بسوے حافظہ جو پہلے سے عقل اسکی معلم تھی اسواسطے کہ جمیع حواس تابع عقل کے ہین یہ
سبکی افسر ہی اب یہ عقل ایک ادنے شاگرد اسکی ہو کے اسمین بھی نہمیر شمین راجع بحافظہ اور شل جبریل کے کہ وہ بھی عقل
اول کہلاتے ہین کہیگی کہ ای احمد یعنے محمود تراب میرا آگے گذر نہین ہی اگر ایک قدم آگے بڑھاون تو تجلیات الٰہی سے
جلیا ہون بس تو مجکو ای سلطان جان یہین چھوڑ دے اور خود آگے جا میرا گذر آگے نہین ہی غرض یہ رتبہ اسکو
حاصل ہوگا جو عقل و وہم سے بڑہ کے ہی لیکن جو لوگ کاہل ہین اور کاہلی سے بے صبر و شکر رہے وہ پانون جبر کا پکڑتے ہین
اور جبر پر قیام کرتے ہین کہ ہمارا کچھ اختیار نہین خدا چاہے تو کچھ ہوا اور سختی پر صبر اور اسکی نعمتون کا شکر کہ سب سامان
اسنے درست کر دیا ہی نہین کرتے یہی جان لیا کہ ہمسے کچھ نہین ہو سکتا ہم بے اختیار ہین ناحق کے بیمار زبردستی پنگلے
جیسے بیمار نہین ہلتا بس اسی بیماری سے گورمین گھس جاتے ہین چنانچہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
کہ جو کوئی بیمار زبردستی بیہودگی سے بنیگا وہ بیمار ہی ہو جائیگا حتے کہ رفتہ رفتہ چراغ کیطرح بجھ جاے اخلاق
شرح بحر العلوم مین پہلے شعر کے دونون مصراعون مین مخاطبی اور ہر کہ ماند آخر اس شعر کے پہلے مصرع مین بے صبر و شکر کیساتھ
بجاے بے شکر و صبر کے یہ نجانا جبر کے ساتھ اسکا قافیہ باختلاف حرکت حرف ماقبل حرف روی کیسے ہوگا قولہ جبر
پیہ بود بستن اشکستہ را ۞ یا بہ پیوستن رگ بگسستہ را ۞ چون درین دو پاے خود شکستہ ۞ بر کہ خندی چو پارا
بستہ ۞ وانکہ پایش در رہ کوشش شکست ۞ در سیر اورا براق و برنشست ۞ حامل دین بود و مقبول شد ۞
قابل فرمان بزاد و مقبول شد ۞ تا کنون فرمان پذیرفتی و شاہ ۞ بعد ازان فرمان رسانہ ہر سپاہ ۞ تا کنون اختر اثر کردی دو
بعد ازان باشد امیر اختراہ ۞ گر ترا اشکال آید در نظر ۞ پس تو شک داری دران شق القمر ۞ تازہ کن ایمان ز انگفت
زبان ۞ اے ہوا را تازہ کردہ در نہان ۞ تا ہوا تازہ امت ایمان تازہ نیست ۞ چون ہوا جز قفل آن دروازہ نیست ۞
کردہ تاویل حرف بکرا ۞ خویش را تاویل کن نے ذکر را ۞ المعنی برنشست ای سوار شد شق القمر معجزہ آنحضرت کی مشہور
معروف ہی کہتے ہین ای جبری تو اصل معنی جبر کے جانتا ہی ہڈی ٹوٹی اور رگ ٹوٹی جوڑنا اور تو نے اس راہ مین اپنا
پانون آپ توڑا ہی پھر کسی پر کیون ہنستا ہی جب خود پابستہ بنا ہی اور کیسا جبری ہی کہ اس شکستہ کو نہین جوڑتا آی
احمق جبکا پانون اس کوشش مین ٹوٹا یعنے حد درجہ کوشش یحالایا اسکے لیے براق آیا اور وہ اسپر سوار ہوا وہ دین
کا حامل تھا ای بجالانے والا محمول ہوا اور قابل اسکے حکم کا تھا مقبول ہوا تبتک تو وہ فرمان پذیر شاہ کا تھا اب وہ اسکے
سپاہ کا فرمانروا ہوا تبتک تو ستارون کی تاثیر اسمین اثر کرتی تھی اب وہ سب ستارون کا امیر بنا تیری نظر مین جبتک
اور اشکال سمائے رہینگے تب تک تجکو معجزہ شق القمر مین شک رہیگا جب وہ برطرف ہو جاوینگے تب تو اسپر
ایمان لائیگا تو اپنے ایمان کو تازہ کر دل سے نہ زبان سے اس زبانی ایمان سے کیا نتیجہ درحالیکہ باطن مین تیرے

ہوا و حرص تازہ ہو رہی ہو خوب سمجھ لے جب تک ہوا تازہ ہو یعنے قسم قسم کی حرص چلی آتی ہو ایمان تازہ نہین ہو سکتے
کہ سوا ہوا کے اور کوئی تفضل اس دروازہ کا نہین تو نے تاویل حرف بکر مین کی ہو اور حرف بکر وہ جو کسی کا کہا ہوا
نہو نکو ئی کہ سکے کہ وہ قرآن مجید ہو تو اپنی تاویل کر لیوے اپنے حال کو بدل ڈالنے ذکر کو وہ تو جو ہو وہی صحیح ہے
الخلاف شرح بحر العلوم کے دوسرے شعر مین لفظ خود قبل بشکستہ کے نہین لکھا نہ بشکستہ کے ہا اور مرکز
کا ف اور چوتھے شعر مین بدو بجاے بدا و بر سیاہ کی جگہ در سیاہ اور بجاے شق القوا تشق القر غلط لکھا ہو

دریافت تاویل رکیک مگس کا

قولہ بر ہوا تاویل قرآن میکنی ❊ پست و کژ شد از تو معنی سنی ❊ مانند احوالت بآن طرفہ مگس ❊ کو ہمین پنداشت
خود را ہست کس ❊ از خودی سرمست گشتہ بے شراب ❊ ذرۂ خود را شمردہ آفتاب ❊ وصف بازان را شنیدہ
در زمان ❊ گفت من عنقاے وقتم بیگمان ❊ آن مگس بر برگ کاہ و بول خر ❊ چو کشتیبان ہمی افراشت سر ❊
گفت من کشتی دریا رانده ام ❊ مدتے در فکر آن بے مانده ام ❊ اینک این دریا و این کشتی و من ❊ مردِ کشتیبان
و اہل را سے و فن ❊ بر سر دریا ہمیرانم و عمد ❊ مینمودش انیقدر بیرون ز حد ❊ بود بیحد آن چمین نسبت بدو ❊ آن
نظر کو بیند او را راست کو ❊ عالمش چندان بود کش بینش ست ❊ چشم چندین بحر ہم چندینش ست ❊ صاحب
تاویل باطل چون مگس ❊ وہم او بول خرد تصویر خس ❊ گر مگس تاویل گرداند براے ❊ آن مگس را بخت گرداند
ہماے ❊ آن مگس نبود کش این غیرت بود ❊ روح او نے در خور صورت بود ❊ المعنی تاویل کسی چیز سے پھیرنا اور
تعبیر خواب اور پھیر دینا کلام کو ظاہر سے کسی اور طرف کہ اُسکا احتمال ہو سنی روشن حسین بفتح پیشاب پاخانہ
فرماتے ہین ایک جبری تو تو خواہش نفس پر تاویل قرآن کی کرتا ہی اور حسب مرضی معنی اُسکے پھیر لیتا ہی تیری تاویل مین
کیسے معنی روشن و سنی پست و کج ہوتے ہین تیرا وہ حال ہی جیسے ایک مکھی عجیب کا حال تھا کہ وہ بھی آپکو
کس سمجھتی تھی کہ مین بھی کوئی ہون کیسی خودی کی شراب مین مست بے شراب کے اور ہر چند ذرہ تھی مگر آپکو آفتاب
گنتی تھی وصف بازون کا جو سنا نور آبول اُٹھی مین عنقاے وقت ہون جسنے عنقا نہ دیکھا ہو مجھے دیکھے بس یہی
مکھی جب گھاس کے تنکے پر جو بول خر مین بیٹھتی تھی تو کشتیبان کی طرح اپنا فرد و بدبہ جتاتی تھی کہ مین جہاز لیے
پھرتی ہون اور یہ کہا کہ مین نے کشتی دریا مین چلائی ہو اور ایک مدت اس فکر مین رہی ہون دیکھو یہ دریا ہی
اور یہ کشتی اور مین مرد کشتیبان عقل و ہنروالی غرض وہ اتنے پیشاب اور اُس تنکے سے سمندر مین جہاز چلاتی تھی
اور وہ پیشاب اُسکو حد سے باہر معلوم ہوتا تھا لینے وہ پیشاب نسبت اُسکے بحر کے جیسا مثل مشہور ہی کہ چیونٹی کو موت
پیرا تا ہی اور وہ نظر اُسکی کہان تھی کہ جس سے اُسکو ٹھیک ٹھیک دیکھتی ایسے ہی عالم دنیا کا حال ہی جتنی جس کی
بینش ہی اُتنا ہی اُسکو معلوم ہوتا ہی کسوا سلے کہ جتنی جسکی آنکھ ہی اتنا ہی اُسکی آنکھ مین دریا ہی خلاصہ یہ کہ اہل

معرفت کی آنکھ نہایت وسیع ہو انکی نظر مین یہ عالم بجواے قلیل متاع الدنیا قلیل کے بہت ہی قلیل وخفیف ہو اور اہل دنیا کی آنکھ تنگ بقول سعدی رح گفت چشم تنگ دنیا دار را ہو انکی آنکھ مین نہایت وسیع وفسیح شعر بعد مین تو ضیح اس مثل کی ہو کہ صاحب تاویل باطل مثل مگس کے ہو اور اُس کا وہم ایسا جیسے بول خدا اور صورت خس اب یہ مگس اگر اپنی راے مین تاویل کرے اور بدل ڈالے تو ضرور ہو کہ ہا ہو جاے اور اُس کا نصیب بصفت اسکو بخشے آپ فرماتے ہین اگرچہ ہمنے اُسکو مگس کہا ہو مگر جسکو یہ غیرت ہو اور اس غیرت سے وہ آپ کو بدل ڈالے تو وہ مگس نہین ہو روح اُسکی اور ہی کچھ ہو جو اس صورت کے لائق نہین ہے **الخلاف** شرح بحر العلوم اور متن مطبوعہ مین کشتی دریا خوانمدہ ام لکھا ہو مین نے اسکو راندہ ام لکھا کہ خواندگی کی کوئی شے معلوم نہین ہوتی اور شرح مین بجاے چمین چمن اور راست گو بجاے راست کو اور تاویل باطل کو چو باطل مگس دونون مین لکھا ہو حالانکہ باطل صفت تاویل کی ہونا چاہیے

رنجیدہ ہونا شیر کا خرگوش کے دیر مین آنے سے

قولہ چو آن خرگوش کو بر شیر زد ۞ روح او کے بود اندر خود وقد ۞ شیر میگفت از سر تیزی خشم ۞ کز رہ گو تشم عدو بر بست چشم ۞ مکر ہاے جہر یانم بستہ کرد ۞ تیغ چو بین شان تنم راخستہ کرد ۞ زین سپس من نشنوم آن دمدمہ ۞ بانگ دیوان ست وغولان آنہمہ ۞ بر دران ایدل تو ایشا نرا مایست ۞ پوست شان بر کن کہ شان جز پوست نیست ۞ **المعنی** زدآے حملہ کرد غول ایک قسم جن سے ہو ہر طرح کی صورت بنا سکتا ہو اور یذا دینے کے سوا آدمی کو بہکاتا بھٹکاتا بھی ہو چو بین مین حرف مدہ ہو لہذا فک اضافت جائز فرماتے ہین اور چو جو ہمنے کہا ہو کہ بعض روح لائق اُسکے صورت کے نہین ہوتی اسکی تصدیق ظاہر کہ خرگوش نے جو شیر پر حملہ کیا روح اُسکی کب لائق اُسکے قد کے تھی جیسا اُسکا اوہ بڑا تھا ویسے ہی اُسکی روح بڑی تھی یہان شیر کہتا تھا بڑی تندی وغصہ سے کہ دشمن نے کان کی راہ سے میری آنکھین بند کردین یعنے مکر فریب کی باتین سنا کے عاقبت بینی سے باز رکھا انکی تیغ چوبین نے میرے تن کو چور چور کیا ان جبریون کے مکر مین بندھ کے بیدست وپا ہو گیا خیر جو ہوا وہ ہوا اب اسکے بعد مکر دحیلا انکا ہرگز نہ سنونگا کہ وہ سب آواز دیوا ور غولون کی ہو جو اپنی آواز سے آدمی کو بہکا بھٹکا دیتے ہین اور خود غول بس اہ دل کچھ توقف کی بات نہین ہو ان سب کو پھاڑ پھیڑ ڈالونگا۔ اگلا پوست اُدھیڑ کہ جملہ پوست ہی پوست ہین **قولہ** پوست چہ بود گفتہاے رنگ رنگ ۞ چون زرہ بر آب کش نمود درنگ ۞ این سخن چون پوست ست معنے مغز آن ۞ این سخن چون نقش معنے ہمچو جان ۞ پوست باشد مغز بد را عیب پوش ۞ مغز نیکو را ز غیرت عیب پوش ۞ چون قلم از باد بد در فقر آب ۞ ہر چہ پیش آید فنا گردد شتاب ۞ نقش آب ست از فنا خواہی امان ۞ باز گردی دستہاے خود گران ۞ **المعنی** دست گزیدن افسوس وحسرت کھانا فرماتے ہین کچھ جانتا ہو کہ پوست کیا ہی یہی باتین رنگین پر تکلف ہین کہ چرب ونرم زبانی سے لوگون کو لبھاتی ہین یا فقط زبان سے

ذکر حق کرتی ہین سو یہ ایسا ہی جیسے پانی پر ذرہ جسکو رنگ نہین ہوا سے موج پیدا ہوئی ہوگئی ورنہ کچھ نہین اصل
یہ ہی کہ سخن مثل پوست کے ہی معنی اُسکا مغز اور سخن ایک صورت ہی معنی اسمین مجو جان بس جو سخن بے مغز و بیجان ہی
محض بے اصل ہی ہان یہ ضرور ہی کہ جس پوست مین مغز ہی ہی یعنے اصل اسکی ہی یہ پوست جو ہاتین رنگ برنگ
پر تکلف مین اسکی بدی کو چھپائے ہوے ہی لوگ اُسکی باتون پر نظر کرکے اچھا جانتے ہین اور جس پوست مین
مغز نیک ہی اسی صاحب معنی اُسکا بسبب غیرت کے غیب پوش ہی یعنے غیب بسبب غیرت کے چھپاے ہوے ہی
کہ کسی پر ظاہر نہو گویا اہل قال کو اُنکا قال چھپاے ہوے ہی اور اہل حال کو خدا تعالی کی غیرت لیکن ہی یہ کہ جب قلم
باد کا ہوا اور دفتر پانی کا اُسپر ہو لکھیگا جلدی فنا ہو جائیگا مطلب یہ ہی کہ اگر باد ہوائی باتین اپنی آبرو کے واسطے
بنائیگا وہ ہرگز پائدار نہونگی اسلیے کہ وہ تو سب نقش پانی پر بنائے ہین پھر نقش بر آب سے جو وفا ڈھونڈھنے
جائیگا وہان کیا پائیگا آخر ہاتھ ہی کا ملنا اور افسوس کرنا ہوگا گو دنیا مین چل بھی جائے **الخلاف شرع بجا معلوم** مین
بجاے غیب پوش کے عیب پوش کو بھی درست رکھا ہی بھلا قافیہ کیسے ہوگا اور بجاے نقش آبست کے نقل غلط
لکھا ہی قولہ باد در مردم ہوا و آرزوست ❊ چون ہوا بگذاشتی پیغام ہوست ❊ خوش بود پیغامہاے کردگار ❊ کو ز سر
پاے باشد پائدار ❊ خطبہ شاہان بگردد آن کیا ❊ جز کیاے خطبہاے انبیا ❊ زانکہ پوش بادشاہان از ہواست ❊
باز نامہ انبیا با کبریاست ❊ از در مہا نام شاہان بر کنند ❊ نام احمد تا قیامت میزنند ❊ نام احمد نام جملہ انبیاست ❊
چونکہ صد آمد نود ہم پیش ماست ❊ این سخن پایان ندارد وای پسر ❊ قصہ خر گوش گو و شیر نر ❊ المعنی ہو اسم ذات
خدا تعالی جسکے معنی مین وہی ہی کیا بکسر پہلوان و خداوند و پاکیزہ نوش بالفتح کردو خود نمائی باز نامہ براے مجمہ
اسباب و تجمل و منت و براے محملہ نیز فرماتے ہین تو نے جانا باد مردم مین کیا ہی ہوا وازروہی جب یہ جاتی رہی تو پیغام
ہوا کا ہی یعنے وہی وہ ہی اور اُسی کے پیغام خوش تیرے ساتھ اب خیال تو کر پیغام کردگار کے کیسے خوش ہوتے ہین
انبیاؤن کے سوا اور کسی پاس بھی آئے اور معہذا اسکے پائمال اور پائدار بیزوال و بے انتقال اور بھی کیا
وہ لوگ جنکو پیغام ہوسے آتے ہین خطبہ بادشاہون کا ہوتے ہین عہد کے بادشاہ لوگ اپنے خطبون مین آپ کو
پڑھواتے ہین سوا ے پاکیزہ خطبون انبیا کے کہ انبیا تو خطبون مین پڑھے ہی جاتے ہین انکا ذکر بھی کرتے ہین
مثل انبیا کے اسواسطے کہ کروفر بادشاہون کا ہوا سے ہی اور انبیا کا اسباب و تجمل ہو یعنے جناب کبریاے کہ ایندہ
اور مستدام ہی پادشاہون کے نام تو درم اور سکہ سے نکالے جاتے ہین اسلیے کہ آج کوئی ہی کل کوئی اور نام و شکر
احمد کا قیامت تک لگاتے رہینگے کہ ایسا نہ کوئی ہوا نہو گا ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ❊ نام احمد کا نام جملہ
انبیا کا ہی اسی مجموعہ جمیع صفات انبیا یعنے وہ صفتین جو فرد فرد انبیا مین تھین مثلاً خلافت آدم اور شکر نوح اور
صبر ایوب وغیرذالک سب اُنکی ذات واحد مین جمع تھین جیسے صدکہ اُس مین تو بھی موجود ہی گویا ذات آنحضرت

کی صد ہی جبکے بعد کوئی عدد نہین اور انبیا نو وکہ احاد امام مین مثل عقود کے ہین اور عقود نو دسے بڑہ کے نہین پس ایک تو ذات واحد احد کی ہی اور صد آپ کی درمیان مین جو عقود عشرات کے ہین وہی انبیا ہین کہ وقتاً فوقتاً گذرے ہین سب اس صد مین جمع ہین شعر بعد مین پھر گریز ہی کہ اے پسر اس سخن کی انتہا نہین ہی اسکو جانے سے شیر فرگوش کا قصہ کہ الخلاف شرح بحر العلوم اور متن مطبوعہ دونون مین جز کیا در خطبہاے الخ بطف لکھا ہی مجکو تو عطف کے معنی کا کچہ پتا نہین لگا لہذا مین نے کیا کو صفت مقدم خطبہا کی ٹھہرایا ہی ایسے ہی شرح مین بجاے بوش کے پوشش اور حضرت شارح نے باتین تو بہت سی لکھی ہین لیکن صدا ور نود کی کچہ تشریح نہین لکھی جو ضروری تھی

بیان مکر خرگوش اور اسکے دیر کرکے جانے مین

قولہ در شدن خرگوش بس تاخیر کرد ✤ مکر را با خو یشتن تقریر کرد ✤ در رہ آمد بعد تاخیر دراز ✤ تا بگوش شیر گوید یک دو راز ✤ تا چہ عالمہاست در سودای عقل ✤ تا چہ با پہناست این دریاے عقل ✤ بحر بے پایان بود عقل نبہ ✤ بحر اغواص باید اے پسر ✤ صورت ما اندرین بحر عذاب ✤ میدود چون کاسہا بر روے آب ✤ تا نشد پر بر سر دریا چو طشت ✤ چونکہ پر شد طشت در وے غرق گشت ✤ عقل پنہان ست و ظاہر عالمے ✤ صورت ما موج یا از وے نمے ✤ ہر چہ صورت بے وسیلت سازدش ✤ زان وسیلت بر دور اندازدش ✤ تا نہ بیند دل دہندہ را ✤ تا نہ بیند نیز دور انداز را ✤ المعنی غواص عوطہ زن عذاب بلفتح عذوبت وگوارائے وسزائے عمل بدو وسیلت وسیلہ فرماتے ہین کہ خرگوش نے جانے مین بہت دیر کی اور ایک مکر اپنے دل مین قرار دیا پھر بعد تاخیر دراز کے چلدیا تا دو ایک بھید شیر کے کان مین کہے تو جانے کیسے کیسے عالم ہینے حال و کیفیتین سودائی عقل مین ہین اور کیسا چوڑے پاٹ والا دریا عقل کا ہی جس سے اُسنے اسکو چاہ مین ڈبویا ہی پسر عقل بشر کی ایک بحر بے پایان ہی مگر اس بحر کا غواص ہو تو گوہر مقصود حاصل کرے حال یہ ہی کہ صورتین ہماری اس بحر خوشگوار مین ایسی تیرتی ہین جیسے پیالے روے آب پر جب تک صورت معنی سے نہین بھرتی تب تک ایسی ہی جیسے طشت بر سر دریا اور جب طشت کیطرح بھر گئی تو اسی مین غرق ہوگئی اور معنی ہی معنی ہوگئی عقل پوشیدہ ہی اور عالم ظاہر ہی اور صورت ہماری اُسی کے دریاسے موج ہی یا نم ہی جیسی جسکی حیثیت ہی کم و بیشی مین آپ یہ صورت اگر بہ وسیلہ عقل کے اپنی طرف سے کوئی بات پیدا کرکے اُسکو وسیلہ اپنا ٹھہرائے جیسے بدنہیبون نے اپنے اپنے طریقے نکالے ہین تو اُس بد وسیلہ کے سبب سے بحر عقل کا اسکو اپنے بیچ مین سے دور نکال کے پھینک دیتا ہی جیسے اور دریا پانی کے اکثر اشیا باہر نکال کے ڈال دیتے ہین اور اسکا کاسہ صورت آب عقل سے خالی رہتا ہی تا بہ دل دہندہ یعنے فریفتہ اُس بات کا جو بے وسیلہ عقل کے نکالی ہو راز عقل کے نہ دیکھنے پائے اور دور انداز ندہ کو جو بحر عقل ہی نیز نہ دیکھنے پائے مطلب یہ کہ عقل سے محض بے بہرہ رہے الخلاف شرح بحر العلوم و متن مطبوعہ دونون مین بجاے نیز کے تیز لکھا ہی نہ کچہ معنی دیتا ہی نہ کوئی رعایت

معلوم ہوتی ہی قولہ اسپ خود را یا وہ داند در ستیز ✤ میدواند اسپ خود را تیز تیز ✤ اسپ خود را یا وہ داند آن جواد ✤ واسپ اورا خود کشان کردہ چو باد ✤ در فغان و جستجو آن خیرہ سر ✤ ہر طرف پرسان و جویان در بدر ✤ کا لکہ دزدیدہ اسپ مارا کو کہ کیست ✤ اینکہ زیر ران تست ایخواجہ چیست ✤ آرے این اسپ ست لیک آن اسپ کو ✤ باخود آای شہسوار اسپ جو ✤ وصف ہمار استمع گویم براز ✤ تا شناسی مرد را سپ خویش باز ✤ المعنی یا وہ گم و ناپدید و بیہودہ جواد بفتح و تخفیف واو بسیار جود و نام خدا یتعالے و اسپ تیز رفتار باد تیز و تند خیرہ سر بیہودہ گرد و پریشان و سرکش ستیز جنگ و خصومت و خشم و ناسازگاری یعنے جب بحر عقل کا آپ مین سے کسی کو نکال کے پھینک دیتا ہی تو اُس شخص کی وہ مثل ہوتی ہی کہ کوئی شخص اپنے گھوڑے پر آد سوار ہی اور اسکو تیز تیز دوڑا رہا ہی اور جانتا یہ ہی کہ میرا گھوڑا گم گیا اور ناپدید ہو گیا اور اس سبب سے ہر کسی سے جنگ و خصومت مین پڑا ہی پھرتا ہی کہتے ہین کہ یہ تو اسپ کو یا وہ جانتا ہی اور حال یہ کہ اسپ اسکو مثل ہوا کے کھینچے لیجاتا ہی اور تیز رفتار ہی یہ شور و فغان اور جستجو مین اسکی پریشان اور سرگردان ہو رہا ہی اور ہر طرف پوچھتا اور در بدر ڈھونڈھتا پھرتا ہی اور کہتا ہی کہ جسنے میرا گھوڑا بھرایا بتا دو وہ کہان ہی اور کون ہی اور جسکو سوار دیکھتا ہو اُس سے پوچھتا ہی کہ ایخواجہ یہ جو تیری ران کے نیچے ہی یہ کیا ہی آیا گھوڑا ہی ہی اور کچھ وہ کہتا ہی کہ ہان ہی تو گھوڑا ہی لیکن وہ گھوڑا نہین ہی اے شہسوار اسپ جسکو تو ڈھونڈھتا ہی اور وہ اس سننے والے کے سامنے وصف گھوڑے کے آہستہ آہستہ کہتا ہی تو یہ شخص اپنے گھوڑے کو پہچان لے غرض وہ بحر عقل کا نکالا ہوا ایسا مبہوت و دیوانہ ہو جاتا ہی کہ کوئی بات اُسکی ٹھیک ٹھکانے کی نہین ہوتی ایسا مردود العقل ہوتا ہی بالخلاف شرح بحر العلوم مین خیرہ کی (ہا) نہین لکھی ہی اور بجاے دزدیدہ اسپ کے دزدیدست غلط لکھا ہی قولہ درون خود بیفزا ورا ✤ تا بینی سرخ و سبز و زرد را ✤ جان زپیدائی و نزدیکی ست کم ✤ چون شکم پر آب و لب خشکی چو خم ✤ کے بہ بینی سرخ و سبز و زرد را ✤ تا نہ بینی پیش ازان ہر سہ ضیا ✤ لیک چون در رنگ گم شد ہوش تو ✤ شد ز نور آن رنگہا رو پوش تو ✤ چونکہ شب آن رنگہا مستور بود ✤ پس بدیدی دیدرنگ از نور بود نیست دیدرنگ بے دیدبرون ✤ ہمچنین رنگ خیال اندرون ✤ این برون از آفتاب و ماست ✤ وان درون از عکس انوار علاست ✤ نور نور چشم انوار دلست ✤ نور چشم از نور دلہا حاصل ست ✤ باز نور نور دل نور خدا ست ✤ کو ز نور عقل وحی پاک و جدا ست ✤ المعنی سہا بالضم ایک ستارہ باریک ہی متصل دوسرے ستارہ نبات النعش کے منجملہ تین ستارون کے علا بضم و فتح تیز بزرگی و بلندی فرماتے ہین اے طالب تو اپنے باطن مین درد عشق کا بڑھا تب تجکو سرخ و سبز اور زرد کی کیفیت معلوم ہوئے تا کیفیت بہار و خزان عالم کی تجکو معلوم ہو غور تو کر جان تیری کیسی ظاہر اور نزدیک ہی اور گم ہی سو جہتی نہین جیسے خم کہ پیٹ تو پانی سے بھرا ہوا اور لب خشک ہین پیٹ خم کا پانی سے بھرا ہونا ظاہر اور لب خشک بدیں وجہ کہ پانی اُسکا کنارے سے نہین انڈیلا جاتا جو لب تر ہون اور ہر گاہ ایسی ظاہر و نزدیک چیز کو نہین دیکھ سکتا تو سرخ و سبز و زرد کو کب دیکھ سکتا ہی جبتک کہ ان تینون کے دیکھنے سے قبل ضیا و روشنی

نہ دیکھے اور نہ پائے لیکن وہ نور و ضیا تجکو حاصل کیسے ہوتیرے تو رنگ ہی مین ہوش باختہ ہو گئے اور گم گئے پس یہی رنگ اس نور کے روپوش ہوے یعنے جب تو ظاہر کا گرفتار ہو گیا تو نور جو معنی ہی اور رنگ ظاہر کی اُس سے رونق وہ کیسے تجکو سوجھے شعر ما بعد بطور نظیر کے ہر یعنے دیکھ تو جب رات تھی تو سب رنگ تجھ سے چھپے ہوے تھے پھر جو تو نے دیکھا تو یہ دید تیرے نور سے ہوئی جو دن ہی پس معلوم ہوا کہ جب دید رنگ ظاہر کی بے دید ظاہر کے نہین ہی تو ایسے ہی نگ خیال اندرونی کا ہی کہ اُسکی دید بھی بے دید درون کے نہین اور یہ دید ظاہر کی تو آفتاب و ستارون سے ہی جسکو سما کہا ہی موافق ذکر خاص و ارادۂ عام کے اور باطن کے انوار بلندی و بزرگی سے کہ وہ انوار ذات خدا تعالے کے ہین جل جلالہ دیکھو یہ نور جو نور چشم کا ہی خود نور دل کا ہی کہ دل کے نور سے یہ نور حاصل ہوتا ہی اور نور دل کا نور خدا کا ہی جو نور حس و عقل سے ماک و جدا ہی حس و عقل کو اسمین کچھ دخل نہین بخلاف نور ظاہر کے **اختلاف** ایک کتاب قلمی مین جو تحفے مصرع مین شکم پر آب لکھا ہی اور شرح بحر العلوم مین بجاے شکم کے شود کہ غلط معلوم ہوتا ہی اور بجاے دید رنگ از نور کے بور **قولہ** شب بند نور سے ندیدے رنگہا ✤ پس بضد آن نور پیدا شد ترا ✤ شب ندیدے رنگ کان بے نور بود ✤ رنگ چہ بود مہرہ کور و کبود ✤ کہ نظر بر نور بد انگہ بر رنگ ✤ ضد بضد پیدا بود چون روم و زنگ ✤ دیدن نور ست انگہ دید رنگ ✤ دین بضد نور دانی بید رنگ ✤ پس بضد نور دانستی تو نور ✤ ضد ضد را مینماید در صدور ✤ رنج و غم را حق پی آن آفرید ✤ تا برین ضد خوشدلی آید پدید ✤ پس نہانہا بضد پیدا شود ✤ چونکہ حق را نیست ضد نمہان بود ✤ نور حق را نیست نسبے در وجود ✤ تا بضد او را توان پیدا نمود ✤ لاجرم ابصار ما لا تدرک ✤ و ہو یدرک بین تو از موسے و کہ ✤ **المعنے** مہرہ ہندی منکا کبود نیلگون کہ بالضم مخفف کوہ ادراک بالکسر معلوم کرنا اشیاے غیر محسوس کا مولانا رح پھر فرماتے ہین رات مین نور نتھا تب تو نے رنگ نہ دیکھے جب اُسکی ضد ظاہر ہوئی یعنے دن تو اُس ضد سے وہ نور تجھپر دلنا ہر ہوا رات مین جو تو نے رنگ نہین دیکھا یہ سبب تھا کہ وہ بے نور تھی اسواسطے کہ رنگ خالی کیا ہی ایک مہرہ کور کبود ہی بے نور سو کس کام کا اور جبکہ شب مین نور نہ تھا تو تیری نظر نور پر تھی پھر رنگ پر کہ نور ہو تو رنگ نظر آئے اسواسطے کہ ضد سے ضد ظاہر ہوتی ہی جیسے روم و زنگ کہ باہم متضاد ہین اسی سبب سے اول دیکھنا نور کا ہی پھر دیکھنا رنگ کا اور اُس رنگ کو نور کی ضد سے بے تامل جان لیتا ہی پس ظاہر ہوا کہ ضد نور سے تو نور کو جانتا ہی اور ضد کو ضد اپنے صدور و ظہور مین ظاہر کرتی ہی جیسے کہ کہا ہی کلشئے یعرف باضدادہا مثلاً رنج و غم کو خدا تعالے نے اسیواسطے پیدا کیا ہی کہ اسکی ضد جو خوشدلی ہی وہ ظاہر ہوئے اور جانی جاے یہ سب اشعار بطور تمہید و تمثیل کے لکھے اب نتیجہ اُس کا یہ کہ پوشیدہ چیزین تو ظاہر ہو جاتی ہین مگر ذات خدا تعالے کی کہ اسکی ضد نہین اُس سبب سے یہ پوشیدہ ہی کسی کی فکر و عقل اُسکو ظاہر نہین کر سکتی اور کیسے ظاہر کر سکے کہ اُسکے نور کے عالم وجود مین کوئی ضد ہی نہین ہی لاجرم ہماری بینائیان اُسکو نہین پا سکتین جیسا کہ خود فرمایا لا تدرکہ الابصار نہین پا سکتین اُسکو بینائیان

اور خود ہی فرمایا وہو یدرک الابصار اور وہ لیتا ہی ابصار کو یعنے ابصار جسی مین مقابل اُسکے نور کے ایسی قوت ہی نہین رہتی کہ اُس نور کے سامنے قائم رہے اور ٹھہرے جو دیکھ سکے جیسا کہ حال حضرت موسیٰ اور کوہ طور کا ہوا وقت صدور تجلی تقدس نور پاک کے کہ انکی ابصار تاب نہ لائی آخر بیہوش ہو کر گر پڑے جیسا کہ فرمایا وخر موسی صعقا یعنی موسی بیہوش ہو کے گر پڑا نہ کوہ طور متجلی ہوا اور مستقر رہا جس سے اشارہ ہی جملہ دکا یعنے کیا اُسکو تجلی نے پاش پاش پھر چشم جسی کسی کی کیسے اُسکو پاسکے البتہ چشم دل کو اُسنے یہ قوت بخشی ہی بس یہ ہے اشعار اسی دعوی کی دلیل ہین جو اوپر شعر اخیر مین فرمایا ہی کہ نور خدا کا حس و عقل سے پاک ہی ان مین اُسکی گنجایش نہین **الخلاف** شرح بحر العلوم مین پہلے ہی شعر مین نور با اضافت بدون یا لکھا ہی اس اضافت کا کہان ٹھکانا ہی اور اخیر شعر مین ابصار نا لکھا ہی اور ایک قلمی کتاب مین ابصار ہا ہی گو معنی دونون کے واحد ہین لیکن ابصار نا سے شبہہ ہوتا ہی کہ یہ بھی جزئیت کا ہی جو لا تدرکہ اشارۃ فرمائی ہی وہو لیس بہذا پس ابصار ما موافق ترکیب فارسی کے صحیح معلوم ہوتا ہی **قولہ** صورت از معنی چو شیر از بیشہ دان ٭ یا چو آواز و سخن را اندیشہ دان ٭ این سخن را داد واز اندیشہ خاست ٭ تو ندانی بحر اندیشہ کجاست ٭ لیک چون موج سخن دیدی لطیف ٭ بحر آن دانی کہ ہم باشد شریف ٭ چون ز دانش موج اندیشہ بتافت ٭ از سخن و آواز او صورت بساخت ٭ از سخن صورت بزاد و باز مرد ٭ موج خود را باز اندر بحر برد ٭ صورت از بے صورتی آمد بروں ٭ باز شد کانا الیہ راجعون ٭ بس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتے ست ٭ مصطفے فرمود دنیا ساعتی ست فکر ما تیرے ست از ہو در ہوا ٭ در ہوا کے پاید آید تا خدا ٭ ہر نفس نو میشود دنیا و ما ٭ بیخبر از نو شدن اندر بقا ٭ عمر ہمچون جوے نو نو میرسد ٭ مستمری مینماید در جسد ٭ آن تزیری مستمر شکل آمدست ٭ چون شرر کش تیز جنبانی بدست ٭ شاخ آتش را بجنبانی بساز ٭ در نظر آتش نماید بس دراز ٭ این درازی آمد از تیزی صنع ٭ مینماید سرعت انگیزی صنع ٭ طالب این سر اگر علامہ ایست ٭ نک حسام الدین کہ سامی نامہ ایست ٭ وصف او از شرح مستغنی بود ٭ رو حکایت کن کہ بیگہ میشود ٭ **المعنی** تیر ہوائی وہ تیر جو آسمان کی طرف چھوڑین مستمر استوار و روان و پیوستہ و دانم نک مخفف انیک فرماتے ہین صورت اور معنی دونون ایسے ہین جیسے شیر اور بیشہ کہ شیر بیشہ سے ہی یا ایسا جان جیسے آواز و سخن کہ اندیشہ سے پیدا ہوتا ہی یعنے جو اندیشہ دل مین گذرتا ہی اسی کی صورت یہ سخن ہی کہ آواز سے صورت پکڑتا ہی بس اس سخن کو جو آواز و اندیشہ سے پیدا ہوا اسکو تو تو نے جان لیا اور یہ نجانا کہ دریا اس اندیشہ کا کہان ہی جس سے یہ پیدا ہوا لیکن یہ تو دیکھتا ہی کہ موج سخن کی کیسی لطیف ہی بس اسکے بحر کو بھی جان لے کہ نہایت ہی شریف ہوگا اب اُسکا بیان فرماتے ہین کہ پھر جب اُسکی ذات سے موج اندیشہ کی دوڑی یعنے اُٹھی تو سخن اور آواز سے اُسنے صورت بنائی موج اندیشہ مراد کلام نفسی سے ہی جو اس سخن اور آواز سے کلام لفظی مین آیا پھر اس سخن سے ایک صورت پیدا ہوئی اور مر گئی اور وہ موج جو اُٹھی تھی پھر اُسی بحر مین چلی گئی پھر ایک صورت

اُس بے صورتی سے ظاہر ہوئی اور اُسی مرجع کو لوٹ گئی بس تجکو ہر لحظہ موت درجیت ہی یعنے مرنا و لوٹنا اسی وجہ سے آنحضرت نے فرمایا ہی کہ الدنیا ساعۃ یعنے دنیا ایک ساعت ہی جسمین ہر لحظہ مرنا جینا ہی اگر اُس بے صورتی سے دوسری صورت پیدا نہو تو پھر کیا ہی آپ فکر انسان کی کیا چیز ہی جو اُسکی قدرت مین دم مار سکے کیسا بات بات پر مرنا جینا رکھا ہی اگر کوئی تیر فلک کا چھوٹے تو وہ ہوائی ہی اُسکی ذات ہو ہی وہان فکر کا گذر کب ہی خیر وہ تیر ہوائی اُسکا اُسی صاحب تیر پر لوٹ کے آتا ہی ہوا مین تو ٹھہرہی نہین سکتا دیکھو دینا ہر دم نو ہوتی ہی اور ہم اسکے لقا مین ایسے بیخبر ہین کہ اس نو ہونے کی ہمکو کچھ خبر نہین ہمکو عمر مثل نہر کے جسمین ہر وقت نیا پانی آتا جاتا ہی ملتی ہی اور ہمکو یہ معلوم ہوتا ہی کہ عمر ہماری ہمارے جسم مین دائم اور پیوستہ ہی لیکن یہ مستمر ہونا اسکا تیزی کے سبب سے ہی کہ موت درجیت مین اصلا تمیز و فرق نہین ہو سکتا لہذا مستمر شکل معلوم ہوتی ہی جیسے شرر کہ اگر اُسکو ہاتھ مین لیکر خوب تیز ہلاؤ تو اُسکا پھٹنا ملنا تیزی کے سبب سے معلوم نہین ہوتا ایک شکل ہوجاتی ہی پھر فرماتے ہین تمثیلا کہ اگر آگ کی لکٹی ہاتھ مین لو اور خوب تیزی کے ساتھ ہلاؤ تو نظر مین کیسی لمبی و دراز معلوم ہوتی ہی اِس سے یہ دراز تیزی صنع الٰہی سے ہی جو عمر کی معلوم ہوتی ہی وہی یعنے صنع الٰہی اپنی سرعت انگیزی دکھا رہی ہی آپ فرماتے ہین کہ طالب اس بعید کا اگر کوئی علامہ ہی تو حسام الدین ہی جسکو مولانا رح کہتے ہین کہ یہ لے یہ ایک سامی نامہ ہی کہ جسکا وصف شرح و بیان سے مستغنی ہی پھر ایسی مستغنی شی مین مت پڑے اسکو چھوڑ کے اُسی حکایت کو جو شروع کی تھی بیان کرے کہ بے وقت ہوا جاتا ہی بخلاف شرح بحر العلوم دوسرے شعر مین تا فرانی اور قلمی نسخہ مین تو فرانی شرح مین چون زدانش لکھا ہی میری سمجھ مین دانش ہی اور جوے نو نو بجاے نو نوا و بدست کی جگہ نداست اور درازی آمد کے ٹھکانے درازی مدت غلط ہے ۔

پھونکنا خرگوش کا شیر کے پاس اور غصہ ہونا شیر کا

قولہ شیر از مرآتش ود خشم و شور ۔ دید کان خرگوش مے آید ز دور ۔ بمدد و بے دہشت و گستاخ او ۔ خشمگین و تند و تیز و ترش رو ۔ کز نیستان آمد تہمت بود ۔ و زد لیری رفع ہر ریبت بود ۔ چون رسید او پیش شیر نزدیک صف ۔ بانگ برزد شیر ہان ای ناخلف ۔ من کہ گاوان را زہم بدریدہ ام ۔ من کہ گوش شیر نر مالیدہ ام ۔ تیر خرگوشے چہ باشد کو چنین ۔ امر ما را افگند اندر زمین ۔ ترک خواب و غفلت خرگوش کن ۔ غرش این شیر ای خرگوش کن ۔ المعنی ریبت بالفتح شک و شبہہ ہان کلمہ زجر و تنبیہ گوش کردن کے معنی سننا و دیکھنا دونون ہین یعنے شیر تو آگ بین بھرا ہوا اور خشم و شور مین تھا ہی جب اور سے دیکھا کہ خرگوش آتا ہی اور اس حال سے کہ بے دہشت اور گستاخ اور خشمگین اور تند و تیز و ترش رو دوڑتا چلا آتا ہی اور وجہ ان صفات سے آنے کی خود مولانا رح نے بیان فرمائی کہ شکستہ آنا دلیل ہوا اس تہمت پر جو دوسرے شیر پر لگائیگا اور دلیری سے رفع ہر شک کا ہوے جیسا کہا ہی ع دلاور بود در سخن بے گناہ ۔ الغرض آگے بڑھکے جب نزدیک صف کے پہونچا تو شیر نے

ڈونک کے کہا کہ خبردار ہو اے ناخلف مین وہ ہون کہ مین نے گاے بیل بھاڑے ہین اور شیر نرون کے کان اینٹھے
ہین تجسا نیم خرگوش ناچیز کہ پورا بھی نہین ہی کیا شی ہی جو میرے امر کو خاک مین ملاے اور کچھ چیز سمجھے شعر بالجملہ مقول
مولانا رح کا ہی کہ تو بھی اس شیر کی غرش کو دیکھ اور عبرت پکڑ کیسا اپنے امر مین سستی و دیر ہونے سے بگڑا اور خشمگین ہوا
تو اپنے مالک کی نافرمانی مین خشم و عتاب سے کیسے بچ رہیگا پس غفلت چھوڑ اور خواب خرگوشی فراموش کر اور اسی خر
غرش شیر کو دیکھ **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے گاوان راہم از ہم اور نیم خرگوشی بدون یا یا فصانت غلط لکھا ہی

عذر کرنا شیر سے خرگوش کا بسبب تاخیر کے اور خوشامد کرنا

قولہ گفت خرگوش الامان عذریم ہست + گر دہد عفو خداوندی مدد ست + باز گویم چونکہ دستوری دہی + تو خداوندی و شاہ
و من رہی + گفت چہ عذر قصور اے البہان + این زمان آیند و پیش شہان + مرغ بیہودہ تنے سرت باید برید عذر
احمق را نے باید شنید + عذر احمق بدتر از جرمش بود + عذر نادان زہر دانا کش شود + عذرت اے خرگوش
از دانش تہی + من نخر گوشم کہ در گوشم نہی + گفت ای شہ نا کسے را کس شمار + عذر استم دیگران را گوش دار +
خاص از بہر زکوۃ جاہ خود + گمرہی را تو مران از راہ خود + بحر کو آبے بہر جو میدہد + ہر تشنے را بر سر دروے نہد +
کم نخواہد گشت دریا زین کرم + از کرم دریا مگرد و پیش و کم المعنی دست دادن و دستگیری کردنا ستم بکسر ستم خرگوش
نے کہا مین امان چاہتا ہون مجکو ایک عذر ہی اگر عفو تیری خداوندی کی میری مددگار ہو تو لہ لون تو ہمارا خداوند
و شاہ ہی اور مین جدہ و غلام اگر اجازت پاؤن تو ظاہر کرون شہر نے کہا کہ قصور احمقون کے کرنیکے بیان مین
شعر آیندہ ہین اب ہم سے بادشاہون کے سامنے ادا کہ کیا عذر ہین تو مرخ بے وقت کا ہی تیرا سر کاٹنا چاہیے
اور عذر احمق کا نہ سننا چاہیے اس مصرع سے بیان قصور البہان کا ہی عذر احمق کا بدتر اسکے جرم سے ہوتا ہی اور
عذر نادان کا ایک زہر دانا کش ہی اے خرگوش تیرے عذر از دانش تہی ہین مین خرگوش نہین ہون جو اپنے کان
مین اسکو جگہ دون اور مان لون کہ اے بادشاہ مین ایک ناچیز و ناکس ہون تو بنکو اس وقت کس جان لے
اور پادشاہ عذر تمدیدون کا سنتے ہین تو میرا عذر سن لے کہ مین بھی ستمدیدہ ہون اور علی الخصوص اپنے جاہ و جلال
کی زکوۃ ہی سمجھ کے میرا عذر سن لے تو جانیوالے جاہ کی زکوۃ دیدی اور مین بھٹکا ہوا ہون تو اپنی راہ سے
مجکو مت نکالے دیکھ تو دریا سے کیسا فیض جاری ہی اور کیسا نہرون کو پانی دیتا ہی اور خس و خاشاک کو بھی اپنے
سر و پر رکھ لیتا ہی اگر عذر میرا سن لیگا تو دریاے کرم کم نہو جائیگا اسواسطے دریا کرم سے بیش و کم نہین
ہوتا یعنے کرم نہ کرنے سے بڑھ نہین جاتا اور کرم سے گھٹ نہین جاتا **قولہ** گفت دارم من کرم بر جاے
او + جامۂ ہر کس برم بالاے او + گفت بشنو گر نباشد جاے لطف + سر نہادم پیش اژدہاے عنف + من
بوقت چاشت اندر راہ آمدم + با رفیق خود سوے شاہ آمدم + با من از بہر تو خرگوشے دگر + جثت و ہمرہ کردہ بود و ند

آن نفر + شیر اندر راہ قصد بندہ کرد + قصد ہر دو بندہ آیندہ کرد + گفتمش ما بندہ شاہنشیم + خواجہ تاشان یکے اندر گہیم +
گفت شاہنشہ کہ باشد شرم دار + پیش من تو یاد ہرناکس میار + ہم ترا دیہم شہت را بر درم + گر تو بایارت بگردی از
درم + **المعنی** لطف بالضم نرمی و تازگی عنف بالضم درشتی و تندی نفر بفتحتین گروہ مردم از سہ تا دہ فارسی والے
ایک شخص پر اطلاق کرتے ہین و یعنی چاکر نیز شیر نے کہا مین جتنا جسکا رتبہ دیکھتا ہون آتنا ہی کرم کرتا ہون اور
جتنا جسکا قدر ہی اسی کے موافق جامہ قطع کرتا ہون خرگوش نے کہا میری بات سن لے اگر لطف کی جگہ نہو
تو تیری سختی و درشتی کے اژدہا کے سامنے مین سر رکھتا ہون یعنے تیری سختی و درشتی سخت و درشت پر راضی ہون چاہے
جیسی سختی کرنا حال یہ ہی کہ مین چاشت کے وقت کام اپنے رفیق کے شاہ کیطرف آیا ہون اور رفیق یہ کہ ایک خرگوش
اور تیرے واسطے پنجے نے میرا جفت و ہمراہ کردیا تھا ایک شیر نے راہ مین میرا اور دوسرے کا کہ ہم دونون چلے آتے
تھے قصد کیا مین نے کہا کہ ہم دونون ایک شاہنشاہ کے بندے ہین اور ایک درگاہ کے خواجہ تاشان اُس شیر نے
کہا کون شاہنشاہ ہی ذرا مجھسے شرما کے بات کہا اور میرے سامنے ہرناکس کو یاد مت کر مین تجکو بھی پھاڑونگا اور تیرے
شاہ کو بھی پھاڑونگا اگر تو اپنے یار سمیت میرے دروازے سے پھر کے گیا **الخلاف** شرح بحر العلوم مین یکی اندر گہم کی جگہ
کہ آن درگہم غلط ہی **قولہ** گفتش بگذار تا بار دگر + روے شہ بینم بر م از تو خبر + گفت ہمرہ را گرو کن پیش من + ورنہ قربانی تو
اندر کیش من + لابہ کردیش بسے سودے نکرد + یار من بستد مرا بگذاشت فرد + ماندہ آن ہمرہ گرو در پیش او + خون وان
شد از دل بخویش او + یار م از زفتی سہ چندان بزد من + ہم بلطف و ہم بخوبی ہم بتن + بعد ازین زان شیر این زبستہ
شد + حال ما این بود کت دانستہ شد + از وظیفہ بعد ازین امید بر + حق ہمیگویم ترا الحق مر + گر وظیفہ بایدت رہ پاک
کن + ہین بیا و دفع آن بیباک کن + **المعنی** خرگوش کہتا ہی کہ مین نے اُس سے بہت کہا کہ ہمکو چھوڑ دے تو ہم اپنے
شاہ کو دیکھ لین اور تیری خبر اُسکے پاس پہونچا دین تمامی اور کہا اپنے ساتھی کو میرے پاس گرو کر دے نہین
تو تو میرے دین مین میری قربانی ہی ہر چند مین نے خوشامد کی کچھ فائدہ نہوا میرے یار کو لے لیا مجکو تنہا چھوڑ دیا اور وہ
جو میرا یار تھا مجھ سے سہ گونہ موٹا اور لطیف اور خوبی اور تن توش والا تھا اب تو یہ جان لے کہ یہ راہ بند ہوگئی اور حال
ہمارا تو یہ تھا جو تجکو معلوم ہوگیا اب آیندہ وظیفہ سے امید قطع کر مین حق بات تجھسے کہے دیتا ہون گو حق تلخ ہوتا ہی
چنانچہ حدیث شریف ہی الحق مر یعنے حق کڑوی چیز ہی ہان اگر تجکو وظیفہ کی خواہش ہی تو راہ کو اُس راہ مار سے
صاف کر خبردار ہو آ اور اُس بیباک کو ٹال تا وظیفہ مین خلل نہ پڑے **الخلاف** شرح بحر العلوم مین زفتی کو زفتی
اور دانستہ شد کو دانستہ قد غلط لکھا ہی گو غلطی کاتب کی ہو لیکن صحیح کیا ہوے

جواب شیر کا خرگوش کو اور چل دینا شیر کا

قولہ گفت بسم اللہ بیا تا او بکجاست + پیش رو شو گر ہمیگوئی تو راست + تا سزاے او دو صد چون او دہم +

در در وغست این سزاے تو دہم ۔ اندرآ مد چون قلاوزے بپیش ۔ تا برد او را بسوے دام خویش ۔ سوی چاہش کو نشانش کردہ بود ۔ چاہ مغ را دام جانش کردہ بود ۔ میشد ند آن ہر دو تا نزدیک چاہ ۔ ناگہ خرگوشی چو آب زیرکاہ ۔ آب کاہی راز ہامون میبرد ۔ آب کوہی را عجب چون میبرد ۔ دام مکر او کمند شیر بود ۔ طرفہ خرگوشی کہ شیرے را ربود ۔ موسی و فرعون را تا رود نیل ۔ میکشد بالشکر و جمعے ثقیل ۔ پشہ و نمرود را بانیم پر ۔ میشکافد بیحجابا مغز سر ۔

المعنی پس رو پیشوا قلاوزی بفتح رہبری مغ بالفتح عمیق یعنے بعد استماع بیان خرگوش کے شیر نے کہا بسم اللہ آیئے ساتھ اور مجکو بتاوہ کہان ہی تیرے آگے آگے چل اگر تو سچا ہی تو دیکھ اُسکو اور اُس جیسے دوسو کو کیسی سزا دیتا ہون اور اگر جھوٹا ہی تو یہ سزا تجکو دونگا پس خرگوش رہبر کیطرف آگے ہوا تا اُسکو اپنے جال کیطرف لیجاے یعنے وہ کنوان جسکو تاک رکھا تھا اور اُس چاہ عمیق کو اُسکے جان کا جال بنایا تھا غرض وہ دونون قریب چاہ کے چلے جاتے تھے دوسرا مصرع مقولہ مولانا رح کا ہی کہ عجب خرگوش جو آب زیرکاہ تھا یعنے دھوکہ آب جنگل سے کاہ کو بہالیجاتا ہی یہ عجب آب ہی کیسا پہاڑ کو بہاے لیے جاتا ہی جال اسکے مکر کا کمند شیر کا بنایہ کیسا طرفہ خرگوش ہی کہ شیر کو لیگیا ورنہ عادت تو یہ تھی کہ خرگوش کو شیر لیجاتا تھا کس خوبی سے اس مضمون کو ادا فرمایا ہی گویا وہ کیفیت ہی جیسے موسے فرعون سے غالب مغرور کو جو دعوی خدائی کا کرتا تھا جامع لشکر اور جماعت گران کے رود نیل کو کھینچ لیگئے اور ڈبویا یا پشہ نیم پر اور نمرود کہ یہ بھی مدعی خدائی کا تھا سر نمرود کا پھاڑ رہا ہی تا اُسکا مغز سر کھا جائے یہ سب اشعار مقولات مولانا رح سے ہین **الخلاف** شرح بحر العلوم مین موسی و فرعون اور پشہ و نمرود دونون مین واو عطف کا نہین ہی من قلمی مین تھا واو شرح مذکور مین لکھا ہی کہ موسی و فرعون اس شعر مین انتقال طرف وعظ دین کے ہی حضرت موسی کی تمثیل مین خرگوش کے ساتھ تا سوء ادب نہوے انتہی میری دانست مین تو کچھ سوء ادب نہین ہی اسواسطے کہ تشبیہ کی تعریف یہی تو ہی اشتراک امر لامر فے صفۃ بس یہان تشبیہ صرف حضرت موسی کی اور اسکے کھینچ لیجانے مین ہی نہ جملہ باتون مین یعنے صورت و جسم وغیرہ ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو مثلاً شمس الضحی بدر الدجے یا جیسے سعدی رح نے دیوار اُمت کا پشتبان کہا ہی سب مین سوء ادب ہی کہ ایسی ذات پاک کو جمادات سے ٹھہرایا اور اس سے آگے بڑھ کے آیہ اللہ نور السموات والارض کو دیکھو کیسی کیسی تشبیہین کن کن چیزونسے موجود ہین قولہ حال آن کو قول دشمن را شنود ۔ ہین جزاے آنکہ شد یار حسود ۔ حال فرعونی کہ ہامان را شنود ۔ حال نمرودی کہ شیطان را شنود ۔ دشمن ار چہ دوستانہ گوید ت ۔ دوام دان کر چہ زر دانہ گوید ت ۔ گر ترا قندے دہد آن زہر دان ۔ گر تو لطفے کند آن قہر دان ۔ چون قضا آید دہد بینی غیر پوست ۔ دشمنان را باز نشناسی ز دوست ۔ چون چنین شد انتہال آغاز کن ۔ نالہ و تسبیح روزہ ساز کن ۔ نالہ میکن کاے تو علام الغیوب ۔ زیر سنگ مکر بد ما را مکوب ۔ یا کریم العفو ستار العیوب ۔ انتقام از ما مکش اندر نتوب ۔ آنچہ در کونست زا شیا زانچہ ہست ۔ دانما جانرا بہر حالت کہ ہست ۔ گر سگے گردد برای شیر آفرین ۔ شیر را مگمار بر مازین کمین ۔

آب خوش را صورت آتش مدہ ۔ اندر آتش صورت آبی منہ ۔ از شراب قہر چون مستی دہی ۔ نیستی را صورت ہستی دہی ۔ چیست مستی بند چشم از دیدہ چشم ۔ تا نماید سنگ گوہر پشم پشم ۔ چیست مستی حسہا مبدل شدن ۔ چوب گردیدن نظر صندل شدن المعنی ابتہال بالکسر تضرع وزاری پشم قسمے از سنگ قیمتی گز بکاف فارسی بندی درخت جھاؤ یعنے حال اُسکا جس نے دشمن کی بات سُنی اور حاسد کو یار اپنا بنا یا دیکھا کیسا بدلا پایا منجملہ اُنکے فرعون اور نمرود کا حال ہی کہ فرعون نے ہامان کی بات سُنی اور نمرود نے شیطان کی آخر اُنکا کیا حال ہوا تجکو تو چاہیے کہ اگر دشمن دوست سا نہ کچھ کہے اور بالفرض دانہ بنائے تو اُسکو دام جان اور برخلاف اُسکے بچہ اگر تجکو قند دے زہر جان اور جو لطف کرے قہر تجھ اسلیے کہ جب قہر الٰہی آتا ہی جیسے فرعون و نمرود پر آیا تو سوائے پوست کے کسی دوست سے کچھ ظاہر نہین ہوتا یعنے کوئی شریک و مددگار نہین ہو سکتا اُسوقت تو پہچانے گا کہ یہ دشمن تھے جنہون نے مجکو بہکایا دوست نہ تھے پس جب یہ حال ہی کہ دوست دشمن کا حال خاص ایسے وقت پر کھلتا ہی کہ تدارک اُسکا نا ممکن تو ضرور ہی کہ عجز و زاری شروع کر اور نالہ و تسبیح ہر روزہ درست کر اور نالان ہو کر کہ ای علام الغیوب آنو غیب چیزون کا جاننے والا ہی ہر ایک کی بُرائی بھلائی سے واقف ہمکو مکر بد کے پتھر تلے جسکو ہم نہین جانتے مت کچل اور ای کریم العفو عیب چھپانے والے جیسے ہمارے گناہون کا بدلا مت لے آپنے کرم سے معاف کر دے کہ ہم گناہ و ثواب سے بخوبی واقف نہین ہین ظاہر ہی جو اشیا عالم کون مین ہین اور وہ چیز جو اُن مین ہی یعنے اشیا مین نیک و بد سے وہ ویسے ہی ہمکو اُسی حالت پر دکھلا اور ہماری جان سے چھپائے مت اگر چاہی شیر آفرین ہمنے تو اپنی سگی مین کوتاہی نہین کی مگر تو اپنے شیر کو کسی گھات سے ہمپر تعین مت کر گھات سے وہی مطلب ہی کہ ہم اسکو اور حالت سے جانے ہوے ہین اور اُسمین شیر چھپا ہوا ہی مثلاً ہم ایک شی کو آب خوش جانے ہوے ہین تو اُسکو آگ کیصورت مت دے اور آگ مین صورت آب کی مت رکھ فی نفسہ جو کچھ ہی وہ ہمکو دکھا تو شراب قہر سے جو کسی کو مست کرتا ہی تو جو مست مین اُنکو صورت ہستی کی دیتا ہی یعنے پانی آگ نہین ہی تو اُسکو آگ بنا سکتا ہی اب فرماتے ہین کہ وہ جو ہمنے مستی کہا ہی وہ مستی کیا ہی بند چشم ہی دیدہ چشم سے یعنے آنکھ کو اُسکی دیدہ سے بند کر دینا کہ اُسکو اصل کیفیت شی کی نہین سوجھتی اور سنگ کو گوہر پشم بناتی ہی مگر ابریشم کی بنا پر تاکید کے ہی پھر فرماتے ہین کہ مستی سے حواس متغیر ہو جاتے ہین قائم نہین رہتے ایسے کہ ادنی لکڑی کو جھاؤ کی صندل جانتا ہی غرض یہ جو مستی تیری شراب قہر سے ہی اُسکی کیفیت ہی کہ وہ مست ہر بری شی کو اچھا جانتا ہی اور جو مستی تیرے مہر کی ہی اُسکا کیا کہنا کہ مقصود دلی ہی اللہم زدنی فزدنی ثم فزد الخلاف شرح بحر العلوم اور تین قلمی دونون مین تسبیح در روزہ بواو عطف لکھا ہی اور مین بے عطف صحیح سمجھتا ہون اور روزہ یعنے روزمرہ اسواسطے کہ وہ روزہ جو صوم کا ترجمہ ہی یہان غیر مناسب اور بے محل ہی اور اخیر کے شعر مین بجاے مستی ہستی بند چشم مگر قلمی مین مستی ہی ایسے ہی ایک شعر اور اسکے بعد قلمی مین ہی ع چیست ستی حسہا الخ شرح مین نہین ہی اور آمین بھی صاف مستی لکھا ہی آب سفارع مستی ہستی کو ایک سمجھین تو ناچاری ہی

قصہ سلیمان علیہ السلام و ہدہد کا اور اسکا بیان کہ جب حکم الٰہی آتا ہے آنکھیں پھر جاتی ہیں

قولہ چون سلیمان را سر پردہ زدند + جملہ وغاش بخدمت آمدند + ہمزبان و محرم خود یافتند + پیش او یک یک بجہ ان بشافتند + جملہ مرغان ترک کردہ چیک چیک با سلیمان گشت + افصح من انیک + ہمزبانی خویشی و پیوندیست + مرد با نامحرمان چون بندیست + اے بسا ہندو و ترکی ہمزبان + ای بسا دو ترک چون بیگانگان + پس زبانی محرمی خود دیگرست + ہمدلی از ہمزبانی بہترست + غیر نطق و غیر ایما و سجل + صد ہزاران ترجمان خیزد ز دل + جملہ مرغان ہر یکے زا سرار خود + از ہنر وز دانش و از کار خود + با سلیمان یک بیک وا می نمود + از برائے عرضہ خود رائے ستود + از تکبر نے و از ہستی خویش + بہر آن تا رہ دہد او را بپیش + چون بیاید بردہ را خواجہ + عرضہ دارد از ہنر دیبا جہ + چونکہ دارد از خریدار یش ننگ + خود کند پیمار و شل و کر و لنگ + المعنی ہمہ پرد خیمہ چیک چیک آواز مرغان جل بکسر تین چک یا مہر وقبالہ وحکمنامہ قاضی عرضہ بالضم پیش آورد و پیش کشیدہ شل لنجا کر بہر اجب سلیمان کا خیمہ کھڑا کیا سب پرندان کی خدمت مین حاضر ہوے اور اس سبب سے کہ انکو اپنا ہمزبان و محرم پایا ایک ایک جان و دل سے اُنکے پاس آیا سب پرندا نے اپنی اپنی آوازین چھوڑ کے اُنکے ساتھ خوش بیان ہوے ایسے جیسے اپنے بھائی کے ساتھ شعر ا بعد مقولہ مولانا رح کا ہی کہ ہمزبانی بڑی خوشی و پیوندی ہی اسواسطے کہ آدمی جب نامحرمون مین ہوتا ہی تو ایسا ہوتا ہی جیسے کوئی قیدی کہ نہ یہ کسی سے کچھ کہہ سکتا ہی نہ کوئی اس سے اسی مخاطب اکثر ایسا بھی ہوتا ہی کہ ہندو اور ترکی ہمزبان ہوتے ہین اور ایسی مخاطب دو ترکی ہموطن ہمزبان مثل بیگانون کے ہوتے ہین بس زبانی محرم ایک دوسرے کے ہوے مگر ہمدلی ہمزبانی سے بہتر ہی جسمین بغیر نطق و ایما و سجل کے ہزارون ترجمان اپنے دل سے پیدا ہوتے ہین اسکی حاجت نہین ہوتی کہ ایک دوسرے سے نطق یا ایما یا تحریر کے ساتھ کچھ کہے خود بخود دل سے نکلتے ہین چنانچہ یہی ہمدلی تھی جسکے سبب سے جملہ پرندون نے اپنے اپنے اسرار حضرت سلیمان سے بیان کیے جو جسکو اپنے ہنر اور علم اور صنعت سے دسترس تھی اور یہ بیان کرنا اُنکا سلیمان کے سامنے بنظر عرضہ کے تھا گویا نذر و پیشکش کہ جدا جدا ظاہر کرتا تھا اور اپنی ستائش کرتا تھا مگر نہ تکبر سے نہ اپنی ہستی سے کہ ہم بھی ایسے ہین بلکہ اس خیال سے کہ ہمکو اُنکے سامنے دخل ملے اور مقبول بارگاہ ہو جائین آیندہ بھر مقولات مولانا رح سے ہین تمثیلاً کہ معمول ہی جس بردہ کو خواہش اس بات کی ہوتی ہی کہ میرا کوئی خواجہ بنے تو اپنے ہنر خوب بنا سنوار کے اُسکے سامنے عرضہ کرتا ہی تا منظور نظر اسکا ہو جاؤن اور جب کسی کی خریداری سے اُسکو ننگ و ناگواری ہوتی ہی تو آپ کو بیمار اور لولا لنگڑا لہما ظاہر کرتا ہی بخلاف شرح بحر العلوم مین ترک ہمزبان با ضافت بدون یا ایسے ہی زبان فرمی با ضافت بجاے زبانی بیاے معروف اور بجاے چون جباید بیاید غلط لکھا ہی قولہ نوبت ہدہد رسید و پیشہ اش نامد + بیان صنعت و اندیشہ اش + گفت اے شہ یک ہنر کان کمترست + باز گویم گفت کو بہترست + گفت بر گو تا کدامست آن ہنر + گفت من آنگہ کہ باشم اوج پر +

بنگرم از اوج با چشم یقین من بہ بینم آب در قعر زمین + تا کجا لست و چہ عمقستش چہ رنگ + از چہ می جوشد ز خاک پا
ز سنگ + ای سلیمان بہر لشکر گاہ را + در سفر میدار ایں آگاہ را + بس سلیمان گفت شو ما را رفیق + در بیابان ہا
بے آب اے شفیق + ہمرہ ما باشی و ہم پیشوا + تا کنی تو آب پیدا ہر ما + تا بیابی بہر لشکر آب را + در سفر سقا شوی
اصحاب را + باش ہمراہ من اندر روز و شب + تا نہ بینیم از عطش لشکر تعب + بعد انسان ہدہد ہمراہ بود + زانکہ از
آب نہان آگاہ بود + المعنی عطش بفتحتین تشنگی تعب رنج یعنے منجملہ اُن پرندوں کے جو اظہار علم و ہنر کر رہے تھے
ہدہد کی بھی باری آئی اور اسکے پیشہ اور صنعت و اندیشہ کی پرسش ہوئی اُسنے کہا ای بادشاہ ایک ادنی ہنر یہ ہی
جو میں بیان کرتا ہوں اسواسطے کہ بات مختصر ہی اچھی ہوتی ہی جیسا کہ قول دول فرمایا ہی سلیمان نے کہا
کہ وہ کونسا ہنر ہی کہا جب میں اوج ہوا پر اُڑتا ہوں اور اوج ہوا سے بچشم یقین نیچے دیکھتا ہوں تو قعر زمین کا
پانی دیکھ لیتا ہوں جہاں ہوتا ہی مع عمق و رنگ اور اس بات کے کہ خاک سے نکلتا ہی یا پتھر سے بس ای سلیمان
علیہ السلام اپنے لشکر گاہ کے واسطے یعنے جہاں لشکر ٹھہرے ایسے آگاہ کو سفر میں ساتھ رکھنا چاہیے سلیمان نے
اسکے کہا کہ ای شفیق اُن جنگلوں میں جو بے آب ہیں تو ہمارا رفیق بن اور پیشوا ہو تو ہمارے لیے پانی پیدا کرے اور لشکر کو
پانی بتائے اور ہمارے یاروں کا ساقی بنے اور سفر میں انکو پانی پہونچائے بلکہ رات دن ہمارے ساتھ رہ تو لشکر
پیاس سے نہ رنج اُٹھائے بعد اسکے ہدہد ہمراہ ہوا اس سبب سے کہ وہ چھپے پانی کو پہچانتا تھا الخلاف شرح بحر العلوم
میں اوج پر کی جگہ اوج بر غلط لکھا ہی

طعنہ کرنا زاغ کا ہدہد میں

قولہ زاغ چون بشنود آمد در حسد + با سلیمان گفت کو کج گفت وبد + از ادب نبود بہ پیش شہ مقال + خاصہ خود
لافی دروغین محال + گر مرا و را ین نظر بودی مدام + چون ندیدی زیر مشتی خاک دام + چون گرفتار آمدی در دام
او + چون قفس اندر شدی ناکام او + پس سلیمان گفت ای ہدہد رواست + کز تو در اول قدح این در دخاست + چون
نمائی خویش مست ای خورده دوغ + پیش من لافی زنی انگہ دروغ + المعنی یعنی ذات و اصل شی در بالضم گاو یعنے
کوے نے جو یہ بات ہدہد کی سُنی حسد میں آیا اور سلیمان سے کہا کہ ہدہد نے یہ بات نہایت کج اور بد کہی ہے بادشاہوں
کے سامنے ادب سے مجال مقال کی نہیں ہوتی خصوص ایسی شیخی جسمیں ذات محال کی بھری ہے یعنے خلاف
محال ہی اگر ہمیشہ اُسکی ایسی نظر ہوتی تو مشت خاک کے نیچے جو جال ہوتا ہی اُسکو کیوں نہیں دیکھ لیتا
ایسے تو دہ پانی کو دیکھ لیتا ہی کیوں جال میں پھنستا کیوں پنجرہ میں قید ہوتا بے بس و ناچار ہو کے یہ سُن کے
سلیمان نے کہا کہ ای ہدہد تجکو یہ بات چاہیے تھی کہ پہلے ہی پیالہ میں تو نے یہ گاو پیش کی تو نے شراب تو پی نہیں
مٹھاپی کے مفت مست کیوں بنگیا اور مستی جتاتا ہی شیخی مارتا ہی وہ بھی جھوٹ الخلاف شرح بحر العلوم اور متن قلمی

دونون مین لات ورونین وخیال صاف لکھا ہی مین نے اسکو درعین محال سمجھا ہوا وریہی اپنی شرح مین لکھا

جواب ہدہد کا سلیمان سے اس طعنہ مین

قولہ گفت ای شہ برمن عوذ گدا + قول دشمن مشنو از بہر خدا + گر بہ بطلان ست دعوی کردنم + نک نہادم سر بہ راز گردنم + زاغ کو حکم خدا را منکر ست + گر ہزاران عقل دارد کافرست + در تو ناکافی بود از کافران + جاے کید و شہوتی چون کاف ران + امن بینیم دام را اندر ہوا + گر نپوشد چشم عقلم را قضا + چون قضا آید شود دانش بخواب + مہ سیہ گردد بگیرد آفتاب + از قضا این تعبیہ کے نادرست + از قضا دان کو قضا را منکرست + المعنی عوذ بفتحتین یافت و روئیش شدن کاف ران کنایہ از فرج تعبیہ نہان کردن و پوشیدن و آراستہ کردن اور کوئی چیز بنانا جسمین کچھ غرابت ہو ہدہد نے جواب دیا ای پادشاہ واسطے خدا کے مجھ محتاج فقیر پر دشمن کی بات مت سن اگر میرا دعوی جھوٹا ہی تو لے مین راضی ہون میرا سر گردن سے کاٹ ڈال اور زاغ کہ حکم خدا کا منکر ہی لینے جال مین پھنسانہ پھنسانا حکم خدا سے ہی اگر ہزارون عقلین رکھتا ہی کس کام کا آخر کافر ہی شعر آیندہ مقولہ مولانا رح کا ہی کہ جب تک تجھ مین کاف کافران سے ہی تب تک تو مثل کاف ران کے جگہ کید و شہوت کی ہی ہدہد کہتا ہی مین تو جال کو ہوا مین دیکھتا ہون اگر قضا میری چشم عقل کو نہ پھیر لے لیکن جب قضا آتی ہی تو دانش سو جاتی ہی مہ سیاہ ہوجاتا ہی اور آفتاب بھی گرفتہ ہوتا ہی یعنی دونون گہن سے تاریک ہوجاتے ہین ایسی بڑی مخلوق ہین قضاسے کچھ بھی بس چلتا ہی قضا سے یہ پوشش اور چھپاو دام کا سبب نادر ہوا ہی سلیمان تم پوشش دام کی قضا سے جانو اور زاغ تو منکر قضا کا ہی الخلاف شرح بحر العلوم مین عوذ بصورت غور کے لکھا ہی اور قلمی نسخہ مین بھی اور بجاے عقلم را قضا ہوا غلط لکھا ہی

قصہ آدم علیہ السلام کہ قضا نے انکی آنکھین بند کردین جو رعایت نہی صریح کی نہین کی اور ترک نہی کا کیا اور اسکی تاویل

قولہ بوالبشر کو علم الاسما بکست + صد ہزاران علمش اندر ہر رگ ست + اسم ہر چیزے چنان کان چیز ہست + تا بپایان جان اورا داد دست + ہر لقب کو داد آن ممدل نشد + آنکہ چشتش خواند او کاہل نشد + ہر کرا او مقبل و آزاد خواند + او عزیز و خرم و دلشاد ماند + ہر کہ آخر مومنست اول بدید + ہر کہ آخر کافر او راشد پدید + ہر کہ آخر بین بود او مومنست + ہر کہ آخر بین نبشد او بد فتست + اسم ہر چیزے تو از دانا شنو + مزد ہر علم الاسما شنو + اسم ہر چیزے بر مناظہر ش + اسم ہر چیزے بر خالق سرش + نزد موسے نام چوبش بد عصا + نزد خالق بود نامش اژدہا + بد عمر را نام اینجا بت پرست + لیکن مومن بود نامش درست + المعنی بک بکسر کاف فارسی مخفف بیگ یعنی امیر میدان مخفف میدین علم الاسما بکست مقلوب ہی ای بک علم الاسما یعنی ابوالبشر جو حضرت آدم ہین امیر علم الاسما کے جنکی رگ رگ مین لاکھون علم بھرے ہین علم الاسما اقتباس ہی آیت کریمہ وعلم آدم الاسماء کلہا تا آخر آیت یعنے سکھائے آدم کو نام

ہر شی کے مختصر حال یہ ہی کہ اللہ تعالے نے بنظر اسکے کہ انکا فضل فرشتون پر ظاہر ہو چونکہ بنی و فساد کو ان سے نسبت کرتے تھے ہر چیز کے نام انکو سکھائے کہ فرشتون سے پوچھو فرشتے آنکے بتانے مین حیران رہے اور عجز سے کہا لا علم لنا الا ما علمتنا ہم کچھ نہین جانتے مگر جو کچھ تونے سکھایا ہی ہر چیز کا نام جیسی کہ وہ چیز ہی یعنے جو اُس سے ظہور مین آنیوالا ہی ویسا ہی تا وجود اور پایان جان اُس چیز کے کہ قیامت تک رہیگی حق سے اُس تعلیم مین انکو حاصل ہوا جسکا جو لقب انھون نے کیا وہ اُس سے مبدل نہوا جسکو انھون نے چست کہا وہ سست نہین نکلا جسکو مقبل و آزاد کہا ہمیشہ عزیز و دلشاد رہا جسکا خاتمہ ایمان پر ہوا اور مومن ہوا انھون نے اُسکو پہلے ہی دیکھ لیا اور جسکا انجام کفر پر اور کافر وہ بھی اپنے ظاہر ہوگیا آور علامت دمن و بیدین کی دنیا مین یہی کہ مومن آخر مین ہوتا ہی اپنے حسن انجام پر نظر رکھتا ہی اور بیدین آخر بین یعنے خورد نوش کا حریص و موقع غافل از خدا بس پہلا آخر بکہ خاہی دوسرا آخر یعنم خاہی یعنے علف وجاے علف خوردن اسپان ہندی تھان اور دونون مین صنعت عجنبیس تمام پس ہر چیز کے نام مین رمز بھید ہو اسکو دانا سے سن تا تجکو علم الاسمار کے راز منکشف ہون کہ خدا تعالے کی تعلیم کیے ہوے نام تھے جو ہر شی کی حقیقت سے واقف ہمارے نزدیک تو نام ہر چیز کا اُسکے ظاہر پر ہو اور اُسکے خالق کے نزدیک نام اُسکا اُسپر ہی جو سر مخفی اُسمین ہو مثلاً موسی کے نزدیک اُنکی چھڑی کا نام عصا تھا اور خالق کے نزدیک اُسکا نام تھا اژدہا کہ راز اژدہائی کا اُسمین چھپا تھا ایسے ہی حضرت عزر کا نام یہان توبت پرست تھا اور الست مین مومن و خدا پرست الست کا اشارہ ہی الست بربکم قالوا بلے سے کہ بروز میثاق اللہ تعالے نے ارواحون سے اقرار اپنی پروردگاری کا کرایا تھا الخلاف شرح بحر العلوم مین مقبل و آزاد کی جگہ آزاد غلط لکھا ہی قولہ آنکہ بد نزدیک ما نامش منی + پیش حق این نقش بلا کہ با منی + صورتے ہر این منی اندر عدم + پیش حق موجود نے بیش و کم + حاصل آمد آن حقیقت تمام ما + پیش حضرت کان بود انجام ما + مرورا بر عاقبت نامے نہند + نے بران کان عاریت نامی نہند + چشم آدم کو نور پاک دید + جان و سرما مہا گشتش پدید + چون ملک انوار حق در وے بیافت + در سجود افتاد و در خدمت شتافت + چون ملایک نور حق دید ندزد + جملہ افتادند در سجدہ برد + مع این آدم کہ نامش میبرم + تا قیامت قائمم + نیمہ دانست چون آمد قضا + دانش یک نمی شد بر وے غطا + المعنی بکسر پردہ مجاسب مولانا رح فرماتے ہین وہ قطرہ کہ جسکا نام ہمارے سامنے منی تھا اور تھا اُس سبب سے کہا کہ کسی وقت مین ہم اُسکو منی کہین گے کہ اسکو وہ حق تعالے جانتا تھا اُس قطرہ کا سامنے اُسکے نقش با منی تھا جیسا کہ فرمایا اللہ معکم اللہ تمہارے ساتھ ہی اور یہ منی زمان عدم مین ایک صورت تھی حق تعالے کے سامنے موجود بے بیش و کم جیسا کہ جو کوئی اُس سے ہونیوالا تھا جسمین کمی بیشی کو دخل نہ تھا اُسی حقیقت کا حاصل جو حق تعالے پر ظاہر تھی ہمارا نام ہوا اُسکی بارگاہ عالی مین اور اُسی نام پر ہمارا انجام ہوگا پس قضا و قدر ہر مرد یعنے انسان کا اُسکے انجام پر نام رکھتے ہین نہ یہ جو عارتی نام رکھ لیتے ہین

مثلاً کسی کا عبداللہ نام رکھا اگر اُس کو اللہ نے اپنا بندہ نہین ٹھہرایا ہی تو کیا فائدہ بلکہ یہ نام اُس سے عاریت ہی جسکو اُس نے عبداللہ ٹھہرایا ہی موافق اس صفت و حقیقت کے آدم کی چشم نے جو نور پاک کی طرف دیکھا تھا اس سبب سے جان اور بھید سب نامون کے اُن پر کھل گئے تھے اور فرشتون نے جوان مین انوار حق کے پائے تو وہ بھی ان کے سجدہ مین گر گئے اور ان کی راہ اطاعت مین چلے جیسا کہ کہا ہی فقعوا له ساجدین یعنے گرے فرشتے آدم کو سجدہ کرتے ہوے پھر تو ضحا فرمایا کہ فرشتون نے جو نور حق کا آدم سے دیکھا تو منھ کے بھل اُن کے آگے سجدہ مین گرے اب بعد اس تمہید و توضیح کے اُس ہدہد کی طرف سے فرماتے ہین یہی آدم جنکا مین نام لے رہا ہون وہ عالی رتبہ بلند پایہ ہین کہ اگر قیامت تک ان کی بیچ کرون تو تھوڑی ہی ہوگی اور قاصر ہی ٹھہرون گا انھون نے یہ سب کچھ تو جانا جو مذکور ہوا رمز و اسرار سے اسمار کے لیکن جب حکم الٰہی آیا ایک نبی کے علم پر پردہ پڑ گیا وہ نہ سوجھی کما قال اللہ تعالےٰ ولا تقربا ہذہ الشجرۃ ہرگز اس درخت کے نزدیک مت جائیو جس سے ایک مدت عتاب مین رہے الخلاف شرح بحر العلوم مین بروے بتافت بجاے دروے بیافت غلط لکھا ہی اور نیز خطا بجاے خطا جو قلمی مین ہی خطا معلوم ہوتا ہی اسواسطے کہ شد بردی اس کے اوپر ہی قولہ کامی عجب نبی از پے تحریم بود یا بتاویلے بدو توہم بود درد لش تاویل چون ترجیح یافت طبع در حیرت سوے گندم شتافت باغبان را خار چون در پاے رفت دزد فرصت یافت کالا برد تفت چونکہ حیرت رفت باز آمد براہ دید و بردہ دزد رخت از کارگاہ ربنا اِنا ظلمنا گفت و آہ پینے آمد ظلمت و گم گشت راہ این قضا ابرے بود خورشید پوش شیر واژ در پا شود زو بجو موش من اگر دامے نہ بینم گاہ حکم من نہ تنہا جاہلم در راہ حکم ای خنک آنکو نکو کاری کند زور را بگذارد وزاری کند گر قضا پوشد سیہ ہمچون شبت چم قضا دستت بگیرد ہاتفت گر قضا صد بار قصد جان کند چم قضا جانت دہد درمان کند این قضا صد بار اگر راہت زند برفراز چرخ خرگاہت زند از کرم وان اینکہ میترسانت تا ہلاک اینی بنشانت چون بترساندت آگہ شوی ورنہ نترساندت گمرہ شوی این سخن پایان ندارد گشت دیر گوش کن تو قصۂ خرگوش و شیر المعنی خرگاہ خیمہ بزرگ تفت بالفتح گرم و سوختہ و غضبناک مجازاً مفلس فرماتے ہین ای مخاطب تعجب آہین ہی کہ یہ نبی تحریم کے واسطے تھی یا کسی تاویل و توہم کے ساتھ جیسے شیطان نے اُن کے سامنے کی اور اُن کو وہم مین ڈالا کہ ما نہکما ربکما عن ہذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین نہین باز رکھا تم کو تمہارے پروردگار نے اس درخت سے مگر اسواسطے کہ تم فرشتے ہو جاؤ یا جنت کے ہمیشہ رہنے والون سے بس اس تاویل نے شیطان کی جب آدم کے دل مین ترجیح پائی طبیعت تو ان کی حیرت مین ہو ہی رہی تھی بے اختیار گندم کی طرف دوڑ گئی یہ وہ مثل ہوئی کہ باغبان کے پاؤن مین کانٹا چبھا وہ اپنے درد مین آلودہ ہوا چور کو فرصت ملی سارا اسباب گٹھڑی و تبڑی کے ساتھ لے گیا اور ننگا چھوڑ گیا اور واقعی آدم ننگے رہ بھی گئے تھے جب وہ حیرت گئی اور پھر راہ پر آئے تو دیکھا

کہ چور ہمارے کارخانے سے سارا اسباب لے گیا تب ربنا ظلمنا کے ساتھ مناجات وزاری کرنے لگے اور آہین مارنے لگے کہ ایسی ظلمت وہ پڑی کہ ہم اپنی راہ بھول گئے اب خیال کرو یہ حکم الٰہی ایک ابرخورشید پوش ہی جس کے سامنے شیر واژدہا مثل موش کے ہین بس ہدہد کہتا ہی کہ مین اگر جال کو نہ دیکھون حکم الٰہی کے وقت تو مین حکم الٰہی مین اکیلا ہی جاہل نہین ہون جبکہ قضا ایسی غالب چیز ہی بس وہ شخص بہت اچھا ہی اور بڑے آرام مین کہ نکوکاری کرے اور زور چھوڑ کے عجز وزاری بجالائے مگر در حقیقت ہی بھی یہ کہ اگر قضا تجکو ایسا سیہ پوش کردے جیسے شب یعنے نہایت ہی ماتم وغم مین ڈالے تو گھبرائے مت آخر یہی قضا تیری دستگیری بھی کرے گی جیسا کہ فرمایا ان مع العسر یسرا اور اگر قضا سو بار قصد تیری جان کا کرے پھر بھی قضا تجکو جان بخشیگی اور تیرا درمان کرے گی اور اگر سو بار یہ تیری راہ مارے اور تیرا معاملہ خراب کرے پھر بھی تجکو ایسے رتبہ کو پہونچائیگی کہ تیرا خیمہ آسمان پر نصب ہوگا تو اس کے خلاف کو خلاف مت جان بلکہ اپنے مالک کرم سمجھ کہ وہ تجکو ڈراتا ہی تو تجکو ملک اپنی مین بٹھادے جہان کوئی اندیشہ اور غم نہین ظاہر ہی کہ جب وہ تجکو ڈرائے گا تو تو آگاہ و واقف اُس سے ہوگا اور جو ڈرائے تو گمراہ ہوجائے شعر بعد گریز ہی کہ اس سخن کی تو حد نہایت نہین ہی اور دیر ہوئی جاتی ہی اب تو قصہ خرگوش و شیر کا سن الخلاف شرح بحر العلوم مین چون زحیرت رفت لکھا ہی میری دانست مین چون کہ بہتر ہی اور بجائے زور روز غلط ہی

رکنا خرگوش کا شیر سے وقت نزدیکی چاہ کے

قولہ شیر با خرگوش چون ہمراہ شد ✦ پر غضب بر کینہ بدخواہ شد ✦ بود پیشاپیش خرگوش دلیر ✦ ناگہان پا را کشید از پیش شیر ✦ چونکہ نزد چاہ آمد شیر دید ✦ کزہ آن خرگوش ماند و پا کشید ✦ گفت پا واپس کشیدی تو چرا ✦ پاے را واپس مکش پیش اندر آ ✦ گفت کو پایم کہ دست و پاے رفت ✦ جانمن لرزید و دل از جاے رفت ✦ رنگ رویم رانی بینی چو زر ✦ زاندرون خود مید ہد رنگم خبر ✦ حق چو سیما را معرف خواندہ است ✦ چشم عارف سوی سیما ماندہ است ✦ رنگ و بو غماز آمد چون جرس ✦ از فرس آگہ کند بانگ فرس ✦ بانگ ہر چیزے رساند زد خبر ✦ تا بدانی بانگ خر از بانگ در ✦ گفت پیغمبر پہ تمیز کسان ✦ مزنی تکلموا لدنی طے اللسان ✦ رنگ رو از حال من دارد نشان ✦ رحمتم کن مہر من در دل نشان ✦ رنگ روے سرخ دارد بانگ شکر ✦ رنگ روے زرد دارد صبر و نکر ✦ المعنی سیما بالکسر علامت و نشان مجازاً پیشانی معرف پہچنوانے والا طے لسان مراد خموشی سے نکر بضم و فتحتین ناسپاسی و ناخوشی مجازاً عذاب مولانا رم فرماتے ہین کہ شیر جب خرگوش کے ہمراہ ہوا تو بڑے غضب سے کینہ خواہی دشمن پر مستعد ہوا آگے آگے اسکے خرگوش دلیر چلا جاتا پھر دفعتہً خرگوش نے شیر کے آگے چلنے سے اپنا پانون روکا اور وہ دلیری جو اچھلتا کودتا جاتا تھا نہی جب چاہ کے نزدیک آئے شیر نے دیکھا کہ خرگوش چلتے چلتے رک گیا پوچھا کہ تو نے پانون اپنا کیون ہٹایا اور کیون رک گیا رک کے مت میرے آگے آ بولا کسکے پانون میرے تو ہاتھ پانون سب بیکار ہوگئے میری جان کانپتی ہی دل ٹھکانے نہین تیرے رنگ رو کو نہین دیکھتا

کہ زر کی طرح کیسا زرد ہو رہا ہی جو میرے درون سے خبر دیتا ہی تو نہین جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے پیشانی کو معرف کیا ہی کہ ہر شخص کو پہچنوا دیتی ہی جو کچھ اُسکے باطن مین ہوتا ہی اسی سبب سے عارف کی نظر سیما پر ہوتی ہی وہ سیما کو دیکھتا ہی جیسا کہ فرمایا فلنعرفنھم بسیماھم ولنعرفنھم فے لحن القول سو ہر آئینہ پہچنوائین گے ہم اُن کو اُن کے سیما سے اور پہچنوائین گے باتون کی الحان سے رنگ و بو دونون غماز ہین مثل گھنٹہ کے جیسے آواز گھوڑے کی کہ گھوڑے کو بتاتی ہی ایسے ہی آواز ہر چیز کی اُس چیز سے خبر دیتی ہی جیسے آواز خر خر سے اور آواز درد سے اور حضرت پیغمبر نے بھی فرمایا ہی لوگون کے تمیز کرنے مین آدمی چھپا ہی وقت خموشی کے یعنے جب تک اُس کی زبان کچھ آواز نہین کرتی حال نہین کھلتا میرا رنگ رو میرے حال سے پتہ دیتا ہی اب تو رحمت کر اور میری مہر و محبت دل مین جما اور مجھ سے کچھ مت کہہ اس لیے کہ جس کا رنگ روسیخ ہی جان لے کہ بخوبی عیش و آرام مین ہی اور وہ رنگ سرخ اُس کی شکر گذاری کر رہا ہی اور جس کا رنگ زرد ہی سمجھ لے کہ کسی آفت مین مبتلا ہی جب تو رنگ زرد اُس کا تلخی و ناخوشی بتا رہا ہی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے برکینہ کے پرکینہ اور بجاے کو پایم گو پایم بکاف عجمی یا بنگ در کو یا بنگ ذرا ور رنگ روا زحال کو رنگ و زرد از حال غلط لکھا ہی **قولہ** درمن آمد او کہ دست و پا برد ✦ رنگ رو و قوت سیما برد ✦ درمن آمد آنکہ دروے گشت مات ✦ آدمی و جانور جماد نبات ✦ آنکہ در ہر چہ در آید بشکند ✦ ہر درخت از بیخ بن او بر کند ✦ این خود اجزا ایند کلیات ازو ✦ زرد کردہ رنگ و فاسد کردہ بو ✦ تا جہان گہ صابرست و گہ شکور ✦ بوستان گہ حلہ پوشد گاہ عور ✦ آفتابی کو برآید نارگون ✦ ساعتے دیگر شود او سرنگون ✦ اختران تافتہ بر چارطاق ✦ لحظہ لحظہ مبتلاے احتراق ✦ ماہ کو افزود ز اختر در جمال ✦ شد ز رنج دق او ہمچون ہلال ✦ این زمین با سکون و با ادب ✦ اندر آرد زلزلش در لرزہ تپ ✦ ای بسا کہ زین بلاے مردہ ریگ ✦ گشتہ است اندر جہان او خوردہ ریگ ✦ این ہوا با روح آمد مقترن ✦ چون قضا سرزد و با گشت و عفن ✦ آب خوش کو روح را ہمشیرہ شد ✦ در غدیرے زرد و تلخ و تیرہ شد ✦ آتشے کو باد دارد در بروت ✦ ہم یکی بادی بر و خواند تموت ✦ خاک کو شد مایہ کل در بہار ✦ ناگہان بادی برآرد زو دمار ✦ حال دریا از اضطراب و جوش او ✦ فہم کن تبدیلہاے ہوش او ✦ چرخ سرگردان کہ اندر جستجوست ✦ حال او چون حال فرزندان اوست ✦ المعنی چارطاق ہندی را روئی اتراق نہان ہونا کسی ستارہ کا سواے قمر کے شعاع آفتاب مین کسی برج واحد مین مردہ ریگ بالضم ویاے مجہول و کاف فارسی ناچیز و فرومایہ و وا ماندہ از مردہ ای میرآشم سرزدن ظاہر ہونا عفن بفتح عین و کسر فا بدبو و گندہ غدیر بفتح ویاے معروف تالاب بادبروت غرور و فخر گوش کہتا ہی اب مجھ مین وہ سما یا جو ہاتھ پانون بیکار کر دیتا ہی اور چہرہ کا رنگ اُڑا دیتا ہی اور پیشانی کی قوت کھو دیتا ہی کہ پیشانی اُس کی متحمل نہو گی سیکڑون طرح سکڑتی سمٹتی ہی آور اس نے مجھ مین عمل کیا کہ آدمی اور جانور اور جماد و نبات سب نے جس سے مات کھایا ہی اور ہارے ہین اگرچہ جانور اور جماد و نبات سے موالید ثلاثہ مراد ہین اور آدمی بھی

حیوانات مین داخل لیکن تخصیص اس کی بنظر شرافت وشعور کے ہی اور وہ کہ جس مین داخل ہوا اُسکو توڑ پھوڑ کے خراب کردے مثلاً اگر درخت مین گھسے تو بیخ وبن سے اُکھیڑ ڈالے غرض یہ سب اجزا مین کلیات کا حال اس سے یہ ہی کہ زرد رنگ مین اور بو فاسد کردہ یعنی بگڑی ہوئی جس مین یہ سرایت کرے آیندہ اُن کا بیان ہی اسی سبب سے جہان کبھی تلخ وصابر ہی اور کبھی خوش اور شکر بوستان کبھی لباس بہشتی پہنتا ہی سبز اور کبھی ننگا ہوتا ہی دیکھو آفتاب کیسا صبح کو سرخ آگ کی طرح ڈھڑہا نکلتا ہی اور پھر ایک ساعت ایسی ہوتی ہی کہ سرنگون ہوجاتا ہی کہ وہ ساعت زوال ہی ایسے ہی ستارے جو اس راہ فلک پر چلتے ہین لحظہ لحظہ احتراق وسوختگی مین مبتلا ہوکے نور سے عاری ہوجاتے ہین ان مین سب سے بڑھ کے ماہتاب ہی کیسا تپ دق سے گھل گھل کے لاغر ونحیف مثل ہلال کے ہوجاتا ہی وہ نور کچھ نہین رہتا زمین کیسی بسکون وادب بیٹھی ہی جو چاہو اس پر کرو جنبش نہین کرتی اسکو بھی زلزلہ تپ ولرزہ مین ڈالتا ہی آہ مخاطب بہت پہاڑ اس بلا سے ناچیز وزبون جہان مین ہوے ہین ایسے کہ ٹوٹ پھوٹ کے چور چور ریت کی طرح ہوگئے ہوا کو خیال کرو جو روح کے مقترن ہی اور مدحیات ومفرح ذات جب حکم آلہی ہوتا ہی یہی ہوا وباد متعفن ہوجاتی ہی آبخوش کہ روح کا ہمشیرہ ہی جیسے کہ اُس سے زندگی ہی حق تعالے نے اس کی نسبت بھی فرمایا ہی وجعلنا من الماء کل شی حی یہی پانی تالاب مین پڑکے کیسا زہر وتلخ ومکدر ہوجاتا ہی آگ کیسی باوبروت و سرکشی رکھتی ہی اُسپر بھی ایک ہوا تموت پڑھدیتی ہی اور مار ڈالتی ہی خاک کو غور کرو کہ بہار مین کیسی مایہ کل ہوجاتی ہی تاگہان ایک ہوا اُس کو ہلاک کرتی ہی کہ وہ بادخزان ہی جس سے نہ گل رہے نہ کوئی برگ وشاخ سبز چنانچہ زمین مردہ ایسی ہی زمین کو کہتے ہین جسمین سبزہ نمود دریا کی طرف تفکر کرو کہ اُس کا جوش واضطراب بھی تبدیلیون سے سمجھا جاتا ہی کہ ایک وقت مین ساکن ہوتا ہی پھر جب تبدیل پیدا ہوتا ہی تو جوش واضطراب ہوجاتا ہی چرخ کیسا سرگردان اور اس کی جستجو مین ہی لیکن اس کا حال بھی اس کے فرزندون کا سا ہی جو ستارے وغیرہ ہین اور موالید ثلاثہ اسواسطے کہ آسمانون کو آبائے علوی کہتے ہین الخلاف شرح بحرالعلوم مین قوت وسیما بعطف لکھا ہی میری سمجھ مین باضافت چاہیے اور افروز واختر بجاے افزود واختر سکون وباادب مین واو نہین لکھا اور زلزش کی جگہ زلزلہ اش بسا کہ کے بجاے بسا کہ غدیر ہی کو تذیری غلط لکھا ہی قولہ گہ حضیض وگہ میانہ گاہ اوج ✦ اندرون ازسعد ونحسے فوج فوج ✦ گہ شرف گاہے صعود وگہ فرح ✦ گہ وبال وگہ ہبوط وگہ ترح ✦ ازخود ای جزوے بکلما مختلط ✦ فہم میکن معنے ہر منبسط ✦ چون نصیب مہتران در دست ورنج ✦ کہتران راکے تواند بود وگنج ✦ چونکہ کلیات را بنجست ودرد ✦ جزو پریشان چون نباشد روے زرد ✦ خاصہ جزوی کو ز اضداد دست جمع ✦ زآب وخاک وآتش وباد دست جمع ✦ این عجب نبود کہ بیش از گرگ جست ✦ این عجب کہ میش دل در گرگ بست ✦ زندگانی آشتی ضدہاست ✦ مرگ آن کاندر میان ضدان جنگ خاست ✦ صلح اضداد ست این عمر جہان ✦ جنگ اضداد ست عمر جاودان ✦ زندگانی آشتی دشمنان ✦

مرگ وارفتن باصل خویش دان ❊ صلح دشمن وار باشد عاریت ❊ دل بسوے جنگ تازد عاقبت ❊ رونے کے چند از
برائے مصلحت ❊ باہمند اندر وفا و مرحمت ❊ عاقبت ہریک بجوہر باز گشت ❊ ہریکے با جنس خود انباز گشت ❊
لطف باری این پلنگ و رنگ را ❊ الف داد و بر دز ایشان جنگ را ❊ لطف حق این شیر را و گور را ❊ الف داد دست
این دو ضد را در وفا ❊ چون جہان رنجور و زندانی بود ❊ چہ عجب رنجور اگر فانی بود ❊ المعنی ترجمہ بفتح اول و کسر ثانی
پستی و اندوہ منبسط کشادہ شونده و گسترده شونده رنگ بزگوہی و گاو دشتی الف بالکسر خوگر ہونا اور دوستی یعنی ہی
فرزند فلک کے جو ستارے ہین کبھی کسی کو حضیض و پستی ہی اور کبھی میانہ اور وسط اور کبھی اوج و بلندی اور
معنی ایکسان نہین نحوست سعادت سے بھری ہوئی کوئی سعد کوئی نحس اور کبھی شرف اور کبھی صعود و کبھی فرح کبھی
وبال کبھی ہبوط کبھی ترح ای اندوہ و پستی آب تو یہی ای مخاطب الضمین کلیات کا ایک جزو ہی اپنی ذات سے ہر منبسط
کے معنی سمجھتا رہ یعنے جب مہترون کو جو آسمان و زمین اور مہر و ماہ وغیرہم ہین کہ اوپر مذکور ہوے درد و رنج نصیب ہی
تو کہترون کو گنج کیسے ملجاے گا کہ آؤ مٹول لیجاؤ اور جب کلیات کو رنج و درد ہی تو ان کے جزو روزرد کیون نہونگے مثلاً جب
زمین آسمان جو کلیات ہین نہین چھوٹے تو مایہا جو جزئیات ہین کیسے چھوٹین گے خصوصاً وہ جزو جن مین اضداد جمع ہین
یعنے آب و خاک و آتش و باد کہ باہم متضاد ہین شعر ما بعد کا تمثیل ہی کہ پیش اگر گرگ کے ہاتھ سے نکل جائے تو کچھ تعجب
نہین لیکن یہ تعجب ہی کہ پیش نے گرگ سے دل کیسے لگایا جیسا کہ پیش تن اس عناصر کے گرگ سے دل لگائے ہوے
ہی کہ جدا جدا ان سے گرگ پیش درندہ ہی بلحاظ اپنے تضاد کے کس واسطے کہ زندگانی ضدون کی آشتی پر جو عناصر ہین منحصر ہی
اور جب ان مین جنگ پیدا ہوئی وہی مرگ ہی پھر اسی کی تائید مین فرمایا کہ اضداد مین بیشک صلح ہی اور اعتدال و سویت
یہی اس جہان کی عمر ہی اور جنگ اضداد کی عمر جاودان اور عمر بالفتح نہایت ہی چھپا لینا پانی کا کسی کو جس سے مقصود
ڈوب جانا ہی اور مرجانا بس آشتی دشمنون کی زندگانی ہی اور مرگ اپنی اصل کی طرف جانا لیکن یہ صلح جو دشمنون کی سی
ان مین ہی جیسے کسی وقت مین دشمن باخود دہا مصلحۃ صلح کر لیتے ہین عارضی ہی ایسی صلح مین دل جنگ کی طرف آخر دوڑتا ہی
رہتا ہی بس بہت ہی تھوڑے دنون کو بنظر مصلحت باہم وفا و مرحمت کر رہے ہین انجام کار ہر ایک اپنی اصل کی طرف
لوٹتے ہین اور ہر ایک اپنی جنس مین ملجاتے ہین خاک مین خاک ہوا مین ہوا آپسے ہی آب و آتش یہ الفت و پیوند تو
ان مین حضرت باری کے لطف نے کر رکھا ہی اور ان پلنگ و رنگ کو باہم جمع کر کے ان سے خلاف و جنگ کو دور کر دیا ہی
اور اسی کے لطف نے شیر و گور کو اکٹھا کر کے ان دو ضد کو وفا الفت مین یکرنگ کیا ہی بس معلوم ہوا کہ یہ جہان رنجور
و زندانی ہی اور اگر رنجور فانی ہو تو تعجب ہی کیا یعنے الضمین عناصر کے رنج و بلا مین مبتلا اور الضمین مین گرفتار **الخلاف**
شرح بحر العلوم مین از خود ای جزو زندگانی بکلما بجاے ای جزوی بکلما بدون یا باضافت اور خاست کو خواست اور عمر جاودان کو
عمر دشمن وار کو دشمن دار اور بجاے دو ضد را در وفا دو ضد و در را غلط لکھا ہی

نظر کرنا شیر کا چاہ مین اور گرنا چاہ مین اپنا اور خرگوش کا عکس دیکھکر

قولہ تو اندر شہر او ازین روبند ہا ✤ گفت من پس ماندہ ام زین بند ہا ✤ شیر گفتش تو ز اسباب مرض ✤ این سبب کو خاص کا نیستم غرض ✤ پاے را واپس کشیدی تو چرا ✤ میدہی باز بچہ واہی مرا ✤ گفت آن شیر اندرین چہ ساکنست ✤ اندرین قلعہ ز آفات ایمن ست ✤ یار من بستد ز من در چاہ برد ✤ بر گرفتش از رہ و بیراہ برد ✤ تعرچہ گزید ہر کو عاقلست ✤ زانکہ در خلوت صفاہاے دلست ✤ ظلمت چہ بہ کہ غلظتہاے خلق ✤ سر نبرد آنکس کہ گیرد پاے خلق ✤ گفت پیش آ ز خمہا او را قاہرست ✤ تو ببین کان شیر در چہ حاضرست ✤ گفت من سوزیدہ ام زان آتشے ✤ تو مگر اندر برنجیشم کشی ✤ تا بہ پشتی تو ایکان گرم ✤ چشم بگشایم بچہ در ننگرم ✤ من بہ پشتی تو تانم آمدن ✤ گہ نگہدارم دران چہ بیرسن ✤ چونکہ شیر اندر برنجیشش کشید ✤ ور پناہ شیر تا بچہ رسید و دید ✤ چونکہ در چہ بنگرید اندر آب ✤ اندر آب از شیر او در تافت تاب ✤ شیر عکس خویش دید از آب تفت ✤ شکل شیر و در برش خرگوش زفت ✤ چونکہ خصم خویش را در آب دید ✤ مر ورا بگذاشت اندر چہ دوید ✤ رفتا و اندر پے کوشد بود ✤ زانکہ غلشش بر سرش آیندہ بود **المعنی** تفت بالفتح گرم و سوختہ زفت فربہ وسطبر بازیچہ کھلونا الحاصل خرگوش نے اس قسم کی نصیحتین مشعر بانقلاب وحوادث زمانہ شیر کے سامنے بہت سے کیکے کہا کہ مین انھین قیدون کے سبب سے پیچھے رہگیا ہون اور قدم نہین بڑھاتا شیر نے کہا کہ تو اپنے اسباب مرض سے وہ سبب مجھسے کہہ جو خاص ہو کہ میری یہ غرض ہی تو کیون پیچھے رہگیا ہی اور یہ باتین کہ بچون کا سا کھلونا مین مجکو سنا کے کیون بہلاتا ہی کہا وہ شیر جس کو مین نے تجھ سے کہا ہی اسی چاہ مین رہتا ہی اور اس قلعہ مین ہر آفات سے بچنت ہی میرے یار کو مجھسے چھین کے اسی چاہ مین لے گیا اور راہ سے لیکر بے راہ لے گیا بعد کا شعر مقولہ مولانا رح کا ہی کہ جو عاقل ہین وہ ایسا ہی تعرچہ اختیار کرتے ہین اسواسطے کہ خلوت مین صفائیان دل کی ہین پھر کہتے ہین بتاؤ تو ظلمت چاہ کی اچھی یا ظلمت مخلوق کی وہ تو صرف ظلمت ہی ہی اور مخلوق کی ظلمت مین تو ہزارون آفتین ہین اور ایسا شخص جو مخلوق کا پانون پکڑتا ہی وہ اپنا سر نہین بچا سکتا پھر شیر نے کہا میرے سامنے آ میرا زخم اُس کے حق مین بڑا غالب ہی تو ڈرے مت دیکھ تو وہ چاہ مین موجود ہی کہا وہ بڑا آتشی ہی مین اُس کا جلایا ہوا ہون تو مجکو اپنی بغل مین دبالے تو اے کان کرم تیری مدد سے مین چاہ مین دیکھون مین تیری مدد سے آسکتا ہون تو مجکو اُس چاہ بیرسن سے بچالے گا چاہ بیرسن بلحاظ نہایت دور ہونے عمق کے کہا ہی جب شیر نے اس کو اپنی بغل مین کرلیا تو شیر کی پناہ سے چاہ تک دور ہوتا گیا جب چاہ مین پانی کے اندر دیکھا تو شیر اور خرگوش دونون سے پانی مین چمک اور تاب معلوم ہوئی اور دونون پانی مین چمکے شیر نے اُس آب گرم سے عکس اپنا اس ہیئت سے دیکھا کہ ایک شیر ہی اور اس کی بغل مین ایک موٹا خرگوش بجز داس کے کہ اپنے دشمن کو پانی مین دیکھا خرگوش کو چھوڑ کے پانی مین دوڑ پڑا اور اس کنوین مین گرا جو اپنے واسطے کھود رکھا تھا اس لیے کہ جو ظلم اس نے کیے تھے اس کے سامنے آنے والے تھے **اختلاف** پہلے شعر کے دونون مصرعون مین شارح بحر العلوم نے پندرہا لکھا ہی

بلکہ دوسرے مصرع مین بندہا ہی اور سرنبرد کی جگہ سرنبرد اور سوزیدہ کے بعد لفظ ام نہین جس سے مصرع ناموزون ہی
اور طرفہ یہ کہ اس کے بعد سرخی لکھی ہی نظر کردن شیر در چاہ و دیدن عکس خود را و عکس خرگوش را انتہی یہ باتین تو اوپر
کے اشعار مین سب ہوچکین اور بعد کے اشعار پند و موعظت مین ہین پھر یہ سرخی کیسے صحیح ہوگی چنانچہ متن قلمی مین
بھی نہین ہی لہذا مین نے بھی چھوڑ دی اور مطابق متن قلمی کے لکھدی قولہ چاہ مظلم گشت ظلم ظالمان ✤ اینچنین
گفتند جملہ عالمان ✤ ہر کہ ظالم تر چہش باہول تر ✤ عدل فرمودست بدتر را بتر ✤ ایکہ تو از ظلم چاہے میکنی ✤ از برائے
خویش دامی می تنی ✤ بر ضعیفان گر تو ظلمے میکنی ✤ وانکہ اندر قعر چاہے پے نبی ✤ گر دخود چون گرم پیلہ بر تنی ✤ بہر خود چہ
میکنی اندازہ کن ✤ مر ضعیفان را تو بے خصمی مدان ✤ از نبی اذ جاء نصر اللہ بخوان ✤ گر تو پیلے خصم تو از تو رمید ✤ نک جزا
طیرا ابابیلت رسید ✤ گر ضعیفی در زمین خواہد امان ✤ غلغل افتد در سپاہ آسمان ✤ گر بدندانش گزی پر خون کنی ✤ درد
دندانت بگیرد چون کنی ✤ شیر خود را دید در چہ در نگر ✤ خویش را نشناخت آمد مر ورا ✤ عکس خود را او عدوے
خویش دید ✤ لاجرم بر خویش شمشیری کشید ✤ المعنی مظلم بالضم تاریک و بالفتح جاے تاریک خصمی دشمنی نبی بضم اول
ویاے معروف قرآن مجید و بکسر تین نیز غلو بضمتین ہجوم اور حد سے گذرنا یعنے ظلم ظالمون کا خود ایک چاہ سیاہ ہی
تمام علما اس پر متفق ہین جیسا کہ فرمایا ہی الظلم ظلمات الے یوم القیامۃ ظلم اندھیریان ہین قیامت کے دن تک جو
شخص جتنا ظالم ہوگا اتنا ہی اُس کا کنوان پر ہول ہوگا اسی واسطے عدل نے حکم دیا ہی کہ بدتر کے لیے بتر ہونا چاہیے
اے مخاطب اگر تو ظلم کا کنوان کھودتا ہی تو اپنے ہی لیے ایک جال پورتا ہی اور ضعیفون پر ظلم کرتا ہی تو جان لے کہ قعر چاہ
مین قدم رکھتا ہی کرم پیلہ کی طرح گر دا پنے مت پور جو مرا دغرورا ور خود آرائی سے ہی کہ یہ غرور اپنے لیے کنوان کھودنا ہی خوب
قیاس کرلے آج جو لوگ تیرے سامنے ضعیف ہین اور اُن کی خصمی و دشمنی سے تو بے فکر ہی ایسا مت جان قرآن شریف
مین اذا جاء نصر اللہ جو آیا ہی پس جسوقت یہ خدا سے مدد پائین گے تو ان کی خصمی دیکھے گا اگر تو پیل ہی اور بالفرض تیری ہیبت
وشوکت سے دشمن تیرا بھاگ گیا تو سمجھے رہ ابھی طیرا ابابیل کا بدلا تجکو ملا جو ابرہہ کو ملا تھا جس کا قصہ سورۂ الم ترکیف
مین ہی اور مشہور اگر کوئی ضعیف عاجز ہوکے زمین پر امان مانگتا ہی تو جان لے کہ سپاہ آسمان مین شور پڑجاتا ہی جو وقت
تیاری و آمادگی کے ہوتا ہی اور سپاہ آسمان خواہ فرشتے خواہ حوادث اگر تو اُس کو دانتون سے کاٹے گا تو یہ بتا کہ
جب تو دانتون کے درد مین مبتلا ہوگا تو کیا کرے گا ایسا حال ہوگا جیسے شیر نے آپ کو کنوین مین دیکھا اور ایسا حد
سے گذرا ہوا تھا کہ آپ کو اور دشمن کو نہ پہچانا اپنے ہی عکس کو اپنا دشمن دیکھکر اپنے ہی اوپر آپ تلوار کھینچی الخلاف
شرح بحر العلوم مین قعر چاہ ہے کی جگہ قعر چاہ بدون یا غلط لکھا ہی قولہ اے بسا ظلمی کہ بینی از کسان ✤ خوی تو با شد
در ایشان ای فلان ✤ اندر ایشان تافتہ ہستی تو ✤ از فغان و ظلم بدمستی تو ✤ آن توئی دان زخم بر خود میزنی ✤ بر خود
آمدم تا رلعنت می تنی ✤ در خود ان بد را نمی بینی عیان ✤ ورنہ دشمن بودۂ خود را بجان ✤ جملہ بر خود میکنی ای سادہ مرد

همچو آن شیریکه برخود حمله کرد ❊ چون بقهر خوی خود اندر رسی ❊ پس بدانی کر تو بود آن ناکسی ❊ شیر را در قهر پیدا شد که بود ❊ نقش او آن کش دگر کس ننمود ❊ هر که دندانی ضعیفی میکند ❊ کار آن شیر غلط بین میکند ❊ ای بدیده خال بد بر روی غم ❊ عکس حال تست آن از غم مرم ❊ مومنان آئینهٔ همدیگراند ❊ این خبر را از پیمبر آورند ❊ پیش چشمت داشتی شیشه کبود ❊ زان سبب عالم کبودت مینمود ❊ گر نکو ری این کبودی دان ز خویش ❊ خویش را بد کو مزن کس را تو نیش ❊ المعنی ساده مرد احمق یعنی ای مخاطب اکثر ظلم جو لوگون سے تو دیکھتا ہی وہ تیری ہی خو ان مین گھسی ہوئی ہوتی ہی تیری ہی ہستی مین جو نفاق و ظلم و بدستی تھی وہ ان ظالمون مین دوڑ گئی ہی اب وہ ظالم اور نہین ہین خود تو ہی ہی اور اپنے اوپر آپ زخم مار رہا ہی اور تار لعنت کا اپنے اوپر پورہا ہی بسبب ظلم و نفاق کے خدا یتعالی تیرے نفاق و عداوت کا بدلا اس صورت مین خود تجھسے تجمی کو دلا رہا ہی تو اپنے آپ مین اس بدی کو ظاہر نہین دیکھتا اورون کو ظالم جانتا ہی اگر غور کرے تو جانے کہ مین بکان و دل اپنا دشمن خود آپ ہی ہون آور ای مرد سادہ احمق شیر کی طرح آپ ہی حملہ اپنے اوپر کرتا ہی جیسے اُس شیر نے کیا کہ ظلم اس کے اسی کی صورت مین چمکے ان اگر اپنی عادت کے قعر کو پہونچے گا تب جانے گا کہ یہ ساری ناکسی میری ہی تھی جیسے شیر کو قعر مین ظاہر ہوا کہ نقش اُس کا وہ تھا جس کو دوسرا شخص دکھا رہا تھا جو کوئی دانت کسی ضعیف کا اُکھیڑتا ہی یعنے ایذا دیتا ہی وہ اُس شیر غلط بین کا کام کرتا ہی بس ای مخاطب جب غم تیرے سامنے آئے اور حال بد اُس کے چہرے کا تو دیکھے تو جان لے کہ یہ عکس میرے ہی چہرہ کا ہی پھر غم سے کیون بھاگے مومن آپس مین آئینہ ایک دوسرے کے ہین کہ ازالہ عیب ایکدوسرے کا کرتے ہین اور یہ حدیث ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ المومن مرآت المومن تو نے اپنی آنکھ کے آگے ایک نیلا شیشہ کفر کا رکھ لیا ہی جس سے تجکو تمام جہان سیاہ معلوم ہوتا ہی پھر تو مومن کو کیسے جانے اور تیرے عیبون کا ازالہ کون کرے اگر تو اندھا نہین ہی اور تیری چشم بصیرت کھلی ہین تو اس سیاہی کو اپنے آپ سے پہچان اور آپ ہی کو بُرا کہہ دوسرے کے ڈنک بُرائی کامت مار غرض یہ کہ تیری سیہ کاری تجکو اپنی بدکاری سے واقف نہین ہونے دیتی الخلاف شرح بحر العلوم مین خال بد بر روے غم بجاے غم کے لکھا ہی دونون مصرعون مین قولہ مومن از نظر نور اللہ نبود ❊ عیب مومن را بر نہ چون نمود ❊ چونکہ تو نظر بنار اللہ بدی ❊ نیکوی را دا نمیدی از بدی ❊ اندک اندک آب بر آتش بزن ❊ تا شود نار تو نور ای بوالحزن ❊ تو بزن یار بنا آب طہور ❊ تا شود این نار عالم جملہ نور ❊ کوہ و دریا جملہ در فرمان تست ❊ آب و آتش اے خداوندان تست ❊ گر تو خواہی آتش آب خوش شود ❊ ور نخواہی آب ہم آتش شود ❊ بے طلب تو این طلب مان دادہ ❊ بیشمار و عدعطا بنہادہ ❊ با طلب چون مذہی ای حی و دود ❊ کز تو آمد جملگی بود و وجود ❊ در عدم کے بود مارا خود طلب ❊ بی سبب کردی عطاہاے عجب ❊ جان و نان دادی عمر جاودان ❊ سائر نعمت کہ ناید در بیان ❊ این طلب ورا ہم از ایجاد تست ❊ رستن از بیداد یارب داد تست ❊ بے طلب ہم میدہی گنج نہان ❊ رایگان بخشیدہ جان جہان ❊

ہٰذا ادخلوہا بسلام بالنبی المصطفٰے خیر الانام ۔ المعنی حزن بفتحتین اندوہ و بالضم تیز ہوا الحزن ای پر حزن طور پاک عدن بفتح و تشدید شہر دن فرماتے ہین کیا مومن مصداق اس حدیث کا نہ تھا پھر تو نے عیب اُس کا کیسے کھولا اور ڈرا نہین اُس کی فراست سے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہی جس کا نمونہ جنت ہی اور اُس کے سامنے عیب چھپا نہین رہتا چنانچہ حدیث شریف یہ ہی اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ مگر اس سبب سے کہ تو نیظر بنار اللہ ہی جو جہنم و دوزخ کی ہی تیری کو بدی سے نہین دیکھتا تیرا تو مادہ ہی ناری ہی آب تو تھوڑا تھوڑا پانی اس آگ پر چھڑک تب ای پروردگار یہ نار تیری نور ہو جاوے پھر کہتے ہین کہ ای پروردگار ہمارے اور کیا چیز ہی تو ہی آب طہور اس نار پر مار تو تمام جہان کی نار نور ہو جاوے یعنی بُرائیان بھلائیون سے بدلجائین اس سبب سے کہ کوہ و دریا سب تیرے حکم مین ہین اور آب و آتش سب کا تو مالک ہی اگر تو چاہے آگ آب خوش ہو جاوے اور جو پنچا ہے آب بھی آتش ہو جاوے تو نے بے مانگے ہمکو یہ طلب کی چیزین دی ہین اور بے سبب یہ عطیات عجیب بخشے ہین جو شمار اور گنتی سے باہر ہین اب جو ہم مانگتے ہین تو پھر کیسے نہ دے گا ای حی و دود جملہ جود و جود تجھ ہی سے ہین حی زندہ و ودود دوست دارندہ جب ہم عدم مین تھے تو ہمکو طلب کب تھی تو نے بے سبب یہ عطائین ہمپر کین جان دی نان دی عمر جاودان دی اور ساری نعمتین جو بیان سے باہر ہین دین خود یہ طلب بھی ہم مین تو ہی نے پیدا کی ہی پھر کیسے خیال نکرے گا اور ظلم و بیدادسے بچنا یہ بھی تیری داد ہی یعنے دی ہوئی تو وہ کریم ہی کہ بے مانگے گنج نہان بخشتا ہی اور تمام جہان کو مفت جان سی شی بخشی ہی ایسے ہی ہمپر دار السلام تک انعام و احسان کیے جا طفیل نبی مصطفے خیر الانام کے الخلاف شرح بحر العلوم مین آب و دریا اور متن قلمی مین کوہ و دریا کہ یہی اچھا معلوم ہوتا ہی اور در عدم کی جگہ در عدد غلط ہی

مژدہ لے جانا خرگوش کا نخچیرون کے پاس کہ شیر چاہ مین گر گیا

قولہ چونکہ خرگوش از رہائی شاد گشت ۔ سوے نخچیران روان شد تا بدشت ۔ شیر را چون دید محو ظلم خویش ۔ سوے قوم خود دوید از پیش پیش ۔ شیر را چون دید کشتہ ظلم خود ۔ مید و یدا و شادان و بارشد ۔ شیر را چون دید در چہ گشتہ نزار ۔ چرخ میزد شادان تا مرغزار ۔ دست میزد چون رسید از دست مرگ ۔ سبز و قصان در ہوا چون شاخ و برگ ۔ شاخ و برگ از حبس خاک آزاد شد ۔ سر بر آور دو حریف باد شد ۔ برگہا چون شاخ را بشگافتند ۔ تا بالاے درخت استافتند ۔ باز بان شکر خدا می سراید ہر برد برگے جدا ۔ بے زبان ہر بار و برگ و شاخہاے سراید ذکر و تسبیح خدا ۔ کہ پرور دا صل ما را ذو العطا ۔ تا درخت استقلا آمد فاستوی ۔ جانہاے بستہ اندر آب و گل ۔ چون رہند از آب و گلہا شاد دل ۔ در ہواے عشق حق رقصان شدند ۔ ہمچو قرص بدر بے نقصان شدند ۔ جسم شان در رقص و جانہا خود مپرس ۔ وانکہ گردد جان ازانہا خود مپرس ۔ المعنی رشد بالضم و بفتحتین راہ پر ہونا اور راہ راست پانا فرماتے ہین جب خرگوش رہائی سے شاد ہوا تو نخچیر کی طرف جہان تک حد جنگل کی تھی گیا شیر کو جو دیکھا کہ میرے ظلم سے مٹکا

تو جیسا پہلے دوڑا کرتا تھا اُس سے بہت زیادہ اپنی قوم کی طرف دوڑا اور دوڑ خرگوش کی مشہور ہی پھر کہتے ہین کہ شیر کو جو گشتہ اپنے ظلم کا پایا تو بڑی خوشی و رشد کے ساتھ دوڑتا پھرتا تھا اور شیر کو چاہ مین گشتہ و زار دیکھکر کیسا خوشی سے مرغزار مین ناچتا تھا اور تالیان بجاتا تھا کہ مرگ سے چھوٹ گیا اور شاخ و برگ کی طرح ہوا مین سبز و تازہ اور رقصان تھا اب بمناسبت ذکر شاخ و برگ کے فرماتے ہین دیکھو شاخ و برگ کو کہ جب قید خاک سے آزاد ہو جاتی ہین کہ آخر خاک ہی سے پیدا ہوتی ہین تو کیسا سر اُٹھاتی ہین اور سرفرازی پاتی ہین اور حریف باد کی بنجاتی ہین جو بالاہی بالا رہتی ہی اور سپتے جو شاخ کو پھاڑ کے نکلتے ہین کیسے درخت کی پھننگی تک دوڑ جاتے ہین اور ملو پاتے ہین اور زبان شطاہ کے ساتھ شکر خدا کا ہر برگ و بار بجا لاتا ہی شطاہ سے اشارہ اس کا ہی کہ زرع اخرج شطاہ اپنے مثل اُس کھیت کے کہ جس نے اول شاخ اپنی نکالی اور بیزبانی کی زبان سے ہر بار و برگ و شاخ ذکر خدا اور اُس کی تسبیح ادا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہماری اصل کو اُس نے جو ذوالعطا ہی کیسا پرورش کیا کہ وہ درخت استغاظ اور استوے ہوا استغاظ اور استوے یہ بھی دو فنن ٹکڑے آیت مذکورہ کے ہین بس قوی کیا اُس شاخ ضعیف کو اور موٹا کیا کہ اپنی ساق پر قائم ہوا شعر بعد اس تمہید کا نتیجہ کہ جو جانین آب و گل مین مقید ہین وہ آب و گل اپنے اجسام سے شاد ہو کے کیسے رہائی پائین اور جو اس سے رہا ہوے وہ ہواے عشق حق مین البتہ شاخ و برگ کی طرح رقصان ہوے اور مانند قرص بدر کے بے نقصان جیسا کہ حالت بدریت مین ہوتا ہی جسم اُن کا وجد سے رقص مین ہی اور جانون کی کیفیت کچھ مت پوچھ اور جو بالکل جان ہی جان ہو گئے اُن کا پھر کیا بیان **الخلاف** شرح بحر العلوم مین غانہا بجاے جانہا کے غلط ہی قولہ شیر را خرگوش در زندان نشاند ✦ تنگ شیرے کو زخرگوشی بماند ✦ در چنین تنگے و آنگہ ایں عجب ✦ فخر دین خواہی کہ گویندت لقب ✦ ای تو شیری در تنگ این چاہ فرد ✦ نفس تو خرگوش تو خرگوشی نخورد ✦ نفس خرگوشت بصحرا در چرا ✦ تو بقعر این چہ چون و چرا ✦ سوے نخچیران دو دیدآن شیر گیر ✦ کابشروا یا قوم ان جاء البشیر ✦ خرده مژده اے گروہ عیش ساز ✦ کان سگ دو نخ بدوزخ رفت باز ✦ مژده مژده کان عدو جانہا ✦ کند قہر خا نفش دندانہا ✦ مژده مژده کز قضا ظالم بچاہ ✦ اوفتاد از عدل و لطف بادشاہ ✦ آنکہ از پنجہ بسے سر ہا بکوفت ✦ پنجخس جاروب مرگش هم بروفت ✦ آنکہ جز ظلمش دگر کارے نبود ✦ آہ مظلومش گرفت و کوفت زود ✦ گردنش بشکست و مغزش بردرید جان ما از قید محنت وارہید المعنی مژده مژده سب جگہ واسطے مزید مبالغہ کے ہی دیکھو شیر کو خرگوش نے کیسا زندان مین بٹھایا اب تنگ شہری کی کیا ہوئی کہ ادنی خرگوش سے عاجز ہوا یہی تیرا حال ہی کہ تو بھی اس قسم کے تنگ مین ہی ہاے عاجز خرگوش نفس کا بس تعجب ہی کہ ایسا تو تنگ مین آکر وہ اور چاہتا ہی کہ فخر دین میر القب ہو فخر دین سے خواہ معنی نفسی مقصود ہون خواہ امام فخر الدین رازی آہ فلان تو شیر ہی کہ تنہا اس چاہ کی تہ مین پڑا ہوا ہی اور نفس خرگوش نے تیرا خون بہایا اور تجھکو کھا لیا ایسے ہی شیر ہوتے ہین نفس خرگوش تو مزہ سے کھلے بندون جنگل مین چرتا پھرتا ہی

تو شیر ہو کے اس چاہ چون وچرا کے قعر مین پڑا ہی آپ پھر ذکر خرگوش کا ہی کہ وہ شیر گیر نخچیرون کی طرف دوڑتا گیا اور کہا
بشارت ہو تمکو اے قوم کہ بشارت دینے والا آیا دوسرے مصرع مین تلمیح ہی اُس ذکر سے کہ بشیر نامی پیراہن حضرت
یوسف کا لایا تھا اور حضرت یعقوب کے منہہ پر ڈالنے سے آنکھین اُن کی دوبارہ روشن ہوگئی تھین ایسے ہی یہ بھی آپکو شیر
بتاتا ہی کہ اب تمھاری آنکھین روشن ہون تو تمکو مژدہ پر مژدہ ہوا ہی گروہ عیاش کہ وہ دوزخ کا کتا لوٹ کے پھر دوزخ کو گیا
اور مژدہ پر مژدہ ہی کہ اُس دشمن جانون کے قہر خدا نے دانت اکھیڑ ڈالے پھر مژدہ پر مژدہ ہو کہ وہ ظالم اتفاقا راہ عدل و
داد شاہ حقیقی سے کنوین مین گرا جس نے کہ اپنے پنجہ سے بہت سر کچلے تھے اُسکو جاروب مرگ نے خس کی طرح جہاڑ کے
پھینک دیا اور وہ جس کا کام سوائے ظلم کے نہ تھا مظلومون کی آہ نے اُس کو پکڑا اور خوب کچلا گردن اُس کی توڑی مغز اُس کا
نکال ڈالا اور ہماری جان کو قید محنت سے چھوڑا دیا

جمع ہونا نخچیرون کا خرگوش کے پاس اور مدح وثنا کرنا خرگوش کی

قولہ جمع گشتند آنزمان جملہ وحوش ✤ شاد وخندان از طرب در ذوق وجوش ✤ حلقہ کردند او چو شمعی درمیان ✤ سجدہ
کردندش ہمہ صحرائیان ✤ تو فرشتہ آسمانی یا پری ✤ یا تو عزرائیل شیران نری ✤ ہرچہ ہستی جان ما قربان تست ✤
دست بر دست و بازویت درست ✤ راند حق این آب را در جوے تو ✤ آفرین بر دست و بر بازوے تو ✤ باز گو تا قصہ
درمانہا شود ✤ باز گو تا مرہم جانہا شود ✤ باز گو تا چون سگالیدی بکر ✤ آن عوان را چون بمالیدی بکر ✤ باز گو کز ظلم آن استم
نما ✤ صد ہزاران زخم دارد جان ما ✤ باز گو آن قصہ کان شادی فزاست ✤ روح مارا قوت و دلہا را غذاست ✤ گفت
تائید خدا بدای مہان ✤ ورنہ خرگوشے چرا باشد در جہان ✤ قوتم بخشید و دل را نور داد ✤ نور دل مر دست و پا را زور داد ✤
المعنی عوان بفتح سخت گیرندہ وظالم سرہنگ سلطان الحاصل خرگوش کا مژدہ سنکے سب وحشی جنگل کے جمع ہوے
اور بڑے شاد وخندان اور بڑے ذوق وجوش مین آئے سب نے گرد اُس کے حلقہ کیا وہ مثل شمع کے بیچ مین
تھا اور سارے صحرائیون نے سجدہ کیا اور کہا کہ تو فرشتہ آسمانی ہی یا پری ہی یا عزرائیل شیرنرون کا غرض جو کچھ ہی ہماری
جان تجھپر قربان ہی اور تیرے دست و بازو کی دستبرد وغلبہ سب درست ہی خدا تعالی نے یہ پانی تیرے ہی جسم پر جو اس
کے نہر مین جاری کیا ہی آفرین تجھپر اور تیرے دست و بازو پر پھر سے اس قصے کو ہمارے سامنے کہہ کہ ہمارے درد کا درمان ہو
اور ہماری جانون کے زخم کا مرہم بنے پھر کہتے ہین کہ بتا تو وہ کونسے کرتے جو تو نے سوچے تھے جنسے ایسے سخت گیر کو پچھاڑ
کی طرح مل ڈالا ذرا ہمکو بتا تو کہ اُس ظالم سے لاکھون زخم ہماری جان نے کھائے ہین بیان کر اُس قصہ کو کہ وہ شادی فزا
ہی جب سنین گے شادی بڑھے گی اور روح کو قوت ہوگی دل غذا پائے گا خرگوش نے کہا سب خدا کی تائید تھی ورنہ خرگوش
بھی جہان مین بھلا کچھ چیز ہی اُسی نے مجکو قوت بخشی اور میرے دل کو تو ردیا اور نور دل نے ہاتھ پانون کو
زور دیا ✤

نصیحت کرنا خرگوش کا کچھیر کو کہ مرگ دشمن پر شادمت رہو

قولہ از برحق میرسد فضیلتہا ✤ بازہم از حق رود تبدیلہا ✤ حق بدور و نوبت این تائید راہ بینا یدا اہل ظن و دید را ✤ این بملک نوبتی شادی مکن ✤ اے تو بستہ نوبت آزادی مکن ✤ آنکہ ملکش برتر از نوبت تند ✤ پر تو از نہ صفت آبش نوبت زنند ✤ برتر از نوبت ملوک باقیند ✤ دور دائم روحہا را ساقیند ✤ چون نبوبت سید بہند این دولت ✤ از چہ شد پرہا و آخر سلطنت ✤ ترک آن شرب ار بگوئی یکدو روز ✤ ترکنی اندر شراب خلد پوز ✤ یکدو روزی چہ کہ دنیا ساعتیست ✤ کہ ترکش کردا ندر راحتیست ✤ معنی الترک راحت گوش کن ✤ بعد ازان جام بقا را نوش کن ✤ باسگان بگذار این مردار را ✤ خورد بشکن شیشہ پندار را ✤ **المعنی** پوزہنی چارپایان پندار تکبر وغرور خرگوش کہتا ہی جتنی فضیلتین اور زیادتیان ہین جو ایک کو دوسرے پر ہوجاتی ہین سب خدا یتعالے سے پہونچتی ہین اور اسی سے پھران مین تبدیل ہاری ہوتا ہی کہ اللہ تعالے کہ بدور و نوبت لینے ہاری اور زمانہ کے ساتھہ یہ تبدیل اہل ظن و دید کو دکھاتا ہی کہ اپنے اپنے وقت اور اپنی اپنی باری سے ایک دوسرے کو ملتا ہی جو سب ارباب شک ویقین دیکھتے ہین اب خبردار تو اس ملک نوبتی پر جو آج تیرے پاس ہی اور کل کو نوبت دوسرے کی شادی مت کر کسواسطے کہ تو بھی نوبتی ہی اور اس قید مین مقید پھر تجکو آزادی کہان سے ملگئی اور وہ لوگ کہ جن کا ملک نوبت سے علحدہ پورتے ہین یعنے آراستہ کرتے ہین اُن کی نوبت ہفت اخجم سے اوپر بجاتے ہین وہ ایسے عالی رتبہ ہین اور وہ بادشاہ ملک باقی کے ہین نوبت دباری سے پاک اور وہ دور دائم حور وحون کا ہی اُس کے ساقی ہین اور تجکو جب باری کے ساتھہ یہ دولت ملتی ہی تو تیری موجھون مین ہوا کیون بھر گئی اور کس بات کا غرور ہوگیا آخر اور کی نوبت نہوگی ہان اگر ایک دو روز کے واسطے شرب اس شراب عیش کا ترک کرے تو شراب خلد مین ناک تک ڈوب جائے اور خلد سے مراد خواہ ہمیشگی خواہ دیر تک پھر کہتے ہین ایک دو روز کیسے دنیا تو ایک ساعت ہی جس نے اس کو ترک کیا بہت ہی بڑے آرام مین ہی خواہ مخواہ اگر راحت کے سن جو حدیث شریف ہی الدنیا ساعۃ وترکہا راحۃ پھر بعد ترک اس کے جام بقا کا نوش کرنا تیرے ہی واسطے ہی بہتر یہی ہی کہ اس دنیا مردار کو اس کے کتون پر چھوڑ دے اور شیشۂ پندار و گمان کو چور چور کر کے توڑ ڈال تا اینکہ الیقین کے رتبے کو پہونچے **الخلاف** شرح بحر العلوم مین ملک و نوبتی کا واو غلط ہی اور بجاے برترکے برتر تو تند ایسے ہی لوک وہا قیند کا واو اور روحہا را کی جگہ روحہا باشیشہ پندار کی جگہ دیدہ پندار کہ مناسب خورد بشکن کے نہین

اس حدیث کی تفسیر مین رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر یعنے لوٹے ہم چھوٹے جہاد سے طرف بڑے جہاد کے

قولہ ایم شہا کشتیم ما خصم برون ✤ ماند خصمے زان بتر در اندرون ✤ گفتند این کار مفلس و ہوش نیست ✤ شہر ما من سخرۂ خرگوش نیست ✤ دوزخ ست این نفس و دوزخ اژدہاست ✤ کو بدریا ہا نہ گردد کم و کاست ✤

ہفت دریا را در آشامد ہنوز ❊ کم نگردد سوزش آتش سوز ❊ سنگہا و کافران سنگدل ❊ اندر آیند اندر دخواہ و خجل ❊ ہم نگردد ساکن از چندین غذا ❊ تا نرحق آید مرا ورا این ندا ❊ سیر گشتی سیر گوید نے ہنوز ❊ اینت آتش اینت تابش اینت سوز ❊ عالمی را لقمہ کرد و در کشید ❊ معدہ اش نعرہ زنان ہَلْ مِنْ مَزِیْد ❊ حق قدم بر وے نہد از لامکان ❊ آنگہ او ساکن شود از کن فکان ❊ المعنی یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسوقت فرمائی ہی کہ جسوقت غزوات سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ کی طرف مراجعت کی ہی کہ یہ جہاد اصغر تھا اب ہم جہاد اکبر کی طرف جو جہاد نفس ہی لوٹے شہا مین الف تنکلم کا ہی اسواسطے کہ ای حرف ندا کا تو موجود ہی ہی یعنے ای بادشاہ ہمارے ہمنے دشمن برونی کو تو مار لیا مگر دشمن درونی جو اس دشمن برونی سے بدرجہا بدتر ہی جیساکہ اعدی عدوک نفسک التی مین جنیبک یعنے سب دشمنون مین بڑے دشمن تیرا نفس ہی جو تیرے دونون پہلو مین ہی پس ایسے دشمن کا مارنا ہاگر اس دشمن کا مارنا کام عقل و ہوش کا نہین ہی کس واسطے کہ نفس شیر ہی اور عقل و ہوش خرگوش شیر بھی کہین بیگاری خرگوش کے بنے ہین یہ نفس ایک دوزخ ہی اور دوزخ وہ اژدہا کہ دریاؤن سے کم و کاست نہو یہ دوزخ ہفت دریا کو پی جاے اور سوزش خلق سوز اس کی ویسی ہی رہے ذرا بھی نہ گھٹے قیامت کے دن اللہ تعالے پتھرون اور کافرون سنگدل کو اس مین جھونک دیگا اور یہ سب خوار خجل آمین بھر دیے جائین گے لیکن یہ اتنی غذا سے بھی ساکن نہوگی اُسوقت حق تعالے سے یہ ندا ہوگی کہ تو سیر ہوئی تیرا پیٹ بھرا وہ کہے گی نہین ابھی وہی آتش وہی تابش وہی سوز ہی حال آنکہ ایک عالم کو لقمہ کرلیا اور نگل بیٹھی اور معدہ وہی ہل من مزید پکارے جاے جیساکہ قرآن مجید مین ہی یوم نقول لجہنم ہل امتلات و تقول ہل من مزید یعنے قیامت کے دن ہم دوزخ سے کہین گے کیا تو سیر ہوئی وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہی اُسوقت اللہ تعالے لامکان سے قدم اُسپر رکھے گا تب وہ ساکن ہوگی الخلاف شرح بحر العلوم اور متن ظلی دونون مین نشان بجاے شہا غلط لکھا ہی قولہ چونکہ جزو دوزخ ست این نفس ❊ طبع کل دارد ہمیشہ جزوہا ❊ این قدم اورا بود کو را کشند ❊ غیر حق خود کہ کمان او کشد ❊ در کمان نہند الا تیر راست ❊ این کمان را باز گون کز تیر ہاست ❊ راست شو چون تیر رو دارہ از کمان ❊ کز کمان ہر راست بجہد بیگمان ❊ چونکہ واگشتم زپیکار برون ❊ روے آوردم بہ پیکار درون ❊ قدر جنا من جہاد الاصغریم ❊ باقی اندر جہاد اکبریم ❊ قوتے خواہم زحق دریا شگاف ❊ تا بسوزن بر کنم این کوہ قاف ❊ سہل شیرے دان کہ صفہا بشکند ❊ شیر آنست آنکہ خود را بشکند ❊ تا شود شیر خدا از عون او ❊ دارد از نفس و از فرعون او ❊ المعنی کمان کسے کشیدن عمدہ بر آکسی سے ہونا اور ہم آور دکسی کا ہونا مولانا فرماتے ہین کہ جب یہ نفس ہمارا جزو دوزخ کا ہی اور دوزخ بدون قدم خدا یتعالی کے ساکن نہوگی تو یہ کیسے ساکن ہو کس واسطے کہ جملہ اجزا کی طبیعت اپنے کل کی ہوتی ہی یہ قدم خدا ہی کا ہی کہ اُس کو بجھائے اور سوا اُس کے اس کمان کو کون کھینچ سکتا ہی کمان مین جب تیر رکھتے ہین سیدھا ہی رکھتے ہین سب کی یہی عادت ہی مگر اس نفس کی کمان کے جو تیر ہین کہ مراد قدا انسان سے ہی سب اُلٹے اور ٹیڑھے ہین جو اسکے قبضہ مین ہین تو سیدھا تیر سا ہوجا اور اس کمان سے نکل جا

کہ بیشک راست ہی پر نکلے گا آپ کہتے ہین اے بار خدایا ہم باہر کی لڑائی سے تو پھٹ گئے درونی لڑائی پر متوجہ ہین حضرت نے جو فرمایا ہی قد رجعنا من جہاد الاصغر خاص یہی حال ہمارا ہی گویا ہم خود بنفسہ یہی ہین اور ایک بڑے بت کے ساتھ جہاد اکبر کر رہے ہین تو ہمکو حضرت موسی کی سی قوت دریا شگاف دے کہ دریا کا پھاڑنا محال تھا تو تیری قوت پاک سے ہم بھی ایک ادنی سوزن سے کوہ قاف کو اکھیڑ ڈالین ای مخاطب اس شیر عرفی کو جو صفین پھاڑ دیتا اور بھگا دیتا ہی سہل و سرسری سمجھ شیر وہ ہی جو اپنی خودی کو توڑے تو خدا کی مدد سے ایسا شخص شیر خدا کا ہوتا ہی اور نفس اور اسکے فرعون سے جو نفس امارہ ہی دونون سے چھوٹ جاتا ہی بخلاف شرح بحر العلوم مین بازگون کی جگہ بازگون اور بجاے باتی اندر باتی اور بجاے دریا شگاف توفیق لاف غلط لکھا ہی

۱۷ آنا قاصد قیصر روم کا پاس عمر رضی اللہ عنہ کے

قولہ در بیان این شنو یک قصہ ✤ تا بری از سر گفتم حصہ ✤ مر عمر را آمد از قیصر رسول ✤ در مدینہ از بیابان نزول ✤ گفت کو قصر خلیفہ ای حشم ✤ تا من اسپ و رخت خود آنجا کشم ✤ قوم گفتندش کہ اورا قصر نیست ✤ مر عمر را قصر جان روشنی ست ✤ گرچہ از میری در آواز ہ ایست ✤ ہمچو درویشان مراورا کارگاہ ایست ✤ ای برادر چون بہ بینی قصر را ✤ چونکہ در چشم دلت ریست ✤ چشم دل از موے علت پاک دار ✤ وانگہان دیدار قصرش چشم دار ✤ ہر کرا ہست از ہوسہا جان پاک ✤ زود بیند حضرت دیوان پاک ✤ چون محمد پاک شد از نار و دود ✤ ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود ✤ چون رفتے وسوسہ بدخواہ را ✤ کے بہ بینی ثم وجہ اللہ را ✤ ہر کرا باشد زسینہ فتح باب ✤ او زہر ذرہ بہ بیند آفتاب ✤ حق پدید ست از میان دیگران ✤ ہمچو ماہ اندر میان اختران ✤ دو سر انگشت برد و چشم نہ ✤ ہیچ بینی از جہان انصاف دہ ✤ ورنہ بینی این جہان معدوم نیست ✤ عیب جز انگشت نفس شوم نیست ✤ تو ز چشم انگشت را بردار زین ✤ وانگہانی ہر چہ خواہی بہ بین ✤ المعنی تقول بضنتین دور و بعید کاز و بکاف عربی ہندی جھوڑے چشم داشتن امید و توقع کرنا یعنے اسی بیان نفس مین مجھسے ایک قصہ سُن تو میرے کلام کے بھید سے کچھ بہرہ پاے حضرت عمرؓ کے پاس قیصر روم کا قاصد آیا مدینہ منورہ مین بیابان دور دراز سے پوچھا خلیفہ کا محل کونسا ہی خادم بتا دو کہ مین وہان اپنا اسباب و گھوڑا لیجاؤن قوم نے کہا کہ اُن کا کوئی قصر نہین ہی اُنکا قصر تو جان ہی جو از بس روشن ہی اگرچہ امیری مین اُن کی شہرت ہو رہی ہی مگر فقیرون کا سا اُن کا ایک جھونپڑہ ہی کلاب مقولات مولانا رحمہ کے ہین کہ ای بھائی تو قصر جان کو کیسے دیکھے کہ تیری چشم دل مین پر بال ہی اور ظاہر کہ پر بال دیکھنا کس کا آنکھ تو کھولنے ہی نہین دیتا ہی تو چشم دل کو پر بال سے کہ وہ علت و اسباب دنیوی ہین پاک صاف رکھ پھر دیدار قصر جان کی امید کر خوب جان لے کہ جسکی جان ہوسون سے پاک ہی وہ جلدی اُس کے حضرت و ایوان کو دیکھ لے گا اسلیے کلا طیبین فرمایا ہی دیکھ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ اُن کی خلقت جو علت و اسباب سے پاک تھی اور بالکل نوری نور تھا دود سے جدا جدا منھ کرتے تھے اللہ کی ذات ہی پیش دیدانکے تھی تو تو رفیق وسوسہ بدخواہ یعنے خناس اور شیطان کا ہی ثم وجہ اللہ کو کب دیکھے تمیز ہی آیت شریف اینما تولوا فثم وجہ اللہ سے یعنے جدھر متوجہ ہوگے اُدھر ذات خدا کی ہی

جس کا سینہ مثل دروازہ کشادہ کے کھلا ہوا ہی وہ ہر ذرہ سے آفتاب دیکھتا ہی اللہ تعالے مخلوق سے ایسا ظاہر و باہر ہی
جیسے ستارون مین چاند ہوتا ہی تو اپنی دو انگلیون کے پورے آنکھ پر رکھلے پھر انصاف کرکے بتا تو کچھ نظر آتا ہی لیکن اگر
تو نہ دیکھے تو تیرے نہ دیکھنے سے کیا ہوتا ہی جہان معدوم تو نہین ہوگیا ایسے ہی خدا کی ذات موجود ہی مگر تجکو جو نہین سوجھتی
یہ تیرے نفس شوم کی انگلیون کا عیب ہی اسکے سوا اور کچھ نہین تو اسکی انگلیان جو رکھے ہوے ہی اپنی آنکھون سے اٹھادے
پھر جو چاہے وہ دیکھے **الخلاف** شرح بحر العلوم پہلے شعر مین پہلا مصرع تو لکھا ہی ع برعمر آمد زقیصر یک رسول ۞ اور دوسرا
مصرع ہی ع تا بری از سر گفتم حصہ ۞ پھر دوسرے شعر مین پہلا مصرع مذکور لیکر ع برعمر آمد زقیصر الخ اور دوسرا مصرع از مدینہ
از الخ ولے بر کاتب و واے بر مصحح عجب پیر نا بالغ مجمع ہوے ہین **قولہ** نوح را گفتند امت کو ثواب ۞ گفت او را نسوی و
استقصوا ثیاب ۞ رو دو سر ور جاما پیچیدہ اید ۞ لاجرم با دیدہ و نا دیدہ اید ۞ آدمی دیدست باقی پوستست ۞ دید آنست آنکہ
دید دوستست ۞ چونکہ دید دوست نبود دکور بہ ۞ دوست کو باقی نباشد دور بہ ۞ چون رسول روم این الفاظ تر ۞ رسل
آوردہ شد مشتاق تر ۞ دیدہ را بر جستن عمرے گماشت ۞ رخت را واسپ را ضائع گذاشت ۞ ہر طرف اندر پے آنکہ کار
میشدی پرسان او دیوانہ وار ۞ کا نچنین مردے بود اندر جہان ۞ در جہان مانند جان باشد نہان ۞ جست او را تا ش چون
بندہ بود ۞ لاجرم جوینده یابنده بود ۞ **المعنی** حضرت نوح سے امت نے پوچھا ثواب کہان ہی کہا اُس پار و استقصوا ثیاب
سے اشارہ ہی طرف اس آیت کے وانی کلما دعوتھم لتغفر لہم جعلوا اصابعہم فی آذانہم واستغشوا ثیابہم واصروا واستکبروا استکبارا
اور بیشک جب مین بلاتا ہون اُن کو تا بخشش کرے تو واسطے اُن کے تو اپنے کانون مین انگلیان کر لیتے ہین اور اوڑھ لیتے ہین
کپڑا جسمین چھپ جائین اور اڑ جاتے ہین اپنے کام مین اور تکبر کرتے ہین تکبر کرنا مطلب یہ کہ تم جو کپڑے اوڑھ کے آپ کو
مجھسے چھپاتے ہو اور میری دعوت نہین سنتے اس کے اُس پار ثواب ہی یعنے ان سے الگ ہو جانے مین شعر بعد اسکی تفسیر
یعنے تم جو اپنا منھ اور سر جو کپڑون مین لپیٹتے ہو بیشک اسی سبب سے اگرچہ دیکھیا ہے ہو لیکن اندھے ہو اسواسطے کہ آدمی
مین اگر دید ہی تو آدمی ہی ورنہ پوست ہی اور دید وہی ہی جو دید دوست کی ہی اگر دید دوست کی نہو تو اندھا اچھا اور دوست
بھی اگر باقی نہو تو اُس سے دور اچھا فانی کی دوستی کس کام کی الغرض جب رسول روم نے یہ الفاظ با آب و تاب سُنے
از بس مشتاق ان کا ہوا اور اپنی آنکھین اُن کی جستجو پر تعین کین گھوڑے اور اسباب کو بے محافظ چھوڑ دیا ہر طرف اُنکے سراغ
مین وہ مرد کار دیوانہ کی طرح پوچھتا پھرتا تھا کہ ایسا شخص جہان مین ہی کہ جہان مین ہو اور مانند جان کے چھپا ہو اور اس
خیال سے اُن کو ڈھونڈھتا تھا کہ مین اُن کا بندہ ہون آخر جوینده یابنده ہوتا ہی اُن کو پایا **الخلاف** شرح بحر العلوم مین
پیچیدہ اند دیدہ اند بصیغ غائب لکھے ہین اور متن قلمی مین بصیغ حاضر مگر مین نے بصیغ حاضر اختیار کیے مناسب موقع
کے کہ محل جواب و سوال ہی اور اس مصرع کا چونکہ دید دوست نبود الخ دوسرا مصرع قلمی مین یون ہی ع

در سلیمان ست از وے مو بہ ۞

سوتا پانا رسول قیصر روم کا عمر رضی اللہ عنہ کو درخت خرما کے نیچے

قولہ دید اعرابے زنے او را دخیل ✤ گفت عمر اینک بزیر آن نخیل ✤ زیر خربا بن زخلقان او جدا ✤ زیر سایہ خفتہ بین سایہ خدا ✤ آمد آنجا ذر و دید ایستاد ✤ مر عمر را دید و در لرزہ فتاد ✤ ہیبتے زان خفتہ آمد در رسول ✤ حالتے خوش کرد بر جانش نزول ✤ مہر و ہیبت ہست ضد یکدگر ✤ این دو ضد را دید جمع اندر جگر ✤ گفت با خود من شہان را دیدہ ام ✤ پیش سلطانان خوش و گزیدہ ام ✤ از شہانم ہیبت و ترسے نبود ✤ ہیبت این مرد ہوشم در ربود ✤ رفتہ ام در بیشۂ شیر و پلنگ ✤ روے من زایشان نگردانید رنگ ✤ بس شدستم در مصاف و کارزار ✤ ہمچو شیر آنم کہ باشد در شکار ✤ بسکہ خوردم بس زدم زخم گران ✤ دل قوی تر بود دام از دیگران ✤ بے سلاح این مرد خفتہ بر زمین ✤ من بہفت اندام لرزان چیست این ✤ ہیبت حق ست این از خلق نیست ✤ ہیبت این مرد صاحب دلق نیست ✤ المعنی دخیل وہ ہو کسی کام مین دخل رکھتا ہو اعراب بفتح عربان صحرانشین ہفت اندام بحسب ظاہر سر سینہ پشت اور دو ہاتھ اور دو پانون اور بحسب باطن دماغ دل جگر سپرز شش زہرہ معدہ یا گردہ بقول بعض چشم گوش زبان بطن فرج دست و پا یعنے ایک عورت اعرابی نے اُس رسول کو دیکھا اور دخیل جانا کہ عمر کے کام مین دخل رکھتا ہے کہا وہ دیکھ اُس درخت خرما کے نیچے عمر ہین اور خرما کے سایہ مین تمام مخلوق سے جدا مثل سایہ خدا کے سوتے ہین وہ رسول وہان آیا اور اُن سے دور کھڑا ہوا اور دیکھتے ہی کانپنے لگا اُنھتے سے ایک ہیبت بھی اُسکو ہوئی اور ایک حالت خوش بھی اُس کی جان پر نازل ہوئی اور جب معاملہ تھا کہ مہر و ہیبت دونون ضد ایک دوسرے کی ہین اور ضدین جمع نہین ہوتی مگر اُس نے اپنے جگر مین دونون کو جمع دیکھا اپنے دل مین کہا کہ مین نے بڑے بڑے پادشاہ و سلاطین دیکھے اور اُنکے سامنے خوش اور برگزیدہ رہا ہون نجگو پادشاہون سے کبھی خوف و ترس نہوا مگر اس شخص کی ہیبت نے میرے ہوش اُڑا دیے ہین شیر و پلنگ کے جنگلون مین گیا اور ویسے رو کا رنگ کبھی تغیر نہوا اور لڑائیون مین بھی اکثر رہا مگر اُسوقت بھی ایسا رہا جیسے شکار کے وقت شیر غران اور دلیر ہوتا ہے مین نے زخم کھائے بھی اور مارے بھی لیکن آپ کو اورون سے زیادہ تر قوی دل پایا بے سلاح یہ شخص زمین پر سو رہا ہے اور مین ہفت اندام سے کانپ رہا ہون یہ کیا بات ہے پس یہ ہیبت حق کی ہے خلق کی نہین ہے اس مرد صاحب دلق کی **الخلاف** پہلے شعر کے دوسرے مصرع مین شرح بحر العلوم مین بجاے اینک کے نک لکھا ہے جس سے مصرع غیر موزون ہوتا ہے اور بس شد ستم اس شعر کے دونون مصرعون مین کار زار کہ محل قافیہ ہے اور بجاے این مرد ان مرد شعر آخر مین غلط ہے **قولہ** ہر کہ ترسید از حق و تقوی گزید ✤ ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید ✤ اندرین فکرت بخدمت دست بست ✤ بعد یکساعت عمر از جاے جست ✤ کرد خدمت مر عمر را و سلام ✤ گفت پیغمبر سلام انگہ کلام ✤ پس علیکش گفت و او را پیش خواند ✤ ایمنش کرد و نیز دعوتش نشاند ✤ ہر کہ ترسد مر ورا ایمن کنند ✤ مردود ترسندہ را ساکن کنند ✤ لاتخافوا ست نزل خائفان ✤ ہست در خبر از برائے خائفان ✤ آنکہ خوفش نیست چون گوئی مترس ✤ ترس چہ دہی نیست او محتاج درس ✤

آندل ازجا رفتہ را دلشاد کردہ ✤ خاطر ویرانش را آباد کردہ ✤ بعد ازان گفتش سخنہاے دقیق ✤ در صفات پاک حق نعم الرفیق ✤ در نوازشہاے حق ابدال را ✤ تا بداند او مقام و حال را ✤ حال چون جلوہ است زان زیبا عروس ✤ این مقام آنخلوت آمد با عروس ✤ جلوہ بیند شاہ و غیر و شاہ نیز ✤ وقت خلوت نیست جز شاہ عزیز ✤ جلوہ کردہ عام و خاصان را عروس ✤ خلوت اندر شاہ باشد با عروس ✤ المعنی یعنے جو کوئی خدا سے ڈرا اور اُس نے تقوی اختیار کیا اُس سے جن وانس اور جو کوئی دیکھتا ہی ڈرتا ہی چنانچہ حدیث شریف ہی من خاف اللہ خافہ کل شئے ومن خاف غیر اللہ خوفہ عن کل شئے یعنے جو خدا سے ڈرتا ہی اُس سے ہر شی ڈرتی ہی اور جو غیر اللہ سے ڈرتا ہی اُس کو اللہ ہر شی سے ڈراتا ہی اِس رسول نے اسی فکر مین ہاتھ باندھے اور خدمت مین کھڑا رہا بعد ایک ساعت کے جب عمرؓ اُٹھے آداب بجالایا اور سلام کیا جیسا کہ حضرت نے فرمایا ہی السلام ثم الکلام یعنے پہلے سلام ہی پھر کلام آپ نے اُس کو ملیک کہا اور اپنے پاس بلایا اور خوف سے اُس کو نیخوف کرکے سامنے بٹھایا شعر بعد ایک معمولی بات کا بیان ہی کہ معمول ہی جو ڈرتا ہی اُس کو ایمن کرتے ہین اور جو ترسندہ دل ہوتا ہی اُس کی تسکین کرتے ہین لاتخافوا جو خدا تعالے نے فرمایا ہی یہ تحفہ ڈرنیوالون ہی کا تو ہی اور اُنھین کے لائق تو ہی چنانچہ قرآن مجید مین ہی لاتخافوا ولاتحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون یعنے نہ ڈرو نہ غم کرو اور لو بشارت ہی جنت کی جس کا تمکو وعدہ ہی ظاہر ہی جو ڈرتا نہین ہی اُس سے کیسے کہا جائے گا مت ڈر اُسکو کیا سبق پڑھاتا ہی جو سبق کا محتاج نہین اُس کا دل جو ٹھکانے نہین تھا شاد کیا اور خاطر ویران کو جو حواس وقوی سے اُجاڑ ہوگئے تھے آباد کیا یعنے سب حواس اُس کے درست ہوگئے پھر اُس سے باتین باریک دقیق صفات حقتعالے مین کین جو نہایت ہی اچھا رفیق ہی اور وہ نوازشین جو اُس کو ابدال کے حق مین ہین تا وہ مقام و حال سے واقف ہوجائے فرمایا ہی کہ حال ایسا ہی جیسے جلوہ کسی زیبا عروس کا اور مقام ایسا جیسے خلوت باعروس کہ جلوہ کے وقت عروس کو شاہ وغیر شاہ سب دیکھتے ہین اور خلوت کے وقت سوائے شاہ عزیز کے کوئی نہین ہوتا جلوہ عروس کا تو عام و خاص سب کے واسطے ہوتا ہی اور خلوت مین پادشاہ ہی عروس کے ساتھ ہوتا ہی بخلاف شرح بحر العلوم مین لاتخافوا سے دلشاد کرتک تین شعر مکرر لکھے ہین اور سرخی بھی گڈبڈ ہی قلمی ہین کہین شرح مین کہین مین نے سرخی چھوڑدی ضروری نہ سمجھی دوسرے شعر مین بجاے بخدمت بحرمت غلط ہی قولہ ہست بسیار اہل حال از صوفیان ✤ نادرست اہل مقام اندر میان ✤ از منازلہاے جانش یاد داد ✤ وز سفرہاے روانش یاد داد ✤ وز زمانی کز زمان خالی بدست ✤ وز مقام قدس اجلالے شدست ✤ وز ہواے کاندرو سیمرغ روح ✤ پیش ازین دیدست پرواز و فتوح ✤ ہر یکے پرواز ش از آفاق پیش ✤ وز امید و تہمت و مشتاق پیش ✤ چون عمر ازین ہنر رو را یاری یافت ✤ جان او را طالب اسراری یافت ✤ شیخ کامل بود و طالب مشتہی ✤ مرد چابک بود و مرکب درکمی ✤ دید آن مرشد کہ او را در اک داشت ✤ تخم پاک اندر زمین پاک داشت ✤ المعنی مرشد بکسر شین ہدایت کنندہ و مرشد بفتح شین ہدایت کردہ شدہ یعنے بعد بیان حال و مقام

کے فرمایا کہ صوفیون مین اہل حال بہت ہین اور اہل مقام بہت کم اور نادر بعد اس کے منازل جان سے اُس کو یاد دلائی اور نیز سفرون روان سے اور اُسوقت سے جو زمانہ سے خالی تھا اور روح اُسوقت مین مقام قدس سے اجلالی ہوئی ہی کہ عالم ارواح مین تھی کہ وہ عالم قدس ہی اور اُسوقت کے منازل و مقام اور اُس ہوا سے جس مین سیمرغ روح نے اس عالم ہستی سے قبل پرواز و کشود پائی کہ ہر ایک پرواز اُس کا اس آفاق سے بہت زیادہ تھا کشود و مدت مین اور امید و قصد مشتاق سے نہایت بڑھے اسمین ایسی طولانی و درازی کہان جیسی اُن پروازون مین تھی شعر مابعد دفع دخل اس بات کا ہی کہ حضرت عمرؓ نے یہ باتین تصوف و معنی کی اُس سے کیون کہین وہ تو رسول روم کا تھا مناسب اُس کے کرتے لہذا فرمایا کہ گو وہ اغیار روم تھا صورت آشنا نہ تھا مگر انھون نے اُس کو یار پایا اور اُسکی جان کو طالب اسرار دیکھا کس واسطے کہ کاملین کی نظر سے یار و اغیار چھپا نہین رہتا وہ شخص شیخ کامل تھا اور طالب اشنا والا یعنے بھوکا اس راز و اسرار کا اور مرد چست و چالاک اور مرکب در کمی یعنے بظاہر سپاہی اور گھوڑا کاہ خوار یعنے جسم آبخور کا خواہان آب گریز ہی طرف بیان اُس شخص کے کہ جب اُس مرشد ارشاد یافتہ نے کہ اپنی زمین پاک مین تخم پاک ادراک کا رکھتا تھا جو بدون حواس کے دریافت کرنا اشیا کا ہی کہ وہ معنی ہی آپ کو ایسا دیکھا یعنے حضرت عمرؓ کو تو اُس نے بھی سوال کیا جو آیندہ ہی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے سفرہاے کے سفرہا اور بجاے ادراک داشت ارشاد غلط ہی کس واسطے کہ قافیہ نہین ہوتا قطع نظر معنی کے

سوال رسول روم کا عمر رضی اللہ عنہ سے

قولہ مرد گفتش کای امیر المومنین ✤ جان زبالا چون در آمد بر زمین ✤ مرغ بے اندازہ چون شد در قفس ✤ گفت حق بر جان فسون خواند و قصص ✤ بر عدہا کان ندارد چشم و گوش ✤ چون فسون خواند ہین آید بجوش ✤ از فسون او عدہا زود زود ✤ خوش معلق میپرند سوے وجود ✤ باز بر موجود افسونے چو خواند ✤ زود او را در عدم دو اسپہ راند ✤ گفت با جسم آیتے تا جان شدا ✤ گفت باخور شید تا رخشان شدا ✤ باز در گوشش دمدکتہ نخوف ✤ در رخ خورشید افتد صد کسوف ✤ گشت در گوش گل و خندانش کرد ✤ گفت بالعل خوش و تابانش کرد ✤ تا بگوش خاک حق چہ خواندہ است ✤ گو مراقب گفت و خامش ماندہ است ✤ تا بگوش ابر آن گویا چہ خواند ✤ کو چو مشک از دیدہ خود آب راند ✤ گفت با فی تا کہ شکر گشت او ✤ گفت با آبی و گو ہر گشت او ✤ در تردد دہر کہ او آشفتہ است ✤ حق بگوش او معما گفتہ است ✤ المعنی فسون بضمتین منتر جس مین کلمات کفر ہون قصص بفتحتین کسی کے پیچھے چلنا اور خبر دینا دو اسپہ کنایہ جلد و شتاب سے ہندی ڈاک ایسے ہی سہ اسپہ یعنے اُس رسول نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ اے امیر المومنین جان ہر شی کی آسمان سے زمین پر کیسے آئی اور اتنے بے انداز مرغ اس پنجرہ مین کیسے پھنس گئے آپ نے فرمایا کہ اُس کے فسون و قصص سے کہ وہ حکم کن ہی جس نے گھیر کے ان پنجرون مین کر دیا اور ان کے پیچھے لگا دیا اور وہ فسون ایسا نہین جسکو چشم و گوش سنے

اسواسطے کہ عدم کے چشم و گوش نہین جب فسون یعنے وہی امر کن کہدیتا ہی وہ عدم ایسے جوش مین آجاتے ہین کہ
قلابازیان کھاتے اور لوٹ پوٹ ہوتے وجود مین آجاتے ہین اور پھر موجود پر جو ایک افسون پڑھا تو اُس کو جلد وشتاب
عدم کولے گیا جسم پر ایک ایسی آیت پڑھدی کہ وہ جان ہوگیا اور کچھ خورشید سے کہدیا کہ وہ روشن ہوگیا پھر اسکے کان مین جب
ایک نقطہ خوفناک پھونک دیگا تو اُس کی صورت مین سیکڑون کسوف پڑجائین گے کہ وہ روز قیامت ہی جیساکہ قرآن مجید مین ہی
اذا الشمس کورت کچھ گوش گل مین کہکے اُسکو خندان کردیا اور بعل سے کہکے اُسکو تابان کردیا آب نہین معلوم خاک سے کیا
کہدیا ہی جو ایسی مراقب وخاموش ہورہی ہی اور ابر کے کان مین اُس گویانے کیا پڑھدیا کہ مشک کی طرح آنکھون سے پانی
بہاتا ہی ایسے ہی زمینشکر سے کیا کہا ہی کہ وہ شیرین اور شکر ہوگئی اور اُس آب سے کیا کہا کہ بستہ او منجمد ہوکے گوہر ہوگیا
بس یہ کارخانہ جو اُس نے جاری کیا ہی ظاہر اور جاری ہی آب اس مین جس کو تردد وتامل ہی جیسے فرق ضالہ اور حلما کہ وہ اسمین آشفتہ
اور دیوانے ہورہے ہین اُن کے کان مین ایک معما کہدیا ہی کہ وہ اُس کے بیچ مین پڑے ہین **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے
دو اسپہ وہ اسپہ اور بجاے جان شد جان شاد اور کوچو مشک کے بجاے کوچہ مشک غلط لکھا ہی مگر چو مشک مین کوچہ مشک
ہی ٹھیک ہی **قولہ** تا کند محبوسش اندر دو کمان ✤ آنکہ گوگفت یا خود صد آن ✤ ہم زحق ترجیح یا بد یکطرف ✤ زان
دو یک را برگزیند زان کنف ✤ گر نخواہی در تردد ہوش جان ✤ کم فشار این پنبہ اندر گوش جان ✤ پنبۂ وسواس بیرون
کن ز گوش ✤ تا بگوشت آید از گردون خروش ✤ تا کنی فہم آن معما ہاش را ✤ تا کنی ادراک رمز فاش را ✤ بس محل وحی
گردد گوش جان ✤ وحی چہ بود گفتن از حس نہان ✤ گوش جان و چشم جان جز این حس ست ✤ گوش عقل و چشم حس
زان مفلس ست ✤ **المعنی** کنف بفتحتین جانب و کنارہ وپناہ اور یہ جو کہا ہی کہ تردد والے کے کان مین معما کہا ہی اسواسطے
کہ اُسکو دو کمان مین محبوس کیا ہی اب وہ اس وہم مین گرفتار ہی کہ وہ کرون جو اُسنے کہا ہی یا اُس کی ضد کرون اُسوقت مین
بھی ترجیح ایک جانب کی اُس سے پیدا ہوتی ہی کہ اُن دونون سے ایک جانب کو پناہ اپنی کرتا ہی تو اگر چاہتا ہی کہ میری
جان کے ہوش مین تردد نہ واقع ہو تو یہ روئی تردد کی اپنے کان جان مین ست ٹھونسے اور اس پنبۂ وسواس کو کان
سے نکال ڈال تو گردون سے تیرے کان مین شور آوے اور اس شور کے ذریعہ سے اُن معمون کو سمجھے اور اُن
فاش رمزون کو ادراک مین لائے بس تیرے کان محل وحی ہوجائین کسواسطے کہ وحی کے معنی حس نہان سے کہنے
کے ہین پس گوش جان اور چشم جان جز اس حس کے ہین اور گوش عقل و چشم حس کی اس سے مفلس مطلب یہ حس
ظاہری کے نہ گوش کو اُس سے بہرہ نہ چشم کو حصہ یہ دونون اُس سے کور وکر ہین **الخلاف** نسخہ قلمی مین پہلے شعر کا
دوسرا مصرع یون ہی ع کان کنم یا این کنم ای مستعان ✤ **قولہ** لفظ جبر عشق ما بے صبر کرد ✤ وانکہ عاشق نیست
جبس جبر کرد ✤ این معیت با حق ست و جبر نیست ✤ این تجلی مدت این ابر نیست ✤ ور بود این جبر جبر عامہ نیست ✤ جبر آن
اندیشہ کو را مونست ✤ جبر را ایشان شناسد ہر بصر کہ خدا بگشاد شان در دل بصر ✤ غیب و آیندہ بر ایشان گشتہ فاش ✤

ذکر ماضی پیش ایشان گشت لاش ✤ اختیار و جبر ایشان دیگر ست ✤ قطرہا اند رصدف ہا گوہر ست ✤ ہست بیرون قطرۂ خورد و بزرگ ✤ در صدف آن دُر خرد ست و سترگ ✤ طبع ناف آہو ست آنقوم را ✤ از برون خون و درون ایشان مشکہا ✤ تو مگو کین نافہ بیرون خون بود ✤ چون رود در ناف مشکے چون بود ✤ تو مگو کین مس برون بد محتقر ✤ در دل اکسیر چون گشت ست زر ✤ اختیار و جبر در تو بد خیال ✤ چون در ایشان رفت شد نور جلال ✤ المعنی اماره حکم کننده به بدی خود کامه خود مقصد لاش مخفف لاشے یعنے چومنے کہل ع تا کند محبوسش اندر دو کمان ✤ اسکو سنگلے عشق بلیلا گیا کسواسطے کہ اسمین نوعے بو جبر کی تھی اور آدمی کی بے اختیاری مترشح بس عشق نے بیتاب ہوکے کہا کہ عاشق کو کوئی جبر نہین ہی البتہ جو عاشق نہین اُس کو حبس جبر کی ہی بلکہ عاشق کو تو اسوقت مین معیت حق کے ساتھ ہی اور عین وصل ہی نہ جبر اور دو اس کو تجلی ماہ کی جانتا ہی نہ پردہ ابر کا جو ماہ کو چھپا لیتا ہی اور تجلی ماہ سے دور ڈالتا ہی اور بالفرض اگر جبر بھی ہی تو جبر عام نہین ہی جیسا کہ نفس امارہ آپ کو مجبور محض اور بے اختیار بنا کے اپنا آرام اور اپنا مطلب تک لیتا ہی ایسی پسر عاشق لوگ جبر کو خوب پہچانتے ہین کہ خدا نے اُن کے دیدہ دل کے کھول دیے ہین اور سو وجہ بوجہ کامل عطا کی ہی ایسی کہ جو شی پوشیدہ ہی اور آیندہ سب ان پر ظاہر اور فاش ہی کوئی چیز نہین اظہر من الشمس اور اہین من الامس پھر ذکر ماضی کا جو گذشتہ ہی اُن کے سامنے لغو و لاشی رہا حال و استقبال وہ سب منکشف و پیش نظر حاضر ان کا اختیار و جبر اور ہی ہی اُن کے صدف دل مین جو قطرے ہین سب گوہر ہین غور کرو تو گوہر بظاہر سب خرد و بزرگ قطرے ہین بطن صدف مین جانے سے جملہ خرد و بزرگ دُر نایاب اور گوہر آبدار و تاب ہوجاتے ہین دوسری نظیر طبیعت ان لوگون کی ناف آہو ہی کہ بظاہر جس کو خون دیکھتے ہین وہ اُن کے درون مین مشک ہوتا ہی آب تو یہ بات مت کہہ ظاہر تو خون ہوا اور ناف مین جاکر مشک ہوجاے یہ کیسے ہوسکتا ہی یا ظاہر مس حقیر و ناچیز ہو پھر اکسیر کے دل مین زر کیسے ہوجائے گا اسواسطے کہ یہ اختیار و جبر کا تو تجھ ہی مین خیال تعاجب ان مین گیا نور جلال ہوگیا الخلاف بدر خیال اور محال دونون نسخے ہین قولہ نان چو در سفرہ است او باشد جواد ✤ در تن مردم شود او روح شاد ✤ در دل سفرہ نگر دو ستحیل ✤ ستحیلش جان کند از سلسبیل ✤ قوت جانست این اے راست خوان ✤ تا چہ باشد قوت آنجان جان ✤ قوت تن نان ست لیکن در نگر ✤ تا چہ قوت جانش باشد اے پسر ✤ گوشت پارہ آدمی با عقل و جان ✤ میشگافد کوہ را با بحر و کان ✤ زور جان کوہکن شق القمر ✤ زور جان جان دران شق القمر ✤ گر کشاید دل سر انبان راز ✤ جان بسوے عرش سازد ترکتاز ✤ گر زبان گوید ز اسرار نہان ✤ آتش افروز د بسوزد ایجہان ✤ المعنی ستحیل بالضم ایک حال سے دوسرے حال پر ہونے والا سلسبیل بالفتح نام چشمۂ بہشت اور چیز نرم و خوشگوار شق القمر چھاڑنا پتھر کا انشق القمر پھٹ گیا چاند آپر جو کہا ہی نور جلال ہوجائین گے یہ اُس کی مثال ہی کہ روٹی جو دسترخوان مین ہی ایک جماد ہی بمجرد بستہ آدمی کے جسم مین جاکے کیسی روح خوش ہوجاتی ہی دیکھو سفرہ کے دل مین ہی ستحیل نہوئی جان اُس کو اپنی قوت سے ستحیل کرکے نرم و خوشگوار کر دیتی ہی پس اے مخاطب

جب روٹی قوت جان کی ہی تو سچ بتا قوت اُس کی جو جان جان ہی کسقدر ہوگی روٹی تو قوت تن کی ہی اب ای پسر دیکھ تو قوت اُس کی جان کا کیا ہوگا بظاہر آدمی ایک مضغہ گوشت ہی لیکن اپنی عقل وجان کی زور سے پہاڑ کو مع دریا و کان کے پھاڑ ڈالتا ہی جیسے کوہکن کی جان کے زورنے پہاڑ کو پھاڑا اور جان جان کے زورنے قمر کو شق کیا بس اب کہتے ہین میرے انبان دل مین جو جو راز و اسرار بھرے ہین اگر سر انبان کا کھولون اور وہ راز ظاہر کرون تو جان عرش کی طرف ترکتاز کرے اور خواہان اپنے مقام کی ہو اور جو اسرار نہان مجھپر منکشف ہین اگر اُن کو زبان پر لاؤن تو ایسی آگ بھڑکے کہ سارا جہان جلجلے

نسبت کرنا آدم علیہ السلام کا زلت کو اپنی طرف کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا اور نسبت کرنا ابلیس کا طرف حق تعالے کے کہ رَبِّ بِمَا اَغْوَیْتَنِی

قولہ فعل حق و فعل ما ہر دو بین ✤ فعل ما را ہست وان پیداست این ✤ گر نباشد فعل خلق اندر میان ✤ پس مگو کس را چرا کردی چنان ✤ خلق حق افعال ما را موجدست ✤ فعل ما آثار خلق ایزدست ✤ زانکہ ناطق حرف بیند یا عرض ✤ کے شود یکدم محیط دو عرض ✤ گر بعنی رفت شد غافل ز حرف ✤ پیش و پس یک دم نہ بیند ہیچ طرف ✤ آنزمان کہ پیش بیند آنزمان ✤ تو پس خود کے بہ بینی آن بدان ✤ چون محیط حرف و معنی نیست جان ✤ چون بود جان خالق این ہر دو آن ✤ حق محیط جملہ آمد ای پسر ✤ واندر آرد کارش از کار دگر ✤ گفت ایزد جان ما راست کرد ✤ چون نداند آن گرا خود ہست کرد ✤ المعنی موجد بالضم نوپیدا کرنے والا آثار افعال واثر ہاے طبیعت جیسے آگ کا اثر جلا دینا اور پانی کا بھگو دینا حرف سخن و کنارہ وعیب عرض بفتحتین قائم بغیر ضد جوہر جیسے رنگ و کپڑہ وغرض تشنانہ مجازاً مطلب و مقصد ظرف بالفتح پیشم مولانا پھر مسئلہ جبر و اختیار کی طرف متوجہ ہوے فرماتے ہین افعال مصدورہ مین فعل حق کو بھی دیکھے اور اپنے فعل کو بھی کسواسطے کہ اگر خاص اپنے ہی فعل کو دیکھے گا اختیار لازم آئے گا اور اگر محض فعل حق کو جبر پیدا ہوگا وکلا ہما باطل اور فعل ہمارا ظاہر و موجود ہی کچھ پوشیدہ نہین کسواسطے کہ اگر فعل خلق کا اسمین واسطہ نہین تو یہ کسی سے مت کہ تو نے ایسا کیون کیا پھر اُس کا کیا قصور ہی بلکہ ہی یہ کہ حق تعالے کی پیدایش ہمارے افعال کی موجد ہی خواہ نیک خواہ بد سب اُسی کا کیا دہرا اور اُسی کی پیدائش کے سب آثار و نشان ہین جیسے آفتاب کے آثار و نشان روشنی و شعاع ہی اور اصل آفتاب جس سے وہ شعاع ہی لیکن ناطق یعنے اس بات کا کہنے والا کہ تو نے ایسا کیون کیا وہ حرف و عرض دیکھتا ہی معنی و جوہر نہین دیکھتا بس اسی سبب سے کہ وہ ایک وقت مین محیط دونون غرض پر نہین ہوتا کہ حق و عبد دونون کو دیکھے کہتا ہی کہ تو نے ایسا کیون کیا ہان اگر معنی کی طرف وہ گیا تو اُسوقت مین حرف سے غافل ہو جاتا ہی یعنے ظاہر کو نہین دیکھتا اس لیے کہ پیش و پس دونون کو ایک وقت مین کوئی آنکھ نہین دیکھ سکتی پھر تو صاحب نہ ہلا جب وقت مین تو سامنے دیکھتا ہی اُسوقت پیچھے کب دیکھے گا بس جب جان تیری محیط حرف و معنی دونون کی نہین ہی تو خالق ان دونون

کی وہ کیسے ہو سکتی ہی لا جرم وہی خالق ہی اور بیش و پس سے مراد وہی حرف و معنی کہ حرف سامنے ہی اور معنی اُس کی آڑ مین اور پیچھے جو فعل حق اور فعل عبد ہی بہر حال ای پسر حق تعالے سب پر محیط ہی اور ہر شی کے کام سے دوسرا کام نکالتا ہی ہماری جان کو تو قول الست نے ایسا مست کر دیا ہی کہ ابتک ہم اُسی مستی و نشہ مین چور ہین اور وہ قول الست بربکم ہی کیا مین تمھارا پیدا کرنے والا نہین ہون اور ہمنے جو اقرار ربوبیت کا کیا کیا عجب اسواسطے کہ جس نے حس کو پیدا کیا ہی وہ اُس کو کیسے نجانے اور پہچانے جیسا کہ سعدی رحمہ نے فرمایا ہی شعر الست از ازل ہمچنان شان بگوش ✤ بغربا دقالوا بلے در خروش ✤ **الخلاف** متن قلمی مین بجاے فعل حق و فعل ما کے کردحق اور کرد ما ہی **قولہ** گفت شیطان کہ بما اغویتنی کرد فعل خود نہان دیو دنی ✤ گفت آدم کہ ظلمنا نفسنا ✤ او ز فعل حق ندید غافل چو ما ✤ در کنہ او از ادب پنہانش کرد ✤ زان کنی بر خود زدن او بر نخورد ✤ بعد توبہ گفتش ای آدم نہ من ✤ آفریدم در تو آن جرم و محن ✤ نے کہ تقدیر و قضاے من بدان ✤ چون بوقت عذر کردی آن نہان ✤ گفت ترسیدم ادب نگذاشتم ✤ گفت من ہم پاس آنت داشتم ✤ ہر کہ آرد حرمت و حرمت برد ✤ ہر کہ آرد قند لوزینہ خورد ✤ طیبات از بہر کہ للطیبین ✤ یار را خوش کن مرنجان و بین ✤ **المعنی** بما اغویتنی سے اشارہ اس آیت کا ہی جو شیطان نے بعد مردود ہونے کے کہا فبما اغویتنی لاقعدن لہم صراطک المستقیم یعنے قسم ہی اُس کی کہ تونے مجکو بہکایا ضرور مین ان کو تیری راہ مستقیم سے بہکانے کو بیٹھونگا لا جرم اس دیو دنی نے اپنے فعل کو چھپایا اور بالکل حق ہی کے فعل کو دیکھا اور آدم نے کہا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین اور آدم و حوا نے یہ کہا کہ ای رب ہمارے ہمنے اپنے نفسون پر ظلم کیا اگر تو نہ بخشے گا اور رحم نہین کرے گا تو ہم زیانکارون سے ہو جائینگے انھون نے گو اپنے فعل کو دیکھا لیکن فعل حق سے ہماری طرح غافل نہ تھے اسکو بھی خوب سمجھتے تھے حالانکہ گناہ مین آدم نے ادب سے اسکو چھپایا بس اس فعل یعنے گناہ اپنے اوپر لگا لینے سے کیسا پھل پایا کہ صفی اللہ و خلیفۃ اللہ ہوے پھر جب توبہ ان کی قبول ہوئی حق تعالے نے آدم سے پوچھا ای آدم یہ جرم و محن کیا مین نے تجھ مین پیدا نہین کیا تھا اور میری تقدیر و قضا کیا اس پر نہ تھی جو تونے عذر کے وقت اسکو چھپایا اور اپنی طرف نسبت کی کہا مین ڈرا مین نے ادب بچھورا حق تعالے نے فرمایا مین نے بھی اسی کا پاس لحاظ رکھا اور معاف کیا بس جو کوئی کسی کی حرمت بجالاتا ہی وہی حرمت پاتا ہی جو قند لیجاتا ہی یعنے میٹھی باتین وہ لوزینہ کھاتا ہی یہ تو سمجھ طیبات للطیبین ہی ای پاکیزہ چیزین مخصوص پاکیزہ لوگون کے واسطے ہین بس یار کو خوش رکھ رنجیدہ مت کر اور دیکھ پھر کیا ہوتا ہی **الخلاف**

شرح بحر العلوم مین زدن کو بر خود زدن غلط لکھا ہی۔

تمثیل قولہ یک مثال اے دل پے فرقے بیار ✤ تا بدانی جبر را از اختیار ✤ دست کو لرزان بود از ارتعاش ✤ واکہ دستے را بلرزانی ز جاش ✤ ہر دو جنبش آفریدہ حق شناس ✤ لیک نتوان کرد این با آن قیاس ✤ زین پشیمانی کہ لرزانید پیش ✤ چون پشیمان نیست ہرو مرتعش ✤ مرتعش را کے پشیمان دیدہ ✤ بر چنین جبرے چہ بر چسپیدہ ✤

بحث عقل ست این چه عقل ای حیلہ گر تا ضعیفے رہ برد آنجا مگر ✤ بحث عقلی گر درو مرجان بود ✤ آن دگر باشد کہ بحث جان بود ✤ بحث جان اندر مقام دیگرست ✤ بادۂ جانرا اقوام دیگرست ✤ المعنی آرتعاش کانپنا مرتعش کانپنے والا قوام بکسر نظام اور اصل کسی چیز کی فراتے ہین ای دل ایک مثال فرق کے واسطے اور بیان کرتب تو جانے کہ جبر کیا ہی اختیار کیا ہی چنانچہ فرمایا کہ ایک جنبش ہاتھ کی تو وہ ہی جو رعشہ سے کانپتا ہی اور ایک وہ ہی جو خود تو اُس کو اپنی جگہ سے ہلائے اور یہ دونون جنبشین خدا یتعالے کی پیدا کی ہوئی ہین لیکن اس کو جو جنبش رعشہ کی ہی اُسپر جو جنبش ارادی ہی قیاس نہین کرسکتے اُس جنبش سے کہ تو اُس کو ہلاتا ہی پشیمان ہوتا ہی اور مرتعش پشیمان نہین ہوتا اُس کو پشیمانی نہین ہی تو نے کبھی مرتعش کو پشیمان دیکھا ہی اگر نہین دیکھا ہی تو ایسے جبر پر کیون چپکا ہوا ہی بس یہی جان لے کہ تیری جنبش اختیاری ہی پھر کیون نہ پشیمان ہو اور اُس کی جنبش بے اختیار اُس کی پشیمانی کیا اب کہتے ہین یہ بحث عقل کی ہی اور عقل کیا چیز ہی ای حیلے بنانے والے یہ ایک نہایت ضعیف بھلایہ وہان کب راہ پاسکتی ہی بحث عقل کی بالفرض درو مرجان ہی ہوای نہایت پرآب ورنگ لیکن وہ اور ہی کچھ ہی جو بحث جان کی ہی بحث جان کا مقام ہی اور ہی جہان عقل کو ہرگز رسائی نہین اور اس شراب کا قوام ہی جدا اور اس کی اصل ہی علمدہ الخلاف شرح بحرالعلوم مین بجاے ای حیلہ گر آنحیلہ گر اور مقام دیگر باضافت مقامی دیگر یا غلط ہی قولہ آنزمان کہ بحث عقلی سازبود ✤ این عمر بوالحکم ہمرازبود ✤ چون عمر از عقل آمد سوے جان ✤ بوجہل بوجہل شد درین بحث آن ✤ سوے عقل وسوے حس او کاملست ✤ گرچہ خود نسبت بجان او جاہلست ✤ بحث عقل وحس اثر دان یا سبب ✤ بحث جانی با عجب یا بوالعجب ✤ ضوے جان آمد نماند این مستفضی ✤ لازم وملزوم نافے مقتضی ✤ زانکہ بینا راکہ نورش بازغست ✤ از عصا واز عصاکش فارغست ✤ المعنی بوالحکم زمان جاہلیت مین نام ابوجہل کا تھا کہ عرب مین یہ بڑا فہیم وعقیل تھا جب سے اس نے انکار بحث رسالت آنحضرت کا کیا تب سے اس کا لقب ابوجہل ہوا نور روشنی آفتاب مستفضی روشنی گیرندہ وروشنی خواہندہ مقتضی تقاضا کنندہ نافی نیست کنندہ بازغ روشن وطالع شونده فرماتے ہین جسوقت مین کہ بحث عقل کا ساز وسامان تھا یہی عمر کہ جن کے ذکر مین ضمنا یہ ذکر ہی بوالحکم کے بڑے ہمراز تھے جب عمر عقل سے جان کی طرف رجوع ہوے تو یہ رتبہ پایا اور بوالحکم اسی بحث عقل مین رہکر بوجہل ہوا اگرچہ کوئی شخص ایسا ہی کہ عقل اور حس مین نہایت ہی کامل ہی اور بذات خود بڑا عاقل لیکن نسبت بجان کے ازحد جاہل ہی بحث عقل وحس کی اثر یا سبب سے ہوتی ہی ای اثر اور موثر اور علت ومعلول اور بحث جانی با عجب اور بوالعجب یعنے عجیب بلکہ عجیب کی بھی باپ جسوقت کہ روشنی آفتاب جان کی ہوتی ہی پھر نہ یہ مستفضی جو اُسی سے نور ڈھونڈھتی ہین ای عقل وحس رہتی ہین نہ لازم ملزوم نہ نافی مقتضی جو مٹانے والی اور پیدا کرنے والی ہین کہ وہ بھی یہی عقل وحس ہین کہ اپنے دلائل سے کسی کو لازم کرتی ہین کسی کو ملزوم کسی کو کسی بات سے مٹاتی ہین

کسی کو پیدا کرتی ہین کچھ نہین رہتی ظاہر ہو کہ وہ شخص کہ نور اُس کی چشم کا خوب روشن ہو اُس کو حاجت عصا یا عصا کش کی کب ہوتی ہو اب کہ جان خود مشاہدہ مین ہو اُس کو دلائل لازم وملزوم نافی مقتضی کی کیا حاجت اور کیا پروا الخلاف شرح بحر العلوم مین یا سبب کی جگہ ما سبب اور سخت جانی کے بجاے بحث جان اور این مستقضی کی جگہ آن مستقضی ٹھیک نہین ہو

تفسیر آیہ وَہُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ یعنے جہان کہین تم ہو وہ تمھارے ساتھ ہے

قولہ بار دیگر بالقصہ آمدیم ✦ ما ازین قصہ برون خود کے شویم ✦ گر بجہل آیم آن زندان اوست ✦ ور بعلم آیم آن ایوان اوست ✦ گر بخواب آیم مستان ویم ✦ ور بہ بیداری بدستان ویم ✦ ور بگرہم ابر پر زرق ویم ✦ ور بخندیم آسمان برق ویم ✦ گر بخشم وجنگ عکس قہر اوست ✦ ور بصلح و عذر عکس مہر اوست ✦ ما کہ ایم اندر جہان ہیچ ہیچ ✦ چون الف اونو دچہ دا ہیچ ہیچ ✦ چون الف گر تو مجرد میشوی ✦ اندرین رہ مرد مفرد میشوی ✦ جہد کن تا ترک غیر حق کنی ✦ دل ازین دنیاے فانی برکنی ✦ این سخن را نیست پایان ای پسر ✦ از رسول روم برگو وزعمرؓ ✦ المعنی زرق بالضم آبہاے صاف جمع ازرق مجرد تنہا اور تنہا کی اصطلاح مین وہ چیز کہ مادہ سے پاک ہو جیسے عقول ونفوس جن کو اہل شرع ملائکہ اور ارواح کہتے ہین مفرد بالضم باصطلاح بعض فارسیان بندہ فرمانبردار فرماتے ہین کہ ہم پھر قصہ کی طرف آئے اور آئے کیا ہم اس قصہ سے الگ ہی کب ہوے اگر ہم جہل ونادانی مین پڑ جائین تو اُسی کے زندانی ہین اور اگر علم مین آئین تو اُسی کے ایوانی اگر سو جائین تو اُسی کی مستی وبیہوشی مین ہین اور جو بیداری مین ہون تو اُسی کے داستان گو اگر روئین تو آب صاف اُسی کے ہین اور اگر ہنسین تو اُسی کے برق اگر خشم وجنگ مین ہون تو جانو اُسی کے قہر کا عکس ہو اور جو صلح اور عذر مین تو سمجھو اُسی کے مہر کا پرتو ہو ہم اس جہان ہیچ ہیچ مین ایسے ہین جیسے الف کہ جس کے پاس کچھ بھی نہین نہ نقطہ نہ اعراب دونون سے صاف اگر تو بھی الف کی طرح مجرد ہوتا ہو تو اس راہ مین مرد مفرد بن سکتا ہو بس کوشش کر کے ترک غیر حق کرا ور ہو جب اللہ معکم اینما کنتم کے اُسی کا ہو رہ کہ وہ خود تیرے ساتھ ہو اور دل جو اس دنیاے فانی کی محبت مین پھنسا ہوا ہو اس سے اکھیڑ لے شعر آیندہ گریز ہو کہ اے پسر اس بات کی حد ونہایت نہین ہو اس کو جانے دے اور رسول روم اور عمرؓ کا بیان کر الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے زرق کے رزق غلط لکھا ہو

سوال کردن رسول روم از امیر المومنین رضؓ

قولہ از عمر چون آن رسول این را شنید ✦ روشنی در دلش آمد پدید ✦ محو شد پیش سوال وہم جواب ✦ گشت فارغ خاطر از صواب وخطا ✦ اصل را دریافت بگذشت از فروع ✦ بہر حکمت کرد در پرسش شروع ✦ با عمرؓ گفت او چہ حکمت بود وسود ✦ حبس آن صافی درین خاک کدر ✦ آب صاف دلگے پنہان شدہ ✦ جان باقی بستۂ ابدان شدہ ✦ فائدہ فرما کہ این حکمت چہ بود ✦ مرغ را اندر قفس کردن چہ سود ✦ المعنی اُس رسول نے جو عمرؓ سے یہ سُنا روشنی دل کی اُس کو

ظاہر ہوئی سبب سوال وجواب بھول گیا اور خطا وصواب سے پختہ ہوگیا کسواسطے کہ سوال وجواب کو خطا وصواب دونون عارض ہوتے ہین اصل بات کو پایا فروع سے درگذرا اور واسطے حصول حکمت و استوار کاری کے پھر پرسش شروع کی آور عمرؓ سے کہا کہ اس مین کیا حکمت تھی اور کیا بھید تھا کہ روح جیسی صاف چیز کو اس خاک تیرہ مین حبس کیا انصافی مین مشار الیہ انکی جان ہو حبس کو اوپر کہا ہو ع جان زبالا چون در آمد بزمین ✦ گویا آب صاف کو کیچڑ مین پھینکا اور جان سی باقی چیز کو ابدان فانی سے متعلق کیا اس کا فائدہ فرمایئے کہ اس مین کیا حکمت تھی اور اس مرغ کو ایسے پنجرہ مین قید کرنے سے کیا فائدہ تھا **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے گشت فارغ کے گفت فارغ لکھا ہو اور باعمر گفت الخ یہ شعر نہین ہو **قولہ** گفت تو بحث شگرفے میکنی ✦ معنی را بند حرفے میکنی ✦ حبس کردی معنی آزاد را ✦ بند حرفے کردہ تو بادرا ✦ از برای فائدہ این کردہ ✦ تو کہ خود از فائدہ در پردہ ✦ آنکہ ازوے فائدہ زائیدہ شد ✦ چون نہ بیند انچہ مارا دیدہ شد ✦ صد ہزاران فائدہ است وہر یکے ✦ صد ہزاران پیش آن یک اندکے ✦ آندم نطقش کہ جان جانہاست ✦ چون بود خالی ز معنی کوے راست ✦ آندم نطقت کہ جزو جزوہاست ✦ فائدہ شد کل وکل خالی چراست ✦ تو کہ جزوے کار تو با فائدہ است ✦ پس چرا در طعن کل آری تو دست ✦ گفت را گر فائدہ نبود دگو ✦ ور بود دل اعتراض وشکر گو ✦ شکر پزدان طوق ہر گردن بود ✦ نے جدال و رو ترش کردن بود ✦ گر ترش رو بود ن آمد شکر وبس ✦ ہیچو سرکہ شکر گوئی نیست کس ✦ سرکہ را گر راہ باید در جگر ✦ کو بروسرکنگبین شو از شکر ✦ معنی اندر شعر جز باخط نیست ✦ چون فلاسنگیست آنرا ضبط نیست ✦ **المعنی** شگرف بکسر اول عجیب وناور دست وچیزے آوردن کسی چیزین ہاتھ ڈالنا اہل امر ہو ملیدن سے فلاسنگ بمعنی فلاخن وبیابان سرکنگبین سکنجبین کہ سرکہ اور شہد کی بناتے ہین خط آمیز ش عقل کی جنون سے سوال رسول کا یہ تھا روح کو خاک تیرہ جسم مین کیون مقید کیا اس سے کیا فائدہ سمجھا حضرت عمرؓ اُس کے جواب مین فرماتے ہین کہ تو عجیب بحث کرتا ہی خیال تو کر تو کیا کر رہا ہی تو بھی تو معنی کو جو روح ہی حرف و سخن مین قید کر رہا ہی اسواسطے کہ نفس ناطقہ بھی روح ہی ہی جس کو تو حرف وصوت مین لاتا ہی پھر مقیدی جسم سے عجب کیا تونے بھی تو معنی آزاد کو حبس کیا اور ہوا کو بند حرف مین لایا یہ کیون کیا غور تو کر آخر یہ بنظر کسی فائدہ کے کیا ہی خواہ تکلم خواہ اظہار حاجت اور خود اس فائدہ سے پردہ اور آڑ مین ہی کہ حصول اُس کا ممکن ہی یا غیر ممکن بس وہ کہ جس سے فائدے پیدا ہوے کیسے ندیکھے جو کچھ ہکو دکھائی دے بلکہ جتنے کیا دیکھے جو کچھ اُس نے دیکھے کہ وہ لاکھون ہین اور ایسے جن کے ہر واحد کے مقابل لاکھون بہت تھوڑے اور نہایت اندک لے اب تو ہی سچ بتا کہ وہ افسون اُس کے نطق کا جو جان جانون کا ہی اور ساری جانین اُس سے ظہور مین آئین کیسے معنی سے خالی ہوگا جب تیرے نطق کا افسون کہ اُس کے اجزا کا ایک جز ہی فائدہ کل ہوا تو کل فائدہ سے خالی کیسے ہی اور ہرگاہ تو جز ہی اور تیرا کام با فائدہ تو کل کے طعن مین کیون ہاتھ ڈالتا ہی اور کیون طعن کرتا ہی اگر کلام مین

فائدہ نہین ہی تو کلام مت کرا ور اگر ہی تو اعتراض چھوڑا ور شکر اس فائدہ کا بجالا اسواسطے کہ شکر حق کا طوق ہر گردن کا ہی نہ ترائی اور ترش روئی اُس کے کام مین کرنا کہ ایسا کیون کیا اور ویسا کیون کیا آور اگر لڑائی و ترش روئی کا نام شکر ہی بس اور کچھ نہین تو سر کہ سے زیادہ کوئی شکر گو نہین لیکن سر کہ بھی اگر چاہے کہ مجکو لوگون کے دل و جگر مین دخل ملے تو اُس سے کہدو کہ پہلے شکر سے مل کے سر کنگبین ہو جا پھر کسی کے جگر مین گھسنے کا خیال کیجیو اب فرمائیے کہ یہ جو مین نے معنی کو اشعار مین باندھا یہ ایک خبط ہی سوائے خبط کے کچھ نہین کہان معنی کہان بندش اشعار وہ ایسے کب ہین جو اشعار مین منبط ہو جائین کس لیے کہ مثل سنگ بیابان کے لاانتہا ہین فلا سنگ مقلوب ہی ای سنگ فلا و فلا بفتح نیز بیابان **الخلاف** شرح بحر العلوم مین کو بشو سر کنگبین او ہی اور قلی مین کو بر و سر کنگبین شو ہی مگر یہی صحیح معلوم ہوتا ہی کہ واسطے کہ پہلی صورت مین او ضمیر کا محض لا طائل ہی

اس حدیث کا بیان مَنْ اَرَادَ اَنْ یَجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ اَہْلِ التَّصَوُّفِ جو کوئی چاہے کہ اللہ تعالیٰ کا جلیس ہو تو چاہیے کہ اہل تصوف کا جلیس ہوے

قولہ آن رسول اینجا رسید و شاہ شد ✦ والہ اندر قدرت اللہ شد ✦ آن رسول از خود بشد زین یکدو جام ✦ نے رسالت یاد ماند و نے پیام ✦ سیل چون آمد بدریا محو گشت ✦ ابر پیش تیغ شمسے صحو گشت ✦ چون تعلق یافت آن یوالبشر ✦ آن مردہ زندہ گشت و باخبر ✦ موم نیزم چون فدائے نار شد ✦ ذات ظلمانی او انوار شد ✦ سنگ سرمہ چونکہ شد در دیدگان ✦ گشت بینائی شد اینجا دیدہ بان ✦ ای خنک آنمردہ کز خود رستہ شد ✦ در رہ جو زندہ پیوستہ شد ✦ وای آن زندہ کہ با مردہ نشست ✦ مردہ گشت و زندگی از وے بجست ✦ چو تو در قرآن حق بگریختی ✦ با روان انبیا آمیختی ✦ ہست قرآن حال ہاے انبیا ✦ ما بیان بحر پاک کبریا ✦ **المعنی** والہ صیغۂ اسم فاعل کا ہی بروزن فاعل شیفتہ و دیوانہ صحو بالفتح وقت چاشت موم نیزم وہ موم جو لکڑی مین نکلتا ہی بھونگے کا کہ سیاہ ہوتا ہی فرماتے ہین کہ وہ شخص رسول شاہ کا تھا یہان آکر خود شاہ بن گیا اور اللہ کی قدرت کا شیفتہ اور والہ ہو گیا آور ایک ہی دو جام مین ایسا بیخود اور از خود رفتہ ہو گیا کہ نہ اُس کو رسالت یاد رہی نہ پیام سب بھول گیا گویا ایک اہلا تھا کہ دریا مین آکے محو ہو گیا اور آپ سے مٹ کے دریا مین مل گیا آور ایک ابر تھا کہ تیغ آفتاب سے صحو ہو گیا ای وقت چاشت کہ مراد ہٹ جانے ابر اور ترقی آفتاب سے ہی یا مثل روٹی کے تھا قبل اس سے مردہ اور بے خبر جیسے روٹی حضرت آدم کے تعلق سے پہلے بیجان اور انجان تھی جب ان سے تعلق پایا تب اُس نے جانا کہ مین جز روح کی ہون اور سرایہ جملہ ہوش و حواس کی یا جیسے لکڑی کا موم کہ سیاہ و تاریک ہوتا ہی جب آگ پر فدا ہوتا ہی سراپا انوار و نورانی ہو جاتا ہی یا مثل سنگ سرمہ کے کہ سیاہ رنگ ہی جب آنکھون مین جاتا ہی بینائی بنجاتا ہی اور آنکھون کا دیدہ بان ہوتا ہی ای محافظ آہی مخاطب کیسا اچھا وہ مردہ ہی کہ اپنی خودی سے چھوٹ گیا

اور کسی زندہ کے ۔ جو وہین جو اہل اللہ ہین پیوستہ ہو گیا اور افسوس اُس زندہ پر جو مردون کا ہمنشین ہوا کہ وہ اہل دنیا ہین اور مردہ ہو گیا اور زندگی اُس سے کوسون الگ جا کھڑی ہوئی تجکو چاہیے کہ قرآن حق کی طرف بھاگے اور اسی کو ہر حال مین اپنا مامن او پناہ سمجھے تو اس حال مین بیشک روح تیری روح انبیا سے آمیزش پائے گی اسواسطے کہ قرآن بالقاے الٰہی انھین کی روح سے نکلا ہوا ہی قرآن سے مراد جمیع کتب سماوی ہین اور ذکر قرآن کا بنظر زمان موجود کے اور یہ قرآن مجمع حال انبیا کا ہی یعنے وجد و ذوق یا خود حال اُن کا کہ وہ انبیا ما ہی بحر پاک کبریا کے ہین ہر وقت اسی کے شنا ور الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے کشت بیناے کے سنگ بیناے غلط لکھا ہی اور مردہ کز خود کی جگہ مرد کز خود مرد غلط لکھا ہی کسواسطے کہ یہ مردہ مقابل زندہ کے ہی جو دوسرے مصرع مین ہی قولہ گر بخوانی و نہ فرمان پذیرد انبیا و اولیا را دیدہ گیر ۔ ور پذیرائی چو برخوانی قصص ۔ مرغ جانت تنگ آید زین قفص ۔ مرغ کو اندر قفص زندانیست ۔ می نجوید رستن از نادانیست ۔ روحہاے کز قفسہا رستہ اند ۔ انبیا و رہبر شائستہ اند ۔ از برون آواز شان آید برین ۔ کہ رہ رستن ترا اینست این ۔ ما بدین رستیم زین تنگین قفص ۔ غیر این رہ نیست چارہ این قفص ۔ خویش را رنجور سازد زار زار ۔ تا ترا بیرون کنند از اشتہار ۔ کاشتہار خلق بند محکمست ۔ ورہ این از بند آہن کے کم ست ۔ یک حکایت بشنو اے زیبا رفیق ۔ تا بدانی شرط این بحر عمیق ۔ المعنی قصص جمع قصہ زار ضعیف و نالان و خوار فرماتے ہین اگر تو قرآن پڑھتا ہی اور بالفرض فرمان پذیر نہین ہی تو یہ سمجھلے کہ مجھے انبیا و اولیا کی صحبت اور ملاقات ہی نصیب ہوئی اور جو تو فرمان پذیر ہی اور اُس کو پڑھتا ہی تو تیرا مرغ جان کا اس پنجرہ سے تنگ ہو کے رہائی کا خواہان ہوگا کہ یہ بھی ایک فوز عظیم ہی کسواسطے کہ جو مرغ قفس مین قیدی ہو رہا ہی اور وہ رہائی اپنی نہ ڈھونڈھے تو اُس کی بڑی نادانی ہی اور ظاہر کہ مرغ ہر وقت پنجرہ مین پھڑکتا اور راہ نکلنے کی ڈھونڈھتا رہتا ہی جو روحین کہ قفس ابدان سے خلاص ہوئی ہین وہ انبیا ہین اور سوا انبیا کے اور رہبر شائستہ جو نائب انبیا کے ہین اولیا وغیرہم ظاہر آواز اُن کی اسی پر آتی ہی کہ تیری رستگاری کی یہی راہ ہی یہی ہم اسی کی بدولت اس قفص تنگ سے نکلے ہین سوا اس کے کوئی چارہ اس سے چھوٹنے کا نہین آپ کو رنجور اور زار و خوار بنانا یہ رنجوری و خواری تجکو شہرت و اشتہار یعنے بڑے پیر کہلانے سے نکالدے کسواسطے کہ یہ شہرت مخلوق کی ایک بڑی مضبوط بند ہی اور اس راہ مین تیرے پاؤن کی بیڑی جو مانع رفتار ہی شعر بعد پھر گریز ہی کہ اے رفیق زیبا ایک حکایت اور مجھسے اسی پر سُن تا اس بحر عمیق مین گھسنے کی شرط تجکو معلوم ہوئے الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے فرمان پذیر قرآن پذیر میری دانست مین غلط ہی

قصہ سوداگر کا کہ ہندوستان کو تجارت کے واسطے جاتا تھا اور طوطی جو اُس کے مکان مجوس تھی اُس نے پیغام طوطیان ہند کو بھیجا تھا

قولہ چو بازرگانی او را طلبد ۔ در قفس مجوس ز بیا طوطے ۔ چونکہ بازرگان سفر را ساز کرد سوی ہندستان شدن آغاز کرد

ہر غلام و ہر کنیزک را زجود ❊ گفت بہر تو چہ آرم گوے زود ❊ ہر یکے از وے مرادے خواست کرد ❊ جملہ را وعدہ بداد آن نیک مرد ❊ گفت طوطی را چہ خواہی ارمغان ❊ کارمت از خطۂ ہندوستان ❊ گفتش آن طوطی کہ آنجا طوطیان ❊ چون بہ بینی کن زحال من بیان ❊ کہ فلان طوطی کہ مشتاق شماست ❊ از قضاے آسمان در حبس ماست ❊ بر شما کرد او سلام و داد خواست ❊ وز شما چارہ رہ وار شاد خواست ❊ گفت میشاید کہ من در اشتیاق ❊ جان دہم اینجا بمیرم در فراق ❊ این روا باشد کہ من در بند سخت ❊ گہ شما بر سبزہ گاہے بر درخت ❊ ہمچنین با شد وفاے دوستان ❊ من درین حبس و شما در بوستان ❊ یاد دارید ای مہان زین مرغ زار ❊ یک صبوحی در میان مرغزار ❊ یا دیاران یار را میمون بود ❊ خاصہ کان لیلی و این مجنون بود ❊ المعنی خطہ بکسر پارہ زمین علحدہ کردہ شدہ خواست کرد ای خواہش کرد صبوح وہ شراب جو صبح کو پین مرغزار سبزہ زار مولانا فرماتے ہین کہ ایک سوداگر تھا اور اُس کے پاس ایک طوطی تھی نہایت زیبا محبوس در قفس جب وہ سوداگر ہندوستان کے سفر کو چلا اور سفر کا سامان کیا تو بمقتضاے جود و کرم ہر غلام و کنیز سے پوچھا کہ تمھارے واسطے کیا لاؤن سب نے اپنی اپنی خواہش ظاہر کی اُس نے سب سے وعدہ کیا پھر طوطی سے پوچھا کہ تیرے لیے ہندوستان سے کیا تحفہ لاؤن طوطی نے اُس سے کہا کہ وہان بہت طوطیان تیرے دیکھنے مین آئین گی جب اُن کو دیکھے تو میرا حال اُن سے بیان کرنا اور کہنا کہ فلان طوطی جو گردش فلکی سے ہماری قید مین ہی وہ نہایت تمھاری مشتاق ہی تمکو اُس نے سلام کہا ہی اور اپنی فریاد تمسے چاہتی ہی اور اپنی چارہ جوئی تمسے کرتی ہی اور رہنمائی کی خواہان ہی اور کہتی ہی کہ یہ بات روا ہی کہ مین تمھارے اشتیاق و فراق مین جان دون اور مرون اور مین اس قید سخت مین مقید رہون اور تم کبھی سبزہ مین بیٹھو اور کبھی درخت پر آسی کا نام ہی وفاداری اور یہی دوستی دوستون کی ہی کہ مین قید مین رہون اور تم باغ و بوستان مین عیش کرو آہی بزرگ کو کبھی اس مرغ زار و نزار کو بھی تو یاد کرو اور مرغزار مین ایک صبوحی میری یاد پر بھی تو پیو کسواسطے کہ یاد یارون کی یار کے حق مین مبارک ہوتی ہی کہ اُسکی غمخواری غمگساری کرتے ہین خاص اس حال مین کہ وہ یاد لیلیٰ ہوا ور مین مجنون الخلاف شرح بحر العلوم مین تو پہلا مصرع یون ہی ہی جیسا مین نے لکھا بر عایت اس کے کہ تیسرے مصرع مین بھی بازرگان ہی تا مستحدرین اور قلمی مین ع تا جیرا بود گویا طوطے ❊ اگرچہ تاجر و بازرگان متحد المعنی ہین لیکن تیسرے مصرع کا تغایر لفظی اچھا نہین معلوم ہوتا قولہ ای حریفان بابت سوزون خود ❊ من قدحہا میخورم از خون خود ❊ یک قدح می نوش کن بر یاد من ❊ گر نہ میخواہی کہ بدہی داد من ❊ تا بیا دا ین فتادہ خاک بیز ❊ چو تتو خوردی جرعۂ بر خاک ریز ❊ ای عجب آن عہد و آن سوگند کو ❊ وعدہاے آن لب چون قند کو ❊ گر فراق بندہ از بد بندگیست ❊ چو تتو با بد بدکنی پس فرق چیست ❊ این بدی کہ تو کنی در خشم و جنگ ❊ باطرب تر از سماع نے و چنگ ❊ ای جفاے تو ز راحت خوشتر ❊ وانتقام تو ز جان محبوب تر ❊ نار تو انیست نور ت چون بود ❊ ماتم این تا خود کہ سورت چون بود ❊ از ملاوتتا کہ دارد جور تو ❊ وز لطافت کس نیابد غور تو ❊ فی المثل جورت اگر عریان شود

عالم ار گریان بود خندان شود ۞ یاد آور از محبتہاے ما ۞ حق مجلسہا و صحبتہاے ما ۞ نالہ و ترسم کہ او ہا و رکند ۞ و ز ترحم جور را کمتر کند ۞ عاشقم بر قہر و بر لطفش بجد ۞ ای عجب من عاشق این ہر دو ضد ۞ عشق من بر مصدر این ہر دو شد ۞ چون نباشد عشق کز وے نیست بد ۞ والہ از زین خار در بستان شوم ۞ ہمچو بلبل زین سبب نالان شوم ۞ این عجب بلبل کہ بکشاید دہان ۞ تا خورد او خار را با گلستان ۞ این نہ بلبل این ہنگ آتشیست ۞ جملہ ناخوشہاے عشق اورا خوشیست ۞ عاشق گل ہست و خود گل ہست او ۞ عاشق خویش ست و عشق خویش جو ۞ المعنی سوربوا و معروف خوشی یہ بھی مقالات طوطی سے ہین کہ آہی حریفو تمھارا تو وہ حال کہ اپنے معشوق موزون و سنجیدہ کے ساتھ خوش عیش ہو اور مین پیالے کے پیالے اپنے خون کے پیون ایک پیالہ تو میری یاد پر پیو یعنے ایک دفعہ تو مجکو یاد کرو اگر میری داد دینا چاہتے ہو یا اگر خود نہ پیو تو مجھ خاک بیز کی یاد پر ایک جرعہ خاک ہی پر ڈال دو بہرحال یاد تو ہو مجکو بڑا تعجب ہی کہ وہ عہد و سوگند تمھارے کہان گئے اور وہ وعدے جو لب چون قند سے فرمائے تھے کیا ہوے اگر مین بد ہون اور میری بدبندگی کا نتیجہ یہ فراق ہی تو تو بد نہین ہی پھر اگر بد کے ساتھ تو بدی کرے تو مجھ مین تجھ مین فرق ہی کیا ہی یہ شعر اور اشعار آیندہ مجکو مقولات مولانا رح سے معلوم ہوتے ہین یہ بدی جو خشم و جنگ سے ہی جیسے کہ معشوق عاشقون سے کرتے ہین تجھ سے ہوتی ہی مجکو سماع زخم و چنگ سے طرب آور تر ہی تیری جفا راحت سے خوبتر ہی اور تیرا انتقام جان سے محبوب تر الله الله جب نار تیری جو سوزندہ ہی ایسی خوب و پر لطف ہی تو اب دیکھیے نور تیرا کیسا ہوگا نار و نور مراد قہر و مہر سے اور ماتم مین ایسا مزہ ہی تو سور مین کیسا ہوگا جو لذتین کہ تیرا ظلم رکھتا ہی ان کو دیکھ دیکھ کے تیرے لطف لطافت کو کسی کے عزر نہین پا سکتے تمثیلاً کہتا ہون کہ اگر جور تیرا عریان ہو یعنے کھلجاے کہ کس وجہ اور کس غرض سے ہی تو روتا جہان ہنسنے لگے تجکو لازم ہی کہ وہ محبتین کہ مجکو تجھسے ہین ذرا اُن کو یاد کر اور نیز وہ حق مجلس و صحبت کے کہ جو کچھ قبل زمان وجود عالم جان مین تھے مجکو چاہیے کہ نالان و ترسان ہوؤن تو اُس کو یقین میری محبت و اخلاص کا ہو اور بمقتضاے ترحم ظلم کو گھٹا دے جو کہ اس شعر سے نوعے بو کرب ظلم کی آتی تھی لہذا اُس کی دفع مین فرمایا کہ مین اُس کے قہر و لطف دونون پر عاشق ہون بجان و دل اور تعجب یہ کہ یہ دونون ضدین مجھ مین جمع ہوئی ہین و ہذا الضدان لا یجتمعان کہا ہی اور عشق میرا اُسپر ہی جو مصدر ان دونون کا ہی اور دونون اُس سے بد نہین معلوم ہوتین پھر عشق میرا اُس پر کیسے نہو اور قسم کھاتا ہون کہ جب اس خار و جور سے جو الگ ہوکے بستان مین جاؤن تو اس کی علحدگی کے سبب سے بلبل کی طرح نالان ہون گویا گل سے علحدہ ہوکے خارستان مین پڑگیا یہ جان میری عجب ایک بلبل ہی کہ جب منھ کھولے تو خار کو مع گلستان کے کھا جاے یہ بلبل نہین ہی یہ ایک ہنگ آتش ہی کہ جملہ ناخوش جو عشق مین ہوتے ہین سب اُس کو خوش ہین کسی سے ناگواری نہین آور یہ بلبل ہی تو عاشق گل کی مگر خود بھی گل ہی اور خود اپنی عاشق اور نیز عاشق جو اور یہ وہ مقام ہی جس کی نسبت کسی نے کہا ہی شعر بلبل ہی وہی گل وہی گلزار وہی ہی ۞

ہمطور وہی نور وہی نار وہی ہے ✤ الخلاف شرح بحر العلوم مین بانگ چنگ بجاے نے وچنگ کے اور بجاے راحت خوبتر کے دولت اور بجاے عورتو کے کچھ بصورت غند تو اور ارزین کے جگہ ازار اور گل بست کے بجاے است لکھا ہے

صفت اولے اجنحہ طیور عقول الٰہی

قولہ قصۂ طوطی جان زینسان بود ✤ کوکسے کو محرم مرغان بود ✤ کو یکے مرغ ضعیف بے گناہ ✤ واندرون او سلیمان باسپاہ ✤ چون بنالد زار بیشکر وگلہ ✤ در زمین وچرخ افتد غلغلہ ✤ ہر دمش صد نامہ صد پیک از خدا ✤ یا ربے زد شصت لبیک از خدا ✤ زلت او بہ زطاعت پیش حق ✤ نزد کفرش جملہ ایمانہا خلق ✤ ہر دمے او را یکے معراج خاص ✤ بر سر و فرقش نہد حق تاج خاص ✤ صورتش در خاک وجان در لامکان ✤ لامکان فوق وہم سالکان ✤ لامکانے کہ در وہم آید ✤ ہر دمے در وے خیالے زائدت ✤ بل مکان ولامکان در حکم او ✤ ہمچو در حکم بہشتی چار جو ✤ شرح این کو تہ کن وسُخ زین بتاب ✤ دم مزن واللہ اعلم بالصواب ✤ باز میگردم ازین اے دوستان ✤ سوے مرغ وتاجر ہندوستان ✤ المعنی یارب یعنی آہ لبیک حاضر ہون مین حاضر ہونا بعد حاضر ہونے کے زلت لغزش خلق بفتحین جامہ کہنہ چار جو کوثر تسنیم سلسبیل زنجبیل فرماتے ہین طوطی جان کا قصہ بھی ایسا ہی ہے مگر محرم کہان ہے جو اس سے واقف ہونا محرم کیا جانے کہ وہ ایک مرغ ضعیف پاک بے گناہ ہے جیسا کہ فرمایا ہے خلق الانسان ضعیفا پیدا کیا گیا انسان ضعیف اور ہندی مثل بھی ہے چڑیا سی جان بظاہر تو یہ حال اس کا ہے اور باطن مین بھی چڑیا ایک سلیمان باسپاہ ہے یعنے وحوش وطیور اور جن وانس سب اس کے تابع فرمان ہین یہ وہ ہے کہ ذوق محبت حق سے خاص طور پر جو شکر وشکایت سے خالی ہونا لکھے تو زمین وآسمان مین شور پڑ جاے اور ہر دم خدا کی طرف سے سیکڑون نامے اور پیغام اُس کو آئین اور ایک آہ کے ساتھ ساتھ لبیک جو مراد کثرت سے ہے خدا تعالی کی جانب سے اُس کو پہونچین ایسی قدر ونازبرداری اُس کی کی جاے لغزش اُس کی اورون کی طاعت سے بہتر ٹھہرے اور اُس کے کفر کے سامنے سارے ایمان پرانے کپڑے کے مثل ناپسند وبیقدر ہو جائین ہر دم اُسکو ایک معراج خاص حاصل ہو حق تعالے خود اُس کے سر پر تاج رکھے ظاہر صورت اُس کی یہان ہو مگر جان لامکان مین اور وہ لامکان جو سالکون کے وہم سے بڑھ کے ہے یعنے وہ لامکان نہین جو تیرے وہم مین آجاے اور ہر دم اُس مین تیرا ایک خیال پیدا ہو غرض وہم وخیال سے برتر بلکہ مکان ولامکان سب اُس کے حکم مین ہون جیسے بہشتی کے حکم مین چارون نہرین بہشت کی کہ وہ کوثر وتسنیم اور سلسبیل وزنجبیل ہین آیندہ پھر گریز ہے فرماتے ہین کہ اس کی شرح کو تاہ کر اور اس سے مُنہ پھیر اس کے بیان کی طرف متوجہ مت ہو اور خاموش ہو جا اسکو اللہ ہی خوب جانتا ہے لہذا کہتے ہین کہ اب مین اے دوستو اس کو چھوڑ کے مرغ اور تاجر ہندوستان کی داستان کی طرف پھر لوٹتا ہون الخلاف

شرح بحر العلوم مین زلت او بہ کی جگہ بد اور بر سر فرش کے بجاے بر سر تا جش اور بازمی گردم الخ بعد کی داستان کے اول مین لکھا ہی

دیکھنا خواجہ کا طوطیون کو جنگل مین اور پیغام پہونچانا

قولہ مرد بازرگان پذیرفت آن پیام ✦ کو رساند سوے جنس از وے سلام ✦ چونکہ در اقصاے ہندستان رسید ✦ در بیابان طوطے چندین بدید ✦ مرکب استانید و پس آواز داد ✦ آن سلام و آن امانت باز داد ✦ طوطی از طوطیان لرزید و پس ✦ اوفتاد و مرد و بگسستش نفس ✦ شد پشیمان خواجہ از گفت خبر ✦ گفت رفتم در ہلاک جانور ✦ این مگر خویش ست با آن طوطیک ✦ این مگر دو جسم بود و روح یک ✦ این چرا کردم چرا دادم پیام ✦ سوختم بے چارہ را زین گفت خام ✦ این زبان چون سنگ و فم آہن دشست ✦ وانچہ بجہد از زبان چون آتشست ✦ سنگ و آہن را مزن بر ہم گزاف ✦ گہ بر روے نقل گہ از روے لاف ✦ زانکہ تاریک ست ہر سو پنبہ زار ✦ در میان پنبہ چون باشد شرار ✦ ظالم آنقوم یکہ چشمان دوختند ✦ وز سخنہا عالمے را سوختند ✦ عالمے را یک سخن ویران کند ✦ روبہان مردہ را شیران کند ✦ جانہا در اصل خود عیسی دمند ✦ یکزمان زخمند و دیگر مرہمند ✦ کز جواب از جانہا بر خاستے ✦ گفت ہر جانی مسیح آساستی ✦ گر سخن خواہی کہ گوئی چون شکر ✦ صبر کن از حرص و این حلوا بخر ✦ صبر باشد مشتہاے زیرکان ✦ ہست حلوا از براے کودکان ✦ ہر کہ صبر آورد گردون بر رود ✦ ہر کہ حلوا خورد واپس تر شود ✦ المعنی طوطیک مین کاف تصغیر و ترحم کا ہی فم دہن گزاف بروزن خلاف بیہودہ و بے حساب و بیحد مشتہا بالضم مرغوب و نیز آرزو خام بمعنی خالص و بے اصل نیز القصہ اُس مرد سوداگر نے پیام طوطی کا قبول کیا اسواسطے کہ اُس کی جنس کو سلام و پیام پہونچائے جب اقصاے ہندوستان مین پہونچا تو ایک جگہ کچھ طوطیان جمع دیکھین گھوڑا جو مرکب ہو کھڑا کیا اور با واز پکار کے سلام اور امانت پیام ظاہر کی ایک طوطی انھین طوطیون سے کانپ کے گر پڑی اور مرگئی اور تار اُس کے نفس کا ٹوٹ گیا خواجہ یہ حال دیکھکے اس خبر سُنانے سے پشیمان ہوا اور کہا کہ افسوس مین نے ایک جان کو ہلاک کیا شاید یہ طوطی میری طوطی کی کوئی اپنی تھی اور ایسی اپنی کہ ایک جان دو قالب مین نے کیون ایسا کیا اور یہ پیام کیون سنایا مین نے اس بیچاری کو ناحق ایک کچی بے اصل بات سے جلایا آگے مقولات مولانا کے ہین کہ زبان آدمی کی سنگ اور دہن مثل آہن کے ہی اور جو اس سنگ و آہن سے نکلتا ہی وہ مثل آتش کے بس اس سنگ و آہن کو بیہودہ ایک دوسرے پر مت لگا کبھی نقل و حکایت مین اور کبھی شیخی و لاف مین اس سبب سے کہ تاریک لوگ اے سیہ دل مثل پنبہ زار کے ہین اور پنبہ زار مین شرار کا کیسے گذارا ہو وہ ظالم قوم جنھون نے حق سے آنکھین پھیر لین اور اپنی باتون سے ایک عالم کو پھونک دیا اور ویران کیا دیکھو ایک بات عالم کو ویران کرتی ہی اور مری مردہ روباہون کو شیر بنا دیتی ہی یعنے کیسا ہی مرا مردار ہو مگر بات کا مارا جان دیدیتا ہی جانین اپنی اصل من

عیسی دم ہین جنسے مردے زندہ ہون مگر یہی جانین کبھی زخم ہوجاتی ہین کبھی مرہم کہ یہ مقتضیات بشریت سے ہی اگر یہ حجاب مقتضیات اُٹھ جاتا تو سب باتین جان کی مثل مسیحا کے جان بخش ہی ہوتین اور مرہم نہ زخم اگر تو چاہتا ہی کہ مین ایسی بات کہون جو شکر کی طرح شیرین ہو تو حرص سے صبر کر کہ یہی تلخی و ترشی پیدا کرتی ہی بس جب اس سے صبر کرے گا حلوا کھاے گا معًا موجود ہی اور اس صبر کو ایسا ویسا مت جان یہ مرغوب زیرکون کا ہی اور حلوا الزکون کے واسطے بس صبر کرنے سے فلک پر پہونچتا ہی اور حلوا کھانے والا نہایت ہیچے رہتا ہی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے قم آہن کے چون آہن غلط ہی اسواسطے کہ اول تو چون اور وش دو حرف تشبیہ کے جمع ہوتے ہین دوسرے یہ کہ زبان ہی سنگ و آہن ٹھہرتی ہی اور غیر چیز ہونا چاہیے اور اس شعر مین صبر باشد الخ دوسرا مصرعہ از براے کودکان کی جگہ از روے زیرکان لکھا ہی جس مین نہ معنی نہ قافیہ

تفسیر قول شیخ فرید الدین عطار کی شعر تو صاحب نفسی اے غافل میان خاک خون میخوری ۔ کہ صاحب دل اگر زہرے خورد آن انگبین گردد ۔

قولہ صاحب دل را نمارد آن زیان ۔ گر خورد آن زہر قاتل را عیان ۔ زانکہ صحت یافت از پرہیز رست ۔ طالب مسکین میان تپ درست ۔ گفت پیغمبر کہ ای طالب جری ۔ ہان مکن بر ہیچ مطلوبی مری ۔ در تو نمرودیست آتش در مرو ۔ رفت خواہی اول ابراہیم شو ۔ چون نہ سباح نے دریائی ۔ در میفگن خویش از خود رائی ۔ او ز قعر بحر گوہر آورد ۔ از زیا نہا سود بر سر آورد ۔ کالے گر خاک گیرد زر شود ۔ ناقص ار زر برد خاکستر شود ۔ چون قبول حق بود آن مرد راست ۔ دست او در کارہا دست خداست ۔ دست ناقص دست شیطان ست و دیو ۔ زانکہ اندر دام تلبیس ست و ریو ۔ جہل آید پیش او دانش شود ۔ جہل شد علمے کہ در ناقص رود ۔ ہر چہ گیرد علتے علت شود ۔ کفر گیرد کالے ملت شود ۔ ای مری کردہ پیادہ با سوار ۔ سر نخواہی بُرد اکنون پائدار ۔ **المعنی** جری مرد دلیر مری کوشش کرنا اور برابری کرنا کسی سے مرتبہ مین اور ستیزہ سباح بفتح و تشدید با شناور یعنے صاحبدل اگر زہر کھالے تو وہ اُس کو زیان نہین کرتا کو صریح زہر قاتل ہی کیون نہو اس سبب سے کہ اُس نے جملہ علتون سے صحت پائی اور پرہیز سے چھوٹ گیا اور طالب غریب ابھی تپ مین ہی اس کو پرہیز واجب ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای طالب دلیر خبردار کسی مطلوب پر ستیزہ اور دوسرے کی برابری اور دیکھا دیکھی مت کر خلاّ منصور نے انا الحق کہا اب ہر کوئی کہنے لگے اسواسطے کہ جب تجھ مین نمرودی موجود ہی تو آگ مین مت گھس ہان اگر گھسنا چاہتا ہی تو پہلے ابراہیم بن لے تو تو نہ پیریا ہی نہ دریائی پھر خود رائی سے آپ کو دریا مین کیون ڈالتا ہی آخر ڈوب جاے گا وہ تو قعر دریا سے موتی نکالتا ہی اور زیان اُٹھا اُٹھا کے سود حاصل کرتا ہی تو ایسا کہان ہی یہ بھی جانتا ہی کہ کامل اگر خاک اُٹھاے زر ہو جاے اور ناقص کے ہاتھ مین زر رکھدو ہو جاے

اسلیے کہ وہ مرد راست اسکا کامل مقبول خدا کا ہی بس جملہ کامون مین اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہی اور ناقص کا ہاتھ شیطان اور دیو کا ہاتھ اس سبب سے وہ مکر و فریب کے جال مین پھنسا ہی کامل کے سامنے اگر جہل آویگی دانش ہوجائے گی اور ناقص کے پاس اگر علم جائے گا جہل ہوجائے گا قاعدہ ہی علتی یعنے بیماری کچھ کھالیگا علت ہوجائے گا اور کامل اگر کفر اختیار کرے گا عین ملت و مذہب ہوگا اسے مخاطب خیال تو کر پیادہ اگر سوار کی برابری کرے گا تو کیسے اپنا سر بچا پاے گا اسکو چاہیے کہ اپنے موافق قدم رکھے **الخلاف** شرح بحر العلوم مین سباح کو سیاح لکھا ہی اور بجاے تلبیس کے تکلیس جو مناسب ربو کے نہین

تعظیم کرنا ساحرون کا حضرت موسی کو کہ پہلے تم عصا ڈالوگے یا ہم

قولہ ساحران در عہد فرعون لعین ✤ چون مے کردند با موسی یکین ✤ لیک موسی را مقدم داشتند ✤ ساحران او را مکرم داشتند ✤ زانکہ گفتندش کہ فرمان آن تست ✤ گر تو میخواہی عصا بفگن نخست ✤ گفت نے اول شما اے ساحران ✤ افگنید آن مکرہا را در میان ✤ اینقدر تعظیم دین شاں را خرید ✤ وز مری آنہا ست و پاہا شان برید ✤ ساحران چون قدر او نشناختند ✤ دست و پا در جرم آن در باختند ✤ لقمہ و نکتہ ست کامل را حلال ✤ تو نہ کامل مخور ریباش لال ✤ تو چو گوشی او زبان نے جنس تو ✤ گوشہا را حق بفرمود انصتوا ✤ کودک اول چون بزاید شیر نوش ✤ مدتے خاموش باشد جملہ گوش ✤ مدتی ریباش لب دوختن ✤ از سخن گویان سخن آموختن ✤ تا نیاموزد نگوید صد یکے ✤ ور بگوید حشو گوید بیشکے ✤ ورنہ باشد گوش تی تی میکند ✤ خویشتن را گنگ گیتی میکند ✤ کر اصلی کش نبود آغاز گوش ✤ لال باشد کے کند در نطق جوش ✤ زانکہ اول سمع باید نطق را ✤ سوے منطق ازرہ سمع اند رآ ✤ **المعنی** مری کے معنی اوپر گذرے انصتوا اے خاموش شوید لب دوختن خاموش رہنا حشو با فتح بھرتی کر بالفتح بھرا یعنے ساحرون نے فرعون لعین کے وقت مین حضرت موسی کی عداوت سے برابری کی لیکن اُن کو مقدم رکھا اور مکرم جانا اسی سبب سے کہا کہ حکم تمھاری ملک ہی تم مالک حکم کے ہو اگر چاہو تو پہلے عصا اپنا ڈالو جیساکہ قرآن مین ہی قالوا یا موسی اما ان تلقی واما ان نکون نحن الملقین یعنے اے موسی تم پہلے عصا اپنا ڈالوگے یا ہم ڈالین موسی نے کہا نہین اے ساحرو اول تم اپنے مکر پھیلاؤ جو کچھ ہون بس اتنی ہی تعظیم دین نے اُن کو خریدا اور قبول کیا کہ حضرت موسی کو اُن سے سجدہ کرایا اور نیز اقرار ایمان خدا یتعالے اور موسی اور ہارون کا کما جاء فی القرآن والقی السحرۃ ساجدین قالوا آمنا برب العالمین رب موسی وہارون یعنے گرے ساحر سجدہ مین اور کہا ہم ایمان لائے رب العالمین اور رب موسی اور ہارون پر مگر وہ جو برابری حضرت موسیٰ کی کیے تھے اُس کے پاداش مین خدا یتعالے نے فرعون سے اُن کے ہاتھ پاؤن کٹوائے اس سبب سے کہ انھون نے قدر موسی نہ پہچانی اور اپنی قدر پر نظر کی جیساکہ قرآن شریف مین ہی لاقطعن ایدیکم وارجلکم ہر آئینہ ضرور کاٹون گا مین ہاتھ پاؤن تمھارے لقمہ اور نکتہ کامل کو حلال ہی اسوجہ سے کہ اورون کا لقمہ حظ نفس ہی نفس کو موٹا کرتا ہی اور ان کا لقمہ نور خدا کا کہ باطن کو روشن کرتا ہی کامل کا ہر نکتہ صحیح اور ٹھکانے کا ہی اور ناقص کا غلط اور محض بیجا پس ناقص کو چاہیے کہ نکمالے اور گونگا بنا رہے اب فرماتے ہین کہ تو تو گوش ہی سننے والا اور کامل زبان یعنی کہنے والا

تو اور وہ ایک جنس کب ہوے کہ جو وہ کہے سو تو بھی کہے دیکھ حق تعالےٰ نے بھی گوش کے حق مین انصت فرمایا ہی یعنے خاموش ہو جاؤ بچہ جو پیدا ہوتا ہی تو اول مین شیر خوار ہوتا ہی اور ایک مدت خاموش رہتا ہی اور بالکل گوش ہو جاتا ہی اور مدت تک اُس کو ہونٹھ بند رکھنا چاہیے اور سخنورون سے سخن سیکھنا جب تک اورون سے نہین سیکھ لیتا سو باتون مین ایک بھی نہین کہہ سکتا اور اگر گنگا بھی ہی تو بھرتی اور حشو یعنے بیمعنے آور جس کے کان ہی نہین ہوتے تی تی کرتا ہی اور تمام دنیا مین گونگا مشہور ہوتا ہی جیسے بہرہ مادرزاد کہ ابتدا سے اُس کے کان نہین ہوتے گونگا ہوتا ہی اور جوش نطق سے بے بہرہ کسواسطے کہ نطق کو اول سمع کا ہونا ضرور ہی بس تو بھی اول خوب سامع بن لے پھر ناطق بن سمع کی راہ سے منطق مین داخل ہو الخلاف شرح بحر العلوم مین مری کی جگہہ مزی ہی شاید غلطی کاتب سے ہو قولہ وَخَلَوا الْأَبْيَاتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۞ وَاطْلُبُوا الْأَرْزَاقَ مِنْ أَسْبَابِهَا ۞ نطق کان موقوف راہ سمع نیست ۞ چز کہ نطق خالق بے طمع نیست ۞ مبدعست و تابع استادی نی ۞ مسند جملہ ورا اسنادی نی ۞ باقیان در حرف ہم ہم در مقال ۞ تابع اسناد و محتاج مثال ۞ زین سخن گر نیستی بیگانہ ۞ دلق واشکے گیر چو ویرانہ ۞ زانکہ آدم زان عتاب از اشک رست ۞ اشک تر باشد دم توبہ پرست ۞ ہر گریہ آدم آمد بر زمین ۞ تا بود نالان و گریان و حزین ۞ آدم از فردوس و از بالاے ہفت پایہ ۞ جان از برای عذر رفت ۞ گر زپشت آدمی در صلب او ۞ در تلب بیباش و ہم در تلب او ۞ المعنی پاے ۞ جان وہ کہ کسی کو جوتون کی جگہہ ایک پاؤن سے کھڑا کرکے کان پکڑوانا تلب بالضم گروہ و طائفہ بتائید سابق فرماتے ہین کہ ہر چیز کی ایک راہ ہی مثلاً گھر مین گھسنے کی راہ دروازے سے اور حصول رزق کی راہ اسباب سے یعنی دروازون سے گھر مین گھسنا چاہیے اور اسباب سے جستجو رزق کی کرنا چاہیے ایسے ہی سمع کی راہ سے منطق مین آور وہ نطق جو موقوف راہ سمع پر نہین ہی سواے نطق خالق بے نیاز کے نہین ہی ایسی نطق اُسی کی ہی کہ وہ مبدع ہی یعنے نئی بات پیدا کرنے والا اور تابع کسی اسناد کا نہین اور سب کا مسند ہی اسناد و نسبت سب کی اُسکی طرف اور اُس کی نسبت کسی کی طرف نہین آور جو باقی مخلوق ہے سخن اور گفتگو مین سب اُسی کے تابع اور اُسی کے مثال یعنے حکم و فرمان جس سے گویا ہین بس اگر تو اس بات سے آشنا ہی بیگانہ نہین تو گدڑی آنسو اُٹھالے اور کسی ویرانہ کو ڈھونڈھ جیسے کہتے ہین بوریا بدستا اُٹھاؤ اُس سبب سے کہ اشک ایسی شی ہین جن سے آدم نے اس عتاب سے رہائی پائی اور توبہ پرست کا بڑا افسون یہی اشک ہین کہ خواہ نخواہ دل مین رحم ڈالدیتے ہین آدم آسمان سے جو زمین پر آئے تو رونے ہی کو آئے چنانچہ مدتون روئے اور نالان و گریان و حزین رہے تھے کہ رخسارے ایسے باریک ہوگئے تھے کہ اُن سے دانت جھلکتے تھے پھر کہتے ہین کہ آدم فردوس و ہفت آسمان سے دونون ہاتھون سے کان پکڑے اور ایک پاؤن سے کھڑے ہوکے اُس فوق و بلندی سے اس پستی پایہ مین عذر کرنے کو سامنے اپنے معبود کے گئے پس اگر تو آدم کی پشت اور اُن کے صلب سے ہی تو اُسی کی طلب اور اُسی کے گروہ مین رہا کر اور اپنے جد امجد کے طریقہ پر چل الخلاف شرح بحر العلوم مین یہ مصرع باقیان در حرف ہم ہم در الخ باقیان ہم در حرف

ہم در لکھا ہی جو موزون نہین اور تلب او کو بطاے مطبقہ لکھا ہی لیکن شرح مین صحیح لکھا ہی قولہ زاتش دل واب دیدہ
تقل ساز ✦ بوستان از ابر و خور شید ست ناز ✦ تو چہ دانی ذوق آب اے شیشہ دل ✦ زانکہ ہمچون خر شدی تو پا بگل ✦
تو چہ دانی ذوق آب دیدگان ✦ عاشق ثانی تو چون نا دیدگان ✦ گر تو این انبان زنان خالی کنی ✦ پر ز گوہر ہاے اجلالی
کنی ✦ طفل جان از شیر شیطان باز کن ✦ بعد زاتش با ملک انباز کن ✦ تا تو تاریک و ملول و تیرہ ✦ وانکہ با دیو لعین
ہمشیرہ ✦ لقمہ کو نور افزود و کمال ✦ آن بود آوردہ از کسب حلال ✦ روغنی کاید چراغ ما کشد ✦ آب خواتش
چون چراغے را کشد ✦ علم و حکمت زائد از لقمہ حلال ✦ عشق و رقت آید از لقمہ حلال ✦ چون ز لقمہ تو حسد بینی دوام ✦
جہل و غفلت زائد آنرا دان حرام ✦ ہیچ گندم کاری و جو بر دہد ✦ دیدہ اسپی کہ کرہ خر دہد ✦ لقمہ تخمست و برش اندیشہا ✦
لقمہ بحر و گوہرش اندیشہا ✦ زائد از لقمہ حلال اندر دہان ✦ میل خدمت عزم رفتن آنجان ✦ زائد از لقمہ حلال اے بیخبر ✦
در دل پاک تو و در دیدہ نور ✦ این سخن پایان ندارد اے کیا ✦ بحث بازرگان و طوطی کن بیا ✦ المعنی کرہ بضم
و تشدید بچہ اسپ و خر کیا بکسر پہلوان و خداوند و پاکیزہ تازہ نو رستہ و درخت سرو صنوبر و فخر آینے آتش دل اور
آب دیدہ سے نقل بنا کسواسطے کہ بوستان ابر و خور شید ہی سے ناز ہوتا ہی یعنے نو رستہ اور تازہ ہوتا ہی خور شید
اس سبب سے کہ اسی کی حرارت سے بخار پیدا ہوکے ابر منبعث ہوتا ہی اور ابر تو خود ظاہر تو آہی شیشۂ دل ذوق آب کا
کیا جانے تیرا دل تو مثل کاہ کے خشک و بے آب ہی اور آب آنسو اور تو مثل گدھے کے آب و گل مین اندھا ہوا ہی
یعنے بہمہ تن تن پروری مین مصروف پھرتے ہین تو مزہ ان آنسوون کا کیا جانے تو تو نا دیدون کے مثل عاشق
روٹی کا ہو رہا ہی اگر اس انبان کو جو شکم ہی روٹی سے خالی کرے تو گوہر اجلالی سے بھرلے تیری جان کا طفل جو شیر
شیطان کا پی رہا ہی یہ دودھ اس کا چھوڑا دے پھر اس کو فرشتون کا شریک بنا دے ایسا پاکیزہ ہو جائے گا تو جبتک
روٹی کے سبب سے جو انبان مین بھرتا ہی تاریک و ملول و تیرہ ہی کہ یہ سب کیفیتین بہت کھانے سے ہوتی ہین خوب جان لے
کہ شیطان لعین کا ہمشیرہ ہی وہ لقمہ جو نور و کمال بڑھائے وہ کسب حلال کا پیدا کیا ہوا ہوتا ہی نہ حرام کا بس جو روغن
کہ آئے اور ہمارے چراغ کو بجھا دے اُس کو روغن مت کہہ وہ پانی ہی کہ چراغ کو بجھاتا ہی ایسا ہی لقمہ حرام کا حال ہی لقمہ
حلال سے علم و حکمت پیدا ہوتے ہین اور عشق و رقت آور ہر گاہ تو لقمہ سے ہمیشہ حسد ہی آپ مین دیکھے اور
جہل و غفلت اُس سے پائے اُس کو حرام جان ظاہر ہی کہ ایسا کبھی نہین دیکھا ہوگا کہ تو گندم بوئے اور جو پائے یا گھوڑے
سے گدھے کا بچہ پیدا ہو بس یہ صفت منعکسہ جو لقمہ سے پاتا ہی یہ صفت لقمہ حرام کی ہی یہ شعر نظیر ہی لقمہ تخم ہی اور اندیشے
اور خیالات جو اُس سے پیدا ہوتے ہین وہی اُس کے پھل ہین اور لقمہ ایک دریا ہی اور اندیشے اُسکے گوہر لقمہ حلال سے
جسوقت منھ مین جاتا ہی رغبت خدمت اے بندگی اور عزم اُس جہان کے چلنے کا پیدا ہوتا ہی آور اے ماہ لقمہ حلال سے
حضور پیدا ہوتا ہی جس سے ہر طاعت و بندگی ٹھیک ہوتی ہی اور تیرے دل پاک و دیدہ مین نور و فروغ اُس سے

ہوتا ہی آگے گریز ہی کہ ای کیا اس سخن کی تو حد نہین ہی لہذا آاو دبحث سوداگر طوطی کی کرالخلاف شرح بحرالعلوم مین
یہ شعر تو چہ دانی ذوق آب الخ نہین ہی قلمی مین ہی

کہنا سوداگر کا طوطی سے جو کچھ اُسنے اس طوطی سے دیکھا تھا

قولہ کرد بازرگان تجارت را تمام ✤ باز آمد سوے منزل شاد کام ✤ ہر غلامی را بیا ورد ارمغان ✤ ہر کنیزک را بخشید او نشان ✤
گفت طوطی ارمغان بندہ کو ✤ انچہ دیدی انچہ گفتی باز گو ✤ گفت نے من خود پشیمانم ازان ✤ دست خود خایان و انگشتان گزان ✤
کہ چرا پیغام خامی از گزاف ✤ بردم از بیدانشی و از نشاف ✤ گفت ای خواجہ پشیمانی نیست ✤ پیست آن کین خشم و غم را
مقتضی ست ✤ گفت گفتم آن شکایتہاے تو ✤ باگروہ طوطیان ہمتاے تو ✤ آن یکی طوطی زدردت بوے برد ✤ زہرہ اش
بدرید و لرزید و بمرد ✤ من پشیمان گشتم این گفتن چہ بود ✤ لیک چون گفتم پشیمانی چہ سود ✤ نکتہ کان جست ناگہ از زبان ✤ ہمچو
تیرے دان کہ جست آن از کمان ✤ و انگرد و باز رہ آن تیر ای پسر ✤ بند باید کرد وسیلے را ز سر ✤ چون گذشت از سر جہانی را گرفت ✤
گر جہان ویران کند نبود شگفت ✤ فعل را در غیب اثرہا زادنیست ✤ وان موالیدش بحکم خلق نیست ✤ بے شریکی جملہ مخلوق خداست ✤
آن موالید از چہ نسبت شان بہاست ✤ المعنی نشاف بفتح نون خبط و دیوانگی موالید بفتح فرزندان جمع مولود یعنے سوداگر
تجارت ختم کرکے خوش خوش اپنے گھر کی طرف لوٹا ہر غلام کے لیے تحفہ لایا اور ہر کنیز کو جو اُس نے بتا دیا تھا وہ دیا طوطی بھی بول
اٹھی کہ بندہ کا تحفہ کہان ہی جو کچھ دیکھا ہوا ور جو کچھ کہا ہو مجھسے کہو کہا مین خود اُس سے پشیمان ہون ہاتھ چاتا ہون انگلیان
کاٹتا ہون کیا میری عقل جاتی رہی تھی یا خبط ہو گیا تھا جو ایسا بے اصل بیہودہ پیغام لے گیا تھا کہا ای خواجہ پشیمانی کس بات
سے ہی اور وہ کونسا امر ہی جو مقتضی اس خشم و غم کا ہی کہا مین نے تیری شکایتین ایک گروہ طوطیون مین جو تیری مثل و نظیر
تھین کہین اُن مین ایک طوطی نے تیرے درد کی ایسی بو پائی کہ زہرہ اُس کا پھٹ گیا اور کانپ کے مر گئی مین پشیمان ہوا کہ یہ
کیسی بات تھی لیکن جو کہہ چکا تھا پھر پشیمانی سے کیا فائدہ اب آگے مقولات مولانا رحمہ کے ہین فرماتے ہین چونکہ کہ دفعۃً
زبان سے نکلگیا وہ ایسا ہی جیسے تیر کمان سے نکلگیا کہ پھر لوٹ کے نہین آتا پس ای پسر لہذا کو سرے سے بند کرنا چاہیے کہ
جب اپنے سر سے تجاوز کرکے جہان کو گھیر لیتا ہی پس اگر جہان کو ویران کردے تو تعجب کیا جو فعل جس سے ہوتا ہی ضرور اُس سے
اثر غیب مین پیدا ہوتے ہین اور وہ جو پیدا ہوتے ہین مخلوق کے حکم مین نہین ہین خدا تعالے کے حکم مین ہین اور سب
مخلوق اُسی کی کوئی اُن مین شریک نہین اگرچہ نسبت اُن کی ہماری طرف کی جاتی ہی کہ فلان سے یہ فعل اُس کا یہ نتیجہ ہوا
الخلاف شرح بحرالعلوم مین خایان اور انگشتان مین واو عطف کا نہین لکھا قولہ زید پرانید تیرے سوے عمرو ✤ عمرو را
بگرفت تیرش ہمچو نمرد ✤ مدت سالی ہمیزاید درد ✤ در دہا را آفریند حق نمرد ✤ عمر و دائم ماند در درد و وجل ✤ در دہا میزاید اینجا
تا اجل ✤ زان موالید وجع چون مرد او ✤ زید را زاول سبب قتال گو ✤ آن وجعہا را بدو منسوب دار ✤ گرچہ ہست آنجا صنع
کردگار ✤ ہمچنین کشت و دد و دام و جماع ✤ از موالید ست حق را مستطاع ✤ بستہ در ہای موالید از سبب ✤ چون پشیمان شد

ولے از دست رب ✤ اولیارا ہست قدرت از الٰہ ✤ تیر جستہ باز گرداند ز راہ ✤ گفتہ ناگفتہ کند از فتح باب ✤ تا ازان نے سیخ سوزد نے کباب ✤ از رہہ دلہا چو آن نکتہ شنید ✤ آن سخن را محو کرد و ناپدید ✤ گرت برہان باید و حجت رہا ✤ باز خوان من آیۃ او ننسہا ✤ آیۃ انسوکم ذکری بخوان ✤ قوت نسیان نہادن شان بہان ✤ چون بتذکیر و بہ نسیان قادر ند ✤ بر ہہ دلہای خلقان قاہر ند ✤ چون بہ نسیان بست او راہ نظر ✤ کار تتوان کرد و رہا شد ہنر ✤ خذ توا الکتٰب بقوۃ اہل السمٰوٰت ✤ از نبی خواند تا انسوکمو ✤ صاحب دو پادشاہ جسمہاست ✤ صاحب دل شاہ دلہای سماست ✤ فرع دید آمد عمل بے ہیچ شک ✤ پس نباشد مردم الا مردمک ✤ مردمش چون مردمک دیدند خورد ✤ در بزرگی مردمک کس رہ نبرد ✤ من تمام این ندانم گفت ازان ✤ منع می آید ز صاحب مرکزان ✤ المعنی تمریکسر جیتہ وجل بضمتین دُرنا وجع بفتحتین دردمندی و رنجوری مستطاع بالضم فرمانبردار و مطیع تذکیر یاد دلانا یہ شعر اور یتہ ما بعد کے چند شعر کلام سابق کے ایک مثال ہین یعنے زید نے تیر عمرو پر چھوڑا اور تیر نے عمرو کو ایسا دبوچ لیا جیسے کسی کو جیتہ سال بھر اُس زخم سے درد پیدا ہوا کیا اور بتحقیقت پیدا کرنے والا درد کا حق تعالےٰ ہی نہ آدمی عمرو اس مدت مین ہمیشہ درد و خوف مین رہا اور یہان کا تو یہ حال ہی کہ مرتے دم تک درد پیدا ہوتے رہتے ہین اب جو اس موالید سے جو درد تھے وہ مرا تو زید کو بسبب اول سبب کے کہ تیر اُسنے مارا جس سے درد پیدا ہوے قائل اس کا کہہ آورا اُن دردون کو زید ہی سے منسوب کرا گرچہ ہین وہ سب صنعت کردگار سے ایسے ہی قتل دوا و ردام اور کل کا موالید سے ہی کہ موالید خدا یتعالےٰ کے مطیع و فرمانبردار ہین آور اگر حق تعالیٰ چاہتا ہی تو درو ازے موالید کے سبب سے بند بھی کر دیتا ہی کیسے ہی سبب ہون ممکن نہین کہ موالید اُن سے ظہور مین آئین مگر جبکہ کوئی ولی اللہ قوت و قدرت حق سے نادم و پشیمان ہوے ورنہ اُن کو کوئی روک نہین سکتا کسواسطے اولیا کو یہ قدرت خدا یتعالےٰ کی عطا کی ہوئی البتہ ہی کہ چھوٹے ہوے تیر کو راہ سے لوٹا دین کہ وہ تیر موالید ہی ان کے دل پر جو دروازہ کشود کا کھلا ہوا ہی یہ اُس گفتہ کو اپنے عذر و معذرت سے ناگفتہ بنا دیتے ہین اس طور پر کہ نہ سیخ جلے نہ کباب یعنے نہ اُس گوینده پر آنچ آئے نہ خدا یتعالےٰ ناخوش ہوئے آور جو کہ وہ ولی اللہ بادشاہ اُس قوم کا ہی جن مین سے کسی نے ناگفتی کی تو اس ایک اولیا کی معذرت و پشیمانی گویا اُن سب کی ہی اسی لیے کہا ہی کہ جب سب دلون سے اُس نے وہ نکتہ سُنا تو اُس بات کو محو و ناپدید کر دیتا ہی اب اس پر اگر تجکو دلیل و حجت کی حاجت ہی تو ای سردار اس آیت کو پڑھ جو قرآن شریف کی ہی ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا یعنے نہین نسخ کرتے ہین ہم کسی آیت کو یا نہین بھلا دیتے ہم اُس کو مگر یہ کہ لاتے ہین بہتر اُس سے یا اُس کے برابر پس محو و ناپدید کرنا آیت سے ظاہر بلکہ اُس سے بہتر کا لانا واضح آور لو دوسری آیت ذکری انسوکم کو پڑھو اور وہ آیت یہ ہی انہ کان فریق من عبادی یقولون ربنا آمنا فاغفرلنا وارحمنا وانت خیر الراحمین فاتخذتموہم سخریا حتے انسوکم ذکری وکنتم منہم تضحکون یعنے بیشک تھے ایک گروہ میرے بندون سے کہتے تھے کہ ای رب ہمارے ہم ایمان لائے

پس بخشندے ہو اور ہم پر رحم کر تو ہی بہترین رحم کرنے والون سے ہے پس بنایا تنے اُن کو مسخرہ یہانتک کہ بھلایا میرے
تمکو ذکر اپنا اور تم اُن سے ٹھٹھہ بازی مین پڑے تھے اب اس آیت سے قوت نسیان مین ڈالنے اس گروہ کی غور کر
اور اولیا تو یاد دلانے اور بھلانے دونون پر قادر ہین بس سارے مخلوق کے دلون پر غالب ہین اور جب اُس نے
نسیان سے بالکل راہ نظر کی باندھ دی تو ایسا ہی ہنر ہو کچھ کارگر نہین ہو سکتا جیسے وہ گروہ جو سخریہ کرتے تھے نسیان مین
پڑے تو اب اہل سمود بلندی ان کو مسخرہ بناؤ اور نبی یعنے قرآن سے آیہ فاتخذتموہم سخریا کو پڑھو تم نہین جانتے مالک
کانون کا یعنے بادشاہ تو مالک تمھارے جسمون کا ہے اور صاحب دل بادشاہ تمھارے دلون کا ہے اُس لیے کہ جب
دید و معرفت کسی کو حاصل ہو جاتی ہے تو وہ بیشک علمدار ہوتا ہے یعنے صاحب خدمت بس وہ شخص نہین ہوتا ہے مگر مردک
کہ لوگ اُس کو مثل مردک کے خُرد و حقیر جانتے ہین اور اُس کی بزرگی مین کوئی سرغ نہین لیجاتا کہ تمام دنیا اُس مین
سمائی ہوئی ہے اب فرماتے ہین کہ مین پورا پورا اس کو بیان نہین کر سکتا اسواسطے کہ صاحب مرکز اس کے بیان سے منع
کرتے ہین اور صاحب مرکز قطب لوگ الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے درد و جل کے درد و وجل لکھا ہے اور بجاے
کشت بکاف عربی مضموم کے کسب اور دو و دم کی جگہ دم و دام اور شعر عربی کے دوسرے مصرع مین واو اشباع کا نہین لکھا
جو قوافی مین معتبر ہے صرف انسو کم لکھ کے چھوڑ دیا ہے نہ انسو کو تا صورت قافیہ کی ایک ہوتی اور اب تو اجنب ہے
قولہ چون فراموشی خلق و یادشان ✤ با دیست و اورسد فریادشان ✤ صد ہزاران نیک و بد را آن بہی ✤ میکند ہر دم
زدلہا شان تہی ✤ روز دلہا را ازان پر میکند ✤ آن صد فہا را پُر از دُر میکند ✤ آنہہ اندیشہ پیشا نہا ✤ می شناسد از
ہدایت جانہا ✤ پیشہ و فرہنگ تو آید بتو ✤ تا در اسباب بکشاید بتو ✤ پیشہ زرگر با آہنگر نشد ✤ خوے این خوشخو بدان منکر
نشد ✤ پیشہا و خلقہا ہمچون جہیز ✤ سوے خصم آیند روز رستخیز ✤ صورتے کان بر نہاد ت غالب است ✤ ہم بران
تصویر حشرت واجبست ✤ پیشہا و خلقہا از بعد خواب ✤ واپس آید ہم بخصم خود شتاب ✤ پیشہ و اندیشہا در وقت صبح ✤
ہم بدانجا شد کہ بود آن حسن و قبح ✤ چون کبوتر لے پیک از شہرہا ✤ سوے شہر خویش آرد بہرہا ✤ ہر چہ یعنی سوے
اصل خود رود ✤ جز و سوے کل خود راجع شود ✤ المعنی بہی بفتح اول و یاے مشدد خوب و زیبا فارسی والے تخفیف
استعمال کرتے ہین منکر بالضم و کاف مفتوح بد و قبیح و ناشائستہ جہیز بکسر تین اما لہ جہاز اسباب و رخت دختر و مردہ نہاد و
بکسر نہاد و خلقت یعنے فراموشی اور یاد مخلوق کی جو وابستہ اُس ولی سے ہے اور وہ ان کا فریاد رس اُس سبب سے وہ بھی
لاکھون نیک و بد کو ہر دم ان کے دل سے خالی کرتا رہتا ہے روزان کے دلون کو نیکیون سے بھرتا ہے اور ان سیپون کو موتیون
سے پُر کرتا ہے وہ سب ان کے اندیشے اور پیشے پہچانتا ہے اس سبب سے کہ اُس نے ان کی جانون کی طرف رہنمائی کی ہے پیشہ
اور اندیشہ ہر کسی کا ہر کسی کی طرف جاتا ہے اور کا اور کی طرف تیرا تیری طرف تا دروازے اسباب کے تجھ پر کھولے کہ
وہ سزا و جزا ہے مثلاً پیشہ زرگر کا آہنگر کی طرف نہین جاتا ہے پس خوخو شخو کی بد اور ناشائستہ کی طرف نہین جاتی

سب پیشے اور عادتین اپنے مالک کی طرف قیامت کے دن آئین گی جو صورت کہ یہان تیری بنیاد و خلقت پر غالب ہی اُسی صورت پر ضرور ہی کہ تیرا حشر ہو جیسا کہ کہا ہی کما تعیشون تموتون وکما تموتون تبعثون یعنے جیسے تم جیتے ہو ویسے ہی مروگے اور جیسے مروگے ویسے ہی اُٹھائے جاؤگے قیامت کو یہ پیشے اور عادتین بعد خواب وہنگام بیداری اپنے مالک کی طرف فوراً لوٹتی ہین یعنے سارے پیشے اور اندیشے صبح ہوتے ہی وہین پہونچتے ہین جہان ان کے حُسن وقبح کا ٹھکانا ہی اچھے اچھے کے پاس بُرے بُرے کے پاس جیسے کبوتر پیک کہ اور شہرون سے اپنے شہر کو بھرے اور حقے لے جاتے ہین بس جس چیز کو تو دیکھتا ہی سب اپنی اصل کی طرف جاتی ہی اور ہر جزا اپنے کل کی طرف رجوع ہوتا ہی

سنناطوطی کا حرکت اُس طوطی کی اور مرجانا اور گرنا تاجر کا اُس کے مرنے پر

قولہ چون شنید آمرغ کان طوطی چہ کرد ✦ ہم بلرزید و فتا دو گشت سرد ✦ خواجہ چون دید ش فتا دہ اینچنین ✦ برجہید و زد گلہ را بر زمین ✦ چون بدین رنگ و بدین حالش بدید ✦ خواجہ برجست وگریبان را درید ✦ گفت ای طوطی وخوب وخوش جبین ✦ بے چہ بودت این چرا گشتی چنین ✦ ای دریغا مرغ خوش آواز من ✦ ای دریغا ہمدم و ہمراز من ✦ ای دریغا مرغ خوش الحان من ✦ راح روح و روضۂ رضوان من ✦ گر سلیمان را چنین مرغے بُدے ✦ کے دگر مشغول آن مرغان شدے ✦ ای دریغا مرغ کارزان یافتم ✦ زود رو از رو بر تافتم ✦ ای زبان تو بس زیانی مرمرا ✦ چون توئی گویا چہ گویم مرترا ✦ ای زبان ہم آتشے ہم خرمنی ✦ چند این آتش درین خرمن زنی ✦ در نہان جان تو افغان میکند ✦ گرچہ ہر چہ گویش آن میکند ✦ المعنی رَاح راحت دریغا مین دریغ بمعنی افسوس اور الف ندبہ کا ہی یعنے جب سوداگر کے مرغ نے سُنا کہ اُس طوطی نے کیا کیا یہ بھی کانپ کے گر گئی اور ٹھنڈی ہوگئی خواجہ نے جو دیکھا کہ اس طور سے گر گئی کودا اور ٹوپی زمین پر پٹک دی پھر بتائید اسی کے فرمایا کہ یہ رنگ وحال اُس کا دیکھکے گریبان اپنا پھاڑا اور اُچھل پڑا اور کہا ای طوطی خوب خوش جبین افسوس تجکو کیا ہوا کیون ایسی ہوگئی ہاے افسوس ای مرغ خوش آواز میرے ہاے افسوس ہمدم اور ہمراز میرے ہاے افسوس ای مرغ خوش الحان میرے اور میری روح کے راحت اور میرے باغ کے رضوان اگر حضرت سلیمان کے پاس ایسا مرغ ہوتا تو پھر وہ اور کسی مرغ سے مشغول نہوتے ہاے افسوس ای مرغ کیسا سُنتا اس کو مین نے پایا تھا اور کیسا جلدی مُنھ اس سے پھیرا اے زبان تو کیسی بُری زبان میرے حق مین ہی اور جب تو ہی گویا ہی تو پھر مجکو کیا کہون تو ہی نے وہ بات کہدی جس سے یہ کیفیت ہوئی اور تو ہی نوحہ اور آپ کو ملامت کر رہی ہی پھر مین کس کو کہون اے زبان تو ہی آگ ہی اور تو ہی خرمن ہی کیسی آگ تو نے میرے خرمن مین لگا دی اور کہانتک لگے گی جان میری تجھ سے فریاد ہی ہی چپی چپی اگرچہ ہر چیز جس کو تو کہتی ہی وہ فعل جان کا ہوتا ہی وہی تجھ سے کہلاتی ہی اس واسطے کہ خواہش

ہر شے کی جان سے پیدا ہوتی ہی اسکی ترجمان زبان ہی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے خوش حنین کے خوش حنین لکھا ہی اور حنین بمعنی آواز مجکو تو لغت مین یہ معنی نہین ملے البتہ گریہ و نالہ کے معنی لکھے ہین اور خوش چنین کہنے مین کچھ قباحت نہین معلوم ہوتی خواہ بمعنی خود پسندانی خواہ بمعنی صورت موافق ذکر جزا و ارادہ کل کے **قولہ** ای زبان ہم گنج بے پایان توئی ✤ ای زبان ہم رنج بے درمان توئی ✤ ہم صفیر خدعۂ مرغان توئی ✤ ہم ملبس ظلمت کفران توئی ✤ ہم خمیر و رہبر مرغان توئی ✤ ہم انیس وحشت ہجران توئی ✤ چند انامنم میدہی ای بے امان ✤ ای توزہ کردہ یکین سن کمان ✤ تک بپرانیدۂ مرغ مرا ✤ در چراگاہ ستم کم کن چرا ✤ یا بجواب من بگویا داد دہ ✤ یا مرا اسباب شادی یاد دہ ✤ ای دریغا نور ظلمت سوز من ✤ ای دریغا صبح روزافروز من ✤ ای دریغا مرغ خوش پروازمن ✤ زانتہا پریدن آغازمن ✤ عاشق رنج محنت نادان تا ابد ✤ خیزد الا اقسم بخوان نافی کبد ✤ از کبد فارغ بدم باروے تو ✤ وز زبد صافی بدم در جوے تو ✤ ای دریغا من خیال دیدنست ✤ وز وجود و نقد خود بریدنست ✤ المعنی کبد سختی و رنج زبد تفتین ہندی جھاگ ای زبان گنج بے پایان بھی تو ہی ہی اور ای زبان رنج بیدرمان بھی تو ہی ہی اور تو ہی ہی جو پرندون کے دمسوکہ کی صفیر ہی اور تو ہی ہی جو لباس ظلمت کفران کی ہی تو ہی ہی کہ رہبر اور خرد ہندہ پرندون کی ہی تو ہی ہی کہ انیس وحشت ہجران کی ہی ای بے امان دیکھو ن کتنی امان تو مجکو دیتی ہی مجکو تیر اکیا بھروسا اور اعتماد کہ تو بے امان ہی اور میری دشمنی پر کمان چڑھائے ہوے ابھی تو نے میرے مرغ کو اڑا دیا کیسا ستم مجھپر کیا ذرا تو چراگاہ ستم کا چرانا کم کردے اب یا مجکو جواب دے یا میری داد دے یا مجکو سبب شادی کے یاد دلا کہ اُس کے اُڑنے مین یہ سبب تیری شادی کے ہین جیسا کہ اکثر پرندون سے شگن لیتے ہین ہاے افسوس نور ظلمت سوز ای غم غلط کرنے والے میرے ہاے افسوس صبح روزافروز میری کہ اب شام غم سے بتر ہوگئی ہاے افسوس مرغ خوش پرواز میرے کہ انتہا سے میرے آغاز تک تو اُڑا لیجاے تیری یہ وہ اُڑان ہوئی کہ مرتے دم تک نہ بھولونگا اور جب پھر میرا آغاز ہوگا جو بعث حشر ہی جب بھی اسی دمیان مین ہونگا چنانچہ میرے حسب حال یون ہی ع چو میرم مبتلا میرم چو خیزم مبتلا خیزم ✤ بعد کا شعر منقولہ مولانا رح کا ہی کہ جو نادان و احمق ہو وہ عاشق رنج کا ہی رنج کو چھوڑتا نہین اُسی کلیجہ کیے جاتا ہی لے اٹھا اور سورہ لا اقسم مین مافی کبد کو پڑھ کہ خدا یتعالے نے خود فرمایا ہی لقد خلقنا الانسان فی کبد ہر آئینہ تحقیق پیدا کیا ہمنے انسان کو رنج مین کیسا عالم ارواح مین تیرے روے رخشان کے سامنے رنج و کبد تھا اور کیسا جھاگون سے صاف پانی تیری نہر کا تھا جھاگ وہی غم ہاے افسوس ہین اور مجکو خیال دیدار کا اور وجود اور اپنی ذات سے جو جدا ہونا اس کو لازم ہی وہ ابھی ویسے ہی باقی کا باقی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین ہم ملبس ظلمت لکھا ہی مجکو لغت مین ملبس ملا نہین مین اس کو ملبس جانتا ہون اور خمیر کی جگہ خضیر جانے اس کے کیا معنی شاید تصغیر خضر کی بنائی ہو **قولہ** غیرت حق بود واز حق چارہ نیست ✤ کو دلے کز حکم حق صد پارہ نیست ✤ غیرت آن باشد کہ او غیر ہمہ است ✤ آنکہ افزون از یمان و دمدمہ است ✤ ای دریغا اشک من دریا بدے ✤ تا نشاندہ لعل زیبا بدے ✤ طوطی من مرغ زیرک سازمن ✤

تبیان فکرت و اسرار من ✤ هر چه روزی دادنا داد آمدم ✤ او زاول گفت تا یاد آمدم ✤ طوطی کاید ز وحی آواز او ✤
پیش از آغاز وجود آغاز او ✤ اندرون تست آن طوطی نهان ✤ عکس او را دید تو بر این و آن ✤ میبرد شادیت را تو
شاد از و ✤ می پذیری ظلم را چون داد از و ✤ ایکه جان از بهر تن میسوختی ✤ سوختی جان را و تن افروختی ✤ سوختم من
سوخته خواهد کسے ✤ تا ز من آتش زند اندر خسے ✤ سوخته چون قابل آتش بود ✤ سوخته بستان که آتش کش بود ✤
ای دریغا ای دریغا ای دریغ ✤ کاین چنان لعلے بهان شد زیر میغ ✤ المعنی دمدمه بفتح هر دو دال چاپلوسی و مکر و حیله
سار هندی مینا یعنے غیرت حق کی تھی اُس نے ہمکو وہان سے نکالا اور حق سے کسی کا کب بس چلتا ہی ایسا دل کہان ہی
جو حکم حق سے صد پارہ نہین ہی بسبب بے بسی کے آور وہ غیرت یہ ہی کہ وہ سب سے غیر ہی اور بیان و خوشامد سے
افزون ہاے افسوس اشک میرے دریا ہوتے ای برابر دریا تو یہ گوہر نثار اُس دلبر زیبا کے بتے یعنے مین اس جدائی
مین ایسا رو تا آی طوطی میری اور ای مینا دانا میری اور ای ترجمان میرے فکر و اسرار کی جو کچھ روزی مجکو دی اُس کو
مین نے تسلیم کیا اور نا داد ای فریادی و شاکی نہوا اور جو اُس نے پہلے سے مجھسے کہدیا وہی مجکو یاد آیا کہ وہ اقرار
ربوبیت کا ہی وہ طوطی کہ جس کا آواز وحی سے ہو اور آغاز وجود سے پہلے اُس کا آغاز ہو وہ طوطی تیرے اندرون مین
نہان ہی اور عکس اُس کا تو نے این و آن پر دیکھا این و آن کے مشار الیہ خارجی ہین جنکی تفسیر ہی شعر مابعد کہ جو تیری
شادی کو قطع کرتا ہی تو اُس سے شاد ہوتا ہی اور جو ظلم کرتا ہی اُسکو تو دادکی طرح مان لیتا ہی بس اس صبر و رضا سے اسکا عکس
اسی مین معلوم ہوا اور تو نے اس کو روزی ازل سمجھا آور ای فلان تو تن کے واسطے جان کو جلاتا رہتا ہی اور جان کو جلا جلا
کے تن کو افروختہ کرتا ہی جیسے راکھ سے ہر شے کو بھلی کرتے ہین میں ایسا جلا کہ اگر کوئی خواہان سوختہ کا ہو تو مجھ سے
ہر خس مین آگ لگالے ظاہر ہی کہ سوختہ یعنے جو کچھ جلگیا اور راکھ ہوگیا وہ آگ کو پھر کیا قبول کرے گا مگر وہ سوختہ کہ
ابھی بالکل نہین جلا ہی آتش کش ہوتا ہی اور آگ کو کھینچتا ہی جیسے لکڑی کا سوختہ یا کپڑے کا بس تو ایسے سوختہ کا طالب ہو
ہاے افسوس ہاے افسوس پھر افسوس کہ ایسا ماہ زیر ابر کے چھپ گیا یہ دونون شعر اُنھین تن پروروں کے بیان
مین ہین جنھون نے تن کے واسطے اپنی جان کو خاک سیاہ کیا قولہ چون زنم دم کاتش دل تیز شد ✤ شیر جگر آشفتہ و خونریز
شد ✤ آنکہ او ہشیار خود تندست و مست ✤ چون بود او چون قدح گیرد بدست ✤ شیر مستی کز صفت بیرون بود ✤ از
بسیط مرغزار افزون بود ✤ قافیہ اندیشہ و دلدار من ✤ گویدم مندیش جز دیدار من ✤ خوش نشین ای قافیہ اندیش من ✤
قافیہ دوست توئی در پیش من ✤ حرف چہ بود تا تو اندیشی ازان ✤ صوت چہ بود خار دیوار زنان ✤ حرف و صوت
و گفت را برہم زنیم ✤ تا کہ بے این ہر سہ با تو دم زنیم ✤ آنچہ از آدمش کردم نہان ✤ با تو گویم ای تو اسرار جہان ✤
آنچہ را کہ نگفتم با خلیل ✤ آنچہ را کہ نداد جبرئیل ✤ آنچہ را کز وی بسی آدم ترد ✤ حق غیرت تیز بے مادم ترد ✤ ما چہ باشد
در لغت اثبات نفی ✤ من نہ اثباتم منم بے ذات نفی ✤ من کسے در ناکسے دریافتم ✤ بس کسے در ناکسی در یافتم ✤

جملہ شاہان پست پست خویش را ✦ جملہ مستان مست مست خویش را ✦ جملہ شاہان بردہ بردہ خواندہ ✦ جملہ خلقان مردہ مردہ خواندہ ✦ میشود صیاد مرغان را شکار ✦ تا کند ناگاہ ایشان را شکار ✦ بیدلان را دلبران جستہ بجان ✦ جملہ معشوقان شکار عاشقان ✦ المعنی دم زدن سخن گفتن برہم زدن لوٹ پوٹ کرنا اور بگاڑ دینا یہان سے مولانا رح پھر یہان اپنی کیفیت کا فرماتے ہین کہ کیسے کوئی بات کہون اور کیسے دم مارسکون میری دل کی آگ پھر بھڑک اٹھی اور شیر ہجر کا دیوانہ اور خونریز ہوگیا خیال کرو جو کوئی کہ ہشیار ہو اور بحالت ہشیاری خود دست تند ہو رہا ہو اُسوقت مین اُسکا کیا حال ہوگا جو پیالہ ہاتھ مین لے اور نوشی کرے شیر جب مست ہوتا ہو تو اپنی صفت اصلی سے جو قبل از مستی تھی خارج ہوجاتا ہو اور ایسی اُس کی مستی مین افزونی ہوجاتی ہو کہ بسیط مرغزار مین نہین سماتی اور واقعی حالت مستی مین جنگلون جنگلون دوڑتا پھرتا ہو کہین قرار نہین پکڑتا مین سخنگوئی کے واسطے قافیہ سوچتا ہون اور دلدار میرا مجھسے کہتا ہو کہ سوائے تمنا میری دیدار کے اور کوئی بات ہی مت سوچ اسی خیال و دھیان مین رہ تو اے قافیہ اندیش میرے بیفکر اور خوش ہوکے بیٹھ قافیہ کیا ایک حقیر و دون شے ہو اور تو ایسا کہ میرے سامنے حرف کیا چیز ہو جس کو تو سوچتا ہو اور صوت کیا شے ہو خار دیوار انگورون کی یعنے جو اُلجھنے کی چیز ہو ہم تیرے اس حرف و صوت و گفت سب کو برہم کرکے بے ان تینون کے دم زنی کرین اور بکلام نفسی کے ساتھ ہمکلام ہون اور یہ وہ دم ہو جس کو بہتے آدمی سے چھپایا ہر چند کہ اپنے دم سے دم اُس مین پہونکا وہ ہو تجھسے کہین اسلیے کہ تو اسرار جہان ہو سارے اسرار جہان کے تجھ مین ہین اور وہ دم جس کو بہتے خلیل سے بھی نہ کہا گو ایک نسیم سے نار کو اُسپر گلزار کردیا اور اس دم سے جبرئیل بھی واقف نہین اگرچہ ہمارا محرم اور پیک ہو کہ جس سے ہر راز کو کہتے ہین اور وہ دم جس سے سبحانے بھی دم نہ مارا کیا ہوا جو مردہ زندہ کرتے رہے اور جو اُس دم کو ماومن سے غیرت ہو ایسی جیسا کہ حق غیرت ہو اس سبب سے جو ماومن سے جدا نہین ہوا اور جس نے اس کی نفی نہین کی غیر ہی بنا رہا اُسکے ساتھ اُس دم نے بھی دم نہ مارا کہ جب میرا طالب ہو اور میرے ہوتے آپ کو بھی سمجھتا ہو تو یہ کیسا طالب ہو بقول سعدی رح شعر اگر یاری از خویشتن دم مزن ✦ کہ شرکت بایار روا نیست ✦ لفظ ما فارسی مین ضمیر متکلم کی ہو اور لغت عربی مین نفی اثبات کے واسطے استعمال کرتے ہین سو مین تو اثبات ہی نہین ہون جو میری نفی کیجائے مین تو بے ذات نفی یعنے محض نفی ہی نفی ایسا آپ کو نیست و نفی کرکے محو کرچکا اور مٹا دیا اور یہ کسی جو مراد انسانیت و معرفت سے ہو جس کے واسطے انسان پیدا ہوا ہو مین نے نا کسی ادنی ذلت و بے عزتی دنیا مین پائی اور بڑی عزت و آبرو اپنی اس داو پر لگاکے کھوئی ہو جب بازی لے گیا ہون اب فرماتے ہین کہ مین تو آپ کو ذات معشوق حقیقی مین فنا کرچکا جو قابل طلب و عشق کے تھا اور مخلوق کو جو دیکھتا ہون تو سب کی اُلٹی کیفیت پاتا ہون منجملہ اُن کے بادشاہ جو بڑے اعلے اور سب سے بالا لوگ ہین یہ اپنے پست کے پست ہین اور جو مست و مدہوش لوگ ہین یعنے اور اہل دنیا سب مست اپنے مست کے ہین اور عاشق اپنے عاشق کے مطلب یہ کہ جملہ اشیا انسان کے واسطے مخلوق ہو اور سب اُس کے مطیع و فرمانبردار جیسا کہ سعدی ۱۰

نے کہا ہی ع ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار ✦ اور جو اس کے لیے مقدر کیا ہی مثلاً ملک و مال اور سوا اس کے حسب حالت و رتبت ہر کسی کے سب اس کے پیچھے پیچھے پھرتا ہی اور اس کا طالب و عاشق جیسا کہ کہا ہی النصیب یصیب ولو کان تحت الجبلین مگر یہ اتنا اُس کے لیے سرگردان ہی دیکھو بادشاہ لوگ باوصف علو و سمو کیسے پست اور ہیچ اس دنیاے دنی کے بنے ہین حال آنکہ وہ خود بقدر مقدر ان کی طالب و جویان ان کو حاجت اس کے طلب و تلاش کی نہین پھر شعر بعد ہین اسی کی توضیح ہی کہ سب بادشاہ غلام اپنے غلام کے ہین اور غلام ثانی دولت و اقبال جو خود حسب تقدیر ان کا پس رو ہی اور ساری مخلوق مردہ اپنے مردہ کے مردہ سے مراد عاشق یعنے عاشق اور فریفتہ اُس کے کہ وہ آپ ہی اپنے حسب تقدیر عاشق اور فریفتہ ہی شکاری جو مرغون کو شکار کرتا ہی وہ خود شکار مرغون کا ہی جیسے عاشق شکار معشوق کا ہوتا ہی اور خود مرغ پھڑ پھڑاتا پھرتا ہی کہ ناگاہ ہمکو شکار کرے اسلیے کہ باہمہ گرکشش روزی کی رکھتے ہین غرض جتنے بیدل ہین اور عاشق ان کے دلبر و معشوق ہی ان کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین اور وہ معشوق ان عاشقون کو شکار کر رہے ہین قولہ ہر کہ عاشق و پیش معشوق دان ✦ گو بہ نسبت ہست ہم این و ہم آن ✦ تشنگان گر آب جویند از جہان ✦ آب ہم جوید بعالم تشنگان ✦ چونکہ عاشق اوست تو خاموش باش ✦ او چو گوشت میکند تو گوش باش ✦ بند کن چون سیل سیلانی کند ✦ ورنہ رسوائی و ویرانی کند ✦ من چہ غم دارم کہ ویرانی بود ✦ زیر ویران گنج سلطانی بود ✦ غرق حق خواہد کہ باشد غرق تر ✦ ہیچ موج بحر جان زیر و زبر ✦ زیر دریا خوشتر آید یا زبر ✦ تیر او دلکش تر آید یا سپر ✦ پس زبون و سوسہ باشی دلا ✦ گر طرب را باز وانی از بلا ✦ گر مرادت را مذاق شکر ست ✦ بیمرادی نے مراد دلبر ست ✦ ہر ستارش خونہاے صد ہلال ✦ خون عالم ریختن او را حلال ✦ ما بہا و خونہا را یافتیم ✦ جانب جان باختن بشتافتیم ✦ ای حیات عاشقان در مردگی ✦ دل نیابی جز کہ در دلبردگی ✦ من دلش جستہ بصد ناز و دلال ✦ او بہانہ کرد با من از ملال ✦ گفتم آخر غرق تست این عقل و جان ✦ گفت رو رو بر من این افسون مخوان ✦ من ندانم انچہ اندیشیدۂ ✦ ای دو دیدہ دوست را چون دیدۂ ✦ ای گرانجا خوار دیدستی مرا ✦ زانکہ بس ارزان خریدستی مرا ✦ ہر کہ او ارزان خرد ارزان دہد ✦ گو ہر مطلق بقرص نان دہد ✦ غرق شو عشقے کہ غرق ست اندرین ✦ عشقہاے اولین و آخرین ✦ مجلس گفتم کرد م زان بیان ✦ ورنہ ہم لبہا بسوزد ہم زبان ✦ المعنی بتائید سابق پھر فرمایا جس کو کہ تو نے عاشق دیکھا اور جانا اُس کو معشوق جان گو بسبب نسبت کے یہ معشوق ہی اور وہ عاشق مشہور یون ہی کہ پیاسا پانی کے پاس جاتا ہی نہ پانی پیاسے کے پاس نہین پانی بھی پیاسوں کو ڈھونڈھتا ہی جب تو جہان مین ایسا پھیلا پھیلا پھرتا ہی کہ آئے اور مجھ سے پیاس ہر قسم کی بجھائے اور سیراب ہوئے اسی لیے تو بیماری ہوا ہی بعد اس تمہید کے کہ ہر شخص جس کا انسان عاشق ہی خود وہ عاشق انسان کی ہی بے طلب تلاش اُس کو ملے گی فرماتے ہین کہ جب جملہ مخلوق تیری عاشق ہی اور یہ سب مظاہر اور جلوہ گاہ اُس کی تو گویا وہی تیرا عاشق و طالب ہی بس تو قناعت کر کے خاموش ہو بیٹھ اور جو وہ تجھکو گوش بناتا ہی تو گوش بن جا

اور اوامر و نواہی اور جو احکام اُس کے ہین اُن کو سُن اور کاربند ہو اور حرص و ہوا کی سیل کو بند کر اور اس کا بیڈا صابا ندر ایسا نہو اس کا سیل سیلابی کرے والا اگر نہ بند کرے گا تو رسوائی و ویرانی دیکھے گا کسواسطے کہ پیش از بخت تو ہی ہی نہین اور بخت سے کم بھی ممکن نہین رہا مین سو مجکو اپنے ویران ہونے کا کچھ غم نہین مین خوب جانتا ہون اگر ویران ہوون گا تو گنج سلطانی پاؤن گا اسواسطے کہ ویرانہ مین گنج پنہان ہوتا ہی یہ کہ جانتے ہو کہ جو خدا کے عشق مین غرق ہی وہ ہر وقت طالب زیادہ غرق ہونے کا ہی جیسے موج دریا کی کہ ہر وقت لوٹ پوٹ ہوتی ہی ایسے ہی وہ ہر دم اپنی جان کی لوٹ پوٹ چاہتا ہی خیال تو کر جو غریق کہ طالب زیادہ غرق کا ہی اُس کو تو دریا خوش آئے گا یا روے دریا اور جو اُس کے تیر کا طالب ہی اُس کو سپر کب اچھی معلوم ہوگی کیسے وسوسے تجکو عاجز کرین گے اور دبائین گے اے دل کیا تو نے طرب اور عیش کو بلا سے جدا جانا نہین شیر و شکر کی طرح دونون بہم اور آمیختہ ہین اگر تیری مراد مین مزہ شکر کا ہی اور تیرے نزدیک نہایت شیرین ہی لیکن میرا دی مراد دلبر کی ہی بس جو مراد دلبر کی ہی اُسی کو اپنی مراد سمجھ کہ یہ شکر سے زیادہ ہی بقول آنکہ ضرب الحبیب زبیب اور وہ دلبر کیسا جس کے سیکڑون عاشقون کا ہر ستارہ خونبہا ہی اس سے کثرت عاشقان مقتول کی مقصود ہی کہ سو عاشقون کے خونبہا مین ایک ایک ستارہ ہی اور ستارون کو خیال کر کیسے بیشمار ہین اتنے عاشق اُس کے عشق مین کشتہ ہوے ہین اور خون عالم کا اُس کو بہانا حلال و روا ہی پھر اُس کی مراد اپنی طرف پر کیسے نہ مقدم ہو تشبیہ عاشقون کی ہلال سے باعتبار نزاری و نحافت کے ہی اور نیز بہ رعایت ستارہ پس مین بھی اُس دلبر کے ہاتھ بکا اور بہا و خونبہا دونون اپنے پائے لاجرم بخوشی جان کھونے کی طرف دوڑا آئے طالب حیات عاشقون کی اسی مرجانے مین ہی یہ مزہ عین حیات ہی جیسا کہ حافظ شیراز رح نے بھی فرمایا ہی شعر ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما اور جبتک دل کا کوئی دلبر نہو تو اُس دل کو دل مت جان آب فرماتے ہین بعد اس نفی و فنا کے مین نے دلبر کا دل ٹٹولا کہ دیکھون اس کی کیا کیفیت ہی تو سیکڑون ناز و کرشمہ کے ساتھ اظہار ملال کا کیا مین نے کہا کہ میری یہ عقل و جان تو آخر تیرے وصیان و خیال مین ڈوبی ہوئی ہی اور مٹی ہوئی پھر کیا میری فنا مین قصور و کوتاہی ہی کہا بس چلا جا یہ افسون تجھ پر مت پھونک کیا مین تیرے فکر و اندیشہ کو جانتا نہین تو ابھی دو دیدہ اور دو بین ہی اس دو بینی کے ساتھ کیسے تو نے دوست دیکھ لیا تجکو تو ابھی تمیز نفی و فنا کا ہی جب یہ نہین رہے تو جاننا چاہیے کہ تو فنا مین ڈوب گیا تو تو ہی اگر اجان ابھی سبکدوش نہین ہوا پھر کیسے میری دید کا طالب ہی ایسا تو نے تجکو کیا گیا گذرا سمجھا ہی سہل اور سستا مین تجکو ملگیا ہون اسواسطے کہ جو چیز سہل و سستی کسی کو ملجاتی ہی وہ ویسے ہی سہل اور سستا اور کو دیدیتا ہی جیسے کسی لڑکے کو ایک گوہر بے بہا دیدو اور قرص نان کے عوض اُس سے مانگو فوراً دیدے گا کچھ قدر گوہر کی نجانے گا میرا دیدہ بہت دشوار حصول ہی اگر تجکو طلب ہی تو اُس عشق مین غرق ہو کہ جسمین اولین و آخرین کے عشق غرق ہین یہ تیرا عشق کیا ہی اب فرماتے ہین کہ مین نے یہ باتین مجمل کہی ہین جو مفصل بیان کرون تو لب و زبان دونون جلجائین اور بیان نکر سکین الخلاف شرح بحر العلوم ہین

بجاے ایدہ دیدہ آن دو دیدہ اور بجاے لبہا بسوزم کے اقسام لکھا ہو دونون صحیح نہین قولہ من چو لب گویم لب یا بود ✦ من چو لا گویم مراد الا بود ✦ من ز شیرینی نشینم رو ترش ✦ من ز بسیاری گفتارم خمش ✦ تا کہ شیرینی ما از دو جہان ✦ در حجاب رو ترش باشد نہان ✦ تا کہ در ہر گوش ناید این سخن ✦ یک ہمیگویم زصد سر لدن ✦ المعنی لدن یعنی نزد او پر جو کہا ہی کہ مین نے مجمل کہا ہی اگر بیان کرون تو لب و زبان بلبجائین اسی کی تائید مین فرماتے ہین کہ اگر لب کا نام لون کہ لب کھولون تو کیسے کھولون لب تو میرے دریا کے لب ہین یعنی جیسے دریا کے لب سے اُدھر آب بے تھاہ ہی ایسے ہی میرے درون مین لب کے اُس پار ایک دریا ناپیدا کنار بھرا ہی پھر کیسے اُس کا بیان کرون اور ایسا درجہ اثبات کو پہونچا ہون کہ اگر لا کہون تو وہ بھی الا ہی لا اور الا نفی و اثبات سے مراد ہی جیسا کہ کاملین لا الہ الا اللہ مین لا سے نفی غیر حق کی کرتے ہین اور الا سے ثبوت ذات حق کا اب اگرچہ شیرینی معرفت سے مین بھرا ہون لیکن ترش رو بنکے بیٹھون اور بہت سی گفتگو سے خاموشی اختیار کرون تا اس پردہ ترش روئی مین شیرینی میری دونون جہان سے چھپی رہے اور نیز اس سبب سے خاموشی اختیار کرون تا ہر گوش میرے ایک سخن کو جو سیکڑون اسرار لدن ہی قرب الٰہی سے ہی سننے پائے اور بوجہ ترش روئی کے پاس نہ آئے **اختلاف** یک ہمیگویم کی جگہ یک غلطی کاتب کی ہی شرح بحر العلوم مین

تفسیر قول حکیم سنائی روح اللہ روحہ کی شعر بہر چہ از راہ وا مانے چہ کفر آنجا چہ ایمان ✦ بہر چہ از دوست دور افتی چہ زشت آن نقش چہ زیبا ✦ اور نیز اس حدیث کی اِنَّ سَعدًا لَغَیُورٌ وَاَنَا اَغیَرُ مِن سَعدٍ وَاللّٰہُ اَغیَرُ مِنّی وَمِن غَیرَتِہٖ حَرَّمَ الفَوَاحِشَ ظَاہِرَہَا وَمَا بَطَنَ حَرَّمَ الفَوَاحِشَ سے تا آخریہ آپہ بھی داخل حدیث ہی ترجمہ بیشک سعد غیرت والا ہی مین اُس سے زیادہ غیرتناک اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت والا اور یہ مقتضا اُسکی غیرت ہی کا ہی کہ اُس نے بدباتون کو حرام ٹھہرایا چاہے وہ ظاہر ہین چاہے چھپی

قولہ جملہ عالم زان غیور آمد کہ حق ✦ بر دو در غیرت برین عالم سبق ✦ او چو جانست و جہان چون کالبد ✦ کالبد را جان پذیرد نیک و بد ✦ ہر کہ محراب نمازش گشت عین ✦ سوے ایمان رفتنش میدان تو شین ✦ ہر کہ شد مرشاہ را او جامہ دار ✦ ہست خسران بہر شاہش اتجار ✦ ہر کہ با سلطان شود او ہمنشین ✦ بر درش شستن بود حیف و عنین ✦ دست بوسش چون رسد از پادشاہ ✦ گر گزیند بوس پا باشد گناہ ✦ چون بیابی دست گر دو پا گرد ✦ ہست سر بازی نشان مردمرد ✦ گرچہ سر بر پا نہادن خدمت ست ✦ پیش آن خدمت خطا و زلت ست ✦ شاہ را غیرت بود بر ہر کہ او ✦ بو گزیند بعد ازان کہ دید رو ✦ غیرت حق بر مثل گندم بود ✦ گاہ خرمن غیرت مردم بود ✦ اصل غیرتہا بدانید از آنکہ ✦ ان خلقان فرع حق بے اشتباہ ✦ شرح این بگذارم و گیرم گلہ ✦ از جفای آن نگارِ دہ دلہ ✦ نالم این را نا لہا خوش آیدش ✦ از دو عالم نالہ و غم بایدش ✦ چون نالم ملغ از دستان او ✦ چون نیم در حلقہ مستان او ✦**

المعنی غیور بفتح بر اغیرت والا اور رشک والا کابد بفتح وضم با تن وقالب ہر چیز شین بالفتح زشتی وعیب خسران بالضم زیانکاری انجار تجارت کرنا شستن مخفف نشستن عین ضعیف رائے وہ ولہ بلبوس وبہادر وشجاع ومتردد وپریشان خاطر یعنے تمام جہان غیرت والا اس سبب ہوا کہ خالق اس کا اہی حق تعالے خود غیرت والا ہی اور ایسا کہ جملہ غیرت والون سے بڑھکے اور سابق وہ ایسا ہی جیسے جان اور جہان ایسا جیسے کالبد بس کالبد کا نیک وبد جان ہی سے اثر پذیر ہوتا ہی ہر شخص کی محراب نماز جب عین اللہ ہوگئی اور دولت مشاہدہ کی پائی اُس کے حق مین ایمان کی طرف جانا زشتی وعیب ہی کسواسطے جس پر ایمان لانا چاہیے وہ سامنے موجود ہی تو پھر ایمان کس پر لائے اور جو اُس کو پیروی وطریقہ رسول مقبول کی ضرور ہی یہ دوسری بات ہی مثلاً جو شخص پادشاہ کا جامہ دار ہوگیا اُس کو پادشاہ کے واسطے تجارت جامہ کی کرنا زیانکاری ہی یا جو شخص پادشاہ کا ہمنشین ہوجاے اُس کے حق مین پادشاہ کے دروازہ پر بیٹھنا خسارہ اور ضعف رائے ہی کہ ترقی سے تنزل اختیار کرنا ہی یا جو پادشاہ کے ہاتھ چوم سکتا ہی اگر پاپوسی اختیار کرے تو کیسے گناہ نہین ہی ظاہر ہی کہ جب تو دستبوسی کرسکتا ہی تو پاؤن کے گرد کیون پھرے اسواسطے کہ سرہازی علامت مردان مرد کی ہی اور ظاہر کہ سرہازی سب خدمتون سے بڑھکے ہی اگرچہ سر پاؤن پر رکھنا خدمت ہی مگر ایسے موقع پر خطا ولغزش کہ علاوے دونون آتا ہی ایسی بات سے تو پادشاہ کو خود غیرت ہوگی کہ وہ اس کے سامنے موجود ہی اور اُس کے روکو چھوڑ کے پاؤ کی طرف رجوع ہو حق تعالے کی غیرت ایسی ہی جیسے خرمن مین گندم اور اورون کی مثل کاہ خرمن کے جو بھوسہ پرال ہی بس کل غیرتون کی اصل خدا تعالے سے ہی اور مخلوق کے ملک مین وہ جو فرع غیرت حق تعالیٰ کی ہی بس یہ اشعار سب بطور نظیر کلام سابق کے ہین اب فرماتے ہین کہ اس کی شرح تو چھوڑون اور اپنا شکوہ وشکایت جو اُس نگار دلبر کی جفاسے دلمین رکھتا ہون عرض کرون اور اسی دکھ کا رونا روؤن کہ یہ رونا ہی اُس کو خوش آتا ہی اور دونون جہان سے اُس کو نالہ وغم پسند ہی کہ اُس کے سامنے گریہ وزاری کرتے رہین مین اُسکے حیلہ ودستان کے سبب سے جو شیوہ معشوقون کا ہی کیسے کڑوے کڑوے آنسوون سے نہ روؤن کہ اُس کے ستون کے حلقہ مین نہین ہون **الخلاف** شرح بحر العلوم مین عین کو غین اور بجاے از جفاکے آن جفا اور نالم این را کی جگہ ایرا غلط لکھا ہی **قولہ** چون نباشم چو شب بے روز او ۔ بیوصال روے روز افروز او ۔ ناخوش او خوش بود بر جان من ۔ جان فدائے یار دل رنجان من ۔ عاشقم بر رنج خویش ودرد خویش ۔ بہر خوشنودی شاہ فرد خویش ۔ خاک غم را سرمہ سازم بہر چشم ۔ تا زگوہر پر شود دو بحر چشم ۔ اشک کان از بہر او بار ند خلق ۔ گو ہرست واشک پندارند خلق ۔ من زجان جان شکایت میکنم ۔ من نیم شاکی روایت میکنم ۔ دل ہمیگوید از و رنجیدہ ام ۔ وز نفاق سست من خندیدہ ام ۔ راستی کن ای تو فخر راستان ۔ ای تو صدر ومن ورت را آستان ۔ آستان وصدر در معنی کجاست ۔ ماومن کو آنطرف کہ یار ماست ۔ اے رہیدہ جان تو از ما ومن ۔ اے لطیفہ روح اندر مردوزن ۔

مرد و زن چون یک شوند آن یک تو ئی ✤ چونکه یکها محو شد آنک توئی ✤ این سن و ما بهر آن برساختی ✤ تا تو با خود نرد خدمت باختی ✤ تا تو با ما و تو یک جوهر شوی ✤ عاقبت محو چنان دلبر شوی ✤ تا من و تو با همه یکجان شوند ✤ عاقبت مستغرق جانان شوند ✤ این همه هست و بیا امر کن ✤ ای منزه از بیان واز سخن ✤ المعنی آنک تصغیران جیسے اینک تصغیر این منزه بضم اول پاک یعنے جیکہ روز اُس کا جو وصل ہی مجکو نصیب نہین کہ اُس کے روے روزافروز سے روز میرا روشن ہو تو مثل شب کے سیاہ و بے نور کیسے نہ بیٹہون مگر جو نا خوش و ناگوار اُسکی طرف سے سادہ ہون سب پر میری جان راضی و خوش ہی مین اپنے یار دل رنجان پر اس حال مین بھی فدا ہون کہ آخر مجکو فدائی جانا ہی جب تو ستانا ہی مین اپنے درد و رنج پر عاشق ہون جدائی اُس سے نہین چاہتا تا میرا بادشاہ جو اپنی ذات مین فرد ویکتا ہی مجھسے راضی و خوش ہوئے کہ ہماری بلا پر ناصبور نہین ہی مین اُس کے غم کی خاک پا کو سرمہ اپنی آنکھ کا بناؤن کہ ایسی کرم و عزیز چیز میرے پاس بھی تا میری دونون آنکھین کہ دو دریا ہین گوہر سے بھر جاہین جو مراد اشک سے ہی اور البکاء ینور القلوب فرمایا ہی مخلوق جو اشک کہ اُس کے شوق مین بہاتی ہی وہ اشک نہین ہین گوہر ہین گو اُن کو یہ لوگ اشک جانین مین جو اپنے جان جان سے شکایت کرتا ہون یہ شکایت نہین ہی نہ مین شاکی بلکہ اُس کی کیفیت بیان کرتا ہون اور اورون کا نقل کیا ہوا کہ عاشقون کا ایسا حال ہوتا ہی دل تو یہ کہتا ہی کہ مین اُس سے رنج پاتا ہون اور مین اُس کے نفاق سے سست ہنستا ہون کہ بظاہر یہ جور و جفا ہی بحقیقہ نہین ہی آپ کہتے ہین مین نہین جانتا تو میرے ساتھہ راستی کر یعنے جو ٹھیک بات ہو کہ تو فخر راست لوگون کا ہی اور صدر و بالانشین اور مین تیرے دروازہ کا آستان جو زیر پا رہتا ہی پھر کہتے ہین کیسا صدر اور کیسا آستان درحقیقت یہ ہین کہان جہان ہمارا یار ہی وہان ماؤن کا گذر ہی کب ہی اور دوئی کا ٹھکانا کہان آہی تو وہ ہی کہ تیری جان ماؤن سے چھوٹی ہوئی ہی ماؤن کو تجھ مین دخل نہین اور ہر مرد و زن مین تو ایک لطیفہ روح کا ہی کہ وہ دراصل ایک ہی چنانچہ آیندہ فرمایا کہ مرد و زن اگر ایک ہو جائین یعنے یہ تعین نام و ذات کا جسنے علحدہ علحدہ اور دو کر رکھا ہی برطرف ہو جاے تو دونون ایک ہین اور وہ ایک تو ہی ہی ظاہر کہ روح مرد و زن دونون کی یکسان ہی اور اوپر لطیفہ روح اُس کو فرا چکے ہین دوسرا مصرع گویا تفسیر ہی کہ ایسے ہی جتنے یک ہین اپنے اسم و ذات مین جدا جدا جب وہ مٹ جائین بس وہ تو ہی ہی بے تامل یہ من و ما جو ہر ایک اسم و ذات علحدہ علحدہ ٹھہرائے اور بنائے ہین اسواسطے ہین کہ تو آپ اپنے ساتھہ نزدیدنت کی کھیلے یعنی اس من و ملک کے لباس مین اپنا معبود اور عابد آپ بنے اور تیرے اسواسطے کہ تو ما و تو سے ایک جوہر اور ایک ذات ہو اور آخر کار اس مائی و توئی کو مٹا کے اپنا دلبر آپ ہوے اور یہ من و تو سب ایک جان ہو کے انجام کار جانان مین مستغرق ہو جائین اب فرماتے ہین جو کچھ ہمنے کہا یہ باتین ہست و واقعی ہین اب تو آ اور حکم کر جیسا چاہے ویسا کہ تو ہمارے بیان و سخن سے پاک ہی جو کچھ ہم بیان کرین اختلاف شرح بحر العلوم مین بجاے عاقبت محو کے محض لکھا ہی قولہ چشم جسمانہ تواند دیدنت ✤ در خیال آرد غم و خندیدنت ✤

دل کہ او بستہ غم خندہ نست ✦ تو بگو کے لائق این دیدنست ✦ آنکہ او بستہ غم وخندہ بود ✦ او بدین دو عاریت زندہ بود ✦
باغ سبز عشق کو بے منتہاست ✦ جز غم وشادی دروبس میوہاست ✦ عشق از این ہر دو حالت برترست ✦ بے بہار
وبے خزان سبز وتر ست ✦ دہ زکوۃ روے خوب ای خوبرو ✦ شرح جان شرحہ شرحہ گو بگو ✦ گر کرشمہ غمزۂ ✦ بر دلم
بنہاد داغے تازۂ ✦ من حلالش کردم ار خونم بریخت ✦ من ہمی گفتم حلال او میگریخت ✦ چہ گریزانی ز نالہ خاکیان ✦
غم چہ ریزی بر دل غمناکیان ✦ لیکہ ہر صبحی کہ از مشرق بتافت ✦ ہر کجا چشمہ مشرقت در جوش یافت ✦ چہ بہانہ میدہی
شیدات را ✦ اے بہانہ شکلہات راہ ای جہان کہنہ را تو جان نو ✦ از تن یجان ودل افغان شنو ✦ شرح گل بگذار از بہر
خدا ✦ شرح بلبل گو کہ بشنداز گل جدا ✦ از غم وشادی بنا شد جوش ما ✦ با خیال و وہم نبود ہوش ما ✦ حالت دیگر بود
کان نادرست ✦ تو مشو منکر کہ حق بس قادرست ✦ تو قیاس از حالت انسان مکن ✦ منزل اندر جور واز احسان مکن ✦
جور واحسان رنج وشادی حادثست ✦ حادثان میرند حق شان وارثست ✦ المعنی حادث نو پیدا وارث میراث گیرندہ
یعنے یہ آنکھین ظاہری جسمی بھلا تجھکو کب دیکھ سکتی ہین کہ تیرے غم وخندہ کو خیال مین لاتی ہین یعنے رنج وشادی کو اور ہر ایک
سے ناخوش وخوش اگر رنج سامنے آیا ناخوش ہوئی اور اگر شادی نظر آئی خوش ہوگئی ایسی آنکھ گرفتار خیال کیسے
دیکھ سکتی ہے ایسے ہی جو دل مقید اس غم وخندہ کا ہے تو ہی بتا وہ قابل اُس کی دید کے کب ہے کس لیے کہ جو مقید غم وخندہ
کا ہے وہ انھین دو عاریت کے ساتھ زندہ رہتا ہے اور عاریت بدین لحاظ کہ دونون کا اعتبار نہین نہ غم کا نہ خندہ کا جیسے
سنگنی کی چیز بے اعتبار ہوتی ہے ہان باغ عشق کا کہ وہ سبز وبے انتہا ہے جس کی صفت مین کہا ہے ع ازل دروازۂ باغ
وابد حدّ فیہا بانش ✦ اس مین غم وشادی کے سوا اور بہت سے میوے ہین مثلاً رضا وتسلیم وغیرہم اور عشقان دونون
حالت سے بڑھکر ہے نہ اُس مین بہار کا دخل نہ خزان کا تصرف ہمیشہ ہرا بھرا سبز وتر بس اے خوبرو زکوۃ اپنے حسن کی ہم
عاشقون کو دے اور ہماری جان جو تیرے عشق سے پارہ پارہ ہو رہی ہے اُس کی شرح خود بیان کرتا ہم جانین کہ ہمارے عشق
کی تیرے آگے قدر ہے کسواسطے کہ تیرے غمزۂ غمّاز نے جو رازدل کو چھپنے نہین دیتا اپنے کرشمہ سے ایک داغ تازہ
میرے دل پر رکھا ہے یعنے تازے تازے داغ دیتا ہے مین نے اُس غمزہ کو اپنا خون حلال کر دیا کہ خون میرا بہوئے
مگر مین حلال حلال ہی کرتا تھا اور وہ بے پروا بجھ سے بھاگتا تھا خیال تو کر ہلو گ خاکی ناچیز ہین تو ہمارے
نالہ سے کیون گریزان ہے اور ہم غمناکیون کے دل پر کیون غم بکھیرتا ہے آخر تو وہ ہے کہ جو صبح مشرق سے چمکی مثل
دریا کے اپنے مشرق کو جوش مین پایا پھر تو اپنے شیدا سے کیون بہانے کرتا ہے کہ یہ بہانہ تیرے لبون کی شکر ہے
ای بغایت شیرین آخر تو اس جہان کہنہ کی جان تازہ ہے کہ جانے کس مدت سے ہے وہ ویسا ہی تازہ تو میرے
تن بجان ودل کی بھی فریاد سن آپ کہتے ہین کہ تو جو بیان گل کا کر رہا ہے وہ واسطے خدا کے اس کو چھوڑ اور بیان بلبل کا
کر کہ گل کی جدائی سے اُس کا کیا حال ہوا حاصل یہ کہ تو جو بیان معشوق کا کر رہا ہے جیسا کہ اشعار مذکورہ سے ظاہر

اس کو چھوڑ کے بیان عاشق کا کرا ور وہ یہ کہ ہمارا جوش وولولہ کسی غم وشادی سے نہین ہی نہ ہمارا ہوش کسی خیال ووہم کا ساتھی سب عشق سے ہی ہماری حالت ہی اور ہی کہ وہ نادر ہی اور النادر کالمعدوم پھر دوسرے کو کب نصیب پھر کہتے ہین ایسی بات مت کہو خدا تعالیٰ کی قدرت کا منکر مت ہو وہ ہر شی پر قادر ہی اگر اورون کی بھی یہ حالت ہو تو کیا بعید تو اس بات کو حالت انسان پر قیاس مت کر کہ کبھی غم مین گھر بتاتا ہی کبھی شادی مین یہ جور واحسان اور رنج وشادی سب حادث ہین سب مرجاتے ہین سب کا وارث خدا تعالیٰ ہوتا ہی اِنَّا نَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُوْنَ یعنے ہمین زندہ کرتے ہین اور ہمین مارتے ہین اور ہمین وارثون سے ہین **الخلاف** شرح بحر العلوم مین چشم جسمانی کی جگہ چشمانتہ اور بجاے دل کہ او دل کو اور دو عاریت کو در عاریت اور عشق از ایں کے ٹھکانے عاشقی ایں اور ار خوتم کے بجاے از جو یم غلط ہی **قولہ** صبح شدای صبح راپشت وپناہ ✤ عذر مخدومی حسام الدین بخواہ ✤ عذر خواہ عقل کل و جان توئی ✤ جان جان وتابش مرجان توئی ✤ تافت نور صبح ما از نور تو ✤ در صبوحی بامے منصور تو ✤ دادۂ تو چون چنین دار ومرا ✤ بادہ کہ بود تا طرب آرد مرا ✤ بادہ در جوشش گدائے جوش ماست ✤ چرخ در گردش گدائے ہوش ماست ✤ بادہ از ما مست شد بے ما از و ✤ قالب از ما ہست شد بے ما از و ✤ ما چو زنبوریم قالبہا چو موم ✤ خانہ خانہ کرد قالب را چو موم ✤ بس دراز ست این حدیث خواجہ گو ✤ تا چہ شد احوال آمز دکو ✤ المعنی عذر بہانہ ومعذور داشتن صبوحی بفتح وہ شراب کہ صبح کو پیئین حسام الدین ایک بڑے عالم فقیہ ہمعصر مولانا رح کے تھے کہ ان کی فرمائش مثنوی کی تھی اور ان کو مولانا نے مخدومی کہا ہی چنانچہ فرمایا کہ صبح ہوئی اور ای پشت وپناہ صبح کے کہ مراد اپنی ذات سے ہی بمبالغہ کہ اور تو صبح نفس کہلاتے ہین مین صبح کا پشت وپناہ ہون اس مثنوی کے بارے مین مخدومی حسام الدین سے عذر خواہی کر اب عذر خواہ انکار تصنیف کا ہو خواہ اور بات کا اس شعر اور نیز اشعار لاحق مین کوئی صراحت نہین ہی صاحب بحر العلوم کو کچھ معلوم ہوئی ہوگی پھر انھین کی طرف خطاب ہی کہ تو وہ شخص ہی کہ عقل کل بھی باوجود اُس علم وعقل کے تیرے سامنے عذر خواہ ہی اور علی ہذا جان اور تو ہی جان کی جان ہی اور چمک دمک مرجان کی جو مراد سخن سے ہی خواہ رنگین خواہ غیر رنگین مگر بآب وتاب کسواسطے کہ مرجان مونگے اور موتی دونون کو کہتے ہین تیرے ہی نور سے نور ہماری صبح کا چمکا اُس صبوحی مین جو تیری ہو منصوری سے ہمنے کی تو ہی نے مجکو ایسی داروے بیہوشی دیدی ہی کہ شراب کیا چیز ہی جو مجکو ایسی مستی وطرب مین لاسکے اب شعر بعدا ور بعد البعد دونون اوپر گذر چکے ہین مگر یہان بھی شرح اور تن قلمی دونون مین لکھے ملے ناچار رہنے دیے گو مکرر ہین اور مختصر معنی اُن کے بھی تر جمہ لکھدیے کہ بادہ ہی کیا چیز ہے جو ہمارے جوش مین گدا ہمارے جوش کی ہی اور چرخ گردش مین گدا ہمارے ہوش کا ہوش بمعنے جان یعنے جیسے یہ سریع السیر ہی ایسا چرخ کہان ہی بادہ ہمسے مست ہوئی نہ ہم اُس سے قالب ہمسے ہست ہوا نہ ہم قالب سے اور قالب وہ قالب اول آدم علیہ السلام سے ہم مثل زنبور عسل کے ہین اور قالب ہمارے موم جیسے زنبور موم سے خانے خانے بناکے

اپنے اپنے خانے مین رہتی ہین ایسا ہی ہمارا حال ہو اور ہمارے قالب مین اصل سب کی ایک موم قالب آدم علیہ السلام کا ہی ہو سب سے پہلے ہر شعر آیندہ گریز فرماتے ہین یہ بات تو نہایت طول طویل ہو اب تو ذکر خواجہ تاجر کا کرو اور بتاؤ کہ اُس نیکمرد کا کیا حال ہوا **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے دادہ تو کے دادہ حق ہو

رجوع بحکایت خواجہ تاجر

قولہ خواجہ اندر آتش در وحنین ✤ صد پراگندہ ہمیگفت اینچنین ✤ کہ تناقض کہ نیاز و گاہ ناز ✤ گاہ سودا ے حقیقت گہ مجاز ✤ مرد عزقہ گشتہ راہی میکند ✤ دست ہر دم در گیاہے میزند ✤ تا کدامش دست گیرد در خطر ✤ دست وپاے میزند از بیم سر ✤ دوست دارد دوست این آشفتگی ✤ کوشش بیہودہ بہ از خفتگی ✤ آنکہ او شاہست او بیکار نیست ✤ تا لہ ازوے طرفہ کو بیمار نیست ✤ بہر این فرمود رحمن ای پسر ✤ کل یوم ہو فی شان ای پسر ✤ اندرین رہ میتراش و میخراش ✤ تا دم آخر دمی فارغ مباش ✤ تا دم آخر دمی آخر بود ✤ کہ عنایت با تو صاحب سر بود ✤ ہر چہ کوشد جان کہ در مرد و زنست ✤ گوش و چشم شاہ جان بر روزنست ✤ این سخن پایان ندارد ایصبو ✤ قصۂ طوطی و خواجہ باز گو ✤ **المعنی** تناقض ضد ایک دوسرے کی ہونا عموماً بفتح گمراہ و خوار رہنے خواجہ ایسی درد کی آگ مین کہ طوطی پھڑ پھڑا کے مردہ صورت ہوگئی سیکڑون باتین پریشان اس قسم کی کہتا تھا کہ جن مین کبھی تناقض ہوتا تھا کبھی نیاز کبھی ناز کبھی سودا ے حقیقت کبھی مجاز کہ یہ سب بھی ضد ایک دوسرے کے ہین گویا دیوانہ ہوگیا تھا جیسے ڈوبا ہوا آدمی بچاؤ کی راہ پیدا کرتا ہو اور ہر دم گیاہ پر ہاتھ ڈالتا ہو مثل ہندی مثل کے کہ ڈوبتا سوار پکڑتا ہو تنکوئی اُس کا اُس خطر مین ہاتھ پکڑلے اور سر کے خوف سے کہ عبارت جان سے ہو ہاتھ پانون مارتا ہو اب فرماتے ہین کہ اس قسم کی آشفتگی جیسی کہ ڈوبنے کو ہوتی ہو یا اُس سوداگر کو ہوئی ہر چند کارآمد نہین مگر دوست کو جو خدا تعالے ہی پسند ہو پس گو کوشش بیہودہ و بے فائدہ ہوتا ہم غفلت اور نخفتی نہین چاہیے جیسے فارغ آدمی چادر اوڑھ کے سو رہتے ہین خیال تو کر اُس کو جو بادشاہ عالم کا ہو خود وہ بیکار نہین حالانکہ اُس کو حاجت کام کی کیا جس نے کن کہہ کے جملہ مخلوق موجود کر دی اور یہ کام مین ہونا اُس کا ایسا ہو جیسے کوئی شخص بیمار نہین ہو اور نالہ کرتا ہو کہ سب کے نزدیک عجیب و طرفہ بات ہو اسی واسطے رحمن نے ای پسر کُلَّ یَوْمٍ ہُوَ فِی شَانٍ فرمایا ہو یعنے ہر روز کا نیا حال ہو بس ظاہر کہ مشیت اُس کی ہر روز جداگانہ ہو پھر بیکار کیسے ہوا لابد بہتیک تو راہ دنیا مین ہو اپنی راہ کو چھیلتا صاف و ہموار کرتا رہ اور تا دم آخر فارغ مت بن تا ہنگام سفر اچھی طرح مرور کر سکے اور آخر وقت مین شاید کوئی دم آخر ایسا ہو جاے کہ تیرے ساتھ عنایت صاحب سر یعنے جان کی ہو جاے جو کوئی کوشش کرتا ہو اور دل سے اُس کے کام مین مشغول ہونا ہو چاہے مرد ہو چاہے عورت اُس کے روزن پر گوش و چشم شاہ جان کی لگی رہتی ہو وہ سب دیکھتا سنتا ہو شعر بعد پھر گریز ہو کہ اس بات کی تو ای عمو کچھ تھا وہ نہین ہو تو قصہ طوطی و خواجہ کا بیان کر **الخلاف** شرح بحر العلوم مین سودا اور حقیقت کے درمیان این

ایک گہ اور لکھا ہی اور بجاے رائے کے جائے سیکند اور میرند کی جگہ میرحم اور لفظ رحمن کو ہر جگہ اس صورت پر رحمان غلط لکھا ہی رحمن نام خدا یتعالے کا ہی اور مسیلمہ کذاب کا بھی لہذا محققین نے اس کو الف خفی سے لکھنا پسند کیا ہی اور مسیلمہ کے نام کو الف جلی سے بنابر امتیاز یکدیگر

پنجرہ سے نکال کے باہر ڈالدینا طوطی کو

قولہ بعد ازانش از قفس بیرون فگند ✤ طوطیک پرید تا شاخ بلند ✤ طوطی مردہ چنان پرواز کرد ✤ کاقتاب از شرق ترک وتاز کرد ✤ خواجہ حیران گشت اندر کار مرغ ✤ پنجرہ ناگہ بدید اسرار مرغ ✤ روے بالا کرد گفت ایعندلیب ✤ ازبیان حال خودمان دہ نصیب ✤ او چہ کرد آنچنا کہ تو آموختی ✤ چشم ما از مکر خود بر دوختی ✤ ساختی مکرے و مارا سوختی ✤ سوختی مارا وخود افروختی ✤ گفت طوطی کو بعقلم پند داد ✤ کہ رہا کن نطق وآواز وکشاد ✤ زانکہ آوازت ترا در بند کرد ✤ خویش او مردہ پے این پند کرد ✤ یعنے اے مطرب شدہ با عام وخاص ✤ مردہ شو چون من کہ تا یابی خلاص ✤ دانہ باشی مرغکانت برچنند ✤ غنچہ باشی کودکانت برکنند ✤ دانہ پنہان کن بکلی دام شو ✤ غنچہ پنہان کن گیاہے بام شو ✤ ہرکہ داد او حسن خود را برملا داد ✤ صد قضاے بدسوے او رو نہاد ✤ چشمہا وخشمہا در شکہا ✤ بر سرش ریزد چو آب از مشکہا ✤ دشمنان او راز غیرت میدرند ✤ دوستان ہم روزگارش میبرند ✤ آنکہ غافل باشد از کشت بہار ✤ او چہ داند قیمت این روزگار ✤ در پناہ لطف حق باید گریخت ✤ کو ہزاران لطف بر اروح ریخت ✤ تا بیابے زد پناہ وچہ پناہ ✤ آب وآتش مر ترا گردد سپاہ ✤ نوح وموسیٰ را نہ دریا یار شد ✤ نے بر اعدا شان یکین قہار شد ✤ آتش ابراہیم را نے قلعہ بود ✤ تا برآور داز دل نمرود دود ✤ کو مگیے را نسوے خویش خواند ✤ قاصد انش را برجم سنگ راند ✤ گفت اے یکے بیا در من گریز ✤ تا پناہت باشم از شمشیر تیز ✤ المعنی مزادنیا دہ کردہ شدہ قاصد ارادہ کرنے والا وبمعنی مستعد بقتل نیز رجم سنگسار کرنا یعنے اُس سوداگر نے طوطی کو مردہ جانکر پنجرہ سے نکال کے باہر ڈالدیا طوطی اُڑکے شاخ بلند پر جا بیٹھی اُس طوطی مردہ نے ایسا پرواز کیا جیسے آفتاب مشرق سے ترکتاز کرتا ہی سُنا گیا کہ آفتاب سے وقت طلوع وغروب کے ایک آواز پھر پھر پُرزور نکلتی ہی کہ لوگ قرب وجوار اُس ملک کے آواز ایک دوسرے کی اُسوقت نہین سُن پاتے اسی مناسبت سے اُس کے پھرانے کو بھی آفتاب سے تشبیہ کی ہی خواجہ اس مرغ کے کام مین حیران ہوا کسواسطے کہ اس کیفیت سے پنجر تہا یکایک یہ بھید اُس کے دیکھنے مین آیا منھ اوپر اُٹھاکے کہا اے بلبل خوش الحان اپنا حال بیان کر اور ہمارا بھی اپنے حال مین حصہ کر کہ اُس طوطی نے وہان کیا کیا جس کو سُن کے تونے سیکھ لیا اور ہماری آنکھین اپنی مکر سے بند کردین کہ مجھکو تیرا مکر نسوجھا کیسا مکر تونے کیا جس سے مجھکو سوختہ برشتہ کر دیا اور آپ افروختہ ہوئی اے خرم وشاد طوطی نے کہا کہ اُس نے موافق عقل کے نصیحت دی کہ اپنی گویائی اور آواز اور کشاد سب چھوڑ دے کشاد سے وہ مراد ہی کہ پرند سرور وروزہ مین ہوکے جو بولتا ہی

اسلیے کہ تیری آواز نے تجکو قید کیا ہو اس سبب سے اُس طوطی نے آپ کو مردہ بنایا اور یہ نصیحت تجکو دی کہ مردہ بنجا تو تو ایک مطرب خاص و عام کی بن رہی ہر کوئی تجھسے طرب اُٹھاتا ہو بس تو میری طرح مردہ ہو جا تو اس سے خلاص پائے اگر دانہ بنگی مرغ تجکو بین کھا مینگے اور اگر غنچہ لڑکے توڑین گے تو دانہ یعنے نطق کو چھپا بالکل دام ہو جا اور غنچہ و پوشیدہ کر چپت کی گھاس بنجا تا دام سمجھ کے تجھسے دور رہین اور گھاس جان کے فوج ڈالین نہین جانتے جس نے اپنے حُسن کو بڑھایا سیکڑون فضائین بد اُسکی طرف متوجہ ہوئین کیا بد نظرین کیا لوگون کے خشم و رشک بس ایسی اُس کے سر پر مینھ کے لگتے ہین جیسے مشکون سے پانی دشمن اُس کو رشک سے پھاڑتے ہین دوست بھی اُس کے معاملے سے توجہ اُٹھا لیتے ہین جو لوگ کہ سیر بہار سے غافل ہین وہ قدر اسوقت کی نہین جانتے اور جب اس کی کیفیت سے حظ اُٹھا لیتے ہین تو بے اُسکے اُن کو بڑی دشواری ہوتی ہو ایسے ہی تو بھی اُن مین ایک بہار ہی تیرے بدون اُن کو لطف کب ہو جو تیری ویسی رہائی ہوئے اب مقولات خاص مولانا کے ہین کہ لطف حق کے پناہ مین ہر کسی کو بھاگنا چاہیے جس نے ہزارون لطف ارواح پر بٹوئے ہین تو ہر امر مین تو اُس سے پناہ پائے اور کیسی پناہ کہ آب و آتش جو عناصر ہین غالب عنصر ہین تیرے دشمن کے دفع کو تیری فوج و سپاہ ہو جائین دیکھ تو حضرت نوح اور موسیٰ کا دریا کیسا مددگار ہوا اور اُسکی قوم کفار کو ڈبویا اور کیسا کینہ کے ساتھ نمار بنا آگ ابراہیم کے واسطے کیسی قلعہ بن گئی جس نے نمرود کے دل سے دھوان اُٹھا دیا حضرت یحیے کو پہاڑ نے اپنی طرف نہین بُلایا اور جو اُن کے قتل پر مستعد تھے اُن کو سنگسار کیا حضرت یحیٰی سے کہا کہ میری طرف بھاگ آؤ تو مین اپنی تیغ تیز سے تمھارا پناہ ہوون مناسبت پہاڑ کی تیغ سے یہ کہ پہاڑ کی چوٹی کو تیغ کوہ کہتے ہین **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجماے ترک وتا کے ترکی تازا اور بہرکہ دادا کی جگہ دادو اور روزگارش کے ٹھکانے روزگارش غافل باشد کی جگہ غافل بود اور بجاے رحم کے زخم اور از شمشیر کرداد تیغ کہ خانہ

وصیت کرنا طوطی کا خواجہ کو اور اُڑ جانا

قولہ یکدو پندش داد طوطی بے نفاق ✦ بعد ازان گفتش سلام والفراق ✦ الوداع ای خواجہ کردی مرحمت ✦ کردی از آدم زقید مظلمت ✦ الوداع اینجا خواجہ رفتم تا وطن ✦ ہم شوی آزاد روزی ہمچو من ✦ خواجہ گفتش فی امان اللہ برو ✦ مرمرا اکنون نمودی راہ نو ✦ سوے ہندستان اصلی رو نہاد ✦ بعد شدت از فرح دل گشتہ شاد ✦ خواجہ با خود گفت این پند نست ✦ راہ او گیرم کہ این رہ روشن ست ✦ جان من کمتر ز طوطی کے بود ✦ جان چنین باید کہ نیکو پے بود ✦ تن قفس شکلست زان شد خار جان ✦ ور قریب داخلان و خار جان ✦ **المعنی** یعنے طوطی نے بعد بیان بھیدا اس حرکت کے جو مردہ بنگئی تھی ایک دو باتین نصیحت کی اور اُس سے کہین بعد اُس کے سلام والفراق کہا کہ ای خواجہ مین تجکو رخصت کرتی ہون تو نے بڑی مرحمت کی کہ مجکو اس قید مظلمت سے چھڑایا تیرے ہی ذریعہ سے مین خلاص ہوئی اور اب مین اپنے وطن کو جاتی ہون اور تجکو رخصت کرتی ہون میری طرح تو بھی کسی دن اس قفس تن سے آزاد ہو جاے گا خواجے نے کہا فی امان اللہ جا تو نے مجکو بھی ایک نئی راہ بتادی

کہ قفس تن سے آزادی بے مردہ ہونے کے نہین ہی بس طوطی طرف ہندوستان کے جو اُس کی اصل جگہ تھی متوجہ ہوئی اور بہت دنون شدت اُٹھا کے فرح سے دلشاد ہوئی خواجہ نے دل مین کہا کہ یہ بڑی نصیحت میرے حق مین ہی مین بھی اُس کی راہ اختیار کرون جو مردہ ہو جاتا ہی کسواسطے کہ یہ راہ روشن ہی میری جان طوطی کی جان سے کب کم ہی میری بھی ایسی ہی جان ہونا چاہیے کہ اپنی اصل کے فراق مین رہے اور اُسی کی طرف رجوع کرے کہ ایسے ہی جان فرخ پی ہوتی ہی تن آدمی کا بشکل قفس کے ہی لیکن جان کے حق مین خار ہی اس سبب سے کہ داخلون اور خارجون کے فریب مین پڑا ہی داخل نفس و حرص خارج مدحت و نحمدت خوشامدیون کی کہ جنسے عجب و غرور پیدا ہوتا ہی اور جان کہ وہ پاکیزہ شی لطیفہ الٰہی ہی ایسے افعال ذمیمہ سے رنج و آزار پاتی ہی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے سلام والفراق کے سلام الفراق بعد شدت کی جگہ بعد از شدت اور زان شد خار کو نا خار غلط لکھا ہی

بیان مضرت تعظیم خلق اور انگشت نما ہونا

قولہ ایشش گوید من شوم ہمراز تو ✤ دانش گوید بے منم انباز تو ✤ ایشش گوید نیست چو نتو در وجود ✤ در کمال فضل و در احسان وجود ✤ آنش گوید ہر دو عالم آن تست ✤ جملہ جانہا مان طفیل جان تست ✤ ایشش خواند گاہ عیش و خرمی ✤ آنش گوید گاہ نوش و ہمدمی ✤ او چو بیند خلق را سرمست خویش ✤ از تکبر میرود از دست خویش ✤ او نداند کہ ہزاران راچو او ✤ دیو افگندست اندر آبجو ✤ لطف و سالوس جہان خوش لقمہ ایست ✤ کمترش خورگان پر آتش لقمہ ایست ✤ آتشش پنہان و ذوقش آشکار ✤ دود او پیدا شود پایان کار ✤ تو مگو آنہ رح را من کے خرم ✤ اطلع میگوید او من پے برم ✤ ماوحت گر ہجو گوید بر ملا ✤ رو نہا سوزد دولت زان سوزہا ✤ گرچہ دانی کو نہ رحمان گفت آن ✤ کان طبع کہ داشت از تو شد زیان ✤ آن اثر میماند در اندرون ✤ در مدیح این جلتے ہست آزمون ✤ آن اثر ہم روزہا باقی بود ✤ مایہ کبر و خداع جان شود ✤ نیک بنماید چو شیر نیست رح ✤ بد نماید زانکہ تلخ افتاد قدح ✤ ہمچو مطبوخست وحب کانزا خوری ✤ تا بدیری شورش و رنج اندری ✤ ور خوری حلوا بود ذوقش دمے ✤ این اثر چون آن نپیماید ہمے ✤ چون نمی پاید ہمی ماند نہان ✤ ہر ضمیرا تو بضد آن بدان ✤ **المعنی** سالوس بواو معروف خوشگو و چرب زبان حرمان بالکسر محرومی قدح بمعنی رح آزمون امتحان و آزائش خداع بکسر فریب قدح بالفتح ضد رح مطبوخ بالفتح ہر چیز آگ کی پکی ہوئی خصوصاً جو شاندہ دواحب بالفتح دانہ ہر چیز اور دوا کی گولی وہ جو اوپر داخلان اور خارجان کہا ہی کہ تو ان کے فریب مین پڑا ہی اُنھین کا بیان ہی بس این کا اشارہ ہی طرف داخل کے کہ قریب ہی اور آن کا جانب خارج کے کہ بعید ہی چنانچہ فرمایا کہ جو شخص فریب نفس مین پڑا ہی نفس تو اُس سے کہتا ہی کہ جو دل چاہے سو کر مین تیرا ہمراز ہون اور وہ فہی خارجی اُس سے کہتا ہی کہ مین تیرا شریک ہون یہ کہتا ہی کہ تجسا کوئی پیدا نہوا نہ کمال و فضل مین نہ احسان وجود مین وہ

اُس سے کہتا ہی کہ دونون جہان تیری ملک اور تیرے ہی واسطے ہین اور ہم سب کی جانین تیرے ہی جہان کی طفیل ہین اگر تو نہوتا تو کچھ نہوتا یہ اُس کو اسطرف بُلاتا ہی کہ وقت عیش وخرمی کا ہی اور وہ اُس سے کہتا ہی کہ وقت نوش وہمدمی کا ہی یعنے ہمدمون مین لطف نوش وہمدمی کا اُٹھا اور وہ جس کو یہ داخلی وخارجی ایسی باتین سناتے سوجھاتے ہین جب دیکھتا ہی کہ مخلوق میری مست ہورہی ہی اور میرے نشہ مین چور ہی مارے غرور کے آپ مین نہین رہتا یہ نہین جانتا کہ اُس جیسے لاکھون کو شیطان نے آبجو مین ڈبویا ہی یعنے تھوڑے پانی مین اہل جہان کا لطف اور چکنی باتین ہین تو ایک لقمہ خوش دلپسند مگر تھوڑا کھا کہ یہ آگ کا بھرا ہوا ہی درون وبرون دونون کو جلا دیگا آگ تو اس کی چھپی ہی اور مزہ ظاہر بس انجام مین دھوان تجھسے ضرور اُٹھائیگی جیسے چھپی ہوئی آگ سے دھوان اُٹھتا ہی یہ مت کہہ کہ اُس مے کا مین خریدار نہین ہون سچ نہین جانتا اور خوب سمجھتا ہون کہ وہ طمع کی سبب سے کہتا ہی کسواسطے کہ اگر وہی مادح تیری ہجو کہے تو کیسا مدتون تیرا دل غم وغصہ سے جلے اگرچہ تو جانتا ہی کہ صحیح نہین کہتا مجھسے محروم رہا ہی کچھ پایا نہین اس لیے کہتا ہی پھر جب اس کا اثر تیرے دل مین مدتون رہتا ہی تو مدح کی بھی یہی حالت سمجھ اُس کا اثر کیسے نہوگا چاہے اس کو آزمالے اُس کا اثر بھی مدتون رہتا ہی اور مایہ غرور اور دھوکے جان کا بنتا ہی مدح شیرین چیز ہی تجکو میٹھی معلوم ہوتی ہی اور ہجو تلخ شی ہی بُری معلوم ہوتی ہی آخر دونون اپنا اثر کرتی ہین یا نہین جیسے جوشاندہ یا گویان کسی دوا کی کھانے سے اُس کا رنج اور شورش دیر تک رہتی ہی اور دل لوٹ پوٹ ہوتا ہی اور اگر حلوا کھاے تو مزہ اُس کا تھوڑی دیر کا ہی بہت نہین ٹھہرتا اور اس کا اثر ایسا نہین کہ اُس کے اثر کیطرح پائداری کرے حلوا سے مراد یہی حلوا نہین ہی جو خاص زبان زد عوام ہی بلکہ عام شیرینی کوئی قسم ہو لیکن تو اُس مطبوخ اور رحب اور اس حلوا دونون کو اپنے اپنے اثر مین ایک برابر جان کسواسطے کہ ضد ایک دوسرے کی ہین وکل شئے یعرف باضدادہا فرمایا ہی یعنی ہر شی اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہی بس جیسے ہجو کا اثر رہتا ہی مدح کا بھی ضرور ٹھہرتا ہی اگرچہ ٹھہرنا اس کا مثل حلوا کے ظاہر نہین ہی مگر پوشیدہ ہی بس اس کے پوشیدہ مفسدے اسکے بہت بہت خرابیان لاتے ہین اور آفتین اُٹھاتے ہین الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے نوش وہمدمی مرہے خورکان کی جگہ خورگان بکاف عجمی اور بجاے آتشش کے آتش پے برم کوپے برم ضداع کو جداع نمی پاید کی بجگہ نمی ماند لکھا ہی قولہ چون شکر یاشد نہان تاثیر او ✦ بعد چندے دنبل آرد نیش جو ✦ ورحب ومطبوخ خوردی الظریف ✦ اندرون شد پاک زاخلاط کثیف ✦ نفس ازبس مدحہا فرعون شد ✦ کُن ذلیلَ النفس ہَوْنًا لَاتَسُدّ ✦ تاتوانی بندہ شو سلطان مباش ✦ زخم کش چون گوے شو چوگان مباش ✦ ورنہ چون لطفت نماند دین جمال ✦ از تو آید آن حریفان را ملال ✦ آنجماعت کت ہمیدانند ریو ✦ چون ببینند بگویند کہ دیو ✦ جملہ گویند چو بینند بدرد ✦ مردہ از گور خود برکردہ سر ✦ ہیچ امر وکد خدا نامش کنند ✦ تا بدین سالوس درد امش کنند ✦ چون بہ بدنامی برآید ریش او ✦ دیو رانانگ آید از تفتیش او ✦ دیو سے آدمی شد ہر شرے ✦ سوے تو ناید کہ از دیو سے بترے ✦

تا تو بودی آدمی دیو انہیست ✦ صد دو دیو دیگر اندر تو بزیست ✦ چون شدی در خوے دیوے استوار ✦ میگریزد از تو دیو اے نابکار ✦ آنکہ اندر دامنت آویخت او ✦ چون چنین گشتی ز تو بگریخت او ✦ المعنی ترجمہ مصرعہ عربی کا ہو دلیل نفس خواری کے ساتھ اور سردارمت بن یعنے جب شکر کی تاثیر چھپی ہوئی ہی تو بعد چند روز کے دنبل ظاہر کرتی ہی اور ایسے دنبل جو نشتر کو ڈھونڈتے ہین چیرے پھاڑے جاتے ہین آور ای دانا اگر حب و مطبوخ کھاے گا تو باطن تیرا کثیف خلطون سے جو سودا صفرا بلغم خون ہین کہ انھین سے امراض باطنی بھی پیدا ہوتے ہین مثل عجب وغرور اور خشم وحسد وغیرہم کے پاک ہوجاے گا نفس تیرا بہت سی تعریفون سے فرعون بنیگا تو اسکو ذلیل وخوار کر سید من نہ بنے دے جبتک ہوسکے بندہ بن پادشاہ مت بن گیند کی طرح زخم کش چوگان ہو نہ چوگان اورون کو زخم پہونچانے والا نہین تو جب یہ لطف وجمال تیرا زوال مین آیا یہی حریف وہم پیشہ تیرے تجھسے ملول وناخوش ہونگے وہ لوگ جواب تجکو فریب دے رہے ہین اُسوقت مین جو دیکھین گے یہی کہین گے کہ دیو ہی پھر کوئی حسین وجمیل نہین بتلے گا اب جو تجکو دیکھکر کہتے ہین کہ تو بدر ہی پھر یہی کہین گے کہ کوئی مردہ گور سے نکل آیا ہی لفظ بدر بفتحتین بھی جائز ہی جیسے امرد کہ ہر کوئی اُس کو کدخدا کہتے ہین یعنے دولھا تا اس چرب زبانی سے اُس کو جال مین پھانسین جب وہ پھنس گیا اور بدنامی مین اُس نے داڑھی نکالی تو پھر یہ کیا شیطان بھی اُسکی جستجو نہین کرتا اور اپنے کام کا نہین جانتا کہ اب اس سے کیا کام نکلے گا شیطان تو آدمی کے پاس شر پیدا کرنے کو جاتا ہی تیرے پاس کیون آئے کہ تو تو شیطان سے بتر ہو چکا جب تک تو آدمی تھا شیطان تیرے پیچھے لگا رہتا تھا اور اپنی شراب تجکو چکھاتا رہا جب تو عادت شیطانی مین مضبوط اور پکا ہوگیا اب وہ تجھسے بھاگتا ہی تو ایسا شیطنت مین اُس سے بڑھگیا ورنہ وہ تیرے دامن مین لٹکا ہوا تھا ہی جب تو ویسا ہوگیا بس تجکو چھوڑ بھاگا اور کہدیا تو بڑی منگ مین تجھسے بری ہون الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے کدخدا کے کہ خدا لکھا ہی اور معنی یہ کہ ملہ اُس کو خدا و مالک ٹھہراتے ہین شاید ٹھیک ہو دیو انہیت کو دیو ایت غلط لکھا ہی

تفسیر ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن جو کچھ اللہ چاہتا ہی ہوتا ہی اور جو نہین چاہتا نہین ہوتا

قولہ ائمہ گفتیم لیک اندر بسیج ✦ بے عنایات خدا ہیچیم ہیچ ✦ بے عنایات حق وخاصان حق ✦ گر ملک باشد سیاہستش ورق ✦ اے خداے قادر بیچون وچند ✦ از تو پیدا شد چنین قصر بلند ✦ واقفے بر حال بیرون ودرون ✦ بے کم وبیشی و بے چندی وچون ✦ اے خداے فضل تو حاجت روا ✦ با تو یا دہیچکس نبود روا ✦ اینقدر ارشاد تو بخشیدہ ✦ تا بدین بس عیب ما پوشیدہ ✦ قطرۂ دانش کہ بخشیدی زپیش ✦ متصل گردان بدریاہاے خویش ✦ قطرۂ علمست اندر جانمن ✦ وارہانش از ہوا ے خاک تن ✦ پیش آن کین خاکہا خشمش کنند ✦ پیش ازان کین با دہا نسفش کنند ✦ گرچہ چون نسفش کند تو قادری ✦ کش از ایشان داستانے واخری ✦ قطرۂ کان در ہوا شد یا کہ ریخت ✦ از خزینہ قدرت تو کے گریخت ✦ گر در آید در عدم یا صد عدم ✦ چون بخوانیش او کند از سر قدم ✦ صد ہزاران ضد ضد را میکشد ✦

بازران حکم تو پیرون میکشد ✦ از عدم ہا سوے ہستی ہر زمان ✦ ہست یارب کاروان در کاروان ✦ المعنی
بسبح بیاے موحدہ قصد وارادہ چون وچند کیف وکم خست بالفتح زمین مین دھنسنا فست بسین بنیا دکھیڑنا فرماتے
ہین اوپر جو مذکور ہوا یہ تو سب کچھ ہمنے کہا لیکن اصل یہ ہی کہ بے عنایات خدا کے ہم ہیچ ہی ہیچ زمین خوب جان لو
کہ بے عنایات حق اور اُس کے خاص بندون کے اگر فرشتہ ہی تو اُس کا بھی ورق سیاہ ہی خواہ سیہ بخت خواہ سیہ نامہ
بنظر اس کے مناجات کرتے ہین کہ ای خدا تو قادر ہی اور بچون وچند ہی تجھی سے یہ قصر بلند آسمان پیدا ہوا جو کچھ اسکے
باہر ہی اور جو کچھ اسکے اندر تو سب سے واقف جیسا ہی بذاتہ ویسا ہی نہ کم وبیش اُس مین نہ چون وچند آخر تیرا ہی فضل
حاجت روا ہی تیرے ہوتے کسی کی یا دروانہین آسقدر ارشاد تونے بخشا ہی اور رہنمائی کی ہی اور اپنے ہی کرم سے
کتنے عیب ہمارے چھپائے ہین کہ تجھکو واقف درون وبرون جان کے دُرتے ہین آور وہ قطرہ دانش کا جو اپنے
دریاے بے پایان سے تجھکو بخشا ہی اُس کو اپنے ہی دریاؤن دانش سے لگا رکھ تا غیر کی طرف نہ جھکے آور وہ قطرہ تیرے
علم کا جو میری جان مین ہی اُس کو ہواے خاک تن سے چھوڑا دے تا اس خاک مین آلودہ ہوکے خراب ہو جائے
جیسے بوند خاک پر گرکے خاک آلودہ ہو جاتی ہی قبل اس سے کہ یہ خاک زمین کی اس خاک تن کو اپنے ہیچ مین دھنسائے
اور قبل اس سے کہ یہ ہوائین دنیا کی اُس کی بنیا دکو اکھیڑین جو دونون سے مرگ مراد ہی اگرچہ یہ بات ہی کہ جب باد
اُس کی بنیا دکو اکھیڑے تو تو قادر ہی کہ کوئی بات اس خاکی تن کی بھی سُن لے اور پسند کرلے جو قطرہ کہ ہوا مین ہوا ی جوف
فلک مین کہ ابھی پکا نہین ہی یا ٹپک پڑا تیرے خزانۂ قدرت سے بھاگ تو نہین گیا تجھکو بدستور اُسپر قدرت ہی یہ نظیر اوپر
کے قول کی ہی جو نسبت تن خاکی کے التجا کی ہی اگر وہ قطرہ ایک عدم نہین سو عدم مین داخل ہو جاے جسوقت تو اُسکو بُلائے گا
سر کے بل دوڑے گا فورًا لاکھون ضد کو ضد کھینچ لیتی ہی لیکن حکم تیرا اُس مین سے پھر نکال لیتا ہی اور یہ کچھ اچھی بات نہین
ہر وقت عدم سے ہستی مین ای پروردگار قافلہ در قافلہ چلے ہی آتے ہین سب دیکھتے ہین الخلاف شرح بحر العلوم مین ہمارے
ہوے خاک تن کے ہوا و خاک اور نسف کی جگہ نشف کہ دونون کے معنی جداگانہ ہین لکھا ہی قولہ خاصہ ہر شب جملہ
افکار وعقول ✦ نیست گردد غرق در بحر نزول ✦ باز وقت صبح چون آید بیان ✦ بر زند از بحر سر چون ماہیان ✦ در
خزان ہین صد ہزاران شاخ وبرگ ✦ از نہریمت رفت ورد ریاے مرگ ✦ زاغ پوشیدہ سیہ چون نوحہ گر ✦ در
گلستان نوحہ کردہ بر خضر ✦ باز فرمان آید از سالارِ دہ ✦ مر عدم را کانچہ خوردی باز دہ ✦ انچہ خوردی دادہ ای مرگ سیاہ ✦
از نبات ودرد واز برگ وگیاہ ✦ ای برادر عقل یکدم با خود آر ✦ دمبدم در تو خزانست وبہار ✦ باغ را سبز وتر وتازہ ببین ✦
پر ز غنچہ ورد وسر ویاسمین ✦ زانہی برگ پنہان گشتہ شاخ ✦ زان بہے گل نہان صحرا و کاخ ✦ این سخنہا کیہ از
عقل کل ست ✦ بوے آن گلزار سبز وسنبل ست ✦ ای برادر یکدم از خود دور شو ✦ با خود آ وغرق بحر نور شو ✦ بوے
گل دیدی کہ آنجا گل نبود ✦ جوش مل دیدی کہ آنجا مل نبود ✦ بو قلاوزست ورہبر مرترا ✦ مہبر دتا خلد وکوثر مرترا ✦

بود وای چشم باشد نور سازہ شد ز بوی دیدۂ یعقوب بازہ بوی بد دیدہ را تاری کند بوی یوسف دیدہ را یاری کند
تو کہ یوسف نیستی یعقوب باش ہمچو او با گریہ و آشوب باش چون تو شیون نیستی فریاد باش چون نہ لیلی تو مجنون گرد فاش المعنی نفول بضمتین عمیق وژرف خضر بفتحتین تازگی و سبزی قلاوز بفتح قاف ونم واو وزای معجمہ پیرو مقدمۂ لشکر یعنے علاوہ کاروان درکاروان کے خاص اس بات کو غور کرو کہ ہر رات جملہ فکرین اور عقلین بحر عمیق خواب مین ڈوب جاتی ہین اور نیست ہو جاتی ہین اور صبح کو پھر مثل اللہ والون کے اُسی دریا سے مچھلیون کی طرح سر نکالتی ہین اور اُسی سے ہستی پاتی ہین اسی واسطے اللہی کہا ہی منسوب باللہ آور خزان کو دیکھہ کہ لاکھون شاخ و برگ ہزیمت کھاکے دریاے مرگ مین جا گرتے ہین زاغ نوحہ گرون کے مثل سیہ پوش ہوکے اُس سبزی و تازگی پر نوحہ گری کرتا ہی تخصیص زاغ کی خزان مین کلام حضرت نظامی رہ سے بھی مستفاد ہی شعر چو باد خزانی درآید بباغ زمانہ دہد جاے بلبل بہ زاغ پس زاغ کی نوحہ گری اور ہاے ہاے سے سالاردہ یعنے حاکم دنیا سے حکم عدم کو ہوتا ہی کہ جو کچھ تونے کھالیا ہی پھیر دے اور آہ مرگ سیاہ کہ وہ عدم ہی جو کچھ نبات و گلاب و برگ و گیاہ سے تو کھا گیا ہی سب دیدے اب فرماتے ہین اے بھائی ذرا تو ہوش پکڑ اور عقل اپنی ٹھکانے کر ایسے ہی دمبدم تو بھی خزان و بہار مین ہی کبھی شگفتہ اور فرخناک ہوتا ہی اور کبھی منقبض اور غمناک خواہ بمقتضاے صورت خواہ بوجہ معنی اب دیکھہ تو بہار مین باغ کیسا سبز و تر و تازہ ہوتا ہی اور غنچہ اور گلاب اور سرو و یاسمین سے بھرا ہوا پتون کی انبوہی سے شاخین چھپی ہوتی ہین اور گل کی کثرت سے صحرا و کلخ نہان ہوتے ہین میری بھی یہ باتین جو عطیہ عقل سے ہین اُسی گلزار سبز اور سنبل تر کی بو ہین یعنے وحدت کی پھر فرماتے ہین اے بھائی ذرا تو اپنی خودی سے الگ ہو جا اور ہوش مین آجا تا بحر نور مین غرق ہو جاے دیکھہ تو جہان گل نہ تھا وہان بو گل کی دیکھی اور جہان مل نہ تھی وہان جوش مل کا دیکھا تو مراد انھین باتون سے جو عطیۂ عقل کل ہین اور عقل کل کل ایسے ہی مل اور جوش مل بس تو اپنی خودی مٹا کے اسی جوش و بو سے طالب گل و مل کا ہو کسواسطے کہ یہی بو تیری رہنما ہی بگلخلد و کوثر تک پہونچا دے گی بو آنکھون کی دوا اور آنکھون کی روشن کرنے والی ہی دیکھہ تو بو ہی سے آنکھین یعقوب کی کھل گئی تھین مگر بو دیدآنکھون کو اندھا کرتی ہی اور بوے یوسف آنکھون کی مددگار ہی اب تو یوسف تو ہی نہین یعقوب بن اور مثل یعقوب کے عشق حقیقی مین گریہ و آشوب سے غافل مت ہو پھر تائیدا فرماتے ہین کہ اگر شیون نہین تو فریاد کیون نہین ہوتا اور اگر لیلی نہین تو مجنون کیون نہین بنتا ہمت کا مقتضا تو یہ تھا کہ یوسف بنتا یا شیون اور لیلی الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے سبز سنبل کے سمن و سنبل لکھا ہی

تفسیر قول حکیم سنائی قدس سرہ

قولہ بشنو این پند از حکیم غزنوی تا نیابی در تن کہنہ نوی این رباعی را شنو از جان و دل تا برون آئی ز گلی زاب و گل

پندا ورا از دل و جان گوش کن ✦ هوش را جان ساز و جانرا هوش کن ✦ آن حکیم غزنوی شیخ کبیر گفته است این پند نیکو یاد گیر ✦
نازرا روے بیاید نیکو ورد ✦ چون نباشد گرد بد خوئے مگرد ✦ زشت باشد روے نازیبا و ناز ✦ سخت باشد چشم نابینا
و درد ✦ پیش یوسف نازش خوبی کمن ✦ جز نیاز و آه یعقوبی کمن ✦ معنے مرون زطوطی بد نیاز ✦ در نیاز و فقر خود را
مرده ساز ✦ تا دم عیسے ترا زنده کند ✦ هیچو خویشت خوب فرخنده کند ✦ در بهاران کے شود سرسبز سنگ ✦
خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ ✦ سالها تو سنگ بودی و لخراش ✦ آزمون رایک زمانی خاک باش ✦
در بیان این شنویک داستان ✦ تا بدانی اعتقاد راستان ✦ المعنی غزنوی منسوب بغزنین که نام شهر کاهی نونی
تازگی ورد گلاب نازش فخر بهاران مین الف نون زائده هی مولانا رح فرماتے هین که ایک پند حکیم غزنوی کی سن
تا تیرے تن کهنه مین نو می و تازگی آجاے اس رباعی کو اُس کی جان و دل سے سن تو بالکل قید آب و گل یعنے
جسمانی سے چهوٹ جاے اور مقام فنا کو پهونچے رباعی بنظر چار مصرعون کے کهاهی نه وه رباعی اصطلاحی که
اُس کے وزن پر نهین هی بلکه مصرعے غزل کے معلوم هوتے هین پهر فرماتے هین که اُس کی پند کو دل و جان سے
سن هوش کو جان بنا اور جان کو هوش کر کسواسطے که اُس حکیم غزنوی نے کیسی اچهی پند کی هی تو بهی اسکو خوب یاد رکھ
اور وه یه هی که نازنده کسے جس کی صورت گلاب سی هو اور اگر ایسی صورت نهو تو ناز نهین بدخوئی هی بدخوئی کے پاس
مت پهٹک اس لیے که جب صورت نازیبا هو تو ناز بهی زیبا نهین ایسا هی جیسے اندهی آنکهه مین درد آب مولانا رح
فرماتے هین که یوسف کے سامنے فخر اپنی خوبی کا مت کر بلکه یعقوب کی سی نیازه آه کر وه طوطی تاجر کی هو مر گئی
تهی یه اظهار نیاز تها تو بهی نیاز و فقر مین آپ کو مرده کر تو دم عیسے سے تجکو زنده کرے اور اپنے مثل خوب و فرخنده بنالے
بهار مین هر شے خرم و سرسبز هو جاتی هی مگر پتهر نهین هوتا بس تو خاک هو تو رنگ رنگ کے گل تجهسے پیدا هون پر سون تو
سنگ و لخراش رها لوگون کے دل نوچے دکهائے دم بهر کو تو خاک هو جا اور امتحان کر دیکهه تو کیا هوتا هی اب
اسی کے بیان مین ایک داستان سن تب تو جانے که راست لوگون کے ایسے اعتقاد هوتے هین **الخلاف**
شرح بحر العلوم مین چارون مصرعے حکیم سنائی کے ایسے بے ترتیب لکهے هین که ایک سطر مین پهلے مصرعه مولانا
لکهاهی بیچ مین دو مصرعے سنائی کے ایسے هی دوسری سطر مین شاید مقصود اس سے علحدگی اُن کے کلام کی هو
اور منشا اس کا غلطی کلام کی هی که پهلے مصرعه مین روے کے راندارد هی دوسرے مصرعه مین بجاے زشت جو مرادف
نازیبا کا هی عیب اور قافیه مین ورد قافیه وَرد کے دونون مصرعون مین بازنا لکهاهی اور مجهه پهلے سے یه چارون
مصرعے یاد تهے اور جو تیسے مصرعه مین درد اور بجاے نیاز و فقر کے قعر غلط هی

داستان پیرچنگی کی که حضرت عمرؓ کے عهد مین فاقه کے دن گورستانین خدا کیواسطے چنگ بجاتا تها

قوله آن شنیدستی که در عهد عمر ✦ بود چنگی مطربی با کر و فر ✦ بلبل از آواز او بیخود شدی ✦ یکطرب ز آواز خوبش مست شدی

مجلس و مجمع دمش آراستی ✤ و زنوا ے او قیامت خاستی ✤ بچو اسرافیل گاوازش بفن ✤ مردگان راجان درآرد در بدن ✤ یار سائل بود اسرافیل را ✤ کز سماعش پر پرستی فیل را ✤ ساز و اسرافیل روزی نالہ را ✤ جان دہد پوسیدہ صد سالہ را ✤ یا چو داؤد از خوشی نغمہا ✤ جان براندی سوی بستان خدا ✤ انبیا را ہم درون در نفہاست ✤ طالبان را زان حیات بے بہاست ✤ نشنود آن نغمہا را گوش حس ✤ کز سخنہا گوش حس باشد نجس ✤ نشنود نغمہ پری را آدمی ✤ گو بود اسرار پریان ا عجمی ✤ گرچہ ہم نغمہ پری زین عالمست ✤ نغمۂ دل برتر از ہر دو دمست ✤ کہ پری و آدمی زندانیند ✤ ہر دو در زندان این نادانیند ✤ معشر الجن سورۂ رحمٰن بخوان ✤ تستطیعوا انتفذوا را باز دان ✤ سورۂ رحمٰن بخوان ای مبتدی تا شوی بر سر پریان مہتدی ✤ المعنی فن حال وگونہ و نوع رسائل ہمزبانان و ہم پیام جمع رسیل بنجس بفتحتین و بکسر جیم نیز پلید اعجم گنگ مہتدی ہدایت یافتہ شدہ فرماتے ہین کہ وہ تونے سنا ہی جو حضرت عمرؓ کے وقت مین ایک مطرب چنگ نواز بڑا کروفر والا تھا بلبل اُس کی آواز سے مست و بیخود ہو جاتی تھی جو اڑون کو بیخود کرتی ہی اور ایک حصہ طرب اُس کی آواز سے سو حصہ ہو جاتی تھی دم اُس کا مجلس اور مجمع کو آراستہ کرتا تھا جسنے انبوہ ہو جاتا تھا اور نوا اُس کی قیامت تھی کہ ساری مخلوق جمع ہو جاتی تھی اپنے فن مین اُس کا آواز بھی مثل اسرافیل کے تھا کہ مردون کے بدن مین جان ڈالتا تھا جیسے اسرافیل کے صور سے زندہ ہو جائین گے یا وہ اسرافیل کا رسائل تھا ہم پیام و ہمزبان کہ جسکی سماع سے ہاتھی کے پر جتنے تھے اُڑنے لگتا تھا اور اس کے نالہ سے یاد ہو جاتا تھا کہ ایکدن اسرافیل بھی اپنا نالہ سازو درست کرین کے جس سے سیکڑون برس کے مردے گلے سڑے زندہ ہو جائین گے یا مثل داؤد کے سرور و خوشی نغمون سے جان کو طرف بستان خدا کے ہانک دیتا تھا اب آگے مقولات مولانا رحمے ہین کہ انبیا کے درون مین بھی بڑے نفعے بھرے ہین جو منجانب اللہ نازل ہوتے ہین اور طالب اُن سے حیات بے بہا پاتے ہین خواہ مفت خواہ وہ حیات جسکی قیمت نہین لیکن اُن نغمون کو گوش حسی ظاہری نہین سُن سکتے اس وجہ سے کہ یہ گوش باتون سے نجس ہو رہے ہین اور وہ نغمات نقلی نہین جنکو حسب عادت اپنے گوش حسی سنین وہ القا والہامات ہین اور یہ کوئی عجیب بات نہین اسواسطے کہ پریون کے نغمہ کو بھی آدمی نہین سُن سکتا اسواسطے کہ اس کو اسرار پریون سے گونگا کیا ہی اور گونگا بہرا بھی ہوتا ہی ہر چند کہ نغمہ پری کا اسی عالم سے ہی لیکن نغمہ دل کا ان دونون کے دم سے بڑھکے ہی اور جدا خدا تعالیٰ کی طرف سے بے نطق و زبان وجہ بجانبے کی یہ کہ دونون زندانی زندان نادانی کے ہین ان کو علم ہی اس کا عطا نہین ہوا تو اس آیت کو سورۂ رحمٰن سے پڑھ وہو ہذا یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان اگر گروہ جن و انسان اگر تم سے ہو سکے کہ نکل جاؤ آسمان و زمین کے کنارون سے تو نکلجاؤ مگر نہین نکل سکو گے بدون غلبہ اور قدرت کے سو وہ تمکو ہی نہین بس وہ نفعے عالم غیب سے ہین جسمین جن و انسان دونون کا گذر نہین مگر بقدر رضاے خدا اور آیت شریف دونون کے نادانی ہونے پر دلیل پھر تائید فرماتے ہین کہ تو سورۂ رحمٰن کو پڑھ تو پریون کے بھید پر

ہدایت پائے اور جانے کہ اُن کو بھی اسرار غیب پر قدرت نہین ملی ہی مگر خدا کی مشیت سے بخلاف شرح بحر العلوم مین خوبش کی جگہ خویش بیا اور پوشیدہ بجاے بوسیدہ غلط لکھا ہی قولہ نغمہاے اندرونی اولیا ✤ اولا گویند کاے اجزاے لا ✤ مین زلاے نفی سرہا برزنید ✤ دین خیال و وہم یکسو افگنید ✤ کار ایشانست زانسوی بری ✤ کردت روشن چو جوی رہبری ✤ اینہمہ پوشیدہ در کون و فساد ✤ جان باقی تان نروئید و نزاد ✤ گر بگویم شمہ زان نغمہا ✤ جانہا سر برزنند از دمہا ✤ گوش را نزدیک کن کان دور نیست ✤ لیک نقل آن بتو دستور نیست ✤ دین کہ اسرافیل دقتند اولیا ✤ مردہ را زانیشان حیات است و ثنا ✤ جانہای مردہ اندر گورتن ✤ برجہند زاو از شان اندر کفن ✤ گوید این آواز زاد اہا جداست ✤ زندہ کردن کار آواز خداست ✤ ما بر دیم و بکل کا ستیم ✤ بانگ حق آمد ہمہ برخاستیم ✤ بانگ حق اندر رجاب و بی حجیب ✤ آمد بگوداد مریم راز جیب ✤ اے فنا تان نیست کردہ زیر پوست ✤ باز گردید از عدم زآواز دوست ✤ مطلق آن آواز خود از شہ بود ✤ گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود ✤ گفت او را من زبان و چشم تو ✤ من حواس و من رضا و خشم تو ✤ رو کہ بی کیخ و بی بَیصر توئی ✤ سر توئی چہ جای صاحب سر توئی ✤ المعنی دخمہ بالفتح تہ خانہ جس مین کفار عجم اپنے مردے رکھتے تے و گورخانہ گبران آواز مجیب الہ حجاب پہلا شعر دوسرے شعر سے مربوط ہی یعنے اولیا کے درون مین بھی نغمات غیبی بھرے ہین اور وہ اول یہی کہتے ہین کہ اے اجزاے لا یعنے اجزاے نفی کے خبردار ہو اور لاے نفی سے پہلے سر خیال و وہم کے اُڑا دو اور ان کو دور پھینک دو کہ یہی مانع ہو جاتے ہین اجزاے نفی یہ کہ انسان کے جملہ اجزا نفی سے بنتے ہین اور فانی ہین اور لاے نفی لا کلمہ لا الہ الا اللہ جس سے فقر انفی جملہ ماسوا کی کرکے الا کے ساتھ اثبات ذات اللہ جلشانہ کا کرتے ہین کسواسطے کہ وہم و خیال ان کا کام ادھر ہی دنیا کے معاملہ مین ہی اُدھر یعنے معرفت ان سے پاک و بری ہی وہان مطلق ان کا گذر نہین اس کا حال مجکو جب تو طالب رہبری کا ہوگا تو مجھپر خود روشن ہو جائیگا یہ سب وہم و خیال اس عالم کون و فساد مین کہ ہر شی یہان ہست و نیست ہوتی رہتی ہی چھپے ہوے ہین اور مثل دانہ کے دبے ہوئے جسے تمھاری جان باقی مین نہ کبھی کچھ اگا نہ کچھ پیدا ہوا محض بے تخم ہین اگر اُن نغمات اولیا سے ایک شمہ بیان کرون تو لوگون کی جانین قبرون سے سر نکال دین اور زندہ ہو جائین لیکن ایسی باتون کے نقل و بیان کرنے کا دستور نہین ہی تو خود ہی اپنے کان اُن نغمون کی طرف لگا اور اُن کے نزدیک لے جا آپ سُن لے گا خبردار ہو جا اولیا بھی اپنے وقت کے اسرافیل ہین یعنے جیسے اسرافیل سے ایک وقت مین مردون کو زندگی و نمود حاصل ہوگا ان سے بھی ہوتا ہی اُن سے تو وہ مردے جو گور کی خاک مین پڑے ہین زندہ ہونگے ان سے یہ مردے جو گورتن مین پڑے ہین آواز کے ساتھ ہی کفن مین چونک پڑتے ہین اور کفن ہی لباس ظاہری آور کہتے ہین کہ یہ آواز خدا کی آوازون سے ہی اس لیے کہ زندہ کر دینا خدا کی آواز کا کام ہی ہم مردے کی طرح مرے ہوے اور بالکل گلے ہوے تھے جیسے مردہ کل سڑ کے گھٹ جاتا ہی ناگاہ بانگ حق کے آتے ہی سب اٹھ کھڑے ہوے بانگ حق کے حجاب مین بھی اور بغیر بے حجاب

وہ عطا عطا کرتی ہو چو مریم کو اپنی جیب خاص سے عطا کی جس سے حضرت عیسیٰ بے سلسلہ توالد و تناسل عالم کے بے باپ کے پیدا ہوے اور آواز یہ کہ اے لوگو تمکو فنا نے اس پوست کے پردہ مین نیست کر رکھا تھا اب بدولت آواز دوست کے عدم سے لوٹو اور زندہ ہو جاؤ بس وہ آواز مطلق بادشاہ کی جانب سے ہوتی ہو اگرچہ بحسب ظاہر کسی عبداللہ کے حلق سے ہو یہی مطلب حجاب سے ہو اور بے حجیب سے نسبت بعیسی علیہ السلام کہ بے باپ کے پیدا ہوے مگر عبداللہ وہ جس سے اُس نے کہدیا ہو کہ مین تیری زبان و چشم ہون اور مین ہی تیرے حواس اور رضا و خشم تو جسا کہ میرا تیرے ہی ساتھ سننا اور تیرے ہی ساتھ دیکھنا ہو اور بعید کس کا تو خود صاحب بصیر ہی چنانچہ

فرمایا لا یزال یتقرب الی العبد بالنوافل حتی احببتہ کنت سمعہ وبصرہ ویدہ ورجلہ ولسانہ وبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی ینطق ترجمہ ہمیشہ تقرب ڈھونڈھے بندہ میری طرف نوافل سے یہانتک کہ مین اُس کو دوست رکھون پھر جب دوست اُس کا ہو جاؤن تو اُس کے کان آنکھ ہاتھ پاؤن اور زبان ہو جاتا ہون کہ وہ ان قوتون سے میرے ہی ساتھ سنتا ہو اور میرے ہی ساتھ دیکھتا ہو اور میرے ہی ساتھ حملہ کرتا ہو اور میرے ہی ساتھ چلتا ہو اور میرے ہی ساتھ کلام کرتا ہو غرض یہ سب باتین اُس کی میری ہی ہوتی ہین بخلاف شرح بحر العلوم مین زادہا کی جگہ آوا ہا لکھا ضرور جا ہے اور پوشیدہ کے بجاے بوسیدہ غلط لکھا ہو

تفسیر من کان للہ کان اللہ لہ

قولہ چون شدی من کان للہ از ولہ ✦ حق ترا باشد کہ کان اللہ لہ ✦ گہ تو ئی گویم ترا گاہے منم ✦ ہر چہ گویم آفتاب و شنم ✦ ہر کجا تابم ز مشکات وے ✦ حل شد آنجا مشکلات عالمی ✦ ہر کجا تاریکی آمد ناسزا ✦ از فروغ ما شود شمس الضحی ✦ ظلمتی را کا فتابش برنداشت ✦ از دم ما گرد دآن ظلمت چو چاشت ✦ آدمی را او بخویش اسما نمود ✦ دیگرا نرا از ادم اسما میکشود ✦ آب خواہ از جو بجو خواہ از سبو ✦ کین سبو را ہم مدد باشد ز جو ✦ نور خواہ از مہ طلب خواہی ز خور ✦ نور مہ ہم آفتاب ست ای پسر ✦ مقتبس شو زو دچون یابی نجوم ✦ گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم ✦ خواہ از آدم گیر نورش خواہ از و ✦ خواہ از خم گیر مے خواہ از کدو ✦ کین کدو با خم بہ پیوستست سخت ✦ نے چو شد آن کدو ای نیکبخت ✦ گفت مولای من رانی مصطفےٰ ✦ والذی یبصر لمن وجہی رےٰ ✦ چون چراغے نور شمعے را کشید ✦ ہر کہ دید آنرا یقین آن شمع دید ✦ ہمچنین تا صد چراغ از نقل شد ✦ دیدن آخر لقای اصل شد ✦ خواہ از نور پسین بستان تو آن ✦ یا ز نور اولین فرقے نیست خواہ از شمع دان ✦ خواہ نور از اولین بستان بجان ✦ خواہ از نور پسین فرقے مدان ✦ خواہ بین نور از چراغ آخرین ✦ خواہ مین نورش ز شمع غائرین ✦ المعنی ولہ نصفتین بہ بخبر و حیران شکاہ چرا غدان شمس الضحی آفتاب پاشت مقتبس نور پھنے والا نقل ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا تقابس دیکھنا غائر آیندہ رونده و باقی ماندہ یعنے جب تو حیرت و بیخبری سے من کان للہ ہو گیا تو مستحق کان اللہ لہ کا ہوا چنانچہ حدیث شریف ہو من کان للہ کان اللہ لہ جو

اللہ کا ہو جاتا ہو اللہ اُس کا ہو جاتا ہو اُس صورت مین کبھی مین تجھکو تو کہتا ہون اور کبھی منھ پھیر کبھی تیری تعبیر تجھسے کرتا ہون اور کبھی اپنی ذات سے غرض جو کچھ کہون ہو صحیح کس لیے کہ مین ایک آفتاب روشن ہون کچھ چھپا نہین ہون اور اسوقت مین تیری مشکاۃ سے روشنی حاصل کرکے جہان کہن اپنے دم کا فروغ حاصل کرون ایک عالم کی لاحل مشکلین سب حل ہو جائین اور جہان کہین تاریکی نالایق و ناسزا ہو میرے ضو و فروغ سے ایسی روشن ہو جائے جیسے چاشت کا آفتاب جس ظلمت کو کہ آفتاب نہ ٹال سکا کہ وہ پردہ ظلمات ہو ہمارے دم سے چاشت ہو جاے آدمی ایسا معزز و مکرم ہو جس کو ہر شے کے اسما اُس نے آپ سکھائے جیسا کہ خود فرمایا وعلّم آدمَ الأسماءَ کلّہا سکھائے آدم کو نام ہر شے کے اور پھر آدم سے اورون کو یہ کشود ہوئی ظاہر کہ پانی چاہے نہر سے ڈھونڈے چاہے گھڑے ہو نہر ہی کا کس واسطے کہ نہر ہی سے گھڑے کو مدد ملتی ہو دوسری مثال نور خواہ ماہ سے چاہ خواہ آفتاب سے مگر ہو نور آفتاب ہی کا اگر تجھکو آفتاب نہین ملتا جو مراد آنحضور کائنات سے ہو صلی اللہ علیہ وسلم تو نجوم ہی سے نور چن کہ وہ اصحابہن کما قال علیہ السلام اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم یعنی اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین اُن مین سے جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے پھر فرماتے ہین چاہے آدمی سے نور اس کا حاصل کرے چاہے خود اُس سے چاہے خم سے لے شراب چاہے کدو سے کس واسطے کہ یہ کدو نہایت خم سے ملا ہوا ہو جہان سے اس کی اصل ہو تیری طرح وہ کدو اہو بیگانہ نہین ہو کہ تو اپنی اصل سے جدا ہو انھین صحابہ اور تابعین کی نسبت مصطفےٰ نے فرمایا ہو طوبیٰ لمن رانی والذی رانی یعنے خوشی ہو اُس کے واسطے جس نے مجھکو دیکھا اور اُس کے واسطے جس نے میرے دیکھنے والون کو دیکھا کہ اسمین صحابہ اور تابعین اور اولیاء اللہ سب داخل ہین آیندہ اسی کی نظیر ہین چنانچہ فرمایا جب کسی چراغ نے نور شمع سے حاصل کیا بس جس نے اس چراغ کو دیکھا بالیقین شمع کو دیکھا ایسے ہی اس چراغ کا نور اگر سو چراغ تک نقل ہوگا پچھلے کا دیکھنا اصل کا ہو جو شمع ہی دیکھنا ہو اب چاہے تو پچھلے ہی چراغ سے نور حاصل کرے نور چراغ و نور شمع مین کچھ فرق نہین ہو چاہے چراغ سے جان چاہے شمع سے پھر اسی مضمون کو روشن فرمایا کہ اگر تو پہلے چراغ سے جو شمع سے روشن ہوا ہو جب یا پچھلے چراغ سے جس نے نقل در نقل نور اُس سے جب پایا ہو اپنی جان کو روشن کرے تو ایک ہی بات ہو کچھ فرق نہین چاہے اس پچھلے ہی چراغ کا نور سمجھ چاہے شمع غایبین کا جو رونده اور آیندہ ہین کس لیے کہ یہ سلسلۂ افاضت و ہدایت کا قیامت تک ایسے ہی چلا جاے گا الخلاف شرح بحر العلوم مین دوسرا مصرعہ اس شعر کا کین کدو با خم الخیون لکھا ہو ہنے چو تو شادان کدوے نیکبخت ۔ میری سمجھ مین جو گذرا مین نے لکھا اگر اس سے بہتر صحیح کسی کو معلوم ہو درست کردین

تفسیر حدیث اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَہْرِکُمْ نَفَحَاتٌ اَلَا فَتَعَرَّضُوْا لَہَا ۔ بیشک تمھارے

پروردگار کو تمھارے زمانہ کے دنون مین نفحات ہین خبردار ہوجاؤ پس پیش آؤ اُن نفحات کی طرف

قولہ گفت پیغمبر کہ نفحہای حق ✦ اندرین ایام مے آرد سبق ✦ گوش ہش دارید این اوقات را ✦ در بایید ہنچنین نفحات را ✦ نفحہ آمد مر شمارا دید و رفت ✦ ہر کرا میخواست جانی بخشید و رفت ✦ نفحۂ دیگر رسید آگاہ باش ✦ تا ازین ہم وا نمانی خواجہ تاش ✦ جان آتش یافت زان آتش کشے ✦ جان مردہ یافت در خود جنبشے ✦ جان ناری یافت از وی انطفا ✦ مردہ پوشد از بقاے او قبا ✦ تازگی و جنبش طوبے است این ✦ ہمچو جنبشہاے خلقان نیست این ✦ گر در افتد در زمین و آسمان ✦ زیر و بالا شان آب گردد در زمان ✦ خود زبیم این دم بے منتہا ✦ بازمخوان فائبین آن بکمانہا ✦ ورنہ خود اشفقم منہا چون بدی ✦ گر نہ از بیمش دل شان خون شدی ✦ دوش دیگر گونہ این میداد دست ✦ لقمۂ چندی در آمد زہ بدست ✦ بہر لقمہ گشت لقمانی گرو ✦ وقت لقمان ست ای لقمہ برو ✦ اہوای لقمۂ این خارخار ✦ از کف لقمان برون آرید خار ✦ در کف او خار و سایش نیز نیست ✦ لیک تان از حرص آن تمییز نیست ✦ خار دان آنرا کہ خرما دیدۂ ✦ زانکہ بس نان کور و بس نا دیدۂ ✦ جان لقمان کو گلستان خداست ✦ پاے جانش بستۂ خاری چراست ✦ المعنی نفحہ بالفتح بوے بخشیدن خواجہ تاش غلام و نوکر ایک خواجہ کے کہ ایک دوسرے کے خواجہ تاش ہین سبق نفحتین شرط بدنا تیر اندازی یا اسپ دوانی مین و سبق کتاب فرماتے ہین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نفحے حقتعالےٰ کے ان ایام مین جو تمھارے زمانہ کے ہین سبق لاتے ہین تا تم اُن سے بہرہ ور ہو اور ہدایت پاؤ چنانچہ حدیث شریف مع ترجمہ سرخی مین مرقوم ہی لہذا گوش ہوش ان واقعات پر لگائے رہو اور جانتک ہوسکے ایسے نفحات کو حاصل کرو غنیمت جانو ایک نفحہ تو ایسا آیا کہ اُس نے تمکو دیکھا جانچا اور جس کو چاہتا تھا جان تازہ بخشی اور چلا گیا کہ یہ زمانہ انبیا کا تھا جن کے ذریعہ سے مردے گور ضلالت کے زندہ ہوے بفحوائے یضل بہ من یشاء و یہدی من یشاء کے یعنے گمراہ کرتا ہی اُس سے جس کو چاہتا ہی اور راہ بتاتا ہی جس کو چاہتا ہی اسی سبب سے میخواست کہا ہی اور یہ کہ چلا گیا بلحاظ الیوم اکملت لکم دینکم کے ہی یعنے اب کامل کیا مین نے تمھارے واسطے دین تمھارا اب فرماتے ہین کہ ایخواجہ تاش بنظر اس اتحاد کے کہ ہم تم ایک مالک کے بندے ہین تجھسے کہتا ہون خبردار و ہوشیار رہو جاکہ دوسرا نفحہ آیا تو تو اس سے بھی محروم نہ رہجاے یہ وہ نفحہ ہی جس سے جان آتش نے ایک آتش کا بجھانے والا پایا اور جان مردہ نے جان بخشنے والا جس سے ایسی جنبش و حرکت ہوگئی جو جان کہ منسوب بنار تھی اُس کو انطفا حاصل ہوا کہ اب نار جلا نہین سکتی اور جو مردہ تھا کہ مراد مردہ دل سے ہی اُس نے اس نفحہ سے قبا بقا کی پہنی کہ مر نہین سکتا اُس نفحہ مین تازگی و جنبش طوبی کی سی ہی بلکہ خود وہی نہ مخلوق کی سی جنبشین یہ وہ نفحہ ہی اگر زمین و آسمان مین پھیلے تو کسی مخلوق اور خود ان کا زہرہ ایسا نہین کہ آپ

ہوکے فوراً نہ بجاے اور متحمل اسکے ہوں تبھی زمین آسمان تو ہین جنھون نے اس نغمہ لاہوتی کے خوف سے انکار اسکے تحمل کا کیا تھا دیکھہ قرآن مجید مین موجود ہی فابین ان یحملنہا اسکو پڑھے نہین تو اشفقن منہا قرآن مین کیون ہوتا یہی وجہ تو ہی کہ اُس کے خوف سے ان کا دل خون ہوگیا غرض دونون شعرون مین تلمیح اس آیت کریمہ سے ہی انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان یعنے ہمنے ایک امانت آسمان اور زمین اور پہاڑ سب کے سامنے پیش کی سب نے اُس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور سب اُس سے ڈر گئے اور انسان نے اُس کو اُٹھالیا اور وہ امانت عارفین کے نزدیک عشق ہی چنانچہ قول حافظ شیراز رح مؤید اس کا ہی شعر آسمان بار امانت نتوانست کشید ✦ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ✦ بس نغمہ دیگر رسید سے یہانتک سب اشعار عشق کے بیان مین ہین جس کی آگ سے دوزخ بھی ڈرتا ہی کہ اُسکو اس آگ مین معذب کرین کے جیسا کہ اوپر آتش کش وغیرہ اس نغمہ کو کہا ہی اب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اوپر کا نغمہ تو متعلق بانبیا ہی مشعر بظاہر شرع دوسرا یا ویسا محتوی بعشق و محبت باطن آگے بیان دوسری بات کا ہی کہ رات یہ نغمہ دوسرے رنگ وطور سے میرے ہاتھ مین ہاتھ دے رہا تھا اور بیسر تھا کہ چند لقمے آئے اور راہ اُسکی بند کردی لقمے مراد خواہش نفسانی و ہواے جسمانی سے اور وہ ایسے لقمے جن کی قید مین لقمان پھنسے ہوے ہین یعنے بڑے بڑے دانا ہوشیار مین نے اُس سے کہا اے لقمے تو یہان سے جا یہ وقت لقمان کا ہی یعنے حکمت وعلم جان کا نہ تیرا آپ کہتے ہین اگر شوق اُس لقمے کا ہی کہ جو لقمہ جان کا ہی تو خار خار کے خار کا لقمان کے ہاتھ سے نکالو کہ وہ جان ہی تا ہاتھ اُس کا لقمہ کھانے کے قابل ہوجاے پھر فرماتے ہین کہ لقمان کے ہاتھ پر خار کیا خار کا سایہ بھی نہین پڑا وہ اس سے پاک ہی لیکن تجھ حرص کے سبب سے اُس کا تمیز نہین ہی کہ یہ خار کس کے ہاتھ مین ہی جان کے یا تن کے اور خار کیا ہی خار وہ ہی جس کو تو خرما دیکھ رہا ہی اور نہایت شیرین و مرغوب کر رکھا ہی اس سبب سے کہ تو بڑا کورنان و نادیدہ ہی کورنان وہ جو حق نان کا نہ مانے جیسے کورنگ اور نادیدہ اس سبب سے کہ جو خرما ہی اُس کو خار جانتا ہی اور خار کو خرما جان کر اس پر گرا ہی جیسے نادیدے ایسی ویسی چیز پر گرتے ہین جان تیری ایک لقمان ہی پر حکمت اور گلستان خدا اس کا پائون کسی خار مین بستہ کب ہی جیسے خار در پا چل نہین سکتا یہ ہر خار سے آزاد ہی تو ہی اس کے پائون کو خار بستہ کرتا ہی قولہ اشتر آمد این وجود خار خوار ✦ مصطفیٰ زادی بر ین اشتر سوار ✦ اشتر اتنگ گلی بر پشت تست ✦ کز نسیمش در تو صد گلزار رست ✦ میل تو سوے مغیلان است و ریگ ✦ تا چہ گلچینی ز خار اے مردہ ریگ ✦ اے بگشتہ زین طلب از کو بکو ✦ چند گوئی آنگلستان کو و کو ✦ پیش ازان کین خار ہا بیرون کنی ✦ چشم تاریک است جولان چون کنی ✦ آدمی کومی نگنجد در جہان ✦ در سر خار ہی گردد نہان ✦ مصطفیٰ آمد کہ سازد ہمدمی ✦ کلمینی یا حمیرا کلمی ✦ ایحمیرا آتش اندر نہ تو نعل ✦ تا ز نعل تو شود این کوہ لعل ✦ این حمیرا لفظ تانیث است و جان ✦ نام تانیثش شنید این تا زبان ✦ لیک از تانیث جانزا پاک نیست ✦ روح را با مرد و زن اشراک نیست

از مذکر و مونث برتراست ✦ این نه آنجانست کز خشک و ترست ✦ این نه آنجانست کافزایدز نان ✦ یا کمی باشد چنین گاہے چنان ✦ خوش کنندہ است و خوش و عین خوشی ✦ صد خوشی یابی چو دست اندر کشی ✦ چند تو شیرین از شکر باشی بود ✦ کان شکر گاہے ز تو غائب شود ✦ چون شکر گردی ز تاثیر وفا ✦ پس شکر کے از شکر باشد جدا ✦ زہر محض ست آنکہ با شد بیوفا ✦ ہیچ لَنَا یَا رَبَّنَا نِعْمَ الْوَفَا ✦ عاشق از حق چون غذا یابد رحیق ✦ عقل آنجا گم شود گم اے رفیق ✦ المعنی مردہ ریگ ناچیز و فرومایہ کو بمعنی کجاست حمیرا تصغیر حمرا لقب حضرت عائشہؓ نعل در آتش نہادن کسیکو بیقرار کرنا تازیان ای عربیان رحیق شراب خالص و صاف یعنے جان تو نار سے پاک ہی مگر یہ وجود تیرا اشتر خار خوار ہی اور ایک مصطفےٰ زاد برگزیدہ نہاد اسپر سوار کہ وہ روح ہی بس آ اشتر ایک گون گل کی تیری پشت پر لدی ہی جسکی خوشبو سے تجھ مین سیکڑون گلزار پیدا ہوے باغ بہار ہوگیا مگر تیری رغبت ببول کے کانٹون اور ریت ہی کی طرف رہی پھر ایسی رغبت کے ساتھ ای ناچیز مردہ ریگ ان کانٹون سے گلچینی کیسے کرے گا تو تو ان کانٹون کی تلاش مین گلی گلی مارا مارا پھرتا ہی اور یہ کہتا کہ وہ گلستان کہان ہی حالانکہ خود تو ہی ہی تکرار کو کوئی بہت مبالغہ تاکید کے ہی تو جبتک کانٹا اپنے پاؤن کا نہین نکال ڈالے گا تیری آنکھ کو روتا ریک ہی پھر جو لان کیسے کر سکے گا اب بطریق تاسف فرماتے ہین افسوس آدمی وہ شے ہی کہ جس مین سارا عالم جمع ہی اور خود ذات پاک حضرت خالق الکائنات کی جسکی سمائی و گنجایش سارے عالم مین نہین وہ ایک ادنیٰ سر خار مین چھپا رہے کہ وہ خار خوراک اشتر وجود کا ہی جس کی جستجو مین تو رتبۂ آدمیت سے الگ ہوا اگر تو چاہتا ہی کہ مین اُس مصطفےٰ زاد کا جو میرا سوار ہی ہمدم بنون تو مصطفےٰ کی سی ہمدمی کر جیسا کہ وہ فرماتے تھے کلمینی یا حمیرا کلمی یعنے کلام کر مجھ سے ای حمیرا کلام کر ایسے ہی تو بھی اپنی حمیرا سے جو جان ہی کہو اور ہمدم بن تو جیسے اُن کو حضرت حمیرا کی ہمدمی سے مشاہدہ حق کا حاصل ہوتا تھا تجکو بھی حاصل ہو آخر اُنھین کا پیرو تو ہی اور جیسے وہ فرماتے تھے کہ ای حمیرا نعل آتش مین رکھ اور مجکو اپنی آتش محبت سے گرم و بیقرار کرتا یہ کوہ وجود تیری نعل سے لعل ہو جاے ایسے ہی تو بھی اپنی حمیرا کی محبت مین گرم ہوکے کوہ سے لعل بن جا اب عذر اس بات کا ہی کہ کوئی کہے کہ لفظ حمیرا مونث ہی اسپر عرب تانیث کا اطلاق کرتے ہین اور عورتون کا نام اسپر رکھتے ہین تم جان کو حمیرا کہتے ہو کیا جان مونث ہی سو یہ نہین ہی لیکن ہنے جو حمیرا کہا کچھ پروا کی بات نہین نہ کوئی خوف کی اسلیے کہ روح کو مرد و زن سے شرکت نہین ہی وہ مذکر و مونث دونون سے علٰحدہ ہی کسواسطے کہ یہ وہ جان نہین ہی جو خشک و تر سے پیدا ہوئی جو مراد غذا سے ہی نہ یہ وہ جان ہی کہ روٹی سے بڑھے اور کبھی کسی حال مین کبھی کسی حال مین جو فرحت و غم ہی اور مناسب ان کے روٹی سے بڑھنا یون کہ حکما کے نزدیک یہ ہی کہ روزمرہ جو غذا آدمی کھاتا ہی اُس سے روح متولد ہوکے بنام نہاد حیوانی و نفسانی و طبعی کے منقسم ہوکے اپنے اپنے مجرے کو جو دل اور دماغ اور جگر ہی چلتی ہی اور اپنا اپنا عمل درآمد کرتی ہی بلکہ وہ وہ روح ہی کہ ہمیشہ خوش کنندہ اور خوش اور خاص ذات خوشی

کہ اگر ذرا تو اُسپر ہاتھ پھیرے تو سیکڑون خوشیان دیکھے اب قطعہ ما بعد کا تفنناً اور تمثیلاً فرمایا کہ جو تو شکر ہے شیرین اور خوش ہوتا ہو تو کبھی ایسا بھی ہوتا ہو کہ شکر نہین ملتی اب تجکو لازم ہو کہ وفا اپنے بیچ مین پیدا کرکہ نہایت شیرین چیز ہو اور اُسکی تاثیر سے شکر ہو جا پھر جان بھی کہ شیرین و شکر ہو دیکھے کب جدا ہوگی جو شخص بیوفا ہو زہر محض ہو ہر کسی کو تلخ و گران لہذا امین بھی خدا تعالے سے اپنے حق مین دعا کرتا ہون کہ ای پروردگار میرے تجکو اچھی وفا عنایت فرما عاشق جو حق سے فنا شراب صاف وحدت کی پاتا ہو تو عقل وہان گم ہو جاتی ہو بکرار گمکی واسطے مزید مبالغہ کے ہو بخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے ایر دہ ریگ کے زغار مردہ ریگ اور بجاے از کوبکو برکو بکو اور آدمی کوئی نگیرآدمی گو بکان عجمی اور این تانیان کو این ہاژمان خوش کنندہ است اس شعر کا دوسرا مصرع ع بخوشی نبود خوشی اے مرتشی ہ لکھا ہو قولہ عقل جزوی عشق را منکر بود ہ گرچہ نماید کہ صاحب سر بود ہ زیرک و دانا ست امانیست نیست ہ چون فرشتہ لانشد اہر نیست ہ او بقول و فعل یار بود ہ چون بحکم حال آئی لا بود ہ لا بود چون او نشد از ہست نیست ہ چونکہ طوعاً لانشد کرہاً بیست ہ جان کما ست وندائے او کمال ہ مصطفےٰ گویان ارحنا یا بلال ہ ای بلال افراز بانگ سلسلت ہ زان دے کاندر دمیدم در دلت ہ اے بلال این گلبنت را جان سپار ہ خیز بلبل وار جان میکن نثار ہ زاندے کادم ازو مدہوش شد ہ ہوش اہل آسمان بیہوش شد ہ مصطفےٰ بیہوش شد زان خوب صوت ہ شد نمازش در شب تعریس فوت ہ سر ازان خواب مبارک بر نداشت ہ تا نماز صبحدم آمد بچاشت ہ در شب تعریس پیش آن عروس ہ یافت جان پاک ایشان دست بوس ہ عشق و جان ہر دو نہ اند و ستیز ہ کر عروسش خواندہ ام عیبے مگیر ہ از ملال یار خامش کردے ہ گر ہمو ہلت بدادی یکدمے ہ لیک میگوید بگو ہین عیب نیست ہ جز تقاضاے قضاے غیب نیست ہ عیب شد نسبت بخلوق ہوں ہ نے بنسبت با خداوند قبول ہ عیب باشد کو نبیند غیر عیب ہ عیب کے بیند روان پاک جیب ہ کفر ہم نسبت بخالق حکمت ست ہ چون بما نسبت کنی کفر آفت ست ہ در یک عیبے بو دبا صد صفات ہ بر مثال چوب باشد در نبات ہ در ترازو ہر دو را یکسان کشند ہ زانکہ آن ہر دو چو جسم و جان خوشند ہ المعنی سلسل مراد خوشگوار تعریس اثرنا مسافر کا آخر شب مین پینے عقل کہ ایک شے قلیل جزوی ہو عشق کی جو بے انتہا و بے پایان ہو منکر ہو جیسے اطبا عشق کو ایک مرض امراض جنون سے بتاتے ہین اور جنون مین شمار کرتے ہین کہ صورت جمیل و حسین دیکھنے سے ہو جاتا ہو اگرچہ معلوم ایسی ہوتی کہ یہ بھی صاحب راز و اسرار ہو زیرک و دانا تو بڑی ہو لیکن عشق کیطرح نیست نہین خودی و خود پرستی سے بھری ہو اور عشق مین نیستی ہو یعنے خودی و منی کا مٹ جانا بس ہمارے نزدیک اگر عقل فرشتہ ہو جیسا کہ حکما اسکو فرشتہ بھی کہتے ہین تب بھی دیو ہو کہ لا یعنے نیست و نفی نہین ہوئی یہ عقل قول و فعل مین جو ظاہر شرع ہو ہماری مدد گار ہو اور جب تو حال کے معاملہ سے پوچھے کہ حال مین کیا حکم دیتے ہو تو ہم کہینگے لا ہو اس کو چہ مین اس کا مطلق گذر نہین بس ہرگاہ کہ اپنی ہستی سے نیست نہین ہوئی اور بخوشی رضا اس بات کو گوارا نہ کیا جیسا عشق اختیار کرتا ہو تو جبرا اسکے واسطے بہت سے لاگائے آخر نیست ہوتی ہو بخلاف عشق

کہ بخوشی نفی اختیار کرکے ہستی ابدی پاتا ہی جان جو نفس انسان مین ہی کامل اس کو کیا کہون کہ خود کمال ہی ہی اور جو ندا اس سے نکلتی ہی وہ بھی کمال اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلال کو اشارہ اذان مین اَرِحْنَا یا بلال فرمایا کرتے تھے یعنے راحت پہونچا ہمکو اے بلال بس جو بلال کی جان خدا کے عشق سے بھری تھی اُس سے جو ندا آتی تھی آپ کی جان راحت پاتی تھی اور فرماتے تھے اے بلال اپنی بانگ خوشگوار اور دم دلنواز کو بلند کر مگر اُس دم سے جو مین نے تیرے دل مین پھونک دیا ہی آہ بلال یہ دم تیرا ایک گلبن ہی اسپر اپنی جان دیدے اور اُٹھ بلبل کیطرح اس کے گل پر جان قربان کرتا رہ کہ وہ گل آواز ہی اور وہ دم جس سے آدم مدہوش ہوے اور اہل آسمان اپنے ہوش سے بیہوش ہوے یہ ندا خدا تعالی کی تھی اور اسی صوت خوب سے آنحضرت ایسے بیخود ہوے کہ شب تعریس مین نماز فجر اُن کی فوت ہوئی اور ایسے اُس خواب مبارک مین بیہوش ہوگئے کہ جبتک نماز صبح وقت چاشت کو نہ پہونچی خواب سے سر نہ اُٹھایا اور بیان شب تعریس کا یہ ہی کہ آنحضرت جب خیبر سے لوٹے تمام رات چلے پچھلی رات مین بسبب غلبہ خواب کے ایک جنگل مین فروکش ہوے بلال کو تاکید اکید جگا دینے کے واسطے نماز فجر کی فرما کر خواب راحت مین گئے بلال اتنی رات نماز پڑھتے رہے جب صبح بہت قریب ہوئی بلال نے کسی چیز کا تکیہ کیا اور صبح کی طرف متوجہ ہوکے بیٹھ گئے ناگاہ نیند آگئی یہ بھی اور جملہ صحابہ اور آنحضرت ایسے سوگئے کہ جب دھوپ ان پر پڑی تو جاگے اول آنحضرت اور صحابہ فوت نماز پر بہت روئے اور فرمایا اے بلال یہ کیا ہوا کہا جس مشاہدہ مین کہ آپ مستغرق ہوے آپ کے طفیل مین بھی اُسی مین بیخود ہوگیا اس جگہ اقوال واختلاف علما کے سوجانے کی وجہ مین بہت مذکور ہین لیکن مانحن فیہ سے خارج مجکو اُتنا ہی کہنا ضرور ہی جو اشعار مولانا رح مین ہی نہ تحقیق وتفتیش خارج از بحث کی چنانچہ مولانا فرماتے ہین کہ اُس شب تعریس مین سامنے اُس عروس یعنے صوت خوب کے جو مقصود ومشاہدہ سے ہی آپکی جان پاک نے دولت دست بوس کی پائی تھی اس سبب سے بیخویش ہوگئے تھے شعر بعد مین غدر اس بات کا ہی کہ اُس مشاہدہ کو عروس کیون کہا فرماتے ہین کہ عشق اور جان دونون پوشیدہ اور چھپی چیز ہین اور عروس بھی چھپتی ہی اور عشق ہی سے اپنی ہی جان مین یہ امر پیدا ہوتا ہی اگر مین نے عروس کہا ہی تو تو گرفت مت کر مین تو اس خیال سے کہ مبادا یار کو ملال ہو خاموش ہوجاتا ہون مگر کیا کرون خود وہی مجکو مہلت دم بھر کی نہین دیتا اور کہتا ہی خبردار ہوکے جا کچھ عیب نہین ہی اور حکم غیب کا بجز تقاضا ہی بدیہ نوجہ کہتا ہون سوا اس کے اور کوئی بات نہین وہی کہلاتا ہی تو کہتا ہون اور کہتا ہی کہ یہ عروس کہنا مخلوق کی نسبت کہ یہ لفظ لگا و مخلوق سے رکھتا ہی عیب ہی کہ وہ اشد جاہل ہین ہم ان کو جہول کہہ چکے ہین جیسا کہ آیت انا عرضنا الامانۃ مین ظلوما جہولا کہا ہی اور ہماری نسبت کیا کہ ہم خداوند قبول ہین اور تیری اس بات کو مانتے ہین عیب تو اُس کا کہنا ہوتا ہی جس کو سوا عیب کے کچھ نہین سوجھتا اور جس جان نے جیب پاک سے جو جملہ عیوب سے مبرا ہی سر نکالا ہی وہ عیب کب دیکھیگی دیکھو کفر کے برابر کوئی عیب وبرائی نہین مگر خالق کی طرف نسبت کرنے سے حکمت ہی کہ

اُسنے کسی حکمت سے اس کو پیدا کیا ہی کسواسطے کہ وہ حکیم ہی وفعل الحکیم لایخلوعن الحکمۃ اور جو ہماری طرف نسبت کفر کی کیجائے کہ فلان نے کفر کیا تو آفت ہی اگر کسی مین ایک عیب ہوا ور سیکڑون صفتین ہون تو وہ عیب ایسا ہی جیسے نبات مین جو جب کہ نبات اُس کو چھپائے ہوے ہی نبات کی شیرینی کے سبب سے لکڑی کا کوئی خیال نہین کرتا اور ولایت مین لکڑیون پر نبات جماتے ہین اسی سے شاخ نبات ہی اور تراز و مین بھی چوب ونبات دونون کو یکسان چڑھاتے ہین اور سمجھتے ہین اس لیے کہ دونون جسم وجان کیطرح خوش ہین بالخلاف شرح بحرالعلوم مین بجاے ارخناکہ ارخنا اور درشب کی جگہ ازشب ستیر کے تھکانے ستیز کہ قافیہ اس کا گیر ہی اور شرح مین گیر اور پاک جیب کو پاک عیب اور باخداوند کو یا خداوند اور جسم وجان کو چشم وجان لکھا ہی

قولہ بس بزرگان این نگفتند از گزاف ✦ جسم پاکان ہمچو جان افتاد صاف ✦ گفت شان وفعل شان ونفس شان ✦ جملہ جان مطلق آمد بے نشان ✦ جان دشمن دار شان جسمیست صرف ✦ چون زیادا زنتر دا و اسمیست صرف ✦ آن بخاک اندر شد وگل خاک شد ✦ این نمک اندر شد وگل پاک شد ✦ آن نمک کردی محمد المحست ✦ زان حدیث با نمک او فصحست ✦ این نمک باقیست از میراث او ✦ با تواند آن وارثان او بجو ✦ پیش تو شستہ تراخود پیش کو ✦ پیش ہستت بان پیش اندیش کو ✦ گر تو خود را پیش وپس کردی گمان ✦ بستہ جسمے ومحروی زجان ✦ زیر وبالا پیش وپس وصف تست ✦ قہر ست آن ذات جان روشن ست ✦ برکشا از نور پاک شہ نظر ✦ تا نہ پنداری تو چون کوتہ نظر ✦ کہ ہمینی درغم وشادی وبس ✦ ای عدم کو مر عدم را پیش وپس ✦ از وجود واز عدم گر بگذری ✦ از حیات جاودانی برخوری ✦ روزہا رانست میرد تا بشب ✦ نے ازین باران انان باران رب ✦ ہست باران ہا جز ازین باران چنان ✦ کہ نمی بیند وراجز چشم جان ✦ چشم جان را پاک کن نیکو نگر ✦ تا ازان باران عیان بینی خضر ✦ المعنی شستہ مخفف نشستہ خضر بفتح اول وکسر ثانی بمعنی شاخ سبز وکشت وتر ہ تر تبا تید صدر فرماتے ہین کہ بزرگون نے جو کہا ہی کہ جسم پاکون کا مثل جان کے پاک صاف ہوتا ہی یہ لغو وبیہودہ نہین واقعی ایسا ہی ہی لابد قول اُن کا اور فعل اُن کا اور نفس اُن کا مطلق ہر ایک جان ہی جس کا نشان نہین اور جو ایسا ہی کہ جس کے نزدیک یا وند کی ایک نام ہی نام ہی مطلق عمل اُسپر نہین اُس کی جان مثل دشمن کے ہی صرف جسم ہی جسم کثیف ونجس یہ جسوقت خاک وگل مین گیا کل خاک ہوگیا اور جس کا جسم وجان ایک ہوگیا ہی لطیف وشریف یہ نمک مین پڑکے بالکل پاک ہوگیا جملہ زوائد وفضول سے صاف جیسے آنحضرت یہان سے مع جسم آسمانون پر گئے اور جب قرب الٰہی مین پہونچے روح مجرد ہوگئے اور یہ نمک وہ ہی جس سے آنحضرت املح ہوے ای نور خدا تعالیٰ ایسا کہ فرمایا انا املح یعنے مین ملیح ترہون اسی سبب سے حدیث نمکین اُن کی افصح ہی بموجب انا افصح العرب والعجم مین عرب عجم سب مین زیادہ تر فصیح ہون اور وہی نمک ابھی اُن کی میراث سے باقی ہی اور وارث اُس کے تیرے ساتھ تو اُن کو ڈھونڈھ اور بہرہ یاب ہو تیرے سامنے بیٹھے ہین دور نہین لیکن یہ بھی تو ہی تیرا پیش ہی کمان اور تیری ہستی ہی اُس مین جان پیش اندیش کمان ہی جان تو اس خانۂ تن مین ایک شمع کی طرح روشن ہی جس کا پیش وپس نہین

اور جب تک تو اپنے لیے پیش و پس کا گمان کرے گا تب تک گرفتار جسم کا ہے جان سے محروم بالکل آگاہ نہین اس لیے کہ زیر و بالا اور پیش و پس غرض مشتبہ ہے وصف تن کے ہین نہ جان کے بس جو ذات کہ بیجہت ہے وہی جان روشن ہے جیسا کہ اپنے نور کی صفت مین لاشرقیۃ ولاغربیۃ فرمایا ہے کہ نور اُس کا نہ شرقی ہے نہ غربی آب نور پاک پادشاہ حقیقی سے اپنی آنکھ روشن کرتا تو کو تہ نظر کے مثل جو جسم و تن کو دیکھتا ہے گمان نکرے کہ مین بھی صرف غم و شادی ہون اور بس کچھ نہین کہ یہ مقتضائے تن سے ہے جو عدم ہے کہ نہ پہلے تھا نہ بعد کو ہے اور جو چنے وجود کا ظہور ہے یہ پہلے بھی تھا اور بعد کو بھی ہوگا بس یہی ہستی حق کی ہے اسی کو دیکھ اب تو اگر وجود و عدم دونون سے گذر جاے تو حیات جاودان سے متمتع ہوے اور برخورداری پائے آج روز باران کا ہے یعنے رحمت خدا کا تو شب تک چلا چل اور شب سے مراد شب عدم اور یہ باران اس باران سے نہین ہے جس کو دنیا سے تعلق ہے یہ باران باران رب کا ہے سوائے اس باران کے اور باران بھی ہین اس بات کو بھی جان لے مگر بجز چشم جان کے اُس کو کوئی نہین دیکھتا تو اپنی چشم جان کو خوب پاک صاف کر اور دیکھ کہ اُس باران سے جہان کیسا سبز و تر ہو رہا ہے **بالخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے چون زیادہ ہا اور کل خاک کی جگہ گل بکاف عجمی اور بے جہت کے ٹھکانے جہتہا کی شکل کچھ لکھا ہے اور نے بیند و را کو و را لکھا ہے

سوال حضرت عائشہ صدیقہؓ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آج باران برسا اور آپ گورستان کو گئے پھر کپڑے کیون نہ بھیگے

قولہ مصطفےٰ روزے بگورستان برفت ✦ باجنازہ یارے ازیاران برفت ✦ خاک را در گور او آگندہ کرد ✦ زیر خاک آن دانہ اش رازندہ کرد ✦ این درختانند ہمچو خاکیان ✦ دستہا برکندہ انداز خاکدان ✦ سوے خلقان صد اشارت میکنند ✦ وانکہ گوشستش عبارت میکنند ✦ تیز گوشان رازہاے بشنوند ✦ غافلان آواز ایشان بشنوند ✦ بازبان سبز وبا دست دراز ✦ از ضمیر خاک میگویند راز ✦ ہمچو بطان سر فرو بردہ بآب ✦ گشتہ طاؤسان وبودہ چون غراب ✦ در زمستان شان اگر بجوس کرد ✦ آنغرابان را خداطاؤس کرد ✦ در زمستان شان اگرچہ داد مرگ ✦ زندہ شان کرد از بہار و داد برگ ✦ منکران گویند خود ہست این قدیم ✦ این چرا بندیم بر رب کریم ✦ جملہ پندارند کین خود دائم ست ✦ وز قدیم این جملہ عالم قائم ست ✦ کورے ایشان درون دوستان ✦ حق بروید نیدباغ وبوستان ✦ ہر گلے کاندر درون بویا بود ✦ آنگل از اسرار کل گویا بود ✦ بوے ایشان رغم انف منکران ✦ گرد عالم میرود پردہ دران ✦ منکران ہمچو جعل زان بوے گل ✦ یا چو نازک مغز چون بانگ دہل ✦ **المعنی** عبارت بکسر عین و تعبیر کرنا ضمیر راز واندیشہ جو کچھ دل مین گذرے انف بالفتح بینی رغم خاک آلودہ ہونا اور مکروہ رکھنا اور خوار دیکھنا جعل بضم گوبر کا کیڑا جس کو بھوزا کہتے ہین مصطفےٰ ایکدن گورستان کو گئے ہمراہ جنازہ ایک یار کے یارون سے خاک کو اُسکی گور مین آگندہ کرکے اُس دانہ کو جو وہی مردہ ہے زندہ کر دیا اور زندہ ہونا اُس کا نشو و نما عالم برزخ مین

اب مقولات مولانا رحمہ کے ہین کہ یہ درخت بھی جو پیش نظر ہین مثل انسان خاکی ہیان کے ہین کہ خاکدان زمین سے ہاتھ التجا کے پھیلائے اُٹھائے نکلتے ہین اور ہاتھ اُن کی شاخین سیکڑون اشارے انسان کی طرف کرتے ہین کہ ایسے ہی ہاتھ پھیلائے رہنا چاہیے اور جنکے گوش اس طرف لگے ہین اُن سے بزبان حال بیان کرتے ہین وہ خوب سمجھتے ہین جو تیز گوش ہین رازان کے خوب سنتے ہین اور جو غافل ہین وہ بھی جانتے ہین کہ ہوا سے آواز نکلتی ہی اور یہ زبان سبز سے جو تے ہین اور دست دراز سے کہ شاخین ہین بھید زمین کا کہتے ہین کہ ایسی قوت و استعداد زمین مین بھری ہی جیسے بطین پانی مین سر جھکا جھکا کے اپنے خوراک کی شی نکالتی ہین یہ بھی جھک جھک کے راز زمین سے نکالتے ہین اور ایک وقت ہین کہ وہ خزان ہی غراب ہوجاتے ہین بدصورت بدنما پھر سبز و تر ہوکے طاؤس بنجاتے ہین جیسے کہ بہار مین اور جو زمستان اُن کو مجبوس کرتا ہی کہ مثل قیدی کے خوشحالی کو بدحالی سے بدل دیتا ہی پھر خدا تعالی ان غرابون کو طاؤس کردیتا ہی پھر تائید فرماتے ہین کہ زمستان اگر ان کو مرگ مین ڈالتا ہی خدا تعالے اُن کو مع برگ و بار زندہ کردیتا ہی منکر کہتے ہین کہ یہ کارخانہ خود بخود جاری ہی کوئی خالق اس کا نہین اور قدیم ہی از خود ایسے ہی چلا آیا ہی اور ایسے ہی چلا جاے گا ہم یہ جھوٹ خدا کریم پر کہ پروردگار عالم کا ہی کیسے باندھین کہ یہ ہوا از خود اور ہم خدا سے بتائین نہین سب کا خالق اور رب وہی ہی سب منکر یہی جانتے ہین کہ یہ عالم دائم ہی اور قدیم سے قائم ہی نہ حادث بس ان کی کوری نے دون دوستون مین حق جمایا کہ وہ حق باغ و بوستان کی طرح شگفتہ اور کھلا ہوا ہی یعنے خوب متحقق ہوا کہ سب کا پروردگار و موجد وہی ہی جو گل کہ اُس کا اندرون بو یا ہوتا ہی اور خوشبو وہ کل اسرار گل کے بیان کرتا ہی اور جتاتا ہی کہ کیسی اُس کی قدرت ہی کیسا رنگ و بو اس کو عطا فرمایا ہی اور بوقلمی ان منکرون سے ناک رگڑوا رہی ہی اور ناچیزان کو بناتی ہی اور سارے جہان مین انکا پردہ پھاڑتی پھرتی ہی اور بدنام کرتی ہی آور یہ منکر اس بو سے مثل جعل کے ہین جو گوبر کی بو سے خوش ہی گل کی بو سے بیزار یا جیسے نازک دماغ کہ نقارہ کی آواز سے گھبراتے ہین مطلب یہ کہ اُس کی قدرت کی بو بھی پھیلی ہوئی ہی اور شہرت بھی نقارہ کی جو بالخلاف شرح بحر العلوم مین رغم کو ایسا لکھا ہی کہ رغم و زعم دونون پڑھے جاتے ہین اور انف کو الف اور یا چونازک کو ما

قولہ خویش را مشغول میسازند و غرق ✦ چشم سید و زندزان لمعان برق ✦ چشم سید و زند و آنجا چشم نے ✦ چشم آن باشد کہ بیند مامنے ✦ چون رگو رستان پیمبر باز گشت ✦ سوے صدیقہ شد و ہمراز گشت ✦ چشم صدیقہ چو بر پیش فتاد ✦ پیش آمد دست بروے می نہاد ✦ بر عمامہ روے او و موے او ✦ بر گریبان و بر و بازوے او ✦ گفت پیغمبر چہ میجوئی شتاب ✦ گفت باران آمد امروز از سحاب ✦ جا مہایت می بجویم در طلب ✦ ترنمی بینم زباران اے عجب ✦ گفت چہ بر سر فگندی از ازار ✦ گفت کردم آن روایت را خمار ✦ گفت بہر آن نمودے پاک جیب ✦ چشم پاکت را خدا باران غیب ✦ نیست آن باران ازین ابر سما ✦ ہست ابر دیگر و دیگر سما ✦

همچنین باران ز ابر دیگر ست ✦ رحمت حق در تزاولش مضمر ست ✦ بشنو از قول سنائی در رموز ✦ معنی تا واقف آئی بر کنوز ✦ گر تو بکشائی زباطن دیدهٔ ✦ زود دریابی سرمهٔ گزیدهٔ ✦ المعنی تا من بجاے امن ازار بکسر دستار و شلوار و تبان و لنگی خمار بکسر اول و امنی یک عرض ہندی اور معنی کنوز جمع کنز بمعنی گنج ہیں سنکر آپ کو اسی کی تفتیش و تلاش مین مشغول رکھتے ہین اور ڈوبے ہوے ہین اور لمعان برق پر جو ظاہر احکام و آثار انکے حدوث کے چمک رہے ہین آنکھین سے ہوے ہین مگر کیا ہوتا ہی جو آنکھین سی دی ہین وہ آنکھین ہی نہین ہین آنکھین تو وہ ہین جو اپنے تا من کو دیکھین اور با وصف آنکھون کے کنوین مین گرے تو اندھے سے بترہی اب پھر استیناف ہی سوال حضرت عائشہ کی طرف کہ جب پیغمبر گورستان سے لوٹے اور عائشہ صدیقہ کے ہمراز ہوے صدیقہ نے جو اُن کی صورت دیکھی سامنے آئین اور ہر جگہ اُن کے جسم پر ہاتھ رکھنے لگین عمامہ اور منھ اور بال اور گریبان اور سینہ اور بازو سب کو ٹٹول کے دیکھا آنحضرت نے پوچھا کہ کیا ڈھونڈھتی ہو تو شتاب جواب دیا کہ آج بادل سے باران نازل ہوا مین تمھارے کپڑے ٹٹولتی ہون اور ان کو بھیگے سے تعجب ہی کہ تر نہین پاتی ہون کہا تنے اُس مینھ کے وقت سر پر لنگ وغیرہ سے کیا ڈالا تھا کہا آپ کی چادر سے اوڑھنی بنائی تھی کہا اُسی کے سبب سے اے پاک حبیب تمھاری چشم پاک کو خدا نے باران غیب دکھایا تھا آے صدیقہ وہ باران اس آسمان کے ابر سے نہین ہی وہ اور ہی ابر ہی اور اور ہی آسمان ہی ایسا مینھ دوسرے ابر سے ہوتا ہی جسکے نزول مین رحمت حق کی پوشیدہ ہوتی ہی اب فرماتے ہین کہ قول سنائی کے رموز مین ایک معنی سن تا کنوز معرفت سے تجکو وقفیت ہو بس اگر تو باطن کی آنکھون کو کھولے تو جلدی تجکو ایک سرمہ گزیدہ پسندیدہ ملجاے الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے روے اوکے دروے اوکہ وزن کو بگاڑتا ہی غلط ہی

تفسیر قول سنائی - آسمانہاست در ولایت جان ✦ کا رفرماے آسمان جہان ✦ در رہ روح پست و بالاہاست ✦ کوہہای بلند و دریاہاست

قولہ پیر دانا اندرین رمزے بگفت ✦ در حقیقت زین صدف دُرے بسفت ✦ غیب را ابری و آبی دیگر ست ✦ آسمان و آفتابے دیگر ست ✦ ناید آن الا کہ بر خاصان پدید ✦ باقیان فی لبس من خلق جدید ✦ ہست باران از پے پروردگی ✦ نیست باران از پے پژمردگی ✦ نفع باران بہاری بوالعجب ✦ باغ را باران پائیزی چوتب ✦ آن بہاری ناز پروردش کند ✦ وین خزانے ناخوش و زردش کند ✦ ہمچنین سرما و باد و آفتاب ✦ پر تفاوت دان سر رشته بیاب ✦ ہمچنین در غیب انواع ست این ✦ در زیان و سود و در رنج و غبین ✦ ایندم ابدال باشد زان بہار ✦ در دل و جان روید از وے سبزه زار ✦ فعل باران بہاری با درخت ✦ آید از انفاس شان در نیکبخت ✦ گر درخت خشک باشد در مکان ✦ غیب آن از با دجان افزا بدان ✦

بادکار خویش کرد و بر روزید آنکہ جانے داشت بر جانش گزید و آنکہ جامد بود خود واقف نشد و ولے آنجا نیکاوعارف نشد و قول پیغمبر شنوا ایمان و دور کن از خویشتن انکار و ظن و المعنی پائیز بر وزن تاشیر خزان جمادات و زمین سخت و غیر حیوانات مبین ضعف رائے فرماتے ہین پیر دانائے کہ وہ حکیم سنائی ہین اسی معاملہ مین جو ابر و باران غیب کا مین ذکر کرہا ہون ایک رمز کہی ہو اور بحقیقت اس صدف سے موتی پروئے ہین چنانچہ وہ اشعار انکے سرخی مین مرقوم ہین آب مولانا کہتے ہین کہ یہ آب و ابر ظاہری اور ہو اور غیب کا ابر و آب و راور اس کا آسمان و آفتاب بھی اور ہو وہ ظاہر نہین ہوتے ہین مگر خاصون پر وہی اُن کو دیکھتے ہین اور جو سوا خاصون کے باقی رہے وہ مصداق اس آیت کے ہین بل ہم فے لبس من خلق جدید یعنے بلکہ وہ پوشیدگی مین ہین مخلوق جدید سے اور مخلوق جدید سے عوام مراد ہین چنانچہ پیچھے تجدد امثال لگا ہوا ہو کہ ہر وقت مرتے جیتے ہین چنانچہ اس کا اوپر بھی مذکور ہو چکا آیندہ تمہید دوسری ہو کہ باران ظاہری واسطے پرورش ہر شے کے ہو نہ واسطے پژمردگی و افسردگی کے باران بہاری کا عجیب نفع ہو کہ شگفتگی و تازگی سے باغ کو بھر دیتا ہو و باران پائیزی یعنے خزانی باغ کے حق مین ایسا ہی جیسے تب باران بہاری تو باغ کو تازہ و پر رونق کر دیتا ہو اور خزانی تا خوش و زرد ویسے ہی سرما و باد و آفتاب مین تفاوت و فرق ہو کوئی خزان کا رنگ لاتا ہو کوئی بہار کا اس بات کی اصلیت کو غور کر ایسے ہی غیب مین ابر و آفتاب و باد ہین اُن کے بھی انواع ہین کسی سے نقصان ہوتا ہو کسی سے فائدہ کسی سے ریح کسی سے ضعف رائے آب بعد تمہید کے فرماتے ہین کہ جیسے بہار سے باغ خرم و تازہ ہو جاتا ہو ایسا ہی ابدال کا دم ہو کہ اس سے دل و جان مین سبزہ زار جمتا ہو اور شگفتہ و شاداب ہو جاتا ہو اور جو کام کہ باران بہاری درخت کے ساتھ کرتا ہو وہی کام ان کے انفاس نیکبخت کے ساتھ کرتے ہین اگر کوئی درخت خشک مکان مین ہو تو جان لے کہ یہ اُس باد جانفزا سے غائب رہا اُس کے سامنے نہ پڑا وہ آئی اور اپنا کام کر کے چلی گئی اور جسمین جان تھی اُسکو اُس نے پسند کر لیا اور چھانٹ لیا اور جو جامد ہو خود اُس سے واقف ہی نہوا بس افسوس ہو اُس جان پر جو اسکی عارف نہوئی سنگ و جمادی رہے ابتو اسی کے موافق قول پیغمبر کا سن اور انکار و گمان کو اپنے دل سے دور کر الخلاف شرح بحر العلوم مین بجائے میست باران کے ہست باران دوسرے مصرعہ مین بھی لکھا ہو اور پائیزی کو پائزے اور غیبین کو غینین اور بلد درخت کو یا درخت باد کار کو گار بکاف فارسی اور گزید کو گزند غلط لکھا ہو

معنی اس حدیث مین اغتنموا برد الربیع فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل بالشجار کم و اجتنبوا برد الخریف فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل بالشجار کم یعنے ربیع کی سردی کو غنیمت جانو کہ بیشک وہ تمہارے جسمون مین ایسا عمل کرتی ہو جیسے تمہارے درختون مین اور پچھ سردی خریف سے کہ وہ تمہارے جسمون مین ایسا عمل کرتی ہو جیسا عمل کرتی ہو تمہارے درختون مین

قولہ گفت پیغمبر زسرمائے بہار تن بپوشانید یاران زینہار ہ زانکہ با جان شما آن میکند ہ کان بہاران با درختان میکند ہ

پس غنیمت باشد آن سرمای او ۞ و رهمان برعارفان وقت جو ۞ در بهاران جامه از تن برکنید ۞ تن برهنه جانب گلشن روید ۞ لیک بگریزید زا دخزان ۞ کان کندکان کرد برباغ ورزان ۞ راویان این را بظاهر برده اند ۞ هم برآنصورت قناعت کرده اند ۞ پیغمبر او ندداز سرآن گروه ۞ کوه را دیده ندیده کان کوه ۞ آنخزان نزد خدا نفس وهواست ۞ عقل وجان همچون بهارست ولقاست ۞ گرترا عقلی ست جزوی در نهان ۞ کامل العقلی بجواند رجهان ۞ جزو تو از کل اوکلی شود ۞ عقل کل برنفس چون نملی شود ۞ پس بتاویل این بود کانفاس پاک ۞ چون بهارست وحیات وبرگ تاک ۞ از حدیث اولیا نرم ودرشت ۞ تن مپوشان زانکه دینت راست پشت ۞ گرم گوید سرد گوید خوش بگیر ۞ تا زگرم وسرد یکی وزسعیر ۞ گرم وسردش نوبهار زندگیست ۞ مایهٔ صدق ویقین وبندگیست ۞ زانکه زان بستان جانها زنده است ۞ زین جواهر بحرِ دل آگنده است ۞ بردل عاقل هزاران غم بود ۞ گرزباغ دل خلالے کم شود ۞ المعنی لقا بکسر دیدار غل بالضم طوق وبند وبکسر کینه وخیانت سعیر بفتح نام دوزخ یعنے حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اے یارو بہار کی سردی سے اپنے بدن کو ہرگز مت چھپاؤ اسواسطے کہ یہ سردی تمھاری جان کے ساتھ وہ کام کرتی ہی جو بہار درختون کے ساتھ کرتی ہی کہ تازہ وسرسبز ہوجاتے ہین بس وہ سرما بہار کا جہان مین عارفون پر غنیمت ہوتا ہی اور وہ اسوقت کو ڈھونڈھتے رہتے ہین بہار مین کپڑے بدن کے اُتار ڈالو اور ننگے بدن گلشن کو جاؤ لیکن باد خزان سے بچو کہ وہ وہ کام کرتی ہی تمھارے ساتھ جو اُس نے باغ اور انگور کے درختون سے کیا ہی یعنے زرد کرکے برگ وبار سے عاری کردیا یہانتک تفسیر حدیث شریف کی تھی آیندہ مقولات مولانا فرماتے ہین راوی اس حدیث کو ظاہر پر لے گئے ہین اور اُس سے ظاہر معنی پر قناعت کی ہی وہ لوگ اسکے بھید سے بیخبر تھے انھون نے پہاڑ تو دیکھا لیکن پہاڑ کی کھانین نہین دیکھین کہ کیسی زر وجواہر سے مالا مال ہین اور بھید یہ کہ خزان خدا تعالی کے نزدیک نفس اور اُس کی خواہشین ہین اور عقل وجان مثل بہار ودیدار کے ہین مگر جبکہ نفس اور اُس کی خواہشون سے خالی وپاک ہون اگر تیرے باطن مین جزوی عقل بھی ہی تو جہان مین کسی کامل العقل کو ڈھونڈھتا تیرا جزو بھی اس کے کل سے ایک کل ہوجاے اور وہ عقل کل تیرے نفس پر بند وطوق ہوجاے کہ ہلنے نہ دے اور نفس کو عاجز کردے بس اس کی تاویل یون ہوگی کہ نفوس پاک جو انبیا واولیا ہین مثل بہار وحیات وبرگ تاک کے ہین جنسے ساری شگفتگی وتازگی اور زندگی اور سایہ دری وآسائش ہی اولیا کی بات سے خواہ نرم ہو خواہ سخت اپنے تن کو مت چھپاؤ کہ تیرے دین کی پشت پناہ ہین اگر گرم کہے یا سرد کہے خوش خوش اُس کو قبول کرلے تو دوزخ اور اُس کے گرم وسرد سے صاف بچ جائے سرد یہ کہ دوزخی جب دوزخ مین آگ سے گھبراکے سردی کا خواستگار ہوگا تو برف مین معذب ہوگا جس کی ایذا آگ سے بھی بڑھکے ہوگی اُسکی گرمی سردی اہ سختی نرمی تیری زندگی کی نوبہار ہی اور مایہ صدق ویقین وبندگی کا اس سبب سے کہ وہ بستان جوان کے ارشاد وہدایت کا ہی اُس سے جانین زندہ ہوتی ہین بدولت رشد وہدایت کے اور دل اُن کا ایک بحر زخار ہی اسی جواہرات سے بھرا ہوا بس تو اُن سے جلدی نفع اُٹھا دیکھ تو اگر عاقل کے باغ دل سے ایک خلال کم ہوجاے تو اُس کو ہزارہا غم ہوتے ہین

یترا تو وقت ہر دم کمی مین ہی الخلاف شرح بحر العلوم مین راست پشت کو کشت غلط لکھا ہی

پوچھنا حضرت صدیقہ رض کا آنحضرت سے کہ آج کے مینھ مین کیا بھید تھا

قولہ پس سوالش کرد صدیقہ ز صدق ✤ باخشوع و باادب از جوش عشق ✤ کاے خلاصہ ہستی و زبدہ وجود ✤ حکمت باران امروزی چہ بود ✤ این زباران ہاے رحمت بودیا ✤ بہر تہدید ست و عدل کبریا ✤ این ازان لطف و بہاریات بود ✤ یا ز پائیزی پر آفات بود ✤ گفت این از بہر تسکین غم ست ✤ کز مصیبت بر نزاد آدم ست ✤ گر بر آن آتش بماندی آدمی ✤ بس خرابی او فتادی در زمی ✤ اینجہان ویران شدے اندر زمان ✤ حرص ہا بیرون شدے از مردمان ✤ اُستن این عالم ایجان غفلت ست ✤ ہوشیاری این جہان را آفت ست ✤ ہوشیاری ز انجہانست و جوان ✤ غالب آید پست گردد اینجہان ✤ ہوشیاری آفتاب و حرص یخ ✤ ہوشیاری آب واین عالم وسخ ✤ ز انجہان اندک ترشح میرسد ✤ تا نلغزد زینجہان حرص و حسد ✤ در ترشح بیشتر گردد رغیب ✤ نے بہر ماند درین عالم نہ عیب ✤ این ندارد حد سوے آغاز رو ✤ سوے قصہ مرد چنگی باز رو ✤ المعنی خشوع بضمتین عجز و زاری زبدہ بالضم ہندی مکھن تزادنسل اُستن بالضم ومنم تا وسخ بفتحتین چرک وریم ہندی میل فرماتے ہین حضرت صدیقہ نے آنحضرتؐ سے پوچھا بصدق و خشوع و بجوش عشق و ادب و خضوع کہ اے خلاصہ ہستی کے اور اے زبدہ عالم وجود کے آج کے باران مین کیا حکمت تھی آیا یہ باران باران رحمتون الٰہی سے تھا یا واسطے تہدید و ظہور عدل کبریا کے یہ انھین لطف و بہاریات سے تھا یا خزان اور اُس کے آفات سے کہا یہ باران ان دونون قسمون سے نہ تھا صرف واسطے تسکین غم کے اور غم وہ جو مصیبت سے نسل آدم پر ہی کہ اگر آدمی اسی آتش مصیبت مین رہتا تو بڑی خرابی زمین مین واقع ہوتی یہ جہان دم بھر مین ویران ہو جاتا اور لوگون سے حرص مطلق باقی رہتی تارک الدنیا ہو جاتے حضرت فرماتے ہین اے صدیقہ جان من اس عالم کا ستون غفلت ہی جس پر یہ قائم ہی اور ہوشیاری اس کے حق مین آفت ہی ہوشیاری اُس جہان سے ہی اور جب وہ ہوشیاری اسپر غالب آئے تو ضرور یہ پست ہو جائے ہوشیاری ایسی ہی جیسے آفتاب اور حرص ایسی جیسے یخ کہ پانی ہو کے یہ جاتی ہی اور ہوشیاری ایسی ہی جیسے آب اور یہ عالم میل و چرک کہ پانی کے سامنے نہین رہنے پاتا اسلیے اُس جہان سے تھوڑا تھوڑا ترشح ہوتا ہی تا حرص و حسد کا پانون ڈگ کے گر نہ جائے اور جو غیب سے بہت سا ترشح ہو تو نہ عالم مین ہنر رہے نہ عیب دونون یکسان ہو جائین اور دنیا کا کام نہ چلے کچھ فرق اچھے بُرے مین نہ رہے آگے پھر گریز ہی کہ ان باتون کی تو حد نہین ان کو چھوڑ اور آغاز کی طرف چل اور قصہ پیر چنگی کا جو شروع کیا تھا اُس کی طرف رجوع کر الخلاف شرح بحر العلوم مین اُستن بصورت اُستین کے لکھا ہی اور بجاے تا نلغزد زین جہان کے تا نخیزد در جہان غلط ہی

باقی قصہ مطرب چنگی کا اور بیان اسکے مخلص کا

قولہ مطربے کز وے جہان بد پر طرب ✤ رستہ ز او از کش خیالاتے عجب ✤ از نوایش مرغ دل پران شدے ✤

وز صدایش ہوش جان حیران شدے ✤ چون برآمد روزگار و پیر شد ✤ باز جانش از عجز پشہ گیر شد ✤ باز چہ گوید بیل باشد بیگمان ✤ پشہ اش ساز ضعیف و ناتوان ✤ پشت او خم گشت ہمچون پشت خم ✤ ابر روان بر چشم پر ہمچون پار دم ✤ گشت آواز لطیف و جانفزاش ✤ ناخوش و مکروہ و زشت و دلخراش ✤ آن نوا کہ حسرت زہرہ بدہ ✤ ہمچو آواز خر پیرے شدہ ✤ خود کدام این خوش کہ او ناخوش نشد ✤ یا کدامی سقف کان مفرش نشد ✤ غیر آواز عزیزان در صدور ✤ کہ بود از عکس دم شان نفخ صور ✤ اندرونے کین درونہا مست ازوست ✤ ہستیہا کین ہستہا مان ہست ازوست ✤ کبریائے فکر و ہر آواز او ✤ لذت الہام و وحی و سازاو ✤ چونکہ مطرب پیر تر گشت و ضعیف ✤ شد ز بے کسبی رہین یک رغیف ✤ گفت عمرو مہلتم دادی بسے ✤ لطفہا کردی خدایا با خسے ✤ معصیت ورزیدہ ام ہفتاد سال ✤ باز نگرفتی زمن روزے نوال ✤ نیست کسب امروز مہمان توام ✤ چنگ بہر تو زنم کان توام ✤ المعنی پاردم دہچی مفرش بستر و جامہ ورخت خواب اور وہ چیز جسمین کپڑے خواب کے اور ویسے رکھین رغیف گردہ نان قدرے پہن نوال بفتح عطا و بخشش یعنے وہ مطرب کہ جس سے جہان پر طرب تھا اور جس کی آواز سے خیالات عجیب پیدا ہوتے تھے اُس کی نواسے مرغ دل اُڑنے لگتا تھا اور اُسکی صدا سے ہوش جان کے حیران ہوتے تھے وہ مطرب موصوف بدین صفات جب تھوڑا زمانہ گذر گیا تو بوڑھا ہو گیا اور ایسا عاجز ہوا کہ باز جان کا اُس کے پشہ گیر ہو گیا بڑے بڑے شکار نا رسا بھول گیا بعد کو مقولہ مولانا رح کا ہی پشہ کیا ایسی ویسی چیز ہی یہ تو باز کیا ہی بیل کو بھی ضعیف و ناتوان کر دیتا ہی پھر اُسی مطرب کا بیان ہی کہ پشت اُسکی مثل خم کے خم ہو گئی اور بھوین جو آنکھون پر تھین مثل دہچی کے ہو گئین جو موقع نجاست پر رہتی ہی کہ مراد نیچے اور بیچ مبرز سے ہی وہ آواز لطیف و جانفزا اُس کی ناخوش و مکروہ اور دلخراش ہو گئی اور وہ نوا کہ جسپر زہرہ کو حسرت ہوتی تھی ایسی ہو گئی جیسی بوڑھے گدھے کی آواز پھر مقولات مولانا رح کے ہین کہ اس عالم مین بتاؤ کس کو تغیر نہین ہوتا کونسی چیز خوش ہی کہ وہ ناخوش نہین ہوتی کونسی سقف مزین ہی کہ وہ گر کے بستر کی طرح زمین پر نہین بچھ جاتی آپ فرماتے ہین اگر اُس کی آواز آواز پیر خر کی سی ہو گئی تو کیا عجب سب کا یہی حال ہی سوائے آواز اُن کے جو عزیز خدا کے ہین اُن کے سینون سے وہ آواز نکلتی ہی جسکے دم کا عکس نفخ صور پر پڑا ہی جس کی بدولت مردون کو زندہ کرے گا اور اُن کے وہ باطن ہین کہ یہ باطن ہمارے اُنھین سے مست ہین اور وہ ایسے نیست ہین کہ ہستیان ہماری اُنھین سے ہست ہین اور اسی اندرون کی آواز کہ با فکر زمانہ کی ہی یعنے تمام زمانہ کی فکرین مثل کاہ کے جا چپٹتی ہین اور اسی آواز مین لذت الہام و وحی اور اُن کے ساز کی ہی پھر استیناف ہی طرف ذکر چنگی کے جب وہ مطرب بہت ہی بوڑھا ہو گیا اور ضعیف اور بے کسبی سے ایک ٹکیا کے عوض رہین ہوتا تھا اسی گروی اُسوقت مین اُس مطرب نے کہا کہ اے بار خدایا تونے مجکو عمر دی اور بڑی مہلت بخشی اور بڑے بڑے لطف مجھسے ناچیز خس پر فرمائے ہین اور مین ستر برس معصیت مین رہا اور تونے اپنی بخشش و عطا سے ایک دن مجکو محروم نہ رکھا اب آج کسب کے واسطے نہین تیرے واسطے چنگ بجاتا ہون

اور تیرا مہمان اور تیری کان بنتا ہون جو کچھ تو اسمین ڈال دے **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے پشہ گیر کے پشہ ان نوا الخ اس شعر مین پہلے مصرعہ مین رشک زہرہ آمدہ دوسرے مین خرپسے سالکھا ہی اور بجاے عمر و مہلتم کے عمر تو مہلتم غلط لکھا ہی **قولہ** چنگ را برداشت شد اللہ ہو ✤ سوے گورستان پرشب آہ گو ✤ گفت خواہم از حق ابریشم بہا ✤ کو بہ نیکوئی پذیرد قلبہا ✤ چنگ زد بسیار و گریان سر نہاد ✤ چنگ بالین کرد و بر گوے فتاد ✤ خواب بردش مرغ جان از قعس رست ✤ چنگ و چنگی را رہا کرد و بجست ✤ گشت آزاد از تن و رنج جہان ✤ در جہان سادہ و صحراے جان ✤ جان او آنجا سرایان ماجرا ✤ کاندر اینجا گر بماندی مرا ✤ خوش بدے جانم درین باغ و بہار ✤ ہست این صحراے غیبی لالہ زار ✤ بے پر و بے پا سفر میکردی ✤ بے لب و دندان شکر میخوردی ✤ **المعنی** پرشب بکسر را نام مدینہ منورہ فرماتے ہین کہ اُس چنگی نے ارادہ مرقومہ صدر منعم کرکے چنگ اُٹھالیا اور طالب اللہ کا ہوکے مدینہ منورہ کے گورستان کی طرف آہین مارتا چلدیا آور کہا کہ اب اپنے ریشم کی قیمت جو مراد چنگ نوازی سے ہی حق تعالے سے لونگا کہ وہ خوب دلون کو قبول کرتا ہی یعنے اُن کی سُنتا ہی پھر گورستان مین خوب چنگ بجایا اور خوب رویا اور چنگ سرہانے رکھکے ایک قبر پر پڑگیا اسی حال مین اُس کو نیند آگئی مرغ جان کا قید تن سے چھوٹ گیا جیسا کہ خواب مین ہوتا ہی اور چنگ و چنگی دونون کو چھوڑکے الگ ہوگیا رنج تن اور رنج جہان دونون سے آزاد ہوکے جہان سادہ جس مین کوئی نقش رنج و غم نہین اور صحراے جان مین پہونچا اب جان اُس کی وہان یہ ماجرا گانے لگی کیا اچھا ہوتا کہ مجکو یہین چھوڑ دیتے کہ جان میری اسی باغ و بہار مین خوش رہتی یہ صحراے غیبی تو ایک لالہ زار ہے بے پرا اور بے پاؤن کے مین اسمین پھرتا اور بے لب و دندان کے شکر کھاتا **الخلاف** شرح بحر العلوم مین سرنہاد کی جگہ نہاد و صحراے غیبی کے بجاے غیب غلط لکھا ہی **قولہ** ذکر و فکری فارغ از رنج دماغ ✤ کردی با ساکنان چرخ لاغ ✤ چشم بستہ عالم میدیدی ✤ در دو یجان بیکمی پیچیدی ✤ مرغ آبی غرق دریاے عسل ✤ عین ایوبی شراب مغتسل ✤ کہ بدان ایوب از پاتا بفرق ✤ پاک شد از رنجہا چون نور شرق ✤ گر بود این چرخ دہ چندی کہ ہست ✤ نیست نزد آنجان ہز تنگ و پست ✤ مثنوی در جم گر بودے چو چرخ ✤ در نگنجیدی در و زین نیم برخ ✤ کان زمین و آسمان بس فراخ ✤ کرد از تنگی دلم را شاخ شاخ ✤ وین جہانے کاندرین خوابم نمود ✤ از کشایش پر و بالم را کشود ✤ آنجانی راہش ار پیدا بدے ✤ کم کسے یک لحظہ در اینجا بدے ✤ مول مولی میزد آنجا جان او ✤ در فضاے رحمت و احسان او ✤ **المعنی** لاغ ہزل و خوش طبعی متسلسل بالضم شستہ حجم بالفتح سطبری و جسامت برخ بالفتح پارہ و حصہ مول بالضم امر ست بمعنی باش و توبہ و ناز و غمزہ پھر اُسی چنگی کا قول ہی ذکر و فکر اور رنج دماغ سے فارغ ساکنان چرخ کے ساتھ بازی ولاغ کرتا آنکھین بند کیے ہوتا اور جہان کو دیکھتا بے کف و دست کے گلاب و پیکان بیناتا مرغ آبی مراد روح سے جو نطفہ سے بظاہر پیدا ہی اور اُس کو ماہر وافق فرمایا ہی وہ دریاے عسل مین ڈوبی ہوئی

دوسرے مصرعہ مین اقتباس ہی آیت کریمہ سے ارکض برجلک ہذا مغتسل بارد وشراب یعنے پانون اپنا زمین مار بس ایک چشمہ پیدا ہوا حکم دیا کہ اس چشمہ مین غسل کر اور اس کا پانی پی یہی عین ایوبی ہی نقل ہی کہ حضرت ایوب کے بدن مین پھوڑیان ہوکے کیڑے پڑگئے تھے اور ایک مدت اس مرض مین رنجور رہے پھر اُسی چشمہ کے پانی سے صحت پائی جیسا آیت صدر مین ہی اور ایسی صحت پائی کہ اُس مرض سے سر سے پانون تک ایسے صاف و روشن ہوگئے جیسے نور شرق کا لے آفتاب ایسے ہی اُس کی روح بھی روشن اور صاف ہوگئی وہ جہان یعنے عالم ارواح ایسا وسیع و فسیح ہی کہ یہ آسمان جسکے برابر ہم کسی کی وسعت نہین جانتے ایسے ایسے دو چند ہون تب بھی تو مقابل اُس جہان کے پست و تنگ ہین اب مقولہ مولانا رح کا ہی اور آیندہ بھی چنانچہ فرمایا کہ اگر مثنوی میری حجم مین مثل چرخ کے ہوتی تب بھی اسمین اُس کا آدھا حصہ نہین سماتا پھر قول چنگی کا کہ اُس زمین و آسمان نے جو نہایت فراخ ہین تنگی سے میرے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ ایسی اُس مین سمائی نہین اور اس جہان نے کہ جسمین خواب دیکھتا ہون کشائش سے میرے پر و بال کھول دیے ایسی کشائش بخشی بس وہ جہان ایسا ہی کہ اگر راہ اُس کی ظاہر ہوتی تو بہت کم آدمی ایسے ہوتے جو ایک لحظہ بھی یہان ٹھہرتے سب وہین کو چلے جاتے پھر استیناف ہی کہ اُس چنگی کی جان مول مول یعنے باش باش پکارتی تھی کہ یہین فضاے رحمت و احسان آلہی مین رہا کر یا تو بہ تو بہ کرتی تھی کہ اس فضا محمودہ کو چھوڑکے اُس تنگناے مذمومہ مین ہرگز مت جاے

الخلاف شرح بحر العلوم مین چرخ دہ چندے کو دہ خری سا لکھا ہی

خواب مین کہنا ہاتف کا عمر سے کہ اتنے درم بیت مال سے لے اور اُس چنگی کو جو کہ گورستان مین سوتا ہی دے

قولہ امرے آمد کہ ہان طامع مشو ✦ چون زپایت خار بیرون شد برو ✦ آنزمان حق بر عمر خوابے گماشت ✦ تا کہ خویش از خواب نتوانست داشت ✦ در عجب افتاد لیکن معہود نیست ✦ این زغیب افتادہ مقصود نیست ✦ سر نہاد و خواب بردش خواب دید ✦ کامدش از حق ندا جانش شنید ✦ آن ندا کہ اصل ہر بانگ و نواست ✦ خود ندا آنست و بس باقی صداست ✦ ترک و کرد و زنگ و تاجیک و عرب ✦ فہم کردہ آن ندا بے گوش و لب ✦ خود چہ جاے ترک و تاجیک ست و زنگ ✦ فہم کردہ این ندا را چوب و سنگ ✦ ہر دمے از وے ہمی آید الست ✦ جوہر و اعراض میگردند دست ✦ گر نے آید بلے زیشان دمے ✦ آمدن شان از عدم باشد بلے ✦ انچہ من گفتم زفہم سنگ و چوب ✦ در بیانش قصہ بشنو ار خوب ✦ المعنی ترک بالضم ایک قوم ہی فرزندان نوح علیہ السلام سے کرد بالضم مردم صحرانشین تاجیک عرب زادہ کہ عجم مین پڑا ہوا ہو آور یہ بھی قاعدہ ہی کہ جب یا ایسی لفظون مین لگاتے ہین تو فرد و احد سے مراد ہوتی ہی جیسے ترکی عربی اور بدون یا کے کل مقصود ہوتا ہی یعنے اُس چنگی کو یہ حکم آتا تھا کہ خبردار لالچی مت بن تیرے پانون کا کانٹا جا نکلگیا اور پھر حقتعالے نے خواب کو عمر پر تعین کیا اور ایسا کہ یہ اُس سے آپ کو روک و بچا نہین سکتے تھے حیران تھے کہ یہ خلاف

معمول کیون ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ غیب سے جو مجھپر ٹوٹ پڑی ہی کوئی مقصود آہین ہی جس سر رکھا نیند آگئی اور نیند مین دیکھا کہ اُن کو حق تعالےٰ کی جانب سے ندا آئی جو اُن کی جان نے سنی اور وہ ندا کہ اصل ہر بانگ و ندا کی ہی بیشک ندا وہی ہی بس اور باقی سب صدا ہین اسی صرف آواز یہ معقولہ مولانا رح کا ہی اور اشعار آیندہ بھی اِس ندا کو ترک و کردو تا بیچک و زنگ و عرب نے کہ باہم متغائر اللسان ہین ایک دوسرے کی نہین سمجھتے بے گوش و لب کے سمجھا ہی اور یہ ترک و زنگ و غیرہ کیا ہین خود اس کو تو چوب و سنگ جو ظاہر لیاقت سمجھنے کی نہین رکھتے سمجھتے ہین ہر وقت اُسکی طرف سے ان کو آواز الست کی آتی ہی کہ جس سے سارے جوہر و عرض مست و خوش ہین ہر جوہر مراد جواہر مجردہ سے کہ وہ دس فرشتے ہین کہ حملۂ کے نزدیک کارپرداز اس عالم ظاہر کے ہین اور باقی مخلوق اعراض کہ ان سے قائم ہوئی اور جو آواز الست کی اُنکو ہر دم پہونچتی ہی اور انسے بھی کسی وقت ظاہر نہین ہوتا کچھ حاجت نہین انکا عدم سے یہان آنا ہی بلی ہی کہ اپنے پروردگار کے مطیع فرمان ہین جہان چاہا جان بھیجدیا اور وہ جو تمنے کہا ہی کہ چوب و سنگ سمجھتے ہین اس کے بیان مین ایک قصہ تجھسے کہون خوب ہوش سے سُن لے

نالہ کرنا ستون حنانہ کا آپ کے فراق مین اور سننا رسول مقبول کا وہ نالہ صریحًا اور مکالمہ کرنا اُس کے ساتھ

قولہ اُستن حنانہ از ہجر رسول ✤ نالہ میزد ہمچو ارباب عقول ✤ در میان مجلس و وعظ آنچنان ✤ کز وے آگہ گشت ہم پیر و جوان ✤ در تحیر ماند اصحاب رسول ✤ کز چہ مینالد ستون با عرض و طول ✤ گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون ✤ گفت جانم از فراقت گشتہ خون ✤ از فراق تو مرا چون سوخت جان ✤ چون نہ نالم بے تو اے جان جہان ✤ مسندت من بودم از من تاختی ✤ بر سر منبر تو مسند ساختی ✤ پس رسولش گفت کای نیکو درخت ✤ اے شدہ با سر تو ہمراز بخت ✤ گر ہمیخواہی ترا نخلے کنند ✤ شرقی و غربی ز تو میوہ چنند ✤ یا دران عالم حقت سروی کنند ✤ تا ترو تازہ بمانی تا ابد ✤ گفت آنخواہم کہ دائم شد بقاش ✤ بشنو اے غافل کم از چوبے مباش ✤ آن ستون را دفن کرد اندر زمین ✤ تا چو مردم حشر گردد یوم دین ✤ تا بدانی ہر کرا یزدان بخواند ✤ از ہمہ کار جہان بیکار ماند ✤ ہر کرا باشد زیزدان کاروبار ✤ یافت بار آنجا و بیرون شد ز کار ✤ وانکہ اورا نبود ازا سرار داد ✤ کے کند تصدیق او نالہ جماد ✤ گوید آرے نے ز دل ہر وفاق ✤ تا نگوید کہ ہست اہل نفاق ✤ گر نیندی واقفان امر کن ✤ در جہان روگشتہ بودے این سخن ✤ المعنی اُستن بالضم و ضم تا ستون حنانہ بالفتح و تشدید نون نوحہ کنندہ و نام ستون مسند بالفتح تکیہ گاہ اور بڑا تکیہ اور جس پر تکیہ لگائین حشر بالفتح برانگیختن مجازًا قیامت فرماتے ہین کہ ستون حنانہ ہجر رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسے نالے کرتا تھا جیسے ذوالعقول کسی کے فراق مین کرتے ہین اور اسی نوحہ اور نالہ کرنے سے اُس کا نام حنانہ ہوا اور وجہ نالہ کی یہ کہ مسجد شریف مین ایک ستون چوبی تھا اُس سے تکیہ کرکے آپ وعظ کیا کرتے تھے بعض صحابہ نے کہا انبوہ ہوجاتا ہی جکو روے مبارک نظر نہین آتا اسواسطے منبر بنایا گیا جب آپ منبر پر تشریف لے گئے تو یہ حنانہ آپ کی مفارقت

سے نوحہ گر ہوا ایسا کہ جو مجلس وعظ مین پیر و جوان تھے سب خبردار ہوے اصحاب حیران ہوے کہ یہ ستون عرض طول والا یعنے جماد کس سبب سے رو تا ہی آنحضرتؐ نے اُس سے پوچھا کہ اے ستون کیون روتا ہی اور کیا چاہتا ہی کہا میری جان آپ کے فراق سے خون ہوگئی جب آپ کے فراق سے میری جان سوختہ ہوگئی تو بے تمھارے اے جان جہان کیسے نہ روؤن مین تمھارا تکیہ گاہ تمھارا مجھ سے الگ ہوگئے اور منبر کو تکیہ گاہ بنایا پس آپ نے اُس سے کہا کہ اے درخت نیک تیرے بھید سے تیرا بخت ہمراز ہوا یعنے جیسا کہ اب تو ہونے والا ہی ایسا ہی تیرا نصیب تجکو ہونا چاہتا تھا اگر تو چاہے تو قضا و قدر ابھی تجکو نخل بار ور بنا دین کہ شرق و غرب کے لوگ تجھسے میوہ چنین یا اُس عالم مین حقتعالی تجکو سرو کردے تو تر و تازہ ابد تک رہے جیسے سرو دنیا خزان سے آزاد ہی کہا مین وہ چاہتا ہون جسکو ہمیشہ بقا ہی دوسرا مصرعہ مقولہ مولانا کا ہی کہ اے غافل ہوش مین ہو اور اس لکڑی کی خواہش کو سن اس سے تو کم مت ہو اس عالم فنا سے گذر اور عالم بقا کی جستجو کر پھر اُس ستون کو دفن کر دیا زمین مین تا قیامت کے دن مثل مردم کے برانگیختہ ہوا پس سے تو یہ بات جان لے کہ جس کو خدا تعالے اپنی طرف بلاتا ہی وہ سب کام سے جہان کے بیکار ہو جاتا ہی بقول سعدی ح شعر ازانگہ کہ یار مکس خویش خواند ✦ دگر با کسم آشنائی نماند ✦ اور جس کا خدا سے کاروبار ہوتا ہی وہ اُس کی بارگاہ مین تو باریاب ہو جاتا ہی مگر جملہ کا مون سے نکال دیا جاتا ہی اور جس کو کہ دین خدا کے راز و اسرار کی دولت نہین دیتے وہ نالہ جماد کی تصدیق کب کرتا ہی جو اُسکے دیگر مدارج پر توجہ کرے البتہ جب سنتے ہین تو اور رون کی موافقت سے یہ بھی زبانی آرے کہنے لگتے ہین نہ دل سے تا لوگ یہ نہ کہین کہ اہل نفاق سے ہی نہ ارباب وفاق سے ہی تو یہ کہ اگر واقف اسرار کن کے جہان مین نہوتے تو جہان مین یہ بات اُلٹی اور روگردان ہو جاتی اُن واقفون کے سبب سے جو جانتے ہین کہ ایک کن سے اُسنے کیسی مخلوق رنگارنگ پیدا کردی حنانہ کا نالہ کیا عجب ہی راست درست ہی کہ ان کی موافقت سے منافقون کو بھی راہ گزیر و گریز نہین ملی **قولہ** صد ہزاران زاہل تقلید و نشان ✦ افگندشان نیم وہمی و رگمان ✦ کہ ظن تقلید و استدلال شان ✦ قائمست و جملہ پر وبال شان ✦ شبہہ ہے انگیز دآن شیطان دون ✦ در فتند اینجملہ کوران سرنگون ✦ پاے استدلالیان چوبین بود ✦ پاے چوبین سخت بے تمکین بود ✦ غیر آن قطب زمانہ دیدہ ور ✦ کز ثباتش کوہ گردد خیرہ سر ✦ پاے نابینا عصا باشد عصا ✦ تا نیفتد سرنگون او بر حصا ✦ آنسواری کو سپہ راشد ظفر ✦ اہل دین را گشت سلطان بصر ✦ با عصا کوران اگر رہ دیدہ اند ✦ در پناہ خلق روشن دیدہ اند ✦ گر نہ بینایان شدندی و شہان ✦ جملہ کوران مرد ماندی در جہان ✦ نے زکوران کشت آیدنے درود ✦ نے عمارت نے تجارت ہا و سود ✦ گر نکردی رحمت وافضال شان ✦ در شکستی چوب استدلال شان ✦ این عصا چہ بود قیاسات دلیل ✦ آن عصا کہ دا دبینائے جلیل ✦ چون عصا شد آلت جنگ و نفیر ✦ آن عصا را خورد بشکن اے ضریر ✦ او عصاتان داد تا پیش آیدید ✦ آن عصا از منعشم ہم بروے زدید ✦ حملہ کوران بچہ کار اندرید ✦ دیدہ بان را در میانہ آورید ✦ دامن او گیر کو دادت عصا ✦

درنگر کادم چہا دید از عصا ۞ چون عصا شد مار و استین با خترا ۞ معجزہ موسی و احمد را نگر ۞ از عصا مارے و از استین چنین ۞ پنج نوبت میزند از بہر دین ۞ المعنی تقلید پیروی کسی کی بے دریافت حقیقت استدلال و لیل لانا عصا بمعنے سنگریزہ پنج نوبت وہ نوبت خانہ جو بادشاہون کے دروازہ پر بجتی ہی یعنے یہ جو ہمنے کہا کہ یہ سخن روگردان ہو جاتا اس سبب سے کہا ہی کہ لاکھون اہل تقلید غیر تحقیق اور اہل نشان بید ریافت کسی کے قدم پر قدم رکھنے والے ایسے ہین کہ ذرا سا وہم اُن کو گمان مین ڈال دیتا ہی کسواسطے کہ اُن کے گمان مین تقلید اور استدلال قائم ہو رہا ہی اور جما ہوا ہی اور یہی اُنکے پر و بال ہین جس سے لنبی لنبی اُڑانین اُڑتے ہین بس شیطان دون خواہ یہی شیطان دون خواہ ان مقلدون کا پیشوا ایک شبہہ اُٹھا دیتا ہی اور یہ اندھے سرنگون اُسمین گر پڑتے ہین یہ نہین جانتے کہ استدلالیون کے پانون چوبین ہوتے ہین اور پاے چوبین نہایت بے تمکین ہوتا ہی جمتا نہین ذرا مین ڈگمگا جاتا ہی سواے اس قطب زمانہ کے جیسا کہ مشہور ہی قطب ازجانہ جنبد اور دیدہ ور ہی تمثیل ان کی بے دیدہ اُس کا ثبات ایسا ہی جسکے ثبات تک کو وہ بھی حیران ہی ظاہر کہ بے حرکتی کوہ کی صورت حیرانی کی ہی سب دیکھتے ہین کہ اندھون کا پانون عصا ہوتا ہی کہ یہ بھی ایک چوب ہی کہین اوندھے منہ کنکر پتھرون مین نہ گر پڑین اور وہ سوار جو سپاہ دین کے واسطے ظفر ہی یعنے سراول جس پر فتح شکست منحصر ہوتی ہی وہ سلطان بصر ہی اہی بادشاہ بصارت جس سے سب نے بصارت پائی بس نتیجہ دونون شعرون کا یہ ہی کہ اندھون نے تو عصا کی مدد سے راہ پائی ہی ٹٹول ٹٹول کے کہ ٹھیک پھر بھی نہین یہان مخلوق کی پناہ مین وہ لوگ ہین جو بینا اور روشن دیدہ ہین اگر بینا لوگ اور شاہ جو سلطان بصر ہین نہوتے تو تمام اندھے جہان مین مردہ ہوتے کس لیے کہ اندھے کشت و درو سے عاجز ہین اور عمارت و تجارت اور سود سے بھی مجبور اگر وہ رحمت، و افضال جو خدا تعالی کو ان بینا لوگون پر ہی نہوتی جس کے طفیل یہ بچے ہوے ہین تو چوب ان کے استدلال کی ٹوٹ جاتی یہ عصا کیا ہی قیاسات و دلائل ہین اور وہ عصا کیا ہی داد جس کی ہندی دین ہی بینا جلیل سے کہ خدا تعالے ہی کہ دوسرے مصرعہ مین بمعنی چہ کے ہی جب عصا آلہ جنگ و فریاد کا ہوا کہ اکثر دلیل و بحث مین نوبت شور و فریاد و جنگ و جدل کی پہونچتی ہی ایسے عصا کو تو رکے چور چور کر دے اہی اندھے یہ عصا کس کام کا ہی اُس نے عصا تمکو دیا اسواسطے کہ تم پیش آؤ یعنے جماعت اہل اسلام مین داخل ہو اسلیے کہ عصا کے معنی جماعت اہل اسلام کے بھی ہین تمنے دو عصا ایک دوسرے کے غصہ سے اُسی کے مار دیا اندھون کے حلقہ مین کیون گھسے ہو یہ کس کام کا ہی کسی دیدہ بان کو بھی بیچ مین لو تب تم ٹھوکرون اور ڈگمگنے سے بچو جس نے تمکو عصا دیا ہی یعنے قیاس و دلیل اُس کا دامن پکڑا اور یہ عصا تو ایسا ہی جیسا آدم کا عصا جس کے معنی گناہ و نافرمانی کے ہین اقتباس ہی آیہ کریمہ عَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی سے کہ اس عصا نے اُن کو بہشت سے نکلوایا اور کس کس آفت مین ڈالا آخر شرکت اسی تو دونون مین ہی جو عصا مارا ہوا اور آستین با خترا یعنے مشرق ہو گئی تشریح اسکی یہ کہ حضرت موسی کا عصا ہنگام مقابلہ جادوگرون فرعون کے ایسا اژدہا ہو گیا کہ جادو کے سارے

اژدہون کو نگلگیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آستین مشرق بنگئی کہ ہنگام معجزہ شق القمر کے دونون ٹکڑے چاند کے آپ کے آستینون سے نکلگئے تھے بس تو ان معجزون کو موسی اور احمد کے دیکھ تو کسی دلائل کو مست دیکھ انسے زیادہ دلائل نبوت کے اور کیا ہونگے کہ اللہ تعالے جھوٹے کے ہاتھ پر ہنگام دعوی نبوت اظہار معجزہ کا نہین کرتا لاجرم ایسے عصا اور ایسی آستین سے انھون نے دین کے واسطے فتح نوبت بجائی ہو اور دین کی پادشاہی دنیا مین جاری کی ہو استین مخفف آستین جیسے استر مخفف آستر الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے کہ بظن کر بظن اور کشت سلطان کی جگہ کیست اور آیدیدکی جگہ ہو صیغہ جمع امر حاضر کا ہو آمدید اور کو دادت کو دار دباختہ کو باخبر ٹھیک نہین لکھا ہو قولہ گر نہ نامعقول بودے این مزہ + کے بدے حاجت بچندین معجزہ + ہر چہ معقول ست عقلت میخرد + بے بیان معجزہ بجزو مد + این طریق مکر نامعقول مین + در دل ہر مقبلے مقبول مین + آنچنان کز بیم آدم دیو و دد + در جزائر در رسیدند از حسد + ہم ز بیم معجزات انبیا + سر کشیدہ منکران زیر گیا + تا بناموس مسلمانی زنید + در تسلس تا ندانی کہ کیند + ہمچو قلابان بران نقد تباہ + میکنند از کید نام بادشاہ + ظاہرا الفاظ شان توحید و شرع + باطن آن ہمچون دونان تخم صرع + فلسفی راز بردہ تا دم زند + دم زند دین حقش برہم زند + دست و پاے او جماد و جان او + ہر چہ گوید اندو در فرمان او + با زبان گر چہ تہمت مے نہند + دست و پا ہا شان گواہی میدہند + المعنی جز رگھٹنا پانی کا مدبڑ صنا مکر بالفتح حیلہ تسلس سالوسی و مکاری قلاب دغاباز ناسرہ کار صرع بالفتح مرگی یعنے اگر یہ مزہ جو اسد لالیون کو پڑا ہو نا معقول نہوتا تو حاجت اتنے معجزون کی کیون پڑتی اور اتنے انبیا و رسل کیون آتے اسواسطے کہ جو چیز معقول ہو اُس کی فوراً عقل خریدار ہو جاتی ہو بے بیان معجزہ اور بے جزر و مد یعنے اُکھاڑ پچھاڑ کے بس یہ طریق مکر و حیلہ کا ہو اِس کو نامعقول سمجھا اور ہر مقبل مقبول کے دل کو دیکھ اُسمین کیا ہو آن منکرون کا ایسا حال ہو جیسے آدم کے خوف سے دیو و دد حسد سے جزائر مین بھاگ گئے ایسے ہی یہ بھی خوف معجزات انبیا سے بھاگتے ہین اور گھاس کے نیچے دبے سر نکالے پڑے ہین اور وہ گھاس کے نیچے دبنا انکار دلی ہو اور سر نکالنا بظاہر اقرار اسلام تا بطفیل ابر و مسلمانی کے زندگانی کرین اور بسبب سالوس و مکاری کے کوئی نجانے کہ کون ہین آیا مسلمان حقیقی یا منکر گویا دغاباز ون کھونٹے کام والون کی طرح نقد تباہ و خراب پر سکہ بادشاہ کا لگاتے ہین کہ بظاہر کلمہ دین کا بھرتے ہین باطن مین انکار کا نقد تباہ بھرا ہو چنانچہ خود فرمایا کہ ظاہر تو مسخہ سے الفاظ توحید و شرع کے نکلتے ہین اور باطن مثل فاچرون کے مرچ مرگی کا ہو کہ جہان دالدین اُس کو زمین ہی پر گرائے اور بد حال کر دے فلسفی کا یہ دل و مگر کہان کہ مقابل دین حق کے اپنے باطل سے دم مار سکے اگر دم مارے تو دین حق ہی اُس کو لوٹ پوٹ کر دے جیسا کہ فرمایا اذا جاء الحق زہق الباطل جب حق آتا ہو باطل بھاگ جاتا ہو ہاتھ پانون اُس کے جماد اور جان اُس کی

جو کچھ کہے وہ دونون اُسکے حکم مین ہین رہی زبان اُسکی وہ ہی کہان زبان کی تہمت اُسپر ہی اور ہاتھ بانون پیر گواہی دیتے ہین الخلاف شرح بحر العلوم مین تسلیس کو تسلیش اور دونان کو دنان غلط لکھا ہی

باتین کرنا سنگریزون کا ابوجہل کے ہاتھ مین اور گواہی دینا رسالت حضرت پر صلی اللہ علیہ وسلم

قولہ سنگہا اندر کف بوجہل بود ✤ گفت ای احمد بگو این چیست زود ✤ گر رسولے چیست در مشتم نہان ✤ چون خبر داری ز راز آسمان ✤ گفت چون خواہی بگویم کان چہاست ✤ یا بگویند آنکہ ما حقیم و راست ✤ گفت بوجہل این دوم نادرست ✤ گفت حق آرے ازان قادر تر ست ✤ گفت شش پارہ مجر در دست تست ✤ بشنو از ہر یک تو تسبیحے درست ✤ از میان مشت او ہر پارہ سنگ ✤ در شہادت گفتن آمد بیدرنگ ✤ لا الہ گفت و الا اللہ گفت ✤ گوہر احمد رسول اللہ سفت ✤ چون شنید از سنگہا بوجہل این ✤ زد زخشم آن سنگہا را بر زمین ✤ گفت نبود مثل تو ساحر دگر ✤ ساحران را سر تو ئی و تاج سر ✤ چون بدید آن معجزہ بوجہل تفت ✤ گشت در خشم و بسوے خانہ رفت ✤ رہ گرفت و رفت از پیش رسول ✤ او فتاد اندر چہ آن زشت و سفول ✤ معجزہ او دید و شد بدبخت و رفت ✤ سوے کفر و زندقہ سر تیز و زفت ✤ خاک بر فرقش کہ بد کور و لعین ✤ چشم او ابلیس آمد خاک بین ✤ باز گرد دحال مطرب گوش دار ✤ زانکہ عاجز گشت مطرب زانتظار ✤ المعنی تفت بالفتح سوختہ و شمناک سفول بضمتین پستی و بفتح پست و فرومندہ زفت بالفتح سخت و درشت فرماتے ہین چند پتھر ان ابوجہل مٹھی مین لیے آیا اور کہا ای احمد جلدی بتا و میری مٹھی مین کیا ہی اگر تم پیغمبر ہو اور بھید آسمان کے جانتے ہو تو بتاؤ میری مٹھی مین کیا چھپا ہی آپ نے فرمایا آیا اتنا ہی چاہتا ہی کہ مین اُس کو بتا دون کہ کیا ہی یا یہ بھی کہ وہ مجکو بتائے کہ مین پیغمبر حق ہون اور سچا ابوجہل نے کہا کہ یہ اُس سے اور بڑھکے اور نا درتر ہی آپ نے کہا بیشک اور خدا تعالی اس سے بھی زیادہ قدرت رکھتا ہی پتھر حضرت نے فرمایا چھ ٹکڑے پتھر کے تیرے ہاتھ مین ہین اور لے اب کان لگاکے ہر ایک کی تسبیح سُن بس اُس کی مٹھی سے ہر پتھر یا تسبیح کرنے اور گواہی دینے لگی لا الہ الا اللہ کہتی تھی اور گوہر احمد رسول اللہ کے پروتی تھی جب ابوجہل نے تسبیح و شہادت پتھرون سے سُنی غصہ ہوکے زمین پر پٹک دیا اور کہا تجسا جادوگر دوسرا نہوگا تو سب جادوگرون کا سرو سردار ہی بلکہ سرتاج اور اس معجزہ کو دیکھکے گرم و شمناک ہوکر اپنے گھر کی راہ لی اور رسول مقبول کے سامنے سے چلا گیا اور چاہ ضلالت مین وہ ناچیز و پست فطرت گرا معجزہ اُس نے دیکھا اور بدبخت ہوکے گیا کفار و زندیقون مین ملا اسواسطے کہ طالب معجزہ کا ہوا اور معجزہ دیکھے اور ایمان نہ لائے اُس جیسا کافر اشد کون ہی خاک اُسکے سر پر کہ اندھا اور لعین تھا اُسکی آنکھ ابلیس خاک بین تھا ابلیس خاک بین جو آسمان سے نکالا گیا اور خاک بین بنا اسکی بھی وہی کیفیت تھی آگے پھر گریز ہی کہ اس بیان سے لوٹ اور مطرب چنگی کا حال کہہ کہ وہ عاجز گشتہ انتظار مین ہی

اختتام قصہ مطرب کا اور پیغام پہونچانا امیر المومنین عمرؓ کا جو کچھ ہاتف نے انکو آواز دی تھی

قولہ بانگ آمد عمر را کای عمر ✤ بندۂ ما راز حاجت باز خر ✤ بندۂ داریم خاص و محترم ✤ سوے گورستان تو رنجہ کن قدم ✤

ای عمر برچہ زبیت المال عام ✤ ہفتصد دینار در کف نہ تمام ✤ پیش او برکامی تو مارا اختیار ✤ اینقدر بستان کنون معذور دار ✤
اینقدر از بہر ابریشم بہا ✤ خرج کن چون خرج شد اینجا بیا ✤ بس عمر زان ہیبت آواز جست ✤ تا میان را بہر آن خدمت ببست ✤
سوے گورستان عمر بنہاد رو ✤ در بغل ہمیان و دان در جستجو ✤ گرد گورستان دوان شد او بسے ✤ غیر آن پیر او ندید آنجا کسے ✤
گفت این نبود دگر بارہ دوید ✤ ماندہ گشت و غیر آن پیر او ندید ✤ گفت حق فرمود ما را بندہ ایست ✤ صافی و شائستہ و فرخندہ ایست ✤ پیر چنگی کے بود خاص خدا ✤ جندا ای سر نہان جندا ✤ بار دیگر گرد گورستان بگشت ✤ ہمچو آن شیر شکاری گرد دشت ✤ چون یقین گشتش کہ غیر از پیر نیست ✤ گفت در ظلمت دل روشن بسیست ✤ آمد و با صد ادب آنجا نشست ✤ بر عمر عطسہ فتاد و پیر جست ✤ مر عمر را دید و ماند اندر شگفت ✤ عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت ✤ گفت در باطن خدایا از تو داد ✤ محتسب بر پیر ک چنگی فتاد ✤ چون نظر اندر رخ آن پیر کرد ✤ دید او را شرمسار و روے زرد ✤ پس عمر گفتش مترس از من مرم ✤ مکث بسیار تا رحق آورد وام ✤ چند یزدان مدحت خوے تو کرد ✤ تا عمر را عاشق روے تو کرد ✤ پیش من بہ تلقین و بہجوری مساز ✤ تا بگوشت گویم از اقبال راز ✤ حق سلامت میدہدے پرسدت ✤ چونے از رنج و نمان بہجدت ✤ تک قراضہ چند ابریشم بہا ✤ خرج کن این را و باز اینجا بیا ✤ المعنی بیت المال جسمین مال غنیمت و متوفی کا رہتا ہی اور وہ مال جسمین سب مسلمانون کا حق ہو پیرک مین کاف تصغیر تحقیر کا ہی قراضہ بضم ریزۂ زر و سیم عطسہ ہندی چھینک یعنے جب ہی عمر کو غفلت خواب کی ہوئی فوراً غیب سے آواز آئی کہ ای عمر جا اور ایک بندہ کو ہماری حاجت سے چھوڑا ہمارا ایک بندۂ خاص و محترم ہی تو گورستان مین اُس کے پاس جا ای عمر اُٹھ اور بیت المال عام سے سات سو دینار لیکے اُسکے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ ہمنے تجکو مقبول کیا اتنا تولے اور اب تجکو معاف رکھہ یہ تیرے ابریشم کی قیمت ہی اُسمین خرچ کر جب خرچ ہو جاے پھر آ بس عمر اس آواز کی ہیبت سے اُچھل پڑے اور اس خدمت کی بجاآوری پر مستعد ہوے ہمیان بغل مین داب کے گورستان کی طرف متوجہ ہوے اور اُسکی جستجو مین دوان اور روان ہوے پس گرد گورستان کے بہت دوڑے سوا اُس بوڑھے چنگی کے کسی کو نہ دیکھا دل مین کہا یہ وہ نہین ہوگا پھر دوڑے ایسے کہ تھک گئے مگر وہی بوڑھا نظر پڑا سوا اُسکے کسی کو نہ دیکھا آور کہا کہ حق تعالےٰ نے تو فرمایا ہی ہمارا خاص ایک بندہ ہی صافی و شائستہ و فرخندہ یہ پیر چنگی کیسے خدا کا خاص ہو سکتا ہی تو کیا ہی خوب ہی ای راز پنہان کیا ہی خوب چھر دوسری بار گرد گورستان کے ایسے پھرے جیسے شیر شکار کی تلاش مین گرد جنگل کے پھرتا ہی جب یقین ہو گیا کہ سواے بوڑھے کے کوئی نہین ہی تو خیال کیا کہ بس یہی ہی کسواسطے کہ اکثر اندھیرے مین یہی دل روشن ہوتے ہین لہذا با صد ادب آکر وہان بیٹھے بیٹھتے ہی چھینکون کا ہجوم انپر ہوا بوڑھا فوراً اُٹھ کھڑا ہوا آور عمر کو دیکھ کے حیران رہگیا ارادہ چلدینے کا کیا اور کانپنے لگا دلمین کہا ای بار خدایا میری فریاد کہ مجھ پر حقیر چنگی پر یہ محتسب کہان سے آپڑا عمر نے جو اُس کا منھ دیکھا تو اُسکو شرمندہ اور روزرد پایا کہا مجھسے مت ڈر نہ مجھسے بھاگ مین تیرے واسطے خدا تعالیٰ سے بشارتین لایا ہون تیری خوی کی ایسی مدحت خوئی یزدان نے کی کہ عمر تیری صورت کا عاشق ہو گیا

میرے سامنے بیٹھ اور مجھے جدا مت ہو تو تیرے کان مین تیرے اقبال کا بھید کہون کہ کیسا اقبال تونے پایا ہی اللہ تعالیٰ تجکو سلام کہتا ہی اور تیرا حال پوچھتا ہی کہ رنج و غمون مین جو یکجا تجھپر ہین تیرا کیا حال ہی تیرے یہ چند قرامضے ابریشم بہا مین ان کو خرچ کر اور پھر یہان آ چند قرامضے اُن اشرفیون کو کہنا ایسا ہی جیسے کسی سے کہتے ہین نان خشک یہین کھا لو الخلاف شرح بحر العلوم مین گفت این بنود بنود کو بصورت ہو کے لکھا ہی اور پیرا و کی جگہ پیرہ اور باصد کو باضد اور پیرجست کے بجاے پیشہ کے لکھا ہی قولہ پیر لرزان گشت چون این راشنید ✤ دست میخائید و بر خود مے تپید ✤ بانگ میزد کاے خداے بے نظیر ✤ بسکہ از شرم آب شد بیچارہ پیر ✤ چون بسے بگریست و زحد رفت درد ✤ چنگ را زد بر زمین و خورد کرد ✤ گفت اے بودہ مجابم از آلہ ✤ اے مرا تو راہزن از شاہراہ ✤ اے بخورہ خون من ہفتاد سال ✤ اے ز تو رویم سیہ پیش از کمال ✤ اے خداے باعطا و باوفا ✤ رحم کن بر عمر رفتہ بر جفا ✤ داد حق عمرے کہ ہر روزے ازان ✤ کس نداند قیمت آن در جہان ✤ خرج کردم عمر خود را دمبدم ✤ در دمیدم جملہ را در زیر و بم ✤ آہ کز یادہ و پردہ عراق ✤ رفت ازیاد دم دم تلخ فراق ✤ وائے گر تیرے زیرافگند خورد ✤ خشک شد کشت دل من دل بمرد ✤ وائے کز آواز این ہشت و چہار ✤ کاروان بگذشت و بیگہ شد نہار ✤ ایخدا فریاد زین فریاد خواہ ✤ داد خواہم نے ز کس زین داد خواہ ✤ داد خود را چون ندادم در جہان ✤ عمر شد ہفتاد سال از من ہمان ✤ داد خود از کس نیابم جز بمرگ ✤ زانکہ ہست از من بمن نزدیکتر ✤ کین منے از وی رسد دم دم مرا ✤ پس ورا بینم چو این شد گم مرا ✤ ہمچو آن کو با تو باشد زشتم ✤ سوے او داری نسوے خود نظر ✤ ہمچنین در گریہ و در نالہ او ✤ میشمردی جرم چندین سالہ او ✤ المعنی رہ کرت و قاعدہ و نغمہ و آہنگ عراق نام پردۂ موسیقی ہشت و چہار دوازدہ مقام موسیقی زیرافگند خورد نام شعبۂ موسیقی اسکے مقابل مین زیرافگن بزرگ بھی ہی فرماتے ہین کہ بوڑھے نے جو یہ بات حضرت عمر سے سُنی کانپنے لگا ہاتھ کاٹتا تھا اور تڑپتا تھا آور چلا چلا کے کہتا تھا کہ ای خداے بے نظیر مین بوڑھا بیچارہ تجھسے شرما کے پانی پانی ہوا جاتا ہون آور جب بہت ہی گریہ اور درد اس کا حد سے گذرا چنگ کو زمین پر مار کے چور چور کر دیا کہ تو ہی میرے اور میرے معبود کے بیچ مین حجاب و پردہ تھا اور تو ہی نے شاہراہ سے میری راہ ماری تونے ستر برس خون میرا بہایا تیرے ہی سبب سے روسیاہی میری کمال سے گذر گئی آے خدا باعطا و باوفا میری عمر جو جفا پر گذری ہی کہ آپ اپنے اوپر جفا کرتا رہا ہون رحم کر تونے مجکو وہ عمر دی تھی کہ جسکے ہر ایک دن کی قیمت جہان بھر مین کوئی نہین جانتا ایسی بے بہا تھی مین نے ایسی عمر بے بہا کو دمبدم یعنے ایک ایک دم زیر و بم مین خرچ کیا اور سب اسی مین پھونک دی آہ کہ یا دراہ جو بمعنی نغمہ کے ہی اور پردہ عشاق سے کہ یہ بھی ایک مقام موسیقی ہی اپنے تلخ وقت فراق کو جو ہنگام مفارقت دنیا کے ہوگا بھول گیا آور وائے تری زیرافگن خوردے کہ یہ بھی ایک شعبہ موسیقی کا ہی میرے دل کا کھیت سوکھ گیا اور دل بھی مرگیا پھر وائے آواز اس ہشت و چہار سے کہ بارہ ہوے اور بارہ سے مراد بارہ مقام موسیقی کہ قافلہ گذر گیا یعنے عمر اسی مین تمام ہوئی اور دن شام ہوا یعنے قریب بشام مرگ جو ظلمت عدم کی ہی ایخدا میری فریاد ہی اس فریاد خواہ سے

جو اسوقت تجھ سے فریاد کر رہا ہی مین کسی سے فریاد نہین چاہتا اسی فریادی کا فریادی ہون اسی نے مجھپر ظلم کیا ہی جو عبارت اپنے ہی نفس سے ہی مین نے جو اپنی داد آپ جہان مین نہ دی اور اپنی کیفیت نہ سمجھی ہمیشہ اپنے اوپر بیداد ہی کرتا رہا اس سبب سے عمر میری مجھسے ستر برس بھاگتی رہی داد اپنی کسی سے نہین پاؤن گا مگر اُسی سے جو میرے ساتھ مجھسے بھی نزدیکتر ہی جیسے سعدی رح کا قول ہی ع دوست نزدیکتر از من بمنست ✦ لیکن جب وہ ایسا نزدیک ہی تو منی مجھ مین کہان سے ہوئی اور جو ہی تو دمبدم اُسی سے ملتی پہونچتی ہی جب یہ کم ہوجاے تو مین اُسکو دیکھون شعر ما بعد مثال ہی کہ جیسے کوئی تیرے ساتھ زر شمار کرے تو تو اُسی کو تکتا ہی اپنے آپ کو نہین دیکھتا اسقدر محو ہو جاتا ہی علے ہذا مین بھی منی سے نکلجاؤن تو تجھی کو دیکھون غرض ایسے ہی وہ پیر چنگی اپنے گریہ اور نالہ مین جرم چندین سالہ گن رہا تھا **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے عمر رفتہ کے فتنہ اور بجاے ہشت چہار کے بست و چہار بھی لکھا ہی اور بجاے داد خود را چون نداد کے داد کس چون من

پھیر دینا عمر رض کا پیر کو مقام گریہ ہستی سے مقام استغراق نیستی کو

قولہ پس عمر گفتش کہ این زاری تو ہست از آزار ہشیاری تو ✦ راہ فانی گشتہ راہ دیگر ست ✦ زانکہ ہشیاری گناہ دیگر ست ✦ ہست ہشیاری زیاد ما مضا ✦ ماضی و مستقبلت پردہ خدا ✦ آتشے در زن بہر دو تا بکے ✦ پرگرہ باشی ازین ہر دو چونے ✦ تا گرہ بانی بود ہمراز نیست ✦ ہمنشین آن لب و آواز نیست ✦ چون بطوف خود بطوفے مرتدی ✦ چون بخانہ آمدے ہم باخودی ✦ ایہ بخبرہات از خبر دہ بخبر ✦ توبہ تو از گناہ تو بتر ✦ ای تو از حال گذشتہ توبہ جو ✦ کے کنی توبہ ازین تو بہ بگو ✦ گاہ بانگ زیر را قبلہ کنی ✦ گاہ گریہ زار را قبلہ زنی ✦ چونکہ فاروق آئنہ اسرار شد ✦ جان پیر از اندرون بیدار شد ✦ بعد ازان او را ازان حالت برند ✦ زاعتذارش سوی استغراق خواند ✦ ہمچو جان بے گریہ و بیندہ شد ✦ جانش رفت و جان دیگر زندہ شد ✦ حیرتے آمد درونش آنزمان ✦ کہ برون شد از زمین و آسمان ✦ المعنی ماضی جو کچھ گذر گیا قبلہ بالضم بوسہ حیرت بالفتح ایک حال پر رہجانا اور یہ دو قسم ہی محمودہ مذمومہ محمودہ معرفت مذمومہ ضلالت مولانا رح فرماتے ہین کہ عمر نے اُس سے کہا کہ یہ زاری تیری ہشیاری کے آزار سے ہی کہ تو ابھی فنا نہین ہوا فانی شدہ کی دوسری راہ ہی اور اُسکے نزدیک ہوشیاری دوسرا گناہ ہی یعنے ایک گناہ تو وہ جسکی زاری کر رہا ہی دوسرا اس ہشیاری کا گناہ اسلیے کہ جب ہوشیاری باقی ہی تو فانی کب ہوا اس ہشیاری کی زاری تو یاد ماضی یعنے زمانہ گذشتہ سے ہی اور حال یہ کہ تیرے واسطے ماضی و مستقبل دونون پردہ ہین خدا تعالے سے جیسا کہ کہا ہی شعر سوجھے نہ ترے عشق مین دن رات پیارے ✦ اپنی تو سحر ہی یہی اور شام یہی ہی ✦ تو ماضی و مستقبل دونون مین آگ لگا کے فنا کر دے کبتک ذکی طرح انسے پرگرہ رہے گا دیکھ فنا مین جبتک گرہین ہوتی ہین ہمراز اور ہمنشین لب و آواز کی نہین ہوتی جبتک تو اپنے طوف کا طائف ہی ای خودی کا گرفتار اہل طریق کے نزدیک مرتد ہی اور جو خانۂ کعبہ مین داخل ہو تب بھی خودی سے جدا نہین جیسا کہ

کما ہی ع کفرست درین مذہب خود بینی و خود رائی ✤ آہی مخاطب جو تجکو خبر دینے والے ہین وہ اصل خبر دینے والے سے بیخبر ہین اور تو جو گناہ سے توبہ کرتا ہی تو یہ تیری گناہ سے بدتر ہی فانی کے درجہ سے یہ غیر ہی فانی کا گناہ کیا اور توبہ کیسی آہی مخاطب یہ ہو تو اپنے حال گذشتہ سے توبہ کا طالب ہی بنا تو اس توبہ سے توبہ کب کریگا اور کب مقام فانی کو پہونچیگا یہ کیسی بات ہی کہ کبھی بانگ زیر کو اپنا قبلہ بناتا ہی یعنے اُسکی طرف متوجہ ہوتا ہی کہ اس سے مستی و وجد پاتا ہی اور کبھی کریزاری نو بوسہ دیتا ہی فانی کو یہ ہوس کہان اب فرماتے ہین کہ جب فاروق نے اس مقام و اسرار کی صورت اپنے آئینۂ دل سے اُس کو دکھائی تو بوڑھے کی جان اندرون سے بیدار ہوگئی پھر اُسکو اُس حالت یعنے مقام اعتذار سے نکال کے مقام استغراق کو پہونچایا بس وہ مثل جان کے بے گریہ و بیخندہ ہوگیا اور یہ جان اُس کی اُس سے جدا ہوگئی جسمین خودی اور گریہ و خندہ کا تعلق تھا اور دوسری جان زندہ ہوئی اب وہ حیرت محمودہ جو معرفت ہی اُس کے دل مین سمائی کہ زمین و آسمان مین جسکی گنجایش نہ تھی ان سے بھی باہر نکلگئی الخلاف شرح بحر العلوم مین اسی تواز حال کی جگہ حال کے ساتھ از نہین لکھا اور بیدار شد کی جگہ بیزار قولہ جستجو ماوراے جستجو ✤ من نمیدانم تو میدانی بگو ✤ حال وقالے ازوراے حال وقال ✤ غرق گشتہ در جمال ذوالجلال ✤ غرقہ نے کہ خلاصی باشدش ✤ یا بجز دریا کسے پوشاندش ✤ عقل جزاز کل پذیرا نیستی ✤ کز تقاضا بر تقاضا میرسد ✤ چون تقاضا بر تقاضا میرسد ✤ موج آن دریا بدیخبا میرسد ✤ چونکہ قصہ حال پیر ایجا رسید ✤ پیر و جانش روے در دریا کشید ✤ پیر دامن را زگفت و گو فشاند ✤ نیم گفتہ در دہان او بماند ✤ از پے این عیش و عشرت ساختن ✤ صد ہزاران جان بباید باختن ✤ در شکار پشۂ جانبازباش ✤ ہمچو خورشید جہان جانبازباش ✤ جانفشان اکنون دخور شید بلند ✤ میشود ہر دم تہی پر میکنند ✤ جانفشان اے آفتاب معنوی ✤ مرجہان کہنہ را بنوی ✤ در وجود آدمی جان و روان ✤ میرسد از غیب چون آب روان ✤ ہر زمان از غیب نو نو میرسد ✤ وز جہان تن برون شو میرسد ✤ المعنی ماورا جو کچھ کسی چیز کے پیچھے ہو اور نیز بمعنی ماسوا دامن فشاندن ترک کرنا نوی تازگی یعنی اب طلب و جستجو اُس پیر کی ماورا ے طلب کے ہوگئی اسی بیرون از حد ایسی کہ مین نہین جانتا جو بیان کرون اگر تو جانتا ہی تو بتا حال قال بھی اُس کا ایسے ہی حال و قال کی حد سے باہر نکل گیا اور جمال ذوالجلال مین ڈوب گیا اور ایسا ڈوبا بھی نہین کہ خلاص ہو جاے یا سوا دریا کے اور کوئی اسکو پہچان سکے ایسا وصل ہوگیا یہ ایک عقل کا جز تھا عقل کل سے جو اُس کی ذات ہی کیسے قابل وصل کے ہوتا اگر اسی کا تقاضا بر تقاضا اور کشش در کشش نہوتی اور اُسی کا تقاضا بر تقاضا اور جذب در جذب یہان پہونچتا ہی جو موج اُس کی کھینچ لے جاتی ہی ورنہ یہ جز اس کل سے کیسے مل سکتا ہی جیسا کہ کہا ہی شعر جا ہتے ہین جس کو بلاتے ہین وہ ✤ شربت دیدار پلاتے ہین وہ ✤ جبکہ قصہ حال پیر یہانتک کا اس حد کو پہونچا پیر اور اُس کی جان دونون اس دریا مین ڈوب گئے اور پیر نے گفتگو ترک کی بلکہ کہی ہوئی بات آدمی مُنہ ہی مین رہگئی آب مقولہ مولانا رح کا ہی ایسی عیش و

عشرت کس کو نصیب ہوتی ہین اگران کے لیے لاکھون جانین کھوے ہوتے ہین آی مخاطب تیری بھنگاسی جان کہلاتی ہی مگر ہی بڑی بلند پرواز تو بھی اسکے شکار مین باز بلند پرواز بن اور مانند خورشید جہان کے جانباز رہ دیکھ تو یہ خورشید جو جانبازی کرتا ہی اور دن رات اُسکی تلاش مین رہتا ہی اس سبب سے ہر دم یہ خالی ہوتا ہی اور ہر دم اسکو نور سے بھر دیتے ہین یہ بھی موافق اُسی مسئلۂ تجدد امثال کے ہی جو اوپر گذرا کہ آدمی ہر وقت مرتا ہی اور ہر وقت جیتا ہی اب کہتے ہین کہ اسی آفتاب معنوی تو بھی جانفشانی کر اور جہان کہنہ کو اپنی تازگی دکھا آیندہ دونون شعرون مین اُسی تجدد امثال کی تائید و تفسیر ہی کہ جان و روان وجود آدمی مین غیب سے مثل آب روان کے چلی آتی ہی اور ہر دم غیب سے نو بنو پہونچتی ہی اور جہان تن سے صد ابرون شوکی آتی ہی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجز دریا کو بخیر اور بجاے عیش و عشرت کے عبرت کہ عبرت و عیش کا ساتھ نہین ہی اور بجاے میشود ہر دم تہی کے نے میشود ٹھیک نہین لکھا ہی

تفسیر اس دعا کی کہ دو فرشتے ہر روز سر بازار ندا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اَعْطِ کُلَّ مُنْفِقٍ خَلَفًا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ کُلَّ مُمْسِکٍ تَلَفًا اور اسکا بیان کہ منفق مجاہد راہ حق کا ہی نہ مسرف راہ ہوا کا معنی حدیث کے بار خدایا ہر منفق سخی کو خلف دے اور ہر ممسک بخیل کو تلف دے خلف کے معنی آیندہ جو اجر عقبی کا ہی اور تلف کے معنی ہلاک و ضائع ہونا

قولہ گفت پیغمبر کہ دائم بہر پند ✤ دو فرشتہ خوش منادی میکنند ✤ کای خدایا منفقان را سیر دار ✤ ہر دم شانرا عوض دہ صد ہزار ✤ ایخدایا ممسکان را در جہان ✤ تو مدہ الا زیان اندر زیان ✤ ایخدایا منفقان را دہ خلف ✤ ایخدایا ممسکان را دہ تلف ✤ منفق و ممسک محل بین بود ✤ چون محل باشد موثر میشود ✤ اے بسا امساک از انفاق بہ ✤ مال حق را جز بامر حق مدہ ✤ تا عوض یابی تو گنج بیکران ✤ تا نباشی از عدو کافران ✤ اشتران قربان ہمیکردند تا ✤ چیرہ گرد د تیغ شان بر مصطفا ✤ امر حق را باز جواز واصلی ✤ امر حق را در نیابد بہر دلی ✤ چون غلامی باغی کو عدل کرد ✤ مال شہ بر باغیان او بذل کرد ✤ طرفہ تر کانراہی پنداشت عدل ✤ کز سخاوت کردہ ام ایثار و بذل ✤ عدل این باغی و دادش پیش شاہ ✤ چہ فزاید دوری و روے سیاہ ✤ در نبی انذار اہل غفلت ست ✤ کانہ انفاقہا شان حسرت ست ✤ **المعنی** ممسک بالضم بخیل منفق خدا کی راہ مین خرچ کرنے والا عداد بکسر شمار ایثار و بذل ہر دو بمعنی بخشش بخل بالضم در فارسی قرآن و صحف و کلام الٰہی مولانا رح کہتے ہین کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہمیشہ لوگون کی نصیحت کیواسطے دو فرشتے اچھے منادی کرتے رہتے ہین کہ آی خدا اپنی راہ کے خرچ کرنے والون کو سیر اور بھرا پورا رکھ ہر دم کے عوض مین اُن کو لاکھ درم دے آورا ی خدا ممسکون کو جہان مین سوا زیان بر زیان کے کچھ مت دے آیخدا منفقون کو خلف دے یعنی اجر

بچے کا اور مسکون کو تلف دے جو ہلاک ومنائع ہوتا ہی یہ شعر گویا ترجمہ حدیث کا ہی جو سرخی مین مرقوم ہی ممسک ہو خواہ منفق دونون موقع دیکھنے سمجھنے والے اچھے ہین اسواسطے کہ جب موقع پر خرچ کیا جاے یا امساک کیا جاے تو وہی موثر ہوتا ہی اکثر ایسا موقع ہوتا ہی کہ وہان امساک اچھا انفاق بُرا ہوتا ہی یعنے مال حق کو سواے حکم حق کے خرچ نکرے اور کسی کو نہ دے کہ ایسے مال کا عوض بیحد تجکو ملیگا اور کافرون مین معدود نہوگا جیسے کافر منتین مانتے تھے اور اونٹ قربان کرتے تھے کہ ہماری تلوار مصطفے پر غالب ہو جاے تو امرحق کو کسی و اصل بخدا سے پوچھ اس لیے کہ ہر دل امرحق کو نہین پاسکتا ہی جیسے ایک غلام باغی کہ اُسنے عدل کیا مال بادشاہ کا باغیون کو بخشدیا اور طرفہ تر یہ کہ اُسکو عدل جانا اور کہتا تھا کہ مین نے سخاوت سے یہ ایثار وبذل کیا ہی اب خیال کرو کہ عدل اس باغی کا اور داد و دہش اس کی بادشاہ کے سامنے کیسی دوری وسیاہی بڑھائیگی کہ اُسکا مال بغاوت سے خرچ کیا اور باغیون کو دیا اور اُس کا عدل وایثار نام رکھا قرآن مجید مین اہل غفلت کا انداز واداد یکھو کہ ان کے انفاق کیسی حسرت کی چیز ہین کما قال اللہ عزوجل اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ بیشک وہ لوگ کہ کافر ہین اپنے مال کو اس بات مین خرچ کرتے ہین کہ باز رکھین لوگون کو راہ خدا سے کہ ایمان ہی سو قریب ہی کہ وہ اُسکو خرچ کرین پس یہ خرچ انکے حق مین حسرت ہوجاے گا اور پھر بھی مغلوب ومنہوب ہونگے **الخلاف** شرح بحرالعلوم مین بجاے امرحق مدہ کے بدہ اور مال شہ کی جگہ شان غلط لکھا ہی

قربانی کرنا سرداران عرب کا بامید قبول کے

قولہ سروران مکہ در حرب رسول ✤ بود شان قربان بامید قبول ✤ بہراین مومن ہمیگوید نیم ✤ در نماز اہدنا الصراط المستقیم ✤ نان درم دادن سخی را لائق ست ✤ جان سپردن خود سخاے عاشق ست ✤ نان دہی از بہر حق نانت دہند ✤ جان دہی از بہر حق جانت دہند ✤ گر بریزد بر گماے این چنار ✤ برگ بے برگیش بخشد کردگار ✤ گر نماند از جود در دست تو مال ✤ کے کند فضل آلہت پامال ✤ ہر کہ کارد کرد انبارش تہی ✤ لیکش اندر مزرعہ باشد بہی ✤ وانکہ در انبار ماند وصرفہ کرد ✤ اسپش و موش وحواد شاش خورد ✤ این جہان نفیست در اثبات جو ✤ صورت صفرست در معنات جو ✤ جان شور و تلخ پیش تیغ بر ✤ جان چون دریاے شیرین را بخر ✤ ورنہ یتانی شدن زین آستان ✤ گوش کن بارے زمن این داستان ✤ المعنی کارد مصانع کاشتن کا ہی مزرعہ کشت بہی خوبی وبہتری صفر مثل و تنگی اسپش بالضم وضم بہاے فارسی وہ کیڑا جو نمدو گندم کو کھاتا ہی صفر قالی یتانی ہی یتوانی فرماتے ہین کہ مکہ کے سردار جو آنحضرت سے لڑتے تھے تو بامید قبول قربانی کرتے تھے کہ آنحضرت پر فتح پائین اسی خوف سے مومن نماز مین خدا تعالے سے مانگتا ہی اور کہتا ہی کہ تو ہمکو سیدھی راہ چلا ہم نہین جانتے کونسی راہ سیدھی ہی نان و درم دنیا سخی کے لائق ہی اور جان دینا اُسکی راہ مین سخاوت عاشق کی ہی پس اگر تو اُس کے واسطے نان دیگا نان پائیگا اور

جو جان دے گا جان پائیگا زمان برگ ریزمین برگ ریزی سے چنار کیسا خالی ہاتھ رہجاتا ہی کردگار اسکو اُس بے برگی مین
بابرگ کردیتا ہی ایسے ہی اگر جود سے تیرے ہاتھ مین مال نہ رہے گا فضل خدا کا تجکو کب پائمال وخوار کریگا مالدار دو قسم ہین
انمین سے جو کوئی کہ بوتا ہی اور انبار اپنا خالی کرتا ہی وہ اپنے بکھیت مین خوبی وبہتری پاتا ہی یعنے دنیا مین بھی اور آخرت مین
کہ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ فرمایا ہی اور جس نے انبار مین چھوڑا اور بخل کیا اُس کو گھن اور چوہون اور زمانہ کے حادثون نے
کھایا کسی نہ کسی طرح ضائع اور برباد ہوا یہ جہان نفی در اثبات ہی اور اثبات اُسکی ذات جو ظاہر ومشہود ہی اور جہان عین
نیست ونابود اگرچہ اہل ظاہر جہان کو ظاہر سمجھتے ہین اور اُس کو پوشیدہ بس تو سب کی نفی کرکے اثبات کو ڈھونڈھ
اور تیرے ہی معنی مین صورت اُس صفر کی ہی جو عدد سے خالی اور قیمت عدد سے مبرا ہی اُسی کا طالب ہو اُس جان شور و
تلخ کو اُس کی تیغ کے نذر کرا اور وہ جان جو مثل دریاے شیرین کے ہی خرید کر اُس جان کو تلخ وشور اس سبب سے کہا کہ
اس کے ساتھ ہزارون رنج وملال دنیا کے لگے ہین اور وہ رنج وملال سے جدا اب اگر تجھسے یہ نہین ہوسکتا ہی کہ اس
آستانہ کا ہو رہے تو لے آ بھلا میری ایک داستان تو سُن لے **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے نان درم کے
آن درم لکھا ہی کہ نہ مشار الیہ کا ٹھکانا نہ معنی کا اور نان درم پر دوسرا شعر گواہ عادل موجود ایسے ہی بجاے معنات
معنیات اور نیستانی کے ٹھکانے نیستوانی کہ وزن نہین ہوتا

قصہ اُس خلیفہ کا جو اپنے عہد مین سخا وکرم سے حاتم پر فائق تھا

قولہ یک خلیفہ بود در ایام پیش ✤ کردہ حاتم را گدائے جود خویش ✤ رایت اکرام وجود افراشتہ ✤ فقر وحاجت از جہان برداشتہ ✤ بحر وکان از بخششش صاف آمدہ ✤ داد او از قاف تا قاف آمدہ ✤ در جہان خاک ابر وآب بود ✤ منظر بخشائش وہاب بود ✤ قبلۂ حاجت در و دروازہ اش ✤ رفتہ در عالم بجود آوازہ اش ✤ از عطایش بحر وکان در زلزلہ ✤
سوے جودش قافلہ بر قافلہ ✤ ہم عجم ہم روم ہم ترک وعرب ✤ ماندہ از جود وسخایش در عجب ✤ آبجیوان بود و
دریاے کرم ✤ زندہ گشتہ ہم عرب زو ہم عجم ✤ اندر ایام چنین سلطان داد ✤ بشنو اکنون داستانے باکشاد ✤ **المعنی**
یعنے اگلے زمانہ مین ایک خلیفہ تھا جسکے جود کا حاتم بھی گدا تھا ایسا جھنڈا داد ودہش کا اُٹھایا تھا کہ فقر وحاجت کو
جہان سے مٹایا تھا بحر وکان دونون اُسکی بخشش سے صاف نہ کچھ اُسمین رہا تھا نہ کچھ اسمین اور قاف سے قاف تک
بخشش اُسکی پھیلی تھی اُس جہان خاک مین گویا وہ ابر وآب تھا اور آب وابر کسکا منظر بخششون وہاب کا تھا جنکی کچھ
حد ونہایت نہین اُسکا دروازہ قبلۂ حاجت تھا جہان سے حاجت روایان ہوتی ہین اور سارے جہان مین شہرت اُس کے
جود کی پھیلی ہوئی تھی اُسکی عطاسے بحر وکان لرزتے تھے کہ جانے کیا ہمسے طلب کرے جو ہم نہ دے سکین یا ہمین کو
نہ بخشدے اور قافلے کے قافلے اُسکے جود کے پاس چلے آتے تھے کان وبحر کا زلزلہ یہ کہ پہاڑون مین اکثر زلزلہ
رہتا ہی اور کان بھی پہاڑ مین ہوتی ہی اور دریا کا زلزلہ جنبش آب سے ظاہر عجم اور روم اور ترک اور عرب سب اُس کے

جود وسخا سے حیران تھے کہ ایسا نہ دیکھا نہ سُنا گویا دریا اُس کے کرم کا آبجیات تھا جس سے عرب بھی اور عجم بھی سب زندہ ہوگئے ایسے بادشاہ داد دہش والے کے زمانہ کی اب ایک داستان باکشاد مجھسے سُن کہ تیرا دل بھی کشادہ اور فراخ ہوجاے **الخلاف** بحر العلوم مین بجاے حاجت کے حاجات موزون نہین ہی

قصہ ایک اعرابی محتاج کا اور بیان اُسکی عورت کا نسبت قلت معاش کے

قولہ یک شب اعرابی زنے مر شوے را ✤ گفت واز حد بردگفت وگوے را ✤ کین ہمہ فقر وجفا ما می کشیم ✤ جملہ عالم در خوشی ما تا خوشیم ✤ نان مان بے نانخورش ما در شک ✤ کوزہ مان بے آب ومان از دیدہ اشک ✤ جامۂ ما روز تاب آفتاب ✤ شب نمالین ولحاف از ماہتاب ✤ قرص مہ را قرص نان پنداشتہ ✤ دست سوے آسمان برداشتہ ✤ تنگ در ویشان زدرویشی ما ✤ روز وشب از رزق اندیشی ما ✤ خویش وبیگانہ شدہ ازمان رمان ✤ بر مثال سامری از مردمان ✤ گر بنخواہم از کسے کیشت نسک ✤ مرمرا گوید خمش کن مرگ وجسک ✤ مرعرب را فخر وعزست وعطا ✤ در عرب ما ہیچ واندر خط خطا ✤ چہ غزا ما بے غذا خود کشتہ ایم ✤ ما بہ تیغ فقر بے سر گشتہ ایم ✤ شب بخفتم روز باشد ہیچ نہ ✤ در درون جز سوز ہیچ ہیچ نہ ✤ چہ خطا ما بے خطا در آتشیم ✤ چہ نوا ما در دو غم رامفرشیم ✤ چہ عطا ما برگدائی بے تمیز ✤ مرگس را در ہوا رگ میز نیم ✤ گر کسے مہمان رسد گر من منم ✤ گر بجہد دلقش از تن برکنم ✤ زین نظر زین ماجرا وگفتگو ✤ بُرد از حد عبارت پیش شو ✤ کز عنا وفقر ما گشتیم خوار ✤ سوختیم از اضطراب واضطرار ✤ تا کجے ما اینچنین خواری کشیم ✤ غرقہ اندر بحر شر ف آتشیم ✤ تا کہ از روزی در آید میہمان ✤ شر مساری ہا بریم از وے بجان ✤ لیک چون مہمان در آید بے ثبوت ✤ وانگہ کفش میہمان سازیم قوت ✤ المعنی نسک بالفتح عدس جسک بالفتح رنج وبلا مفرش بستر اوبستران ایک رات ایک اعرابی کی عورت نے شوہر سے کہا اور حد سے باہر گفتگو لے گئی کہ اسقدر محتاجی اور جفائین ہم اُٹھاتے ہین دیکھو سب لوگ خوش ہین ایک ہمین ناخوش ہین روٹی ہماری روکھی بے سالن کے اور ہم در درتنگ ہین کوزہ ہمارا آب سے خالی اور ہماری آنکھون سے آنسو جاری کپڑے ہمارے دن مین تاب آفتاب یعنے دھوپ رات کا اوڑھنا بچھونا صرف چاندنی ہمنے چاند کے قرص ہی کو قرص نان جانا اور آسمان کی طرف ہاتھ ہی پھیلائے رہے محتاجون کو بھی ہماری محتاجی سے ننگ ہی کہ انسا کوئی بدروزی نہین رات دن ان کو رزق ہی کا سبق ہی اپنے بیگانے سب سے بھاگتے ہین جیسے سامری سے لوگ بھاگتے تھے اور سامری سامرہ کا رہنے والا تھا اس نے ایک بچھڑا سونے کا ڈھالا اور حضرت جبریل کے قدم کی خاک اُسکے مُنھ مین ڈالدی تھی کہ گاے کی سی آواز کرتا تھا جب حضرت موسیٰ حضرت ہارون کو خلیفہ کرکے کوہ طور چلے گئے اسنے بنی اسرائیل سے پرستش شروع کرادی حضرت ہارون کا کسی نے کہنا نمانا جب حضرت موسیٰ آئے بڑے غضبناک ہوے اور اس کو بددعا کی کہ تو جنگل مین مارا مارا پھریگا جو کوئی تجھکو مساس کریگا تو بھی اور وہ بھی دونون تپ مین گرفتار ہوجاؤگے اُس سبب سے یہ جنگل مین رہتا تھا

اور جو کوئی پاس جاتا تھا اُس سے لامساس کہتا تھا یعنے مجکو مت چھونا بس وہ عورت کہتی ہی کہ یہی حال ہمارا ہی کہ کوئی ہمارے پاس آتا ہی نہ ہمکو آنے دیتا ہی اگر ہم کسی سے مٹھی بھر مسور مانگتے ہین تو ہمسے کہتا ہی کہ چپ اے مرگ رنج و بلا سارے عرب کو فخر ہی اور عزت و عطا ہی سب مین ہم ایسے ہین جیسے خطا مین خط کہ جہان غلطی و خطا ہوتی ہی اُسپر خط کر کے رد کر دیتے ہین ایسے ہی ہم بھی خط کشیدہ ہین مردود اور پھینکے ہوے کسکی غزا کون کفار سے لڑے ہم بے غذا کے خود مردار ہورہے ہین ہمارا تو تیغ فقر نے خود ہی سر اُڑا دیا ہی رات کو صبر کر کے سو رہتے ہین کہ دن مین کچھ ملجاے گا جب دن ہوا تو کچھ بھی نہین وہی سوز درونی ہیچ آسودہ ہوا ہماری خطا کیا ہی بخطا ہم کیون آتش فاقہ مین جلتے ہین اور توشہ کسکا ہم خود درد و غم کے توشہ دان ہین یعنے پیٹا رو غیرہ ہم کسی کے ساتھ عطا کیا کرین ہمتو خود گدائی مین منڈھے ہوے ہین ہمتو اُرنی مکھی کی رگ چیرتے ہین کہ شاید خون نکلے تو اُسی کو چوس لین سوا اُرنی کی رگ چیرنا اور رگ سے خون نکلنا دونون غیر ممکن خدا کرے کوئی مہمان آجاے جب تو مین سوتے ہین اُسکی گدڑی نہ اُتارلون اس طرح اور اس ماجرا کی گفتگو حد عبارت سے زیادہ شوہر کے سامنے اُس نے کی اور گدڑی اسلیے اُتارلون کہ ہمتو رنج و محتاجی سے خوار ہوگئے اور اضطراب و اضطرار مین جلگئے کبتک یہ خواری اُٹھائین اور کبتک اس بحر عمیق آتش محتاجی مین ڈوبے رہین اگر اتفاقاً کوئی مہمان آجاے تو کیسی شرمساری اُس سے ہماری جان کو ہوے لیکن یہ ضرور ہی کہ بے ثبوت اُسی کی جو تیان ہیچ کے ہم اُس کا قوت کرین کچھ خیال نکرین کہ غیر ہی یا اپنا ہی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین روز تاب کی جگہ روز قیامت لکھا ہی جو موزون نہین ایسے ہی رزق اندیشی کے بجاے روزی غزا ست کے نکلے ہست

مغرور ہونا مریدون محتاج کا اور تشبیہہ ساتھ مدعیون مکار کے اور انکو شیخ واصل جاننا اور نقد کو نقل نجاننا اور نہ معلوم کرنا

قولہ بہر این گفتند دانایان فن ✤ میہمان محسنان باید شدن ✤ تو مریدو میہمان آنکسی ✤ کو ستاند حاصلت را رائگی ✤ نیست چیرہ چون ترا چیرہ کند ✤ نور ندہد مر ترا تیرہ کند ✤ چون ورا نوری نبد اندر قران ✤ نور کے یابند ازو در دیگران ✤ ہمچو اعشی گر کند دارو ے چشم ✤ چہ کشد در دیدہا الا کہ پشم ✤ حال ما اینست در فقر و فنا ✤ ہیچ مہمان را مکن معذور ما ✤ قحط دہ سال ار ندیدی در صور ✤ چشمہا بگشا و اندر ما نگر ✤ ظاہر ما چون درون مدعی ✤ درد لش فعلت زبان شعشعے ✤ از خدا نے بوے او رانی اثر ✤ دعویش افزون ز شیث و بوالبشر ✤ دیو نمودہ دراہم نفس خویش ✤ او بیگوید زاد الیوم بیش ✤ حرف درویشان بدزدیدہ بسے ✤ تا گمان آید کہ ہست او خود کسے ✤ حرف درویشان بدزد مرد دون ✤ تا بخواند بر سلیمے این فسون ✤ خوردہ گیرد در سخن بر بایزید ✤ تنگ دارد از درون او بزید ✤ ہر کہ داند مر ورا چون بایزید ✤ او ز حشر حشتر گردد بایزید ✤ مینوا از نان و خوان آسمان ✤ پیش او نندا خت حق یک استوان ✤ او ندا کردہ کہ خوان بنہادہ ام ✤ نائب ختم خلیفہ زادہ ام ✤ الصلا سادہ دلان ہیچ ہیچ ✤ تا خورید از خوان جودم ہیچ ہیچ ✤ سالہا بر وعدۂ فردا کسان ✤

کرد آن در گشته فردا نار سان ❊ دیر ہا باید کہ سر آدمی ❊ آشکارا گردد از بیشی کمی ❊ زیر دیوار ہدن گنجیست با خفاء ہست
قد از ہ اژدہا چونکہ پیدا گشت کان چیزے بنود ❊ عمر طالب رفتہ آگاہی چہ سود ہا المعنی پیرہ بیاے معروف غالب و
شجاع اعمش وہ شخص جسکی آنکھون سے پانی بہتا رہے یشم نام سنگ قیمتی مائل بسبزی شعشعہ بالفتح وشین دوم نیز مفتح
روشنی آفتاب شیث نام پیغمبر پسر آدم علیہ السلام بایزید نام اولیا یزید نام پسر معاویہ جس نے حضرت امام حسین کو
قتل کرایا صلا آواز طعام والغام فرماتے ہین کہ جو لوگ دانا و واقف اس فن کے ہین انھون نے اسی سبب سے
کہ وہ عورت اعرابی کی جو تیان مہمانون کی تاکتی تھی کہا ہی کہ مہمان محسنون کا ہونا چاہیے آور تیرا یہ حال کہ تو مرید
و مہمان ایسے شخص کا کہ وہ تیرا حاصل تجھسے اپنے خسیس پنے کی عادت سے لیلے و وہ خس خود غالب وچیرہ نہین ہی
پھر تجکو کیسے غالب بنائے اُس سے تجکو ہرگز نور حاصل نہین ہوگا وہ اور بھی تیرہ و تاریک کردے گا جب قرآن سے خود
اُسی کے واسطے نور نہین ہی تو اور لوگ اُس سے نور کب پائین گے بمصداق وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ
جس کے واسطے اللہ نے نور نہین ٹھہرایا ہی اُسکو نور نہین ہی وہ ایسا ہی جیسے اعشی دُھلکے کی بیماری والا کہ اگر اپنی آنکھ
کا علاج کرے گا تو سواے یشم کے اور آنکھ مین کیا لگاے گا اسواسطے کہ زیادہ اس سے تو وہ جانتا ہی نہین نہ کچھ اُسکو نصیب
ہوا بس ہمارا تو فقر و فنا سے یہ حال ہی جو ہمنے جتا دیا ہی مخاطب تو کسی کو ہمارا مہمان مت بنا اور ہمکو معذور مت کر ہم تو
اس معاملہ مین ایسے محتاج ہین کہ اگر دہ سالہ قحط کی کسی نے صورت نہ دیکھی ہو تو آنکھین کھولے اور ہمکو دیکھ لے
ظاہر ہمارا ایسا ہی جیسے درون مدعی کا تیرہ و تاریک اور دل مین اُس کے ظلمت اور زبان ایسی جیسے روشنی آفتاب
کی پر فروغ خدا سے اُسمین نہ بونہ اثر اور دعوی شیث و ابوالبشر سے بڑھکر کہ اُن سے زیادہ ہین یہ شر و آیندہ سب
صفات مدعی مین ہین ایسے شیطان جنسے شیطان بھاگے کبھی اُن کو اپنے آپ کو نہ دکھائے اور یہ کہین کہ ہم ابدال
سے زیادہ ہین شیطان ہمارے پاس کیسے آئے فقیرون کی باتین ادھر اُدھر سے اُڑا لین تو لوگ گمان کرین
کہ یہ بھی کوئی ہین یہ کمینے اسی واسطے تو فقیرون کی باتین چُراتے ہین کہ لوگون پر ان باتون کا افسون پھونکین
اور سادہ دل ہمارے مطیع ہو جائین ایسے خود بین کہ گفت و کلام مین بایزید کی عیب گیری کرین اور باطن کا یہ
حال کہ جس سے یزید کو ننگ و عار ہوا ور ہی یہ کہ جو کوئی اُن کو بایزید جانے اُسکا حشر محشر کے دن یزید کے ساتھ ہو
قان وخوان آسمان سے محض بے برگ و نوا حق تعالے نے ایک ہڈی بھی انکے سامنے نہ ڈالی اور اپنے در کا کتا بھی
نہ سمجھا آور قول اُس مدعی کا یہ کہ مین نے خوان لگایا ہی اور مین نائب خدا کا ہون اور خلیفہ زادہ ہون آور
بُلاتے ہین کہ اے سادہ دلو بیچ بیچ آؤ اور ہمارے خوان جود سے سیر ہوکے کھاؤ حال آنکہ وہ بیچ ہی بیچ ہی واقع مین
کچھ بھی نہین ہر کسی سے وعدہ فردا کا کرتے ہین اور برسون اپنے دروازہ کے گرد پھراتے ہین اور وہ فردا کو نہین
پہونچتا آے مخاطب مدتین چاہیین تب کہین آدمی کا بید بیشی و کمی سے کھلتا ہی آور برسون نہین معلوم ہوتا

کہ اس بدن کی دیوار تلے کوئی خزانہ دبا ہوا ہی یا خانہ کسی پرانے سانپ کا ہی یا کسی تازہ اژدہے کا اور جسوقت مین یہ بات ظاہر ہوئی کہ خزانہ نہین دبا ہی بلکہ مار و اژدہا ہی اور طالب کی عمر گذر گئی تو اُسوقت مین اس علم و آگاہی سے کیا فائدہ اور کیا نتیجہ **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے از خسے اوخسے اور فقر و فنا کی جگہ عنا و یو ننمودہ کو

دلو تمودہ اور از مسون کو او مسون تنگ دار کو تنگ

اس بیان مین کہ بہت کم ہوتا ہی کہ کوئی مرید مدعی مزورین اعتقاد کرے سچ کے ساتھ اور اُس مقام پر پہونچے کہ اُسکے پیر نے خواب مین نہ دیکھا ہوا اور آب و آتش اُسکو گزند نہ پہونچائین اور شیخ کو پہونچائین

قولہ لیک نادر طالب آید کز فروغ ✦ درحق او نافع آید آن دروغ ✦ او بصدق نیک خود جاے رسد ✦ گرچہ جان پنداشت آن آمد جسد ✦ چون تحری در دل شب قبلہ را ✦ قبلہ نے وان نماز او را روا ✦ مدعی را قحط جان اندر سرست ✦ لیک مارا قحط نان پر ظاہرست ✦ مرورا رو مینماید حالہا ✦ کہ ندید آن ہیچ شیخش سالہا ✦ ما چرا چون مدعی پنہان کنیم ✦ ہزار موس مزور جان کنیم ✦ **المعنی** تحری قصد قبلہ کی طرف کرنا مزور مکار یعنے ایسا بہت کم ہوتا ہی کہ کوئی طالب صادق ہو اور اس مدعی کا دروغ و زور اُسکو نافع ہوا اور فروغ بخشے اگر نافع ہوتا ہی تو وہ اپنے صدق نیک کی برکت سے ٹھکانے جا لگتا ہی نہ اس مدعی کی سعی سے گو اُس نے اُسکو جان جانا تھا اور یہ جسد نکلا جیسے کوئی اندھیری رات مین بسبب عدم شناخت قبلہ کے بقصد قبلہ کسی طرف کو نیت کرے اور قبلہ اُدھر نہین بھی ہو لیکن نماز اُسکی جائز ہوگی مدعی کے سر مین تو قحط جان کا ہی کہ خالی از جان ہی لیکن ہمکو قحط روٹی کا ہی اُسنے روٹیان کھا کے جان کھوئی ہی ہمنے روٹیان کھو کے جان پائی اُس طالب صادق کو وہ حال نظر آتے ہین کہ کسی شیخ نے برسون نہ دیکھے ہون ہم کیون مدعی کی طرح آپ کو چھپائین اور واسطے آبرو مکر کے جان کنی کرین کہ ریا کا نتیجہ ویل ہی جیسا کہ فرمایا ہی یُرَاؤُنَ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ یعنے ویل ہی اُن لوگون کو جو ریا کارین اور باز رکھتے ہین حاجت کی چیزون سے حاجتمندون کو

صبر فرمانا اُس اعرابی کا اپنی عورت کو

قولہ شوے گفتش چند جوئی دخل و کشت ✦ خود چہ ماند از عمر افزون ترگذشت ✦ عاقل اندر بیش و نقصان نگرد ✦ زانکہ ہر دو ہمچو سیلے بگذرد ✦ خواہ صاف و خواہ سیل تیرہ رو ✦ چون نے باید دے از وے گو ✦ اندرین عالم ہزاران جانور ✦ میزنند خوش عیش بے زیر و زبر ✦ شکر میگوید خدارا فاختہ ✦ بر درخت و برگ شب ناساختہ ✦ حمد میگوید خدارا عندلیب ✦ کاعتمادِ رزق برتست اے مجیب ✦ باز دست شاہ را کردہ نوید ✦ از ہمہ مردار بریدہ امید ✦ ہمچنین از پیشہ گیری تا بہ پیل ✦ شد عیال اللہ حق نعم العیل ✦ نخوت و دعوی و کبر و ترہات ✦ دور کن از دل کہ تا یابی نجات ✦ ابنہہ غمہا کہ اندر سینہ ہاست ✦ از غبار گرد بادبود ماست ✦ این غمان بیخ کن چون داس ہا ✦ اینچنین کن آنچنان و سواس ما ست ✦ وانکہ ہر رنجی ز مردن پارہ ایست ✦ جزو مرگ از خود بر گرفتن راہ ایست

چون زجزو مرگ نتوانی گریخت ✦ وانکه گلشن بر سرت خواهند ریخت ✦ جزو مرگ ار گشت شیرین مرترا ✦ وانکه شیرین میکند گل راخدا ✦ المعنی سهیل عیالدار شربات بضم وتشدید راسهنای باطل لهو آمیز گرد باد هندی بگولا گمان بفتح غمناک فرماتے ہین کہ شوہر نے اپنی عورت سے کہا کہ کہانتک آمدنی وغلہ وغیرہ کی طلب وتلاش کریگی بہت گئی تھوڑی رہگئی اتنی سی عمر کے لیے کیون ایسی ہوس کرتی ہی عقلمند کمی بیشی کو نہین دیکھتا ہی یہ دونون مثل اُبلے کے گذر جاتے ہین اگر صاف ہی جب اور تیرہ ہی جب دونون کو برابر ہی دم بھر نہین ٹھہرتے پھر اس بیشی کمی کا ذکر ہی کیا اس جہان مین ہزارون جانورمین کیسی خوش عیشی سے زندگی کرتے ہین کہ ذرا لوٹ پوٹ اُنکے دل مین نہین ہوتی دیکھو تو فاختہ کیسی درخت پر بیٹھے کے تنکر خدا کا کرتی ہی کچھ بھی سامان شب کا اُسکے پاس ہوتا ہی بلبل اُسی کی حمد مین مشغوف ہی اور کہتی ہی اے مجیب اعتماد رزق کا تجھی پر ہی باز نے بادشاہ کے ہاتھ سے پانی کی جو نوید خدا تعالے سے پالی ہی تمامی مردار سے امید قطع کرکے اُسی پر قانع ہی ایسے ہی مچھر سے لے کے ہاتھی تک یعنے ادنے سے اعلے تک سب عیال خدا کے ہین اور کیسے اچھے عیال دار کے عیال ہین جو بے نظیر وبے بہتا ہی تو اپنے دل سے نخوت اور یہ بیہودہ باتین دور کر کہ اسی مین نجات ہی یہ جو اس قسم کے غم ہمارے سینون مین بھرے ہین خوب جان لے کہ یہ بگولا جو ہماری بود بے بود کا ہی اسکے غبار سے ہین یہ غمناکی کہ ہماری جڑ کھودنے والی ہی ایسی ہی جیسے ہنسیہ کہ بیج کٹنی ہماری کرتی ہی اور ایسا کرا ور ویسا کر یہ سب ہمارے وسواس ہین اسسے کچھ نہین ہوتا اور خوب سمجھ لے کہ مرنے کا ایسا بڑا رنج ایک پیش ہی جسکے یہ جملہ رنج ایک پارہ ہین اگر تجھکو کوئی تدبیر آتی ہی تو اس جزو وپارۂ مرگ کو آپ سے دور کر اگر مرگ کے اس جزو سے آپکو نہین بچا سکیگی تو جان لے کہ سب کا سب تیرے سر پر اوندھا دیگی اور اس جزویات سے بچنے مین کل کا بچاؤ ہی کیونکہ مصداق موتوا قبل ان تموتوا کے ہو جائیگی اور جب یہ جزو مرگ کے تجھپر شیرین ہو جائین گے تو جان لے کل بھی اُسکا خدا کے فضل سے شیرین ہو جائے گا الخلاف شرح بحر العلوم مین چند جوی کو خوبے اور بیش کو پیش تنگر کو بنگر دیا بی کو پا بی گلبش کو گلشن ارکشت کو از کشت کل کو گل بکاف عجمی غلط لکھا ہی قولہ درد ہا از مرگ می آمد رسول ✦ از رسولش رو نگردان اے فضول ✦ ہر کہ شیرین زیست آخر تلخ مرد ✦ ہر کہ اوتن را پرستد جان نبرد ✦ گو سفندان را ز صحرا می کشند ✦ آنکہ فربہ تر مرا ورا میکشند ✦ شب گذشت وصبح آمد اے قمر ✦ چند گیری این فسانہ را ز سر ✦ تو جوان بودی وقانع تر بدی ✦ زر طلب گشتی خود اول زر بدی ✦ زر بدی پر میوہ چون کاسد شدی ✦ وقت میوہ پختنت فاسد شدی ✦ میوہ ات باید کہ شیرین تر شود ✦ چون رسن تابان نہ واپس تر رود ✦ جنت ما ای بجنت باید ہم صفت ✦ تا برآید کارہا بامصلحت ✦ جنت باید بر مثال ہمدگر ✦ درد وجنت کفش وموزہ در نگر ✦ گر یکے کفش از دو تنگ آید بپا ✦ ہر دو خفتش کار ناید مرترا ✦ جنت گر یک خرد وآن دیگر بزرگ ✦ جنت شیر بیشہ دیدی ہیچ گرگ ✦ راست ناید بر شتر جنت جوال ✦ آن یکے خالی وآن یک مال مال ✦ من روم سوے قناعت دل قوی ✦ تو چرا سوے شناعت میروی ✦ مرد قانع از سر اخلاص سوزد ✦ زین نسق میگفت بازن تا بروزد ✦ المعنی جوال بضم ہندی

گون شناعت بفتح زشتی و بدی جتنے در دنا زل ہوتے ہین سب مرگ کے رسول ہین سب کو قبول کرنے منہمت پھیرے
کہ یہ فضول ہی بس فضول مت بن جو اس دنیا مین شیرین اور بعیش وعشرت جیا آخر تلخ مرا اور جس نے تن کی پرستش کی
اچھے اچھے لقمے کھلائے جیسے کہ یہ مانگتا رہتا ہی اُس نے جان کھوئی جان نے ساتھ نہ لے گیا دیکھ بکریون کو جنگل سے
نکالتے ہین جسکو موٹا پاتے ہین اُسی کو ذبح کرتے ہین آہ میرے گھر کی قمر رات گذر گئی صبح ہوئی جو مراد جوانی و پیری سے
ہی تو کب تک اس قصہ کو نئے سرے شروع کرتی رہیگی جسوقت تو جوان تھی تو بڑی قانع تھی اب تو زر طلب ہوگئی حالانکہ
پہلے خود زر تھی جسکی ہندی ہی سونا سی تو ایک پریمیوہ درخت انگور کی تھی کیسی کھوٹی ہوگئی اور جب وقت میوہ پکنے کا
آیا تو فاسد ہوگئی جیسے میوے مین فساد پیدا ہوجاتے ہین چاہیے تو یہ تھا کہ اسوقت مین میوہ تیرا نہایت شیرین ہوتا کہ
عین پختگی کا وقت ہی سو رسی کی طرح پیچھے کیون سرکنے لگا جیسے رسّی بٹتے جاتے ہین اوپیچھے کو سرکاتے جاتے ہین
تو تو میری جنت ہی اور جنت کو ہم صفت ہونا چاہیے جب سارے کام مصلحت کے ساتھ ہوتے ہین جنت کو مثل
ایک دوسرے کے ہونا چاہیے دیکھ تو کفش و موزہ جو دونون ایک سے نہین ہوتے تو اُنکی درد و تکلیف کو تو ہی خیال کر
کیسی ہوتی ہی اگر دونون جوتیون سے ایک تیرے پاؤن مین تنگ آئیگی دونون بیکار ہوجائینگی جفت مین سے ایک
خرد ہو ایک بزرگ ہو تو کیسے بنے یہ جزا اسکی محذوف ہی کسواسطے کہ شیر بیشہ کا جفت گرگ نہین ہوسکتا اور سُن اونٹ کی
گون اونٹ پر ٹھیک کبھی نہین ہوگی اگر ایک خالی ہوگی اور ایک بھری اللہ اللہ مولانا رح کیسی نظیرین لکھتے ہین الحاصل
وہ اعوانی کہتا ہی کہ تو میری متضاد کیون بنتی ہی کہ مین قناعت کی طرف جاتا ہون تو بدی و زشتی کی طرف جاتی ہی
اور ایسے ہی وہ قانع اخلاص و سوز کے ساتھ رات بھر عورت کو صبح تک کہتا رہا **الخلاف** شرح مذکور مین بجاے
ای ترکے ای تر اور تو جوان کی جگہ نوجوان اور تر کو لکھا نام اُس عورت کا اور مین نے قلی مین قمر پایا اُس کو انتخاب کیا

نصیحت زن کی شوہر کو کہ اپنے چلن اور ٹھکانے سے بڑھکے بات مت کہہ کہ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ
یہ باتین تیری اگرچہ سچ ہین لیکن یہ مقام تیرا نہین ہی اور بات اپنے مقام سے بڑھکے کہنا نقصان
کی بات ہی کہ وہ نقصان کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ ہی معنی دونون آیتون کے کیون کہتے ہو وہ بات
جو نہین کرتے یہ بہت بڑا گناہ خدا کے نزدیک ہی کہنا اور نہ کرنا

قولہ زن بروز وہانگ کا ہی ناموس خویش ✤ من فسون تو نخواہم خورد بیش ✤ ترہات از دعوی و دعوت مگو ✤ رو سخن
از کبر و از نخوت مگو ✤ چند حرف طمطراق کار و بار ✤ حال کار خود ببین و شرم دار ✤ نخوت و دعوی و کبر و ترہات ✤
دور کن از دل کہ تا یابی نجات ✤ کبر زشت و از گدایان زشت تر ✤ روز سرد و برف و انگبہ جامہ تر ✤ چند دعوے
و دم باد بروت ✤ ای ترا خانہ چو بیت عنکبوت ✤ از قناعت کے تو جان افروختی ✤ از قناعتہا تو نام آموختی ✤
گفت پیغمبر قناعت نیست گنج ✤ گنج را تو وا نیدانی ز رنج ✤ این قناعت چیست جز گنج روان ✤ تو مزن لات الیم و رنج روان ✤

تو مخوانم جنت و کمتر زن بغل ✤ جنت انصافم نیم جنت دغل ✤ چون قدم باشاه بابک میزنی ✤ در هوا چون پشه را
رگ میزنی ✤ باسگان براستخوان در چالشی ✤ چون نۍ اشکم تهی در نالشی ✤ سوی من منگر بخواری سست
سست ✤ تا نگویم اینچه در رگهای تست ✤ عقل خود را از من افزون دیده ✤ مر من کم عقل را چون دیده ✤ هیچ
گرگ زشت اندر مانجه ✤ ای زنگ عقل تو بے عقل به ✤ المعنی دعوت بالفتح کسی کو کهانے کے واسطے بلانا و بالکسر
نسب مین دعوی کرنا مطلق بضم هر دو طاکر و فروشان و تجمل با دبروت هندی اس کی مونچهون کو تاؤ دینا
بابک نام پادشاه که نانا اردشیر کا تها چالش حمله تجمه نهی هی جیدن سے شوهر کی گفتگو سن کے عورت نے اسکو للکارا
که ای ناموس کیش لیفے لوگون سے چشم داشت آبرو کی رکهنا یهی تیرا دین هی اب مین زیاده تیرے داو مین نهین
آؤن گی یه باطل و لغو باتین اپنے هر دعوی اور دعوی نسب کی مت کر بایه غرور و نخوت چهوڑ ایسے کر و فر اور
شان و تجمل اپنے فعل و عمل کے کها تک جتاے گا ذرا اپنے حال کو دیکهکے تو شرما یه غرور و دعوی اور لغو و لهو چهوڑ اور
دل کو انسے الگ کر تو نجات پائے گا بروبسی هی بری چیز هی نه که فقیر اور کبر که از حد برا هی جیسے جاڑا اور برف هی اور کپڑے بهیگے
هوے یه تیرا دعوے اور مونچهون کو تاؤ دینا کهانتک گهر تو تیرا ایسا هی جیسے مکڑی کا گهر جسکو اوهن البیوت بیت العنکبوت
کها هی یعنے سست ترین گهروان کا گهر مکڑی کا هی تو نے قناعت سے اپنی جان کو کب سے افروخته کیا تو نے تو قناعت
کا نام سیکها هی حضرت پیغمبر نے کها هی که قناعت ایک گنج هی سو اهل گنج همیشه خوش و خرم رهتے هین تجکو مین سو رنج کے
دیکهتی هی نهین پهر گنج تیرا کهان هی جب قناعت سو ارگنج روان کے نهین هی تو تو قناعت کی شیخی مت مار تو کیسا قناعت والا
هی جو غم و رنج جان کا هی تو تجکو اپنا جفت مت کها اور بهت بغلین مت بجا مین جفت انصاف کی هون جفت کهوٹے دغاباز
کی نهین هون تو کیسے شاه بابک کا همقدم اور برابر زئی بنتا هی جب هوا مین پشه کی رگ کهولتا هی که مراد کمال
ناداری سے هی تو تو کتون پر هڈی کے واسطے حمله کرتا هی اور نۍ کے مثل خالی پیٹ سے فریاد و نالہ میری طرف
خواری کے ساتهه سست سست نگاه سے مت دیکهے ایسا نهو که تیری رگ رگ مین جو بهرا هی اسکو
کهول دون تو نے اپنی عقل کو مجهسے بڑهکے سمجها هی پهر تو نے مجهسی کم عقل کو کیون دیکهه رکها هی اب تو مجهپر گرگ بد
کیطرح مت جهپٹ اور مت دبا یه عقل جو تجکو هی ایسی بری ننگ کی چیز هی که اس سے بیعقل اچها الخلاف شرح بحر العلوم
مین بجاے مانجه ماجه کی شکل کچهه لکها هی قوله چونکه عقل تو عتیله مردمست ✤ آن نه عقل ست آن که مار و کژدم ست ✤ خصم
خلیم و مکر تو الله باد ✤ دست مکر تو زما کوتاه باد ✤ هم تو مارے هم فسونگر ای عجب ✤ مار گیر و مارے ای ننگ عرب ✤ زاغ اگر
زشتی خود بشناختی ✤ همچو برف از رنج و غم بگداختی ✤ مرد افسونگر بخواند چون عدو ✤ او فسون بر مار مار افسون برو
گر نبودی دام او افسون مار ✤ کی فسون مار را گشتی شکار ✤ مرد افسون گر ز حرص کسب و کار ✤ در نیابد آن زمان افسون مار
مار گوید ای فسونگر این و هین ✤ آن خود دیدی فسون ما ببین ✤ تو بنام حق فرو خوانی مرا ✤ تا کنی رسوای شور و شر مرا ✤

نام حقم بست بے آن رائے تو ✤ نام حق را دام کردی وائے تو ✤ نام حق بستا نداز تو داد من ✤ من بنام حق سپردم جان وتن ✤ یا بزخم من رگ جانت برد ✤ یا ترا چون من بزندانی برد ✤ زن ازینگونہ خشن گفتار ہا ✤ خواند بر شوی خود آنظو مار ہا ✤ المعنی عقیلہ سردار قوم وبرگزیدہ ورسن وپائے بند خصم بالفتح دشمن ومالک وصاحب خشن ہر چیز سخت ودرشت عورت کہتی ہی کہ جب عقل تیری عقیلہ یعنے رسی ودھنکنا لوگوں کی ہی کہ کسی کو چلنے نہین دیتی تو وہ عقل نہین ہی مار وکژدم ہی جنکو دیکھکے لوگ رک جاتے ہین تیرے ظلم ومکر کا مالک ودشمن اللہ ہوا ور تیرے مکر کا ہاتھ جسے کوتاہ ہو تو سانپ بھی ہی اور بچھو بھی اور مار گیہ بھی اور مار بھی پس اے ننگ عرب تجھسا اور کون ہی تو اپنے آپ کو نہین جانتا جیسے کوا اپنی بدرائی نہین پہچانتا اگر پہچانتا تو مثل برف کے رنج وغم سے گل جاتا تیرا وہ حال ہی جیسے افسونگر دشمن کے مانند مار پر افسون پھونکتا ہی اور مار اُسپر افسون پھونکتا ہی مار کا افسون وہی پھنکار اُسکی کہ مثل آواز افسونگر کے ہی جو چھوڑنے کے وقت نکلتی ہی مگر مار کا افسون اس افسونگر کا دام ہی اگر دام نہوتا تو یہ افسونگر افسون مار کا کیونکر کیون ہوتا اور کیون اس مین پھنستا ہان افسونگر اپنے کسب وپیشہ کی حرص سے اُسوقت افسون مار کو دریافت نہین کرتا نہ سمجھتا ہی مار کہتا ہی اے فسون گر خبردار ہو خبردار تونے اپنے طور وطرز دیکھے اب میرے افسون کو دیکھ ایسے ہی تونے نام حق سے مجکو دھوکا دیا اور مجھسے شور وشر کرکے رسوا کرتا ہی مجکو تو نام حق نے مقید رکھا ہی نہ تیری رسی نے اور تیرے حال پر افسوس کہ تونے نام حق کو دام تزویر بنایا ہی اب نام حق ہی میری داد تجھسے لے مین نے اپنا جان وتن اسی کے حوالہ کردیا بس یا موافق میرے زخم کے تیری رگ جان کو قطع کرے یعنے میرے ہی سے پنج مین تجکو مارے یا میرے ہی مثل کسی زندان مین تجکو لیجاے جیسے مین تیرے زندان مین ہون القصہ عورت نے اسی قسم کی سخت باتین اور طومار شوہر کے سامنے پڑھے **الخلاف** شرح بحر العلوم مین درمیان زن ومرد کے واو عاطفہ نہین ہی اور خشن کی جگہ خس لکھا ہی

نصیحت مرد کی عورت کو کہ فقیرون کو خوار مت جان اور معاملہ حق مین انکی نسبت گمان کمال کرا ور طعنہ مت کر فقر فقیرون مین اپنی مفلسی کے خیال سے

قولہ مرد چون این طعنہا از زن شنفت ✤ مستمع شد بعد ازین با زن چہ گفت ✤ گفت اے زن تو زنی یا بالحزن ✤ فقر فخر آمد مرا طعنہ مزن ✤ مال وزر سر را بود ہمچون کلاہ ✤ کل بود کان کرکلہ سازد پناہ ✤ آنکہ زلف وجعد عنا یابد ش ✤ چون کلاہش رفت خوشتر آیدش ✤ مرد حق باشد نماند بصر ✤ بس برہنہ بہ کہ پوشیدہ نظر ✤ وقت عرضہ کردن آن برده فروش ✤ بر کند از پردہ جامہ عیب پوش ✤ وربود عیبے برہنش کے کند ✤ بل بجامہ خدمۂ باے کند ✤ گوید این شرمندہ است از نیک وبد ✤ از برہنہ کردن او از تو رمد ✤ خواجہ در عیب ست غرقہ تا بگوش ✤ خواجہ را مالست ومالش عیب پوش ✤ کر ملع عیبے نہ بیند طامعے ✤ گشت دلہا را طمعہا جامعے ✤ در گداگوید سخن چون زر کان ✤ رہ نیابد کالہ او در دکان ✤ المعنی باحزن بضم بسیار حزن کل بالفتح ہندی گنجا عرضہ بالفتح ایک بار ظاہر کرنا کسی

چیز کا کسی پر خدعہ بالضم و بالفتح و فتحتین مکر و فریب کالہ متاع گرانمایہ کہ کالا بھی کہتے ہین فرماتے ہین مرد نے جب یہ طعنے عورت سے سنے اب تو یہ سُن کہ بعد اس سننے کے اُسنے عورت سے کیا کہا یہ کہا کہ ای عورت تو عورت ہی یا بالحزن ہی ای صاحب رنج بسیار تو نہین جانتی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کے حق مین الفقر فخری فرمایا ہی پھر مجھپر طعنے کیون کرتی ہی یعنے فقر میرا فخر ہی مال و زر ایسا ہی جیسے سر کی ٹوپی لیکن جو گنجا ہی اپنا عیب چھپانے کو ٹوپی کی آرہبت ڈھونڈھتا ہی ہر وقت سر کو چھپائے ہی رہتا ہی اور جسکی زلف و جعد رعنا و زیبا ہی جب ٹوپی اتر جاتی ہی تو اور اچھا ہو جاتا ہی تو نہین جانتی کہ مرد حق کے پاک صاف مثل مینائی کے ہین اور جو مرد حق نہین ہین پوشیدہ نظر ہین یعنے انہمے اب بتا کہ یہ برہنہ اچھی یا وہ پوشیدہ نظر اچھی دیکھ تو بردہ فروش جب بردہ کو خریدار کے سامنے کرتا ہی تو اُس کے کپڑے کہ ایک عیب پوش چیز ہین اُتار لیتا ہی جبکہ اُسمین کچھ عیب نہین ہوتا اور جو اُس بردہ مین کچھ عیب ہوتا ہی تو اُسکو ننگا کب کرتا ہی بلکہ کپڑے اُتارنے مین ہر طرح مکر و فریب ملاتا ہی اور کہتا ہی کہ نیک و بد ہر قسم کے آدمی حاضر ہین یہ اُنسے شرماتا ہی اور اگر ننگا کیا جاے تو احتمال ہی کہ شرم کے مارے تیرے پاس سے بھاگ جاے اب مقولہ مولانا رح کا ہی کہتے ہین کہ عجب تماشا ہی کہ بردہ کا عیب دیکھتے ہین اور خواجہ کا عیب کوئی نہین دیکھتا جو کان تک عیب مین ڈوبا ہوا ہی اور اُس کی وجہ یہ ہی کہ خواجہ کے پاس مال ہی وہ مال گنجے کی سی ٹوپی اُس کا عیب چھپائے ہوے ہی اور نیز اُس سے تو ہر کسی کو طمع ہی چاہے کسی کو دے نہین بس وہ طمع کسی طامع کو اُسکے عیب نہین دیکھنے دیتی سب کے دلون کی جامع ہو گئی ہی کوئی اُس سے جدا نہین ہو سکتا اور اگر کوئی فقیر ایسی بات کہے کہ زر کیا بلکہ زر کی کان ہو با وصف اس کے بھی اُس کی متاع کو اپنی دکان یعنے گوش و دل مین ہرگز دخل نہین دینگے **الخلاف** شرح بحر العلوم مین دوسرے شعر مین نگفت بجاے گفت اور ابو الحزن بجاے بالحزن کسواسطے کہ وہ عورت ہی اب نہین ہو سکتی اور برہنہ اش بجاے برہنش اور خواجہ در غیب بجاے عیب اور رونیا بدرہ نیا بد کی جگہ غلط لکھا ہی **قولہ** کار درویشی ورا ے فہم تست ✦ سوی درویشان تو منگر سست ✦ زانکہ درویشی ورا ے کار ہاست ✦ دمبدم از حق مر ایشان را عطاست ✦ بلکہ درویشان ورا ے ملک و مال ✦ روزی دارند و رزق از ذوالجلال ✦ حق تعالے عادل ست و عادلان ✦ کے کنند استگری با بیدلان ✦ آن یکے را نعمت و کالا دہند ✦ وین دگر را بر سر آتش نشند ✦ آتشش سوزد کہ دارد این گمان ✦ بر خداے خالق ہر دو جہان ✦ فقر فخری نے گزافست و مجاز ✦ صد ہزاران عز پنہانست و ناز ✦ از غضب بر من لقبہا راندہ ✦ مار خو و مار گیرم خواندہ ✦ گر گیرم مار و دندانش کنم ✦ تا ش از سر کو فتن ایمن کنم ✦ زانکہ آن دندان عدو جان اوست ✦ من عدو را میکنم زین علم دوست ✦ از طمع ہرگز نخوانم من فسون ✦ این طمع را کردہ ام من سرنگون ✦ حاش لله کین طمع از خلق نیست ✦ از قناعت در دل من عالمیست ✦ از سر امر و دین پیش چنان ✦ زان فرو دآمدا نمانم این گمان ✦ چونکہ بر گردی و سر گشتہ شوی ✦

خانہ را گر زندہ بینی آن توئی ✤ المعنی تجاز ضد حقیقت حاش للہ کلمہ تنزیہ کا ہی یعنے پاکی ہی واسطے خدا کے امرود مین درخت امرود دیکھنے تو نہین سمجھتی فقیری کا معاملہ تیری سمجھ سے اُدھر ہی تو فقیرون کو سست سست نگاہ سے مت دیکھ اُس سبب سے کہ فقیری جملہ معاملات سے بری ہی اور دمبدم خدا تعالی کی عطائین اُن پر ہین بلکہ درویش سوائے ملک و دنیا کے روزی ورزق ذوالجلال سے پاتے ہین خوب جان لے حق تعالے عادل ہی اور عادلون کا کام بیدلون پر ستم کرنے کا نہین ہی کہ ایک کو تو مال ومتاع بخوبی دین اور اُس دوسرے کو آگ مین فقر و فاقہ کی رکھین خدا ایسے بدگمان کو جو خالق دوجہان پر بدگمانی کرے ناپید کرے آگ مین جلائے کہ ایسا گمان خلاف عدل بڑی خطا ہی اور آنحضرت نے جو الفقر فخری فرمایا ہی یہ کچھ بیہودہ اور بے اصل نہین ہی لاکھون عز و ناز اس مین چھپے ہین تو نے اپنے غضب سے کیسے کیسے لقب بچھپر جاری کیے اور کیسے نام مجکو رکھے کبھی مار کہا کبھی مار گیر بتایا مین جو سانپ پکڑتا ہون اور دانت اُس کے توڑتا ہون یہ وجہ ہی کہ وہ سر کچلنے سے بیخوف ہو جاے پھر کون اُس کو مارے گا اور سر کچلے گا اُس سبب سے کہ اُسکے دانت ہی اُسکی جان کے دشمن ہین بس مین دشمن کو اس علم سے دوست کر دیتا ہون مین کسی لالچ سے یہ فسون نہین پڑھتا ہون مین نے تو طمع کو سرنگون کر دیا ایسا ذلیل کیا ہی حاش للہ مین طمع سے ایسا پاک ہون کہ بعد خدا تعالے کے یہ پاکیزگی مجکو ہی مین خلق سے اصلا طمع نہین رکھتا میرے دل مین قناعت کا ایک جہان وسیع و فسیح ہی تو امرود کے درخت پر چڑھی ہوئی ہی اس سبب سے مجکو ایسا نظر آتا ہی جیسے ہندی مثل ہی پیڑ چڑھے ایسا ہی معلوم ہوتا ہی اس درخت سے اُتر تو یہ خیال وگمان سب رفع ہو جائین یہ ایسا ہی جیسے تو گھوم جاے اور تیرا سر پھرنے لگے تو تجکو گھر گھومتا معلوم ہوگا اور بحقیقت وہ گھر نہین گھومتا تو ہی گھومتی ہی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین منکر کو مینکر لکھا ہی یہ یا کمان سے آئیگی مگر بستن مین الف بھی تو نہین ہی اور راندہ اور خواندہ کی جگہ

راندی خواندی مگر یہ تو ہو سکتا ہی بصیغ مضارع اور بلے ہستی

اس بیان مین کہ جنبش ہر کسی کی اسکی اصل سے ہی یعنے جیسا وہ ہی ہر کوئی اپنے چنبر و وہ سے دیکھتا ہی تا بہ کبود آفتاب کو کبود دکھلاے اور سرخ سرخ اور جب تابی رنگ سے جدا ہو جائین سپید رہجائین

قولہ دید احمد را ابو جہل و بگفت ✤ زشت نقشے کز بنی ہاشم شگفت ✤ گفت احمد مرد را کای راستی ✤ راست گفتی گر چہ کار افزاستی ✤ دید صدیقش بگفت ای آفتاب ✤ نے زشرقی نے زغربی خوش بتاب ✤ گفت احمد راست گفتی اے عزیز ✤ اے رہیدہ تو ز دنیاے پگیز ✤ حاضران گفتند کاے صدر الورا ✤ راست گو گفتی دو صد گو را چرا ✤ گفت من آئینہ ام مصقول دست ✤ ترک و ہندو در من آن بیند کہ ہست ✤ ہر کرا آئینہ باشد پیش رو ✤ زشت و خوب خویش را بیند درو ✤ ای زن از لاغ می بینی مرا ✤ زین تحری زنا نہ برتر ا ✤ آن طمع را مائدہ رحمت بود ✤ گو طمع آنجا کہ آن نعمت بود ✤ امتحان کن فقر را روزے دو تو ✤ تا بفقر اندر غنا بینی دو تو ✤ صبر کن با فقر و بگذار این ملال ✤ زانکہ در

فقست عزوا الجلال ۞ سر کہ مفروش و ہزاران جان بہ بین ۞ از قناعت غرق بحر انگبین ۞ صد ہزاران جان تلخی کش نگر ۞ ہیچو گل آغشتہ اندر گلشکر ۞ المعنی کارافزاستی ای کارافزا ہستی صدر الورا بالانشین مخلوق مصقول صیقل کردہ شدہ ۞ طماع بضم و سیم مشدد طمع کرنے والی تحری سزاوار و بہتر ڈھونڈھنا گلشکر گلقند اور ایک قسم شیرینی یہ مثل اعرابی نے اس بات پر ایراد کی ہی کہ ہر کوئی دوسرے کو اپنی ذات پر قیاس کرتا ہی چنانچہ کہتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو جہل نے دیکھکر کہا کہ تو عجب ایک نقش بصورت ہی جو بنی ہاشم مین پیدا ہوا ہی آپ نے اُس سے کہا کہ ای ابو جہل تو سچا ہی اور تو نے سچ کہا مگر تو کارافزا یعنے فضول ہی کہ اپنے حال کو دیکھتا ہی اور مجکو بتاتا ہی جسکو دیکھ رہا ہی وہ خود تو ہی ہی اور صدیق نے جو اُنکو دیکھا کہا ای آفتاب تو نہ شرق سے ہی نہ غرب سے جیسا کہ یہ آفتاب ہی بلکہ نور خدا کا ہی جس کی صفت مین لَا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ آیا ہی خدا تجکو روشن رکھے آپ نے اُن سے بھی کہا کہ ای عزیز تو نے سچ کہا خدا کرے تو اس دنیاے ناچیز سے چھوٹا ہوا رہے حاضرین نے عرض کی کہ ای بالانشین مخلوق کے تئے دونون گویندون کو جنکے قول باہم ضد و خلاف تھے راست گو کیسے کہا فرمایا مین ایک آئینہ مصقول ہون ترک و ہندو دونون جیسے گورے اور کالے ہین ویسے ہی آپ کو مجھ مین دیکھتے ہین معمول ہی جس کے سامنے آئینہ ہوگا بُری بھلی جیسی ہو اپنی ہی صورت اُس مین دیکھے گا آب وہ اعرابی کہتا ہی کہ ای عورت تو مجکو طامع لوگون سے بتاتی ہی اس تحری زنانہ سے بڑھکر قدم رکھا اور اس سے الگ ہوا اور تحری زنانہ یہ کہ عورتین ہر بات مین اپنے واسطے بہتر ڈھونڈھتی ہین مجکو جو طمع ہی اُسکا مائدہ رحمت ہی جسپر اقسام الوان کی نعمت چنی ہوئی اور جہان وہ نعمت موجود ہی وہان طمع کہان اور طمع کا کیا کام تو بھی دو ایک دن فقر کا امتحان تو کر تو فقر مین تجکو دوہری غنا معلوم ہو کہ دنیا کی غنا اکہری ہی اور یہ دوہری والمضاعف تو فقر پر صبر کر اور یہ ملال چھوڑ دے اسواسطے کہ فقر مین حضرت ذوالجلال نے بڑی عزتین رکھی ہین ترش روئی مت کر دیکھ تو ہزارون جانین قناعت سے کیسے شیرین شہد مین ڈوبی ہوئی ہین کہ کچھ رنج و پروا اُن کو نہین میٹھی میٹھی زندگی اُنھین کو حاصل ہی لاکھون جانین تلخی کش ہین اُنکو دیکھ کہ گل کیطرح جو تلخ مزہ ہی گل شکر مین لت پت ہین یعنے سراپا شیرین ہو رہی ہین **الخلاف** شرح بحر العلوم مین کاے کو کے اور افراستی کو افراستی اور نہ چیز بہ چیز مصدر کو کی جگہ ضد اور اور طمع را مائدہ رحمت کی جگہ ماندو رحمت ایسے ہی قلمی مین مگر مین نے تو اپنی کتاب مین ماند کو مائدہ برعایت لفظ نعمت کے بنا لیا ٹھیک نہین ہی **قولہ** ای دریغا مرترا گنجا بدے ۞ تا ز جانم شرح دل پیدا شدے ۞ این سخن شیرست در پستان جان ۞ بے کشندہ خوش نمیگردد روان ۞ مستمع چون تشنہ و جوینده شد ۞ واعظ از مردہ بود گوینده شد ۞ مستمع را چون ازو آید ملال ۞ صد زبان گردد بگفتن گنگ و لال ۞ چونکہ نامحرم در آید از درم ۞ در پس پردہ بود اہل حرم ۞ ور در آید محرمی دور از گزند ۞ بر کشانید آن ستیران روی بند ۞ ہر کرا خوب و کش و زیبا کنند ۞ از برای دیدۂ بینا کنند ۞ کے بود آواز چنگ و زیر و بم ۞

ازبرای گوش بجس اصم ✤ مشک راحق بیهده خوشدم مکرد ✤ بهر شم کردو پرا خشم مکرد ✤ نای راحق بیهوده خوشدم مکرد ✤ بهرانس آمد پرا هرم مکرد ✤
حق زمین وآسمان ها ساخت ست ✤ درمیان بس نار ونور افراخت ست ✤ این زمین را ازبرای خاکیان ✤ آسمان را
مسکن افلاکیان ✤ مرد سفلے دشمن بالا بود ✤ مشتری هرمکان پیدا بود ✤ ای ستیزه هیچ تو برخاستی ✤ خویشتن رابهر
گور آراستی ✤ گر جهان راپر درمکنون کنم ✤ رونے توچون نباشد چون کنم ✤ گر بیابان پرشود زر ونقود ✤ بیرضاے
حق چوے نتوان ربود ✤ ترک جنگ وسرفرنش ای زن بگو ✤ ورنمیگوئی بترک من بگو ✤ مرمرا چه جای جنگ نیک
بود ✤ کین دلم ازصلحها هم میرمد ✤ برسراین ریشها نیشم مزن ✤ زخمها برجان بیخویشم مزن ✤ گر خمشش کردی وگرنه
آن کنم ✤ کین زهین دم ترک خان مان کنم ✤ پاتهی گشتن به است ازکفش تنگ ✤ رنج غربت به که اندر خانه جنگ ✤
المعنی گنجا مین الف فاعل کا ہی جیسے دانا بینا مین یا مصدر کا جیسے پہنا مین ستیزان پوشندگان روے بند
نقاب کش بمعنے خوش اصم بہرا اخشم بالفتح جسکو بو بد بو نہ معلوم ہو آہرم بالفتح دیو وشیطان اغرابی عورت سے
کہتا ہی کہ ہاے افسوس اگر تجھ مین سمائی ہوتی تب میری جان سے جو کچھ میرے دل مین بھرا ہی اُس کی شرح پیدا
ہوتی کیا کرون تیرا ظرف نہین اب یہ حال ہی کہ یہ سخن شیر کی طرح میرے جان کی پستان مین جمع ہی جب تک کوئی
کھینچنے والا نہو کیسے روان ہو دستور ہی کہ جب سننے والا مشتاق وطالب ہوتا ہی واعظ اگر مردہ ہو تب بھی گوینده
ہو جاتا ہی اور جب مستمع کو واعظ سے ناخوشی وملال ہو یعنے وعظ اُسکا خوش نہ آے اگر سوز بانین اُس کی گفتگو کی
مین تب بھی وہ گونگا اور بیزبان ہی ظاہر ہی جب نامحرم گھر مین آتا ہی تو سب اہل حرم جو گھر کی عورتین ہین اُس سے
پردہ مین ہو جاتی ہین اور جو کوئی محرم بے گزند آتا ہی تو وہ چھپنے والیان سب روے بند ونقاب کھول دیتی ہین
سب جانتے ہین کہ جسکو قضا وقدر نے خوب وخوش اور زیبا کیا ہی تو واسطے دیدۂ بینا کے کیا ہی کہ اُس کی خوبی دیکھے
نہ اندھے کے واسطے بھلا چنگ کی آواز اور اُسکی زیر وبم بہرے بجس کے کانون کے واسطے کب ہی خدا تعالے
نے مشک کو بیفائدہ خوشدم نہین کیا بلکہ قوت شم کے واسطے کہ اُسکی بو سونگھے نہ اخشم کے واسطے کہ بو بد بو کی
دریافت سے بے بہرہ ہی ایسے ہی نای کو بیفائدہ خوش دم نہین کیا ہی یہ انسان کی تفریح کے لیے ہی نہ دیو و
شیطان کی خاطر اللہ تعالے نے زمین وآسمان کو بنایا ہی اور ان دونون مین بہت سے نار ونور افراختہ کیے ہین
بس زمین کو مناسب خاکیون کے جانا ہی کہ انکا مسکن ہی اور آسمان کو افلاکیون کا مقام ٹھہرایا ہی لہذا جو
شخص سفلی ہین وہ دشمن بالا والون کے ہین ایسے ہی ہر کوئی خریدار ہر مکان کا ظاہر ہوتا ہی نہ کہ تو ای ستیزہ ہیچ
کہ ہر وقت لڑائی مین غلطان پیچان ہی اُٹھی اور گور کے واسطے اپنا سنگار کرنے لگی یہ نہین جانتی کہ اگر سارا
جہان مین درمکنون سے بھر دون اور تیری روزی اُسے نہو تو مین کیا کرون اگر بیابان زر ونقود سے بھر جائین
بے رضا خدا تعالے کے جو بھر تو کوئی لیجاے بس ای عورت یہ جنگ وملامت چھوڑ اور جو اس کو نہین چھوڑتی

تو مجکو چھوڑ مجکو کسی نیک و بد کی جنگ کا موقع نہین رہا اسواسطے کہ دل میرا خود صلحون سے بھاگتا ہی مجکو نہ کسی کی جنگ سے غرض نہ کسی کی صلح سے میرے دل مین تو خود زخم بھرے ہین تو اور اُنپر ڈنک مارتی ہی اور مین اپنے آپ مین نہین ہون تو زخم مجھپر لگاتی ہی اب اگر خاموش ہوئی بہتر ورنہ مین اسی وقت سب گھر بار ترک کرتا ہون اسلیے کہ ننگے پانون پھرنا اچھا جوتی تنگ اچھی نہین اور مسافرت کا رنج اچھا گھر کی لڑائی اچھی نہین الخلاف شرح بحرالعلوم مین ستیزان کو ستیزان اور بجاے ناے راکے نالے حق را ستیزہ ہیچ ستیزہ ہیچ اور سرزنش کی جگہ رہزنی کہ یہ تو ہو بھی سکتا ہی جان بجونیشم کو جانب خویشم لکھا ہی

مراعات زن کی شوہر کے ساتھ اور اپنے کیے سے استغفار کرنا

قولہ زن چو دید او را کہ تند و توسن ست ✤ گشت گریان گریہ خود دام زن ست ✤ گفت از تو کے چنین پنداشتم ✤ از تو سن امید دیگر داشتم ✤ زن در آمد از طریق نیستی ✤ گفت سن خاک شما ام نے تے ✤ جسم و جانم ہرچہ ہستم آن تست ✤ حکم فرمانگی فرمان تست ✤ گر زر و شی دلم از بہر جست ✤ بہر خویشم نیست از بہر تو است ✤ تو مرا در رد ہا بودی دوا ✤ من نخنوا ہم کہ باشی بینوا ✤ جان تو کز بہر خویشم نیست این ✤ از برائے تست این بانگ حنین ✤ خویش من والہ بہر خویش تو ✤ ہر نفس خواہد کہ میرد پیش تو ✤ کاش جانت کش روان من فدی ✤ از ضمیر جانمن واقف بدی ✤ چونتو با من از چنین بودی بظن ✤ ہم زجان بیزار گشتم ہم زتن ✤ خاک را بر سیم و زر کردیم چون ✤ تو چنینی با من ایجان را سکون ✤ تو کہ در جان و دلم جا میکنی ✤ زیں قدر از من تبرا میکنی ✤ تو تبرا کن کہ ہستت دستگاہ ✤ ای تبرا ے ترا جان عذر خواہ ✤ یا دہی کن آزمانی را کہ من ✤ چون صنم بودم تو بودی چون سمن ✤ بندہ بر وفق تو دل افروختست ✤ ہرچہ گوئی بخت گوئم سوختست المعنی توسن بالفتح سرکش تبرا بیزاری دستگاہ سامان ومقدور ستی بکسر زن نیک وخاتون حنین بمعنی بسیاری گریہ ونالہ یعنے جب عورت نے دیکھا کہ یہ تندو توسن ہوگیا ای سرکش تو رونے لگی کہ رونا خود عورتون کا جال ہی کہا مین تجکو ایسا نہین جانتی تھی مین تو تجسے اور ہی امید رکھتی تھی پھر بطریق نیستی ای ازراہ عجز کہنے لگی کہ مین تمھاری خاک ہون مین ستی یعنی خاتون کب ہون میرا جسم وجان اور جو کچھ مین ہون تمھاری ملک ہی تم حکم کرو سارے حکم تمھارے واسطے ہین مین کیا ہون اگر مخالفی سے میرا دل صبر چھوڑ بھاگا تو یہ میرے اپنے واسطے نہین تمھارے واسطے ہی کہ تمھاری تکلیف نہین دیکھ سکتی تو میرے دردون کی دوا رہی ہی مین بھی نہین چاہتی کہ تو فاقہ مین رہے قسم تیری جان کی یا میری جان تجپر فدا یہ تیرے ہی لیے ہی جو جان میری تیرے واسطے ایسی جلاتی روئی ہی نہ اپنے واسطے میری ذات خدا کی قسم تیری ذات کے واسطے ہی ہردم یہی چاہتی ہی کہ تیری خدمت وطاعت مین مرمٹون افسوس تیری جان جسپر میری جان فدا ہی میری جان کی بھید سے واقف ہوتی تب میرا حال تجپر کھلتا مین نہین جانتی تھی کہ تجکو ایسا گمان میری طرف سے ہی لے مین جان سے بھی بیزار ہوئی تن سے بھی میرے کس کام کے مین مین نے سیم وزر دونون پر خاک ڈالی جب تیرا میرے ساتھ یہ حال ہی کیونکہ میری جان کا صبر و سکون تو ہی مین سیم وزر

کو کیا کرونگی تو تو میرے جان و دل مین جگہہ رکھتا ہی پھر ایسا تیرا مجھسے کیسے کرنا ہی مجکو قدرت اور سامان تیرا کا ہی تو تیرا کرلیکن میری جان اُسکی عذرخواہی کے سوا اور کچھ نہین کرسکی کیا وہ زمانہ بھول گیا کہ جس زمانہ مین مین صنم تھی اور تو سمن تھا آخر وہی تو ہم تم ہین پھر تیرا کیسی آب مین نے تیری موافقت پر دل کو افروختہ کیا ہی اگر تو کسی چیز کرکے گا کہ پک گئی مین اُس سے بڑھکے کہونگی کہ جل گئی گو خام ہی کیون نہو **الخلاف** شرح بحر العلوم مین ستی کو مخفف سیدتی کا لکھا ہی مگر لغت والے نے یہ تخفیف نہین لکھی صرف وہی معنی جو مین نے اوپر لکھے لیکن بعید نہین کہ مخفف ہوا سواسطے کہ عرب مقطوع و موصول لفظ بہت بولتے ہین جیسے اَیْ شَیْءٍ کو ایش کہتے ہین کہ خونیشم کے درمیان مین بہرکا لفظ نہین لکھا ای تیرا ی ترا کے بجاے۔ اے تیرے تو جانزا اور بخت کو بخت لکھا ہی **قولہ** من سپاناخ توام ہرچم پرستی ✤ کہ بر تشی گریشیوین مے سنری ✤ گفر گفتم نک یا یمان آمدم ✤ پیش حکمت از سر جان آمدم ✤ خوے شاہا نہ ترا نشناختم ✤ پیش تو گستاخ خر در تاختم ✤ چون زعفو تو چراغی ساختم ✤ توبہ کردم اعتراض انداختم ✤ مے نہم پیش تو شمشیر و کفن ✤ میکشم پیش تو گردن را بزن ✤ از فراق تلخ می گوئی سخن ✤ ہرچہ خواہی کن ولیکن این مکن ✤ در تو از من عذر خواہی ہست سر ✤ با تو بین او شفیع مستمر ✤ عذر خواہم در درونت خلق تست ✤ زاعتما دا و دل من جرم جست ✤ رحم کن بہنان زخو دای خشگین ✤ ایکہ خلقت بہ زصد من انگبین ✤ زین نسق میگفت بالطف و کشاد ✤ درمیان گریہ بر رو افتاد ✤ گریہ چون از حد گذشت و ہاے ہاے ✤ از جنبش مرد را دل شد زجاے ✤ چون قرارش ماندی و صبرش بجاے ✤ زانکہ بے گریہ بداو خود دلہاے ✤ شد ازان باران کی برقی پدید ✤ زد شراری بر دل مرد وحید ✤ زانکہ بندہ روی خوبش بود مرد ✤ چون بود چون بندگی آغاز کرد ✤ آنکہ از کبرش دلت لرزان بود ✤ چون شوی چون پیش تو گریان بود ✤ **المعنی** سپاناخ و اسپاناخ پالک کا ساگ حنین گریہ بسیار و حید یکتا ہرچم ای ہرچہ مرا چھر وہی عورت کہتی ہی کہ مین تیری سفاناخ ہون جیسی چاہے ویسی مجکو پکا چاہے میٹھے کے ساتھ چاہے کھٹے کے ساتھ تجکو سب زیبا ہی شاید سفاناخ کو میٹھا بھی اُس ملک مین پکاتے ہون آب تک مین نے جو کفر بکا کا اب ایمان لائی اور تیرے حکم کے سامنے سر جان سے حاضر ہون تیری عادت شاہانہ کو اب مین نے جانا بڑی گستاخی کی جو اپنا گدھا تیرے سامنے دوڑایا آب تیرے عفو سے ایک چراغ روشن کیا توبہ کی اور اعتراض چھوڑا تیرے آگے تیغ و کفن رکھے دیتی ہون اور گردن بھی جھکاتی ہون میری گردن مار دے مین راضی ہون تو کیسی کڑوی کڑوی باتین فراق کی کرتا ہی اور جو کچھ تیرا جی چاہے وہ کر مجھی مت کر تیرے پاس میری طرف سے ایک بڑا عذر خواہ ہی کہ وہ بے میرے میرا ہمیشہ شفیع و سفارشی ہی اور عذر خواہ میرا تیرا خلق درونی ہی اُسی کے بھروسے مین میرا دل طالب و متلاشی جرم کا ہوا تو بھی اپنا پوشیدہ رحم ظہیر کر اور خشگین مت ہو تیرا خلق تو سیرون شہد سے زیادہ شیرین ہی بس ایسے ہی بڑے لطف اور کشود دل سے یعنے دل کھول کھول کے کہتی تھی اور اوندھی پڑی روتی تھی جب گریہ اور ہاے ہاے حد سے گذرا تو مرد کا بھی اُس کے بہت رونے سے دل بے اختیار ہو گیا فرمانے لگے مین بھلا صبر و قرار

اسکا کیسے قائم رہتا کہ سوا ایسے رونے کے کہ خود دل کو نرم کرتا ہو وہ دل ریا بھی تھی لاجرم اُسی باران سے ایک برق چمکی کہ وہ برق محبت ہو اور اُسنے مرد وحید کے دل مین آگ لگا دی اُس سبب سے کہ یہ مرد بندہ اُسکی صورت خوب کا تھا اور اب جو اُسنے بندگی شروع کی تو خیال کرو اسکا کیا حال ہوگا یہی سمجھلے کہ جسکے کبر سے تیرا دل کانپتا ہو جب وہ تیرے آگے روئے تو تیری کیا کیفیت ہو جائیگی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے ہر چم کے ہر چشم اور بجاے خرد رتا ختم خود در با ختم اور گردن را کو گردان جرم کو جزم اور بجاے ماندے ماند سب غلط ہین **قولہ** آنکہ از نازش دل وجان خون بود چونکہ آید در نیاز او چون بود ✦ آنکہ در جور و جفایش دام ماست ✦ عذر ما چہ بود چو او در عذر خاست ✦ آنکہ جز خونریزیش کارے نبود ✦ چون نہد گردن زہے سودا و سود ✦ آنکہ جز گردن کشی نیاراز و ✦ سر نہد پیش تو چون باشد بگو ✦ چون پے یکسُن آتش آفرید ✦ کے تواند آدم از خوا برید ✦ زین للناس حق آراست ست ✦ زانچہ حق آراست کے ماند جست ✦ آنکہ عالم مست گفتش آدمی ✦ کلمینے با حمیرا میزدی ✦ آب غالب شد بر آتش از نہیب ✦ زاتش او جوشد چو باشد در حجیب ✦ چونکہ دیگے حائل آمد بہر دو را ✦ نیست گردان آب را گر دوش ہوا ✦ ظاہرا بر زن چو آب ار غالبی ✦ باطنًا مغلوب و زن را طالبی ✦ اینچنین خاصیتے در آدمی ست ✦ مہر حیوان را کمست آن از کمی ست ✦ **المعنی** حجیب بکسر الہ نہاب بمعنی غارت حجیب الہ حجاب پردہ حائل مانع و بازدارندہ یہ سب بھی مقولات مولانا رح کے ہین فرماتے ہین کہ وہ شخص جس کے ناز سے دل وجان خون ہو جب وہ نیاز کرے تو کیسا حال ہو اور جس شخص کی جور و جفا ایسی خوش آیند ہو کہ خود بخود ہم اُسکے دام مین پھنسین جب وہی عذر کو مستعد ہو تو پھر عذر ہما را کیا چیز ہی وہ ظالم جسکا سوا خونریزی دوسرا کام نہ تھا اگر وہ گردن سامنے جھکا دے تو عجب سودا ہی اور وہ گردن کشی کہ جس سے سوا گردن کشی اور کچھ نہو سکے اور تیرے آگے سر رکھدے تو بتا کیا کیفیت ہوا ور جب عورت معشوقہ جسکو اللہ تعالے نے تسکین مرد کے واسطے پیدا کیا چنانچہ فرمایا ہوالذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا لیسکن الیہا وہ اللہ ایسا ہی جسنے پیدا کیا تمکو ذات واحد آدم علیہ السلام سے اور پیدا کیا آدم سے اُنکی زوجہ حوا کو تا وہ اُن سے آرام پائین پھر ایسی معشوقہ سے کیسے جدا ہووے آدم حوا سے کب جدا ہوے اور لو اللہ تعالے نے فرمایا ہی زین للناس حب الشہوات من النسا زینت دی گئی ہی خدا کی طرف سے انسان کو محبت مشتہیات کی عورتون سے پھر اُس چیز سے جسکو حق نے زینت دی ہی اور آراستہ کیا ہی کیسے چھوٹ سکتا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جنکے کلام سے عالم مست ہو جاتا تھا کلمینے یا حمیرا کے کلام کو سمجھے اسی عائشہ کلام کر ہمیشہ فرمایا کرتے تھے اور اُنکی باتون کے مشتاق ہوتے تھے اب اُنسے بڑھکے کون ہی پانی آگ پر ظاہر غالب ہی کہ آگ کو لوٹ لیتا ہی یعنی بجھا دیتا ہی اور وہی پانی آگ سے کھولتا ہی جو حجاب مین ہوتا ہی بس آب مرد ہی آگ زن اور حجاب خفیہ اُسکی محبت مثلاً کسی دیگ مین پانی رکھا جاے جو یہ دیگ دونون مین حائل ہوگی اُسوقت مین آگ پانی پر غالب

ہوجائیگی اور اُس پانی کو ہوا بنا کے اُڑا دیگی اور نیست کرے گی پھر گو بظاہر مثل آب کے عورت پر تو غالب ہی جو مثل آتش کے ہی لیکن باطن مین آب در دیگ کی طرح مغلوب و طالب ہی زن کا ہی اور یہ اس قسم کی خاصیتین خاص آدمی مین ہین اور حیوان مین محبت کم ہی سو وہ اُسکی کمی سے ہی کہ انسان سے کمتر ہی **الخلاف شرح بحر العلوم** مین

آب را کی جگہ ابر را ار غالبی کے بجاے از غالبی غلط ہی

اس حدیث کے بیان مین جو فرمائی ہی اِنَّھُنَّ یَغْلِبْنَ الْعَاقِلَ وَیَغْلِبُنَ الْجَاہِلَ بیشک عورتین غالب ہوجاتی ہین عاقل پر اور غالب ہوجاتی ہین جاہل پر

قولہ گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلان ✤ غالب آید سخت بر صاحبدلان ✤ باز بر زن جاہلان چیرہ شوند ✤ زانکہ ایشان تند و بس خیرہ رواند ✤ کم بود شان رقت و لطف و وداد ✤ زانکہ حیوانیست غالب بر نہاد ✤ مہر و رقت وصف انسانی بود ✤ خشم و شہوت وصف حیوانی بود ✤ پر تو حق ست آن معشوق نیست ✤ خالق ست آن گو بیا مخلوق نیست ✤ المعنی یعنے رسول مقبول نے فرمایا ہی کہ عورت عقلمندون پر غالب ہوجاتی ہی خصوص صاحبدلون پر تو از حد کیونکہ وہ خوش خلق ہوتے ہین البتہ جاہل اُس پر غالب ہوجاتے ہین اس سبب سے کہ یہ از بس تند اور شوخ صورت ہوتے ہین انکی بدخوئی سے ڈرتی ہین آن مین نرم دلی و مہربانی و دوستی کم ہوتی ہی اسواسطے کہ انکی نہاد و سرشت پر حیوانیت غالب ہی ظاہر کہ محبت و نرم دلی وصف انسانی ہی اور خشم و شہوت وصف حیوانی اب تو اس بات کو سمجھے رہ کہ وہ جو معشوق تیری ہی پر تو حق کی ہی خالق ہی وہ گویا مخلوق نہین ہی کہ تیرے دلمین یہ محبت اُسنے پیدا کی

تسلیم کرنا مرد کا آپ کو حکم زن مین اور اُسکے اعتراض کو اشارہ حق کا جاننا

قولہ مرد زان گفتن پشیمان شد چنان ✤ کز عوانی ساعت مردن عوان ✤ گفت خصم جان جان چون آمدم ✤ بر سر جان من لگدہا چون زدم ✤ چون قضا آید نماند فہم و رائے ✤ کس نبیند قضا را جز خدائے ✤ چون قضا آید فرو پوشد بصر ✤ تا نماند عقل یا را ز سر ✤ زان امام المتقین دادا ین خبر ✤ کہ اِذَا جَاءَ الْقَضَا اَعْمَی الْبَصَر ✤ چون قضا بگذشت خود را میخورد ✤ پردہ بدریدہ گریبان میدرد ✤ مرد گفت ای زن پشیمان میشوم ✤ گر بدم کافر مسلمان میشوم ✤ من گنہگار توام رحمے بکن ✤ بر کمن یکبار یم از بیخ و بن ✤ کافر پیر از پشیمان میشود ✤ چونکہ عذر آرد مسلمان ✤ من گنہگار توام رحمے بکن ✤ عذر من بپذیر و بشنو این سخن ✤ حضرت پُر رحمتست و پُر کرم ✤ عاشق او ہم وجود ہم عدم ✤ کفر او ایمان عاشق آن کہ یا ✤ مس و نقرہ بندۂ آن کیمیا ✤ المعنی امام المتقین لقب حضرت علی مرتضیٰ ؓ مرد اُس کہنے سے ایسا پشیمان ہوا جیسے عوانی سے وقت مرنے کے عوان کہا دشمن اپنی جان جان کابن کیسے ہوگیا اور مین نے اپنے جان کے سر پر لاتین کیسے ماریں سوا اسکے اور کچھ نہین کہ جب حکم الٰہی آتا ہی فکر و سمجھ نہین رہتی نہ کوئی اُس حکم کو سوا خدا کے جانتا ہی سچ ہی جب حکم الٰہی آتا ہی آنکھین بند ہوجاتی ہین تا عقل جاری نہ سر کو جانے نہ پاؤن کہ پیچھے نہ اُسکی ابتدا کو سمجھے نہ انتہا کو

اسی واسطے امام المتقین حضرت علی شیر خدا نے خبر دی ہو کہ جب حکم الٰہی آتا ہو بینائی اندھی ہو جاتی ہو اور جب یہ حکم آتی ہو گذرتا ہو تو اپنی جان کو کھاتا ہو اور فضیحت ہو کے گریبان پھاڑتا ہو لہذا یہ اعرابی بھی پشیمان ہوا اور کہا اے عورت مین پشیمان ہوتا ہون اگرچہ بدکا فرہون مسلمان ہوتا ہون مین تیرا گنہگار ہون تو مجھپر ذرا رحم کر میری جز بنیا دیکھا رگی مت کھو د تیری بیرحمی سے بے نام و نشان ہو جاؤنگا بوڑھا کافر اگر پشیمان ہو اور عذر کرے تو مسلمان ہو جاتا ہو پھر مسلمان کا عذر قابل قبول ہی ہوتا ہو مین گنہگار ہون تو مجھپر رحم کر عذر میرا مان لے اور ایک بات میری سُن اللہ کی درگاہ بڑی پر رحمت ہو اور پر کرم جسکے عاشق اہل وجود بھی ہین اور اہل عدم بھی یعنے جو موجود ہین وہ بھی اور جو معدوم ہین وہ بھی سب اُسکو مانتے جانتے ہین کفر و ایمان دونون اسی کے طالب و عاشق ہین وہی دونون کا مطلوب و معشوق ہو اور مس و نقرہ دونون بندے اُس کیمیا کے چاہے جسکو مس رکھے چاہے جس کو کندن بنا دے

اس بیان مین کہ موسیٰ اور فرعون دونون مسخر ایک مشیت کے ہین جیسے زہر اور فادزہر اور نور و ظلمت اور مناجات فرعون خلوت مین تو عزت و آبرو اُسکی رہے

قولہ موسیٰ و فرعون معنی را رہی ✤ ظاہر آن رہ دار دو این پیرہی ✤ روز موسیٰ پیش حق نالان شدہ ✤ نیم شب فرعون ہم گریان شدہ ✤ کین چہ غلست ایخدا برگردنم ✤ ور نہ غل باشد کہ گوید من منم ✤ زانکہ موسیٰ را منور کردہ ✤ ماہ جانہم را سیہ رو کردہ ✤ بہتر از ماہے نبود استارہ ام ✤ چون خسوف آمد چہ باشد چارہ ام ✤ تو تیم کز رب و سلطان میزنند ✤ سہ گرفتہ خلق پیکان میزنند ✤ میزنند آن طاس و غوغا میکنند ✤ ما و ارزان زخمہ رسوا میکنند ✤ منکہ فرعونم ز شہوت وای من ✤ زخم طاس ان ربی الاعلای من ✤ خواجہ تا شالیم ما تیشہ ات ✤ بیشگاف شاخ را در بیشہ ات ✤ باز شاخے را موصل میکند ✤ شاخ دیگر را معطل میکند ✤ شاخ را بر تیشہ دستی ہست نے ✤ ہیچ شاخ از دست تیشہ رست نے ✤ حق آنقدرت کہ در تیشہ تراست ✤ از کرم کن این کمہا را تو راست ✤ باز با خود گفت فرعون ای عجب ✤ من مقر با ربنا ام جملہ شب ✤ در نہان خاکی و موزون میشوم ✤ چون بہ سے میر سم خون میشوم ✤ رنگ زر قلب دہ تو میشود ✤ پیش آتش چون سیہ رو میشود ✤ ماکہ قلب و قالبم در حکم اوست ✤ لحظ مغرم میکند یک لحظ پوست ✤ لحظۂ ما ہم کند یکدم سیاہ ✤ خود چہ باشد غیر این کار آگہ ✤ سبز کردم چونکہ گوید کشت باش ✤ زرد کردم چونکہ گوید زشت باش ✤ پیش چوگانہاے حکم کن فکان ✤ میدویم اندر مکان و لامکان ✤ چونکہ پیرنگی اسیر رنگ شد ✤ موسیٰ با موسیٰ در جنگ شد ✤ چون بہ پیرنگی رسی کان داشتی ✤ موسیٰ و فرعون دارند آشتی ✤ المعنی رہی بالفتح غلام غل بفتح طوق آہنی و بند پنکان بالکسر و کاف فارسی پیالہ گھڑی کا آشتی صلح یعنے موسیٰ اور فرعون دونون معنے کے غلام ہین بظاہر اتنا ہی فرق تو ہو کہ موسے راہ رکھتے ہین اور فرعون بیراہی بس ہادی و مضل کا تفاوت ہو دن مین حضرت موسیٰ خدا تعالے کی حضور مین زاری و مناجات کرتے تھے آدھی رات کو فرعون بھی اُس کے سامنے گریان اور نالان ہوتا تھا

اور کہتا تھا کہ اے خدا کیسا طوق میری گردن مین تونے ڈال دیا ہی اور میری گردن پھانسی ہی اگر یہ طوق نہو تو بھلا کون ایسا ہی کہ کے مین ہی مین ہون تونے موسی کو منور کیا ہی اور میرے ماہ جان کو سیہ رو کر دیا ہی کیا بہتر ماہ سے میرا ستارہ جو مراد جان سے ہی نہ تھا اب جو اُسپر خسوف آگیا تو مین کیا تدبیر کرون میری نوبت کہ رب و سلطان سے بجاتے ہین یعنے مجکو رب و سلطان مشہور کیا ہی حالانکہ میرا ماہ گہن مین ہی اور یہ گھڑیال بجا رہے ہین گھڑیال بجا بجا کے شور کرتے ہین اور میرے ماہ کو اس ضرب سے رسوا کرتے ہین کہ وہ تاریک و سیاہ ہی میرا حال تو یہ کہ خواہش نفس سے فرعون بن رہا ہون کہ قابل واے واے کرنے کے ہون اب یہ زخم جو گھڑیال کی آواز کیطرح ربی الاعلے کا ہی مزید بران ہی جس سے فضیحت و رسوا ہون پھر کہتا ہی کہ موسے اور ہم دونون خواہر تماشان اے غلام تیرے ہی ہین اور ایک ہی بیشہ کے دو درخت مگر فرق یہ ہی کہ بیشہ تیرا ایک درخت کی شاخ چیر دیتا ہی اور دوسرے کی شاخ کو نہین چیرتا اور پھر اُس شاخ کو اور شاخ سے پیوند کر دیتا ہی تا عمدہ میوہ بکثرت حاصل ہو اور دوسرے کو معطل ویسے ہی چھوڑتا ہی کہ وہ بے بار و خراب رہتا ہی جس کو ہندی محاورہ مین ٹھنٹھ کہتے ہین بس پہلی شاخ موسی ہین دوسری مین ہون شعر آیندہ مین خود ہی استفہام کرتا ہی خود ہی جواب دیتا ہی کہ کسی شاخ کو بھی تیشہ پر قدرت و قوت ہی کہتا ہی نہین اور کوئی شاخ تیشہ کے ہاتھ سے چھوٹی ہی کہتا ہی نہین بس تو اُس قدرت کے حق و طفیل سے کہ وہ تیرا تیشہ ہی اپنے کرم سے میری کیہون کو سیدھا کر دے جیسے تیشہ لکڑی کی تیر مین بنکال دیتا ہی پھر فرعون نے متعجب ہو کے اپنے دل مین کہا کہ بڑا عجب ہی مین بھی رات بھر یا رہتا کہتا ہون اور مناجات کرتا ہون اور پوشیدہ خاکساری کرتا ہون اور بخوبی موزون ہون کوئی کمی نہین پھر موسی کے سامنے پنجے سے خون کیون ہو جاتا ہون یعنے ہمہ تن خشم و غضب اب مقولے مولانا رحمہ کے ہین کہ زر قلب پر کیسے بہت سے رنگ تو بتو چڑھاتے ہین مگر وہ جب آگ کے سامنے جاتا ہی آخر سیہ رو ہو جاتا ہی یہی حال فرعون و موسی کا ہی ایسے ہی ہم ہین کہ ہمارا قلب و قالب اے جان و تن دونون اُسی کے حکم مین ہین دم بھر مین ہمکو مغز بنا دیتا ہی دم بھر مین پوست کسی وقت مجکو ماہ بنا دیتا ہی اور کسی وقت سیاہ کر دیتا ہی سوا اسکے اور کام خدا کا کیا ہی جب کہدیتا ہی کشت ہو جا تو ہم سبز ہو جاتے ہین اور جو کہتا ہی زشت ہو جا تو ہم زرد ہو جاتے ہین جو مراد بہار و خزان سے ہی الغرض وہ جو چوگان حکم کن فکان کے ہین اُنکے سامنے ہم مثل گیند کے ہین وہی ہمکو مکان و لامکان مین دوڑاتے پھرتے ہین جیسا جسکو حکم ہی اور وجہ اسکی یہ ہی کہ جب بیرنگی اسپر رنگ کی ہوئی اور ہر رنگ سے اُسنے جلوہ کیا تو ایک موسی دوسرے موسی سے لڑنے لگا کہ یہ اثر رنگ کا ہی گو دراصل دونون ایک ہین اُسی بیرنگی کے رنگ مگر اس رنگ نے دونون مین جدا جدا تعین پیدا کر دیا اور جب تو بیرنگی کو پہونچے اور یہ مقام تجکو نصیب ہو جیسا کہ عالم ارواح مین تھا تو موسے اور فرعون مین بخوبی ملت و صلح ہو کوئی لڑائی نہین اسلیے کہ اصل

مین دونون ایک ہین اس مقام مین نہ کفر ہی نہ اسلام اور ظاہر کہ عالم ارواح مین کفر و اسلام کہان تھا بعد کو اسپر چوگان حکم کے ہوے اُسنے چاہے کفر کی طرف پھینکا چاہے اسلام کی طرف **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے موصل میکند میکنی اور علے ہذا دوسرا مصرعہ اور شاخ بر تیشہ کے درمیان مین نہین لکھا را اور ما کہ قلب کو فی کہ قلب اور زرد کردم کو زرد کردیم جو موزون نہین ٹھیک نہین لکھا ہی قولہ گر ترا آید برین نکتہ سوال ✤ رنگ کے خالی بود از قیل و قال ✤ ای عجب کین رنگ از بیرنگ خاست ✤ رنگ با بیرنگ چون در جنگ خاست ✤ اصل روغن زاب افزون میشود ✤ عاقبت با آب صد چون میشود ✤ چونکہ روغن راز آب سرشتہ اند ✤ آب بار روغن چرا ننگشتہ اند ✤ چون گل از خارست و خار از گل چرا ✤ ہر دو در جنگند و اندر ماجرا ✤ یا نہ جنگست این برای حکمت ست ✤ ہر چو جنگ خرفروشان صنعت ست ✤ یا نہ اینست و آن حیرانیست ✤ کنج پاید جست این ویرانیست ✤ انچہ تو کنجش توہم میکنی ✤ زان توہم گنج را کم میکنی ✤ چون عمارت دان تو وہم ورا کہا ✤ کنج نبود در عمارت جایہا ✤ در عمارت ہستی و جنگی بود ✤ نیست را از ہستہا ننگی بود ✤ نے کہ ہست از نیستی فریاد کرد ✤ نیست خود آن ہست را داد اد کرد ✤ تو مگو کہ من گریزانم ز نیست ✤ بلکہ آواز تو گریزانست بایست ✤ ظاہرا میخواندت او سوے خود ✤ وز درون میراندت با چوب رد ✤ نعلہاے باز گونہ اے سلیم ✤ نفرت فرعون میدان از کلیم ✤ قومی اندر آتش سوزان چو درد ✤ قومی اندر گلستان با رنج و درد ✤ المعنی عمارت بکسر آبادی و آداد و ید نیا نعل باز گونہ الٹا معاملہ نفرت بکسر رمیدگی و رد گلاب مولانا رح فرماتے ہین کہ پوچھنے کہا کہ بیرنگی مین جنگ نہین ہی اس نکتہ پر اگر تو سوال کرے کہ کوئی رنگ خالی قیل و قال سے نہین ہوتا اور تعجب یہ ہی کہ یہ رنگ بھی بیرنگ ہی سے پیدا ہوا پھر رنگ با وصف اسکے کہ بیرنگ سے ہی کیون جنگ کو مستعد ہوا اور اپنی اصلیت سے الگ ہوا اسکے جواب مین کہتے ہین کہ روغن کی اصل آب سے ہی اسطور پر کہ اول السی وغیرہ جو چیزین روغن کشی کی ہین اُنکو پانی مین خوب تر کرکے بھیگا رکھتے ہین اگر تر کرکے بھیگا نہ رکھین تو روغن نہایت ہی کم نکلے بس پانی روغن کو بڑھاتا ہی آخر پھر یہی روغن پانی کی ضد ہو جاتا ہی کہ پانی سے چرچراتا ہی اور جلتا نہین بس جبکہ روغن کو پانی سے سرشتہ کیا ہی اور اصل مین اسکے پانی تھا تو کیا سبب جو آب یار وغن باہم ضد ہو جاتے ہین ایسے ہی گل خارسے ہی اور خار گل سے حالانکہ دونون ایک دوسرے کی ضد اور ایک دوسرے سے جنگ مین پھر یہ جنگ ہی یا یہ جنگ نہین ہی کوئی حکمت ہی جیسے جنگ خرفروشون کی صنعت و بناوٹ ہوتی ہی یہ بھی بظاہر لڑتے ہین باطن مین ایک ہوتے ہین یا نہ حکمت ہی نہ صنعت ہی مقام حیرانی کا ہی تو اب اس مین خزانہ ڈھونڈنا چاہیے کیونکہ حیرت محمود ہی معرفت ہی جو خزانہ ہی اور بھی حیرت ویرانہ اُس خزانہ کا اسی مین ملیگا مگر جس خزانہ کا تو توہم کرتا ہی لے مال دنیا یہ وہ خزانہ نہین ہی اسی کے توہم سے تو تو اسکو کھوئے ہوے ہی تو اپنے وہم و فکرون کو ایسا جان جیسے آبادی پھر یہ تو معلوم ہی کہ آبادی خزانون کی جگہ نہین ہی بس اس آبادی مین جو وہم و رائے ہین ہستی خودبینی اور جنگ ہی

۴۰

یعنے قیل وقال وخصومت باہمی اور جوان مراتب سے گذرکے نیست ہوگئے ہین انکو ننگ وعار ہی نہ یہ کہ ہست نیستی کی فریاد کرے اونیستی اُسکو ناگوار ہو بلکہ نیست اُس ہست کو خوشی خوشی چھوڑدیتا ہی اور وا دادیعنے حوالہ کر دیتا ہی مطلق پروا نہین کرتا تو یہ مت کہ کہ مین نیست سے بھاگتا ہون اور لذائذ جسمانی سے متلذذ ہوتا ہون بلکہ وہ خود تجھسے بھاگتی ہی تو ذرا ٹھہر تو کسواسطے کہ وہ لذت روحانی ہی اور تو اسیر لذت جسمانی کا پھر تجھسے کیسے نہ بھاگے وہ ظاہر تجکو بلاتی ہوا ور تیری رغبت اُدھر ہوتی ہی اور درحقیقت دُنڈہ رد کالے تیرے پیچھے ہی کہ تجکو بھاگتی رہتی ہی آہی سلیم تو سلیم الطبع ہی سمجھتا نہین یہان فعل واثر گونہ ہی یعنے اُلٹا معاملہ ہی جیسے فرعون کو نفرت کلیم سے تھی ایک قوم تو ایسے ہین کہ ہرچند آتش سوزان مین ہین مگر مثل گلاب کے خندان اور شگفتہ ہین جیسے وہ اپنی آگ مین خندان ہوا اور آگ اُسکی رنگ اُسکا اور ایک قوم وہ ہین کہ گو گلستان مین ہین مگر با رنج و درد ہین پہلے تو نیستی والے ہین کہ ہر حال مین خوش دوسرے ہستی والے کہ کیسا ہی عیش وآرام ہو مگر رنج وفکر سے خالی نہین **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے گنج باید جست کے گنج بایمنج

سبب حرمان اشقیا کہ خسر الدنیا والآخرۃ یعنی زیانکار ہوا دنیا وآخرت کا

قولہ چون حکیمک اعتقادی کردہ است ✦ کاسمان بیضہ زمین چون زردہ است ✦ گفت سائل چون باند این خاکدان ✦ درمیان این محیط آسمان ✦ ہمچو قندیلے معلق در ہوا ✦ نے باسفل میرود نے بر علا ✦ آن حکیمش گفت کز جذب سما ✦ از جہات شش بماند در ہوا ✦ چون زمقناطیس قبہ ریختہ ✦ درمیان ماند آہنے آویختہ ✦ آن دگر گفت آسمان باصفا ✦ کے کشد در خود زمین تیرہ را ✦ بلکہ دفعش میکند از شش جہات ✦ زان بماند اندرمیان عاصفات ✦ پس زدفع خاطر اہل کمال ✦ جان فرعونان بماند اندر ضلال ✦ پس زدفع ایشان وآنچنان ✦ ماندہ انداز بیرہان بے این وآن ✦ سرکشی از بندگان ذوالجلال ✦ وانکہ دارند از وجود تو ملال ✦ کہربا دارند چون پیدا کنند ✦ گاہ ہستی مر ترا شید اکنند ✦ کہربائے خویش چون پنہان کنند ✦ زود تسلیم تراطفیان کنند ✦ آنچنان کہ مرتبہ حیوانیست ✦ گو اسیر و سنبہ انسانیست ✦ مرتبہ انسان بدست اولیا ✦ سنبہ چون حیوان شناسش ای کیا ✦ المعنی حکیمک مین کاف تصغیر و تعظیم وتحقیر دونون کا ہوسکتا ہی مقناطیس بالکسر سنگ کہ لوہے کو کھینچتا ہی ریختہ دُھالا ہوا عاصفات ہوا ہاے تند طغیان ازحد گذشتن سنبہ بالفتح فریفتہ وچیزے چرب کیا خداوند وپاکیزہ و پہلوان فرماتے ہین کہ جب حکمانے یہ اعتقاد کیا ہی کہ آسمان مثل انڈے کے ہی اور زمین ایسی جیسے زردی تو ایک سائل نے پوچھا کہ اس خاکدان یعنے دنیا کا درمیان محیط آسمان کے کیا حال ہی کہا یہ قندیل کیطرح معلق ہی کہ نہ نیچے جاتی ہی نہ اوپر چڑھتی ہی اُس حکیم نے کہا کہ شرق غرب جنوب شمال تحت فوق چھوڑون طرف سے آسمان کی کشش ہی اس سبب سے یہ بیچ مین رہگئی ہی جیسے مقناطیس سے ایک چھوٹا سا قبہ ڈھال کے اُسمین کوئی چیز آہن کی چھوڑدیجاے کہ ہر طرف کی کشش سے بیچ مین

معلق رہجائیگی دوسرے حکیم نے کہا کہ آسمان بڑی صاف شفاف شے ہی وہ ایسی زمین سی تیرہ مکدر شے کو اپنی طرف کیون کھینچیگا کہ غیر مناسب ہی بلکہ چھوؤن طرف سے وہ اُسکو مالتا اور دفع کرتا ہی اس سبب سے یہ تند ہواؤن کے درمیان مین رُکی ہوئی ہی بس ایسے ہی یہ سمجھ لو کہ جو لوگ فرعون طینت ہین اُنکو بھی اہل کمال ہر طرف سے دفع کرتے ہین اسوجہ سے انکی جان گمراہی مین رہگئی اور اُس جہان کے لوگ اور اُس جہان کے جو دونون انکو دفع کرتے ہین اسواسطے بدون ہدایت اسکی اور اسکی پیراہ ہوگئے ہین افسوس تو خدا کے خاص بندون سے جو انبیا اور اولیا ہین سرکشی کرتا ہی اور یہ نہین جانتا کہ وہ تو خود تجھسے ملال رکھتے ہین پھر تیری سرکشی کیا ہی ورنہ انکے پاس ایسا مہرہ کہا ہی کہ اگر چاہین تو تیری ہستی کے تختہ کو شید اکرلین تو خود بخود اُنکی طرف کھنچے آور جو اس کہربا کو اپنے پیچھے لین تو فوراً تیری تسلیم و رضا کو کفر و طغیان بنادین ایسا جیسا کہ وہ مرتبہ حیوانی کا کہ وہ گرفتار و فریفتہ انسانی کا ہی یعنے درحقیقت ہی تو وہ مرتبہ حیوانی مگر اُسکے ایسے گرفتار و فریفتہ ہین کہ اُسکو مرتبۂ انسانی جانتے ہین سو یہ دور ہی یہ تو اولیا کے ہاتھ اور قبضہ مین ہی وہ انسانی مرتبہ کو پہونچے ہین اور یہ جو شعبہ ہی اسکو ای دانا مثل حیوانی کے جان یہ مرتبہ انسانی نہین ہی قولہ بندۂ خود خواند احمد در رشاد ۔ جملہ عالم را بخوان قل یا عباد ۔ عقل تو ہمچون شتربان تو شتر ۔ میکشاند ہر طرف در حکم مر ۔ عقل عقلند اولیا و عقلہا ۔ بر مثال اشتران ناانتہا ۔ اندر ایشان بنگر آخر ز اعتبار ۔ یک قلاوز است جان صد ہزار ۔ چہ قلاوز چہ اشتربان بہاب ۔ دیدۂ کان دیدہ بیند آفتاب ۔ تک جہان در شب بماند سیخ دوز ۔ منتظر موقوف خورشید ست و روز ۔ اینت دریاے نہان در زیر کاہ ۔ پا برین کہ ہین منہ با اشتباہ ۔ اینت خورشید نہان در ذرۂ ۔ شیر نر در پوستین برّۂ ۔ اشتباہی وگمانے در درون ۔ رحمت حق ست بہر رہنمون ۔ ہر یکے فرد آمد در جہان ۔ فرد بود دو صد جہانش در نہان ۔ عالم کبرے بقدرت مسخرہ کرد ۔ کرد خود را در کمین نقشے نورد ۔ البمانش فرد دیدند و ضعیف ۔ کے ضعیف ست آنکہ باشد شد شریف ۔ البمان گفتند مردے بیش نیست ۔ وای آنکو عاقبت اندیش نیست ۔ عاقبت دیدن بود از کاہلی ۔ دور بودن ہر نفس از جاہلی ۔ المعنی رشاد بفتح راہ راست پر آمد قلاوز بفتح اول و ضم واو و راہبر ہر اول لشکر اور سوار محافظ لشکر اینت یعنی ای عالم کبرے جہان عالم صغرے انسان مسخرہ بالفتح بیگار و تسخر حضرت احمد صلے اللہ علیہ وسلم نے بحکم خدا تعالے رشاد اور راہ راست بتانے کے معاملہ مین جملہ عالم کو اپنا بندہ کہا ہی چنانچہ قل یا عبادی کہ ای محمد ای بندو میرے کلام الٰہی سے ثابت ہی عقل تیری مثل شتربان کے ہی اور تو شتر ہی اور تیری نکیل اُسکے ہاتھ مین وہ ہر چیز تلخ کی طرف تجکو کھینچتی ہی اور اولیا کا یہ حال کہ وہ عقل کی عقل ہین اور جملہ عقلین لا انتہا مثل اونٹ کے جنکی زمام انکے ہاتھ مین ہی انمین ذرا عبرت کی نظر سے دیکھ کہ ایک محافظ ہی اور لاکھون جانین اب کہتے ہین قلاوز کیا اور شتربان کیا تو ایسی آنکھ پیدا کر کہ جو آنکھ آفتاب کو دیکھے دیکھ رات مین جہان کیسا سیخ دوز رہتا ہی ای بندو مسدود اور منتظر و موقوف برآمد روز و خورشید ظاہر کہ رات مین کام جہان کے بند ہو جاتے ہین سیخ دوز کہنے سے اشارہ بشدت بند ہونے کا ہی اور نیز بعادت ستارگان

کہ بمنزلہ سخن کے ہین پس خورشید مراد شخص کامل سے ہی کہ کاروبار معنی کا اُسپر موقوف ہی اور وہ کامل عجیب خورشید ہی کہ درحقیقت ہی تو آفتاب اور ذرہ مین چھپا ہوا اور ہی شیر نر لیکن پوستین برہ کا پہنے ہوے یعنے بظاہر حقیر وضعیف اور باطن نہایت عزیز وقوی اور عجب دریا زیر کاہ ہی جیسے کاریزمین کہ نیچے پانی ہوتا ہی اوپر گھاس سے پٹا ہوا اور بند تو اس کا پر خبردار شبہہ کے ساتھ پانون مت رکھ کہ اُسکے نیچے دریا چھپا ہوا ہی یہ دونون شعر متن مین لوٹ پوٹ ہوگئے ہین ٹھیک یون ہی ہین جس ترتیب سے مین نے معنی لکھے اور جو بظاہر اُنکو حقیر دیکھکے لوگون کے دل مین اشتباہ وگمان پیدا ہوتے ہین کہ کامل ہی یا غیر کامل یہ اشتباہ خدا کی رحمت ہی لوگون پر کہ اگر یقین انکو کامل ورہنمون جان لین اور پھر بھی انحراف کرین تو ضرور عتاب الٰہی مین پڑین ہو پیمبر تنہا جہان مین تشریف لائے گو تنہا تھے بظاہر مگر پوشیدہ لشکرون جہان کے ساتھ تھے اُس عالم کبری کو اپنی قدرت سے مسخر کیا اور آپ کو ادنے سے ادنی نقش مین لپیٹا یعنے عجز وانکسار اختیار کیا احمقون نے اُن کو تنہا اور ضعیف دیکھا یہ نجانا کہ جو شخص بادشاہ کا دوست ہی وہ ضعیف کیسے ہی احمقون نے اُنکو کہا کہ وہ ایک ہی ہی اور تنہا اور وا ے اُنپر اس بات مین کہ عاقبت اندیشی نہ کی کہ وہ ایک کیسے مین جنکا مالک سارے جہان کا مددگار ہی بس یہ کوتہ اندیش ناقص عاقبت اندیش کیسے ہوتے کہ عاقبت اندیشی کاملون کا کام ہی اور ہر دم جاہلون سے دور رہنا انھین کا طریقہ ہی

حقیر دیکھنا دشمنون کا صالح اور صالح کے ناقہ کو جب خدا چاہتا ہی کہ کسی لشکر کو ہلاک کرے تو انکی نظر مین دشمنون کو حقیر دکھلاتا ہی وَاِذْ یُرِیْکُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْٓ اَعْیُنِکُمْ قَلِیْلًا وَّیُقَلِّلُکُمْ فِیْٓ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا یعنے ایسا وقت ہی کہ دکھلائے اللہ تعالی کافرونکو جسوقت مقابل ہو تم تمھاری آنکھون مین قلیل اور قلیل تمکو اُنکی آنکھون مین تاجاری کرے اللہ اُس کام کو جو لوح مین کیا گیا ہے

قولہ بشنو اکنون قصۂ صالح روان ✦ بگذر از صورت طلب معنی آن ✦ زانکہ صورت بین نہ بیند عاقبت ✦ عاقبت بینی بیابی عافیت ✦ ناقہ صالح بصورت بد شتر ✦ پے بریدندش زجہل آنقوم مر ✦ ازبرائے آبجو خصمش شدند ✦ آب کورونان کو رایشان بدند ✦ ناقہ اللہ آب خوردازجوے مین ✦ آب حق را داشتند از حق دریغ ✦ ناقہ صالح چو جسم صالحان ✦ شد کہینے درہلاک طالحان ✦ تابران امت بحکم مرگ ودرد ✦ ناقۃ اللہ وسقیاہا چہ کرد ✦ شحنۂ قہر خدا زایشان بجست ✦ خونہاے اشتر شہرے درست ✦ روح صالح برمثال اشتری ست ✦ نفس گرہ مردار چون پے بریست ✦ روح ہمچون صالح وتن ناقہ است ✦ روح اندر وصل وتن در فاقہ است ✦ روح صالح قابل آفات نیست ✦ زخم برناقہ بود بر ذات نیست ✦ روح صالح قابل آزار نیست ✦ نور یزدان سنبۂ کفار نیست ✦ روح ازان پوست باشد سے نہان ✦ تاش آزار ندبیند امتحان ✦ ہمچو کازار این آزار اوست ✦

آب این خم متصل با آبجوست ❊ زان تعلق کرد باجیش آبرو ❊ تا کہ گردد جملہ عالم را پناہ ❊ کس نیابد بر دل ایشان ظفر ❊ بر صدف آید ضرر نے بر گہر ❊ ناقہ جسم ولی را بندہ باش ❊ تا شوی بار روح صالح خواجہ تاش ❊ گفت صالح چونکہ گردد این حسد ❊ بعد سہ روز از خدا نقمت رسد ❊ بعد سہ روز دگر از جانستان ❊ آتشے آید کہ دارد سہ نشان ❊ رنگ روے جملہ تان گردد دگر ❊ رنگ رنگ مختلف اندر نظر ❊ روز اول روے نان چون زعفران ❊ در دوم رو سرخ چون ارغوان ❊ المعنی طالع مرد بدکردار پدید بریدن کونچے مارنا نقمت بلا ارغوان بالفتح گل سرخ رنگ فرماتے ہین اب مجھسے قصہ صالح پیغمبر اور اُنکی قوم ثمود کا سن اور جلدی صورت کو چھوڑکے اُسکے معنی کی طرف کہ کوئی صورت معنی سے خالی نہین ہی رجوع کر اور معنی کو ڈھونڈہ اُس سبب سے کہ صورت مین عاقبت و انجام کو نہین دیکھتا اور جو عاقبت کو دیکھتا ہی وہی عافیت پاتا ہی حضرت صالح کا ناقہ صورت مین شتر تھا اُنکی قوم نے جو تلخ خو تھی اُسکے کونچین ماردین اور مختصر قصہ اسکا یہ کہ اُنکی قوم طالب معجزہ کی ہوئی اُنکی دعا سے ایک پتھر پھٹ کے اُسمین سے ایک ناقہ نکلا اور اُسی وقت بچہ جنا جیساکہ اُن لوگون نے چاہا تھا اور وہ پانی بہت پیتا تھا یہ اپنے مویشی کے پیاسے رہنے کے لحاظ سے اُسکو پانی سے روکتے تھے صالح نے کہا ناقہ اللہ کو پانی سے مت باز رکھو ایک دن اپنے مویشی کو پلاؤ ایک دن اُسکو پینے دو یہ بات اُنپر بھاری پڑگئی اور ایک شقی نے اُسکے کونچین ماردین صالح نے سُنکر کہا جب تک اُسکا بچہ تم مین ہی جب تک خیر ہی اور بچہ بھاگ کے پہاڑ مین غائب ہوگیا پھر صالح نے کہا تین دن بعد ہلاک ہوجاؤگے چنانچہ بعد مین اُسکا بیان ہی اور وجہ کونچین مارنے کی یہ تھی کہ پانی کے پیچھے اُسکے دشمن ہوگئے حق تو یہ ہی کہ خدا تعالے کے آب کو اور نان کو رکھتے کہ خدا کے آب و نان کا حق نہ پہچانا اور اُسکے ناقہ کے پانی دینے کے روادار نہوے اُسکے ناقہ نے پانی پینے کی نہر سے پیا اور انکو آب حق کا حق کو دیتے ہوے دریغ آیا بس وہ ناقہ صالح کا مثل جسم صالح لوگون کے اِن بدکردارون کے ہلاک کے واسطے ایک کمین بنگیا جسکی سبب سے ہلاک ہوے آب دیکھو کہ اُس امت پر موافق حکم مرگ وردے اس ناقہ اللہ نے کیا کیا جسکی نسبت فرمایا تھا نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيَاهَا یعنے یہ ناقہ اللہ کا ہی اسکا پانی بند مت کرو جب نافرمانی کی شحنہ قہر خدا کا اُچھل پڑا اور کہا ایک اونٹ کا خون بہا ایک شہر مین ہی یعنے اسکے عوض مین ایک شہر غارت کرونگا آب مقولے مولانا رحمہ کے ہین روح صالح ایسی ہی جیسے اشتر اور نفس گمراہ جیسے پے بُر کو نچین مارنے والا کہ چلنے نہین دیتا پھر کہتے ہین کہ روح مثل صالح کے ہی اور تن اُسکا ناقہ بس روح تو وصل مین ہی اور تن ناقہ یعنے رنج مین روح صالح قابل آفات کے نہین ہی زخم ناقہ پر ہی اُسکی ذات پر نہین ہی روح صالح قابل آزار کے نہین ہی اور روح خدا کا نور ہی یہ کفار پر فریفتہ نہین بلکہ اُنسے بیزار روح کفار کی اس سبب سے تن کے ساتھ پوشیدہ اور پیوستہ ہوئی ہی کہ یہ اُسکو ستائین اور وہ اُن کا امتحان دیکھے اور ستانا ہی کفر کہ روح کو ازبس ناگوار ہی اور یہ کفار اس سے بیخبر کہ روح کا آزار خدا تعالے کا آزار ہی

کسواسطے کہ اس خم کا پانی نہر سے ملا ہوا ہی اور اولیا کی روح کا تعلق جسم کے ساتھ اسواسطے کیا ہی کہ وہ عالم پناہ ہوے
اور عالم کو بلیات سے بچائے رہے انکے دل پر کوئی ظفر یاب اور غالب نہین ہوتا اسواسطے کہ جب کوئی ضرر آتا ہی
تو صدف پر آتا ہی گہر پر نہین آتا تو جہانتک ہوسکے جسم ولی کے ناقہ کا بندہ بن تو روح صالح کا خواجہتاش ہوجائے
آیندہ پھر بیان قصہ صالح کا ہی یعنے صالح نے کہا کہ جب تمنے یہ حسد کرکے ناقہ کو ذبح کردیا تو جان لو کہ تین دن بعد تمپر
خدا کی بلا نازل ہوگی یعنے تین روز بعد جو دن جانستان آئیگا تو آتش آئیگی اُسکے تین نشان ہونگے تمھارے سکے
رنگ بدلجائینگے اور رنگ رنگ مختلف کا تمکو نظر آئیگا پہلے دن تو منھ تمھارے زرد مثل زعفران کے ہوجائینگے اور دوسرے
روز سرخ مثل ارغوان کے **الخلاف** شرح بحر العلوم مین نہ بیند عاقبت کو یہ بیند اور نان کو رکو بتور روح ازان کی جگہ
حق اور بجاے آتشے کے فتے کہ آتش کا آنا ثابت ہی اسی کتاب سے اور ارغوان کی جگہ بھی زعفران کہ نہ رنگ ٹھیک
نہ قافیہ **قولہ** در سوم گردد ہمہ روہا سیاہ ✤ بعد ازان اندر رسد قہر آلہ ✤ گر نشان خواہید ازمن این وعید ✤ کرہ ناقہ
بسوے کہ دوید ✤ گر تو اندیشش گرفتن چارہ ہست ✤ ورنہ خود مرغ امید از دام جست ✤ چون شنید ند این ازو جملہ
تبک ✤ در پے اشتر دوید ند ے چو سگ ✤ کس نتانست اندران کرہ رسید ✤ رفت در کہسار ہا شد ناپدید ✤ چو
روح پاک کو از ننگ تن ✤ میگریزد جانب رب المنن ✤ گفت دید یداین قضا مبرم شدست ✤ صورت امید را
گردن زدست ✤ کرہ ناقہ چہ باشد خاطرش ✤ کہ بجا آرید زا حسان وبرش ✤ گر بجا آید دلش رستید زان ✤ ورنہ
نومیدید ساعد را گزان ✤ چون شنید ند این وعید منکدر ✤ چشم بنہاد ند آزا منظر ✤ روز اول روی خود دید ند زرد ✤
میز دند از نا امیدی آہ سرد ✤ سرخ شد روے ہمہ روز دوم ✤ نوبت امید و تو برگشت گم ✤ شد سیہ روز سوم روے ہمہ
حکم صالح راست شد بے ملمہ ✤ در نبی آورد جبریل امین ✤ شرح این زانو زدن راجا خمین ✤ زانو آندم زن کہ تعلیمت
کنند ✤ وز چنین زانو زدن ہیمت کنند ✤ منظر گشتند زخم قہر را ✤ قہر آمد نیست کرد آن شہر را ✤ صالح از خلوت بسوے
شہر رفت ✤ شہر دید اندر میان دود و تفت ✤ **المعنی** وعید وعدہ عذاب مبرم محکم واستوار بر مخفف برشد دیعنی
نیکی و احسان منکدر بالضم تیرہ ملمہ بالضم جنگ عظیم ماخوذ از لحم جہیم بالفتح سرگشتگی تفت بالفتح سوختہ وغضبناکی نینوی تیسرے
دن سبکے منھ سیاہ ہوجائینگے پھر قہر خدا آئیگا اور اگر یہ کہو کہ ہم اس بات کو کیسے سچ جانین کوئی نشان تو بھی اسکا ہی تو وہ
یہ ہی کہ بچہ اس ناقہ کا پہاڑ مین بھاگ گیا ہی اگر اسکو پکڑلاؤ گے تب تو بن پڑیگی ورنہ جان لو کہ مرغ امید کا تمھارے دام
سے نکلگیا جب صالح سے یہ بات سنی سب مثل کتے کے کرہ کی طرف دوڑے مگر کوئی اُسکو نہ پاسکا وہ بھاگ کے
پہاڑون مین گھس گیا اور غائب ہوگیا اُس تک کوئی نہ پہونچ سکا جیسے جان پاک ننگ تن سے رب المنان کیطرف
بھاگتی ہی صالح نے کہا دیکھتے اب یہ حکم مبرم ہوگیا جو ٹلنے والا نہین اور کوئی صورت امید کی آئین نہ رہی امید
کی گردن ماردی گئی پھر مقولہ صالح کا ہی کہ بچہ ناقہ کا کیا ہی خاطر اُسکی ہی کہ اُسکو احسان ونیکی سے راضی کرو اگر راضی

کروگے عذاب سے خلاصی پاؤگے ورنہ تم نومید ہو اپنے ہاتھ کاٹو افسوس کرو جب یہ وعید مکرر کرنے والا انھون نے سُنا نا چار ہوکے اُس وعید کے منتظر ہوے غرض وہی ہوا کہ پہلے دن مُنھ اُنکے زرد ہوگئے یہ اُنکو دیکھکے تُمنڈی سانسین بھرنے لگے دوسرے دن سب کے مُنھ سُرخ ہوگئے اب نوبت امید و توبہ کی گم ہوگئی باقی نہ رہی تیسرے دن سب کے مُنھ کالے ہوگئے حکم صالح کا بے جنگ وجدال ٹھیک ہوگیا یہ دوزانو ہوکے دعاوزاری مین مصروف ہوے جس دوزانو ہونے کو قرآن مجید مین جبریل نے جاثین کے ساتھ شرح کیا ہی یعنے اوندھے گرنیوالے وہو ہذا فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِہِمْ جَاثِمِیْنَ یعنے صبحکو اپنے گھرون مین ہلاک ہوگئے اب مقولہ مولانا رح کا ہی یعنے دوزانو اور مودب ہونا تو اُسوقت چاہیے جسوقت تعلیم کرین ایسے دوزانو ہونے مین تو تجکو سرگشتہ ہی کرینگے بہرحال منتظر قہر کے ہوے آخر ایسا قہر آیا جو نیست کرنے والا شہر کا تھا صالح خلوت سے شہر کی طرف گئے شہر کو دیکھا کہ دود آتش مین بھرا ہوا ہی **الخلاف** شرح بحر العلوم مین بجاے گفت دیدند دیدند اور منکر کو منکر نہیں کہا ہی **قولہ** نالہ از اجزاے ایشان مے شنید ✤ نوحہ پیدا نوحہ گویان نا پدید ✤ گریہ چون از حد گذشت وہاے ہاے ✤ گریہ ہاے جان گزاے دلرباے ✤ زاستخوان ہا شان شنید اونالہا ✤ اشک خون از جان شان چون ژالہا ✤ صالح این بشنید و گریہ ساز کرد ✤ نوحہ بر نوحہ گران آغاز کرد ✤ گفت اے قوے بباطل زیستہ ✤ وز شما من پیش حق بگریستہ ✤ حق بگفتہ صبر کن بر جور شان ✤ پند شان دہ بس نماند از دور شان ✤ من بگفتہ پند شد بند از جفا ✤ شیر پند از مہر جوشد و ز صفا ✤ بسکہ گردید از جفا بر جای من ✤ شیر پند افسردہ در گہاے من ✤ حق مرا گفتہ تر الطفے دہد ✤ بر سر آن زخمہا مرہم نہد ✤ صاف کردہ حق دلم را چون سما ✤ روفتہ از خاطرم جور شما ✤ در نصیحت من شدہ بار دگر ✤ گفتہ امثال و سخنہا چون شکر ✤ شیر تازہ از شکر انگیختہ ✤ شیر و شہدے با سخن آمیختہ ✤ در شما چون زہر گشتہ آن سخن ✤ زانکہ زہرستان بدید از بیخ و بن ✤ چون شوم غمگین کہ غم شد سرنگون ✤ غم شما بود یدای قوم حرون ✤ ہیچکس بر مرگ غم نوحہ کند ✤ در ہلاک دشمنان موبر کند ✤ المعنی حرون بفتح سرکش اور صالح نے دیکھا جو کچھ اجزا اُنکے استخوان وغیرہ سے رہگئے تھے اُنسے نوحہ تو ظاہر تھا اور نوحہ گرنا پیدا تھے گریہ حد سے گذرا اور ہاے ہاے اور کیسا گریہ جس سے جان سننے والون کی ایذا پائے اور دل از خود رفتہ ہوجائے اُنکی ہڈیون سے نالے سُنے اور اشک خون اُنکی جانون سے مثل اولون کے تھے صالح یہ سنکے رونے لگے اور اُن نوحہ گرون پر نوحہ شروع کیا اور کہا ایقوم تم وہ ہو کہ باطل مین اپنی عمر تیر کی تمھاری ایذا سے مین خدا کے سامنے رویا خدا نے کہا کہ اُنکے ظلم پر صبر کرا اور نصیحت کہ اُنکا وقت اب ہوچکا ہی مین نے کہا کہ پند تو اُنکے ظلم سے بند ہوگئی پند تو ایک شیر ہی جو مہر و صفا سے جوش کرتا ہی از بسکہ جور و جفا اُنھون نے میرے موقعون پر کیے ہین شیر نصیحت کا میری رگون مین ٹھٹھر کے جگیا حق نے مجھسے کہا کہ مین تجھپر لطف کرونگا تیرے زخمون پر مرہم رکھونگا بس اللہ تعالے نے میرے دلکو آسمان کی طرح صاف کردیا اور میری خاطر سے تمھارے ظلم کو جھاڑ ڈالا پھر مین نے تمکو دوبارہ نصیحت کی اور باتین

اور مثالین شیرین ہیجو شکر سنائین تازہ شیر شیرینی سے پیدا کیا اور شیر و شہد باتون مین ملایا وہ باتین میری تم مین زہر ہو گئین اسواسطے کہ سر پاؤن سے تم خود زہرستان تھے بس بقول مشہور ع درکان نمک ہرچہ درافتا دنمک شد ✤ اب مین بیمغز مگین کیون ہوؤن اسلیے کہ غم سرنگون ہوا یعنے اے قوم حرون تم ہی خود غم تھے اسکو تو بتا دیجئے مرگ غم پر نوحہ کیا ہویا دشمنون کے مرنے سے اپنے بال کھسوٹے ہون الخلاف شرح بحر العلوم مین نالہ کونا کہ اور جانگزا کو جانفزا اور بجاے درہلاک دشمنان ریش سرچون شد لکھا ہے قولہ روبخود کرد و بگفت اے نوحہ گر ✤ نوحات رای نیز ند این نفر ✤ کز مخوان اے راست خوانندہ ببین ✤ کیف آسی خلف قوم کافرین ✤ باز اندر چشم دل او گریہ یافت ✤ رحمتی بے علتے بروے بتافت ✤ قطرہ ے بارید و حیران گشتہ بود ✤ قطرۂ بے علت از دریاے جود ✤ عقل او میگفت کین گریہ زچیست ✤ یہ چنان افسوسیان شاید گریست ✤ برچہ میگریی بگو بر فعل شان ✤ بر سیاہ کینہ بر بفعل شان ✤ بر دل تاریک پر زنگار شان ✤ بر زبان زہر ہیجون مار شان ✤ بر دم و دندان سگسار انہ شان ✤ بر دہان و چشم کژ دم خانہ شان ✤ بر ستیز و تسخر و افسوس شان ✤ شکر کن چون کرد حق محبوس شان ✤ دست شان کژ پاے شان کژ چشم کژ ✤ مہر شان کژ صلح شان کژ خشم کژ ✤ از پے تقلید و از روایات نقل ✤ پا نہادہ بر سر این پیر عقل ✤ ہیر خرنے جملہ گشتہ پیر خر ✤ از زبان و چشم و گوش و ہمدگر ✤ المعنی نفر بفتحتین گروہ مردم از یک تا دہ و نیز یک کس افسوس طنز و ظرافت و تسخر تسخیر بالفتح تسخر یعنے بعد اسکے صالح نے اپنی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ اے نوحہ گر نوحہ تیرا ان لوگون کے مناسب حال ولائق : مین ہی تو ٹیڑھی بات مت کہہ دیکھہ تو کیف آسی اپنے قوم کافرین کے کیسا لگا ہوا ہے یعنے کیسے غم کھاؤن قوم کافرون پر جسپر انھون نے اپنی چشم دل مین گریہ پایا سو یہ گریہ رحمت بے علت کا تھا اے خاص الخاص رحمت خدا بے علت و بے سبب آنسو کا مینھہ برساتے تھے اور حیران تھے اور یہ آنسو بے علت تھے صرف دریاے جود الٰہی سے عقل انکی کہتی تھی کہ یہ گریہ تیرا کس سبب سے ہے کیا ایسے افسوسیون پر رونا لائق ہے آیا یہ رونے کے قابل ہین بتا تو کس بات پر روتا ہے آیا انکے فعل پر اور انکی سیاہ کینہ پر یا انکی نعل بدپر یعنے الٹی چال پر یا ان کے دل تاریک پر زنگار پر یا زبان ہیجو مار پر یا انکے دم و دندان جو سگ کے سے تھے اُنپر یا انکے دہان و چشم پر جو کژدم خانہ تھے کہ منھ سے بات نکالتے تھے جب یا آنکھ سے دیکھتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بچھو ڈنک مار رہے ہین یا انکی لڑائی اور تسخر و طنز پر شکر نہین کرتا کہ خدا تعالے نے انکو قید کر دیا تجکو انسے محفوظ کر دیا جنکے ہاتھ ٹیڑھے پاؤن ٹیڑھے آنکھین ٹیڑھی محبت ٹیڑھی صلح ٹیڑھی غصہ ٹیڑھا مراد اس سے افعال اعمال سوجھ بوجھ عادت وطینت ہی سب ٹیڑھے تقلید اور نقلین کرکے پیر عقل کے سر پاؤن رکھا اور اسکو پامال کیا کوئی پیر کا خریدار نہین جو مراد اپنی ذات سے ہی اور سب بوڑھے گدھے اپنی زبان و چشم و گوش سے کہ نہ منھ سے اچھی بات کہتے تھے اور نہ آنکھ سے بُرے بھلے کو دیکھتے تھے نہ کان سے نصیحت سنتے تھے اور سب ایک سے الخلاف شرح بحر العلوم مین بدنعل کی جگہ بھی

بدفعل لکھا ہی کہ غلط قافیہ کا ہی برسر پر عقل کی جگہ برمال اگرچہ ہوسکتا ہی مگر سر پر عایت پاکے مناسب ہی
معنی اس آیت مین مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ یعنے اللہ تعالی نے دو دریا
پیدا کیے ایک تلخ ایک شیرین اور حال یہ کہ دونون ملے ہوے ہین اور ان دونون مین پردہ
ہی کہ ایک دوسرے پر غالب نہین ہوسکتا

قولہ از بہشت آور دیزدان بندگان ✤ تا نماید شان سقر پروردگان ✤ اہل نار و خلد را بین ہم دوگان ✤ درمیان شان
برزخ لا یبغیان ✤ اہل نار و اہل نور آمیختہ ✤ درمیان شان کوہ قاف انگیختہ ✤ اہل نار و نور باہم درمیان ✤ درمیان
شان بحر ژرف بیکران ✤ ہمچو درکان خاک وزر کرد اختلاط ✤ درمیان شان صد بیابان ورباط ✤ ہمچنان کہ عقد در
دروے شبہ ✤ مختلط چون میہمان یکشبہ ✤ صالح وطالح بصورت مشتبہ ✤ دیدہ بکشا بو کہ گردی منتبہ ✤ بحر را
نیمیش شیرین چون شکر ✤ طعم شیرین رنگ روشن چون قمر ✤ نیم دیگر تلخ ہمچون زہر مار ✤ طعم تلخ و رنگ مظلم قیر وار ✤
ہر دو بر ہم میزنند از تخت واوج ✤ بر مثال آب دریا موج موج ✤ صورت برہم زدن از چشم تنگ ✤ اختلاط جانہا
در صلح وجنگ ✤ موجہاے صلح برہم میزنند ✤ کینہا از سینہا برمیکنند ✤ موجہاے جنگ بر شکل وگرد ✤ مہرہا را میکند
زیر و زبر ✤ مہر تلخان را بشیرین میکشد ✤ زانکہ اصل مہرہا باشد رشد ✤ قہر شیرین را تلخی میبرد ✤ تلخ با شیرین کجا اندر خورد ✤
المعنی سقر بفتحتین نام دوزخ اختلاط آمیزش رباط بفتح مسافرخانہ عقد بالکسر سلک منتبہ بالضم آگاہ قیر بالکسر
ایک روغن بد بو سیاہ رنگ ہوتا ہی رشد سیدھا چلنا فرماتے ہین کہ خدا تعالی بہشت سے بندون کو دنیا مین لایا
بدین اعتبار کہ آدم علیہ السلام بہشت سے آئے جو ابو البشر ہین تو آنکھون لوگون کو دکھائے جو سقر پروردہ ہین
اب تو اہل نار و اہل خلد دونون کو دیکھ کیسا ہین برزخ لا یبغیان ہی یعنے پردہ جس سے ایک دوسرے پر غالب نہین
ہوسکتے کیسے اہل نار و اہل نور دونون باہم ملے ہوے ہین اور انکے درمیان مین ایک کوہ قاف اٹھا کے الگ
الگ کردیا ہی پھر فرماتے ہین کہ اہل نار و اہل نور دونون آپسمین گڈبڈ ہین اور دونون مین ایک دریا عمیق حائل
ہی جسکے کوئی اس پار ہی کوئی اُس پار ہو مراد اہل دنیا و اہل دین سے ہی جیسے کان مین خاک وزر ملے ہوے
ہوتے ہین اور انکی صنعت مین سیکڑون بیابان اور سیکڑون مکان فاصل ہین اور جیسے لڑی مین دُر و شبہ
اک پوتھ پروئی ہوئی اور سب مہمان رات کی رات کے ثبات وقرار سے بد اصالح اور طالح یعنے نیکوکار و بدکار
دونون ایک صورت کے ہین تو آنکھین کھول شاید اس بھید سے آگاہ ہوجاے کہ کون صالح ہی کون طالح
ایک دریا ہی کہ نصف اُسکا شیرین مثل شکر کے ہی اور میٹھا اور چاند کی طرح رنگ بھی روشن اور نصف اُسکا تلخ
مثل زہر سانپ کے اور کڑوا مزہ اور رنگ سیاہ جیسے قیر سیاہ رنگ اور بدبو ہوتا ہی دونون تخت و اوج سے
لوٹ پوٹ ہوتے ہین جیسے آب دریا کا موج موج ہوتا ہی مگر گڈبڈ اور آمیختہ ہوجانے کی صورت چشم سے تنگ ہی

چشم مین نہین آتی اور انکی جان کا اختلاط صلح و جنگ مین ہو موجین صلح کی ایک دوسرے پر مارتے مین کینون کو سینون سے نکال ڈالتے مین موجین ان کی جنگ کی دوسری شکل پر ہین کہ محبتون کو لوٹ پوٹ کر دیتی ہین محبت انکی تلخ لوگون کو شیرین کی طرف کھینچتی ہی اور شیرین کر دیتی ہی اسواسطے کہ محبتون کی اصل رشد ہی راستی راہ و ہدایت اور قہر انکا شیرین کو تلخ کر دیتا ہی اسلیے کہ تلخ و شیرین کا میل نہین بلکتا الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے بندگان کے بردکان دوسری مین دوکان کو ہمدکان لکھا ہی قولہ تلخ شیہین زین نظر نا پدید ۴ از دریچہ عاقبت تا نگرند دید ۴ چشم آخر بین تواند دید راست ۴ چشم اول بین غرور ست و خطاست ۴ اے بسا شیرین کہ چون شکر بود ۴ لیک زہر اندر شکر مضمر بود ۴ آنکہ زیرک تر بود بشناسدش ۴ چونکہ دید از دور ش اندر کشمکش ۴ آنکہ گیرد بشناسدش چون بوکند ۴ وان دگر چون بر لب و دندان زند ۴ وان دگر در پیش روے بے برد ۴ وان دگر چون مست بنہد کرورد ۴ پس لبش روشن کند پیش از گلو ۴ گرچہ نعرہ میزند شیطان کلو ۴ واندگر در دگلو پیدا کند ۴ واندگر را در بدن رسوا کند ۴ واندگر را در حدث سوزش دہد ۴ دمبدم زخم جگر دوزش دہد ۴ وان دگر را ایام و شہور ۴ وان دگر را بعد مرگ اندر قبور ۴ وردہندش مہلت اندر قعر گور ۴ لابد آن پیدا شود یوم النشور ۴ ہر نبات و شکری را در جہان ۴ مہلتے پیداست در دور زمان ۴ سالہا باید کہ تا از آفتاب ۴ لعل یابد رنگ رخشانی و تاب ۴ پنج سال و ہفت باید تا درخت ۴ یابد از میوہ رسانی فرنجت ۴ باز تزہ رد و ماہ اندر رسد ۴ باز تا سالے گل احمر رسد ۴ بہر این فرمود حق عزوجل ۴ سورۃ الانعام در ذکر اجل ۴ این شنیدی موبمویت گوش باد ۴ آنچہ وانست خوردی نوش باد ۴ آنچہ وان خوان نخوان این را سخن ۴ جان تو بین در تن حرف کہن ۴ نکتۂ دیگر تو بشنو اے رفیق ۴ ہمچو جان او سخت پیدا و دقیق ۴ المعنی مضمر بالضم پوشیدہ حدث بفتحتین وضو مین خلل پڑنا یوم النشور روز قیامت تزہ ہندی ساگ گل احمر گلاب بتائید صدر فرماتے ہین کہ یہ تلخ و شیرین اس نظر ظاہر سے نہین ظاہر ہوتا اسکو دریچۂ عاقبت سے دیکھ سکتے ہین کہ انجام کسکا کیا ہی کون خلدی ہی کون ناری اسکو تو چشم آخر بین ہی ٹھیک دیکھ سکتی ہی چشم اول بین غرور و خطا ہی یعنے اے مخاطب بہت عمل بظاہر ایسے شیرین ہوتے ہین جیسے شکر لیکن اُس شکر مین زہر چھپا ہوتا ہی اور زہر کیا ہی ریا و سمعہ اور فریب و مکر اور غرور اور قیمت اپنی دوسرے پر اور یہ مخفی عذاب خدا سے یا دخول مکر نفس کہ نفس کی خاطر کرتا ہی اور خدا کی مرضیون سے سمجھتا ہی اور علی ہذا لیکن اس زہر معنوی کی پہچان بہت دشوار البتہ جو زیرک تر ہین وہ تو دور ہی سے اسکی کشمکش دیکھ کے پہچان لیتے ہین کہ زہر معنوی ہی اور وہ کشمکش صفات مذکورہ سے کسی قسم کی ہو بعض ایسے ہین کہ اُسکو سونگھکے پہچانتے ہین کہ اسمین بو زہر کی ہی بعض ایسے کہ جب اُنکے لب و دندان تک پہونچ جاے یعنے چکھکے بعض ایسے کہ سامنے آتے ہی مراغ پا جاتے ہین بعض ہاتھ سے چھو کر رد کر دیتے ہین ان اشعار مین مراتب حس کے بیان فرمائے کہ سمع بصر شم ذائقہ لمس ہی اور نیز مدارج پہچاننے والون کے

بحسب ظاہر عادت کے پس یہ زہر کسی کے لب تک پہونچا اُسنے فوراً وہین سے اُسکو رد کیا گلے تک نہین چلنے دیا اگرچہ شیطان چلاتا رہا کہ کھاؤ یہ شکر ہی یہ وہی بات ہی کہ شیطان اپنے عمل کو اسکے عمل مین ایسا ملا دیتا ہی کہ یہ نہین جانتا اور کیے جاتا ہی شیطان سمجھنے نہین دیتا کرائے جاتا ہی اور جسکے گلو تک پہونچا اُسکا گلو گیر ہوا اور جسکے گلو سے اُتر کے بدن مین سرایت کی اُسکو رسوا کیا کسی کو حدث یعنے طہارت وضو غسل وغیرہ مین سوزش ڈالتا ہی اور زخم جگر دوز لگاتا ہی کہ گھڑون پانی خلاف حد شرع صرف وخراب کرین تاہم آپ کو طاہر سمجھین اور اس بات سے غافل کردے شعر بزہد وورع کوش وصدق وصفا ✦ ولیکن میفزاے بر مصطفا ✦ اور کسی کو بعد ایام وشہور کے تمیز ہوتی ہی اور کسی کو مرنے کے بعد قبر مین جب جانچ پرتال ہوتی ہی اور کسی کو گور مین بھی مہلت دیتے ہین اُسپر قیامت کے دن ظاہر ہوگا اور ضرور دیکھے گا کہ یہ عمل میرا زہر در شکر تھا اسلیے کہ ہر نبات و شکر یعنے میٹھی چیزون کے واسطے جو جہان مین ہوتی ہین ایک مہلت زمانہ کے دور کی لگی ہوئی ہی دیکھو لعل کیسی میٹھی عزیز شی ہی اُسکو بھی برسون درکار ہوتے ہین تب آفتاب سے رنگ وتاب درخشانی پیدا کرتا ہی درخت میوہ دار بھی پانچ سات برسمین بار ور ہوتا ہی اور نصیب کی خوبی جو میوہ ہی حاصل کرتا ہی ساگ وغیرہ جو گئی گذری چیزین ہین یہ بھی دو مہینے مین تیار ہوتی ہین اور گلرخ سال بھر مین اسی واسطے خداعزوجل نے سورۂ انعام مین ذکر اجل کا فرمایا وہوالذی خلقکم من طین ثم قضی اجلاً واجل مسمی عندہ وہ اللہ ایسا ہی جسنے پیدا کیا تمکو مٹی سے جیسے کہ پیدایش حضرت ابوالبشر کی مٹی سے ہوئی ہی پھر جاری کیا ایک وقت معین اور ہر شی کے وقت کا نام رکھا ہوا ہی اُسکے نزدیک پس یہ اوقات جو مذکور ہوے سب اُسکے معین کیے ہوے اور نامزد کیے ہوے ہین اب فرماتے ہین یہ باتین تو تونے سنین مگر خدا تعالے تیرے بال بال کو گوش بنا دے تا تو عمل کرے اور یہ آبجیوان ہی جو تونے پیا خدا تجکو نوشگوار کرے کہ تیرے رونگٹے رونگٹے مین رچ جاے تو اس جن کو سخن مت کہہ آبجیوان کہہ کہ حرفون کے پرانے تنون مین مین نے جان تازہ ڈالی ہی اے رفیق ایک نکتہ اور مجھسے سُن جان کی طرح نہایت ظاہر بھی ہی اور دقیق بھی ہی جیسے جان ہین دقائق ہین برخلاف شرح بحرالعلوم مین تا نند کو مانند و بجاے پیش روے پے کے مابوی روش کو روشن سمجھتے پیدا ست کی جگہ برہات لکھا ہی قولہ در مقامے ہست این ہم زہر مار ✦ از تصاریف خداے خوشگوار ✦ در مقامے زہر و در جائے دوا ✦ در مقامے کفر و در جائے روا ✦ در مقامی خار و در جائے چوگل ✦ در مقامے سرکہ در جائے چو مل ✦ در مقامے خوف در جائے رجا ✦ در مقامی منع در جائے عطا ✦ در مقامے فقر و در جائے غنا ✦ در مقامے قہر و در جائے رضا ✦ در مقامے جور در جائے وفا ✦ در مقامے بخل در جائے سخا ✦ در مقامے عیب در جائے ہنر ✦ در مقامے سنگ و در جائے گہر ✦ در مقامے درد در جائے صفا ✦ در مقامے خاک و جائے کیمیا ✦ در مقامے خذلل و جائے شکر ✦ در مقامے خشکی و جائے مطر ✦ در مقامی ظلم و جائے محض عدل ✦ در مقامے جہل و جائے عین عقل ✦ گر چہ اینجا اوگزند جان بود ✦ چو بدانجا در رسد درمان بود ✦

آب در غوره ترش باشد ولیک ✦ چون بانگوری رسد شیرین و نیک ✦ باز در خم میشود تلخ و حرام ✦ در مقام سرگگے نعم الاوام ✦ اینچنین باشد تفاوت در امور ✦ مرد کامل این شناسد در ظهور ✦ المعنی تصاریف بدل جانے اور گذر جانے والی چیزین مطر بفتحتین باران غوره ہوا و مجہول انگور خام ترش اوام بکسر ہندی سالن آن اشعارین مقامات متضاد کا بیان ہی کہ کامل کو انواع اقسام کے مقامات پیش آتے ہین کسی مقام پر تو زہر مار زہر ہی اور کہین اُسکے تصریفات سے وہی زہر خوشگوار ہی کہین زہر زہر ہی اور کسی مقام پر دوا کسی جگہ کفر کفر ہی اور کسی جگہ روا کہین خار خار کہین وہ خار گل کسی مقام پر سرکہ ہی کسی جگہ شراب ہی کوئی مقام خوف کا ہی کوئی رجا کا کوئی مقام منع کا ہی کوئی عطا کا کوئی جگہ فقر کی ہی کوئی غنا کی کوئی جگہ قہر کی کوئی خوشنودی کی کہین مقام جور کا ہی کہین وفا کا کہین بخل کا کہین سخا کا کسی مقام پر عیب عیب ہی کسی مقام پر ہنر اور کسی مقام پر ننگ ہی کسی مقام پر گہر کسی جگہ در کسی جگہ صفا کسی جگہ خاک اور کسی جگہ کیمیا کبھی خذلان ہی کبھی شکر کبھی خشکی کبھی مطر کسی ٹھکانے ظلم کہین محض عدل کہین جہل کہین عین عقل اگرچہ ایک مقام پر ایک شے گزند جان کی ہوتی ہی وہی دوسرے مقام پر علاج و درمان ہو جاتی ہی جیسے کچے انگور کا رس کھٹا ہوتا ہی لیکن جب انگور کے مقام پر پہونچتا ہی شیرین اور خوب ہو جاتا ہی پس وہی رس پھر جب خم مین جاتا ہی تلخ و حرام ہو جاتا ہی اور جب سرکہ کے مقام پر پہونچتا ہی تو اچھا خاصہ سالن ہی ایسے تفاوت امور کے اپنے اپنے مقامات پر بہت ہوتے ہین مرد کامل ہر ایک کے ظہور کے وقت ہر ایک کو پہچانے اور سمجھے یہ وہی بات ہی شعر اگر درویش برحالی بماندی ✦ سر دست از دو عالم برفشاندے ✦

درمعنی آنکہ جو کچھ ولی کامل کرے مرید کو نہین چاہیے کہنا کہ گستاخی ہی کہ حلوا طبیب کو نقصان نہین کرتا مریض کو نقصان کرتا ہی اور جاڑا اور برف یکے انگور کو ضرر نہین پہونچاتا تکے کو پہونچاتا ہی کہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر یعنے تاکہ بخشے اللہ تجکو تیرے گناہ جو سابق ہوے اور لاحق یعنی لگے پچھلے سب

قولہ گر مرے زہرے خورد نوشے بود ✦ ور خورد طالب تبہ ہوشے بود ✦ رب ہب لے از سلیمان آمدست ✦ کہ مدہ غیر مرا زین ملک دست ✦ تو مکن بر غیر من این لطف وجود ✦ این حسد را ماند اما آن نبود ✦ نکتہ لا ینبغی میخوان بجان ✦ سر من بعدے ز بخل آن مدان ✦ بلکہ اندر ملک دیدا وصد خطر ✦ مو بمو ملک جہان بدیم سر ✦ بیم سر بیم سر بیم دین ✦ امتحا نے نیست مارا مثل این ✦ پس سلیمان ہمتے باید کہ او ✦ بگذرد با صد ہزاران رنگ و بو ✦ با چنان قوت کہ او را بود ہم ✦ موج آن ملکش فروے بست دم ✦ خوان تو الکفیتا علے گر پیہ ✦ چون بماند از ملک و تخت خود تہی ✦ چون برو بنشست زین اندوہ کرد ✦ بر ہمہ شاہان عالم رحم کرد ✦ شد شفیع و گفت این ملک و لوا ✦ با کمالی دہ کہ دادی مرورا ✦ ہر کرا بدہی ز بخشی از کرم ✦ او سلیمانست و آنکس ہم سم ✦ نبود او بعدی حل باشد معی ✦

خودمی چہ بود منم بمدعی ✤ شرح این فرض ست گفتن لیک من ✤ باز میگردم بقصہ مرد وزن ✤ المعنی دست یعنی ظفر و نصرت مدعی دعوی کنندہ فرماتے ہین کہ اگر ولی زہر کھالے تو اُسکے لئے شہد و آبجیات ہوجاے اور اگر طالب و مرید کھائے تو اُسکے ہوش بگڑ جائین یعنے اسکو اُسکی برابری نہین کرنا چاہیے حضرت سلیمان نے رب ہب لی کہا کہ میرے سوا اور کو اس ملک پر فتح و ظفر مت دے چنانچہ قرآن مجید مین یہ قول اُنکی طرف سے ہی رَبِّ ہَبْ لِی مُلْکًا لَّا یَنْۢبَغِی لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِی اے رب میرے ایسا ملک مجکو دے کہ سوا میرے کوئی اُسکے لائق نہو تو یہ لطف و جود مجھپر کر میرے غیر پر مت کر فرماتے ہین اگرچہ یہ بات مشابہ بحسد ہی لیکن حسد نہین تھا تو نکتہ لا ینبغی کو ہوش سے پڑھ اور پھر بعید من بعدی کو بخل سے مت جان بلکہ یہ اس سبب سے کہا کہ ملک مین اُنھون نے سیکڑون خطرے دیکھے کہ اس ملک جہان کے بال بال مین بیم سر ہی اور بیم سون مین تینون داخل ہین سر اور بھید الٰہی اور دین مستقیم دیکھے ان سب کی محافظت رکھتا ہی یا نہین ہمکو امتحان ان باتون کا نہین ہی بس ایسے ویسے طالب کا کام نہین ہی کوئی سلیمان ہمت ہو کہ وہ لاکھون رنگ و بو کے ساتھ اس ملک کو بسر کرے اور سنبھالے رہے یہ ایسا سہل کام نہین دیکھو تو حضرت سلیمان با وصف ایسی قوت کے کہ اُنکو حاصل تھی خود اُنکا اُس ملک نے کیسا دم بند کیا جو معلوم ہی تے اب تو آیت اَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ جسدا کو پڑھ اور کیسے اپنے ملک و تخت سے خالی رہے تھے معنی آیت کے ڈالا ہمنے اُسکے تخت پر ایک مکڑا دھڑ کا تشریح اسکی یہ کہ جب لشکر والے حضرت سلیمان کے جہاد مین کمی کرنے لگے آپ نے دل مین خیال کیا کہ میری ستر عورتین ہین ایک رات مین سب کے پاس جاؤن سب حاملہ ہون اور زمان معہود پر سب کے لڑکے ہون تو ستر ہون جہاد مین خوب مدد ہوجاے اور زبان سے انشاء اللہ نہ کہا گو دل سے تو تصدیق تھی اسی کے نتیجہ مین یہ ہوا کہ سوا ایک کے کوئی حاملہ نہوئی اور وہ بھی نصف دھڑ کا بچہ جنی اُسکو اُنکے تخت پر لیجاکے ڈال دیا اور تاکید انشاء اللہ زبانی کہنے کی ہوئی پھر اُنھون نے توبہ کی اور ملک و تخت جو اُنسے خالی ہوا اُسکی یہ صورت ہوئی کہ اُنکی عورتون مین ایک عورت خفیہ بت پرست تھی اللہ تعالیٰ کی آزمائش اُنپر آئی صخر جنی نے اُنکی صورت بنکے انگوٹھی اُنکی جسکے تابع سب جن و پری اور وحش و طیر تھے اُنکی عورت سے لیکے پہن لی سب اُسکے تابع ہوگئے آخر آصف بن برخیا نے جب قرآن یعنے زبور اُس جن کے آگے پڑھی ایسا گھبراکے بھاگا کہ راہ مین انگوٹھی نکل کے دریا مین گری اتفاقاً ایک مچھلی نے نگل لی اور حضرت سلیمان کا یہ حال ہوا کہ یہ اپنی ذلت و خواری کا سامنا دیکھکے بھاگے اور ایک شہر مین بھٹیارہ کے گھر تخت مزدوری پر رہے ایک مچھلی وہ انکو دیتا تھا بعد چندے ایک مچھلی جو انکو دی اُسکے پیٹ مین وہ انگوٹھی نکل آئی پھر بدستور اپنے حال پر ہوگئے بس اسی اندوہ کا غبار اُنپر بیٹھا تھا جو اُنھون نے اپنی کیفیت دیکھکے اور بادشاہون پر رحم کیا کہ شاید ایسا ملک پائین اور میری طرح آزمائش مین پڑین اسواسطے لا ینبغی لاحد

من بعدی کہا اور سب پادشاہون کے سفارشی ہو کر کہا کہ میرا سا ملک اور حشمت اگر کسی کو دے تو میرا سا کمال بھی اسکو دے جو تو نے مجکو دیا ہی کہ متحمل آزمائش کا بھی ہو سکے آہ۔ تو اپنے کرم سے ایسا ملک باکمال جسکو دے اور بخشے تو وہ شخص سلیمان ہی اور وہ مین ہی ہون وہ زمرہ بعدی سے نہو گا بلکہ معنی سے اور خود معنی کیا چیز ہی جسمین مغائرت ہی نہین خاص مین ہی ہون اور اس قول کا میرے کوئی مدعی نہین ہو سکتا جیسے شارحین نے اعتراض و توجیہین لکھی ہین میری دانست مین اعتراض و توجیہ کی کیا بات ہی آسین تو مبالغہ کمال اتحاد و الحاق اپنی صفات کا اُس شخص مین فرماتے ہین کہ جسمین میری صفات ہین وہ مین ہی ہون بدون قید معنی کے اور جو میری صفات پر نہین اُسکے لیے قید بعدی کی ہی نہ کہ مطلقاً کسی کو نہ ملے آپ مولانا رح فرماتے ہین کہ اس بات کی شرح کہنا فرض ہی لیکن مین قصہ اعرابی کیطرف پھر لوٹتا ہون اور اُن دونون عورت و مرد کا بیان کرتا ہون

خلاصہ ماجرای اعرابی اور اُس کے جفت کا

قولہ ماجرائے مرد و زن را تلخیص ✤ بازمی جوید درون تلخیص ✤ ماجرائے مرد و زن افتا و نقل ✤ این مثال نفس خود میدان و عقل ✤ این زن و مردی کہ نفس ست و خرد ✤ نیک پابست ست بہر نیک و بد ✤ وین دو پابستہ درین خاکی سرا ✤ روز و شب در جنگ و اندر ماجرا ✤ زن ہمیخواہد جویچ خانقاہ ✤ یعنے آب رو و نان و خوان و جاہ ✤ نفس ہمچون زن پے چارہ گری ✤ گاہ خاکی گاہ جوید سروری ✤ عقل خود زین فکرہا آگاہ نیست ✤ درد ما غش جز غم اللہ نیست ✤ گرچہ سر قصہ این دانستہ ای ✤ صورت قصہ شنو اکنون تمام ✤ گر بیان معنوی کامل شدی ✤ خلق و عالم عاطل و باطل شدی ✤ گر محب فکرت مغلطے ✤ صورت صوم و نمازت نیستی ✤ ہدیہ ہاے دوستان یا یکدگر ✤ نیست اندر دوستی الا صور ✤ تا گواہی دادہ باشد ہدیہا ✤ بر مجتہای مضمر در خفا ✤ زانکہ احسانہای ظاہر شاہد اند ✤ بر مجتہای سرای ارجمند ✤ شاہدت گر راست باشد گہ دروغ ✤ مست گاہی لمعے و گاہی زدوغ ✤ دوغ خوردہ مستی پیدا کند ✤ ہاے ہوے و سر گرانیہا کند ✤ آن مرائی در صلوۃ و در صیام ✤ مینماید جد و جہدے بس تمام ✤ تا گمان آید کہ اوست ولاست ✤ چون حقیقتہ بنگری غرق ریاست ✤ المعنی تخلصی خلاصی و جاے خلاص اور یہ لفظ بالفتح ظرف و بالضم مصدر میمی ہی آور بالضم اور کسر لام اسم فاعل خلاص کنندہ و بفتح لام اخلاص کردہ شدہ را قائم مقام اضافت ارجمند بجیم موقوف مر دلیق ولا بکسر دوستی و محبت و نزدیکی ماجرا سرگذشت حویج بروزن میر تصغیر حاجت اور یہ تصغیر تحقیر کی ہی چلے ایک مخلص کا دل پھر طالب و جویان اس بات کا ہی کہ مرد و زن کے مخلص کو بیان کرون کہ کون موقع اُنسے رہائی کا ہی یہ جو ہم کہتے ہین کہ ماجرا مرد و زن کا یہ تو ایک نقل ہی کہ کسی اسم کو کسی مسمے پر لیگئے اصل مثال تو اپنے نفس و خرد کو سمجھ کہ مرد و زن ان دونون سے مراد ہی بس یہ دونون مرد و زن کہ نفس و خرد ہین اچھے مقید کیے ہین کہ انھین دونون سے بنیاد نیک و بد کی ہی اور دونون اس سرائے خاکی خواہ دنیا

خواہ وجود انسان مین پابستہ ہین اور رات دن ایک جنگ اور ایک سر گذشت مین ہین عورت تو مرد سے
حاجتین گھر کی چاہتی ہی یعنے آبرو اور روٹی اور خوان طعام اور مرتبہ اور وہ عورت ہچو زن نفس ہی اور زن اسکو
اس سبب سے کہا کہ قرآن شریف مین بہ اطلاق تانیث کا ہی جیسے نفس امارہ اور لوامہ و مطمئنہ و ملہمہ بتاہے تانیث
یہ تو اپنی تدبیرون مین رہتا ہی کبھی خاکی بنتا ہی کبھی سرواری ڈھونڈھتا ہی لیکن عقل ان فکرون سے خبردار
نہین ہی اسکے دماغ مین سوا اللہ کے اور کسی بات کا غم نہین وہ صرف اللہ ہی کو جانتی ہی اگرچہ بھید اس
قصہ کا دانہ اور دام ہی یعنے اصل مطلب یہی کہ سب اس دانہ و دام مین پھنسے ہین لیکن اب پوری پوری
صورت قصہ کی سنو کہ معنی کے باتون کا اگر پورا پورا بیان کیا جاتا تو ساری مخلوق اور تمام عالم انکو سنکے بیکار و
باطل ہوجاتا اور سلسلہ دنیا کا بگڑ جاتا قصہ مابعد مین استفہام اقراری ہی کہ اگر محب فکر معنی کا ہی تو کیا تو صورت
اپنے صوم وصلوۃ کی نہین ہی ضرور ہی اور یہ صوم وصلوۃ ایسے ہین جیسے دوست ایک دوسرے کو تحفے بھیجتے ہین
یہ معنی کے تحفے ہین اور تحفون کی ضرور کوئی صورت ہوتی ہی صورت سے خالی نہین ہوتا یہ تحفے مجھتون دلی
پر جو پوشیدہ ہین گواہی دین اس سبب سے کہ ظاہر کے احسان ایسا ارجمند پوشیدہ مجھتون پر شاہد ہین اب
اس مین ایک بات یہ بیشک ہی کہ شاہد تیار کبھی سچا ہوتا ہی کبھی جھوٹا کبھی شراب سے مست ہوتا ہی کبھی مستے
سے یعنے کبھی وہ با اخلاص ہی کبھی بے اخلاص جیسے مٹھائی لیا اور مست بن گئے ہاے ہوا اور مستیان ظاہر
کرنے لگے چنانچہ ریاکار صوم وصلوۃ مین بڑی جد وجہد پوری پوری کرتے ہین تا لوگ گمان کرین کہ مست
محبت کے ہین اور جو بحقیقت غور کرو تو ریا مین ڈوبے ہوے ہین بالخلاف شرح بحر العلوم مین گر محبت فکرت و
مستیستے یہ مصرعہ یون لکھا ہی مین نے اسکو یون ٹھیک سمجھا ہی گر محب فکرت مستیستے اسواسطے کہ شرح مین غلطیان
کتابت کی اکثر دیکھنے مین آئین میرا اعتقاد اُسپر نہین رہا ہے ہوے کو ہا سہوے لکھا ہی عرق کو عرق قولہ
حاصل افعال برونے رہبرست ✤ تا نشان باشد برانچہ مضمرست ✤ راہبر گر حق بود گاہی غلط ✤ گر گزیدہ باشد و
گاہے سقط ✤ شاہد صادق اثردار دبسے ✤ لیکہ آنرا کے شنا سد ہرکسے ✤ یارب آن تمییز دہ مارا نخواست ✤ تا نشناسیم
این نشان کژ زراست ✤ حس را تمییز دانی چون شود ✤ زانکہ حس نیظر بنور اللہ بود ✤ در اثر بنود سبب ہم منظرست ✤
ہچو خویشی کز محبت مخبرست ✤ بنود آنکہ نور حقش شد امام ✤ مر اثر را سبہا را غلام ✤ چونکہ نور اللہ در آمد در مشام ✤
مر اثر را ہچکس نبود غلام ✤ تا محبت در درون شعلہ زند ✤ زفت گردد ذر اثر فارغ کند ✤ حاجتش نبود پی اعلام مہر ✤
چون محبت نور خود در دو بر سپہر ✤ ہست تفصیلات اگر دد تمام ✤ این سخن لیکن مجو تو والسلام ✤ گرچہ شد معنی درین
صورت پدید ✤ صورت از معنی قریبست و بعید ✤ در دلالت ہچو آہن و درخت ✤ چون بماہیت روی در یکدخت ✤
دانہ این کز خاک و آب و آفتاب ✤ چون درخے گشت عالی در شباب ✤ در بماہیت بگردانی نظر ✤ در دو دو اینہمہ

از یکدگر ✤ ترک ماہیات وخاصیات گو ✤ شرح کن احوال آن دور رزق جو ✤ المعنی سقط در اصل بمعنی غلط وخطا کے ہی مجازاً بدشنام بفتح دماغ زفت محکم واستوار ماہیت کسی چیز کی حقیقت بتاید سابق فرماتے ہین کہ افعال برہنی وظاہری سے جو حاصل ہوتا ہی وہی رہبر نشان مانی الضمیر کا ہوتا ہی کہ اسکے دل مین یہ ہی اور یہ راہبر کبھی حق ہوتا ہی کبھی غلط کبھی پسندیدہ کبھی بدالبتہ شاہد صادق کے اثر بہت ہوتے ہین لیکن انکو ہر کوئی پہچان تو نہین سکتا شعر آیندہ مین دعا ہی کہتے ہین کہ ای پروردگار ہمارے ہم تجھسے مانگتے ہین تو وہ تمیز ہمکو عطا کر جس سے ہم اس نشان کژ کو راست سے پہچان لین تو جانتا ہی کہ حس کو تمیز بذات خود کیسے ہو اس سبب سے کہ حس خود نور اللہ کو نکہتی ہی ہمکو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اسکی نیظر بنور اللہ یا کوئی حدیث ہی یا کوئی قول ہی اور جو اثر نہین ہوتے تو سبب مظہر ہوتے ہین جو افعال ہین خواہ ریائی خواہ غیر ریائی جیسے خویشی وبیگانگی کہ محبت سے خبر دیتی ہی مگر ہان جسکا امام وپیشوا نور حق کا ہی وہ اثر اور سبب کا غلام ومطیع نہین ہوتا اس نور اللہ کے ہوتے کہ جسکے دماغ مین بھر جاے ظاہر کہ وہ اثر کا کیون غلام ہوگا کہ محبت دل مین اثر کرے اور شعلہ زن ہو اور ہتواہو کے اثر سے فارغ کردے اسکو حاجت کسی کے اعلام محبت کی کیون ہوگی جب اسکی محبت کا خود نور آسمان پر پہونچ گیا فرماتے ہین کہ اسمین بہت تفصیلین ہین اگر وہ بیان کی جائین تب سخن تمام ہو لیکن تو اُن کو ڈھونڈھ مین تو سلام کرتا ہون اگرچہ جو کہا گیا کہ اسی صورت مین معنی ظاہر ہین لیکن تاہم صورت معنی سے قریب بھی ہی اور بعید بھی اور دونون ایسے ہین جیسے دلالت آب ودرخت کی کہ درخت آب ہی سے جتا بڑھتا ہی آب اسمین ایسا آمیختہ ہوتا ہی لیکن جو ماہیت کو آب ودرخت کی دیکھو تو دونون نہایت دور ہین دانہ کو دیکھ کہ آب وخاک وآفتاب سے کیسا درخت عالی جوانی کے وقت مین ہوتا ہی اور جب انکی ماہیت کی طرف نظر کرے تو تینون ایک دوسرے سے دور دور ہین آب تو بیان ان ماہیات وخاصیات کا ترک کرا اور اُن دونون رزق جو کی جو اعرابی ہی اور اُسکی عورت شرح کر الخلاف شرح مین در اثر کو در اثر اور مراثر ہا کو سین سے اور بجاے عالی در شتاب کے عالم در شتاب

راضی ہونا اعرابی کا عورت کی التماس پر اور مبالغہ کرنا کہ مجکو اس تسلیم مین کوئی حیلہ اور امتحان نہین ہی

قولہ مرد گفت اکنون گذشتم از خلاف ✤ حکم داری تیغ بر کش از غلاف ✤ ہر چہ گوئی مرترا فرمانبرم ✤ در بد و نیک آید اور انگرم ✤ در وجود تو شوم من منعدم ✤ چون مجسم حب یکتی ویضم ✤ گفت زن آہنگ بزم میکنی ✤ یا بحیلت کشف سرم میکنی ✤ گفت واللہ عالم السر اخفی ✤ کا فریدا زخاک آدم را صفی ✤ در سہ گز قالب کہ دانش وانمود ✤ ہر چہ در الواح ودر ارواح بود ✤ یا دداد ش لوح محفوظ وجود ✤ تا بدانست انچہ در الواح بود ✤

تا ابد ہر چہ کہ از پس بود و پیش ✤ درس کرد از علم الاسماے خویش ✤ تا ملک چون شد از تدریس او ✤ قدس دیگر یافت از تقدیس او ✤ آن کشاد و شان کز آدم رو نمود ✤ در کشاد آسمانہا شان نبود ✤ در فضاے عرصۂ آن پاک جان ✤ تنگ آمد عرصۂ ہفت آسمان ✤ گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است ✤ من نگنجم ہیچ در بالا و پست ✤ در زمین و آسمان و عرش نیز ✤ من نگنجم این یقین دان ای عزیز ✤ در دل مومن نگنجم اے عجب ✤ گر مرا جوئی در آن دلہا طلب ✤ گفت فاذخل فی عبادی تلتقی ✤ جنتی من روضتی یا متقی ✤ عرش با آن نور با پہنای خویش ✤ چون بدید او را برفت از جاے خویش ✤ المعنی بربالکسر و تشدید رانکوئی و احسان صفی برگزیدہ الواح جمع تختہ چوبی یا سمی وعاجی فرماتے ہین اعرابی نے عورت سے کہا اب سارا جھگڑا اور خلاف مین نے چھوڑا حکم تیرے واسطے ہی ابھی تیغ میان سے کھینچ اور مجکو مار ڈال تو جو کچھ کہے مین تیرا فرمانبردار ہون چاہے نیک کر چاہے بد مین کسی کی طرف دیکھونگا بھی نہین اب مین تیرے وجود مین آپ کو معدوم کر دونگا اسواسطے کہ جب تو میری محب ہی اور اسکے یعنی ویصم کہا ہی یعنے محبت اندھا بہرا کر دیتی ہی تو پھر تیرے نیک و بد کو مین کیسے ٹوکونگا اور دیکھونگا عورت نے کہا کہ ان باتون سے ارادہ احسان و نیکی کا ہی یا تو اس حیلے سے میرے دل کا بھید لیتا ہی مرد نے کہا قسم ہی اللہ کی جو جاننے والا اسرار پوشیدہ اور خفی کا ہی اور جسنے خاک سے آدم کو چیدہ اور برگزیدہ پیدا کیا آیندہ اشعار پھر صفات خدا تعالے مین ہین اور وہ اللہ جس نے تین گز کا قالب آدم کو دیا اور اس اتنے سے قالب مین جو کچھ الواح مین کہ آسمان ہین تھا یا جو کچھ ارواح مین تھا سب ظاہر کر دیا اور سارے عالم وجود کی لوح محفوظ اُس کو یاد کرادی جو کچھ الواح مین تھا سب اُس نے جان لیا اور جو کچھ کہ ابتک ہی کہ منجملہ اسکے جو پہلے وجود آدم سے ہو چکا تھا وا اور جو بعد کو ہونے والا تھا سب کے اسم و نام پڑھا دیے چنانچہ قرآن مین ہی وعلم آدم الاسماء کلہا سکھائے اُس نے آدم کو جملہ چیزون کے نام تو ہنگام عرض ملائک کے جو آدم نے نام اشیا کے ملائک سے پوچھے جملہ ان کے سبق سے حیران رہگئے اور ان کی تدریس سے بیخود ہوے اور انکی تقدیس سے دوسرا قدس انکو حاصل ہوا جیسا کہ فرمایا ہی ثم عرضہم علی الملائکۃ فقال انبئونی باسماء ہؤلاء ان کنتم صادقین پھر پیش کیا خدا نے اُن چیزون کو فرشتون پر کہ تم ان چیزون کے اگر اپنی بات مین سچے ہو تو مجکو نام بتاؤ اور بات وہی جو فرشتون نے کہا تھا کہ تو ایسے کو خلیفہ کرنا چاہتا ہی جو زمین مین فساد اُٹھائین گے اور خونریزی کرینگے بس جو کشادہ کہ آدم سے فرشتون کو حاصل ہوئی انکے آسمانون مین نہ تھی اور آدم کی جان پاک کے میدان کو ایسی فضا بخشی اور کشادہ عطا کی جسپر میدان ہفت آسمان کا تنگ ہوا فرمان مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ خدا تعالے نے فرمایا ہی کہ مین فراخ زمین و آسمان مین نہین سماتا ہون اور زمین و آسمان ہی فقط نہین بلکہ عرش بھی پس اے عزیز اس بات کو تو یقین جان لے لیکن تعجب

تجلی یہ ہو کہ مومن کے ذرے دل مین سما جاتا ہون اگر مجکو ڈھونڈھے تو ان دلون مین ڈھونڈھ آور فرمایا کہ تو میرے خاص بندون مین داخل ہو ضرور دیکھے گا ایک جنت میری دیدار سے اسی متقی جیسا کہ فرمایا فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی شعر مولانا رح مین اقتباس اسی آیت سے ہی اور جو آیت مین فادخلی وادخلی صیغ مؤنث کے ہین وہ برعایت نفس مطمئنہ کے ہین اور شعر مین ادخل صیغہ مذکر برعایت محل عرش نے باوصف اپنے نور و چوڑائی کے جو اسکو دیکھا تو اپنے آپ سے باہر ہوگئے **الخلاف** شرح بحر العلوم مین عالم السر والخفی بزیادت واو لکھا ہی اور شان نبود کو ہنود قولہ خود بزرگی عرش باشد بس پدید ✤ لیک صورت کیست چون معنی رسید ✤ ہر ملک میگفت مارا پیش ازین ✤ الفتے میبود بر روے زمین ✤ تخم خدمت در زمین میکاشتیم ✤ زین تعلق ما عجب میداشتیم ✤ لیک تعلق چیست با این خاک مان ✤ چون سرشت ما بدست از آسمان ✤ الف ما انوار با ظلمات چیست ✤ چون تواند نور با ظلمات زیست ✤ آدما این الف از بوے تو بود ✤ زانکہ جسمت راز زمین بدتا ربود ✤ جسم خاکت را ز نیچا بافتند ✤ نور پاکت را در نیچا تافتند ✤ انکہ جان ما ز نور ت یافتست ✤ بیش بیش از خاک آن بر تافتست ✤ در زمین بودیم و غافل از زمین ✤ غافل از گنجے کہ در وے بد دفین ✤ چون سفر فرمود ما را زان مقام ✤ تلخ شد مارا ازان تحویل کام ✤ تا کہ حجتہا بگفتیم ما ✤ کہ بجاے ما کہ آید ایخدا ✤ نور این تسبیح و این تہلیل ما ✤ میفروشی بہر قال و قیل را ✤ حلم حق گسترد بہر بساط ✤ کہ بگوئید از طریق انبساط ✤ ہر چہ آید بر زبان تان بیخذر ✤ ہیچو طفلان یگانہ با پدر ✤ ما ہمیدانیم خود از شما ✤ لیک میجوئیم آواز شما ✤ المعنی الف بالکسر خوگری و دوستی تحویل پھرانا تسبیح سبحان اللہ کہنا تہلیل لا الہ الا اللہ کہنا بتاکید صدر فرماتے ہین کہ بزرگی عرش کی خود ظاہر ہی جسکی صفت مین مجید آیا ہی لیکن معنی کے ہوتے صورت کو کون پوچھتا ہی آیندہ کیفیت ملائک کی مذکور ہی کہ ہر فرشتہ کہتا تھا کہ قبل اس سے ہمکو زمین سے نہایت الفت تھی ہم خدا تعالی کی بندگی کا تخم زمین مین بوتے تھے اور جو ہمارے دل کو ایک تعلق زمین سے تھا اپنے زمین پر دل لگتا تھا اس سے حیران و متعجب تھے کہ ہماری سرشت تو آسمان سے ہوئی پھر ہماری دل لگی خاک سے کیون ہی ہمارے انوار کو الفت ظلمات سے کیون ہی اور نوری ظلمت مین جو تیرہ خاک ہی کیسے زیست کر سکتا ہی آب ای آدم معلوم ہوا کہ یہ الفت تیری بو سے تھی اس سبب سے کہ تیرے جسم کا تانا بانا زمین سے تھا تیرے جسم خاکی کو بہین سے بنا اور تیرے نور کو بھی بہین چمکایا فاعل دونون فعل کے قضا و قدر آور جو یہ ہماری جانون نے تیرے نور سے نور پایا ہی بہت ہی بہت سب خاک سے چمکا ہی ہم زمین مین تھے اور زمین سے غافل نہین جانتے تھے کہ ایسا بڑا خزانہ زمین مین دبا ہی جب ہمکو اس مقام سے زمین سے سفر کا حکم ہوا موافق اس آیت کے انی جاعل فی الارض خلیفہ معنی یہ کہ اے فرشتو تم زمین کو چھوڑ دو ہم اسمین اپنا ایک خلیفہ کرینگے تو ہمکو اس جگہ بدلانے سے

بڑی تلخکامی ہوئی یہانتک کہ ہم بڑی تمنین کرتے ہے جیساکہ قرآن مجید مین ہے قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا
ویسفک الدماء فرشتون نے کہا کیا کرے گا تو زمین مین خلیفہ ایسے کو جو اُسمین فساد اُٹھائے اور خونریزی کرے
اور کہتے تھے کہ اے خداوند کریم کون ہماری جگہ آئیگا ہماری تسبیح وتہلیل کے نور کو جیساکہ کہا ونحن نسبح بحمدک و
نقدس لک یعنے ہم تیری تسبیح وتہلیل کرتے ہین قال وقیل کے ساتھ پہچانتا ہے اللہ تعالے کے علم نے کہ ہمارے دل سے
واقف تھا ہماری عرض معروض کا بساط فرخ بچھایا تھا بمقتضاے انبساط کہ جو تمھارا دل چاہے اور جو تمھاری زبان
پر گذرے کہو ہم تمھاری بات سنینگے جیسے پلے ہوے بچے باپ سے کہتے ہین اگرچہ ہم تمھارا بھید خوب جانے ہوے
ہین لیکن تمھاری آواز ڈھونڈھتے ہین یعنے زبان سے کہلانا قولہ زانکہ این دمہا بے نالائق ست ✦ رحمت من
بر غضب ہم سابق ست ✦ از پے اظہار این سبق اے ملک ✦ در تو نیم داعیہ اشکال شک ✦ تا بگوئی ونگیرم بر تو من ✦
منکر علمم نیارد دم زدن ✦ صد پدر صد مادر اندر علم ما ✦ ہر نفس زائد در افتد در فنا ✦ علم ایشان کف بحر علم ماست ✦
کف رود آید ولے دریا بجاست ✦ خود چگویم پیش آن دریا این صدف ✦ نیست الا کف کف کف ✦ حق این
کف حق آن دریاے صاف ✦ کامتحانے نیست این گفت ونه لاف ✦ از سر مہر و وفا ہست وخضوع ✦ حق آنکس
کہ بدو دارم رجوع ✦ گر بہ پیشت امتحانست این ہوس ✦ امتحان را امتحان کن یک نفس ✦ سر میوشان تا پدید
آید سرم ✦ امر کن تا ہر چہ بروی قادرم ✦ دل میوشان تا پدید آید دلم ✦ تا قبول آرد ہر انچہ قابلم ✦ چون کنم در دست من
چہ چارہ است ✦ در نگر تا جانمن چہ کارہ است ✦ یعنی دم نفس وفریب ولاف سبق بالفتح آگے چلنا اور دوسرون
سے بڑہ جانا داعیہ خواہش وارادہ کف بفتح وتشدید فاہندی جھاگ جیسے کف دریا وکف صابون خدا تعالے
نے فرمایا اس سبب سے تمکو رخصت کہنے کی دیدی ہے کہ تمھارے دم نہایت نالائق ہین یعنے فساد اور سفک
دم اور دعوی تسبیح ولاف تقدیس جو قابل عتاب وغضب کے ہین لیکن رحمت ہمارے غضب پر سابق ہے
غضب قدم رکھنے نہین پاتا کہ یہ اُس سے آگے قدم بڑھاکے رکھ دیتی ہے اے فرشتہ تونے جو اظہار اس سبق کا
کیا ہے اور اوردن سے آگے بڑہکے چلا ہے مین تجھمین اشکال شک کی خواہش رکھتا ہون یعنے ٹھہراتا ہون کہ
معذور تھا شک کی اشکال پیدا ہوئین اس سبب سے کہ اُٹھا تو تو کہے اورمین تجھپر گرفت نکرون اور جو منکر میرے
علم کے ہین دم نہ مار سکین ہمارا وہ علم ہے کہ سیکڑون باپ اور سیکڑون مان ہر دم اسمین پیدا ہوتی ہین اور فنا
ہوتی ہین کہنے زیادہ دنیا مین کوئی تشقیق وتعلیم نہین سوائکی یہ کیفیت ہمارے جو علم کا دریا ہے انکا علم اس دریا
کی جھاگ ہین جو دریا مین آتی جاتی رہتی ہین مگر دریا قائم رہتا ہے آپ مولانا رح فرماتے ہین مین اُسکے علم کے سامنے
کیا کسی کے علم کا نام لون کہان درکہان صدف بس چوکنونگا تو یہی کہون گا جھاگ کی جھاگ کی جھاگ کا
جھاگ سوا اسکے کچھ نہین یہانتک ذکر حضرت آدم اور ملائکہ کا تھا اب پھر وہ اعرابی اپنی عورت کے سامنے

قسم کھاکے کہتا ہی کہ قسم ہی اس کف یعنے علم حلیمون اور اُس دریاے صاف کی جو علم خدا تعالے کا ہی کہ میری یہ بات نہ امتحان تیرا ہی نہ میری سختی بمقتضاے مہر و وفا اور عجز و زاری کے ہی قسم ہی اُسکی کہ جسکی طرف مین رجوع ہو رہا ہون اگر تیرے نزدیک یہ بات ہی کہ مین تیرا امتحان کرتا ہون اپنی ہوس سے تو تو دم بھر میرے امتحان کا امتحان کرلے اپنا بھید مجھسے مت چھپائے تو میرا بھید تجھپر کھلجائے مجھسے اُس بات کو کہ جسپر مین قادر ہون دیکھ تو کرتا ہون کہ نہین تو اپنا دل مجھسے مت چوراے تو میرا دل بھی کھلے اور جس چیز کے قابل ہی قبول کرے مین کیا کرون میرے اختیار مین کوئی بات نہین ہی نہ مجکو کچھ بن آتا ہی تو میری جان کو تو دیکھ یہ کس کام کی ہی اسے کیا ہو سکتا ہی **الخلاف** اندر علم ما کو علم ما اور دلی دریا کی جگہ دل دریا شرح بحر العلوم مین غلط لکھا ہی

مقرر کرنا عورت کا طریق تلاش روزی اور مان لینا شوہر کا

قولہ گفت زن نک آفتابی تافتست ✤ عالے زور و شنائی یافتست ✤ نائب رحمن خلیفہ کردگار ✤ شہر بغداد است ازوے نوبہار ✤ گر بہ پیوندی بدان شہ شہ شوی ✤ سوے ہر ادبار تا کے میروی ✤ دوستی مقبلان چون کیمیاست ✤ چون نظر شان کیمیاے خود کجاست ✤ چشم احمد بر ابو بکرے زدہ ✤ او زیک تصدیق صدیق شدہ ✤ گفت من شہ را پذیرا چون شوم ✤ بے بہانہ سوے او من چون روم ✤ نسبتے یابد مرا با حیلتے ✤ ہیچ پیشہ راست شد بے آلتے ✤ ہمچو مجنونیکہ بشنید از یکے ✤ کہ مرض آمد بہ لیلا اندکے ✤ گفت آوہ بے بہانہ چون روم ✤ در بہانہ از عیادت چون شوم ✤ کیتنی کنت طبیبا حاذقا ✤ کنت اعشی نحو لیلی شائقا ✤ قل تعالوا گفت حق را ایدان ✤ تا بود شرم از شکنی مارا نشان ✤ شیپران را اگر نظر آلت بدے ✤ روز شان جولان و خوشحالت بدے ✤ گفت چون شاد رکرم میدان رود ✤ عین ہر بے آلتی آلت شود ✤ زانکہ آلت دعویست و ہستیست ✤ کار در بے آلتی و پستست ✤ گفت کے بے آلتی سود اکنم ✤ تا نہ من بے آلتی پیدا کنم ✤ پس گواہی با یدم بر مفلسی ✤ تا شہم رحمے کند در مطلبی ✤ گو گواہی غیر گفت و کو درنگ ✤ دائما تا رحم آرد شاہ شنگ ✤ گین گواہی کہ رنگ و رنگ بد ✤ نزد آن قاضی القضاۃ الجرح شد ✤ پس گواہی زاندرون می باید م ✤ نے گواہی از برون می باید م ✤ صدق مے باید گواہ حال او ✤ تا بتابد نور او بے قال او ✤ المعنی پذیرا مقبول کے معنی مین بھی ہی آوہ بمعنی آہ عیادت بکسر بیمار پرسی قاضی القضاۃ قاضی قاضیان جرح بالضم ریش و زخم فرماتے ہین کہ عورت نے مرد سے کہا ے آفتاب نکلا اور جہان جو تیرہ و تاریک ہو رہا تھا روشن ہو گیا شہر بغداد مین ایک خلیفہ نائب خدا کا ہی جس سے بغداد گلزار و باغ بہار ہو رہا ہی اُس بادشاہ سے مل کہ تو بھی بادشاہ ہو جاے اس ادبار و بدبختی کے پیچھے کبتک پھرے گا مقبلون کی دوستی مثل کیمیا کے ہی کہ ایکدم مین ادنے کو اعلی بناتی ہی اور انکی نظر جیسی کیمیا کہان ہی کہ جسپر پڑجاے کندن ہو جاے دیکھ ذرا آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی ابوبکر پر پڑی ایک ہی تصدیق مین تمام عالم مین صدیق ہوگئے اعرابی نے کہا کہ مین بادشاہ کے یہان مقبول کیسے ہونگا بدون کسی حیلہ بہانہ کے اُسکے پاس کیسے جاؤن کسی حیلے سے مجکو نسبت ہونا چاہیے بھلا کوئی پیشہ بھی بے آلہ کے ٹھیک ہوا ہی جیسے مجنون کہ ایک شخص سے اسنے سنا کہ لیلی کچھ بیمار ہوگئی ہی کہا آہ بے بہانے کیسے جاؤن اور جو عیادت سے رہجاؤن تو کیسا ناکارہ بنون کیا اچھا ہوتا کہ مین کوئی طبیب حاذق ہوتا کہ اس حیلے سے لیلی کی طرف پر شوق ہوکے جاتا اسد تعالی نے بھی حضرت کو حکم کیا کہ تم انکو بلاؤ تاتمھارے بلانے سے انکے ناخواندہ جانے کی شرم ٹوٹ جاے اور انکو ایک نشان لیجاے شہید کے پاس مثل اور پرندون کے آلہ نظر کا نہین لہذا دن کو کونون مین گھستا پھرتا ہی اگر ہوتا تو یہ بھی اور پرندون کے مانند اڑتا پھرتا اور خوش حالت ہوتا عورت نے کہا کہ جب بادشاہ میدان کرم مین جاتا ہی یعنے سخاوت کرنے پر آتا ہی تو کسی حیلہ آلہ کی حاجت نہین ہوتی بے آلتی عین آلت ہوجاتی ہی تو فکر بے آلتی کی کیون کرتا ہی اس سبب سے آلت سے دعوی اور ہستی معلوم ہوتی ہی کہ ہم بھی کچھ ہین اور معاملہ اچھا بے آلتی دہستی سے نکلتا ہی مرد نے کہا کہ ایسی بے آلتی کے خبط کا مین کب خریدار ہوؤن اور اسکو اچھا جانون جبتک کہ اپنی بے آلتی اچھی طرح نہ پیدا کرلون پس اپنی مفلسی پر کوئی گواہ ضرور چاہیے تو بادشاہ میری مفلسی پر رحم کرے آپ تو ہی بتا کہ سواے رنگ برنگ باتون کے اور کوئی گواہ بھی ہی کہ بادشاہ شوخ وظریف جسکی گواہی سنکے رحم کرے نہ کہ ایسا گواہ جو گفت ورنگ یعنے مکر وفریب سے تھا قاضی القضاۃ کے نزدیک جو بادشاہ ہی الجرح ہوگیا اسی خاص جرح زخمی وریش جو مراد بگڑے ہوے گواہ سے ہی پس مجکو تو گواہ اندرون سے چاہیے ہی نہ گواہ برون سے یعنے صدق درکار ہی کہ حال اندرون کا گواہ ہو تو نور اُسکا بدون اُسکی گفتگو کے چمکے الخلاف شرح بحر العلوم مین شاد کرم کو شاد کرم لکھا ہی اور کو گواہی کو تو گواہی شاہ سنگ مین لفظ شاہ مکرر اور الجرح کو الجرج اور شاہد کو بتلیہ

تحفہ لیجانا اعرابی کا سبو آب باران کا بادیہ سے بغداد کو خلیفہ کے پاس اس گمان سے کہ وہان پانی کا قحط ہی

قولہ گفت زن صدق آن بود کز بود خویش ✤ پاک برخیزے تو با مجہود خویش ✤ آب باران ست مارا در سبو ✤ ملکت وسرمایہ واسباب تو ✤ این سبوے آب را بردار و رو ✤ ہدیہ سازو پیش شاہنشاہ شو ✤ گو کہ مارا غیر ازین اسباب نیست ✤ در مفازہ ہیچ بہ زین آب نیست ✤ گر خزائش پر زر فاخر ست ✤ اینچنین آبش نباشد نادرست ✤ چیست آن کوزہ تن محصور ما ✤ اندران آب حواس شور ما ✤ ایخداوند این خم و کوزہ مرا ✤ در پذیر از فضل اُنرا مشتری ✤ کوزہ پانج لولہ پنج حس ✤ پاک دار این آب را از ہر نجس ✤ تا شود زین کوزہ منفذ سوے بحر ✤ تا گیرد کوزہ ہمسن خوے بحر ✤ تا چو ہدیہ پیش سلطانش بری ✤ پاک بیند پاک شد پاکش خرد مشتری ✤ بے نہایت گردد آئین ہمدان ✤

پر شود آنکوزۂ تا عہد جہان ✦ لولہا بر بند و پر دارش زخم ✦ گفت عضو من ہوا بصار کم ✦ ریش او پر باد کین ہدیہ کراست ✦
لائق چو نان شے اینست راست ✦ وان بمنہ انست کانجا پر گذر ✦ ہست جاری دجلۂ ہمچون شکر ✦ در میان شہر
چون دریا روان ✦ پر ز کشتیہا و شست ماہیان ✦ رو نہر سلطان و کار و بار بین ✦ حسن بخری تحتہا الانہار بین ✦
ہمچنین حسہا و ادراکات ما ✦ قطرۂ باشد دران بحر صفا ✦ باز جو و باز بین و باز یاب ✦ از کہ ازمن عندہٗ ام الکتاب ✦
المعنی مجہود استطاعت و قدرت کردہ شدہ و کوشش کردہ شدہ مفازہ بفتح وزاے معجمہ بیابان جس سے
سہل گذر جائے تولہ بوا و مجہول ہندی ٹونٹی ام الکتاب سورۂ الحمد و قرآن مجید و لوح محفوظ و عقل اول کہ مرتبہ صدت
کا ہی عورت نے کہا کہ صدق تو یہ ہی کہ اپنی بود سے یعنے جو کچھ تیرے پاس موجود ہی اسمین سے کوئی پاک چیز اپنی
استطاعت والے کے پاس لیجا چنانچہ ایک گھڑا پانی مینھ کا گھڑے مین ہی اور تیری ملک اور فیرے سرمایہ اور تیرے
اسباب سے اس گھڑے پانی کو اٹھالے اور تحفہ کرکے شہنشاہ کے پاس لیجا اور کہو کہ ہمارے پاس سوا اسکے کوئی
اسباب نہین ہی نہ ہمارے جنگل مین اس سے بہتر پانی اگرچہ خزانۂ اسکا در فاخرے بھرا ہی لیکن ایسا پانی اسکے یہان
بھی نہوگا یہ ایسا نادر ہی گویا در خوش آب کی آب سے زیادہ آیندہ مقولات مولانا رح فرماتے ہین کوزہ کیا ہی یہ
تن محصور ہمارا ہی اور اسمین آب شور جو اس کا بھرا ہی بس ای خداوند اس میرے غم اور کوزہ کو اپنے فضل سے
قبول کر اور اسکا خریدار ہو جیسا کہ تو نے فرمایا ہی ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ
بیشک اللہ خریدتا ہی مومنون سے انکی جان اور انکے مال کو اس عوض مین کہ انکے لیے جنت ہی یہ ایک
کوزہ ہی کہ جسمین پانچ ٹونٹیان پنج حس کی ہین اس کے پانی کو ہر پنجس سے پاک رکھ تو اسکی راہ و جریان
دریا کی طرف ہوا اور اس دریا سے اسکی خوبی دریا کی سی ہو جائے اور جب تحفہ اعرابی کی طرح تو اسکو سامنے
سلطان کے لیجائے تو اسکی پاکی و طہارت دیکھ کے بادشاہ بھی خریدار ہووے اور جو بادشاہ خریدار ہو جائیگا تو پھر
اسمین بے نہایت پانی ہو جائیگا حتے کہ اس ایک کوزہ سے سو جہان تک بھر جائینگے تو اسکی ٹونٹیان بند کردے
اور خم سے بھرا رکھ جو عشق ہی جیسا کہ خدا تعالے نے فرمایا ہی قل للمومنین یغضوا من ابصارہم و یحفظوا فروجہم ذلک
ازکی لہم ان اللہ خبیر بما یصنعون کہ ای محمد مومنون کو کہ بند کرین آنکھین نامحرم سے اور محفوظ رکھین اپنی فرجون کو
محل حرام سے یہ بڑی پاک بات ہی انکے واسطے بیشک اللہ خبردار ہی اس سے جو کچھ وہ کرتے ہین آیندہ پھر ذکر
اعرابی کی طرف رجوع فرمایا یعنے پانی لیکے چلنے کا قصد تو کیا لیکن ریش پر بادستی اس بات سے کہ ایسا تحفہ
کسکے پاس ہی بیشک لایق ایسے ہی پادشاہون کے ہی جیسا کہ پادشاہ بغداد کا ہی اور یہ نہین جانتا تھا کہ وہان
راہ پر دریاے دجلہ جاری ہی جو مثل شکر کے شیرین ہی اور شہر مین نہرین اسکی دریا کی طرح جاری ہین جنمین کشتیان
اور بستیان مچھلیون کی پڑی ہین ایسی عمیق و عریض ہین آب چل بادشاہ کے پاس وہان کا کار و بار دیکھ

کہ حسن تجری من تحتہا الانہار کا کھل رہا ہی یعنے جنت ہو رہا ہی پھر مقولہ مولانا رح کا ہی کہ ایسے ہی ہمارے حس اور ادراکات ایک قطرہ ہین اُس بحر صفاتین جیسے اعرابی کا گھڑا تھا اور دجلہ آب تو پھر ڈھونڈھ اور پھر دیکھ اور پھر حاصل کر اور کس سے جسکے پاس ام الکتاب ہی کہ وہ خدا تعالے ہی یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا علماے دین الخلاف شرح بحر العلوم مین پاک برچہرے کو پاک برخبری لکھا ہی اور تا صد جہان کو ناصد لوٹا کوتوجہا بر بند کو بر بندند

نمد مین سینا عورت کا سبو کو اور اُسپر مہر لگانا

قولہ مرد گفت اے زن سبو را سر بہ بند ✤ بین کہ این ہدیہ است مارا سود مند ✤ درنہ در روز تو این کوزہ را ✤ تا کشاید شہ بہدیہ روزہ را ✤ کایچنین اندر ہمہ آفاق نیست ✤ جز رحیق و مایۂ اذواق نیست ✤ زانکہ ایشان زا بہاے تلخ و شور ✤ دائما بر علتند و نیم کور ✤ مرغ کاب شور با شد مسکنش ✤ او چہ داند جاے آب روشنش ✤ ایکہ اندر چشمۂ شور ست جات ✤ تو چہ دانی شط و جیحون و فرات ✤ ایکہ تو نارستہ زین فانی رباط ✤ تو چہ دانی سحو و سکر و انبساط ✤ و ربدانی نقلت از اب وجد ست ✤ پیش تو این نا مہا چون ابجد ست ✤ ابجد و ہوز چہ فاش است و پدید ✤ بر ہمہ طفلان و معنی بس بعید ✤ بس سبو بر داشت آنمرد عرب ✤ در سفر شد میکشیدش روز و شب ✤ بر سبو لرزان بدار آفات دہر ✤ میکشیدش از بیابان تا بشہر ✤ المعنی رحیق شراب خالص اذواق جمع ذوق شط کنار دریا و جو و رود جیحون و فرات ہر دو نام دریا صحو بالفتح ہوشیاری از مستی اور پاک ہونا آب پدر جدید پدید رد نے کہا اے عورت اس گھڑے کا سر بند کر دے دیکھ یہ تحفہ ہمارے واسطے نہایت سود مند ہی اسکو نمد مین سی دے تو بادشاہ اس تحفہ سے روزہ کھولے روزہ کھولنا اس سبب سے کہا کہ گویا ایسے نفیس پانی سے ابتک اُسکا روزہ تھا کبھی نہین پیا اس سبب سے کہ ایسا پانی تمام جہان مین نہین ہی یہ پانی رحیق ہی اے نہایت صاف اور مایۂ اذواق یعنے مزے اس سے پیدا ہوتے ہین اور بنتے ہین اور یہ اسوجہ سے اسنے کہا کہ ہمیشہ تلخ و شور پانی پی پی کے یہ علت اور اندھی و ضدی ہو رہی تھی آیندہ مقولات مولانا رح جس مرغ کا کہ آب شور مین مسکن ہوتا ہی وہ قدر آب روشن کی جگہ کی کیا جانے اے مخاطب تیری جب چشمۂ شور مین جگہ ہی تو شط و جیحون و فرات کو کہ چشمے بہشتی ہین کیا جانے تو تو اس فانی مسافر خانہ سے ابھی خلاص نہین ہوا تو ہوشیاری اور مستی اور انبساط عشق کو کیا سمجھے اور اگر کچھ جانتا ہی تو وہی نقل باپ دادے کی جیسی اُنسے سنتا آیا ہی اس صحو و سکر و انبساط کے نام سنے سُنائے سمجھو یا دہن جیسے لڑکون کو ابجد اسکو تو خیال کر ابجد ہوز لڑکون پر کیسی فاش و ظاہر ہی لیکن معنی اسکے اُنکے نہایت دور ہین یہی تیرا حال ہی آیندہ پھر ذکر اعرابی کا ہی کہ اُس اعرابی نے بعد درست ہو جانے کے گھڑے کو اُٹھا لیا اور سفر کیا رات دن اُسکو لادے رہتا تھا اور آفات زمانے سے ڈرتا رہتا تھا کہ ایسا نہو یہ گھڑا ٹوٹ جاے

اور جنگل جنگل سے شہر شہر کو لیے جاتا تھا الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے آبزن کے آرے اور بجاے اذواق
اوراق قولہ زان مصلی باز کردہ از نیاز ✤ رب سلم ورد کردہ در نماز ✤ کہ نگہدار آب ما را از خسان ✤ یارب این در را
بدان دریا رسان ✤ گرچہ شویم آگست و پر فن ست ✤ لیک گوہر را ہزاران دشمن ست ✤ خود چہ باشد گوہر آب
کوثر ست ✤ قطرۂ زان آب اصل گوہر است ✤ از دعاہاے زن وزاری او ✤ وز غم مرد و گرانباری او ✤ سالم از دزدان
واز آسیب سنگ ✤ بر دتا دار الخلافت بید رنگ ✤ دید درگاہے پر از انعامہا ✤ اہل حاجت گستریدہ دامہا ✤
دمبدم ہر سوی صاحب حاجتے ✤ یافتہ زان در عطا و خلعتے ✤ بہر گبر و مومن و زیبا و زشت ✤ آنچہ خورشید مطرا چون
بہشت ✤ دید قومے در نظر آراستہ ✤ قوم دیگر منتظر برخواستہ ✤ خاص و عامہ از سلیمان تا بمور ✤ زندہ گشتہ چون جہان از
نفخ صور ✤ اہل صورت زان جواہر یافتہ ✤ اہل معنے بحرہا دریافتہ ✤ آنکہ بے ہمت چہ باہمت شدہ ✤ آنکہ باہمت
چہ بانعمت شدہ ✤ بانگ می آید کہ ای طالب بیا ✤ جود محتاج ست خواہد طالبی ✤
ہمچنانکہ توبہ خواہد تائبے ✤ المعنی مصلا جاے نماز مطرا بر بارندہ الغرض مرد تو اُدھر گھڑا لیکے گیا عورت نے یہان
مصلا بچھاکے بڑی زاری کے ساتھ رب سلم کا ورد نماز مین یعنے بخشوع و خضوع شروع کیا کہتی تھی ای میرے
پروردگار ہمارے پانی کو چورون وغیرہ سے بچائیو اور اُس دریا تک پہونچائیو اگرچہ شوہر میرا بڑا واقفکار و پر ہنر ہی
لیکن اُسکے پاس گوہر ہی اور گوہر کے ہزارون دشمن پھر کہنی تھی گوہر کیا چیز ہی وہ تو آب کوثر ہی اُس پانی کا تو
ایک قطرہ اصل و نژاد گوہر کی ہی بس عورت کی دعا و زاری اور مرد کی محنت و گرانباری کے تصدق سے چورون سے
اور سنگ سے صحیح و سالم اُس گھڑے کو بے تامل دار الخلافت تک لے گیا وہان پہونچ کے ایک بارگاہ پر از انعام
دیکھی کہ حاجتمند اپنے اپنے دام حاجت کے لگائے ہوے تھے اور ہر حاجتمند کو ہر طرف عطا و خلعت مل رہا تھا
کافر و مومن اور اچھے بُرے سب کے حق مین وہ بارگاہ آفتاب تھی جس سے زر و جواہر پیدا ہوتے ہین اور ابر
باران جسکی صفت کلفتی ہے من الماہی بلکہ بہشت تھی کہ جسمین بہشتی کو سب کچھ حاصل ہوگا ایک قوم کو انعام اکرام سے
آراستہ پیراستہ دیکھا ایک قوم منتظر خواستہ یعنی مال و عطا کی پائی تمامی خاص و عام سلیمان سے مور تک اُسکی عطا
سے ایسے زندہ ہوے تھے جیسے نفخ صور سے جہان جی اُٹھیگا جو اہل صورت تھے اُنھون نے اُس سے جواہر
پائے اور اہل معنی نے ایک بحر ہا دریا پایا القصہ فیض صورت اور فیض معنی دونون وہان جاری پائے جو شخص
بے ہمت تھا ای گدا و سائل ہمت والا یعنے بلند ارادہ اور بلند انداز ہوا اور جو باہمت تھا ای شاکر و صابر کیسا
بانعمت ہوا کہ جسکی حد نہین اُس بارگاہ مین جو دپکار رہا تھا کہ ای طالبو آؤ تمھاری طرح جود محتاج گدا کا ہی اور
مسئل محتاج کے کہ وہ طالب جود کا جو دطالب اُسکا ہی جیسے توبہ تائب کو ڈھونڈھتی ہی کہ کوئی بخشنہ کا رہے
اُسکا بیان کہ جیسے گدا عاشق کرم کا ہی کرم عاشق گدا کا ہی اگر گدا کا صبر بڑھجاے کرم گدا

کے دروازہ پر آئے اور کرم کا صبر بڑھا ہے تو گدا کرم کے دروازہ پر آئے لیکن بہر کمال گدا کا ہی اور نقصان کرم کا

قولہ جو دیہ جوید گدایان وضعاف ✦ ہمچو خوبان کائنہ جویند صاف ✦ روے خوبان زآئنہ زیبا شود ✦ روی احسان ازگدا پیدا شود ✦ چون گدا آئینہ جود ست ہان ✦ دم بود بر روے آئینہ زیان ✦ بس ازین فرمود حق ورد الضحیٰ ✦ بانگ کم زن ای محمد بر گدا ✦ بس گدایان آئینہ جود حقند ✦ وانکہ باحقند جود مطلقند ✦ آن یکی جودش گدا آرد پدید ✦ واندگر بخشد گدایان را مزید ✦ وانکہ جزاین دو بود خود مردہ ایست ✦ او برین در نیست نقش پردہ ایست ✦ المعنی ضعاف بکسر جمع ضعیف کم بمعنی نفی مطلق کے ہی فرماتے ہین جو دخو دفقیرون اور ضعیفون کو ڈھونڈھتا ہی جیسے معشوق اچھا صاف آئینہ ڈھونڈھتے ہین صورت خوبون کی آئینہ سے زیبا ہوتی ہی اور صورت احسان کی فقیر سے پیدا ہوتی ہی یعنے خدا کے احسان کی کسواسطے جیسے گدا تیرے احسان کا عاشق ہی تو خدا کا گدا ہی اُسکا احسان تجھپر عاشق ہی بس جبکہ گدا آئینہ جود الٰہی کا ہی تو خبردار اُسپر دم پھونک کے یعنے سختی کرکے اُس آئینہ کو تاریک مت کر کہ نقصان کی بات ہی پھر صورت جود کی مفقود ہوجائیگی اُسی سبب سے خدا تعالےٰ نے سورۂ والضحیٰ مین فرمایا ہی فاما السائل فلا تنہر سائل کو محروم مت پھیر اُسی کا نحوی مصرعۂ ثانی اس شعر کا ہی بس علی العموم فقیر آئینہ جود حق کے ہین اور جو فقیر باحق ہین وہ تو جود مطلق ہین یعنے بلا اس قید کے کہ آئینہ جود حق کے ہین وہ خود جود ہی جو دہین مگران جود والون مین کوئی ایسا ہی جسکا تھوڑا جود ہی کہ اُسکو گدا ظاہر کررہا ہی اور کسی کا مزید ہی کہ وہ فقیرون کو بہت بخشتا ہی اور جو شخص ان دونون کے سوا ہی ایک مردہ ہی اور وہ اس دروازہ پر ایسا ہی جیسے دروازون کے پردون پر نقش تصویر کے ہوتے ہین بیجان اور بیحس اور دروازہ سے باہر

فرق اس بات کا کہ ایک تو فقیر بھی خدا کا ہی اور تشنہ اور مشتاق بھی خدا کا اور ایک فقیر خدا کا ہی اور تشنہ غیر کا

قولہ لیک درویشی کہ او تشنہ خداست ✦ ہست دائم از خدایش کار راست ✦ لیک درویشی کہ تشنہ غیر شد ✦ او فقیر و ابلہ و بیخیر شد ✦ نقش درویشی ست ادنی اہل جان ✦ نقش سگ را تو بیندا ز استخوان ✦ فقر لقمہ دار دارد او نے فقر حق ✦ پیش نقش مردہ کم بنطبق ✦ ماہی خاکی بود درویش نان ✦ شکل ماہی لیک از دریاران ✦ نقش ماہی کے بود درویش آب ✦ آن زبے آبی نمیگردد خراب ✦ مرغ خانست او نہ سیمرغ ہوا ✦ لوت نوشد او نہ نوشد از خدا ✦ عاشق حق ست او بہر نوال ✦ نیست جانش عاشق حسن و جمال ✦ گر تو ہم میکند او عشق ذات ✦ ذات نبود وہم اسما وصفات ✦ وہم مخلوق ست و مولود آمدست ✦ حق نزائیدست او لم یولدست ✦ عاشق تصویر وہم خویشتن ✦ کے بود از عاشقان ذوالمنن ✦ عاشق آن وہم گر صادق بود ✦ آن مجازش عاقبت میبرد ✦

شرح میخواہد بیان این سخن ✤ لیک میترسم زافہام کہن ✤ فہمہاے کہنہ کوتہ نظر ✤ صد خیال بد در آرد در فکر ✤ پر سماع راست ہر کس چیر نیست ✤ طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست ✤ خاصہ مرغے مردۂ پوسیدہ ✤ پر خیال عمی نا دیدہ ✤ نقش ماہی را چہ دریا و چہ خاک ✤ رنگ ہندو را چہ صابون و چہ زاک ✤ نقش گر نگلین نگاری بر ورق ✤ او ندارد از غم و شادی سبق ✤ صورتش غمگین و او فارغ ازان ✤ صورتش خندان و او زان بے نشان ✤ واین غم و شادی کہ اندر دل خفیست ✤ پیش آن شادی و غم جز نقش نیست ✤ صورت خندان نقل از بہر تست ✤ تا ازان صورت شود معنی درست ✤ صورت غمگین نقش از بہر ماست ✤ تا کہ ما را یاد آید راہ راست ✤ نقشہای کاندرین حمامہاست ✤ از برون جامہ کین چون جاماست ✤ تا برون جا ما ببینی و بس ✤ جامہ بیرون کن در آ اے ہم نفس ✤ زانکہ با جاما در آنسو راہ نیست ✤ جامہ از تن تن ز جان آگاہ نیست ✤ باز میگردم سوے قصۂ عرب ✤ از بیان سر راز بوالعجب ✤ المعنی توت بوا و مجہول اقسام طعامے لذیذ فکر بکسر اول و فتح ثانی جمع فکر بالکسر و بالفتح کے زاک ہندی پھٹکی مولانا رح فرماتے ہین درویش دو قسم ہین جیسے کہ سرخی مین لکھے گئے لیکن جو فقیر کہ تشنہ اور مشتاق خدا کے ہین ہمیشہ انکا خدا تعالے سے ہر کام راست و درست ہوا اور جو فقیر تشنہ اور مشتاق غیر خدا کے ہین وہ محض محتاج اور احمق اور بیخبر ہین وہ ایک تصویر درویش کی ہی بیجان اور نقش سنگ ہی تو بھی اسکی حیثیت کے مناسب اسکو ہدی دالدے وہ فقیر لقمہ کا ہی فقیر خدا کا نہین ہوا اور ایک مردہ پھر مردہ کے آگے طباق کیون رکھتا ہی جو فقیر روٹی کا ہی وہ خاکی مچھلی ہی کہ صورت مچھلی کی رکھتا ہی اور دریا سے جو عشق ہی بھاگتا ہی مچھلی کی تصویر پانی کی محتاج کب ہوتی ہی اسلیے کہ وہ بے پانی کے خراب نہین ہوتی وہ گھریلو مرغا ہی اسکی کیا پرواز کیا اڑان سیمرغ نہین ہی جو ہوا پر اڑتا ہی وہ لوگون کی انواع اقسام نعمتین لذیذ کھاتا ہی خدا کی محبت کی نعمت سے محروم ہی کوئی عشق مجازی کا ظاہر عاشق بنکے عاشق حسن و جمال خدا تعالے کا بنتا ہی اور بحقیقت جان اسکی عاشق نہین ہی وہ عاشق نوال کا ہی ترنوالے کھانے کو ملتے ہین اور نذر و علیات علاوہ اسکے اگر وہ اس عشق مجازی کو عشق ذات کا توہم کرے تو وہ عشق ذات نہین ہی وہم اسماء و صفات کا ہی اسواسطے کہ وہم صفات عشق سے پیدا ہوتا ہی اور یہ یعنے وہم مخلوق و مولود ہی اور اللہ تعالے کی ذات لم یولد کہ کسی سے وہ زائیدہ نہین ہی پھر عاشق زائیدہ کا کیسے عاشق ذات کا ہو سکتا ہی جو شخص اپنی وہم کی تصویر کا عاشق ہی بس وہ عاشق خدائے ذوالمنن کا کب ہی البتہ اگر وہ ہم کے عشق مین صادق اور پورا ہو اور جہان سے عاشق ہو تو وہ اسکو حقیقت تک لیجاتا ہی اب فرماتے ہین کہ اس بات کا بیان بڑی شرح چاہتا ہی مگر پرانی فہم والون سے ڈرتا ہون نہین کر سکتا جب لوگ کوتہ نظر اور پرانی فہم والے ہین سیکڑون خیال بد اپنی فکر مین لائینگے خوب جان لو کہ سماع و وجد راست پر ہر کوئی غالب و قابو یافتہ نہین ہی جیسے ہر مرغ حقیر ناچیز کی خوراک انجیر نہین ہی اور خاص مرغ بھی ایسا کہ مردہ گلا سڑا پر خیال اندھا بیدیدہ ظاہر ہی کہ مچھلی کی تصویر کو دریا و خاک

اور سیاہ رنگ کے رنگ کو صابون و پیشکری سب برابر ہین وہ سفیدی نہین ہوسکتا اگر کسی کی تصویر بورق پر ایسی لکھی کہ جس سے حالت غمگینی کی مترشح ہو تو کیا اُسنے غم و شادی کا سبق ہی نہین پڑھا تصویر کی صورت غمگین ہی مگر وہ اُس غم سے فارغ ہی اور کسی تصویر سے شگفتگی ٹپکتی ہی مگر وہ اُس شگفتگی سے بے نشان ہی بس یہ غم و شادی ظاہری جو دل پر مبنی ہوئی ہی اُس غم و شادی حقیقی کے مقابل سوائے نقش کے نہین ہی لہذا اے عاشق مجازکے وہ صورت خندان نقش کی تیرے واسطے ہی کہ تو اُس صورت سے اپنے معنی کو درست کرے اور صورت غمگین نقش کی جو عشق حقیقی ہی ہمارے واسطے ہی تا ہمکو اپنی راہ راست یاد ہوجاے تمام مراد ذات انسان سے نقش تمام اسرار باطنی آزبرون برون ظاہر آزاسمین مجاوزت کا ہی یعنے ظاہر سے اُدھر جامہ وجود ظاہری کین مین کان بیان جامہ کا کہ بام حمام ہی جسکے معنی شیشۂ حمام ہوے معنی یہ کہ تیری ذات ایک حمام ہی اسمین نقش و نگار اسرار کے لکھے ہین اور اس وجود ظاہری کے اسپر شیشے لگا دیے ہین تو باہر شیشون سے جو کچھ ہی بیننده بس اُسی کو دیکھے اندر کے نقش و نگار نہ دیکھنے پائے آب اے ہمنفس اگر ہوس نقش و نگار اندرونی کی ہی تو اس بیرونی جامہ کو اُتار ڈال کہ قابل اندر جانے کے ہوجاے دیکھ تو حمام مین کوئی بھی بغیر کپڑے اُتارے جاتا ہی ایسے ہی جامہ کے ساتھ اُدھر بھی راہ نہین ملتی ہی کسواسطے کہ وہ ایسی راہ ہی جہان جامہ تن سے اور تن جان سے واقف نہین ہوتا سب نسیاً منسیاً ہوجاتے ہین شعر بعد گریز ہی کہ یہ راز تو بوالعجب ہی اسکا بھید بیان سے باہر اسکو چھوڑ کے قصۂ عرب کی طرف پھر لوٹتا ہون **الخلاف** شرح مین بجاے از دریاران کے روان نقش کے قبل لفظ جز نہین لکھا جامہ اور چون کے درمیان مین لفظ کین رہگیا اور اخیر کا شعر یعنے زانکہ باجامہ الخ یہ نہین قائم کیا ہی معنی دیگر اشعار مین اسکے الفاظ پائے جاتے ہین

پیش آنا نقیبون دربانون کا خلیفہ کے واسطے عزت اعرابی کی اور قبول کرنا تحفہ کا

قولہ آن عرابی از بیابان بعید ✦ بر در دار الخلافت چون رسید ✦ پس نقیبان پیش اعرابی شدند ✦ بس گلاب لطف بر رویش زدند ✦ حاجت او فہم شان شد بیمقال ✦ کار ایشان بد عطا پیش از سوال ✦ پس بدو گفتند یا وجه العرب ✦ از کجائی چونے از راه و تعب ✦ گفت وجہم گر کما وجے دہید ✦ بے وجوہم چون پس پشتم نہید ✦ ایکه در روتان نشان مہتریست ✦ فرتان خوشتر ز زر جعفریست ✦ ایکه یک دیدارتان دیدار ہا ✦ ای نثار دیدتان دیدار ہا ✦ ای ہمہ نظر بنور الصد شده ✦ از برحق بہر بخشش آمده ✦ تازنید آن کیمیاہاے نظر ✦ بر سر مسہاے شخص بشر ✦ من غریبم از بیابان آمدم ✦ بر امید لطف سلطان آمدم ✦ بوے لطف او بیابان ہا گرفت ✦ در ہاے ریگ ہم جانرا گرفت ✦ تا بدینجا بہر دینار آمدم ✦ چون رسیدم مست دیدار آمدم ✦ بہر نان شمعے سوے نانوا دوید ✦ واو جان چون حسن نانوا را بدید ✦ بہر فرجہ شد یکے تا گلستان ✦ فرجۂ او شد جمال باغبان ✦ چون اعرابی کرآنجا فرجہ کشید ✦

آبجیوان از برخ یوسف چشید ✤ رفت موسیٰ کاتشے آرد بدست ✤ آتشے دید او کہ از آبش برست ✤ المعنی نقیب معتمد و دانندہ قوم وجہ العرب اے روے عرب جسکی ہندی کیمیا ہے جعفر نام کیمیاگر زرجعفری منسوب بدو جس سے مراد خالص وسرہ نا توانا و نابا ور پی فرجہ بالضم کشادگی یعنے وہ اعرابی جب بیابان بعید طے کرکے دار الخلافت کے دروازہ پر پہونچا نقیب وہان کے اسکے سامنے آئے اور بہت سا گلاب لطف کا اسکے منہ پر چھڑکا حاجت اسکی بدون اظہار و مقال کے انھون نے سمجھ لی اسلیے کہ انکو یہ خدمت تھی کہ سوال سے قبل سائل کو دیدین پھر اس سے کہا کہ اے وجہ العرب یعنے کیمیا عرب کے کہان سے آیا ہے اور رنج و مشقت راہ سے تیرا کیا حال ہے اسنے کہا کہ تنے مجکو وجہ العرب تو کہا مگر مین وجہ العرب جبھی ہونگا جب تم مجکو وجہ بناؤ نہین تو مین محض بیوجوہ ہون اگر مجکو ناکارہ سمجھکے پس پشت پھینکدو جیسا کہ قرآن مجید مین ہے فنبذوہ وراء ظہورہم پھینکا انھون نے اُس کو پیچھے پشت کے اے کوگو تم وہ ہو کہ تمھاری صورتون سے نشان مہتری کے عیان ہین اور تمھاری زیبائی سے ایسا خوش ہوگا کہ ایساز جعفری سے بھی نہوگا اے لوگو ایک دیدار مین تمھارے سیکڑون دیدار ہین گویا ایک کو تسے کیا دیکھا سیکڑون سردارون کو دیکھا ایسی خوبیان بیشمار تم مین جمع ہین اور تمھاری دید پر خود دینا نثار ہین اے لوگو تم سب اللہ کے نورسے نظر کرتے ہو اور خدا تعالے کے پاس سے خاص واسطے بخشش کے آئے ہو تو اپنی نظر کی کیمیا مس اشخاص بشر پر لگاؤ اور آنکو کندن بناؤ مین ایک غریب مسافر ہون بیابان طے کرکے لطف بادشاہی کی امید پر یہان آیا ہون آور کیسا لطف جسکی بو نے جنگلون کو گھیر لیا ہے اور ذرون مین ریت کی جانین پڑگئی ہین کہ ہر ایک شعر چمک رہی ہے جب مین یہان آیا با امید دم دینا رکے تم سب کو دیکھکے تمھارے دیدار سے مست ہوگیا ایسا خوش ہوا آگے مثالین عجیب غریب ہین کہتا ہے یہ ایسا ہوا جیسے کوئی روٹی لینے نانوا کے پاس گیا اور نانوا کا حسن دیکھکے روٹی وغیرہ سب بھول گیا اور جان اُسکی نظر کی بانظر کشود و شگفتگی خاطر کے گلستان کو گیا گلستان تو بھول گیا جمال باغبان اُسکے لیے کشود و فرجہ ہوگیا یا اُس اعرابی قافلہ مدین کا حال ہوا کہ کنوین سے پانی نکالتا تھا آخر پانی کسکا رخ یوسف کو دیکھکر آبجیوان پالیا یا موسیٰ کی سی کیفیت ہوئی کہ آگ ڈھونڈھنے نکلے تو آگ کہین سے حاصل کرین اور ایسی آگ پر پہونچ گئے جس سے آتش دوزخ کی اُنپر حرام ہوگئی اور وہ آگ نور خدا سے تھی جسکے دیکھنے سے دوزخ کی آگ اُسپر حرام ہوجاتی ہے اور آگ ڈھونڈھنا حضرت موسیٰ کا اور پہونچنا تجلی الٰہی کو اُس آگ سے دشت طوی مین مشہور و معروف الخلاف شرح مین بجاے زنید زیندا ور ما بدینجا تا بدینجا غلط معلوم ہوتا ہے قولہ جست عیسیٰ تا رہد از دشمنان ✤ بود آن جستن بچارم آسمان ✤ دام آدم دانہ گندم شدہ ✤ تا وجودش خوشۂ مردم شدہ ✤ باز آید سوے دام از بہر خور ✤ ساعد شہباید و اقبال و فر ✤ طفل شد تا کتب پے کسب نہد ✤ را امید مرغ یا لطف پدر ✤ پس زکتب آن کے صدرے شدہ ✤ با بیانہ دادہ و بدرے شدہ ✤

آمد عباس حرب از بہر کین ✤ بہر قمع احمدؐ و استیزِ دین ✤ گشت دین را تا قیامت پشت و رو ✤ تو خلافت او و
فرزندان او ✤ آمد عمرؓ بقصد مصطفا ✤ تیغ بر کف بستہ صد پیشا تہا ✤ گشتہ اندر شرع سید المومنین ✤ پیشوا و مقتدا
اہل دین ✤ آن حلف کش سوے ویرانہا شدہ ✤ پیخبر بر گنج ناگہ پا زدہ ✤ تشنہ آمد سوے جوے آبخور ✤ دید
اندر جوے خود شمس و قمر ✤ من برین در طالب چیز آمدم ✤ صدر گشتم تا بدریز آمدم ✤ آب آوردم تبعہ مہربان ✤ بوسے
نانم پر دتا صدر جہان ✤ نان برون راند آدمی را از بہشت ✤ نان مرا اندر بہشتی در سرشت ✤ رستم از آب و زنان ہمچون
ملک ✤ بیغرض گردم درین دور فلک ✤ بیغرض نبود دگر دش در جہان ✤ غیر جسم و غیر جان عاشقان ✤ عاشقان
کل نہ این عشاق جز ✤ ماند از کل آنکہ شد مشتاق جز ✤ چونکہ جزوے عاشق جزوے شود ✤ زود مستوفش بکل خود رود ✤
ریش گاو و بندۂ غیر آمدا و ✤ غرقہ شد کف در حشیشے ور زدا و ✤ المعنی قمع بالفتح تو رُنا اور خوار کرنا عمر بضم و تخفیف میم
و بضرورت شعر تشدید میم بھی جائز ہی نام خلیفۂ دوم ریش گاؤ احمق حشیش بفتح گیاہ خشک یہ اشعار بھی مثل اشعار سابق
کلام اعرابی سے ہین کہتا ہی کہ دیکھو حضرت عیسیٰ دشمنون سے بچکے ایک حجرہ مین چھپے وہ چھپنا انکا چوتھے آسمان
کا چھپنا ہو گیا کہ خدا تعالے نے انکو اُٹھالیا اور چوتھے آسمان پر پہونچایا مختصر ذکر انکا یہ ہی کہ جب یہود انکے قتل پر
مستعد ہوے تو یہ ایک حجرہ مین کہ وہان دو چار اور آدمی بھی تھے گئے اور اللہ سے پناہ چاہی اُسنے ان کو اُٹھالیا
اور انکی شبیہ اور پرُ ڈالدی اُسکو اُنھون نے سولی دیدی دانۂ گندم کا دام آدم کا بنا یہ اس دام مین پھنسے اور انکے
وجود سے خوشی مردم کی ہوئی باز اپنی خورش دیکھکے دام مین آتا ہی پھر وہ پہونچے بادشاہ کا پاتا ہی اور قبال و دبدبہ
پھر مکتب کو جاتا ہی کسب ہنر کے واسطے اس امید پر کہ باپ ہمکو چڑیان لے دیگا اور مہربانی کریگا پھر وہ اُس مکتب
کی بدولت صدر نشین ہو جاتا ہی اور ماہانہ اُستاد کا دیکے علم و فضل سے چودھوین شب کا چاند بنجاتا ہی حضرت
عباس چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ انکا نام حرب بھی تھا عداوت کی رو سے جنگ بدر مین واسطے
شکست دینے اور خوار کرنے آنحضرت کے آئے اور مخالف و دشمن دین کے تھے اور وہی عباس ایمان لاکے
دین کے پشت و رو بنگئے اسی قوت و خوبی قیامت تک اور خلافت انکی اولاد کی سیکڑون برس رہی اور ایمان
لانے کی یہ صورت ہوئی کہ جب آنحضرت سے شکست پاکے یہ اور قریش اسیر ہوے حضرت نے سب سے
فدیہ طلب کیا عباس نے اپنے بھتیجے عقیل کا فدیہ دیکر کہا کہ میرے پاس کچھ نہین ہی آپ نے کہا کہ تنے ایک درہ
چلتے وقت ہوا م الفضل کو دیا ہو وہ زر کہان ہی پس اُنھون نے جانا کہ اس بات سے تو سوا خدا کے کوئی خبر نتھا انکو
کیسے خبر ہوئی ضرور یہ معجزہ ہی لابد مسلمان ہوے حضرت عمر کہ قریش سے سیکڑون عہد و پیمان قتل آنحضرت کا کرکے
تیغ بکف آئے اور حال یہ کہ وہی امیر المومنین اور پیشوا و مقتداے دین ہوے وہ گھسیارا کہ جنگل کو گھاس لینے
گیا اُسکو کیا خبر تھی کہ یہان گنج ہی بیخبر پانون اُسکا گنج پر پڑا اور گنج پایا ایک پیالا شہد کا دریا پی گیا اُسنے اپنے

نہ مین شمس و قمر بائے قمر اصطلاح کیمیاگرون مین نقرہ کو کہتے ہین اور زر کی نسبت شمس سے ہی پس مبالغۃً فرمایا ہی کہ نقرہ و زر کیا معنی جو اصل نقرہ و زر کے ہین وہی ملگئے اور پانی مین عکس انکا ہوتا بھی ہی یہانتک اُس اعرابی کا بیان اس بات کا ہی کہ مین کیا خیال کرتا تھا اور کیا میرے دیکھنے مین آیا اب کہتا ہی کہ مین تو اس امید پر آیا تھا کہ کوئی چیز حاصل کرونگا سو یہان آکے مین سائل سے صدر و بالانشین ہوگیا مین روٹی کے واسطے شکفہ مین پانی لایا تھا سو روٹی کی بو مجکو صدر جہان تک لیگئی عجب حال ہی کہ روٹی نے آدمی کو بہشت سے نکالا اور میری روٹی کا خمیر خاص بہشت مین ہوا جو مکان خلیفے سے ارادہ ہی اب مین مثل فرشتون کے آب و نان سے چھوٹ گیا یعنے آب و نان کا غم نہ رہا اس سے بری ہوگیا بے غم و بیفکر ہوکے اس دور فلک مین پھرونگا اور بیغرض رہونگا آیندہ مقولات مولانا رحمہ کے ہین یعنے جہان مین ہر شی کو گردش ہی مگر بیغرض نہین اگر بیغرض ہی تو سوا جسم و جان عاشقون کے نہین وہ بھی جو عاشق کل کے ہین ای عاشق حقیقی نہ عاشق جزو کے ای مجازی اسواسطے کہ جو جزو کا مشتاق ہوا وہ کل سے محروم رہا ظاہر ہی کہ کل ذات خدا تعالی کی ہی اور ہر شی جزو اسکی خواہ عاشق ہو خواہ معشوق اور رجوع جزو کا کل کی طرف ضرور پھر جبکہ عاشق جزو کا جزو ہوا اور معشوق اُسکا اپنے کل کو چلا گیا یہ ریش گاؤ اور بندہ غیر کا ٹھہرگیا اور مثل اُس ڈوبتے کے جو گھاس پکڑتا ہی جسکی ہندی ہی ڈوبتا سوار پکڑتا ہی کہ سوار پکڑنے سے بچ نہین سکتا پس عاشق کل کا ہونا چاہیے جو باقی اور بے فنا ہی اگر یہ جزو فنا ہو کے اُس کل مین ملا تب بھی نور علے نور ہی اور ویسے بھی ہوا المقصود الخلاف شرح بحر العلوم مین دانہ گندم کے بجاے گندم گون کہ محل قافیہ اور بے معنی ہی اور میر المومنین کی جگہ امیر المومنین اور حنیشے کی جگہ خنیشے غلط ہی

مثل عرب اِذا زنیت فازن بالحرّۃ وَاِذا سرقت فاسرق فی الدرّۃ یعنے جب زنا کرے توحرّہ کے ساتھ کر اور اگر چوری کرے تو درہی کر

قولہ نیست حاکم تا کند تیمار او ✦ کار خواجہ خود کند یا کار او ✦ فازن بالحرّہ پے این شد مثل ✦ فاسرق الدرّہ بدین شد منقل ✦ بندہ سوے خواجہ شد او ماند زار ✦ بوے گل شد سوے گل وا ماند خار ✦ ہمچو آن ابلہ کہ تاب آفتاب ✦ دید بر دیوار و حیران شد شتاب ✦ عاشق دیوار شد کین باضیاست ✦ بیخبر کان عکس خورشید سماست ✦ چون باصل خویش پیوست آن ضیا ✦ دید دیوار سیہ ماندہ بجا ✦ او بماندہ دور از مطلوب خویش ✦ سعی ضائع بیخ باطل پاے ریش ✦ ہمچو صیادے کہ گیرد سایۂ ✦ سایہ کے گردد و را سرمایۂ ✦ سایۂ مرغے گرفتہ مردخت ✦ مرغ حیران گشتہ بر شاخ درخت ✦ کین مدفع بر کہ میخند و عجب ✦ اینت باطل اینت پوشیدہ سبب ✦ ور تو گوئی جزو ہیوستہ بکل ✦ خار میخور خار مقرون گلست ✦ جزو یکرہ نیست پیوستہ بکل ✦ ورنہ خود باطل بدے بھٹ رسل ✦ چون رسولان از پے پیوستند ✦ پس چہ پیوندند شان چون یکمتند ✦ این سخن پایان ندارد اے غلام ✦

زانکہ جزے سخت دارد این کلام ✤ المعنی منتقل ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے والا مدمغ دماغ والا جز بالفتح وتشدید کشادہ کرنا ربط پہلے شعر کا سابق سے یہ ہی کہ جب عاشق جزو کا بندہ اُسکا ہو چکا اور اُسکے کل مین ملجانے سے ڈوبتے کیطرح پکڑنے لگا تو اب اسکا حاکم کون ہی کون اسکی غمخواری کرے اب یہ اپنا کام آپ کرے یا اسکا فعل جو عشق جزو کا ہی سو وہ جزو کہان فارغ بالخرۃ اسی واسطے تو مثل ہوا ہی ایسے ہی فاسرق الدرۃ یعنی زنا کر حرہ سے اور چوری کر موتی کی قول عرب کا ہی مطلب یہ کہ ہمت پست نکرے بڑھی رکھے ایسی ویسی چیز پر نہ گر پڑے بندہ تو اپنے خواجہ کی طرف گیا یہ زار و خوار رہگیا بوے گل کی گل کے ساتھ گئی خار رہگیا جیسے وہ احمق کہ اُسنے چمک آفتاب کی دیوار پر دیکھی اور فوراً حیران ہوگیا اور عاشق اُسکا بنگیا کہ یہ دیوار ہی پر ضیا ہی اس سے پیچھے کہ یہ روشنی آفتاب آسمان کے عکس کی ہی جب وہ روشنی اپنی اصل سے جا ملی تو وہی دیوار سیاہ اپنے تئہ کانے رہی ہوئی دیکھی پس اپنے مطلوب سے دوڑ پڑا سعی برباد گئی رنج بیہودہ اُٹھایا یا نون گھائل ہوے اب قدم آگے نہین بڑھ سکتا اور مثل اُس صیاد کے کہ کسی پرندکا سایہ زمین پر پکڑ کے بیٹھ رہا کہ مین نے مرغ پکڑ لیا بھلا اس سایہ سے اُسکو کیا سرمایہ حاصل ہوگا یہ تو مرغ کے سایہ کو خوب زور سے پکڑے ہوے ہی اور مرغ شاخ درخت پر حیران ہی کہ یہ کیا کرتا ہی یہ بد دماغ کسپر ہنستا ہی عجب باطل شخص ہی اور عجب سبب اس کے ہنسنے کا ہی اب فرماتے ہین اگر تو یہ کہے کہ جزو تو کل سے پیوستہ ہوتا ہی الگ کب ہوتا ہی تو ہم کہتے ہین تو گل کی طرح خار تو کھالے خار بھی تو گل سے پیوستہ ہوتا ہی کل جزو ایک طریق پر کل سے پیوستہ نہین ہین اگر ایسا ہو تو بعثت پیغمبرون کا باطل ہو جائے یہ لوگ بھی تو واسطے ملانے جزو کو کل سے مبعوث ہوے ہین اور جب وہ خود ملے ہوے یکتن ہین تو اب یہ کسکو ملائین القصہ فرماتے ہین اس سخن کی تو اے لڑکے کچھ حد نہین ہی اسواسطے کہ اس کلام مین نہایت بسط و شرح ہی بخلاف نجم العلوم مین بجاے تیمار اثیار اور اس شعر مین چون باصل آخر دوسرا مصرعہ دیدبر دیوار و حیران شد تتاب جو اوپر گذرا پھر لکھدیا ہی پیوستہ کل کو گل بکاف فارسی غلط لکھا ہی

دیدن اعرب کا تحفۂ آب اپنا ملازمان خلیفہ کو

قولہ شرح کن حال عرب ای بانظام ✤ روزیکہ شد حکایت کن تمام ✤ بانقیبان حال خود گفت آن عرب ✤ چون بگفت او دید ہنگام طلب ✤ آن سبوے آب را در پیش داشت ✤ تحفہ خدمت را در آنحضرت بگاشت ✤ گفت این ہدیہ بر سلطان برید ✤ سائل شہ را ز حاجت واخرید ✤ آب شیرین و سبوے تیز بو ✤ ز آب بارانے کہ جمع آمد بگو ✤ خندہ می آمد نقیبان را ازان ✤ لیک پذرفتند از ہمچو جان ✤ زانکہ لطف شاہ خوب باخبر ✤ کردہ بود اندر ہمہ ارکان اثر ✤ خوے شاہان در رعیت جا کند ✤ چرخ اخضر خاک را خضرا کند ✤ شہ چو حوضی دان و حشم چون لولہا ✤ آب دولہ رود از گولہا ✤ چونکہ آب جملہ از حوضیست پاک ✤ ہر یکے آب دہد خوش ذوق ناک ✤

در وران حوض آب شور ست و پلید ✤ هر یکے لولہ ہمان آرد پدید ✤ زانکہ پیوست است ہر لولہ بحوض ✤ خوض کن
و معنی ایں حرف خوض ✤ لطف شاہنشاہ جان بیوملن ✤ چون اثر کردہ است اندر کل تن ✤ لطف عقل خوشنہادی
خوش بس ست ✤ چون ہمہ تن را در آرد در ادب ✤ عشق شنگ بیقرار و بیسکون ✤ چون در آرد کل تن را در جنون ✤
لطف آب بحر کو چون کوثر ست ✤ سنگریزش جملہ دُر و گوہر ست ✤ ہر ہنر کاستاد ان معروف شد ✤ جان شاگردش
بدان موصوف شد ✤ پیش استا د اصولے ہم اصول ✤ خواند آن شاگرد چست با حصول ✤ پیش استاد فقیہ آن
فقہ خوان ✤ فقہ خواند بے اصول و بے بیان ✤ پیش اُستادی کہ او نحوی بود ✤ جان شاگردش ازو نحوے
شود ✤ باز اُستادی کہ او محو رہست ✤ جان شاگردش ازو محوشہ ست ✤ زین ہمہ انواع دانش روز مرگ ✤ دانش
فقر ست زاد راہ و برگ ✤ المعنی گو ہندی گڑھا حضرا بنبر لولہ بواو ٹونٹی کول بکاف عجمی تالاب کو چک خوض بالفتح
کسی گڈھے مین ڈوب جانا استا بالضم مخفف اُستاد زاد و برگ ہر دو بمعنی توشہ آوپر فرمایا ہے کہ اے غلام اس کلام مین بڑی
شرح وبسط ہے لہذا اب تو شرح حال عرب کی نظام کے ساتھ کریعنے موتی کی سی لڑی پرو دن نہین ہا شام ہوئی
اُسکی حکایت تمام کر حال یہ ہے کہ اُس عرب نے نقیبون سے حال اپنا کہا جب کہ لیا تو انھون نے ہدیہ طلب کیا
اور دیکھا تو یہ وہی سبو آب کا سامنے رکھے ہوے تھا اور تحفہ خدمت کا اُس بارگاہ مین بورہا تھا کہ یہ ہدیہ خدمت
لایا ہون، اور کہا کہ یہ تحفہ پادشاہ کے پاس لیجاؤ اور مین سائل پادشاہ کا ہون نجکو حاجت سے چھڑاؤ اُس
گھڑے مین پانی شیرین تیز ہو مینھ کے پانی سے تھا جو کسی گڈھے مین جمع ہو گیا تھا یہ کیفیت دیکھکے نقیبونکو
ہنسی تو آئی تھی لیکن بجان و دل اُسکو قبول کر لیا اُس سبب سے کہ بادشاہ نہایت اچھا اور باخبر تھا اسکے لطف
نے تمامی ارکان دولت مین اپنا اثر کر رکھا تھا آیندہ مقولات مولانا رح پادشاہون کی خو رعیت مین جگہ کرتی ہے
دیکھ چرخ سبز مین کو کیسا سبز کر دیتا ہے پادشاہ ایسا ہے جیسے حوض لشکر و حشم جیسے ٹونٹیان حوض کی پس
ٹونٹی مین پانی حوض ہی سے آتا ہے آب جو پانی جملہ ٹونٹیون کا ایک ہی حوض پاک سے ہے تو ہر ایک
ٹونٹی آب خوش اور پاکیزہ دیگی اور اگر اُس حوض مین آب شور و پلید ہے تو ہر ٹونٹی وہی ظاہر کریگی کسواسطے
کہ ہر ٹونٹی حوض سے پیوستہ ہے تو اس بات مین خوب خوض و غور کر اب فرماتے ہین کہ لطف شاہنشاہ کا مسافر
کی جان ہے جو کل تن مین اثر اپنا مثل جان کے کرتا ہے جیسے لطف عقل خوش نہاد کا نہایت خوش ہے کہ سارے
تن کو ادب مین گھیر لیتی ہے اور عشق شوخ و شنگ بیقرار و بیسکون ہے کہ وہ تن کے کل کو اپنی خاصیت کے
موافق جنون مین گھیر لیتا ہے اسواسطے کہ یہ دونون بھی پادشاہ ہین لطف آب اُس دریا کا کہ وہ مثل کوثر کے ہے
اُسکے سنگریزے جملہ دُر و گوہر ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دُر یا مراد دریاے علم سے ہے بقرینہ ذکر علوم کے جو ما بعد
اسکے ہے جس ہنر مین جو اُستاد مشہور ہوا اُسی سے جان شاگرد کی موصوف ہوئی مثلاً جو اُستاد اصول کا ہے

اُسکا شاگرد اصول پڑھکے چست و باحصول ہوجاتا ہی اور جو اُستاد صرف فقہ کا ہی اُسکے آگے فقہ پڑھتا ہی بے اصول و بے بیان کے بیان بھی ایک علم ہی اور جو اُستاد نحو کا ہی اُس سے شاگرد کی جان نحوی ہوجاتی ہی اب رہا اُستاد راہ طریقت یعنی خدا کا جو اُسمین محو ہی اُسکے شاگرد کی جان شاہ مین محو ہوجاتی ہی تعالے شانہ الحاصل یہ سب انواع دانش کے ہین مگر مرنے کے دن دانش فقر ہی کی سازو برگ و توشہ راہ کی ہی اور سب بیکار الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے ور دران حوض کے در دران خوش نہادی مین پایا نہین لکھی

ماجرا ایک نحوی کا کشتی مین کشتیبان کے ساتھ اور جواب دینا اُسکا

قولہ آن یکے نحوی بکشتی در نشست ✤ رو بکشتیبان نمود آن خود پرست ✤ گفت ہیچ از نحو خواندی گفت لا ✤ گفت نیم عمر تو شد بر فنا ✤ دل شکستہ گشت کشتیبان زتاب ✤ لیک آندم گشت خاموش از جواب ✤ باد کشتی را بگردابی فگند ✤ گفت کشتیبان بدان نحوی بلند ✤ ہیچ دانی آشنا کردن بگو ✤ گفت نے از من تو سباحی مجو ✤ گفت کلی عمرت ای نحوی فناست ✤ زانکہ کشتی غرق این گرداب ماست ✤ محوی باید نہ نحو اینجا بدان ✤ گر تو محوی بخیطر در آب ران ✤ آب دریا مردہ را بر سر نہند ✤ ور بود زندہ زدریا کے رہد ✤ چون بمردی تو زاوصاف شبہ ✤ بحر اسرارت نہد بر فرق سر ✤ ای کہ خلقان را تو خر مینخواندۂ ✤ این زمان چون خر برین یخ ماندۂ ✤ گر تو علامہ زمانے در جہان ✤ نک فنائے اینجہان بین این زمان ✤ مرد نحوی را ازان درد و غمیم ✤ تا شمارا نحو نحو آموختیم ✤ فقہ فقہ و نحو نحو و صرف صرف ✤ در کم آمد یابی ای یار شگرف ✤ آن سبوے آب دانشہاے ماست ✤ وان خلیفۂ دجلۂ علم خداست ✤ ما سبوہا پر بدجلہ میریم ✤ گر نہ خود انیم ما خود را خریم ✤ آنعرب باری بدان معذور بود ✤ کوز دجلہ غافل و بس دور بود ✤ گرز دجلہ باخبر بودے چو ما ✤ او نبردی آن سبورا جا بجا ✤ بلکہ از دجلہ اگر واقف بدی ✤ آن سبورا بر سر سنگی زدی ✤ آن سبوے تنگ پر ناموس و ننگ ✤ شد حجاب بحر زن او را بسنگ ✤ المعنی در نشست ای سوار شد سباحی شناوری فقہ بکسر علم معرفت احکام شریعت و دانشمندی نحو نام علم و راہ و مانند و سوے و صند و آہنگ و اسلوب و برگردانیدن صرف نام علم و بالکسر ہر شی خالص ایک نحوی کشتی مین سوار ہوا اور ملاح کی طرف وہ خود پرست متوجہ ہوا خود پرست اسواسطے کہا کہ اپنی نحو کا اُسکو غرور گھمنڈ تھا اور ملاح سے پوچھا تو نے کچھ نحو سے پڑھا ہی ملاح نے کہا نہین کہا آدھی عمر تیری فنا پر گئی یعنے برباد ہوئی ملاح اس بات کے رنج سے دل شکستہ تو ہوا لیکن اُسوقت کچھ جواب نہ دیا خاموش ہورہا اتفاقاً ہوا نے کشتی کو گرداب مین ڈال دیا اُسوقت ملاح نے اُس نحوی سے پکار کے کہا بتا تو کچھ پیرنا بھی جانتا ہی کہا نہین مجھ سے سباحی کو کیا پوچھتا ہی مجھ مین سباحی کہان ملاح نے کہا میری آدھی عمر تو نے فنا پر بتائی اب ای نحوی تیری کل عمر فنا پر ہی کسواسطے کہ یہ کشتی انھین گردابون مین اب ڈوبتی ہی آگے مقولات مولانا رحمہ اللہ کے ہین کہ بس اسی کو جان لے کہ یہان بھی محو چاہیے ہی نہ نحو عشق کو نحو درکار نہین ہی

ہان اگر تو محرمی تو بیخوف و بیخطر اس دریا مین گھس دیکھ تو آب دریا کا کیسا مردہ کو سر پر رکھ لیتا ہی اور جو زندہ ہی وہ دریا سے بچ سنین سکتا ایسے ہی اگر تو بھی اوصاف بشری سے مرجائیگا تو بحر اسرار کا تجکو فرق سر پر رکھ لیگا آہی نحوی تو مخلوق کو بہت گدھا کہتا رہا ہی جیسے کہ عادت اہل علم کی ہی اکثر جاہل کو گدھا کہتے ہین اسوقت مین کیسا خود گدھے کی طرح یخ مین ٹھٹھر کے رہگیا ہی این کا اشارہ وقت مرگ سے ہی کہ آدمی سرد ہوجاتا ہی ہم تو تجکو علامۂ زمان جب جانین کہ اسی وقت مین فنا اس جہان کی دیکھے اور آپ کو فنا کرے اگر یہ نہین تو کچھ علامہ نہین ہی جو شخص نحوی ہی اسپر دروازہ بند کردیا ہی تو تجکو نحو محو کی ہنے سکھائی ہی خوب جان لے فقہ کی فقا اور نحو کی نحوا و صرف کی صرف کہ عبارت تینون کی اصل اصول سے ہی اے یار شگرف کم آمد مین پایگا یعنے عجز و فروتنی مین نہ یہ کہ مخلوق کو خر سمجھے اور اپنے علم پر فخر کرے یہ تو سمجھ وہ گھڑا جو اعرابی کا ہی ایسی تو ہماری دانشین ہین اور جیسے خلیفہ ایسا دجلہ علم خدا کا ہی اب ہماری حماقت دیکھ کہ ہم گھڑا بھرے دجلہ کو لیے جاتے ہین اس حال پر اگر ہم آپ کو خر نجانین تو بیشک خود خر ہین اور بھلا وہ عرب جولے گیا تو وہ معذور تھا کہ دجلہ سے غافل اور بہت دور تھا اور اگر ہماری طرح دجلہ سے خبر ہوتا تو وہ بھی گھڑا اپنا جا بجا لیے نہ پھرتا بلکہ اگر دجلہ سے واقف ہوتا تو اُس سبو کو کسی سنگ پر مار دیتا پس یہ گھڑا تنگ و خر دتیرا جو ناموس و ننگ سے بھرا ہی یعنے ذرا سے علم سے توقع بڑی عزت و حرمت کی مخلوق سے رکھتا ہی اور اسی واسطے حاصل کیا ہی یہی حجاب و پردہ بحر علم خدا کا ہی اسکو پتھر پر مار دے اور اُس بحر علم کا طالب ہو

قبول فرمانا خلیفہ کا اُس ہدیہ کو بکمال نیازا ور سبو کو زر سے بھر دینا

قولہ چون خلیفہ دید و احوالش شنید ✦ آن سبو را پر زر زر کرد و مزید ✦ داد بخشش ہا و لطفہا ئے خاص ✦ آنعرب را کرد از فاقہ خلاص ✦ پس یقینے را بفرمود آن قباد ✦ آنچنان بخشش و آن بحر داد ✦ کہ بوے وہ این سبوی پر زر ✦ چونکہ واگردد سوے دجلش ببر ✦ ازرہ خشکش فتادست این سفر ✦ ازرہ دجلش بود نزدیکتر ✦ چون بکشتی در نشیند رنج راہ ✦ خود فراموشش شود این جا گاہ ✦ ہمچنان کردند و دادند کش سبو ✦ پر زر و بردند تا دجلہ دو تو ✦ چون بکشتی در نشست و دجلہ دید ✦ سجدہ میکرد از حیا و میخمید ✦ کاے عجب لطف این شہ وہاب را ✦ وین عجب تر کو ستد آن آب را ✦ چون پذیرفت از من آن دریاے جود ✦ آنچنان جنس دغل را زود زود ✦ کل عالم را سبو دان اے پسر ✦ پر شدہ از علم و خوبی تا بسر ✦ قطرۂ از وجلۂ خوبی اوست ✦ کان نیکنجد زیری زیر پوست ✦ و ربدیدی قطرہ از دجلہ جدا ✦ این سبو او را فنا کردی فنا ✦ گنج مخفی بد زیری چاک کرد ✦ خاک را تابان تر از افلاک کرد ✦ گنج مخفی بد زیری جوش کرد ✦ خاک را سلطان اطلس پوش کرد ✦ آنکہ دیدندش ہمیشہ ہیخوندند ✦ بیخود انہ بر سبو سنگے زدند ✦ اے ز غیرت بر سبو سنگے زدہ ✦ وان سبو را شکست کامل تر شدہ ✦ خم شکستہ آب ازان نا ریختہ ✦ صد درستی زین شکست انگیختہ ✦ جزو جزو خم بر قص ست و یکمال ✦ عقل جزوے را نمودہ این کمال ✦ نے سبو پیدا درین حالت نہ آب ✦ خوش بیین واللہ اعلم بالصواب ✦

چون در معنی زنے بازت کنند ✤ پر فکرت باز کنند ✤ پر فکرت شد گل آلود و گران ✤ زانکہ گل خواری ترا
گل شد چونان ✤ نان گشت و گوشت کتر خوراز ین ✤ تا نانی ہمچو گل اندر زمین ✤ خاک میخوردیم عمرے در قدا ✤ خاک
نارا خورد آخر دجزا ✤ چون گرسنہ میشوی سگ میشوی ✤ تند و بد پیوند و بد رگ میشوی ✤ چون بکشتی سیر مرداری شوی ✤
نیز چون نقش دیواری شوی ✤ بس دے مردار و دیگر دم سگے ✤ چون کنی در راہ شیران نوش تکی ✤ آلت شکار خود جز
سگ مدان ✤ کمترک انداز سگ را استخوان ✤ زانکہ سگ چون سیر شد سرکش شود ✤ کے سوے صید و شکارے خوش
رود ✤ آنعرب را مینوائی میکشید ✤ تا بدان درگاہ و آن دولت رسید ✤ المعنی قبا دبالضم پادشاہ عظیم و آب بسیار
بخشندہ و چب خلیفہ نے اُس عرب کو دیکھا اور اُسکا حال سُنا اُس گھڑے کو تو زر سے بھر دیا اور اُسپر بھی زیادہ کیا
اور بخشش کین اور خلعت خاص دیا اور فاقون سے چھڑا دیا پھر اُس پادشاہ عظیم جہان بخشش نکو دادنے ایک
نقیب کو حکم دیا کہ یہ سبو پر زر اُسکو دیدے اور جب لوٹ کے جاوے اُسکو دجلہ کیطرف لیجا خشکی کی راہ سے اُسکو ایسا
لمبا سفر پڑا ہی دجلہ کی راہ سے بہت نزدیک پڑیگا جب کشتی مین سوار ہوگا رنج راہ جو اس جگہ تک آنے مین پڑا ہی خود
بھول جائیگا پس ایسا ہی کیا وہ سبو پر زر اُسکو دیدیا اور دجلہ تک دو تو لیگئے یعنے چھپاکے جیسے کسی چیز کو دوتہ
مین چھپاتے ہین جب کشتی مین بیٹھا اور دجلہ دیکھا سجدے کرتا تھا اور حیاسے جھک جھک جاتا تھا کہ اسے عجب
کیسا لطف اس بادشاہ بخشندہ کا ہی اور بڑے تعجب کی یہ بات کہ میرے اُس سڑیل پانی کو اُسنے لے لیا کیسے اُس
دریاے جود نے میری کھوٹی جنس کو زود زود لیلیے لاؤ لاؤ کر کے خرید لیا اب مقولات مولانا رحمہ کے ہین کہتے ہین
اسی پیر تمام جہان کو ایسا جان جیسے سبو پر زر اعرابی کا کہ علم و خوبی سے بھرا ہوا ہی سرتاسر اور لبالب سو یہ ایک
قطرہ اُسکے دجلہ خوبی کا ہی اور با وصف ایک قطرہ ہونے کے ایسا بھرا ہوا ہی کہ اپنے پوست مین نہین سماتا
اور اگر یہ سبو قطرہ کو دجلہ سے جدا دیکھتا تو اُسکو فنا فنا کر دیتی یعنے سب اُسکو مانے اور جانے ہوے ہین کوئی غافل
نہین غفلت انکی موت و فنا ہی وہ ایک گنج مخفی تھا کہ اُسنے خاک کو تا بان تر افلاک سے کر دیا جیساکہ فرمایا ہی کُنتُ
کَنزًا مَخفِیًا فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ مین ایک خزانہ چھپا ہوا تھا سو مین نے اس بات کو پسند کیا کہ پہچانا
جاؤن پس مخلوق کو پیدا کیا پھر اسی کی تائید مین فرمایا کہ وہ ایک خزانہ پوشیدہ تھا بھرا ہوا اُسنے جوش کیا اور
اس خاک کو سلطان اطلس پوش کر دیا اور جنھون نے اُسکا جلوہ دیکھا ہی وہ ہمیشہ بیخود ہین مصداق ع کا زاکہ خبر
ندہد نبرش باز نیاید کے اور اُنھون نے بیخود ہون کی طرح اس سبو پر سنگ مارا ہی جسکو کل عالم اوپر فرمایا ہی آمخاطب
بلحاظ غیر ہونے کے اگر اس سبو پر تو نے پتھر مارا اور توڑا تو سبو ٹوٹا نہین بلکہ اس شکست سے کامل تر ہو گیا
ایسا ہوا کہ خم نو ٹوٹا مگر پانی اُس سے نہ بٹا اسلیے کہ یہ شکست باطنی ہی نہ ظاہری بلکہ اس شکست سے سیکڑون
درستیان پیدا ہوئین اور وہ یہ کہ جزو جزو خم کا رقص و حال مین ہی جو اس عقل جزوی ظاہری کو محال و بعید

معلوم ہوتا ہی اور معتقد علیہ اسکے نہین اسوقت مین وہ حال ہوتا ہی کہ نہ سبو معلوم ہوتا ہی نہ آب اسی نہ جسم نہ جان
پس اب تو اس کیفیت کو مزے سے دیکھ کہ تیرے حال کو اللہ تعالے بہت اچھے طور پر جانتا ہی کسی کی عقل جانے
یا نہ جانے کیا پرواہی اگر تو دروازۂ معنی پر دستک دیگا قضا و قدر ضرور کھول دینگے تو اپنی فکر ظاہری کے پر وبال نوچ
ڈال تو تجکو شہباز بنا دین تیری فکر کے پر مٹی کے سنے لتھڑے بھاری ہورہے ہین اس سبب سے کہ تیری عادت
گل خواری کی ہی گل تجکو نان ہورہی ہی نان گل ہی اور گوشت بھی گل ہی ان دونون کو نہایت کم کھا تو تو گل کیطرح
زمین مین نہ پہنچائے اسواسطے کہ گلخوار کیسے سست و مضمحل ہوتے ہین ہمنے ایک عمر غذا مین خاک کھائی ہی جسکو شعر صدر
مین جتایا ہی آخر اسکے بدلہ مین خاک ہمکو کھا لیگی اس گلخواری کی بدولت تیری یہ کیفیت ہی کہ جب بھوکا ہوتا ہی
تو سگ ہو جاتا ہی تند اور بد پیوند اور بد رگ اور جب سیر ہوا تو مردار ہو گیا اور مثل نقش دیوار کے بیخبر اور بیحس
پس جب تیرا یہ حال ہی کہ کسی وقت مردار کسی وقت سگ تو شیرون کی راہ مین تو خوش تک کب ہو سکتا ہی تو اپنا آلہ شکار
کا سگ کو جان جو نفس ہی یہ تجکو عالم لاہوت تک پہونچائے گا مگر اسکو بھوکا رکھ ہڈی اسکے آگے کم ڈال موٹا
ست ہونے دے اس سبب سے کہ کتا جو موٹا اور سیر ہوتا ہی تو سرکشی کرتا ہی اور اچھی طرح صید و شکار کی طرف
نہین دوڑتا اس عرب کو تو خیال کر بینوائی یہانتک کھینچ کے لائی تو اس درگاہ مین پہونچا اور وہ دولت پائی
جیسا کہ معلوم ہوا الخلاف شرح بحر العلوم کے پہلے شعر مین بجاے شنید کے رسید غلط ہی قولہ حکایت گفتہ ام
احسان شاہ ✤ درحق آن بینوائے بے پناہ ✤ ہر چہ گوید مرد عاشق بوے عشق ✤ از دہانش میدمد در کوی عشق ✤
گر بگوید فقہ فقر آمد ہمہ ✤ بوے فقر آید ازان خوش دمدمہ ✤ ور بگوید کفر دارد بوے دین ✤ آید از گفت شکش بوی یقین ✤
ور بگوید کژ نماید راستی ✤ ای کژی کہ راست را آراستی ✤ کف کژ کز بحر صافی خاستہ است ✤ اصل صاف آن فرع را
آراستہ است ✤ آن کفش را صافی و مخلوق دان ✤ ہمچو دشنام لب معشوق دان ✤ گشت این دشنام نامطلوب او ✤
خوش زہر عارض محبوب او ✤ از شکر گر شکل نانے میپزی ✤ طعم قند آید نہ نان چون میمزی ✤ گر بت زرین بیاید مومنی ✤
کے ہلد او را بے سجدہ کنی ✤ بلکہ گیرد اندر آتش افگند ✤ صورت عاریتش را بشکند ✤ تا نماند بر ذہب نقش وثن ✤
زانکہ صورت مانعست و راہزن ✤ ذات زرش داد رہانیت ست ✤ نقش بت بر نقد زر عاریت ست ✤ ہر کیکی تو
گلیمی را مسوز ✤ وز صداع ہر مگس مگذار روز ✤ بت پرستی گر بمانی در صور ✤ صورتش بگذار و معنی را نگر ✤ مرد
جمجے ہمرہے حاجی طلب ✤ خواہ ہندو خواہ ترک و یا عرب ✤ منگر اندر نقش و اندر رنگ او ✤ بنگر اندر عزم و در
آہنگ او ✤ گر سیاہ است و ہم آہنگ تو است ✤ تو سپیدش دان کہ ہمرنگ تو است ✤ این حکایت گفتہ شد
زیر و زبر ✤ ہمچو کار عاشقان بے پا و سر ✤ سر مدار و کز ازل بودست بیش ✤ پا مدار و با ابد بودست خویش ✤
بلکہ چون آبست ہر قطرہ ازان ✤ ہم سرست و پا و ہم بے ہر دو آن ✤ المعنی دمدمہ بفتح ہر دو دال مکر و فریب

وچاپلوسی وتن بفتحتین بت کیک ہندی پستو صداع بضم درد سر فرماتے ہین کہ ہمنے اس حکایت مین بیان احسان بادشاہ کا کیا ہی جیسا کہ اُسنے اُس مفلس بے پناہ کے ساتھ کیا لیکن ہی یہ کہ مرد عاشق جو کچھ کہتا ہی اُسکے دہان سے بوے عشق ہی عشق کی کوچہ مین کو اُچھلتی ہی مثلاً اگر فقہ کو کہے کہ یہ بالکل کفر ہی حال آنکہ فقہ علم شریعت کا ہی اسکو کفر سے کیا سروکار مگر فقہ سے بوے کفر کی بر ملا نکلے اور اگر کفر کی بات کہے تو وہ بوے دین سے بو دار ہو اور وہ کلام اُسکا جو شک والا ہو اُس سے بو یقین کی آئے اگر کژ بات کہے تو راستی جتائے کہ اہی عجب کژ ہی تو کہ تو نے راستی کو آراستہ کیا کف سے مراد گفت ہی اور کف بر عایت بحر پس جو جھاگ کج کہ بحر صاف سے اُٹھا ہی یعنے جو بات کج کہ عاشق کے دل سے پیدا ہوئی ہی اُسکی اصل پاک صاف ہی اُسنے اس فرع کو بھی آراستہ کر دیا ہی تو ان جھاگون کو صاف اور راست درست جان اور ایسا سمجھ جیسے معشوق کے لب سے گالی کہ گالی اگرنا مطلوب ہی اور اسکا کوئی طالب نہین مگر عاشق کو جو طالب عارض محبوب کا ہی خوش آتی ہی اگر شکر سے بشکل نان کے کچھ پکائے تو جب کھائیگا اُسمین مزہ قند کا آئیگا نہ روٹی کا کسواسطے کہ اصل اُسکی شکر ہی نہ گندم اور دشنام کی اصل لب معشوق اگر کوئی سومن بت زرین پائے تو وہ اُسکو کسی سجدہ کرنے والے کے سجدہ کے واسطے ہرگز نہین چھوڑیگا بلکہ اُسکو لیکے آگ مین ڈالیگا اور اُسکی صورت عاریتی کو جو بت کی پیدا ہوگئی ہی بگاڑیگا اسواسطے کہ اس سونے پر نقش بت کا نہ رہے ایسلیے کہ صورت آدمی کو معنی سے مانع اور راہزن ہی نہ یہ کہ زر کو پھینکدے کسواسطے کہ وہ زر اُسکو دا آہی ہی نقش بت کا جو اُسپر ہی یعنے ذات زر پر وہ عاریت ہی تو جوگن کے سبب سے کنبل مت جلا اور کمھیون کی دقت دور دور سے دن کا کھانا مت چھوڑ ان اشعار سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ تو عاشق کی اس قسم کی باتونپر جو مذکور ہوئین مثل کفر اور کج وغیرہ کے مت جا اُسکی اصل کو دیکھیے رہ بت پرست مت ہین اگر صورت مین پھنسا رہے گا بیشک بت پرست ہی ٹھہریگا تو اُسکی صورت کو چھوڑ اور معنی کو دیکھ تو مرد حج کا ہی یعنے قصد حج کا رکھتا ہی کوئی حاجی جس نے حج کر لیا ہو اپنے ساتھ کو ڈھونڈھ اور وہ چاہے ہند وہو چاہے ترک چاہے عرب تو اُسکے رنگ و نقش کا مت خیال کر اُسکے عزم و ارادہ کو دیکھ کہ تجھ سے پہلے حاجی ہو چکا ہی وہ اگر سیاہ ہی اور تیرا ہم آہنگ ہی تو تو اُسکو اپنی طرح سپید جان کسواسطے کہ جس رنگ مین تو ہی اُسی رنگ مین وہ ہی آخر ایک ہی رنگ تو ہوا فرماتے ہین کہ یہ حکایت اول سے آخر تک جو مراد زیر و زبر سے ہی مثل کام عاشقون کے کہ عشق ہی بے پا و سر کہی گئی اور بے پا و سر اس اعتبار سے کہ سر اسکا تو یون نہین کہ یہ ازل سے پہلے ہی جسکی صفت لا ابتدا لہ ہی بے پا اس لحاظ سے کہ یہ ابد کی خویش و بیگانہ ہی جسکا وصف لا انتہا لہ اور عشق کا ہونا قبل ازل سے ثابت چنانچہ منجملہ اول اقوال مولانا جامی رحمکے یہ شعر ہی شعر نوای دلبری باخویش میساخت ۔ قار عاشقی باخویش میباخت ۔ اب فرماتے ہین بلکہ یہ حکایت مثل دریا کے ہی ہر قطرہ جسکا یعنے نقطہ نقطہ ایک دریا ہی کہ اُسکا سر بھی ہی اور پانون بھی اور دونون نہین بھی اگر ہی

تو سر اسکا کنار و اور پانون اُسکے روانی اور لفظ ہر نہ سر نہ پانون اختلاف شرح بحر العلوم مین وش کو وتن مروجی کہ روز سر ندارد کو سر کدارد قولہ حاش للہ این حکایت نیست ہین ۞ نقد حال ما توئست این خوش ببین ۞ پیش ہر صوفے کہ او بافر بود ۞ ہر چہ آن ماضیست لاید کر بود ۞ چون بود فکرش ہمہ مشغول حال ۞ ناید اندر ذہن او فکر مآل ۞ ہم عرب ما ہم سبو ما ہم ملک ۞ جملہ مافیوفک عنہ من افک ۞ عقل شود ان این فنون نفس وطبع ۞ این دو ظلمانی و منکر عقل شمع ۞ بشنو اکنون اصل انکار از چہ خاست ۞ از انکہ کل را گونہ گونہ جزو ہاست ۞ جزو کل نے جزو ہا نسبت بکل ہانے چو بوے گل کہ باشد جزو کل ۞ لطف سبزہ لطف جزو کل بود ۞ بانگ قمری جزوی از بلبل بود ۞ گر شوم مشغول اشکال وجواب ۞ تشنہ گان را کے توانم داد آب ۞ گر تو اشکالے بگی و حرج ۞ صبر کن الصبر مفتاح الفرج ۞ احتمال احتمال انبیا ۞ از انکہ شیر اند دراین بیشہا ۞ احتما با بردو با سرد رست ۞ از انکہ خاریدن فزونی کرست ۞ احتما اصل دوا آمد یقین ۞ احتما کن تو ت جانت ببین ۞ قابل این گفتہا شو گوشدار ۞ تا کہ از زر سازمت من گوشوار ۞ گوشوارہ چہ کہ کان زر شوی ۞ تا بماہ و تا ثریا بر شوی ۞ اولاً بشنو کہ خلق مختلف ۞ مختلف حالند از یا تا الف ۞ در جبوت مختلف شورو شکے ست ۞ گر چہ از یک روز مرتا پاکی ست ۞ از یکے رو ضد و دیگر متحد ۞ از یکے رو ہزل و از یک رو جد ۞ المعنی حاش للہ پاکی ہر و اسطے اللہ کے اشکال بالکسر و شواری و بالفتح صور تہا و رسنما خرج تنگی و سختی احتما بالکسر پرہیز کرنا بیمار کا اور حمایت کرنا متحد ایک ہونا جد بالکسر بیحنے کوشش وضد ہزل اور پر جو لکھا ہی این حکایت سو حاش للہ یہ حکایت نہین خبر دار یہ نقد ہمارے تیرے حال کا ہی اسکو اچھی طرح دیکھ اور غور کر جو شخص کہ صوفی ہی اور ربا فر ہی وہ ماضی پر نظر نہین کرتا ماضی کو لاید کر جانتا ہی اور جو ہمہ تن فکر اُسکے حال مین مشغول ہوتی ہی اس سبب سے اُسکے ذہن مین فکر مآل و انجام بھی نہین گذرتی اور جو یہ کہتے ہین کہ عرب بھی ہم ہین سبو بھی ہم ملک بھی ہم یہ سب وہ ہی کہ بہتان کیا جاتا ہی اسپر قسم بہتان سے یہ جملہ فنون نفس وطبع کے ہین تو عقل بن اور ان کو پہچان یہ دونون اندھیری ہین اور منکر عقل کے جو مثل شمع کے ہی عقل شمع میری والت مین مثل لب لعل کے ہی آب مجھ سے سن کہ اصل انکار کی باہم نفس و طبع اور عقل کے کیسے پیدا ہوئی ایسے پیدا ہوئی کہ وہ ذات جو کل ہی اُسکے قسم قسم کے جزو ہین اور یہ جزو جزو کل کے نو ہین لیکن ایسے جزو نہین کہ کل سے ان کا لگاؤ ہو جیسے بوگل کی کہ جزو گل کی ہوتی ہی یہ ایسے جزو نہین ہین آپسا جاننا چاہیے جیسے سبزہ کا لطف جزو ہی لطف گل کا اور بانگ قمری کی جزو بانگ بلبل کی کہ بذات خود جدا جدا ہین آب فرماتے ہین کہ اگر مین مشغول ان دشواریون اور جواب کا جو ان مین ہین ہون تو پیاسون کو پانی کیسے پہونچاؤن پیاسون سے مراد شتاقان مثنوی ہین اور اگر تو ابھی اشکال و حرج کلی کے ساتھ ہی کہ کل بیان کیا جاے تو صبر کر کس واسطے کہ صبر کنجی کشود کی ہے اشکال و حرج ایسا ہے جیسے زید عدل تو بیمار اندیشون کا ہی ان سے پرہیز کرا رہے پھر کہتا ہون پرہیز کر کس واسطے کہ یہ جنگل شیرون کے ہین خود جانتا ہی

پرہیز سب دواؤن کا سردار ہی بہت کریدمت کرا سواسطے کہ بہت کان کریدنے سے بہرا پن ہی بڑھتا ہی جملہ دواؤن کی اصل پرہیز ہی اسپر سب کا یقین ہی تو پرہیز کر پھر اپنی جان کی قوت دیکھ کیسی بڑھتی ہے تو میری ان باتون کو مان وقبول کر اور سُن تو مین ایک گوشوارہ زر کا تیرے واسطے بناؤن اور گوشوارہ کیا چیز ہی کان زر کی ہوجائے اور ماہ و ثریا پر پہونچ جائے آگے بیان اُسی گوشوارے کا ہی فرماتے ہین کہ اول تو اس بات کو سُن کہ یہ خلق مختلف سب مختلف الحال ہین مثل حروف الف بے کے یا سے الف تک کہ الف مراد واحد احد سے ہی اور جو یا سے الف تک کہا نہ بالعکس تو یہ ایسا ہی جیسے نیچے سے اوپر کو جانا بنظر ترتیب حروف الف بے کہ الف سے یا تک ہین اس سبب سے کہ غرض بیان مخلوق سے ہی اور ساری مخلوق پستی مین ہی اور سب سے بالا حضرت واجب تعالے یا بضرورت قافیہ کے ایسا فرمایا ہی بنظر مآل کہ دونون طرح واحد ہی اب جو حروف کہ مختلف ہین اُن مین شور و شک ہی مثلاً ب ت ث اگرچہ یکرو ہین اور یک روئی کے سبب سے سراپا ایک ہین مگر نقطے جو مثل نقطون شک کے لگے ہوے ہین کہ منشاے اختلاف مذاہب ہین یہی باعث فتنہ اور شور باہمگر کے ہین اور یہ جو یکرو ہین کوئی ان مین ایک دوسرے کی ضد ہین کوئی محمد ہین مثلث مثلاً سنی شیعہ کہ دونون مسلمان ہین اور کوئی اہل ہنر اور کوئی اہل جد جیسے اشتیا اور اتقیا کہ یہ بھی اسلام کے روسے یکرو ہین الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے حال ما تست کے حال او ما ہم ملک کو ماتم ملک اور فنون کو زن خاست کو خواست چو بلکل چہ بوا الصبر کو کا لصبر اتقا کو اتجا حالند کی جگہ جالند اور جد کو حد قولہ بس قیامت روز عرض اکبرست ٭ عرض او خواہد کہ بازیب و فرست ٭ ہر کہ چون ہندوے بدسودا ئیست ٭ روز عرضش توبت رسوائیست ٭ چون نہ دارد روے ہمچون آفتاب ٭ او نخواہد بزر قلبی ہمچون نقاب ٭ برگ یک گل چون ندارد خار او ٭ شد بہاران دشمن اسرار او ٭ دانکہ سرتا پا گلست و سوسن ست ٭ پس بہار او را دو چشم روشن ست ٭ خار بمعنی خزان خواہد خزان ٭ تا زند بہلو خود با گلستان ٭ تا بنوشد حسن آن و رنگ این ٭ تا نہ بینی رنگ و آن و رنگ این ٭ پس خزان اور ابہار است و حیات ٭ یک نہ ماند سنگ یا قوتی زکات ٭ با خبان ہم دانہ آنرا در خزان ٭ لیک دیدیک بہ از دیدجہان ٭ خود جہان این یک گسست و باقیان ٭ جملہ اتباع و طفیل اندای فلان ٭ او جہان کامل ست و مفرد ست ٭ نسخہ کل وجود او را بدست ٭ پس ہمی گوید ہر نقش و نگار ٭ مُردہ مُردہ تک ہمی آید بہار ٭ تا بوند تابان شگوفہ چون زرہ ٭ تا کفند آن میوہا پیدا گرہ ٭ چون شگوفہ ریخت میوہ سر کند ٭ چون کہ تن بشکست جان سر بر کند ٭ میوہ معنی او شگوفہ صورتش ٭ آن شگوفہ مُردہ میوہ نعمتش ٭ چون شگوفہ ریخت میوہ شد پدید ٭ چونکہ آن گم شد این اندر رسید ٭ تا کہ نان نشکست قوت کے دہد ٭ ناشکستہ خوشہ کے مے دہد ٭ تا ہلیلہ نشکند با او دوید ٭ کے شود خوضحت افزا او دوید ٭ المعنی غرض ما نقط ظا ہر کرنا کسی چیز کا کسی پر مبہم ان مین

الف نون زائدہ ہی فرماتے ہین کہ یہان دنیا مین تو یہ حال و اختلاف ہی جو اشعار صدر مین مذکور ہوا مگر قیامت کا دن
غرض اکبر کا ہی گو خدا تعالے اب بھی کچھ چھپا نہین لیکن اُس دن غرض ظاہر ہوگا کہ سب کو اپنے اپنے عمل پر
ظاہر کرنا ہون گے بس غرض وہی چاہیگا جو بازیب و با فر ہوگا اور جو کوئی مثل ہندو نہایت سیہ کار و سیہ رو ہی
غرض کے دن اُسکی باری رسوائی کی ہی اب نہین چھپ سکتا پھر فرماتے ہین جسکی ایسی صورت روشن نہین ہی جیسے
آفتاب وہ یہی چاہتا ہی کہ رات ہی رہے جو شل نقاب کے ہی کہ میرا عیب ڈھکا ہی اُسکو وہ دن سخت ناگوار ہوگا اسلیے
کہ جب وہ بالکل خار ہی ایک گل کا سامان بھی نہین رکھتا تو وہ بہار اُسکے اسرار کی دشمن ہوگی جیسا کہ قیامت کے
روز کافر و بد اعمال دنیا کو یاد کرین گے اور چاہین گے اور جو سرسے پاؤن تک گل ہی اور سوسن ہی یعنی آزاد اُسکی
اُس بہار سے دونون آنکھین روشن ہین اُسکو کچھ غم نہین ہان خار جو بے معنی ہی خزان ہی خزان چاہتا ہی تا گلستان
کے ساتھ ہم نشست ہو اور اُسکے پہلو مین رہے اور جو کہ خزان اور دنیا سے ہی جو حسن گل اور تنگ خار کو چھپائے
ہوے ہی کہ نہ تجھیر اُسکی خوبی ظاہر ہی نہ اُسکی تنگ دونون کو نہین جان سکتا اسلیے کہ یہان دونون برابر دیکھان ہین
بس خار کے لیے خزان ہی بہار و حیات ہی کہ وہ سنگ و یا قوت کات کو ایک دکھا رہی ہی کات نام ایک شہر کا ہی خراسان
سے معلوم ہوتا ہی کہ یاقوت وہان کا اچھا ہوتا ہی آہستہ اُسکو باغبان خزان مین بھی جانتا ہی کہ یہ خار ہی یعنے کامل
اُسکے نیک بد سے خوب واقف ہی کہ یہ حسن و خوبی سے بالکل عاری ہی اور اُس کامل ایک شخص کا دیکھنا اچھا ہی
سارے جہان کے دیکھنے سے جو حشر کے دن دیکھین گے پھر فرماتے ہین کہ اے فلان اس کامل کو یک کس مت جان
یہ خود ایک جہان ہی سوا اسکے جو باقی ہین سب اسی کے تابع اور طفیل ہین جیسے قطب الاقطاب کے ہوتے ہین
اور وہی جسکو یک کس کہا ہی ایک جہان کامل ہی اور ہی مفرد کل وجود کا نسخہ اُسکے ہاتھ مین ہی سب کو دیکھتا جانتا ہی
تیس اُس نسخہ مین جو نقش و لگا رہین یعنے نیک و صالح یا ہم فرد پر فرد پہونچاتے ہین کہ دیکھو اب بہار آتی ہے
اور اب شگوفہ زرد ہونے کی طرح چمکتے ہین اور اُن شگوفون مین جو میوون کی گرہ ہین ظاہر ہوتی ہین معمول ہی جب شگوفہ
یعنے میوہ کا پھول جھڑ جاتا ہی میوہ ظاہر ہوتا ہی ایسے ہی جب تن شکستہ ہوتا ہی اور چھوٹتا ہی جان ظہور کرتی ہی لاجرم
شگوفہ صورت ہی اور میوہ معنی ہی گویا شگوفہ مژدہ ہی میوہ اُسکی نعمت اور جب شگوفہ جھڑ گیا میوہ ظاہر ہوا
بس وہ کم ہوا اسکی زیادتی ہوئی تیری دانست مین بہار موت ہی شگوفہ عمل صالح میوہ نتیجہ اُسکا شگوفہ کا جھڑنا
عمل سے چھوٹ جانا کہ بعد موت کوئی عمل نہین اب نتیجہ ہی نتیجہ ہی آب دونون شعر بعد کے نظیر ہین یعنے جبتک
روٹی توڑ کے کھاتے نہین قوت نہین دیتی اور بدون توڑنے خوشہ کے شراب نہین بنتی اور جب تک اہلیلہ
اور دواؤن کے ساتھ ٹوٹ کے نہین ملتا وہ دوا صحت افزا نہین ہوتی غرض ان دونون نظیرون سے شکست
ہی جیسے اوپر کہا ہی چون کہ تن بشکست الخ الخلاف شرح مین بہار اور اسکے بجاے بہارا غلط ہی اور بجاے

ادویہ کے ریہ جو یعنی شش کے ہی لکھا ہی اور ہو سکتا ہی

بیان صفت پیر کہ کون ہی اور پیروی اُس کی کس طور پر چاہیے

قولہ ای ضیاء الحق حسام الدین بگیر ۔ یک دو کاغذ برفزا در وصف پیر ۔ گرچہ جسمت نازک ست و بس نزار ۔ برتری آید جہان رہبے تو کار ۔ گرچہ جسم نازکت راز و نیست ۔ یک بے خورشید مارا نور نیست ۔ گرچہ مصباح و زجاجہ گشتہ یک سر خیل دل سر رشتہ ۔ چون سر رشتہ بدست وکام تست ۔ در ہاے عقد دل زانعام تست ۔ بر نویس احوال پیر راہ دان ۔ پیر را بگزین و عین راہ دان ۔ پیر تابستان و خلقان تیرماہ ۔ خلق مانند شبند و پیر ماہ ۔ کردہ ام بخت جوان را تام پیر ۔ گو نرحق پیرست نے زایام پیر ۔ او چنان پیرست کش آغاز نیست ۔ با چنان در تسبیم انباز نیست ۔ خود قوی تر می بود خر کہن ۔ خاصہ آن خمری کہ باشد من لدن ۔ پیر را کہ بگزین کہ بے پیر این سفر ۔ ہست بس پر آفت وخوف وخطر ۔ آن رہے کہ بارہا تو رفتہ ۔ بے قلاوز اندران آشفتہ ۔ پس رہے را کہ نرفتستی تو ہیچ ۔ ہین مرو تنہا ز ہیر سر پیچ ۔ ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد ۔ او ز خولان گرہ و در چاہ شد ۔ المعنی مصباح بالکسر چراغ زجاجہ بضم قندیل آبگینہ دردہ بالضم و تشدید دارا مروارید بزرگ عقد بالکسر ہندی لڑی تیرماہ ساون من لدن از نزد خدا غول بالضم دیو و جن جو بیابان مین رہتے ہین اور لوگون کو بہکاتے ہین مولانا رح فرماتے ہین اور ضیاء الحق حسام الدین کی طرف مخاطب ہین کہ ایک دو کاغذے اور وصف پیر مین اُنپر کچھ بڑھا اور زیادہ کر اگرچہ جسم تیرا نہایت نازک و نزار ہی متحمل ایسی تکلیف کا نہین لیکن کیا کیجیے کہ کام جہان کا بے تیرے نہین نکلتا پھر کہتے ہین اگرچہ تیرے جسم نازک مین زور نہین ہی مگر خورشید بغیر ہماری آنکھین بھی تو روشن نہین اگرچہ تو مصباح و زجاجہ ہو گیا ہی لیکن سر گروہ اور سر رشتہ دل کا ہی تصحیح ہی آیۂ کریمہ مَثَلُ نُورِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ سے مثال اللہ کے نور کی ایسی جیسے چراغدان اُسپر چراغ اور چراغ بھی شیشہ کی قندیل مین یہ نہایت مبالغہ اُسکی صفت مین ہی کہ تو خدا کا نور ہو گیا ہی اور خدا کے نور کا قندیل اور جو سر رشتہ دل کا تیرے اختیار و تیرے مٹھی مین ہی لہذا یہ مروارید بزرگ جو تیرے دل کی نظم مین ہین تیرے ہی عطا و انعام سے ہین تو کچھ احوال پیر راہ دان کا لکھ چنانچہ اُنھین کی طرف سے لکھتے ہین کہ پیر کو مخلوق مین سے چھانٹ لے اور اُسکو راہ دان کیا معنی عین راہ سمجھ پیر ایسا ہی جیسے موسم گرمی کا اور مخلوق جیسے ساونون کا مہینہ جسقدر گرمی زیادہ ہو گی اُسی قدر ساونون مین برسے گا اور مخلوق کو نفع پہونچے گا مخلوق ایسی ہی جیسے رات تیرہ و تاریک اور پیر جیسے ماہ کہ اُسکے نور ہدایت سے راہ کے نشیب و فراز نظر آتے ہین پیر ایک بخت جوان ہی مخلوق کے لیے کہ فوائد بخت جوان کے ظاہر ہونے اُسکا نام پیر رکھا ہی لیکن اس سبب سے پیر اُسکا نام نہین رکھا ہی کہ وہ زمانہ کا پیر کیا ہوا ہی امر معمر بلکہ خدا کی طرف سے پیر ہی پیر معمر کی تو ابتدا ہی کہ فلان سنہ کی پیدائش ہی یہ ایسا پیر ہی کہ اسکا کوئی آغاز نہین پیر معمر کی معمری مین شریک بھی ہوتے ہین یہ درپتیم ہی

اُسکا کوئی شریک نہین دیکھو شراب پرانی کیسی قوی ہوتی ہی یہ بھی پرانی شراب ہی اور خاص وہ شراب جو من لدن یعنے عطاے الٰہی سے ہی پھر اسکی قوت کو خیال کرو تو پیر کو چھانٹ اور اختیار کر کہ بے پیر کے یہ سفر راہ خدا کا پر آفت اور پر خوف وخطر ہی خیال تو کر وہ راہ کہ جسمین بار ہا تو گیا ہی بے رہبر کے اُسمین کیسا پریشان ہوتا ہی پھر وہ راہ کہ جس مین کبھی نہین چلا ہی خبردار تنہا مت جا اور رہبر کو مت چھوڑ یہ شخص بے مرشد کے اس راہ مین چلا وہ ضرور غول وشیطان سے گمراہ ہوا اور کہتین مین گرا قولہ گر نباشد سایۂ پیرا دلیل ۔ بس ترا سر گشتہ دارد بانگ غول ۔ غولت اورا رہ می برد اندر گزند ۔ از تو واہی تر درین رہ بس بدند ۔ از نبی لبشنو ضلال رہروان ۔ کہ چہان کردہ بلیس بدر دان ۔ صد ہزاران سالہ راہ از راہ دور ۔ بردشان وکردشان زار بار عور ۔ استوانہا شان ہبین وموے شان ۔ عبرتے بین ودمان خرموے شان ۔ گردن خر گیر وسوے راہ کش ۔ سوے رہبانان ورہدانان خوش ۔ ہین جمل خرا دوست ازدے مدار ۔ زانکہ عشق اوست سوے سبزہ زار ۔ یکزمانے گر لغلبت واہلیش ۔ اورود فرسنگہا سے حشیش ۔ دشمن راہ ست خرمست علف ۔ ای لبا خر بندہ را کردہ تلف ۔ گر ندانی رہ ہر انچہ خر بخواست ۔ عکس آن کن خود بود آن راہ راست ۔ شاوِرُوہُنَّ پس انگہ خالِفُوا ۔ اِنَّ مِنۡ لَّکُمۡ یعنے من تا لفوا ۔ با نواد آرزو کم باش دوست ۔ چون یُضِلَّکَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اوست ۔ این ہوا را نشکند اندر جہان ۔ ہیچ چیزے ہمچو سایہ ہمر ہان ۔ المغنی عور بود وموصوف بر ہنہ حشیش گیاہ خر بند مالک خر یعنے ای فضول اگر ترے سر پر سایہ پیر کا نہوگا تو بانگ غول کی تجکو سر گشتہ اور گمراہ کرے گی اور یہ غول تجکو راہ سے پھیر کے نقصان مین ڈالیگا تجھ جیسے واہی بلکہ زیادہ اُس راہ مین بہت ہوے ہین قرآن سے گمراہی ان رہروون کی سُن کہ اُنکے ساتھ ابلیس بدروان نے کیسا کیا لاکھون برس کی راہ جو راہ راست سے دور تھی اُسپر اُنکو ڈالا اور بدبختی سے برہنہ کیا اُنکی ہڈیان دیکھ اور بال دیکھ اور عبرت پکڑ اور اپنے خر کو اُسطرف مت ہانک قید مویز ہخوان کی اس سبب سے ہی کہ یہ مدتون رہتے ہین تو اپنے خر کے گردن کو پکڑ اور راہ پر کھینچ لا اور جو راہبان اور راہدان ہین اچھے اُنکی طرف لیجا خبردار تو اپنے خر کو خود رائے مت چھوڑ اور ہانکو اُس سے الگ مت کر اسواسطے کہ یہ سبزہ زار کا عاشق ہی یعنے اچھی خورش کا اسکو رد کے رہ ایک دم بھی اگر غفلت سے اس کو چھوڑ دے گا تو گھاس کی خاطر کوسون چلا جائیگا مطلب یہ کہ خر امارہ نفس سے ہی اگر خوش خوراک بنائیگا تو پھر تا ہو مین نہین آئے گا جو خر مست علف کا ہی وہ راہ کا دشمن ہی ہر جگہ منھ مارے گا یہ اسی سبب سے بہت خربندہ تلف ہوے ہین اور اسکے منھ مارنے کی آفت مین پڑے ہین اگر تو راہ سے ناواقف ہی تو سے ہم تجکو بتا ئین کہ جو کچھ خر تیرا چاہے اسکے خلاف کر بس یہی سیدھی راہ ہی یہ نفس تیرا موئنث ہی اور مونثات کے معاملے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی شاوِرُوہُنَّ ثُمَّ خالِفُوا اِنَّ مِنۡ لَّکُمۡ یعنے عورتون سے مشورہ تو کرو مگر اُسکے خلاف کرو اور بیشک جو خلاف نہین کرے گا مارا پڑے گا اسلیے کہ عورتین ناقص العقل ہوتی ہین بس خلاف انکا نیک پڑیگا

یہی حال نفس کا ہے تو حرص و آرزو کا دوست مت بن اور وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وہ بیان کر کہ یہ اللہ کی راہ سے بہکانے والے ہیں مت پیروی کر حرص کی کہ بہکائے تجکو اللہ کی راہ سے لیکن اسکے توڑنے والے جہان میں سوائے سایہ ہمراہیوں کے یعنی جو اس راہ چلنے والے ہیں اور کوئی چیز نہیں ہے

وصیت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت علی رض کو قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا تَقَرَّبَ النَّاسُ اِلَى الْخَالِقِ بِاَنْوَاعِ الْبِرِّ فَتَقَرَّبْ اِلَى اللّٰهِ بِاَنْوَاعِ الْعَقْلِ وَاسْتَبِقْهُمْ بِالدَّرَجَاتِ وَالْقُرْبٰى عِنْدَ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا وَعِنْدَ اللّٰهِ فِي الْاٰخِرَةِ جسوقت کہ تقرب ڈھونڈھیں لوگ اپنے خالق کے سامنے قسم قسم نیکیون سے تو تقرب ڈھونڈھ اے علی اللہ کی طرف قسم قسم کی عقل اور انواع انواع دل سے پس تو سبقت کرے گا لوگون پر درجات و تقرب مین لوگون کے نزدیک دنیا مین اور اللہ کے نزدیک آخرت مین

قولہ گفت پیغمبر علی را کاے علی ؛ شیر حقے پہلوانے پر دلی ؛ لیک بر شیرے کمن ہم اعتمید ؛ اندر آ در سایۂ نخل امید ؛ ہر کسے کز طاعتے پیش آورند ؛ بہر قرب حضرت بیچون و چند ؛ تو تقرب با جو بعقل سرخویش ؛ سانے چو ایشان بکمال ؛ برخویش ؛ یا علی از جملۂ طاعات راہ ؛ برگزین تو سایۂ خاص آنچہ ؛ ہر کسے در طاعتے بگریختند ؛ خویشتن را مخلصی انگیختند ؛ تو برو در سایۂ عاقل گریز ؛ تا ری زان دشمنے پنہان ستیز ؛ از ہمہ طاعات اینت لائق ست ؛ سبق یابی بر ہر آنکو سابق ست ؛ چون گرفتی پیرہن تسلیم شو ؛ ہمچو موسے زیر حکم خضر رو ؛ اندر آ در سایۂ آنعالمی ؛ کش نتاند برد ازرہ ناقلی ؛ پس تقرب جوید و سوے آنچہ ؛ سر بیچ از طاعت او ہیچگاہ ؛ زانکہ او ہر خار را گلشن کند ؛ دیدہاے کور را روشن کند ؛ ظل او اندر زمین چون کوہ قاف ؛ روح او سیمرغ بس عالی طواف ؛ دستگیر و بندۂ خاص آنچہ ؛ طالبان را میبرد تا پیشگاہ ؛ گر بگویم تا قیامت نعت او ؛ ہیچ او را غایت و منقطع مجو ؛ آفتاب روح را سانے آن فلک ؛ کہ نورش زندہ اند انس و ملک ؛ در بشر روپوش گشت ست آفتاب ؛ فہم کن واللہ اعلم بالصواب ؛ المعنی پر دل بہادر اعتمید امالہ اعتماد بر نکوی سبق بالغ پیش رفتن ناقل ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے والا پیشگاہ صدر مجلس و صحن خانہ ایک دفعہ حضرت نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی تم شیر حق کے ہو اور پہلوان و پر دل ہو لیکن اپنی شیری پر بھروسا مت کرو اور کسی نخل امید کے سایہ مین داخل ہو جس سے امید بر آئے جو لوگ کہ طاعت پیش لاتے ہین تو اسی واسطے کہ قرب خدا تعالے کا حاصل ہو جو بیچون و چند ہے تم اُسکا قرب اپنی عقل و دل سے ڈھونڈھو نہ اوروں کی طرح نیکی و کمال سے اے علی جملہ طاعات سے جو اس راہ مین کرو اُن سب سے سایہ کسی خاص بندہ خدا کا اختیار کرو پھر کسی نے ایک طاعت اختیار کی اور اپنے واسطے ایک مخلص پیدا کیا تم جاؤ اور کسی عاقل کے سایہ مین پناہ پکڑو تب اس چھپے دشمن نفس سے رہائی پاؤ گے جملہ

طاعتون سے تمھارے لائق یہی ہی اور جو لوگ سابق ہین ان پر اسی سے سابق ہو جاؤ گے جب تم نے پیر مین تسلیم
کا پہنا تو جاؤ موسیٰ کی طرح خضر کے حکم مین چلو ظاہر ہی خضر صرف بنے تھے اور موسیٰ رسول اولوالعزم لیکن بموجب
حکم رب کے موسیٰ کو خضر کے حکم مین چلنا پڑا واسطے حصول ہدایت کے تم اس عاقل کے سایہ مین داخل ہو کہ اسکو
تمھارے سر سے کوئی دوسری جگہ نہ لیجاسکے بس ایسے سے ضرب خدا مار ڈھونڈھو اور اسکی طاعت سے کسی وقت سرت
پھیرو اس سبب سے کہ وہ ہر خار کو گل کیا گلشن بناتا ہی اور اندھون کو انکھیارہ کرتا ہی اسکا سایہ زمین مین ایسا ہی جیسے
کوہ قاف بے جنبش اور روح اسکی ایک سیمرغ عالی طواف ہی وہ اللہ کا خاص بندہ ہی اور لوگون کا دستگیر کہ طالبون کو
صدر مجلس تک پہونچاتا ہی جو قرب اتنی ہی اگر مین اسکی نعت قیامت تک کرون تو اسکی نہایت و مقطع کو تب بھی مت
ڈھونڈھو وہ آفتاب روح کا فلک ہی اور وہ فلک نہین جس سے نور ہے انس و ملک زندہ مین یہ اور ہی فلک ہی
وہ ایک آفتاب ہی بشر مین چھپا ہوا بس اسی کو سمجھو اور اللہ ہی اچھی طرح جاننے والا ہی بالخلاف شرح مین جو بد کو
جو بد ولکھا ہی تو لہ صبر کن بر کار خضر اے بے نفاق ؛ تا نگوید خضر رو ہذا فراق ؛ گرچہ کشتی نشکند تو دم مزن ؛ گرچہ
طفلی را کشد تو مو مکن ؛ دست او را حق چو دست خویش خواند ؛ تا ید اللہ فوق ایدیہم براند ؛ دست حق میراندش
زندہ کند ؛ زندہ چہ بود جان پایندہ کند ؛ یا بباید راہ را تنہا بمرد ؛ وز سر خود اندرین صحرا برد ؛ ہر کہ تنہا تاد رین
رہ را برید ؛ ہم بعون ہمت پیران رسید ؛ دست پیر از غائبان کوتاہ نیست ؛ دست او غیر قبضۂ اللہ نیست ؛ غائبان را
چون چنین خلعت دہند ؛ حاضران از غائبان لاشک بہند ؛ غائبان را چون نوالہ میرسند ؛ پیش مہمان تا چہ مہما نہند ؛ گو کسی
کو پیش شہ بندد کمر ؛ یا کسے کہ ہست بیرون سوے در ؛ فرق بسیارست تا بد در حساب ؛ آن ز اہل کشف
و این ز اہل حجاب ؛ جہد مے کن تا رہی یابے درون ؛ ورنہ مانی حلقہ وار از در برون ؛ چون گزیدی
پیر زنار ک دل مباش ؛ سست و رنجیدہ چو آب و گل مباش ؛ ور بہر زخمے تو برگینہ شوی ؛ پس کجا
بے صیقل آئینہ شوی ؛ المعنی موکندن بال کھسوٹنا جیساکہ ماتمی لوگ کھسوٹتے ہین تو الغہ کشف بالفتحہ کھولنا
اور پردہ کسی چیز سے اٹھا دینا فرماتے ہین اے بے نفاق خضر کے کام پر جو کچھ وہ کرے صبر کر تو ایسا نہو حضرت
موسیٰ کی طرح دق ہو کے کہدے جاؤ اب ہمارے تمھارے جدائی ہی جیسے موسیٰ سے کہدیا تھا ہذا فراق بینی و
بینک اگر وہ کشتی توڑے دم مت مار اور اگر کسی طفل کو مار ڈالے بال مت کھسوٹ جیسے خضر نے کشتی توڑی
اور لڑکے کو مارا اسکے ہاتھ کو خدا تعالے نے اپنا ہاتھ کہا ہی جب تو ید اللہ فوق ایدیہم جاری کیا ہی یعنے اللہ کا
ہاتھ اولیا کے ہاتھ پر ہی وہ ہاتھ حق کا پھیرتا ہی اور زندہ کرتا ہی بلکہ زندہ کیا جان پایندہ بخشتا ہی خبردار اس راہ
مین بدون یار کے تنہا مت چل اور اپنی خودسری سے اس صحرا مین ہرگز مت چل جسنے تنہا بطور شاذ و نادر کے
اس راہ کو قطع کیا وہ بھی پیرون ہی کی ہمت کی مدد سے پہونچا اگر یہ کہا جاے کہ وہ تنہا چلا پھر پیرون کی مدد

کیسی تو کہتے ہین کہ پیر کا ہاتھ غائبون سے بھی کوتاہ نہین ہی اور اُسکا ہاتھ سوا قبضۂ اللہ کے نہین ہی بس یہ لوگ جب غائبون کو ایسا خلعت دیتے ہین حاضر تو بیشک غائبون سے اچھے ہین خیال کرنا چاہیے کہ جب غائبون کو نوالہ دیتے ہین تو مہمان کے سامنے کیسی نعمتین نہ رکھین گے کہان ہی وہ شخص جو سامنے بادشاہ کے کمربستہ کھڑا ہی مقابل اُس شخص کے جو باہر دروازہ کے کھڑا ہی اور اہل حجاب جو غائبون کی خون و مدد سے تعجب کرین تو گون نکرین اسواسطے کہ اہل کشف اور اہل حجاب مین بہت بڑا فرق ہی جو حساب و شمار مین نہین آتا اب تو ایسی جہد و کوشش کر کہ اُنکے درون مجلس مین راہ و دخل پائے نہین تو حلقہ کے مثل باہر دروازہ کے رہجائے گا اور یہ بھی تجھسے کمے رہا ہون کہ جب تو پیر اختیار کرے تو نازک دل مت ہو کہ ذرا مین بگڑ گئے اور سست اور گرا پڑا اُنکی طرح جو محض آرام طلب اور بالکل آب و گل ہین مت بن مستعد لذمت ہو خیال تو کر اگر دو ذرا ذرا زخم مین تو پر کینہ ہوگا تو بے صیقل کے آئینہ کب بنے گا آخر آئینہ کو بھی تو کھرچتے چھیلتے ہین جب جلا پاتا ہی الخلاف شرح مین بجاے باکسے تا کسلے دراز دربرون کی جگہ ازاندرون اور دربر مہر کو دربہر غلط لکھا ہی

حکایت قزوینی کی کہ اپنے جسم پر صورت شیر کی بنوائی اور زخم سوزن سے گہرایا

قولہ این حکایت بشنو از صاحب بیان ✤ در طریق عادت و قزوینیان ✤ برتن و دست و گنقا بید رنگ ✤ میزنند از صورت شیر و پلنگ ✤ بر چنان صورت بپاپے بے گزند ✤ از سر سوزن کبود بہا زنند ✤ سوے دلاکی بشد قزوینی ✤ کہ کبود م زن ستان شیر بینی ✤ گفت چہ صورت زنم ای پہلوان ✤ گفت برزن صورت خیر ژیان ✤ طالع شیر ست نقش شیر زن ✤ جہد کن رنگ کبودی سیر زن ✤ گفت بر چہ موضعت صورت زنم ✤ گفت بر شانہ گہ زن آن رقم ✤ تا شود پشتم قوی در رزم و بزم ✤ با چنین شیر ژیان در عزم جزم ✤ چونکہ او سوزن فرو کردن گرفت ✤ درد آن در شانہ گہ مسکن گرفت ✤ پہلوان در نالہ آمد کاے سنی ✤ مر مرا گفتی چہ صورت میزنی ✤ گفت آخر شیر فرمودی مرا ✤ گفت از چہ عضو کردی ابتدا ✤ گفت از دمگاہ آغاز دیدہ ام ✤ گفت دم بگزار اے دودیدہ ام ✤ از دم و دمگاہ شیرم در گرفت ✤ دمگہ او دمگہم محکم گرفت ✤ شیر بیدم باش گو ای شیر ساز ✤ کہ دلم سستی گرفت از زخم کاز ✤ جانب دیگر گرفت آن شخص زخم ✤ میخ با بیمو اسائے ورحم ✤ بانگ زد او کین چہ اندامست ازد ✤ گفت این گوشست ای مرد نکو ✤ گفت تا گوشش نباشد ای ہمام ✤ گوش را بگزار کو تہ کن کلام ✤ جانب دیگر خلشش آغاز کرد ✤ باز قزوینی فغانے ساز کرد ✤ کین سوم جانب چہ اندامست نیز ✤ گفت اینست اشکم شیر ایز یز ✤ گفت گو اشکم بنا شد شیر را ✤ خود چہ اشکم باید این او بیرا ✤ المعنی حسنی بفتح روشن و تابان و رفیع گاز معراض مخاباد مواسا ہر دو بضم رعایت و دوستی ہمام سردار او بیرا مالہ ادبار بد بختی فرماتے ہین یہ حکایت سن کہ اہل بیان نے اسکو قزوینیون کی عادت و طریق کے بیان مین لکھا ہی کہ وہ جسم اور ہاتھ اور شانون پر جہان چاہتے ہین صورت

شیر و پلنگ کے بید رنگ بنواتے ہین اور ایسی صورت پر پیاپے بیر نخ سوئی سے نیلا گودواتے ہین نہیں ایک قزوینی ایک دلاک کے پاس گیا کہ مجھ سے شیر بنی لے اور نیلا گودے دلاک نے جو مراد نیلا گودنے والے سے ہی پوچھا کیا صورت بناؤن اے پہلوان بتا کہا شیر ژیان کی صورت بنا تیرا طالع بھی شیر ہی اے برج اسد تو بھی شیر بنا اسی مین جہد کرا ور خوب گہرا نیلا بھر دے پھر دلاک نے پوچھا کس مقام پر صورت بناؤن کہا میرے شانہ گاہ پر یہ نقش بنا دے تو نیشت میری رزم و بزم مین قوی ہے ایسے شیر ژیان سے اور ہر عزم و جزم مین لینے ہر ارادہ قطعی مین جب کہ وہ دلاک سوئی چبونے لگا اور درد نے اُسکے شانہ گاہ مین ٹھکانا پکڑا یہ چلانے لگا کہ اے مرد رفیع مین تو مرا جاتا ہون تو کیا صورت بناتا ہی کہا آخر تو نے شیر کو کہا تھا وہی بناتا ہون کہا کون اعضا شیر سے شروع کیا ہی کہا اُسکی دمگاہ سے شروع کیا ہی کہا اے میرے دو دیدے دم کو چھوڑ دے اسکی دم دمگاہ سے تو میرا دم ایسا گھٹ گیا کہ مرا جاتا ہون اور اسکی دمگاہ نے خود میری دمگاہ سختی مین ڈالی ہی اے شیر بنانے والے دم مت بنا گو شیر بیدم ہو تو ہو کہ میرا دل زخم کار ز جو مراد سوزن سے ہی سست ہونے لگا جو مراد عشق سے ہی اب دلاک دوسری طرف زخم لگانے لگا بید طرک اور بے رعایت اور بے رحم پھر وہ چلا اُٹھا کہ یہ شیر کا کونسا جسم ہو کہا اے بھلے آدمی یہ کان ہین کہا خبردار کان اس شیر کے اے ہام منہون کے دیتا ہون تو کانون کو چھوڑ دے اور باتین بنی کم کر پھر اس نے اور طرف جھونا شروع کیا تب بھی قزوینی چلانے لگا کہ یہ تیسری جانب شیر کا کونسا بدن ہی کہا اے عزیز یہ شیر کا شکم ہی کہا شکم بھی مت بنا گو شکم ہو یا نہو ایسے مدبر کو شکم ہی کیا چاہیے ہیہات مصدر بجاے مشتق وسطے مزید مبالغہ کے ہر الخلاف شرح مین بے گزند کی جگہ بنگزند اور بجاے کبودی سیہ کے شیر قولہ در دا فزون گشت کزن زخمہا ؛ خود چہ اشکم شیر را بہر خدا ؛ خیرہ شد دلاک بس حیران بماند ؛ تا بدیر انگشت در دندان بماند ؛ بر زمین زد سوزن از خشم او ستاد ؛ گفت در عالم کسے را این فتاد ؛ شیر بے گوش و دم و اشکم کہ دید ؛ این چنین شیر خدا خود نا فرید ؛ چون ندارد طاقت سوزن زدن ؛ از چنین شیر ژیان بس دم مزن ؛ اے برادر صبر کن بر مرد و پیش ؛ تا رہی از نیش نفس کبر خویش ؛ کان گرو ہے کہ رہید از وجود ؛ رخ و مہر و ماہ شان آرد بسجود ؛ ہر کہ مرد اندرن او نفس گبر ؛ مرد را فرمان بر د خورشید بیر ؛ چون دلش آموخت شیم افروختن ؛ آفتاب اورا بیاید سوختن ؛ گفت حق در آفتاب نیتجر ؛ کہ تبرا در بکند اعن کبغیم ؛ خفتگا نے کز خدا بد کارشان ؛ میل کردی آفتاب از غار شان ؛ خارجملہ لطف چون گل میشود ؛ پیش جزوے گوہر کل میشود ؛ چیست تعظیمش خدا افراشتن ؛ خویشتن را خاک دغارے داشتن ؛ چیست توحیدش خدا آموختن ؛ خویشتن را پیش واحد سوختن ؛ گرمی خواہی کہ بفزائی چو روز ہستی ہچون شبے خود را بسوز ؛ ہستیت در ہست آن ہستی نواز ؛ ہا ہچو مس در کیمیا اندر گداز ؛ ور من و ما ہست گردستے تو دست ؛ ہست این جملہ خرابی از دو ہست ؛ المعنی خیرہ سرگشتہ و حیران و متعجب گبر بالفتح

دکاف فارسی آتش پرست منجم بالضم روشن دتابان قزوینی کہتا ہی درد بہت ہونے لگا زخم کم لگا خدا کیواسطے شیر کے لیے شکم ہی کیا ہوا ہو دلاک متعجب ہوا اور حیران اور بہت دیر تک اُنگلی دانت مین دبائے رہا پھر اُس استاد نے غصہ کے مارے سوئی زمین پر ٹپک دی اور کہا عالم مین کسی کو ایسا اتفاق پڑا جس نے شیر بے گوش ودم و بے شکم کا دیکھا ہو ایسا شیر تو خدا نے پیدا ہی نہین کیا جب تو طاقت ایک سوئی لگانے کی نہین رکھتا تو شیر ژیان سے بات مت کر اب مقولات مولانا رح کے ہین کہ اے بھائی نیش کے درد پر صبر کر تب اپنے نفس کافر کے نیش سے چھوٹے گا کس واسطیکہ جو گروہ کہ اپنے وجود وخودی سے چھوٹ گئے ہین چرخ اور مہر وماہ سب اُنکو سجدہ کرتے ہین اور جس کے تن مین یہ نفس کا فر مر گیا اُس کے فرمانبردار خورشید وابر دونون ہو گئے جن کا فیض بے پایان ظاہر وعیان ہو جب دل اُسکا شمع روشن کرنا سیکھ گیا اور شمع روشن کر لی تو پھر آفتاب اپنی حرارت سخت نہین پہونچا سکتا جیسا کہ حق تعالے نے آفتاب بمنزلہ اے روشن مین فرمایا جو قرآن مجید مین ہی اصحاب کہف کے ذکر مین وتری الشمس اذا طلعت تزاور عن کہفہم ذات الیمین واذا غربت تقرضہم ذات الشمال یعنے دیکھے گا تو آفتاب کو جسوقت نکلتا ہی تو کترا تا ہی سیدھی طرف اُن کے غار سے اور جب غروب ہوتا ہی تو الگ ہو جاتا ہی جانب چپ تا حرارت اُسکی اُنکے غار تک نہ پہونچے وہ سونے والے جنکا معاملہ خدا سے تھا کہ وہ اصحاب کہف ہین آفتاب بھی وہان جھک کے بچ کے نکلتا ہی پس جب حق تعالے کا کرم ہوتا ہی تو خار جملہ لطف مثل گل کے ہو جاتا ہی اور سامنے جزو کے گوہر کل ہو جاتا ہی جیسے آفتاب کہ وہ جزو ایک کل کا ہی اسکے سامنے اصحاب کہف گوہر کل ہو گئے ہین اب فرماتے ہین تعظیم کیا ہی خدا افراشتن یعنے خدا کا بلند کرنا اے اعلی واکبر ہر شے سے اُسی کو جاننا اور آپ کو اُس کے سامنے خس وخار سمجھنا اور توحید کیا ہی خدا سیکھنا یعنے ایک جاننا ایک کہنا ایک سمجھنا غرض خدا ہی خدا کرنا اور اُس واحد کے سامنے اپنی ہستی بلا کے خاک کر دینا دوئی کا نام نہ رکھنا جیسے کسی کو کہتے ہین کہ سوا اس بات کے کچھ نہین سیکھا ہی اگر چاہتا ہی کہ مثل روز روشن کے روشن ہو ون تو یہ ہستی تیری جو مانند شب کے تیرہ وتاریک ہی اسکو جلا دے تو اپنی ہستی کو اُس ہست ہستی نور زمین ایسی گلا دے جیسے کیمیا مین مس گل کے سونا ہو جاتا ہی تو نے من وما مین اپنا ہاتھ خوب جمایا ہی لہذا جو کچھ خرابی ہی انھین دو سے ہی تکرار محبت کی واسطے حریتا کید کے ہی اختلاف شرح بحر العلوم مین یہ مصرع یون لکھا ہی شیر بے دم وسر واشکم الخ اول تو دم کا لفظ مشد دہوتا ہی تا موزون ہو دوسرے دلاک کے بنانے سے سر بنانا اشعار سے نہین معلوم ہوتا بلکہ گوش پس صحیح یون ہی ہوگا شیر بے گوش ودم واشکم الخ اور ذکر تزاور کذا کہ یہ بھی ناموزون ہی اور تعظیم و توحید ہر دو با عضافت جنکا مضاف الیہ ندارد ہی

	جانا گرگ وروباہ کا ہمراہ شیر کے شکار کو

قولہ شیر وگرگ وروبہے بہر شکار ہ رفتہ بودند در طلب در گوہسار ہ کان سہ با ہم اندران بحر اے تررف ہ صید ہا گیرند بسیار

دشگرف ؛ تا به پشت همگر از صید با ؛ سخت بر بندند باز و قید با ؛ گرچه رایشان شیر نر رانگ بود ؛ لیک کر دا کرام
دهمراهی نمود ؛ انجنین شهر راز لشکر رحمتست ؛ لیک همره شد جماعت رحمتست ؛ انجنین مهراز اختر تنگاست ؛
او میان اختران مهر سخاست ؛ ام شاذ رهم پیر را رسید ؛ گرچه رائے نیست رایش را ندید ؛ در ترازو جوز فیق زر
شدست ؛ بے بے از انکه جوز جو هر شدست ؛ روح با قالب کنون همره شدست ؛ مدتی سگ حارس درگه شدست ؛
چونکه رقتند این جماعت سوے کوه ؛ در رکاب شیر با فر و شکوه ؛ گاو کوهے و بز و خرگوش رفت ؛ یا قتند کار ایشان بیش
رفت ؛ هر که باشد در پے شیر حراب ؛ کم نیابد روز و شب اورا کباب ؛ پون زکم در بیشه آورد ند شان ؛ کشته و مجروح
اندر خون کشان ؛ گرگ و روبه رانیز بود اندران ؛ که بود قسمت بعدل خسروان ؛ المعنی قبه بالفتح نصف ندید بفتح مثل
وهتا حارس نگهبان رفت بالفتح سطیر خراب بالکسر جمع حرب جس سے مراد جنگلی ہے شیر اور بھیڑیا اور لوکھری تینون شکار
کی تلاش مین پہاڑون کی طرف گئے اس امید سے کہ تینون کو ہمارے کے بڑے بڑے جنگلون مین بہت
سے اچھے اچھے شکار پکڑین گے کہ ایک دوسرے کی مدد سے کس کس کے گٹھے شکار اور فائدون کے
باندھین اگرچہ شیر کو ان سے ننگ تھی لیکن اپنی بزرگی روا رکھی اور انکی همراہی کی آب مقولات مولانا رح کے
ہین کہ جیسی ان سے شیر کو ننگ تھی ایسی ہی بادشاہ کو لشکر سے زحمت ہوتی ہے مگر جماعت جب همراہ ہوئی تو زحمت
سے منع بھی نہین کرتا چاند کو تارون مین ہوتا ننگ ہے کہ مثل بادشاہ و جماعت کے یہ بھی اسکے ہمسر نہین مگر وہ ان مین
سخا کے واسطے شامل ہوتا ہے اور یہی سخا کہ اپنے نور سے اورون کو چھپا دیتا ہے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم
کو حکم مشورے کا پہونچا چنانچہ قرآن مجید مین ہے وشاورہم فے الامر یعنے مشیر کرو صحابہ کو معاملات مین اگرچہ کسی کی رائے
همتا اُن کی راے کی نہ تھی جو ترازو مین جو زفیق زر کا ہوتا ہے یہ وجہ نہین ہے کہ جوز کی طرح جو ہر ہو گیا ہے
یا روح جواب قالب کی همراہی مین ہے یا تکا کہ ایک مدت چوکیدار درگاہ کا بنا ہے میری دانست مین سگ سے
وہ سگ مراد ہے جو قالب حضرت آدم کا کھا تھا بس قالب نہ روح ہو سکتا ہے نہ کتا مثل قالب آدم علیہ السلام کے
پھر استغنا فرماتے ہین کہ جب یہ گروہ پہاڑ کی طرف شیر با فر و شکوہ کی رکاب مین گئے نیل گاے اور بز کوہی اور
خرگوش بہت سے موٹے موٹے پائے اور خوب کام الکابن پڑا پھر مقولہ مولانا رح کا ہے جو کوئی شیر جنگلی کے پیچھے ہوتا ہے
اُسکو کسی وقت کباب کی کمی نہین ہوتی رات دن افراط رہتی ہے جب اُس شکار کشتہ خستہ کو خون مین لتھڑے ہوئے
کو چنگل مین لائے تو بھیڑیا لوکھری کو یہ لالچ ہوا کہ اسکا حصہ موافق عدل بادشاہون کے ہوا ہے برابر الخلاف شرح
بحر العلوم مین بار و قید با بفا کو باز و قید با بزا و قاف لکھا ہے خرگوش زفت کو زفت لکھا ہے قولہ نکس طمع ہر دو شان
بر شیر زد ؛ شیر دانست آن طمعہا را مند ؛ هر که باشد شیر اسرار و اسیر ؛ او بداند هر چه اندیشد ضمیر ؛ مین نگہداشی
دل اندیشہ خو ؛ دل زفکر تہا ے بدور پیش او ؛ داند او خرا همیه اندخموش ؛ در رفت خنه دبراے روی پوش

شیر چون دانست آن وسواس شان ۔ دانگفت و داشت آندم پاس شان ۔ لیک با خود گفت بنمایم سزا ۔ هر شمارا
ای خسیسان گدا ۔ هر شمارا بس نیامد رائے من ۔ ظن تا نیست در اعطائے من ۔ کو وجود رای تان از رائے من ۔
از عطا ہائے جہان آرائے من ۔ نقش من نقاش چہ اسگالد دگر ۔ چون سگالش دوش کرد شید و خبر ۔ این چنین ظن
خسیسانہ بمن ۔ هر شمارا بود زنگانہ بمن ۔ خائنین باللہ ظن السّوء را ۔ گر نبرم سر بود ضمین عطا ۔ دار با نم چرخ را از زنگ تان ۔
تا بماند در جہان این داستان ۔ شیر با این فکر میزد خندہ فاش ۔ از تبسمہائے شیر ایمن مباش ۔ مال دنیا شد تبسمہائے
حق ۔ گرد و اندوہ مصیبت وہم مخمور رو دق ۔ فقر و رنجوری بہشت ست ای سند ۔ کان تبسم دام خود را بر کند ۔ المعنے
سند بفتحتین مکیہ گاہ و نسبت چیزے بچیزے اور بلندی کسی چیز کی ذی گدا ے و تشدید دال کوٹنا آٹا کرنا یعنے
جب گرگ در و باہ کو یہ لوچ پیدا ہوا اور برحصہ کا تو اسکا عکس شیر پر بھی پڑا اور اُسنے نسبت اُسکی انکی طرف سمجھی پھر
مقولات مولانا رحمہ کے ہین کہ جو شخص شیر اور بادشاہ اسرار کا ہی جو کچھ کسی کا دل سوچے وہ جان لیتا ہی شیر دار
ای دل اندیشہ خواب کو اُسکے سامنے ۔ اندیشہ بد سے بچائے رہ وہ جانتا ہی لیکن اپنے خز کو چپ چاپ ما سنکے
جاتا ہے زبان سے کچھ نہین کہتا اور تیرے سامنے اپنی روپوشی کے لیے ہنستا ہی پھر استیناف ہی کہ جب شیر نے
ان کا وسواس جان لیا کچھ نہین کہا اور موقوف انکا پاس و لحاظ رکھا لیکن اپنے دل مین کہا کہ تمکو اسکی سزا دکھاؤن گا
کہ تم ناچیز گدا ہو میری رائے تمکو کافی نہوئی جو گمان تمھارا میری عطاؤن مین اس قسم کا ہی تم کیا ہو تمھاری رائے
کا وجود میری ہی رائے سے ہی اور میری ہی عطاؤن جہان آرا سے بھلا نقش نقاش کے ساتھ کیا سوچے اور کیا
اندیشہ کرے جبکہ جو کچھ سوچ و سگالش نقش کی ہی وہ نقاش کی بخشی ہوئی ہی تم اور ایسے ظن ناچیزون کے سے میرے
ساتھ یہ تو تمھارے واسطے میرے ساتھ بڑے ننگ کی بات تھی بس اگر ظن خائنین باللہ ظن السّوء کا جو تم ہو سر نہ کاٹون
تو نہایت ہی خطا ہی یعنے گمان کرنے والے اللہ کے ساتھ گمان بد تم وہ ناچیز ہو کہ تم سے آسمان کو ننگ
ہی اس واسطے کہ وہ آباے علوی کہلاتا ہی اور تم موالید ثلاثہ سے اب مین تم کو تمام کرکے تمھارے ننگ
سے اُس کو چھڑاؤن گا تو جہان مین یہ بھی ایک داستان رہجائے شیر اس فکر سے برملا ٹھٹھے مارتا تھا مولانا رح
فرماتے ہین کہ شیرون کے ہنسنے سے بخشت مت رہو اُنکا ہنسنا ضرور بگڑ لائے گا یہ دنیا کا مال بھی خدا تعالی کا
تبسم ہی جس نے ہم کو مست و مغرور و فقیر اپنا بنا رکھا ہی البتہ فقر و رنجوری بہشت ہی اس کے ساتھ وہ تبسم دام اپنا
اُکھیڑ لیتا ہی اور یہ اُس کے بعینہا سے عمل کے بہشت مین پڑ جاتا ہی الخلاف شرح مین دانست کی
جگہ دانست لکھا ہی

کہنا شیر کا گرگ کو بطور امتحان کہ اس شکار کا حصّہ کر

قولہ گفت شیر ای گرگ این را بخش کن ۔ معدلت را نوکن ای گرگ کہن ۔ نائب من باش در قسمت گری ۔

تا پدید آید کہ تو بہ گو ہری ۔ گفت ای شہ گاو وحشی بخش تست ۔ آن بزرگ و تو بزرگ و زفت وچست ۔ بزمرا کہ بزمیانست
و وسط ۔ رو مہا خر گوش بستان بے غلط ۔ شیر گفت ای گرگ چون گفتی بگو ۔ چون کہ من باشم تو گوئی ما و تو ۔ گرگ
خود چہ سگ بود کو خویش دید ۔ پیش من چون شیر بے مثل و ندید ۔ گفت پیش آ کس خرے چو تو ندید ۔ پیش آمد
پنجہ زد اورا درید ۔ چون ندیدش مغز تہ بیرے رشید ۔ در سیاست پوستش از سر کشید ۔ گفت چون دید منت ز
خود نبرد ۔ این چنین جان را بباید زار مرد ۔ چون نہ گشتی فانی اندر پیش من ۔ فرض آمد مر ترا گردن زدن ۔ گرچہ
غالب دارم اندر بذل فضل ۔ گاہ گاہے ہم کنم از عدل فضل ۔ کل شیٔ ہالک الا وجہ او ۔ چون نہ در وجہ او ہستی
محو ۔ ہر کہ اندر وجہ ما باشد فنا ۔ کل شیٔ ہالک نبود بجز ذات ۔ زان کہ در الاست او از لا گذشت ۔ ہر کہ در الاست
او فانی نگشت ۔ ہر کہ بر در او من و مامی زند ۔ رو بآمست و بر لامی تند ۔ الٰہی وسط چیزے کہ متوسط باشد
ای میانہ سیاست سزا شیر نے کہا ای گرگ اس شکار کو تو ہی تقسیم کر کہ تو گرگ کمن ہی تو ہی معدلت کو تازہ کر اسکی تقسیم
مین تو میرا نائب ہین تو تیرے جوہر ظاہر ہون کہ کیسا ۔ جوہر والا ہی گرگ نے کہا ای بادشاہ گاو وحشی تو تیرا حصہ ہی
جو بڑی اور موٹی ہی اسلیے کہ تو بزرگ ہی اور یہ شکار بھی بزرگ و موٹا اور جو بزکو ہی ہین کہ وہ میانہ اور متوسط ہین سے
مناسب اور ای روباہ تو خرگوش لیلے اس مین کچھ غلطی نہین ہی ٹھیک تقسیم ہی شیر نے کہا ای گرگ بتا یہ تو نے کیسے
کہا کہ یہ میرا یہ تیرا میرے ہوتے تو نا دو تو کیسے کہہ سکتا ہی گرگ کہا چیز ہی ایک سگ ہی جس نے اپنے آپ کو
دیکھا اور پھر مجھ سے شیر بے مثل و بے ہمتا کے سامنے نہیں گرگ ۔ ہے کہا سامنے آ تجھ سا گدھا کسی نے نہ دیکھا ہوگا
جب سامنے آیا ایک پنجہ مارا اسکو پچاڑ ڈالا اسلیے شیر نے اسمین متفکر نہ دیکھا نہ تدبیر رشید تو سیاست مین پوست اسکا
کھینچا اور کہا کہ جب میری دید نے تجکو بیخود نہ کیا اور تو آپکو نہ بھولا تو ایسی جان کو زار و خوار مرنا چاہیے اور جب تو میرے
سامنے فانی نہوا تو مجکو فرض ہوا تیرا گردن مارنا اگرچہ بخشش مین میرا فضل غالب ہی لیکن کبھی کبھی عدل سے فضل
کرتا ہون لیتے عدل بھی کرتا ہون کہ عدل بھی فضل ہی خوب جان لے کہ ہر شئی فانی اور ہلاک ہونے والی ہے
مگر اسکی ذات اور جو تو اسکی ذات مین نہین ہی تو اپنی ہست مت دعوتدھ تو بھی اورون کے مثل فانی اور ہالک
ہی اور جو ہماری ذات مین فنا ہوا اسکا بدلا کل شیٔ ہالک نہین ہی الا سے مراد اثبات ہی لا سے مراد نفی بس جو
شخص ہماری ذات مین لا ہوچکا وہ نفی سے گذر گیا اب وہ مقام الا پر ہی یعنے اثبات پر اور جو اثبات پر ہی وہ فانی
نہین ہوتا اور جو کوئی ہمارے دروازے پر من و ما کرتا ہی وہ ۔ وہ آب ہی اگر دوبنے والا اور عجب کہ اپنی نفی پر
فخر کرتا ہی وہ آب بر عایت لفظ ما کے کہ پانی کے معنی مین بھی ہی کیسا با آب ہی بخلاف شرح مین بزمرا
کو برمرا و بدل کو بذبلکھا

قصہ اُس یار کا کہ ایک یار کے دروازہ پر گیا

قولہ آن یکے آمد دریارے بزد ٭ گفت یارش کیستی اے معتمد ٭ گفت من گفتش برو ہنگام نیست ٭ بر چنین خوانی مقام خام نیست ٭ خام را جز آتش ہجر و فراق ٭ کہ پزد کہ دار ہاند از نفاق ٭ چون تو ئی تو ہنوز از تو نرفت ٭ سوختن بایدترا در نار تفت ٭ رفت آن مسکین دسالے در سفر ٭ در فراق دوست سوزید از شرر ٭ پختہ گشت آن سوختہ پس باز گشت ٭ باز گرد خانہ انبار گشت ٭ حلقہ زد بر در بصد ترس و ادب ٭ تا نہ بجنبد ادب حرفے ز لب ٭ بانگ زد یارش کہ بر در کیست آن ٭ گفت بر در ہم تو ئی اے دلستان ٭ گفت اکنون چون منے اے من در آ ٭ نیست گنجائے دو من در یک سرا ٭ چون یکے باشد ہمہ بود دوئی ٭ ہم منے بر خیز در آ نجا ہم تو ئی ٭ نیست سوزن را سر رشتہ دوتا ٭ چونکہ یکتائی درین سوزن در آ ٭ رشتہ را باشد بسوزن ارتباط ٭ نیست در حوزہ بجز سم الخیاط ٭ کے شود باریک ہستی جمل ٭ جز بمقراض ریاضات و عمل ٭ اس لفظ سے ایک شخص آیا اور اُس نے ایک یار کے دروازے پر دستک دی یار نے اُس سے کہا اے معتمد تو کون ہے کہا مین کہا جا وقت ملاقات کا نہین ایسے خوان پر مقام خام کا نہین خام کو سوائے آگ ہجر و فراق کے کون پکائے اور کون نفاق سے چھڑائے جب تو ئی تیری تجھ سے نہین گئی تو تجکو آتش گرم مین جلنا چاہیے بس وہ مسکین گیا اور سال بھر آتش فراق دوست سے سفر مین جلتا رہا جب پختہ ہو گیا جل کے تب لوٹا اور پھر اپنے شریک کے گھر گیا اور اُس کے دروازے پر حلقہ سکیڑون ادب اور خوف سے کیا تا کوئی حرف بے ادب لب سے نہ نکل جائے یار نے اُسکے پکار کے کہا کہ دروازہ پر کون ہے جواب دیا کہ اے دلستان تو ہی ہے کہا اب جو تو من ہے تو اے من بے تامل چلا آ اسواسطے کہ دو من لائق گنجائش ایک کے نہین ہین اور جب کمی ہو جاتی ہے بالکل تو دوئی نہین رہتی منی و تو ئی دونون اُٹھ جاتی ہین دیکھو تو سوزن کے ڈورے کا سر و سر نہین ہوتا اکہرا ہی سوزن مین گھستا ہے بس تو یکتا ہے تو اس سوزن مین گھس رشتہ کو سوزن سے رلجا ہونا چاہیے اور اونٹ کے لائق سوئی کا ناکہ نہین ہوتا اور وہ اونٹ نفس ہے اور اسکی ہستی باریک ہونے کا علاج یہ ہے کہ مقراض ریاضت سے اسکو باریک کرے تب سوئی کے ناکے مین نکالنے کے لائق ہو جائے شعر صد درین جو شارہ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ سے تم الخیاط یا کا یہی بات ہے کہ نفس تیرا جبتک اونٹ کی طرح موٹا اور مقابل سوئی کے ناکہ کے نکلنے کے نہین ہے دخول جنت ممکن نہین قولہ دست حق با بد مر آنرا اے فلان ٭ کان بود بر ہر محالے کن فکان ٭ ہر محال از دست او ممکن شود ٭ ہر حرون از بیم او ساکن شود ٭ لکہ و ابرص چہ باشد مردہ نیز ٭ زندہ گردد از فسون انگیز ٭ وان عدم کز مردہ مردہ تر بود ٭ در کف ایجاد او مضطر بود ٭ کُلَّ یَوْمٍ ہُوَ فِیْ شَاْنٍ بخوان ٭ مر ورا بیکار و بی یاری مدان ٭ کمتر ین کارش بہر روز ان بود ٭ کو سہ لشکر را روانہ می کند ٭ لشکرے ز اصلاب سوے امہات ٭ بہر آن تا در رحم روید نبات ٭ لشکرے ز ارحام سوے خاکدان ٭ تا نہ نرو ماده پر گردد جہان ٭ لشکرے

از خاکدان سوے جل ۔ تا بہ جنید ہر کسے حسن عمل ۔ باز بیشک پیش زانہا می رسد ۔ انچہ از حق سوے جانہا می رسد ۔
وانچہ از جانہا بدلہا میرسد ۔ وانچہ از دلہا بگلہا میرسد ۔ اینست شکرہاے حق بیحد و مر ۔ از پے این گفت ذکری للبشر ۔
این سخن پایان ندارد ہین بتاز ۔ سوی آن دو یار پاک و پاکباز ۔ المعنی خرون بفتح سرکش لکہ بضم وتشدید کاف مانع
ابرص برص والا فرماتے ہین ریاضات نفس کے واسطے مدد و توفیق خدا تعالے کی بھی درکار ہی کس لیے کہ یہ
ایک امر محال ہی اور ہر محال کے حق مین مدد اسکی کن فکان یعنے بحر دہکم کے دیر ہی نہین ہوتی جہان کہا ہو جا
فوراً ہو گیا اسکی مدد سے ہر محال کا ہو جانا ممکن ہی ہر سرکش اسکے خوف سے مطیع و ساکن ہو جاتا ہی لکہ اور ابرص
جو قسم جذام سے ہین اور مرض مزمن کیا چیز ہین مردہ بھی تو اس عزیز و غالب کے حکم سے زندہ ہو جائے اور وہ
عدم کہ مردہ سے بھی مردہ تر ہوے وہ جبوقت اسکو پیدا کرے تو اپنی پیدایش مین مضطر و بیچین ہو جاے اور فوراً
ظہور کرے تو قرآن مجید سے کل یوم ہو فے شان کو پڑھ یعنے ہر روز وہ ایک حال مین ہی پس اسکو بیکار و بیکا
مت جان اونے کام اسکا ہر روز یہ ہی کہ وہ تین لشکر کو روانہ کرتا ہی ایک لشکر تو آبا کے پشتون سے کہ وہ نطفے
ہین امہات کی طرف بھیجتا ہی تا وہ رحم مادر مین جمتے کو جمائین اور پھر ایک لشکر انھین رحمون سے اس خاکدان دنیا
کی طرف روانہ کرتا ہی تا نر و مادہ سے جہان بھر جاے پھر ایک لشکر اس خاکدان سے اجل کی جانب بانکتا ہی
تو ہر کوئی اپنے اعمال کا حسن دیکھے اور کچھ شک نہین کہ پہلے انسے وہ اعمال جو انھون نے کیے اور رضا الٰہی
سے انکی جانون کو پہونچے ہین اور جانون سے دلون کو اور دلون سے جسمون کو سب بے کم و کاست ان کو
پہونچتے ہین یعنے اول قصد ہر کام کا خدا تعالی سے جانون مین پیدا ہوتا ہی اور جان سے دل مین آتا ہی اور دل سے
جسم مین اور جسم اسکو جاری کرتا ہی یہ عجب لشکر حق کے بیحد و شمار ہین اسی واسطے فرمایا ہی ذکری للبشر
اور پوری آیت یہ ہی وما یعلم جنود ربک الا ہو وما ہی الا ذکری للبشر یعنے تیرے رب کے لشکر کو کوئی نہین
جانتا مگر وہی اور یہ آیت تو صرف آدمی کی نصیحت کے لیے ہی آیندہ گریز اس سخن کی کچھ حد نہین ہی اب تو چل
اور ان دونون یار پاک پاکباز کا بیان کر الخلاف شرح مین بجاے زندہ کے لرزہ اور بجاے ذکری کے ذکر

بلانا اس یار کا یار کو بعد تربیت پانے کے

قولہ گفت یارش کاندر آ ۔ جملہ من ۔ نے مخالف چون گل و خار چمن ۔ رشتہ یکتا شد غلط کم شد کنون ۔ گرد دنا مفہی
حروف کاف و نون ۔ کاف و نون ہمچون کمند اندر جذوب ۔ تا کشاند مر عدم را در خطوب ۔ پس دو تا باید کمند
اندر صور ۔ گرچہ یکتا باشد اندر اثر ۔ گرد و پاگر چار پارہ را برو ۔ ہمچو مقراض دو پا یک پا شود ۔ آن
دو انبازان گاہ را ہین ۔ ہست در ظاہر خلاف آن و این ۔ آن یکے کر پاس و رجو میزند ۔ وان دگر
انبار خشکش میکند ۔ باز او آن خشک را تر میکند ۔ گویباز ہتیزہ صد برمے تند ۔ لیک اندر صد ستیزہ نما ۔

یک دل و یک کار باشند ای فتا ؛ هر نبی و هر ولی را مسلکست ؛ لیک ناحق میبرد جمله یکیست ؛ المعنی خطوب
جمع خطب یعنی کار بزرگ کرپاس بالکسر پنبہ مجازاً جامہ یعنے جب وہ یار تربیت پا گیا تو اُسکے یار نے اس سے کہا
اندر آب تو جملہ من ہو گیا مجھ مین تجھ مین فرق نہین رہا نہ ایسے مخالف جیسے چمن مین خار و گل آب رشتہ یکتا ہو گیا
اور غلط کم کیا مثل حروف کن کے کہ اگرچہ بظاہر کاف و نون دو حرف ہین مگر اثر مین ایک ہین کُند مین کاف و نون کبھی
ہی اور مدکبھی ہی المعنی کشش تس کاف و نون مثل کُند کے اپنی کششون مین ہین تا عدم کو بڑے بڑے کا مون کیطرف
کھینچین تس جملہ صورتون مین دو ہری کُند چاہیے اگرچہ وہ دونون اثر مین یکتا ہین اگر دو پاؤن والے سے ہین یا
چار پاؤن والے دونون راہ قطع کرتے ہین جیسے مقراض دو پاؤن والی ایک پا ہو جاتی ہی جیسا کہ کترنے کے وقت
اُسکا ایک ہی پاؤن چلتا ہی پھر دوسری مثال ہی مثلاً وہ دھوبی جو دو شریک ہین انکو بچشم غور دیکھو کہ بظاہر ایک
دوسرے مین خلاف ہی ایک تو کپڑا منہ مین ڈالتا ہی گھونتا ہی دوسرا شریک اُسکو خشک کرتا ہی پھر دوسرا اس خشک کو تر
کرتا ہی گویا خصومت سے منہ کو پورتا ہی لیکن یہ دونون ضد باہم گر اور استیزہ نما ہوتے ہین مگر ایک دل اور ایک کار
تو ای فتا اچھی طرح اسکو غور کرکے دیکھ ایسی ہی ہر ابتدا و دیا کی اپنی اپنی ایک راہ ہی لیکن وہ راہ اُن کو حق تک
لیجاتی ہی بس جملہ ایک ہی اختلاف شرح مین کہ اندر کی رے رگیں اور کُند اندر کو کُند را و را نباز کو انباز اور
باز او کو باز را ان غلط لکھا ہے

منھ بگاڑنا سخن سے بسبب ظالمت سننے والونکے

قولہ چونکہ جمع مستمع را خواب برد ؛ سنگہا سے آسیا را آب برد ؛ رفتن این آب فوق آسیاست ؛ رفتنش در آسیا بہر شماست ؛ چون شمارا حاجت طاحون نماند ؛ آب را در جوے اصلی باز راند ؛ ناطقہ سوے دہان تعلیم راست ؛ ورنہ خود
آن آب را جوے جداست ؛ میرود بے بانگ و بے تکرار ہا ؛ تشنگان را گلزار ہا ؛ ای خدا جان را تو بنما آن مقام ؛
کاندر و بحرف می روید کلام ؛ تا کہ سازد جان پاک از سر قدم ہا موی عرصہ حق زمیناے عدم ؛ عرصہ بس باکشاد و با فضا ؛
دین خیال و نیست زو یابد نوا ؛ تنگ تر آمد خیالات از عدم ؛ زان سبب باشد خیال اسباب غم ؛ باز ہستی تنگتر
آمد خیال ؛ زان شدہ روے قمر چون ہلال ؛ باز ہستی جہان حس در نگ ؛ تنگتر آمد کہ زندان نیست تنگ ؛
علت تنگیست ترکیب و عدد ؛ جانب ترکیب جسمانی کشد ؛ زان سو حس عالم توحید دان ؛ گر یکے خواہی بدانجانب
بران ؛ امر کن یک فعل بود و دونون و کاف ؛ در سخن افتاد و معنے بود صاف ؛ این سخن پایان ندارد باز گرد ؛ تا چہ
شد احوال گرگ اندر نبرد ؛ المعنی طاحون آسیا فرماتے ہین جب جماعت سننے والون کی سو گئی اور کوئی میرے
سخن کا سننے والا نہ رہا تو میرے دہن کی پنچکی جو آب نطق سے چل رہی تھی اُس کے پتھر بھی پانی بہا لے گیا
اور یہ چکی بھی بگڑ گئی مجرا اوس پانی کا جو مراد ناطقہ ہی ما فوق آسیاے فلک سے ہی اور جو اس آسیاے دہن مین جاری ہوا

یہ تمھارے نفع کے واسطے ہو اب جو تم کو حاجت اس چلکی کی نہ رہے تو اس آب کو اسکی اصلی نہر کی طرف جس کو فوق آسیا کہا ہو پھیر دیا یہ ناطقہ آب جوے خدا کا ہو اور جریان اسکا وہمین واسطے تعلیم کے ہو جب یہ بات نہمین رہتی تو خود خاموش بے آواز اور بے تکرار اُن گلزاروں کو جو تخمتہا الانہار ہین چلا جاتا ہو یعنے جنات جنکی صفت ہو تجری من تحتہا الانہار اب دعا کرتے ہین کہ اے بار خدایا تو میری جان کو ایسا مقام دکھا جس مین بے حرف ولفظ کے کلام پیدا ہوتا ہو اے کلام نفسی تا جان پاک میرے سر سے قدم بنائے اور پہنائے عدم سے عرصۂ حق کی طرف دوڑے کہ وہ ایک میدان نہایت کشادہ اور بافضا ہے جس سے یہ عالم خیال و نیست توشہ اور سامان پاتا ہو یہ خیالات جو اس عالم خیال مین نظر آتے ہین او رعدم سے آتے ہین مگر نہایت ہی تنگ آتے ہین اس سبب سے ان کو ہر خیال اسباب غم کا ہوتا ہو یعنے جو کچھ یہان ہو وہ خیر سال ہو وہی سبب غم کا ہو جاتا ہو جیسے جامی رحمہ اللہ نے فرمایا ہی

شعر بلے ہر جا نشانے با ملالیست ۔ بہشتی در خواب یا خیالیست ۔ پھر ہستی جو ہوئی وہ خیال سے بھی تنگ تر ہوئی اسی سبب سے روے قمر ہلال ہوگیا کہ قمر اور ہلال مین کیا وسعت ہو فقط دس بارہ روز پھر ہستی جہان جس رنگ کی نہایت ہی تنگ ہوئی ایسی کہ زندان بھی ایسا تنگ و قلیل نہین غرض اسکو کچھ ثبات و قیام ہی نہین اور علت تنگی کی ترکیب و عدد ہو اور اسی ترکیب کی طرف جس سبب کی کھینچتی ہین اور اس عالم جس کے پے طرف عالم توحید ہو اُسکو جان اور اس تعدد سے گزر کر ایک کو چاہتا ہو تو اُس طرف اپنی جس کو دوڑا آمر کن ایک فعل تھا کہ جو ارادۂ الٰہی مین گذرا ہو کیا وہی فعل کاف ونون سے سخن مین پڑا اور سخن بنا اسلیے کہ معنی تو صاف تھے لیکن اس فعل کا اطلاق بھی کسی سے ضرور چاہیے تھا تو بس اُسی ارادہ کی تاویل اس کاف ونون سے ہو تسگے گر نیز ہو کہ یہ سخن انتہا نہین رکھتا تو لوٹ اور گرگ کا حال بیان کر کہ شیر کی لڑائی مین اُسکا کیا حال ہوا بخلاف شرح مین ہلال کو بالا لکھا ہو اور عدد کو عدو

ادب کرنا شیر کا گرگ کو بسبب اُسکی بے ادبی کے

قولہ گرگ را بر کند سر آن سرفراز ۔ تا نماند دوسرے را امتیاز ۔ فاستقنا منہم ست اے گرگ پیرہا ۔ چون بنودی مردہ در پیش امیر ہا ۔ بعد ازان روشیر بار و باہ کرد ۔ گفت این را بخش کن از بہر خورد ۔ سہ بہ کرد و گفت کین گاو سمین ۔ ما چاشت خوردت باشد اے شاہ امین ۔ آن نباز بہر میانہ روز را ۔ بخشے باشد شہ فیروز را ۔ ان دگر خرگوش بہر شام ہم ۔ شب چرہ اے شاہ با لطف و کرم ۔ گفت اے روبہ تو عدل افروختی ۔ این چنین قسمت کہ تو آموختی ۔ زر کجا آموختی این اے بزرگ ۔ گفت اے شاہ جہان از جان گرگ ۔ گفت چون در عشق با شتی گرو ۔ ہر سحر گیر و لبستان و بر و رو ۔ ہا چون جملگی ما را شدی ۔ چونت آزاریم چونو ما شدی ۔ ما ترا و جملہ اشکاران ترا ۔ پاے بر گردون ہفتم نہ بر آ ۔ چون گرفتی عبرت از گرگ دنی ۔ پس تو روبہ نیستی شیر منی ۔

عاقل آن باشد کہ عبرت گیرد از ہ مرگ یاران وبلاے مختلف ہ روبہ آمد بر زبان شکر راند ہ کہ مرا شیر از پس آن گرگ خواند ہ گر مرا اول بفرمودی کہ تو ہ بکش کین را کہ جان برد می ارزد ہ یعنی کہ ہمین فریب تخیلی جو دوسرے وقت کو ہاتھ رکھکر مختلف بنانے والا ہ تھی جب بھیڑیے کا شیر نے سر توڑ ڈالا تا دوسرے اور میرے تیرے کا امتیاز نرہے تو دوسرے شعر مین خطاب اپنے نفس سے ہ کہ اے گرگ پیر خداوند تعالی نے فانتقمنا منھم فاغرقنا ھم فی الیم قرآن مجید مین فرمایا ہے یعنے بدلا لیا ہم نے قوم فرعون سے اور ڈبویا انکو دریا مین اگر تو اپنے حاکم کے سامنے مردہ نہ بنے گا تو دیکھ مین نے تجکو اس کے انتقام سے خبردار کر دیا پھر شیر نے روباہ کی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ تو اس شکار کو کھانے کے واسطے تقسیم کر اسنے سجدہ کرکے کہا کہ اے شاہ بزرگ یہ جو فربہ اور موٹی بکری ہے یہ تو تیری نہاری ہے اور جو بہ ہے وہ تیرے میانہ روز کی غذا ہے اور جو خرگوش ہے وہ شام کی بھوکی شیر نے کہا اے روباہ تو نے ٹھیک ٹھیک عدل کیا مگر اے بزرگ یہ تو بتا کہ یہ عدل تو نے کس سے سیکھا کہا بھیڑیے کی جان سے شیر نے کہا کہ اب تو ہمارے عشق مین گرو ہوئی جان عزیز تو کو اٹھائے اور تو ہی سیکھے اے روباہ جب تو بالکل ہمارے واسطے ہوگئی اور آپ کو سہو محو کر دیا تو تجکو کیسے متہان کہ تو اور مین ایک ہو گئے ہم بھی تیرے واسطے ہین اور حملہ شکار بھی تیرے واسطے اب تو ہفتم فلک پر پانون رکھ اور چڑھ جا جب تو نے گرگ ناچیز کے حال سے عبرت حاصل کی تو روباہ نہین میری شیر ہی غافل وہی ہ کہ اپنے یارون کے مرنے سے عبرت حاصل کرے اور بلا سے بچا رہے روباہ نے ہ وقت اول شکر اس بات کا کیا کہ بہت اچھا ہوا کہ شیر نے بعد بھیڑیے کے مجھکو بلایا اور تقسیم کرائی اگر پہلے بلاتا اور تقسیم کراتا تو اس سے کون جان بچا پاتا الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے روبہ مردوہ ہر کو بزدگر کو گیدڑ لکھا ہے

مقصود حکایت و فضیلت آخر زمانیان

قولہ پس سیاس اورا کہ مارا در جہان ہ کرد پیدا از پس پیشینیان ہ تا شنیدیم زسیا سہاے حق ہ بر قرون ماضیہ اندر سبق ہ تا کہ ما از حال آن گرگان پیش ہ نجوریم روبہ پاس خود دریم پیش ہ امت مرحومہ زین رو نواندتان ہ آن رسول حق مصادق ربیان ہ استخوان دنبہ گرگان عیان ہ بنگرید و پند گیرید اے مہان ہ عاقل از سر نہد این ہستی باد ہ چون شنید انجام فرعونان وعاد ہ ورنہ نہد دیگران از حال او ہ عبرتے گیرند از اضلال او ہ یعنی از سر تنہا دن کسی چیز کا چھوڑ دینا باد غرور اضلال گمراہی یعنے جب روباہ نے گرگ کے حال سے عبرت حاصل کی جو اسکے سامنے ہوئی لہذا مولانا فرماتے ہین کہ شکر خدا کا جس نے ہم کو جہان مین بعد اگلے لوگون کے پیدا کیا تو ہمنے سنین جو چکے سیاستین حق کی ان پر ہوئی تھین اگلی صدیون مین اور سابق مین کہ ان گئے بھیڑیون کا حال سنکے مثل روباہ کے اچھی طرح آپ کو بچائے رہین تمکو جو امت مرحومہ رسول برحق صادق در بیان یعنے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو یہی وجہ ہے کہ اب جو پیشیان اور پیشہ ان بھیڑیون کی عیان ہین تم اے

بزرگوں کو دیکھو اور نصیحت پکڑو اور حدیث یہ ہے امتی ہذہ مرحومۃ لیس لہا عذاب فی الآخرۃ عذابہا فی الدنیا الفتن و الزلازل والقتل امت میری مرحوم ہے انکو عذاب آخرت مین نہین ہے اور عذاب ان کا دنیا مین فتنے ہین اور زلزلے اور قتل فتنی عذاب آخرت کی یہ کہ اکثر قبل دخول دوزخ سے مشفوع ہین اور بعض بعد دوزخ مین داخل ہون گے ان کو تھوڑا قیام ہوگا اور جو ہمیشہ رہین گے وہ غشی مین رہین گے ان کو عذاب معلوم نہوگا جو عاقل ہین وہ اپنی ہستی و خودی کو بالکل ترک کرتے ہین جب انھون نے فرعونیون اور عاد کا حال سنا اور انجام کو سمجھا اور جو ترک نہین کرے گا تو اس قابل ہو جائیگا کہ اور لوگ اسکی گمراہی کا تعجب دیکھ دیکھ کے عبرت پذیر ہون ؛

تہدید کرنا نوح علیہ السلام کا قوم کو کہ مجھ سے مت لڑو مین روپوش ہون خدا کا پسن حقیقت خدا سے لڑتے ہو نہ مجھ سے

قولہ گفت نوح اندر نصیحت قوم را ؛ در پذیرید از خدا آخر عطا ؛ بنگرید ای سرکشان من من نیم ؛ من بجان مردم بجانان میزیم ؛ من ز جان مردم بجانان زندہ ام ؛ نیست مرگم تا ابد پایندہ ام ؛ چون بمردم از حواسات بشر ؛ حق مرا شد سمع و ادراک و بصر ؛ چونکہ من من نیستم ایمندم زہوست ؛ پیش ایمندم ہر کہ دم زد کافر اوست ؛ ہست اندر نقش این روباہ شیر ؛ موسے این رو بہ بنا یہ شد دلیر ؛ گز زرد سے صورتش می نگروی ؛ غرش شیران ز وی می نشنوی ؛ گر نبودی نوح را از حق مذی ؛ پس جہانے را چسان برہم زدی ؛ صد ہزاران شیر بود اندر تتے ؛ ہر دو عالم را ہمی دیدار زے ؛ او برون رفتہ ز اندازہ و منے ؛ او چو آتش بود و عالم خرمنے ؛ چونکہ خرمن باشد عشر او شدہ ؛ او چو جان شعلہ بران خرمن گماشتہ ؛ المعنی ہو بالضم اسم ذات خدا سے تعالے مذی امالہ مذا ارزن بالفتح چینہ باجرہ عشر بالضم دہم حصہ ایک حضرت نوح نے اپنی قوم سے نصیحت مین کہا تمھارے بیچ مین مین نبی عطیات خدا سے ہون اس عطا کو اسکی مانو اور ای سرکشو غور کرو مین مین نہین ہون مین تو اپنی جان سے مرگیا اب جانان کی مدد سے جیتا ہون مین اپنی جان سے تو مر گیا جانان سے زندہ ہون اور اب مجھکو موت نہین مین ہمیشہ ہون جب مین حواسات بشری سے مرگیا تو حق تعالے ہی میری آنکھ کان اور ادراک ہو گیا او جب کہ مین مین نہین ہون اور یہ دم میرا ہو یعنے ذات خدا سے ہی بس اسی دم کے سامنے جو کوئی دم مارے گا کافر ہوگا میرے اس نقش مین جو بمنزلہ روباہ کے ہے شیر ہے اس روباہ کے سامنے دلیر نہ جانا چاہیے اگر از روے صورت کے تو گردیدہ نہین ہونا اور ایمان نہین لانا تو کیا غرش شیر کی بھی نہین سنتا کہ وہ وحی ہے اگر نوح کو خدا تعالے سے ندا نہ ہوتی تو ایک جہان کو ایسا لوٹ پوٹ کیسے کر دیتے نوح کے ایک من ضعیف مین لاکھون شیر قوی تھے جب تو وہ دونون جہان کو مثل دانہ ارزن کے بے حقیقت سمجھتے تھے تو ما و منی و خودی سے نکلے ہوے تھے وہ مثل آگ کے تھے اور عالم ایک خرمن ہر گاہ خرمن سے

تا نماز آن کے عشر کا نکیا تو انھوں نے ایسی آگ اسپر تعینات کی کہ اُس خرمن ہی کو نہ چھوڑا الخلاف شرح بین دلیر کو زیر لکھا ہی اور ندی کو بدسے قولہ ہرکہ ادر پیش این شیر بہان ہا بے ادب چون گرگ بکشاید دہان ہا چو گرگ آن شیر بر در اندش ہا فانتقمنا منہمش بر خواندش ہا زخم یابد چو گرگ از دست شیر ہا پیش شیر ابلہ بود کو شد دلیر ہا پیش شاہ و شیر ہر کو شد دلیر ہا غالبا از جان خود گشتست سیر ہا کاشکے آن زخم بر جسم آمدی ہا تا بدی کایمان و دل سالم بدی ہا قوتم بگسست چون ایجاز رسید ہا چون توانم کردن این سر را پدید ہا لیک ہم رمزے بگویم با شما ہا بوکہ در یابید گر دید آشنا ہا ہم چو آن روباہ کم اشکم کنید ہا پیش او روباہ بازی کم کنید ہا جملہ ماومن بہ پیش او نہید ہا مالک ملک اوست ملک او را دہید ہا چون فقیر اید اندر راہ راست ہا شیر و صید شیر خود آن شماست ہا زانکہ او پاک ست و سبحان وصف اوست ہا بے نیاز ست او ز فقر و مغز و پوست ہا ہر شکار و ہر کرامات کہ ہست ہا از برائے بندگان آن شہ ہست ہا گفت الیس اللہ بکاف عبدہ ہا تا بگردد بندہ ہر سو حیلہ جو ہا نیست شہ را طمع ہر خلق ساخت ہا انچہ دولت خنک آنکو شناخت ہا آنکہ دولت آفرید او را شناخت ہا پس سبحان بس نگہدارید دل ہا تا نگردید از گمان بد خجل ہا کو بہ بیند فکر و سر و جستجو ہا چو اندر شیر خالص تار مو ہا آنکہ او بے نقش و سادہ سینہ شد ہا نقشہائے غیب را آئینہ شد ہا سر ہا را بیگمان موقن شود ہا زانکہ مومن آئینہ مومن شود ہا مومن او و مومنے تو بیگمان ہا در میان ہر دو فرق بیکران ہا چون زند او نقد ما را بر محک ہا پس یقین را باز داند او ز شک ہا چون شود جانش محک نقد ہا ہا پس بیند نقد او قلب را ہا یعنی روباہ بازی مکاری موقن یقین کنندہ قلب بانفع کہ تو ما جو کو ئی سامنے اس چھپے شیر کے بے ادب ہو کے گرگ کے مثل منھ کھولتا ہی شیر گرگ کی طرح سکو پھاڑ ڈالتا ہی اور فانتقمنا منہم اس سے کہہ تا ہی کہ ترے فعل کا یہ بدلا ہی وہ شخص گرگ کی طرح شیر کے ہاتھ سے زخم ہی پائے گا جو احمق کے مانند شیر کے سامنے دلیر جا ئیگا شیر او رشاہ ان دونوں کے سامنے جو شخص دلیر گیا وہ اکثر اپنی جان سے سیر ہوا اور وہ زخم شیر کا ایسا نہیں جو جسم پر آئے اگر جسم پر آتا تو اچھا ہی نہوتا دل و ایمان تو سلامت رہتا اب اس موقع پر میری قوت نے مجکو جواب دیا پھر کیسے اس بھید کو ظاہر کرسکوں لیکن ایک رمز ہی تمسے کہوں شاید تم اسکو سمجھ جاؤ اور اس سے آشنا ہو جاؤ رمز یہ کہ اس بوکھری کی طرح شکم کو کم کرو اور روبہ بازی و مکاری مطلق نہ کرو جتنے ماومن اور عجب و غرور ہیں سب اسکے سامنے رکھدو اسلیے کہ مالک ملک کا وہی ہی بس اسکی ملک اسی کو دیدو تم اپنا سمجھ کے ماومن میں مت پڑو جب تم فقیر ہو جیسے انتم الفقرا و راہ راست پر تو شیر اور صید شیر سب تمھاری ملک ہی اس واسطے کہ وہ پاک ہی اور سبحان وصف اسکا وہ نقد او ر مغز اور پوست سب سے بے نیاز ہی جو شکار اور جو کرامات ہو اس بادشاہ نے سب اپنے بندوں کے واسطے پیدا کیا ہی دیکھو تو اس نے الیس اللہ بکاف عبدہ کہا ہی یعنے کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں ہی جو بندہ ہر طرف حیلہ ڈھونڈھتا پھرے اس بادشاہ کو کچھ طمع

کسی سے نہین ہر مخلوق ہی کے واسطے سب کچھ اور یہ دولت بنائی ہی کیسا خوش وہ شخص ہی جس نے اُسکو پہچانا خیال تو کر جسنے دولت پیدائی اور دونون جہان ملک و دولت اُسکے کس کام کا ہی اور اُس کے نزدیک کیا چیز ہی پاک سبحان ہی تم اپنے دل کو اُسکے سامنے تلے رہو تاکوئی گمان بد نہ آنے پائے جس سے نہ امت ہو کس واسطے کہ وہ تیری فکر اور کھید اور جستجو کو ایسا جانتا ہی جیسے شیر خالص مین بال دیکھ لیتے ہین جس نے اپنے سینہ کو نقش ہوا و ہوس سے صاف و سادہ کیا اسکا سینہ غیب کے نقشون کا گنجینہ اسرار غیب ہین آئینہ بنا وہ اُن بھیدون کا جو چھپے ہین بیشک لقین کنندہ ہو جاتا ہی اس لیے کہ اُسکا نام بھی مومن ہی اور یہ بھی اب مومن ہو گیا جس بموجب المومن مرآۃ المومن کے مومن آئینہ مومن کا ہی یہ بھی آئینہ اُس کا ہو گیا اب فرماتے ہین کہ اُسکا نام مومن تو ہی اور تو بھی مومن ہوا مگر دونون مین فرق بے حد ہی اس واسطے وہ ہر کسی کے نقد ایمان کو کسوٹی امتحان پر لگا کے جانچتا پرکھتا ہی اور یقین و شک کو خوب جان لیتا ہی یعنے جس وقت کہ جان مومن کی محک اُس کے نقود کی ہوتی ہی تو وہ دیکھ لیتا ہی کہ یہ زر نقد ہوا ہی کھرا اور وہ کھوٹا ہی بالخلاف شرح بحر العلوم اور نسخہ علمی دونون مین فانقمنا منهم لکھا ہی جس سے شعر موزون نہین ہوتا اور روباہ کو روبہ اور سرما کو سرما اور موشنے اور موسنے اور نقد مارا مین نے منہم کو منہش اور سرما کو سرہا اور مونشے اور موسنے کو مومن اور دموسنے اور نقد مارا کو نقد ہارا بنایا ہی ناظرین کو اختیار ہی اگر اچھے معانی مربوط انھین الفاظ سے جو شرح اور قلمی مین لکھے ہین پیدا کرلین بہتر مجکو دونون کا اعتبار نہین کہ غلطیان دیکھتا چلا آتا ہون کیا عجب کہ یہ بھی مثل انھین اغلاط سابقہ کے ہون

جھٹانا بادشاہون کا صوفیون کو تو چشم اُنکی حق سے روشن ہو

قولہ بادشاہان راچنین عادت بود ✤ این شنیدہ باشی از یادت بود ✤ دست چپ شان پہلوانان ایستند ✤ زان کہ دل پہلوے چپ باشد بہ بند ✤ مشرف و اہل قلم بر دست راست ✤ زانکہ علم ثبت و خط آن دست راست ✤ حاجیان پیش رو موضع دہند ✤ کاینہ جاہ مند و زآئینہ بہند ✤ حاجیان این صوفیانند اے پسر ✤ سادہ و آزادہ و افگندہ سر ✤ سینہا صیقل زدہ از ذکر و فکر ✤ تا پذیرد آئینہ دل نقش بکر ✤ ہر کہ او از صلب فکرت خوب زاد ✤ آئینہ در پیش او باید نہاد ✤ عاشق آئینہ باشد روے خوب ✤ صیقل جان آمد و تقوی القلوب ✤ ہر کہ دارد روے خوب با نظام ✤ طالب آئینہ باشد والسلام ✤ المعنی مشرف بالضم نویسندہ جو دربار نویسندون کی خبرداری کو تعین ہو حاجب دربان ثبت بالفتح قرار دینا لکھتا فرماتے ہین یہ تو نے سنا ہوگا اور تجکو یاد بھی ہوگا کہ بادشاہون کی عادت ہوتی ہی کہ بائین ہاتھ کو اُن کے پہلوان کھڑے ہوتے ہین اسواسطے کہ دل بھی بائین پہلو مین مقید ہی تا اِن سے اُسکو تقویت ہو اور مشرف و محرر سیدھے ہاتھ کو بدین مناسبت کہ علم تحریر و خط اسی ہاتھ سے تعلق رکھتا ہی حاجیون کو سامنے جگہ دیتے ہین کس لیے کہ آئینہ جان کے بین اور آئینہ سے بہتر ہین اور وہ حاجب بھی صوفی لوگ

ہین اور پسر اور کیسے کہ سادہ اور آزاد اور سرگذشتہ سنیے ذکر و فکر الٰہی سے صیقل کیے ہوے تو دل اُن کا جو آئینہ ہی نقش بگر کو جو کسی کا چھوا ہاتھ لگایا ہوا نہین ہی پکڑے مقولات مولانا رح سے ظاہر ہی جو کوئی پشت فطرت سے خوبصورت پیدا ہوا ہو اُسکے سامنے آئینہ رکھنا چاہیے کس واسطے کہ اچھی صورت عاشق آئینہ کی ہوتی ہی اور اورون کے جان کی صیقل اور تقوے قلوب کما قال اللہ تعالے ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب پھر فرماتے ہین جو کوئی خوبصورت ہوتا ہی اور بانظام اعمناسب الاعضاء ہوتا ہی اُسکے طالب ہوتا ہی الخلاف شرح مین بجاے عاجان کے صوفیان اور عاجبان کو عاجیان فطرت کی جگہ فکرت لکھا ہی

آنا ایک آشنا کا سفر سے واسطے ملاقات یوسف علیہ السلام کے

قولہ بشنو اکنون یک مثال معنوی ؛ تا تو دیگر قول صورت نشنوی ؛ آمد از آفاق یارے مہربان ؛ یوسف صدیق راشد میہمان ؛ کاشنا بود ند وقت کودکے ؛ بر و معاودہ آشنا ے متکی ؛ یار دادش جور اخوان و حسد ؛ گفت آن زنجیر بود و ما سدد ؛ عار نبود شیر را از سلسلہ ؛ از قضاے حق ندارم ما گلہ ؛ شیر را بر گردن از زنجیر بود ؛ بر ہمہ زنجیر بازان میر بود ؛ گفت چون بود ے تو در مندان و چاہ ؛ گفت ہمچون در محاق و کاست ماہ ؛ در محاق از ماہ نو گردد روشنا ؛ نے در آخر بدر گردد بر سما ؛ گرچہ در دانہ مہاوں کو فتند ؛ نور چشم و دل شدہ نغز گزند ؛ گندمی را زیر خاک انداختند ؛ پس ز خاکش خوشہا بر ساختند ؛ بار دیگر کو فتندش ز آسیا ؛ قیمتش افزود و نان شد جانفزا ؛ بازنان را زیر دندان کو فتند ؛ گشت عقل و جان و فہم سودمند ؛ باز آنجان چونکہ محو عشق گشت ؛ کیجب الزراع آید بعد کشت ؛ باز آنجان چون بحق او محو شد ؛ باز ماند از سکر و سوے صحو شد ؛ عالمے را زان صلاح آمد پدید ؛ قوم دیگر را فلاح منتظر ؛ این سخن پایان ندارد باز گرد ؛ تا کہ با یوسف چہ گفت آن نیک مرد ؛ اللفظ و سادہ کہ بر باش و بالین متکی بالضم تکیہ زندہ صحو بیداری مولانا فرماتے ہین اب مجھ سے ایک مثال معنوی سُن تو تو پھر بات بھی صورت کی نہ سنے وہ یہ کہ حضرت یوسف صدیق کا ایک یار مہربان جہان مین پھر کے آیا اور ان کا کنعان ہوا اُس واسطے کہ لڑکا پن کی آشنائی تھی اور آشنائی کے سبب کے متکی اور کسنے انکو جور و حسد بھائیون کا یاد دلایا کہا وہ زنجیر تھی اور مین شیر تھا شیر کو زنجیر سے کب عار ہوتی ہی اور قضاے حق تھی بس مین قضا کی شکایت نہین کرتا شیر کی گردن پر گو زنجیر تھی پھر زنجیر بھی وہ سب زنجیر بازون کا سردار تھا پوچھا زندان و چاہ مین تو کیسے رہا کہا جیسے محاق و کاست مین ماہ دیکھ تو محاق مین اگرچہ ماہ نو دو ہرا ہو جاتا ہی بالآخر بدر آسمان کا نہین ہوتا موتی کو خیال کہ کہ باون مین کرتے پستے ہین وہی نور چشم و دل کا ہوتا ہی اور رفع نقصان کا کرتا ہی اسکا کچھ نہین بگڑتا گیہون کو خاک مین ملا دیتے ہین کیسے خوشے خاک سے اُس مین پیدا ہوتے ہین پھر اُن خوشون کو جب کوٹا اور چکی سے اُسکی قیمت بڑھی تو نان جانفزا ہوے پھر وہ روٹی دانتون تلے کچلی جاتی ہی تو وہ عقل اور جان اور فہم

سود مند ہو جاتی ہے پھر وہ جان جب عشق مین محو ہو جاتی ہے مصداق یجب الزراع لیغیظ خوش کرتی ہے زراع کو ہوتی ہے اور وہی جان جب حق مین محو ہو جاتی ہے بس نشہ سے دور ہو کے بیداری کی طرف جاتی ہے پھر اس سے ایک جہان کی اصلاح کا ثمر حاصل ہوتا ہے اور دوسری قوم کے جو آیندہ مین منتظر ظہور کے ہین ان کی اصلاح میسر ہوتی ہے یعنی آیندہ لوگ اسی پر چلتے ہین شعر ما بعد گریز ہے اس بات کی حد نہین ہے تو اس سے لوٹ اور یہ بتا کہ یوسف سے اس نیکرد سے نے کیا کہا الخلاف بجاے ار زکیہ آزاد و بجاے زنجیر بازان زنجیر سازان لکھا ہے

طلب کرنا یوسف علیہ السلام کا ارمغان اس شخص سے

قولہ بعد قصہ گفتش گفت ای فلان ✤ ہین چہ آوردی مرا از ارمغان ✤ بر دریا ران تہیدست آمدن ✤ ہست بے گندم سوے خاصون شدن ✤ حق تعالے خلق را گوید بحشر ✤ ارمغان کو از برای روز نشر ✤ جمعتمونا فرادی بے نوا ✤ ہم بدانسان کہ خلقناکم گدا ✤ ہین چہ آوردید دست آویزرا ✤ ارمغانے روز رستاخیز را ✤ یا امید بازگشتن تان نبود ✤ وعدۂ امروز باطل تان نمود ✤ منکرے مہمانیش را از خری ✤ پس ز مطبخ خاک و خاکستر خوری ✤ در دہد مر منکر جنین دست تہی ✤ بر در آن دوست پا چون مے نہی ✤ اندک صرفہ بکن از خواب و خور ✤ ارمغان بہر ملاقاتش ببر ✤ شو قلیل النوم تا مجنون ✤ باش در اسحار از مستغفرون ✤ اندکے جنبش بکن ہمچون جنین ✤ تا بہ بخشندت حواس نورین ✤ ور جہانے چون رحم بیرون روی ✤ از زمین در عرصۂ واسع شوی ✤ آن کہ ارضی اللہ واسع گفتہ اند ✤ عرصہ دان کانبیا در رفتہ اند ✤ المعنی ارمغان بفتح و بضم میم تحفہ جنین وہ بچہ جو زہدان مین ہو روز نشر روز قیامت پھر اصل کی طرف رجوع فرمائی کہ حضرت یوسف نے بعد قصہ کہنے کے جو اوپر گذرا مہمان سے کہا کہ اے فلان میرے واسطے اس سیر سے کیا تحفہ لایا خالی ہاتھ یار دن کے دروازے پر آنا ایسا ہی ہے جیسے بے گندم چکی کے پاس جانا کہ اسکو دانہ ٹونگنا بھی نصیب نہین ہوتا اللہ تعالے حشر کے دن مخلوق سے کہے گا کہ اس روز نشر کے واسطے کچھ تحفہ لایا ہے وہ کہان ہے عرض کرے دوسرا شعر مقتبس ہے آیہ کریمہ وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُمْ مَا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ تحقیق آئے تم ہمارے پاس تنہا جیسے کہ پیدا کیا تھا تم کو تنہا پہلی دفعہ بے مال و متاع دنیوی کے اور چھوڑا تم نے پس پشت وہ جو دیا ہم نے تم کو دنیا مین غرض دنیا کا مال و متاع وہین چھوڑا اس دن کے لیے کیا تحفہ لائے کہ وہ اعمال صالح مین ظہور ہو اس روز رستخیز کے واسطے کیا تحفہ لائے ہو اور کونسی دستاویز تمھارے پاس ہے یا تم کو امید اس بات کی یہ تھی کہ تم ہمارے پاس لوٹ کے آؤ گے اور یہ آج کا وعدہ تم باطل سمجھتے تھے تو تو اپنے گدھے پن سے منکر اسکی مہمانی کا ہے پس اس کے باورچی خانے سے کیا خاک و خاکستر کھائے گا اور جو منکر نہین ہے تو ایسے دوست کے دروازہ پر خالی ہاتھ کیون قدم رکھتا ہے اپنے خواب و خور روزمرہ مین ذرا کمی و تنگی کرا دے تحفہ اسکی ملاقات

کو لیجا سونا جو تیرا معمولی ہو اُسمین کھوٹ گھٹا دے اور اسحار مین یعنی ہر صبح اُس سے مغفرت چاہا کرے کما قال اللہ عز وجل کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون وبالاسحار ھم یستغفرون تھے وہ کہ تھوڑا رات مین سوتے تھے اور ہمیشہ صبح کو استغفار کرتے تھے تو ذرا سی جنبش کر مثل جنبش کے جو ظلمات مشیمہ مین ہی کہ ظلمت در ظلمت ہی یعنے شکم اور مشیمہ مجرد جنبش حواس نور بین قضاء قدر اُسکو بخشتے ہین تجکو بھی سعی و کوشش ضرور ہی تو نبض نور سے بہرہ یاب ہو اور جو جہان سے مثل رحم کے نکل جاے تو اس زمین مدفن سے عرصہ وسیع مین پہونچ جاے اور وہ عرصہ وہی جسکو ارض اللہ واسعۃ کہا ہی اور وہ عرصہ جہان انبیا گئے ہین چنانچہ فرمایا ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا زمین اللہ کی نہایت وسیع ہی پس ہجرت کر دتم اس مین قولہ دل نہ گرد دتنگ زان عرصہ فراخ ۔ نخل تر آن جا نہ گرد د خشک شاخ ۔ جا ملے تو مرحوم راکنون ۔ کسند و ماندہ می مثنوی و سرنگون ۔ چونکہ محمولی نہ حامل وقت خواب ۔ ماندگی رفت و شدی بی پیچ و تاب ۔ چاشنی وانی تو حال خواب را ۔ پیش محمولی حال اولیا ۔ اولیا سحاب کہ فنداہی عمود ۔ در قیام و در تقلب در رقود ۔ می کشد شان بے تکلف در خیال ۔ بیخبر ذات الیمین ذات الشمال ۔ نبیست آن ذات الیمین فعل حسن ۔ چیست آن ذات الشمال اشغال تن ۔ گر تو بینی شان بدشواری درون ۔ نیست شان خوفے و لا ھم یحزنون ۔ بیرون این ہر دو ازم دم پدید ۔ بے خبر زین ہر دو ایشان در مزید ۔ می رود این ہر دو کار از انبیا ۔ بے خبر زین ہر دو ایشان چون صدا ۔ گر صدایت بشنواند خیر و شر ۔ ذات کہ باشد زہر دو بیخبر ۔ المعنی حامل بردارندہ محمول بردارشتہ شدہ تقلب گردش رقود بضمتین سونا اور وہ میدان فراخ جس سے کبھی دشتگ ہی نہو نہ نخل تر و بان کا کبھی خشک شاخ ہو تو بحالت بیداری اپنے حواس کا حامل ہی جس سے سست اور ماندہ اور سرنگون ہوتا ہی جیسے کہ کیفیت غنودگی کی ہی یا بار برداری کی اور جب تو محمول ہوتا ہی نہ حامل وقت خواب کے تو نہ ماندگی رہتی ہی نہ کوئی پیچ و تاب بس اسی اپنے حال خواب کو مقابل محمولی حال اولیا کے سمجھ کہ یہ ایک کھچی اُن کے حال کی ہی اور ایک بار اُن کے محویت کی اور یہی محمولی اُنکو بے تکلف افعال کی طرف کھینچتی ہی مگر وہ بے خبر اس سے کہ یہ افعال ذات الیمین ہین یا ذات الشمال ذات الیمین تنکو کار جنکے سیدھے ہاتھ مین نامۂ اعمال دیا جائے گا اور ذات الشمال بدکار جن کے بائین ہاتھ مین دیا جائیگا چنانچہ خود بھی تفسیر اسکی فرمائی کہ ذات الیمین کیا ہی فعل حسن ہین اور ذات الشمال اشغال تن اگر تو اُنکو ایسی بات مین جو ذات اشغال سے ہو بدشواری داخل دیکھے تو اُنکو اس سے کچھ خوف و حزن نہیں کما قال اللہ تعالے اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ بیشک اولیا اللہ کے نہ خوف ہی اُن پر نہ اُن کو کچھ غم ہی اور لوگون سے تو یہ دونون یعنے فعل حسن اور اشغال تن ظاہر صادر ہوتے ہین اور یہ اُن کو خوب جانتے سمجھتے ہین لیکن یہ دونون سے بخبر ہین گو کیسی ہی زیادتی مین ہون اور انبیا سے بھی دونون صدور کرتے ہین مگر وہ بھی مثل صدا کے دونون سے بیخبر ہین جیسے کوہ اگرچہ خیر و شر کی صدا تجکو سنواے مگر ذات کوہ

کی دونون سے بجز ہوتی ہو نہ اُسکو خیر کی خبر نہ شر کی الخلاف شرح مین بجاے خشک شاخ کے شاخ شاخ چاشنی دانی تو کی جگہ صرف چاشنی دان ذات کہہ کی جگہ ذات کا

کہنا مہمان کا یوسف علیہ السّلام کو کہ تیرے واسطے تحفہ مین آئینہ لایا ہون کہ جب آئینہ مین منھ دیکھو مجکو یاد کرو

قولہ گفت یوسف ہین بیاور ارمغان ؛ او زشرم این تقاضا در فغان ؛ گفت من چندار مغان جستم ترا ؛ ارمغانے در نظر نامد مرا ؛ حبہ را جانب کان چون برم ؛ قطرہ را سوے عمان چون برم ؛ زیرہ را من سوے کرمان آورم ؛ گر بہ پیش تو دل وجان آورم ؛ نیست شخے کاندرین انبار نیست ؛ غیر حسن تو کہ اورا بار نیست ؛ لائق آن دیدم کہ من آئینہ ؛ پیش تو آرم چو نور سینہ ؛ تا بہ بینی روے خوب خود دران ؛ اے تو چون خورشید شمع آسمان ؛ آئینہ آور دمت اے روشنی ؛ تا چو بینی روے خود یا دم کنی ؛ آئینہ بیرون کشید او از بغل ؛ خوب را آئینہ باشد مشتعل ؛ آئنہ ہستی چہ باشد نیستی ؛ نیستی بگزین گرا بلہ نیستی ؛ نیستی ونقش ہر جائے کہ خواست ؛ آئنہ خوبی جملہ ہستہا ست ؛ بہر آن کہ نیستی پالودگیست ؛ و انچہ این ہستی ہمہ آلودگیست ؛ چونکہ جامہ چیست و دزدیدہ بود ؛ مظہر فرہنگ وزرگی شود ؛ تا ترا شیدہ ہمی یابد جزوع ؛ تا در و گر اصل سازد یا فروع ؛ خواجہ اشکستہ بند آنجا رود ؛ کہ در آنجا پاے اشکستہ بود ؛ کے شود چون نیست رنجور ونزار ؛ آن جمال صنعت طب آشکار ؛ خواری وزدونے مہما ے کیا ؛ گر نبا شد کے نماید کیمیا ؛ نقصہا آئینہ وصف کمال ؛ ان حقارت آئینہ عزوجلال ؛ المعنی حبہ بفتح وتشدید باوزن یک سرخ ہندی رتی زیرہ معروف اور کرمانی قسم اول ہوتا ہی پالودگی پالودن سے صاف کرنا جذوع بضمتین تنہاے درخت حضرت یوسف نے اپنے مہمان سے کہا خبردار ہو ہمارے لیے جو تحفہ لایا ہو وہ لاو اور اُسکا حال یہ کہ اس تقاضا کی شرم سے فغان کرتا تھا کہ مین نے تمھارے واسطے بہت تحفہ ڈھونڈھا کوئی تحفہ تمھارے لائق میری نظر مین نہین آیا خیال کیا رتی بھر زر کو کان کے پاس کیا لیجاؤن اور قطرہ کو عمان کے سامنے کیا لاؤن دل مین گذرتا تھا کہ دل وجان بہت عزیز چیز ہین انکو ارمغان بناؤن لیکن کہتا تھا یہ تو ایسا ہی ہے جیسے زیرہ کرمان کو لے جانا کوئی تخم ایسا نہین جو انبار دنیا مین نہو اگر نہین ہی تو تمھارا ساحسن نہین ہی جس مین کوئی شریک نہین تب مین نے تمھارے لائق یہ بات دیکھی کہ ایک آئینہ تمھارے پاس مثل نور سینہ کے لیجاؤن تو تم اپنے روے خوب کو اُس مین دیکھو کہ تم مانند خورشید شمع آسمان کے ہو اور یہ بھی ہی کہ جب تم اس آئینہ کو اپنی روشنی عالم کی دیکھو گے تو مجکو بھی یاد کرو گے یہ میرا یادگار رہو گا یہ کہکے آئینہ بغل سے نکالا اور سامنے رکھکے کہا کہ خوبصورت سب آئینہ سے مشتعل ہوتے ہین اب مقولات مولانا رح کے ہین فرماتے ہین کہ تیری جو یہ ہستی ہی اسکا آئینہ نیستی ہی اس ہستی کو

فناکر تو اصل ہستی کی پیہی آئینہ بنے اور صورت اُسکی اُس آئینہ مین نظر آئے پس اگر تجکو خدا نے عقل دی ہو اور احمق نہین ہو تو نیستی اختیار کر رع در نیستی کوفت تا ہست شد ۔ اور وجہ اسکی یہ کہ جس جگہ نیستی وکمی پیدا ہوتی ہو وہی نیستی ونقص آئینہ خوبی جملہ ہست کے ہو جاتے ہین اسواسطے کہ نیستی ایک پالودگی ہو جس سے تمامی آلایش سے صاف ہو جاتا ہو اور جو یہ ہستی تیری ہو یہ بالکل آلودگی جس مین نوالت پت ہو رہا ہو خیال تو کر جب کپڑا خوب چست اور ٹھیک سیا ہوا ہوتا ہو تو درزی کو اُس مین ہوشیاری جتانے کی کب حاجت ہوتی ہو جب بڑھئی لکڑی تراشیدہ یعنے تنہ درخت سے جدا پاتا ہو تو اُس مین وہ اپنی کاریگری کرکے اصل وفرع کسی شئی کی بنا کے دکھاتا ہو جس خواجہ کا کوئی عضو ٹوٹ جاتا ہو تو وہ وہین جاتا ہو جہان اور شکستہ پا ہوتے ہین یہ کب ہوسکتا ہو کہ کوئی شخص رنجور ونزار نہوا ور اُسپر جمال فن طب کا ظاہر کیا جاے اے دانا اگر تا بنون مین ناچیزی وبے توقیری نہو تو کیمیا اُن کو کیون دکھائی جاے یہ نقص جو تیرے آئینہ مین ہین کہ تو اُن کو وصف کمال کا سمجھتا ہو خوب جان لے کہ اس سمجھنے مین تیری حقارت آئینہ عزو جلال کی ہو کہ ناقص کو کامل اور کامل کو ناقص جان رہا ہو اخلاف شرح مین ہستہا کو ہستیہا لکھا ہو قولہ ز انکہ ضد را ضد کند پیدا یقین ۔ ز انکہ با سرکہ پدید ست انگبین ۔ ہر کہ نقص خویش را دید و شناخت ۔ اندر استکمال خود دو اسپہ تاخت ۔ ز ان کہ پر دو بسپرے ذو الجلال ۔ کو گمانے می برد خود را کمال ۔ علت بدتر ز پندار کمال ۔ نیست اندر جانت اے مغرور و خال ۔ از دل و از دیدہ ات بس خون رود ۔ تا ز تو این مجمے بیرون رود ۔ علت ابلیس انا خیر بدست ۔ وین مرض در نفس ہر مخلوق ہست ۔ گرچہ خود را بس شکستہ بیند او ۔ آب صافی دان مگر گین زیر جو ۔ چون بشورا بی ورا دو امتحان ۔ آب سرگین رنگ گردد در زمان ۔ در تک جو ہست سرگین اے فتا ۔ گرچہ جو صافی نماید مر ترا ۔ ہست پیرا ہ دان پر فطن ۔ با غہاے نفس گل را جوے کن ۔ جوے خود را کے تواند پاک کرد ۔ نافع از علم خدا شد علم مرد ۔ ہا کے تراشد تیغ دستہ خویش را ۔ رو بجر احی سپار این ریش را ۔ آب جو سرگین نخاند پاک کرد ۔ جہل نفسش را نزاید علم گرد ۔ بر سر ہر ریش جمع آمد مگس ۔ تا نہ بیند فتح ریش خویش کس ۔ وان مگس اندیشہا و آمال تو ۔ ریش تو آن ظلمت احوال تو ۔ در نہد مرہم بران ریشش تو پیر ۔ آنزمان ساکن شود در وہ نفیر ۔ تا نہ پندارد کہ صحت یافتہ است ۔ پر تو مرہم در آنجا خافتہ است ۔ ہین زمرہم سر مکش اے پشت ریش ۔ وان ز پر تو دان مدان از اصل خویش ۔ این سخن پایان ندارد اے جوان ۔ بشنو اکنون قصہ دشمن آن ۔ اسلمنے دو اسپہ اسپہ ڈاک مرد عجلت سے نعال گم او ۔ منجمے مغروری فتح بقاف دیاے ریم ہندی پیپ بتا ئید سابق فرمایا کہ نقص سے کمال اور کمال سے نقص جانا جاتا ہو اسواطیکہ باہم ضد ہین اور ضد کا یقین ضد ہی پیدا کرتی ہو جیسے مقابل سرکہ کے شہد ظاہر ہو جسنے اپنے نقص کو دیکھا اور پہچانا وہ اُسکے استکمال مین دو اسپہ دوڑا یعنے نہایت شتابی کی او جس نے آپ کو کمال گمان کیا وہ خداوند الجلال کی طرف نہین اُڑ سکتا جملہ علتون سے

ایسی علت بدتر کوئی نہین ہی جیسی کہ علت پندار کمال کی ہی مغرور گمراہ تیری جان مین ہی یہ علت سو بڑی مشکل سے جائے گی اور بڑی مصیبت سے یہ مغروری تیری مٹے گی کہ دل و دیدہ سے بڑے خون بہانا پڑینگے شیطان کی علت انا خیر تھا جیسا قرآن شریف مین ہی قال انا خیر منہ کہا ابلیس نے مین آدم سے بہتر ہون بس رہا مرہ گیا یہی مرض ہر مخلوق مین بکثرت ہی سب اس مرض مین مبتلا مین بہت ایسے ہین کہ وہ آپ کو نہایت شکستہ اور فاکسار دیکھتے ہین لیکن حال یہ ہی کہ جیسے اوپر صاف پانی نہر کا اور نیچے اُسکے گوبر اگر امتحان کی راہ سے اُس پانی کو کھلکھلاؤ تو وہ پانی سیوقت گوبر کا ہمرنگ ہوجائیگا بس اسی طرح تیری نہر کی تک مین گوبر ہی اگرچہ تجکو نہر صاف معلوم ہو مگر پیر راہدان پر فطن جو کل باغون نفس کا نہرکن ہی وہی اسکو صاف کرے ورنہ نہر آپ کو کب پاک کرسکتی ہی خدا کے علم سے آدمی نے نفع پایا ہی جیسے ابتداً آدم علیہ السلام نے بس اسی کے علم سے امید صفائی کی رکھ تیغ اپنے دستہ کو آپ کیسے تراش سکتی ہی جا یہ زخم کسی جراح کے سپرد کر جو سرگین کو پاک نہین کرسکتا و جہل نفس کی گرد کو علم جاز نہین سکتا اور وہ ریش جسکو ہم کہتے ہین جراح کے سپرد کر اسپر گھبیان بہت گہری ہین جن کے سبب سے کوئی پیپ اس ریش کی دیکھ نہین پاتا جناب جانا گھبیان کیا ہین تیرے اندیشے اور تیری امیدین اور زخم کیا ہی ظلمت تیرے احوال کی اور اگر اُس زخم پر تیرے کوئی پیر مرہم رکھے اور اسوقت درد فقیر سے تجکو تسکین بھی ہوجاے تو ہرگز یہ گمان مت کر کہ صحت ہوگئی ہی نہین یہ اُسی مرہم کا پرتو اُسپر چمکا ہی جو تسکین ہوئی ہی خبردار تیری پشت ریش ہی مرہم سے کنارہ کش مت ہو اور اُسکو جو تسکین ہوئی ہی اُسی مرہم کے پرتو سے جان نہ اپنی اصل سے آیندہ گریز ہی دوسرے قصہ کی طرف کہ ہی جوان اس بیان کی تو پایان نہین اُسکے ضمن مین اب دوسرا قصہ فسن الخلاف شرح بحر العلوم مین راہدان کو زاہدان فتح کو فتح سرمش کو سرمہ کش لکھا ہی

مرتد ہونا کاتب وحی کا اس سبب سے کہ پرتو وحی کا اُسپر پڑا اور اس آیت کو قبل آنحضرت سے پڑھا اور کہا کہ مین محل وحی ہون

قولہ پیش ازعثمان کہ نساخ بود ٭ کو بہ نسخ وحی جدے مینمود ٭ چون نبی ازوحی فرمودی سبق ٭ او ہمان را وانوشتی بردرق ٭ پرتو آن وحی بروے تافتی ٭ او درون خویش حکمت یافتی ٭ عین آن حکمت بفرمودی رسول ٭ زین قدر گمراہ شد آن بوالفضول ٭ کاچہ می گوید رسول مستنیر ٭ مرمرا ہست آن حقیقت در ضمیر ٭ پرتو اندیشہ اش زد بر رسول ٭ قہر حق آورد بر حالش نزول ٭ پرتو آن ناگہش بردل بتافت ٭ در درون خویشتن حرفے نیافت ٭ ہم زنساخی برآمد ہم زدین ٭ شد عدوے مصطفے از روے کین ٭ مصطفے فرمود کاکبر وغنود ٭ چون سیہ شتی اگر فوراز تو بود ٭ گر تو بمنوع آمی بودہ ٭ این چنین آب سیہ بکشودہ ٭ اندرون می سوختش ہم زین سبب ٭ توبہ کردن مے نیارست او عجب ٭ تا کہ ناموسش بہ پیش این و آن ٭ نشکند بربست از توبہ دہان ٭

آه میکرد و نبودش آه سود ۱۰ چون در آمد تیغ سر را در ربود ۱۰ کرد حق ناموس را صد من حدید ۱۰ ای بسا بسته به بند ناپدید ۱۰ کبر و کفر
آنسان به بند و راه را ۱۰ کو نیارد کرد ظاهر آه را ۱۰ یعنی نسائخ بمشدد سین زائل کرنے والا اور بدل کو بہتر سے بدل دینے
والا اور کتاب لکھنے والا جد بکسر و تشدید دال کوشش مستنیر نوریا بندہ بنبوع با لفتح چشمہ آب سیہ آب عمیق وسیاہی دوات
حدید بفتح تیز و آہن یعنے حضرت عثمان جامع القرآن سے قبل ایک کاتب تھا کہ وہ وحی کے لکھنے مین بڑی کوشش
رکھتا تھا اور اس کا نام کو بعض نے مسیلہ کذاب بتایا ہی اور بعض نے عبداللہ ابن سعد بن ابی سرح کو کہا ہی اور اسی قول
کو صحیح لکھا ہی مگر مولانا رح نے ابھی کسی کا نام نہین لیا ہی اور یہ جو کہا ہی زمان عثمان سے قبل بدین مناسبت کہ پہلے
قرآن شریف ہر شخص کے پاس جزو جزو تھا اسکے وقت مین جمع ہو کے مجموع ہوا غرض جب حضرت وحی کا سبق فرماتے وہ اسکو
ورق پر لکھ لیتا تھا جو کہ پر تو اس وحی کا اسکے درون پر پڑتا تھا اور وہ اپنے درون مین اس پر تو سے حکمت پاتا تھا
اور عین وذات اسی حکمت کو آنحضرت فرماتے تھے بس اتنی بات سے وہ کاتب بوالفضول گمراہ ہو گیا اور کہا
جو کچھ نور وحی سے رسول مستنیر نور پاتے اور بہرہ یاب ہوتے ہین اس کی حقیقت و اصلیت میرے دل مین ہوتی ہی
متن بعد ایک پرتو اس اندیشہ کا اس کے رسول مقبول کے دل پر پڑا کہ اس کاتب کو یہ اندیشہ اور خیال ہی مقارنہ خدا
کا اس کے حال پر نازل ہوا کہ ناگاہ ایک پرتو قہر کا اس کے دل پر ایسا پڑا کہ پھر اپنے دل مین اس نے ایک
حرف بھی نہ پایا سب سہو محو ہو گیا بس نساخی سے بھی گیا اور دین سے بھی اور بمقتضاے عداوت حضرت مصطفے صلی
اللہ علیہ وسلم کے دشمنون سے ٹھہرا چنانچہ آنحضرت نے فرمایا کہ ہی کبر اور غنود اب تو کیسے سیاہ ہو گیا اور وہ نور
در اصل اگر تیرا تھا تو کدھر گیا اگر تو چشمہ نور الٰہی کا تھا تو یہ آب تو نے کیسا بہایا ہی جو مراد کفر اور ارتداد سے ہی
اور اس سبب سے اس کا بھی اندرون جلتا تھا اور ای مخاطب تجب یہ کہ تو بہ نہین کر سکتا تھا عوام کے سامنے
اسکی عزت و حرمت نہ بگڑنے پائے بس توبہ سے منھ بند ہو گیا تھا آہین کرتا تھا اور ان سے کچھ فائدہ نہ تھا اور کیسے
ہوتا وہ تو سخ قہر الٰہی کی تھی و فعتہً آئی اور سر اتار کے لے گئی خدا تعالے نے نا موس یعنے عصمت و عفت
کو اسپر سیکڑون من بوجھ لوہے کا کر دیا کہ ہل نسکا الحق بہت لوگ بستہ بند ناپدید کے ہوتے ہین یعنے
غیب کی قید کے مقید اور وہ بند بسبب کبر و کفر کے ہوتی ہی اور یہ دونون ایسی اس کی راہ بند کرتے ہین
کہ وہ آہ کو اپنی اس خرابی پر ظاہر نہین کر سکتا آہ عبارت توبہ و ندامت سے ہی الخلاف شرح مین
بجاے بروے بروتا نفتے اور نساخی کو گستاخی کبر و غنود بدون عطف حدید کو جدید نہ بند کی جگہ نیست
کہ یہ نبست ہی لکھا ہی قولہ گفت اغلالاً فہم بمقہون نہ نیست آن اغلال مارا از برون نہ خلقہم سداً فاغشینا
ہمو نہ مے نہ بند بندہ را بیش و پس او نہ ز رنگ صحرا دارد آن سد یکہ خاست نہ او منی داند کہ آن سد
قضاست نہ شاہد تو سد روے شاہدست نہ مرشد تو سد گفت مرشدست نہ ای بسا کفار را سودای دین نہ

بند شان ناموس و کبر آن و این ؛ بند پنهان نیک از آهن ببر ؛ بند آهن را تواند کردن جدا
بند غیبی را نه داند کس دوا ؛ مرد راز نبور اگر نیشے زند ؛ طبع او آن لحظه بر دفعے تند ؛ زخم نیش اما چو از هستی
تست ؛ غم قوی گردد و در دست ؛ شرح این از سینه بیرون می جهد ؛ لیک می ترسم که نومیدی دهد ؛
نے مشو نومید و خود را شاد کن ؛ پیش آن فریادرس فریاد کن ؛ کای محب عفو از ما عفو کن ؛ ای طبیب رنج
ناسور کهن ؛ عکس حکمت آن شقی را یاد کرد ؛ خود مبین تا بر مبار داز تو گرد ؛ ای برادر بر تو حکمت جاریست ؛
آن ز ابدانست بر تو عاریست ؛ گرچه در خود خانه نورے یافتست ؛ آن ز سمع پادشاهان نافتست ؛ شکر
کن نه مشو بینی مزن ؛ گوش دار و پنج خود بینی بکن ؛ صد هزاران آه کین عاریتی ؛ امتان را دور کرد از همتی ؛
من غلام آنکه او در هر رباط ؛ خویش را دانست نه بیند بر سماط ؛ پس رباطے که بیاید ترک کرد ؛ تا بمسکن در رسد
یک روز مرد ؛ گرچه آهن سرخ شد او سرخ نیست ؛ پر تو عارےتے آتش زنیست ؛ المعنی چنین زدن انکار کردنا

ربا ط لنگر خانه تمام طاد سترخوان پہلے دونوں شعر مقتبس ہین آیۂ کریمہ سے جو یہ ہی انا جعلنا فے اعناقهم
اغلالا فهی الی الاذقان فهم مقمحون و جعلنا من بین ایدیهم سدا و من خلفهم سدا فاغشیناهم فهم لا یبصرون بیشک کیے ہمنے
گردن مین کافرون کے طوق سو وہ اُنکی ٹھوڑی تک ہین کہ سر اُنکا اوپر ہی کو رہتا ہی جھکتا نہین اور بنائی ہم نے
سامنے اُنکے ایک دیوار اور پیچھے اُنکے ایک دیوار جو پردہ کیے ہی اُن کے واسطے کہ اپنا پیش و پس اُنکو نہین
سوجھتا یعنے ہماری آیتون کے منکر ہین اور راہ ایمان کی اُنکو نہین سوجھتی اور یہ غلال خارج سے نہین اور یہ
دیوار جو اُسکے آگے پیچھے پیدا ہوئی ہی مثل صحرا کے ہی کہ جسمین میدان ہوتا ہی کوئی آڑ نہین ہوتی اور وہ مطلق
نہین جانتا کہ یہ دیوار حکم خدا کی ہی اور غیبی نہ خارجی تیرا معشوق جو کبر و ناموس ہی یہی صد صورت معشوق حقیقی کا ہی اور
مانع اُسکی دید کا اور مرشد تیرا جو نفس و شیطان ہی یہی صد قول اصلی مرشد کا ہی کہ اُسکو سننے سمجھنے نہین دیتا
اے مخاطب اکثر ایسا ہوا کہ کفار کو سود اے دین پیدا ہوا مگر یہی ناموس و کبر اور شرم لوگون کی اُن کی بند ملنع
ہوگئی اور دین سے اُنکو باز رکھا یہ چھپی قید ہی لیکن قید ظاہر آہن سے بتر ہی اس لیے کہ قید آہن کو تو کلہاڑی
پارہ پارہ کر سکتی ہی بخلاف اسکے کہ یہ قید غیبی ہی اسکو کوئی جدا نہین کر سکتا نہ اسکی کچھ دوا پھر لبطور مثال
فرماتے ہین کہ اگر کسی آدمی کو زنبور کاٹے تو طبیعت اُسکی جو منتظم جسم کی ہی فوراً اُسکی دفع پر مستعد ہوئے
اور دفع کرے لیکن یہ ڈنک جو تو نے اپنی ہستی کا کھایا ہی یہ دفع ہونے کا نہین ہی یہ تو ایسا ہی کہ جتنا تو غم کھاتا
جاے اُتنا ہی غم قوی ہوتا جاے اور در دست نہوئے اب فرماتے ہین کہ شرح اس نیش ہستی کی
میرے سینے سے باہر اُچھل رہی ہی لیکن اس بات سے ڈرتا ہون کہ بیان کرون اور تو نومیدی اُسکا نتیجہ
ہو فرماتے ہین تو نومید مت ہو اور خوش رہ اور سامنے اُس فریادرس کے فریاد کر کہ اے محب عفو کے جو کچھ ہماری

خطا ہوا سکو ہم سے عفو کرا ور اے طبیب رنج ناسور کہن کے تیری حکمت کے عکس یعنے پر تو نے اُس بدبخت کو کہ مراد
اُسی نساخ سے ہی بیہودہ اور گمراہ کیا بس ہر شخص کو چاہیے کہ خود بین نہ بنے تا قہراً سکا اُسکو برباد نکرے اے برادر
خوب جان لے کہ حکمت اُسکی تجھپر جاری ہی اور وہ ابدان سے ہی کہ تیرے پاس عاریت ہی اگرچہ کسی نے خود ہی اپنے
گھر مین نور پالیا ہی وہ بھی اُسی پادشاہ کی شمع سے چمکا ہی یعنے اُسی کا عطیہ پادشاہان مین الف نون زائد ہی تو اِس کا
شکر کر مغرور مت ہو انکار نکر میری بات دل لگاکے سُن اور خود بینی کی جڑ نکال کے پھینک دے لاکھون آہین کرتا
ہون مین اِس بات پر کہ اس عاریتی نے جسکو اوپر بدن کہا ہی بیسیون امتون کو امت پن سے دور کر دیا ہی مین تو
غلام اُسکا ہون جو بے طمع اور بے پروا ہی اور کسی لنگر خانے کے دسترخوان پر آپ کو پہونچا ہوا نہین پاتا بس یہ
دنیا کہ ایک رباط و مسافر خانہ ہی اسکو ترک کرنا چاہیے تو کسی دن مردانے مسکن اور منزل مقصود پر پہونچے
آہن اگرچہ آگ سے سُرخ ہو جائے وہ سرخی اُسکی نہین ہی وہ پر تو عاریتی کسی آتش زن کا ہی اے جفتساق کا
الخلاف شرح مین بجاے اغلال مارا ازر کے انامال لکھا ہی اور خاست کو خواست یعنی بزن کو بنی بکن
قولہ گر شود پر نور روزن یا سرا ؛ تو مدان روشن مگر خورشید را ؛ ور در و دیوار گوید روشنم ؛ پر تو ے
غیر ے ندارد این منم ؛ پس بگوید آفتاب ای نارشید ؛ چونکہ من غائب شوم آید پدید ؛ سبزہا گویند ما سبز
از خودیم ؛ شاد و خندانیم و بس زیبا خدیم ؛ فصل تابستان بگوید کاے امم ؛ خویش را بینید چون من بگذرم ؛
تن همی نازد بخوبی و جمال ؛ روح پنہان کردہ فر پر و بال ؛ گویدش ای مزبلہ تو کیستی ؛ یک دو روز از پر تو من زیستی ؛
غنج و نازت می گنجد در جہان ؛ باش تا کہ من شوم از تو جہان ؛ گرم و ارانت تراگوری کنند ؛ کہ کشانت در تک گور افگنند ؛
تا کہ چون در گور یارانت کنند ؛ طعمۂ موران و مارانت کنند ؛ گیرد از گندم تو بینی آن کسے ؛ کہ بہ پیش تو همی مردے
بسے ؛ پر تو روح ست نطق و چشم و گوش ؛ پر تو آتش بود در آب جوش ؛ آن چنان کہ پر تو جان بر تنست ؛ پر تو
ابدال بر جان من ست ؛ جان جان چون بر کشد یار از جان ؛ جان چنان گردد کہ بے جان تن بدان ؛ سر از ان
روی نہم من بر زمین ؛ تا گواہ من بود در یوم دین ؛ یوم دین کہ زلزلت زلزالہا ؛ این زمین باشد گواہ حالہا ؛
گو تحدث جہرۃ اخبارہا ؛ در سخن آید زمین اوحی لہا ؛ فلسفی گوید ز معقولات دون ؛ عقل از دہلیز می ماند برون ؛
فلسفی منکر شود در فکر و ظن ؛ گو برو سر را بران دیوار زن ؛ فلسفے کو منکر خانہ ایست ؛ از حواس انبیا بیگانہ
ایست ؛ نطق آب و نطق خاک و نطق گل ؛ ہست مخصوص حواس اہل دل ؛ الملعے خد بالفتح رخسار
مزبلہ بالفتح وباے موحدہ و لام مفتوح جگہ نجاست اور گوبر ڈالنے کی جہان بکسر جہندہ گندبوے بد
بتائید صمد رفرماتے ہین کہ اگر روزن یا گھر پر نور ہو جاے تو تو اُسکو پر نور مت جان مگر خورشید روشن کو جس
سے وہ پر نور ہوا ہی اور جو در و دیوار کہین کہ ہم روشن ہین کسی غیر کا پرتو ہم پر نہین ہی ہم آپ ہی

آپ ہین تو خورشید کہتا ہی کہ اے گراہ جب مین چھپ جاؤنگا تب تجکو ظاہر ہو جائیگا کون روشن تھا اور کس کی روشنی تم مین تھی ایسے ہی سبزے اگر کہین کہ ہم آپ ہی سبز ہین اور شاد و خندان وزیبا رخسار تو فصل گرمی کی جو مہار ہی کہتی ہی کہ اے گروہ جب مین نہون تب آپ کو دیکھیو کہ کس سے سبزاور زیباخد ہو رہے ہے تن انسان کا اپنے جمال وخوبی پر کیسا اتراتا وفخر کرتا ہی اور پوشیدہ روح نے اسکو زیبائی اور پر و بال دیے ہین جو ایسی اڑتا ہی تو روح کہتی ہی کہ اے نجس محل نجاست تو کون ہی یہ چند روز میرے ہی پر تو سے تو نے زندگانی کی ہی اور نغز و ناز جہان مین دکھائے ہین ایسے جو جہان مین نہین سماتے رہ کہ مین تجھ سے الگ ہو جاؤن پھر تو اپنا حال دیکھیو کیا ہوتا ہی جو تیرے دوست گرامگرم ہین وہی تیرے واسطے گور رکھو دین گے تاکہ تجکو کھینچ کے گور کے گڑھے مین ڈال دین اس لیے کہ جب تیرے یار تجکو گور مین ڈال دین تو تو خوراک مور و مار کی بنے اور یہ حال تیرا ہو کہ جواب تیرے سامنے مارے محبت کے مرے جاتے ہین میں تیری بدبو سے اپنی ناک بند کرین اور سخت متنفر ہون انسان مین جو نطق اور چشم و گوش ہی جنسے گویا و بینا و شنوا ہو رہا ہی یہ سب روح کے پرتو سے ہی جیسے آگ کے پرتو سے پانی مین جوش ہوتا ہی اب فرماتے ہین جیسے پرتو جان کا تن پر ہی ایسے ہی پرتو ابدال کا میری جان پر ہی کہ نطق و سمع و بصر اسکی اس سے ہی معاذاللہ اگر وہ جان کی جان اپنا قدم جان سے ہٹائے تو جان ایسی بیکار رہجائے جیسے تن بیجان بیکار ہو جاتا ہی سر اپنا زمین پر اس سبب سے رکھے رہتا ہون کہ زمین یوم دین مین میری گواہ بنے اور یوم دین وہ ہی کہ زمین جس دن ہلائی جائے گی زمین ہلایا جانا کما قال اللہ تعالے اذا زلزلت الارض زلزالہا اور ظاہر باتین کرے گی اپنی خبر دن سے جو اسکو معلوم ہون گی اعمال مردم سے بحکم و وحی خدا تعالے کے جیسا کہ قرآن مجید مین ہی یومئذ تحدث اخبارہا بان ربک اوحی لہا آج بیان کرے گی زمین جن سے وہ خبردار ہی اس سبب سے کہ ایسا ہی حکم اللہ تعالے کا اسکو ہی آیندہ اعتراض ہین فلاسفہ پر جنکو زمین کی تحدیث مین استعجاب ہی لہذا فرمایا کہ فلسفی کے معقولات ہیچ پوچ کیا چیز ہین جنکی عقل بارگاہ الٰہی مین دروازے کی دہلیز پر پانون نہین رکھ سکتی باہر ہی کھڑی رہتی ہی فلسفی اگر اپنی فکر دگان مین منکر اس بات کے ہون تو اُن سے کہدے جاؤ اپنا سر اس دیوار پہ مارو فلسفی تو منکر گریہ حنانہ کا بھی ہی جس کو اس وقت کے سب لوگون نے سنا اور رونا اسکا ثابت ہی وجہ یہ ہی کہ حواس انبیا سے بیگانہ اور غیر ہین اپنے سے حواس اُنکے بھی جانتے ہین کسواسطے کہ نطق آب و خاک و گل کی سنتا یہ اہل دل کے حواس سے مخصوص ہی نہ اہل عقل کے الخلاف شرح مین اپنے رسم خط کے خلاف گوری کو گورے اور کوکشانت کے بجاے کش اوحی لہا کی جگہ خار ہا قولہ گوید او کہ پرتو سود اے خلق ✤ پس خیالات آورد در رائے خلق ✤ بلکہ عکس آن فساد و کفر او ✤ این خیال منکرے را زد بر و ✤ فلسفی مرد یرا منکر بود ✤ ور ہا ندم سنخرۂ دیوے شود ✤ گر ندیدی دیورا خود را ببین ✤ بے جنون نبود

کبودی بر جبین ؛ هر کرا در دل شک و پیچانیست ؛ فلسفی و منکر نهانیست ؛ منبع اعتقاد و گاه گاه ؛ آن رگ فلسف
کند رویش سیاه ؛ الحذر ای مومنان گور و رستاست ؛ در ثنا بس عالم بی منتهاست ؛ جمله هفتاد و دو ملت در توست ؛
ده که روزی آن بر آرد از تو دست ؛ هر که او را برگ این ایمان بود ؛ هیچ برگ از بیم او لرزان بود ؛ بر بلیس دیو
زان خندیده ؛ که تو خود را نیک مردم دیده ؛ چون کند جان باز گونه پوستین ؛ چند داویلا برآید زاهل دین ؛ بر
دکان هر زرگ خندان شده است ؛ زانکه سنگ امتحان پنهان شده است ؛ پرده ای ستار ما واگیر ؛ باش اندر امتحان
ما رابجیر ؛ قلب پهلو میزند بازر بشب ؛ انتظار روز می دارد ذهب ؛ باز بان حال زر گوید که باش ؛ ای مزور
تا برآید روز فاش ؛ صد هزاران سال ابلیس لعین ؛ بود زابدال و امیر مومنین ؛ هیچ زد با آدم از ناز یکه و اشت ؛
گشت رسوا هیچو سرگین وقت چاشت ؛ پنجه با مردان مزن ای بو الهوس ؛ بر تر از سلطان چه میرانی فرس ؛
المعنی الحذر هیچو فلسفی پن بفتح فلسفی پن بجیم بضم و سنگیر دنباه و هندو فلسفی کہتا ہی کہ سود او خبط مخلوق کا ایسے خیالات
جیسے خانہ کا گریہ وغیرہ پیدا کر دیتا ہی ؛ اور انکی راے مین فتور ڈالتا ہی اور یہ نہین بلکہ یہ کہ خود اُسکے فساد و کفر
نے اپنا عکس اُسپر ڈال ڈال کے اس خیال منکری مین اُسکو ڈالا ہی فلسفی منکر شیطان بلکہ اقسام جن کا ہی اور
شیطان جسوقت وہ انکار کرتا ہی اُسی وقت اُسکو مسخرہ بناتا ہی کہ دیکھو مین موجود ہون اور خود اسپر سوار اور یہ منکر ہوتا ہی
اے فلسفی اگر تو نے جو شیطان کو نہین دیکھا ہی تو اپنے آپ کو دیکھ کہین بھی سیاہی پیشانی کی بے جنون کے ہوتی ہی جو علامت
سودا کی ہی اور سودا مایۂ جنون اور جنون والے آپ کو کہین مرغ سمجھنے لگتے ہین کہین گا وُ چنانچہ نقلین اُنکی
کتب طبیہ مین مسطور ہین ایسے ہی تو نے بھی شیطان سے آپ کو انسان سمجھ لیا ہی اور جو شخص ایسا ہی کہ اُس کے
دل مین ان باتون سے شک اور اینٹھن ہی وہ چھپا ہوا فلسفی اور منکر نہانی ہی کبھی کبھی جو اعتقاد اپنا اظہار کرتا ہی
تو کیا اعتبار فلسفی پن کی جو رگ اُسمین ہی وہ تو مُنھ اُسکا کالا کر رہی ہی بجز ایمان والون کے ان لوگون سے کہ یہ لوگ تھین مین
ہین انکی بات مت سنو تمھارے بیچ مین بھی تو بے انتہا عالم ہین اُن کی بات پر کان لگاؤ جملہ ہفتاد و دو ملت تجھ مین ہین
اس اعتبار سے کہ یہ بہتر فرقے اہل اسلام کے ہین اور تو بھی اہل اسلام مگر افسوس کی بات ہی کہ یہ
فلسفی پن تجھ سے ظاہر ہو جس کو کہ خدا تعالے نے برگ اس ایمان کا دیا ہی یعنے ایمان ارکیا ہی وہ پتے کیطرح
اُس کے خوف سے کانپتا رہتا ہی کہ ایسا نہو میرا ایمان سلب ہو جائے تو جو ابلیس و شیطان پر ہنستا ہی یہ وجہ ہی
کہ آپ کو نیکر دیکھتا ہی اور جب جان تیری اس پوستین کو جو اُلٹا پہنے ہوے ہی لوٹے تو پھر دیکھ اہل دین تیرا
حال دیکھ دیکھ کے کیسی داویلا کرتے ہین ہر دکان زر پر زرنما یعنے صراف زر فروش خرم و خندان ہی اور
ہیچو زر تازہ روے اس سبب سے کہ سنگ امتحان چھپا ہوا ہی اور ہر زر کا عیب در پردہ اسی خیال سے
فرماتے ہین کہ ای ستار تو پردہ ہمارا جس سے ہمارے عیب ڈھکے چھپے ہین مت اُٹھا اور وقت امتحان کے

ہمارا دستگیر و پناہ بن زرقلب رات کو زرجید کی برابری کرتا ہی دونون یکسان معلوم ہوتے ہین اور ذہب انتظار دن کا کرتا ہی کہ دن ہو تو میری اسکی کیفیت کھلے اور زبان حال سے کہتا ہی کہ اے مکار مزور ذرا ٹھہرا رہ دن نکل آنے دے تو تیرا حال فاش ہوجائے لاکھون برس ابلیس لعین ابدال رہا اور امیر مومنین کہ مومنین مراد فرشتون سے ہی انکا یہ معلم تھا آخر آدم کے ساتھ پنجہ کیا اور اُس نازپرور کھتا تھا اترایا لاجرم گوبر کی طرح دوپہر کے قریب کیسا رسوا و فضیحت ہوا گوبر اور چاشت سے یہ مناسبت کہ اُسوقت بسبب حرارت آفتاب کے گوبر مین سے نہایت بدبو پھوٹتی ہی جیسے ابلیس سے پھوٹی تُبس اے بوالہوس پنجہ مردون سے مت کر بادشاہ سے اپنے گھوڑے کو آگے کیون بڑھاتا ہی گستاخی و بے ادبی سے ڈرتا نہین الخلاف شرح مین شک و ہیچانی کو شک ہیچانیست

باز رتشب کو باز مرتشب لکھا ہی

دعا کرنا بلعم باعور کا کہ موسے علیہ السلام اور اُن کی قوم کو جو اس شہر کو محاصرہ کیے ہین بیمراد لوٹا اور قبول ہونا دعا کا

قولہ بلعم باعور راخلقے جہان ٭ سغبہ شد مانند عیسے زمان ٭ سجدہ ناورد نکس رادون او ٭ صحت رنجور شد انسون او ٭ پنجہ زد با موسے از کبر و کمال ٭ آنچنان شد کہ شنیدستی تو حال ٭ صد ہزار ابلیس و بلعم در جہان ٭ ہمچنین بو دست پیدا و نہان ٭ این دورا مشہور گردانید اگہ ٭ تا کہ باشد این دو بر باقی گواہ ٭ رہزنان را در بیابان چون کشند ٭ یک دو تن را سوے دہ زایشان کشند ٭ تا بہ بینند اہل دہ گیرند پند ٭ رویت ایشان بود شان ہمچو بند ٭ این دو دزد آویخت بر دار بلند ٭ ورنہ اندر شہر بس دزدان بدند ٭ این دو را بر چم سوے شہر برد ٭ کشتگان قہر را نتوان شمرد ٭ ناز نینے تو ولی در حد خویش ٭ الحذر الحذر با منہ از حد تو بیش ٭ گر زنے بر نازنین تر از خودت ٭ ور تک ہفتم زمین زیر از دت ٭ قصۂ عاد و ثمود از بہر چیست ٭ تا بدانی انبیا را ناز کیست ٭ این نشان خسف و قذف و صاعقہ ٭ شد بیان عز نفس ناطقہ ٭ جملہ حیوان را پے انسان بکش ٭ جملہ انسان را بکش از بہر مش ٭

اسلمعنے بلعم ابن باعور ایک شخص تھا مستجاب الدعوات کہ جانون سے خدا تعالے نے اسکو اسم اعظم عطا کیا تھا اُسکی برکت سے اسکی دعا قبول ہوتی تھی جب حضرت موسے نے جبارین پر جہاد کیا اُن کے کہنے سے اس نے دعا کی خلاف مرضی حضرت رب العزت کے بس راندہ گیا چنانچہ اُسکی شان مین نازل ہی فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث پس مثل بلعم باعور کی مثل کتے کے ہی کہ اگر تو اسپر حملہ کرے جب بھون سے اور نہ حملہ کرے جب بھون سے غرض وہ کتا ہوگیا سغبہ بالفتح فریفتہ اور کوئی چیز خشف بالفتح زمین مین دھنسنا قذف بالفتح پتھر ڈالنا صاعقہ کڑک بادل کی جس کو رعد کہتے ہین بلعم بن باعور کی تمام مخلوق جہان کی فریفتہ تھی جیسے زمان حضرت عیسے مین عیسے کی جن کا معجزہ احیاء موتی اور ابراء مرضی تھا

سوا اُسکے کسی کو سجدہ نہین کرتے تھے جو مراد کمال اطاعت سے ہی اسلیے کہ اُسکے دم سے مریض صحت پاتے ہین اسی اسم اعظم کی برکت سے اُس بلعم باعور نے حضرت موسے سے پنجہ کیا آخر وہ حال ہوا جیسا تو نے سُنا ہی اب کہتے ہین کہ لاکھون بلعم اور ابلیس جہان مین ہوے ہین کوئی ظاہر ہوگئے کوئی چھپے رہے ابلیس و بلعم سے یہ مناسبت ہی کہ انجام مین حضرت موسی کی دعا سے یہ ابلیس کا تابع ہوکے کافر ہوگیا منجملہ اُن لاکھون کے ان دو کو اللہ تعالے نے مشہور کردیا تھا یہ دونون باقی پرگروہ ہون جیسے رہزنون کو جنگل مین مارڈالتے ہین دو ایک کو بستی مین بھی بھیجنے لاتے ہین اور مارتے ہین تو بستی والون کو بھی پند وعبرت ہو اور ان کا حال دیکھنا اُن کے لیے قید ہوجانے تا وہ ایسے فعل مین جنبش نہ کرسکین اللہ تعالے نے ان دونون چورون کو اونچی سولی پر لٹکایا ہی ورنہ شہر مین بہت چور تھے ان دونون کو نیزہ اُسکے قہر کا شہر مین لیگیا جیسے دشمن کا سر کاٹ کے برسر نیزہ شہر مین پھراتے ہین والّا جو اُس کے قہر کے کشتہ ہین وہ تو بے گنتی ہین اب فرماتے ہین اگر تو اُسکی بارگاہ عالی مین نازوالا ہی تو اپنی حد پر رہ اور حد سے خبردار پانون مت نکالے اور ایسے سے اگر بھڑا جو تجھ سے نازوالا زیادہ ہی جیسا کہ موسیٰ اور بلعم کا حال تھا کہ موسے رسول اولوالعزم اور بلعم صرف ایک شخص مستجاب الدعوات بطفیل اسم اعظم تو وہ تجکو زمین کا ہفتم طبقہ تجھکالے گا قارون و ثمود کا قصہ جہان مین کیون مشہور ہی اسی واسطے کہ تو جانے انبیا کو حق تعالیٰ کے سامنے بہت بڑا ناز ہی نازک مین کاف تصغیر تعظیم کا ہی تو وہ جو خسف ہوا کہ قارون زمین مین دھنس گیا اور قذف جس سے قوم لوط پر پتھر برسے اور صاعقہ جو قوم ثمود مین فرشتہ نے آواز سخت کی تھی یہ سب بیان انبیا ہی کے نفس ناطقہ کی عزت کا ہی جیسے کچھ رب العزت کے سامنے اُسکی عزت تھی انسان ایسا اشرف المخلوقات ہی کہ جملہ حیوان کو اُسکے واسطے مارنا روا ہوا اور ہوش کے واسطے جملہ انسان کا قتل روا ہی کہ جو انبیا سے ظہور مین آیا **الخلاف** بحر العلوم مین بجاے صحب صحبت از خودت کی جگہ برخودت قولہ ہش چہ باشد عقل کل اے ہوشمند ؛ عقل جزوے ہش بود اما نزند ؛ جملہ حیوانات وحشی زادمی ؛ باشد از حیوان انسی درکمی ؛ خون آنہا خلق را باشد سبیل ؛ زانکہ وحشی اند از عقل جلیل ؛ خون ایشان خلق را باشد روا ؛ زانکہ انسان رانیند ایشان سزا ؛ عزت وحشی بدان ساقط شدست ؛ کان مر انسان رامخالف آمدست ؛ پس چہ عزت باشد اے ناسرہ ؛ چون شدی تو حرمت مستنفرہ ؛ خرنشاید گشت از بہر صلاح ؛ چون بود وحشی بود خونش مباح ؛ گرچہ خر رادانش آخر نبود ؛ ہیچ معذورش نمی دارد ورود ؛ پس چو وحشی شد از آدم آدمی ؛ کے بود معذور ای یارسمی ؛ لاجرم کفار را خون شد مباح ؛ زانکہ ایشان دور بودند از صلاح ؛ جفت وفرزندان شان جملہ سبیل ؛ زانکہ بے عقلند و مطرود و ذلیل ؛ باز عقلے کو رمد از عقل عقل ؛ کرد از عقلے بحیوانات نقل ؛ المعنی تزند بفتح دکسر اول سرنگون دپست وخوار وسرگشتہ ناسرہ طعنہ آخر ہندی تھان اسپان وخران وبحیرہ سمی بفتح ہمنام فرماتے ہین ای ہوشمند تو نے جانا ہوش

کیا چیز ہی عقل کل ہی نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم اور عقل جزوی جو مشہور ہی یہ بھی ہوش ہی لیکن نرنہ و سرگشتہ جتنے حیوانات ہین خواہ وحشی خواہ آدمی سب حیوان انسی سے کمتر و کم ہین سوائے انسان کے سب کا خون مباح ہی اسواسطے کہ یہ عقل جلیل سے وحشی ہین وحشیون کا خون کرنا مخلوق کو روا ہی اس سبب سے کہ یہ لائق و مقابل انسان کے نہین ہین وحشیون کی عزت اسوجہ سے گرگئی ہی کہ یہ انسان کے مخالف ہین بس اہی کھونٹے ناقص تیری عزت کیا ہوکہ تو بھی حمر مستنفرہ سے بھڑے اقتباس ہی آیہ کریمہ سے کانہم حمر مستنفرۃ فرت من قسورہ گویا کہ وہ کافر گدھے ہین اپنی حماقت مین اور عدم فہم حق مین کہ بھاگتے ہین شیر سے بس گدھے کفار اور شیر انبیا جنسے گدھے بہت ڈرتے ہین خر خانگی کو بسبب صلاح کے کوئی نہین مارتا کہ اسکو میل و انس آدمی سے ہوجاتا ہی اکثر گھر کی اور آدمی کی للکار دغیرہ کو سمجھتا جانتا ہی اور جو وحشی ہوتا ہی اسکا خون مباح جانتے ہین اگرچہ سب جانتے ہین کہ گدھا اپنا نقصان نہین پہچانتا لیکن جسکے گھر جاتا ہی وہ مارکے بھگاتا ہی کوئی معذور نہین رکھتا ایسے ہی جب آدمی پن سے آدمی وحشی ہوا تو اسی بار ہمنام وہ کیسے معذور رہیگا لاجرم خون کفار کا کہ یہ بھی صلاح سے دور تھے اور محض وحشی تھے مباح ہوا اور انکی عورتین اور بچے بھی مباح ہوے اسلیے کہ سب بے عقل اور مردود و ذلیل ہین اور وہ عقل جو عقل کی عقل سے بھاگے یعنے عقل کامل سے مطلب یہ کہ وہ عقل و مطیع انبیا کا تو ہی مگر انبیا کی عقل مین اپنی فکر کو ملاتا ہی اسکو اتنا ہی کہنا چاہیے کہ اسنے انسانیت سے حیوانیت کو نقل کی ہی اسی شبہ یحیوان ہی نہ مباح الدم الخلاف بحر العلوم مین بجاے ناسرہ نادرہ آخر کو آجر آدم کو آندم لکھا ہی غلط ہی

اعتماد کرنا ہاروت ماروت کا اپنی عصمت کو ہرفن مین

قولہ ہمچو ہاروت چو ماروت شہیر ٭ از بتر خورد ند زہر آلودہ تیر ٭ اعتماد ے بو دشان بر قدس خویش ٭ چیست بر خیر اعتماد گاہ و میش ٭ گرچہ او باشیر صد چارہ کند ٭ شاخ شاخش شیر نر پارہ کند ٭ گر شود پر شاخ ہمچون خار پشت ٭ شیر خواہد گاو را نا چار کشت ٭ باد صرصر کو درختان میکند ٭ با گیاہ پست احسان می کند ٭ بر ضعیفی گیاہ آن باد تند ٭ رحم کرد ای دل تو از قوت مکند ٭ تیشہ را زانبوہی شاخ درخت ٭ کے ہراس آید بر بر لخت لخت ٭ یک بر بر گے نوید خویش را ٭ جز کہ بر ریشہ نکوبد نیش را ٭ شعلہ را زانبوہی ہیزم چہ غم ٭ کے رمد قصاب از انبوہ غنم ٭ پیش معنی چیست صورت بس زبون ٭ چرخ را معنیش می دارد نگون ٭ تو قیاس از چرخ و دولابے بگیر ٭ گردشش از کیست از عقل منیر ٭ گردش این قالب ہمچون سپہر ٭ ہست از روح مسترای پسر ٭ المعنی شہیر مشہور بطر بفتحتین نافرمانی و ناسپاسی نام جانور ہندی سیلی مسٹر بروزن معطر پوشیدہ بتائید صدر فرماتے ہین جیسے ہاروت ماروت نے جن کا قصہ مشہور ہی اپنی نافرمانی و ناسپاسی سے تیر زہر آلودہ کھایا اور قصہ ان کا بغرہ اپنے قدس کے زمین پر آنا اور زہرہ نامے عورت پر فریفتہ ہونا اور اسم اعظم اسکو سکھانا اور اسکا آسمان پر اڑ جانا اور بصورت ستارہ کے مسخ ہوجانا

اور انکا چاہ بابل [illegible] تک اسیر ہونا غلط صحیح جو کچھ مشہور ہی وہ معلوم مولانا رح فرماتے ہین انکو اپنے قدس پر بہت بھروسا تھا دوسرا مصرعہ مولانا رح کی طرف سے ہی کہ کوئی انسے پوچھے کہ گاو میش کا اعتماد شیر پر یہ بھی کچھ چیز ہی اگر گاو میش شیر کے ساتھ سیکڑون حیلے و چارے کرے لیکن شیر اُسکی شاخ شاخ کو جب چاہے پارہ پارہ کردے اگر گاو مثل خار پشت کے پر شاخ ہو شیر جب بھی اسکو مار ہی ڈالے گا غرض یہ کہ خداوند تعالے کے آگے کسی کا زور وغرور پیش نہین جاتا البتہ تجزو فروتنی جیسے آندھی اگرچہ بڑے بڑے درختون سرکشیدہ کو اکھیڑ ڈالتی ہی لیکن گیاہ پست سے احسان ہی کرتی ہی اور ہر گاہ باد تند نے گیاہ کی ضعیفی پر رحم کیا تو تو بھی ہی دل چاہیے کہ اُسکو اپنی قوت سے نہ اکھیڑے اور ضعیف پر رحم کرے تیشہ کو انہو ہی شاخ درخت سے کیا ہر اس اور کیا وسواس سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہی لیکن کسی برگ نرم کو اپنی چوٹ نہین پہونچاتا اور اپنا ڈنک سوار تیشۂ درخت کے کسی پر نہین مارتا شعلہ کو انہو ہی ہیزم سے کیا غم بھلا قصاب بھی گلۂ غنم سے بھاگتا ہی فرماتے ہین یہ نظیرین تو ہم نے بصورت ظاہر کے کہین لیکن بحقیقت معنی بہت قوی چیز ہی صورت اُسکے مقابل نہایت عاجز و زبون دیکھو تو چرخ جیسے زبردست و قوی کو اُسکے معنی ہی نے نگون کر رکھا ہی اُسی کے بوجھ سے جھکا ہوا ہی تو اپنی عقل منیر سے اسی چرخ دولابی پر قیاس کرا اور سوچ کہ اسکی گردش کس سے ہی ہے مین بتاؤن یہ قالب ہمچو سپہر چرخ کا جو تجلوا ہی پسر نظر آتا ہی گردش اسکی روح سے ہی جو اسمین چھپی ہوئی ہی بخلاف شرح بحر العلوم مین ہمچو ہاروت کی جگہ چو لکھا ہی قولہ گردش این باد از معنی اوست ؛ ہمچو چرخ کو اسیر آبجوست ؛ جزر و مد و دخل و خرج این نفس ؛ از کجا باشد جز ز جان امر پرسوس ؛ گاہ جمیش میکند گہ حاو وال ؛ گاہ صلحش میکند گاہے جدال ؛ گہ مینیش مے برد گاہے بسار ؛ گہ گلستان میکند گاہ خار ؛ ہمچنین این آب را یزدان پاک ؛ کرد بر فرعون خون سہناک ؛ ہمچنین این باد را یزدان ما ؛ کرد بد بر عاد ہمچون اژدہا ؛ باز ہم آن باد را بر مومنان ؛ کرد صلح و مراعات و امان ؛ گفت آمنی ہوا للہ شیخ دین ؛ بحر معنیہا ست رب العالمین ؛ جملہ اطباق زمین و آسمان ؛ ہمچو خاشاکے دران بحر روان ؛ حملہا و رقص خاشاک اندر آب ؛ ہم ز آب آمد بوقت اضطراب ؛ چونکہ ساکن خواہد شش کرد از مرا ؛ سوے ساحل افگند خاشاک را ؛ چون کشد از ساحلش در موج گاہ ؛ آن کند باد و کہ آتش با گیاہ ؛ این حدیث آخر مدار و باز ران ؛ جانب ہاروت و ماروت ایکران ؛ المعنی یمین جانب راست یسار جانب چپ اطباق بالفتح جمع طبق مثل قرار بکسر اول جدال وستیز و خود نمائی مثل امثال سابق کے فرماتے ہین کہ یہ ہوا جو عالم مین چلتی ہی اسکی گردش بھی اُسی کے معنی سے ہی جیسے چرخ کہ وہ اسیر آبجو کا ہی جب پانی نہر سے پاتا ہی تب گھومتا ہی یہ سانس آدمی کی اسکا اُتار چڑھاؤ اور آمد و خرچ بنا تو کیس سے ہی آخر روح سے ہے اور روح خود معنی اور کبھی معنی کو جسم بناتا ہی اور جسم کبھی حاو وال لیتے روح و دل کبھی صلح پر اُسکو لاتا ہی کبھی جنگ پر کبھی داہنی طرف لے جاتا ہی جو اعمال صالحہ سے

عبارت ہو کبھی باین جانب [illegible] ہو اور علے ہذا گلستان و خار یا گلستان و خار جوانی و پیری ایسے ہی یہ پانی جو دنیا مین روان ہو اسی پانی کو یزدان پاک نے فرعون پر خون سہمناک کر دیا کہ ہر طرف آب مین خون ہی خون تھا چنانچہ فرمایا وارسلنا علیہم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم اور بھیجا ہم نے قوم فرعون پر طوفان اور ٹیڈی اور جون اور مینڈک اور خون پھر اسی ہوا کو ہمارے خدا نے قوم عاد کے واسطے ایک اژدہا بنا دیا کہ سب کو نگلگئی اور اسی ہوا کو مومنون پر صلح اور مراعات و امان کر دیا کہ مومنون کو اُس باد قہر کی ہوا بھی نہ لگی اسی سبب سے شیخ دین نے کہا ہی المعنی ہو اللہ کہ دریا جملہ معانی کا رب العالمین ہی جس دریا مین جملہ طبق زمین و آسمان کے اور ما فیہا خس و خاشاک کی طرح ہین تو دیکھتا ہی کہ جنبشیمین اور رقص خاشاک کے جیسا کہ پانی مین دیکھو متا ہے یہ سب اضطراب اُس کا پانی سے ہے اور جب اسکو اس اضطراب سے ساکن کرنا چاہتا ہی تو کنارے پر ڈال دیتا ہی پھر کنارے سے اسکو جب دریا مین کھینچ لیتا ہی جو موج گاہ ہی تو وہ کام اُسکے ساتھ کرتا ہی جو آگ گھاس کے ساتھ کرتی ہی ای نیست و نابود آئندہ گریز ہی کہ ای جوان یہ حدیث ایسی ہی کہ اسکا آخر نہین اب تو ہاروت ماروت کے قصہ کی طرف پھر چل الخلاف شرح بحر العلوم مین سہمناک کو سمناک لکھا ہی

باقی قصۂ ہاروت و ماروت اور عذاب اُن کا دنیا مین بچاہ بابل

قولہ چون گناہ و فسق خلقان جہان ❊ می شدی روشن بایشان آن زمان ❊ دست خائیدن گرفتندی بخشم ❊ لیک عیب خود نہ دیدندے بچشم ❊ خویش در آئینہ دیدے آن زشت مرد ❊ رد دیگرا نیدازان خشم کرد ❊ خویش مین چون ازکسے جرمے بدید ❊ آتشے در دے زد و زخ شد پدید ❊ حمیت دین خواند او آن کبر را ❊ ننگرد در خویش لنفس کبر را ❊ حمیت دین را نشانے دیگرست ❊ کہ ازان آتش جہانے اخضرست ❊ گفت حق شان گر شمار و ننگرید ❊ ور سیکاران منقل ننگرید ❊ شکر گوئید ای سپاہ و چاکران ❊ رستہ اید از شہوت و از چاک ران ❊ گر ازان معنی نہم من شکر ❊ مر شما را بیش نپذیرد سما ❊ عصمتے کہ مر شما را دست ❊ آن ز عکس عصمت حفظ منست ❊ آن ز من پذیرنہ از خود ❊ ہین و ہین ❊ تا نہ پر بد بر شما دیو لعین ❊ آنچنان کہ کاتب وحی رسول ❊ دید در خود حکمت و نور و اصول ❊ خویش را ہم لحن مرغان خدا ❊ مینمرد آن بد صفیر بے نوا ❊ لحن مرغان را اگر واصف شوی ❊ بر ضمیر مرغ کے واقف شوی ❊ گر بیاموزی صفیر بلبلے ❊ تو چہ دانی کو چہ گوید با گلے ❊ ور بدانی باشد آن ہم از گمان ❊ باشد آن بر عکس آن ای ناتوان ❊ المعنی حمیت بفتح حا نانی و با کسر حفاظت و نگہبانی اخضر سبز چہ بدای اخضر غالب شود ببینے جب ہاروت ماروت کے گناہ و بدکاریان مخلوق کی اُس وقت مین ظاہر ہوتی تھین تو مارے غصے کے ہاتھ چاہتے تھے اور اپنے عیب کی طرف نظر نہین کرتے تھے وہ مثل تھی کہ ایک بدصورت نے اپنی صورت آئینہ مین دیکھکر منھ پھیر لیا اور اُس صورت پر بہت غصہ ہوا معمول ہی جو خویش بین ہی جہان اُسنے کسی کا کچھ جرم دیکھا

بس اس مین ایک آگ دوزخ کی سی پیدا ہوجاتی ہی اور وہ ہوتی ہی بمقتضاے کبر لیکن اُسکو حمیت دین بتاتا ہی اور اپنے نفس کا فر کو نہین دیکھتا کہ بانی اُسکا یہ ہی تھا اس نفسانیت کو حمیت دین سے کیا نسبت حمیت دین کے نشان ہی اور ہین کہ اس آگ سے ایک جہان سرسبز ہی حمیت کے معنی گرمی کے بھی ہین مبالغۃً آتش فرمایا اور لطف یہ کہ آگ سے سرسبزی پیدا کی ہی جب یہ کیفیت انکی خدا تعالے نے دیکھی فرمایا اگرچہ تم اجلا کام کرنے والے ہو مگر سیہ کارون مغفل کی طرف مت دیکھو اور سرشکر کر و اسی سیاہ اور چاکر کو کہ تم شہوت اور چاپ ران سے جو فرخ ہوتے ہوے ہو گر تین تم پر یہ باتین رکھدون تو پھر آسمان تم کو اپنے پیچ مین کبھی نہ کھانا نہ دے یہ عصمت جو تمھارے تن مین ہی تمسے نہین ہی میری عصمت و حفظ کا عکس ہی خبردار خبردار اس کو مجھی سے سمجھے رہو تا شیطان لعین تم پر نہ غالب ہونے پائے جیسا کہ وہ کاتب وحی رسول کا تھا جس نے اپنے آپ مین حکمت و نور و اصول سمجھا کہ یہ مجھ سے ہی آپ کو وہ بد صفیر ہم آواز مرغان خدا کا جاننا تھا مثل صدا کے جو لوٹتی ہی یعنے یہ جانتا تھا جو میرے دل مین پیدا ہوتا ہی وہی حضرت کے منھ سے نکلتا ہی تاہم نے کہ تو نے وصف آواز مرغون کا اپنی آواز مین پیدا بھی کر لیا تب کیا مرغ کے بھید پر تو واقف نہین ہوگا کہ وہ کیا کہتا ہی اگر بلبل کی آواز سیکھ لی تو وہ آواز ہی تو ہی یہ تو نہ جانا کہ بلبل نے گل سے کیا کہا اور بالفرض اگر گمان سے کچھ یہ بھی جانا تو اسی نا توان وہ برعکس اسکے ہوگا ٹھیک کبھی نہین ہوگا الخلاف شرح مین بجاے سما کے شما اصول کو صول لکھا ہی

بیمار پرسی کو جانا ایک بہرے کا جو اُسکا ہمسایہ تھا اور رنجیدہ ہونا بیمار کا

قولہ آن کرے را گفت افزون مایہ ٭ کہ ترا رنجور شد ہمسایہ ٭ گفت باخود کرکہ باگوش گران ٭ من چہ دریابم زگفت آن جوان ٭ خاصہ رنجور و ضعیف آواز شد ٭ لیک باید رفت آنجا نیست بُد ٭ چون بہ بینم کان لبش جنبان شود ٭ من قیاسے گیرم آن را از خرد ٭ چون بگویم چونے ای محنت کشم ٭ او بخواہد گفت نیکم یا خوشم ٭ من بگویم شکر چہ خوردی ایا ٭ او بگوید سرشتبے یا آشہا ٭ من بگویم صبح تو شت کیست آن ٭ از طبیبان پیش تو گوید فلان ٭ من بگویم بس مبارک پاست او ٭ چونکہ او آمد شود کارت نکو ٭ پاے او را آزمودستیم ما ٭ ہر کجا شد می شود حاجت روا ٭ این جوابات قیاسی راست کرد ٭ عکس آن واقع شد ای آزادہ مرد ٭ گو بیا رنجور را خاطر زکر ٭ اندکے رنجیدہ بود ای برہنر ٭ کرد در آمد پیش رنجور و نشست ٭ برسر او خوش ہمی مالید دست ٭ گفت چونی گفت مردم گفت شکر ٭ شد ازان رنجور پُر آزار و فکر ٭ این چہ شکر ست او مگر با ما بد ست ٭ کر قیاسے کرد و آن کژ آمد ست ٭ بعد ازان گفتش چہ خوردی گفت زہر ٭ گفت نوشت باد افزون گشت قہر ٭ بعد ازان گفت از طبیبان کیست او ٭ کو ہمی آید بچارہ پیش تو ٭ گفت عزرائیل می آید برو ٭ گفت پایش بس مبارک شاد شو ٭ این زمان از نزد او آیم برت ٭ گفتم او را تا کہ گردو غم خورت ٭ الملعنے شربت بالفتح ایک دفعہ کھانے یا پینے کی چیز

اور وہ خشک ہو با ترجمہ تندرست توش تن ایک بہرے سے ایک مالدار نے کہا کہ تیرا ہمسایہ بیمار ہو گیا ہی بہرے نے کہا مین اگر جاؤن بھی تو اپنے بہرے پن سے کیا جانون گا کہ اُس جوان نے کیا کہا خاص اس حال مین کہ وہ بیمار ہی آواز بھی اُسکی ضعیف ہوگی اور شد بھی ضعیف جو مراد بلندی و پستی آواز سے ہی مطلقاً بہر حال جانا تو چاہیے کچھ بُرا بھی نہین ہی مین جب دیکھون گا کہ اُس کے ہونٹھ ہلتے ہین مین عقل سے قیاس لگا لون گا کہ یہ کہتا ہی مثلاً مین کہونگا کہ تیرا کیا حال ہی اے میرے محنت کش تو ضرور وہ یہی کہے گا کہ اچھا ہون یا خوش ہون مین کہون گا شکر ہی اب بتا تو نے کچھ کھایا وہ کہے گا شربت یا آش کسی قسم کا لیے خواہ دوا بتائے خواہ غذا بتائے مین کہون گا طبیبون سے تیرے تن کا صحیح کرنے والا تیرے یہان پیش کون ہی وہ کہے گا فلان شخص مین کہون گا وہ بڑا مبارک قدم ہی جب کہ وہ آتا ہی تو تیرے حال کی خوب اصلاح ہو جائے گی مین نے اُسکے قدم کو خوب آزمایا ہی جہان وہ جاتا ہی حاجت اُس سے روا ہوتی ہی اُسنے تو یہان جواب گڑھ گڑھا کے ٹھیک کیے اور اے آزاد مرد وہان عکس اس کا واقع ہوا اشارہ بخوبی کی خاطر اس بہرے سے کچھ رنجیدہ تھی جب تو جواب اسکے سوال کے اُس نے اُلٹے دیے چنانچہ بہرا اُسکے سامنے اکر بیٹھا اور اُسکے سر پر خوشی سے ہاتھ پھیرے کہا کیا حال ہی بیمار نے کہا مرتا ہون بہرے نے کہا شکر ہی بیمار اس بات سے بہت رنج اور تعجب مین ہوا اور دل مین کہا کہ یہ شکر کیسا بیشک اس کے دل مین میری طرف سے بدی ہی اسکو جو کر قیاس کیا تھا کر نہین کرتا ہی پھر بہرے نے پوچھا تو نے کیا کھایا کہا زہر بہرے نے کہا خدا تجکو رچنا بچنا کرے یہ سُنکے بیمار کا اور بھی قہر بڑھا پھر بہرے نے کہا طبیبون سے کون ہی جو تیرے علاج کو تیرے پاس آیا ہی کہا جا عزرائیل آتا ہی کہا اُسکا قدم بہت مبارک ہی تو خوش ہوا ابھی اُس کے پاس سے مین تیرے پاس آیا ہون تیرے اُس سے کہدیا ہی تا تیری غمخواری کرے الخلاف شرح مذکور ہین آواز کے بعد واو عطف نہین ہی معلوم شد سمجھے ہین بالضم یا شد بالفتح ایا کو اباآشہا کو ماشہا صبح نوشت کو صبح نوشت قولہ کہ بر بردن آمد بگفت اوش دمان ✤ شکر کش گفتم مراعات این زمان ✤ خود گمانش از کرے معکوس بود ✤ این زیان محض را پنداشت سود ✤ رو برہ میگفت باخود از عما ✤ شکر کہ کردم عیادت جا ررا ✤ گفت رنجور این عدوے جان ماست ✤ مانداستیم کو کان جفاست ✤ خاطر رنجور گویان صد سقط ✤ تا کہ پیغامش کند از ہر نمط ✤ چون کسے کو خوردہ باشد آش بد ✤ مے بشورد اندر دش تا قے کند ✤ کظم غیظ ا نیست آن را تے ممکن ✤ تا بیابی در جز اشیرین سخن ✤ چون نبود دش صبر مے پیچید او ✤ لیک سنگ زن رود سیے تا چیز گو ✤ ما بریزم بر دے آنچہ گفتہ بود ✤ کا نزمان شیر ضمیرم خفتہ بود ✤ چون عیادت بہر دل آرا میست ✤ این عیادت نیست دشمن کا میست ✤ تا بہ بیند دشمن خود را نزار ✤ تا بگیرد خاطر ش خوش قرار ✤ بس کسان زینسان عیادتہا کنند ✤ تا برضوان وصواب آن زنند ✤ خود حقیقت معصیت باشد خفی ✤ بس گذر کا نرا تو پنداری صفے ✤ ہمچو آن کر کو ہمی پنداشت است ✤

کہ نکوئی کردم آنخود بدبدست ؛ اونشستہ خوش کہ خدمت کردہ ام ؛ حق ہمسایہ بجا آوردہ ام ؛ بہر خود او آتشی افروختست ؛
در دل رنجور خود را سوختست ؛ فاتقوا النار التی اوقدتموا ؛ انکم فی المعصیۃ از دو تموا ؛ گفت پیغمبر بیک صاحب ریا ؛
حق آنک لم تصل یا فتا ؛ از برائے چار رکعت این خوفہا ؛ آمد اندر ہر نمازی ابتدا ؛ کین نمازم را مبیا میزای خدا ؛ با نماز
ضائعین اہل ریا ؛ از قیاسے کہ بکردان گرگزین ؛ صحبت دو سالہ با طل شد بدین ؛ خاصہ ایں خواجہ قیاس حس دون ؛
اندر آن وحی کہ شد از حد فزون ؛ خواجہ پندارد کہ طاعت میکند ؛ بے خبر کز معصیت جان مے کند ؛ رو قیاس خویشتن
را ترک کن ؛ کز قیاس تو شود ریشت کہن ؛ گوش حس تو بحرف اردر خورست ؛ دان کہ گوش غیب گیرد تو کرست ؛
المعنی جار ہمسایہ سقط لفتحتین مجاز اً بمعنی کمینہ رو سبی زن فاحشہ عیادت بیمار پرسی فرماتے ہین بہرا تو بیمار کے گھر سے
خوش خوش نکلا شکر کرتا ہوا کہ اسوقت مین نے رعایتین مناسب حال کے خوب ادا کین اور خود اپنے بہرے پن کا
اُسکا گمان تھا کہ مین نے موافق اُسکے جواب کے جواب دیا ہی اور تھا وہ محض زیان جسکو فائدہ سمجھا راہ مین چلا جاتا تھا
اور اندھے پن سے کہتا تھا کہ خدا کا شکر مین نے اپنے پڑوسی کی بیمار پرسی کی اور بیمار کا یہ حال کہ وہ کہتا تھا کہ
یہ میری جان کا دشمن ہی مین نہین جانتا تھا کہ یہ کان جفا ہی خاطر بیمار کی سیکڑون گالیان دیتی تھی تا بُری
بُری باتین ہر طرح اُسکو کہلا بھیجے معمول ہی جو کوئی آش بد کھاتا ہی ضرور دل اُسکا لوٹتا ہی تو قے کردے مولانا
فرماتے ہین کہ یہ آش بد نہین ہر یہ غصے کا کھانا ہی اس کو قے سے مت نکال اسکی نسبت تو خدا تعالے
نے فرمایا ہی الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس کھانے والے غصہ کے اور معاف کرنے والے آدمیون
سے خطا کے پس اگر غصہ کو کھائے گا تو اس کے بدلے اپنے مالک سے سخن شیرین سُنے گا لیکن
اُس بیمار کو صبر نہ تھا اس سبب سے بل کھاتا تھا اور گالی دے کر کہتا تھا کہ اس سگ روسپی زن ناچیز کو نے
کیا سمجھا ہین اُسپر اب اُن باتون کی بوچھار کرون گا جو اُس نے مجکو کہین ہین اُسوقت مین تو میرے دل کا شیر سوتا
تھا عیادت تو دسطے دل آرامی کے مقرر ہوئی ہی اسکی عیادت کیا ہی دشمن کامی ہی لینے میرے دشمنون کا میرے
حق مین جو قصد ہووہ اسکا ہی اور مقصد دشمنون کا یہی تو ہوتا ہی کہ کوئی وقت ہو تو ہم اپنے دشمن کو نزار دیکھین تو خاطر
بد اسکی قرار پائے بہت لوگ اسی قسم کی عیادت کرتے ہین کہ دیکھین مرنے مین کیا دیر ہی اور لبظا ہر رضوان
اور ثواب پر اُس کو لگاتے ہین اور حقیقت مین ثواب کس کا وہ معصیت خفی ہوتی ہے پس اس خفی کو جھوٹ جسکو
توصفی دبرگزیدہ جانتا ہی جیسے وہ بہرا گمان کرتا تھا کہ مین نے نیکی کی ہی اور وہ بدی ٹھہری وہ خوش بیٹھا تھا
کہ مین نے خدمت کی اور پڑوس کا حق ادا کیا حال آنکہ اپنے واسطے ایک آگ بھڑکائی ہی بیمار کے دل
مین اور آپ کو اُس مین جلایا ہی سو بچا دُتم اُس آگ سے آپ کو جو تم نے بھڑکائی ہے بے شک تم نے

گناہ مین زیادتیان کی ہین مصرعہ پہلا فحوائے آیت کریمہ کا ہی جو فرمایا ہے فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ

پس پکڑ تم اُس آگ سے جسکی چھٹیاں آدمی اور پتھر ہین حدیث مین ہو کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ریاکار سے کہا کہ اے جوان نماز کر بیشک تونے نماز نہین کری اُس نے نماز کری پھر آپنے کہا صل فانک لم تصل غرض تین بار ایسے ہی ہوا بعد اُسکے آپنے نماز کے قواعد اُسکو تعلیم فرمائے حاصل یہ کہ نماز دل لگا کے موافق قاعدہ شرعیہ ادا کرے اور یہی خوف نماز مین لگے ہوئے ہین جنکی چارہ جوئی ہر نماز مین اہدنا الصراط المستقیم سے کیجاتی ہو یعنے ہر قیام مین جناب باری سے ملتجی ہوتے ہین کہ ہم کو سیدھی راہ چلا اور اُس نماز کو ہماری صنا لین اہل ریا سے مت ملا جیسا کہ فرمایا ہو غیر المغضوب علیہم ولا الضالین نہ راہ اُن لوگون کی جو غضب کیے گئے ہین اور نہ راہ بہکے ہوؤن کی دیکھ تو وہ قیاس جو میرے نے اپنے دل مین پسند و اختیار کیے تھے ذرا دیر مین صحبت دس برس کی کہ مدت دراز سے تھی باطل ہوگئی اور مایۂ رنج ہمسایہ کی ہوئی پھر اے خواجہ قیاس حسن بانیز کے اور خاص وحی اور حکم خدا مین کہ وہ آدمی کی حد سے زیادہ ہو کہ مثل اُسکے کوئی نہ کہ سکا سب عاجز ہوئے باآنکہ فاتوا بسورۃ من مثلہ حکم عام تھا بیٹنے کوئی سورہ مثل اسکے لاؤ عجب معاملہ ہو خواجہ تو اس بھروسے کہ مین طاعت کرتا ہون اور اس سے بیخبر کہ معصیت مین جان مار رہا ہو جا تو اپنے قیاس کو ترک کر کہ تیرے قیاس سے یہ معصیت تیری پُرانا گھاؤ ہو جائے گی اگر تیرے حق کی کان باتین ہی سننے کے لائق ہین تو خوب جان لے وہ کان تیرے جو عیب گیری کرین اور تیرے عیب بھلا بتائین وہ بہرے ہین الخلاف شرح مین کہ بیرون کو گرو پیسے کو روٹی خوط کو خور لکھا ہو

اس بات کا بیان کہ پہلے جسنے نص صریح کے مقابل اپنا قیاس لگایا ابلیس تھا

قولہ اول آنکس کین قیاسکہا نمود ۔ پیش انوار خدا ابلیس بود ۔ گفت نار از خاک بیشک بہترست ۔ من زنار او ز خاک اکدرست ۔ پس قیاس فرع بر اصلش کنم ۔ او ز ظلمت ما ز نور روشنم ۔ گفت حق نے بلکہ لا انساب شد ۔ از حسد توے فضل را محراب شد ۔ این نہ میراث جہان فانیست ۔ کہ بانسابش بیابی جانیست ۔ بلکہ این میراثہاے انبیاست ۔ وارث این جانہاے انقیاست ۔ پور آن بوجہل شد مومن عیان ۔ پور آن نوح بنی از گمرہان ۔ زادۂ خاکی منور شد چو ماہ ۔ زادۂ آتش توئی اے روسیاہ ۔ این قیاسات تحری روز را بر پا شب مر قبلہ را کرد دست جبر ۔ لیک باخور شید و کعبہ پیش رو ۔ این قیاس و این تحری را مجو ۔ کعبہ نادیدہ ممکن روز و متاب ۔ از قیاس الدا علم بالصواب ۔ چون صغیرے بشنوی از مرجع حق ۔ ظاہرش را یاد گیری چون سبق ۔ وانگہے از خود قیاساتے کنی ۔ مر خیال محض را دانے کنی ۔ اصطلاحاتیست مر ابدال را ۔ کہ نبا شد زان خبر عقال را ۔ منطق الطیر بصورت آموختی ۔ صد قیاس و صد ہوس افروختی ۔ ہمچو آن رنجور دلہا از تو خست ۔ توبہ بندد از اصابت گشتہ سست ۔ کاتب آن وحی زان آواز مرغ ۔ برد ظنی کہ منم انباز مرغ ۔ مرغ پرے زد مر او را کور کرد ۔ نک فرو برد ش بقعر گور درد ۔ ہین بلطفے یا بلکسے ہم شما ۔ در مبفتنید مقامات سما ۔

گرچہ ہار و تیہ و ماروت و فزون ٭ از ہمہ بر بام کخن الصافون ٭ بر بہ بہاے بدان رحمت کنید ٭ بر منے و خویش بینی کم تنید ٭ ہین مبادا غیرت آید از کمین ٭ سرنگون افتید از قعر زمین ٭ ہر دو گفتند اے خدا فرمان ترا ست ٭ بے امان تو امانے خود کجا ست ٭ این ہمیگفتند و دل شان میطپید ٭ بد کجا آبد زما نعم العبید ٭ خار خارد و فرشتہ ہم نہشت ٭ تا کہ تخم خویش بینی را نکشت ٭ بس ہمگفتند کاے ارکانیان ٭ بیخبر از پاکیے روحانیان ٭ ما بریں گردون تتقامی تنیم ٭ بر زمین آئیم و شاد روان زنیم ٭ ہر دو شان گفتند ما را باک نیست ٭ کہ سرشت ما ز آب و خاک نیست ٭ عدل و رزیم و عبادت آوریم ٭ تا ز ہر شب سوے گردون بر پریم ٭ تا شویم اعجوبہ دور زمان ٭ تا نہیم اندر زمین امن و امان ٭ آن قیاس حال گردون بر زمین ٭ راست ناید فرق دارد در کمین ٭ اے لمعنے قیاسک مین کاف تصغیر و تحقیر کا ہی اگر مکدر تر تحری بفتح صواب جستن و قصد کردن بسوے قبلہ عقال بضم و تشدید کاف جمع عاقل ارکان اربع عناصر تتق بضمتین سرا پردہ شادروان بضم اول پردہ و شامیانہ اعجوبہ بالضم ہندی انوکھا فرماتے ہین اول وہ شخص جسنے انوار خدا کے مقابل اپنا قیاس ناچیز لگایا ابلیس تھا اور کہا کہ آگ خاک سے بیشک بہتر ہی اور مین نار سے ہون اور وہ خاک مکدر سے ہی بس فرع کو اسکی اصل پر قیاس کرتا ہون کہ وہ ظلمت سے ہی اور مین نور روشن ہون جیسا کہ قرآن شریف مین ہی انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین مین اُس سے بہتر ہون پیدا کیا تونے مجکو آگ سے اور پیدا کیا اُسکو مٹی سے حق تعالے نے فرمایا کہ یہ بات نہین ہی بلکہ ہم نے فرمایا ہی فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم یعنے جب صور پھونکا جائے گا تو کچھ نسب آپس مین یعنے انسان مین نہین رہے گا اور نسب کی پرسش نہوگی تو اپنا نسب آگ سے کیا بتا رہا ہی ہان زہد و تقوے فضیلت کی محراب ہی اسمین سر جھکانے سے فضل حاصل ہوتا ہی اور ایک کو دوسرے پر زیادتی ہوتی ہی یہ میراث جہان فانی کی نہین ہی کہ اُسکو انساب سے تو پائے یہ جانی ہی اسی منسوب بروح و جان بلکہ یہ میراث پیغمبرون کی ہی اسکی وارث متقیون کی جان ہی ظاہر ہی کہ ابوجہل کافر کا مومن ہوا اور حضرت نوح نبی کا لڑکا کافر ہون سے ہوا دیکھو تو زادہ خاک کا کہ عکرمہ بن ابوجہل ہی کیسا ماہ منیر سا منور ہوا ایک تو زادہ آتش ہی اور سیاہ یہ قیاسات شرعی کہ قبلہ کدھر ہی اور جدھر بخوبی قیاس جمے اُدھر ہی کو نماز پڑھے ابر کے دن ہین یا رات مین ہین کہ قبلہ سمجھ مین نہین آتا اسواسطے جہر یعنے درست کیے گئے ہین نہ کہ آفتاب بھی موجود اور قبلہ بھی پیش رو پھر اس قیاس کا اور قبلہ کی جستجو کرنا کیا ضرور کعبہ تو دیکھ رہا ہی اور زبردستی ناویدہ بنتا ہی پھر کیون اللہ کے قیاس سے جو طرا جاننے والا ہی منھ پھیرے لیتا ہی تیرا یہ حال ہی کہ اگر صفیر کسی مرغ حق کی سنتا ہی تو بطا ہر اُس کو مثل سبق کے یاد کر لیتا ہی پھر اپنی طرف سے قیاسات اُن مین لگاتا ہی کہ وہ محض خیال ہین تو اُن کو ایک ذات وجود ٹھہرا لیتا ہی اور جنکو رتبہ ابدال کا بخشا ہی اُنکی اصطلاحات جدا ہین جسنے عاطلون کو مطلق خبر نہین محض بے بہرہ

تو نے منطق الطیر یعنے گویائی پرندون کی صرف آواز سے سیکھلی اُنکی سی بولی بولنے لگا اور سیکڑون قیاس اور سیکڑون ہوسین دل مین افروختہ کہین مثل اُس ہزار کے کہ اکثر دل تجھ سے خستہ شکستہ ہوے اور تو اپنے گمان کی رسائی و خوبی مین مست کہ میرا چھا اور رسا گمان ہی ایسے ہی کاتب اُس وحی کا اُس آواز مرغ سے گمان لیگیا کہ مین بھی شریک مرغ کا ہون آخر اُس مرغ نے ایک پر مار کے اُسکو اندھا کیا اور قہر مرگ و درد مین اُسکو ڈالا اب مخاطبہ ہی ہاروت ماروت سے کہ یہ سب نظائر تم نے سُنے خبردار کسی گمان یا کسی عکس پڑنے سے تم مقامات عالیۂ آسمان سے پستی مین مت گرو تمنے ظن و عکس والون کا حال سُنا اگرچہ تم ہاروت و ماروت ہو اور بام مخن الصافون پر سب سے زیادہ تمکو چاہیے کہ بدون کی بدی پر جو بالفرض بشر ہین رحمت کرو اور بہت سی منی و خودی اپنے اوپر مت پورو پہلے شعر مین تلمیح ہی آیت کریمہ انا نحن الصافون و انا نحن المسبحون بیشک ہم گروہ ملائک کے صف کشیدہ ہین اور ہم تسبیح کرنے والے ہین پھر فرمایا خبردار ایسا نہو کہ غیرت ہماری گھات سے نکلے اور تم اوندھے قعر زمین مین گرو جیسا کہ چاہ بابل مین اوندھے قید ہوے تو دونون نے کہا کہ اے خدا تیرا کہا ہی واسطے ہی اور بے تیرے امن کے اور امن ہی کہان ہی غرض یہ تو کہتے تھے مگر دل انکا تڑپتا تھا اور کہتا تھا کہ ہم نیک بندون سے ہین ہمسے بدی کیسے ہوگی خار خار یعنے اندیشۂ مرغوب نے اُن کے ان دونون فرشتون کو نہ چھوڑا جبتک کہ اُنھون نے تخم خویشتن بینی کا نہ بولیا بس یہی کہتے رہتے تھے کہ اے اربعہ عناصر والو تم ہم روحانیون کی پاکی سے بیخبر ہو ہم اس آسمان پر سراپردے اور شامیانے تانے ہوے ہین اب زمین پر آئینگے اور شاہ روان قائم کرینگے یعنے پادشاہ بنین گے پھر دونون نے کہا ہمکو کچھ خوف نہین ہی اسواسطے کہ ہم آب و خاک سے سرشتہ نہین ہین جو تمسے بدی ہو ہم عدل و عبادت کرینگے دن بھر اور رات کو پھر آسمان کی طرف اُڑ جاوین گے ہم بھی اس زمین مین ایک اعجوبہ اور انوکھے دور زمانہ تک ہونگے اور زمین مین خوب امن و امان پھیلاوین گے اب مقولہ مولانا کا ہی انھون نے آسمان کے حال کو زمین پر قیاس کیا کہ شہوات وغیرہ سب سے مبرا تھے حال آنکہ وہ یہان کب ٹھیک آتا ہی اور بڑے فرق کمین مین رکھتا ہی بالخلاف شرح مین بجاے بیابی بیابی لکھا ہے

اس بیان مین کہ اپنے حال و مستی کو جاہلون سے چھپانا چاہیے

قولہ شنوا لفاظ حکیم پردہ ٭ سر ہم آنجا نہ کہ بادہ خوردہ ٭ چونکہ از میخانہ مستی خیال شد ٭ تسخر باز یکچہ اطفال شد ٭ می فتد او سو بسو در ہر رہے ٭ در گل و میخندوش ہر ابلہے ٭ او چنین و کودکان اندر پیش ٭ بے خبر از مستی و ذوق میش ٭ خلق اطفالند جز مست خدا ٭ نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا ٭ گفت دنیا لہو و لعبست و شما کودکید اوراست فرمایدخدا ٭ از لعب بیرون نرفتی کودکے ٭ بے زکات روح کے باشی زکی ٭ چون جماع طفل دان این شہوتے ٭ کہ بمیرانند ایجا ای فتے ٭ این جماع طفل چہ بود بازیے ٭ با جماع رستمی و بازیے ٭

جنگ خلقان همچو جنگ کودکان ❊ جمله بے معنی و بے مغز همان ❊ جمله باشمشیر چوبین جنگ شان ❊ جمله در لاطائلی
آهنگ شان ❊ جمله شان گشته سواره بر نی ❊ لیک براق ماست یا دلدل پی ❊ عاقلند و سر ز جهل افراشته ❊
راکب و محمول ره پنداشته ❊ باش تا روزیکه محمولان حق ❊ اسپ تازان بگذرند از نه طبق ❊ یُعْرَجُ الرُّوحُ اِلَیْہِ
وَالْمَلَک ❊ مِنْ عُرُوجِ الرُّوحِ یُهْتَزُّ الْفَلَک ❊ همچو طفلان جملتان دامن سوار ❊ گوشهٔ دامن گرفته اسپ وار ❊ از
حق اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِی رسید ❊ مرکب ظن بر فلکها کے دوید ❊ اَغْلَبُ الظَّنِّینَ فِی تَرْجِیحِ زا ❊ لَا تُمَارِ الشَّمْسَ فِی
عَیْنَیْهَا ❊ آفتاب حق چو گردد مستوی ❊ در قیامت بر رشید و بر غوی ❊ انگبے بیننده مرکبهاے خویش ❊
مرکب سازیده ایذر پاے خویش ❊ المعنی تشخر بالفتح مطیع و رام باز یکچہ ہندی کھلونا زکات پاکیزگی ❊ دلدل نام
اسپ علی مرتضی رض فرماتے ہین کہ اب تو الفاظ حکیم پردہ اسرار کے جو حکیم سنائی ہی سن چنانچہ کہا ہی کہ سرو مین رکھ
جہان شراب پی ہی پس اگر شراب معنوی مراد ہو تو غرض یہ کہ اپنے بھید کو اپنے حریفون ہی مین ظاہر کر اور اگر شراب
ظاہری تو بھی یہی بہتر ہی کہ جہان پی ہی وہین پڑ رہ تا خواری و رسوائی سے بچا رہے اور یہ جو فرمایا الفاظ
حکیم سنائی کے سن یہ وجہ ہی کہ دوسرے مصرعہ مین الفاظ شعر حکیم سنائی کے ہین اور شعر یہ ہے شعر
بردار از مقام مستی پے ❊ سر ہما کجا بنہ کہ خوردی مے ❊ اور حکیم موصوف نے اس سبب سے کہا ہی کہ جب بیمست
میخانۂ مستی سے گمراہ ہوا اور مستی عشق کا اظہار کیا تو بمثل مطیع باز یکچۂ اطفال کا ہوا اور لڑکون کا کھلونا بنا اب یہ حیران
ہر راہ مین گرتا پھرتا ہی اور کیچڑ مین لت پت جسکو دیکھ کے ہر احمق بھی ہنستا ہے اس کا تو یہ حال ہی اور لڑکے اسکے
پیچھے ہین اور یہ اپنی مستی و ذوق شراب کے سبب سے بیخبر ہی اب فرماتے ہین کہ اطفال سے ہماری مراد
ساری مخلوق ہی سوا مستان خدا کے کسواسطے کہ کوئی انمین غافل بالغ نہین ہی مگر وہی جو حرص و ہوا سے چھٹ گیا
خدا تعالے نے فرمایا ہی اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَہْوٌ نہین ہی حیات دنیا کی مگر لہو و لعب اور تم اسکے اطفال ہو شغوف
بلہو و لعب اور کیسا راست درست فرمایا ہی پس اگر تو اس لہو و لعب سے نہین نکلا تو لڑکا ہی ہی اور بیدون پاکیزگی
روح کے تو پاکیزہ کب ہوگا یہ جو دنیا کے کودک دنیا مین اپنی شہوت نفسانی جاری کر رہے ہین اہ فتا یہ ایسے
ہین جیسے جماع لڑکون کا کہ جماع مین ایک اُن کا مکمیل ہی بھلا مقابل جماع کسی رستم یا کسی غازی کے کب
ہو سکتا ہی ایذا و لفظ رستم کا ملحاظ اُسکی قوت کے ہی اور غازی منظر اسکے کہ برسون عورت سے خبر نہین ہوتے
مخلوق کی جنگ و دنیا کے واسطے ایسی ہی جیسے لڑکون کی لڑائی کہ مکمیل پر لڑتے ہین اور دنیا بھی مکمیل اسی سبب
سے بزرگون کے نزدیک جملہ بیمغز و بیمعنی ہوتی ہی اس مین محلے رستمانہ غازیانہ کہان جو اہل اللہ سکے ترک و رفع مین
کرتے ہین ساری لڑائی انکی شمشیر چوبین سے ہی اور بالکل آہنگ و ارادہ انکا لعینی پر جو لائق وشایان نہین
سب نے سوار ہین اور اُسکو بتاتے ہین کہ یہ ہمارا براق ہی یہ ہمارا دلدل ہی جیسے لڑکے نے کو اپنے ذہن مین

ایسا ہی جانتے ہین حامل ہین یعنے بار گناہون سے لدے ہوے جیسا کہ فرمایا وہم یحملون اوزارہم علے ظہورہم یعنے وہ اٹھانے والے ہین اپنے گناہ کے بوجھ اپنی پشتون پر اور جہالت سے سر اٹھاتے ہین اور آپ کو راکب و محمول راہ کا جانتے کہ ہم سوار ہین اور اور پر لدے ہوے تو ذرا ٹھہر اُس دن دیکھیو جس دن کہ محمول حق کے گھوڑے دوڑاتے ہوے نہ طبق فلک کے اُس پار ہونگے معنی شہر غیبی کے عروج کرینگی روحین اُسکی طرف منع فرشتون کے اور ان روحون کے عروج سے فلک جنبش مین آئے گا ایسی کثرت انکی ہوگی واو والملک کی میری دانست مین معیت کی ہے شارح نے عطف تفسیری لکھا ہے اور وہی روحین جو اُسکی طرف فرشتون کے ساتھ عروج کرینگی سب معصوم بچون کی طرح دامن سوار جیسے نوزاد بچہ کو بنظر احتیاط اُس کے بچھونے سمیت ہاتھون پر اُٹھا لیتے ہین یا دامن پر اور ہر ایک گوشہ دامن کا پکڑے ہوے جیسے خادم گوشہ گھوڑے کے زین کا پکڑتے ہین حق تعالے سے یہ خبر بہو بچی ہے ان اللہ لا یخفے من الحق شیئا بیشک گمان نہین بے پروا کرتا ہے حق سے ذرا بھی حق و یقین ہونا چاہیے نہ گمان کہ مرکب گمان کا آسمان پر کب پہونچتا ہے اور اغلب دو گمانون کا اس ترجیح مین برابری شمس یقین کی اپنی نور ضیع مین نہین کر سکتا جب آفتاب حق کا قیامت کے دن مستوی ہوگا اور راہ یافتہ اور گمراہ دونون پر برابر چمکیگا اُسوقت اپنے اپنے مرکب دیکھین گے کہ اپنے پاؤن ہی سے مرکب بنائے ہین الخلاف شرح مین آنجا کو بدیصورت آبخانہ ہمچو مہان کو بلطف جملتان کو جملہ تان جدا جدا سر جہل کو خود جہل لکھا ہے قولہ وہم و فکر چہ وادراکات ما ہمچو فی دان مرکب کو دک ہلا علمہاے اہل دل حمال شان علمہاے اہل تن احمال شان علم چون بردل زند یاری شود علم چون بر تن زند ماری شود گفت ایزد جمل اسفارہ بار باشد علم کان نبود زہو علم کان نبود زہو بیواسطہ آن نیاید ہمچو رنگ ماشطہ لیک چون این بار را نیکو کشی بار بر گیرند و نخبت ندت خوشی ہین مکش بہر ہوا این بار علم تا بہ بینی در درون انبار علم تا کہ بر رہوار علم آئی سوار بے بعد ازان افتد ترا از دوش بار از ہوا ہاے رہی ہمچو ہا اے زہو قانع شدہ بانام ہو از صفت و زنام چہ زائد خیال دان خیالش ہست دلال وصال دیدہ دلال بے مدلول ہیچ تا نباشد جادہ نبود غول ہیچ ہیچ نامے بے حقیقت دیدہ یا زکاف ولام گل گل چیدہ اسم خواندی رو مسمی را بجو مہ بیالا دان نہ اندر آبجو گر ز نام و حرف خواہی بگذری پاک کن خود را ز خود ہان یکسری ہمچو آہن را بہنے بیرنگ شو در ریاضت آ لینہ بیرنگ شو خویش را صافی کن از اوصاف خود تا بہ بینی ذات پاک و صاف خود بینی اندر دل علوم انبیا بے کتاب و بے معین و اوستا گفت پیغمبر کہ ہست از امتم کہ بود ہم گو ہر و ہم ہمتم مر مر ازان نور بیند جان شان کہ من ایشان راہی نیم بدان بے صحیحین و احادیث و روات بلکہ اندر مشرب آب حیات سر ما فکر و یا بدان راز

اصبحنا عرابیا بخوان ؛ سر اسینا و اصبحنا نرا ؛ میرساند جانب راه خدا ؛ ور مشاے خواهی از علم نهان ؛ قصه گواز
رومیان و چینیان ؛ المعنی هلا بفتح کلمة تنبیه کا هی بمعنی خبردار باش احمال بالفتح بار بالکسر بالکل معید بضم ویاے
معروف اعاده کننده و بار بار گوینده فرماتے هین یه وهم و فکر و حس و ادراکات جو همارے هین خبرداران سب کو
ایسا جان جیسے لڑکون کا گھوڑانے کا اور علم کی یه کیفیت که جو علم اهل دل اور کاملین کا هی وه اُنکا حامل و بردارنده هی یه
اُس کے محمول هین اور جو علم اهل تن کا هی که تن پروری کیواسطے حاصل کرتے هین وه اُنکی پیٹھ کا بوجھ هی قیامت کے دن
اُن پر لدیگا جیسے اور گناه لدینگے اسواسطے که جو علم دل پر اثر کرتا هی اور یه اسکا عامل بنتا هی وه علم یار و مددگار هوتا هی اور
جس علم کا اثر تن پر هوتا هی اور اُسکو ذریعه حصول دنیا کا بناتا هی وه روز قیامت مین ایک بار عظیم هی جس سے چلنا دشوار
هوگا الله تعالے نے بھی ایسے علم والے کو گدھے سے تشبیه دیکر یحمل اسفارا فرمایا هی پس یه علم جو اُس سے نهین
هی محض بار هی هو اسمین ذات خدا تعالے کا هی اور جو علم اُس سے هی وه نجات هی ورنه فرمایا مثل الذین حملوا التوراته ثم لم
یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا مثل اُن لوگون کی که لادے گئے هین توریت اور نه اُٹھایا حق اُسکے اُٹھانے کا یعنی اُسپر
عمل نه کیا مثل گدھے کی هی که لادے هوئے هی کتابین جو علم که وه بیواسطه ذات الهی سے نهین هی گویا القا و علم لدن
اُسکا قیام اسی دنیا تک هی زیاده پائداری نهین جیسے رنگ ماشطه کا جسکی زیبائی ایک دو روز رنگ ماشطه گلگونه
وسمه وغیره جو عورتون کے هنگام بناؤ لگادیتے هین لیکن اس بار کو اچھی طرح اگر تو اُٹھائے گا اور اسکا عامل بنے گا تو
تیرا بارگناه تجھسے اُتار لینگے اور تجکو خوشی و خوشحالی بخشینگے بس خبردار بار علم کا حرص و هوا کے واسطے مت لاد
تو اپنے دلمین انبار علم کے دیکھے گا اور رهوار علم پر سوار هوگا اُسکا ربار بنے گا اور تیرا بار تیرے کندھے سے خود اُتر
جائے گا مگر هوا سے نجات پانا بے جام هُو کے دشوار هی اور ای مخاطب یه بھی نهین جیسے تو هُو سے صرف نام هو پر قائل
هو رها هی اور فقط زبان سے هو هو کرتا هی بھلا کسی کا نام لینے یا اُسکی صفت جان لینے سے کیا پیدا هوتا هی خیال اُس
خیال هی کو تو دیکھتے هی مین دلال وصال کا جان لے یهی مطلوب سے ملا دیتا هی تو نے کهین ایسا بھی دیکھا هی که دلال
هوا و مدلول نهو اور جاده نهو اور رغول هو بس ایسے هی کوئی نام بے حقیقت کے بھی تو نے دیکھا هی که نام هو اور اُسکا
مسمی نهو یا گل کے نام مین چو کاف و لام هی اُس سے گل چنے هون لاجرم جب تو کسی کا نام لے تو اُسکے مسمی کی جستجو کر
مسمی ضرور هی اور جب چاند کا عکس آبجو مین دیکھے تو یه مت جان لے که یهی چاند هی بلکه یه جان که چاند اوپر هی یعنے
آسمان پر اب اگر تو چاها هی که اسم و حرف سے گذر کے مسمے تک پهونچ جاؤن تو خبردار هو بالکل اپنی خودی سے
نکل جا اور اس هستی سے نیست هو جا اور مثل آهن کے رنگ آهن پن سے بیرنگ هو اور مصقلی ریاضت کی اُٹھا اُٹھا
ایک آئینه بیرنگ بن جا جیسے سکندر کے وقت مین آئینه آهن کا بنا تھا تو آپ کو اپنے اوصاف بشری سے صاف
کر تو دیکھے گا که تیری ذات کیسی پاک و صاف هی جو علوم که انبیا کو حاصل تھے اُن کو تو اپنے دل مین لے کتاب

اور بے اعادہ بار بار سبق اور بے اُستاد کے موجود پائے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری اُمت سے ایسے لوگ ہین کہ میرے ہم گوہر اور ہم ہمت ہین مجکو اُنکی جان اُس نور سے دیکھتی ہی جس نور سے مین اُن کو دیکھتا ہون اور یہ دیکھنا ایسا نہین ہی کہ از روے صحیحین اور حدیثون اور روایتون کے ہو کہ وہ ان کو جانتے ہین اور ان کے عامل تو گویا دیکھتے ہی ہین بلکہ مشرب کی رو سے جو اُجابت ہی اور مشرب کے معنی مجازاً انتفاع معنوی کے بھی ہین دیکھ تو اُس کرد کو جو ملک فارس سے تھا زبان عرب سے محض ناآشنا کیسا اُسنے اسینا اور اصبحنا اعرابیون کی طرح کہا ذرا اس راز دبھید کی طرف تو غور و لحاظ کر شارح نے لکھا ہی ابوالوفا نامے نے کہ فارس کے عجم نشینون سے تھا ایک پرچہ پر بسم اللہ لکھی ہوئی پائی خود ناخواندہ تھا کسی اور سے پڑھوا کے کیفیت معلوم کی اور اونچی جگہ رکھ کے رات بھر مودب ہاتھ باندھے اُسکے سامنے کھڑا رہا صبح کو جذب الٰہی سے باطن اُسکا کھل گیا اور بہت علم اُسپر منکشف ہو گئے اور مسجد مین جاکر منبر پر بفصاحت تمام کہا الحمد للہ الذی اسمنا واصبحنا شکر اُس خدا کا جسنے شام کرائی ہمکو اور صبح کرائی ہم کو بس یہی بھید اسمنا واصبحنا کا جو جذب الٰہی تھا تجکو خدا کی راہ تک پہونچا دیگا اور جو تجکو اس علم نہانی کے مثال کی حاجت ہو تو رومی اور چینیون کے قصہ کو بیان کرا الخلاف شرح مین بجاے بہر ہوا بہر خدا لکھا ہی اور پاک وصاف مین واو عطف کا نہین لکھا اور اسمنا کو اسینا شاید کل صیغہ متکلم کا سمجھا ہی حال اُنکہ اسی الگ ہی اور ناضمیر منصوب منفصل جدا

قصہ رومیون اور چینیون کا صفت نقاشی وصور تگری مین

قولہ چینیان گفتند ما نقاش تر ✤ رومیان گفتند ما کردو فر ✤ گفت سلطان امتحان خواہم درین ✤ کز شما خوبیست در دعوے مبین ✤ چینیان گفتند ما خدمت کنیم ✤ رومیان گفتند در حکمت تنیم ✤ اہل چین و روم حاضر آمدند ✤ رومیان در علم واقف تر بدند ✤ چینیان گفتند یک خانہ بما ✤ خاص بسپارید و یک آن شما ✤ بود دو خانہ مقابل در بدر ✤ زان یکے چینی ستد رومی دگر ✤ چینیان صد رنگ از شہ خواستند ✤ پس خزانہ بار کرد و آن ارجمند ✤ ہر صباحی از خزینہ رنگہا ✤ چینیان را راتبہ بود و عطا ✤ رومیان گفتند نے نقش و نہ رنگ ✤ در خور آید کار را جز دفع زنگ ✤ در فرو بستند و صیقل میزدند ✤ مجو گردون ساده و صافی شدند ✤ از دو صد رنگے یہ بیرنگے رہیست ✤ رنگ چون ابرست و بیرنگے مہست ✤ ہر چہ اندر ابر ضو بینی و تاب ✤ آن ز اختر دان و ماہ و آفتاب ✤ چینیان چون اُصل فارغ شدند ✤ از پے شادی دہلہا میزدند ✤ شہ در آمد دید آنجا نقشہا ✤ میر بود آن عقل را و فہم را ✤ بعد ازان آمد بسوے رومیان ✤ پردہ را بر داشت رومی از میان ✤ عکس آن تصویر و آن کردار ہا ✤ زد برین صافی شدہ دیوار ہا ✤ ہر چہ آنجا بود اینجا بہ نمود ✤ دید را از دیدہ خانہ میر بود ✤ رومیان آن صوفیانند اے پسر ✤ نے نقش و نگار کتاب بے ہنر ✤ یک صیقل کردہ اند آن سینہا ✤ پاک زاز حرص و بخل و کینہا ✤

المعنی مبین بفتح میم روشن آن بالمد ملک ضوبالفتح روشنی آفتاب چینیون نے کہا ہم بڑے نقاش ہین رومیون نے
کہا یہ کرو فرہمارے واسطے ہو بادشاہ نے کہا ہم اسکا امتحان کرین گے دیکھین تم مین سے کس کا دعوی روشن وبہین
ہو چینیون نے کہا ہم خدمت کرین گے رومیون نے کہا ہم بھی اپنی حکمت کرین گے بس اہل چین و روم دونون حاضر
ہوے رومی اپنے علم مین زیادہ تر واقف تھے چینیون نے کہا ایک خانہ خاص ہمارے حوالہ کردو اور ایک تم اپنی
ملکیت کرلو بس دو مکان تھے مقابل در بدر اُن مین سے ایک چینیون نے لیلیا اور ایک رومیون نے چینیون
نے سیکڑون رنگ بادشاہ سے مانگے بادشاہ نے خزانۂ آبہ کھول دیا کہ جو چاہو وہ لو لہذا ہر صبح چینیون کو خزانہ سے
رنگ کا راتب تھا اور خطائی جو چاہتے تھے وہ لیتے تھے رومیون نے کہا اس کام کے واسطے نہ نقش چاہیے نہ
رنگ یہان صیقل اور دفع زنگ ہی لائق و کارآمد ہی یہ تجویز کرکے دروازہ بند کرلیا اور صیقل کرنا شروع کی کہ
مثل گردون کے سادہ وصاف ہوگئے سب در و دیوار اُس کے آب معقولات مولانا رح کے ہین کہ سیکڑون
رنگ سے بیرنگی کی طرف راہ ہی جیسے چینیون کے رنگ رومیون کی بیرنگی کی طرف گئے ایسا ہی جیسے ابر اور
جیسے ابر بس ابر مین جو کچھ روشنی اور فروغ ہوتی ہی سب تارون اور چاند وسورج کی ہوتی ہی پھر رجوع کیطرف
ذکر رومیون اور چینیون کے کہ چینی اپنے کام سے جب فارغ ہوے تو خوشی کی ڈھول بجاتے تھے بادشاہ آیا
اور وہان ایسے نقش دیکھے جو عقل و فکر وفہم کو لیے جاتے تھے بعد اسکے رومیون کی طرف گیا رومی نے پردہ درمیان سے
اُٹھا دیا بمجرد پردہ اُٹھانے کے چینیون نے جو نقش و نگار در و دیوار پر بنائے تھے سارے کرتب اُنکے
رومیون کے در و دیوار صافی شدہ مین جھلکنے لگے بلکہ جو کچھ وہان تھا اُس سے یہان بہتر معلوم ہوتا تھا گویا آنکھ
کو اُسکے گھر سے کھینچے لیتا تھا آنکھ اُنکے دیکھنے مین بے اختیار ہوئی جاتی تھی پھر معقولات مولانا رح کے ہین فرماتے
ہین کہ صوفیون کو تو ایسا جان جیسے رومی کہ اُنکے یہان نہ تکرار کتاب کی ہی نہ بحث کی لیکن اپنے سینون کو صیقل
کرکے خوب پاک صاف کیا ہی کہ حرص و آز و بخل و کینہ کا مطلق نام نشان نہین چھوڑا ہی قولہ آن صفائی آئینہ
وصف دلست ✤ صورت بے منتہا را قابل ست ✤ صورت بیصورتی بیحد وعیب ✤ زآئینہ دل تافت بر موسیٰ زجیب ✤
گرچہ آن صورت نگنجد در فلک ✤ نے بعرش وفرش ودریا وسمک ✤ زانکہ محدود ست ومعدود ست آن ✤ آئینہ
دل را نبا شد حد بدان ✤ عقل اینجا ساکت آید یا مضل ✤ زانکہ دل با اوست یا خود اوست دل ✤ عکس ہر نقشے
نتابد تا ابد ✤ جز زدل ہم با احد ہم بیحد ✤ تا ابد نو نو صور کاید برو ✤ مینماید بے حجابے اندر و ✤ اہل صیقل رستہ اند
از بود و رنگ ✤ ہر دمے بینند خوبی بیدرنگ ✤ نقش دفتر علم را بگذاشتند ✤ رایت عین الیقین افراشتند ✤
رفت فکر و روشنائی یافتند ✤ بر و بحر آشنائی یافتند ✤ مرگ کزوے جملہ اندر وحشتند ✤ می کنند آن قوم
بروے رشخند ✤ کس نیابد بر دل ایشان ظفر ✤ چون صدف گشتند ایشان پُر گہر ✤ گرچہ کُو و فقہ را بگذاشتند ✤

لیک محو فقر را برداشتند ✤ تا نقوش ہفت جنت تافت ست ✤ لوح دل شان را پذیرا یافت ست ✤ بر تر انداز عرش و کرسی و خلا ✤ ساکنان مقعد صدق خدا ✤ صدق شان دارند و محو مطلقند ✤ چه نشان بل عین دیدار حقند ✤ المعنی سمک بفتحتین مچھلی اور وہ مچھلی جسکے سر پر زمین رکھی ہی مفصل بضم گمراہ عین الیقین وہ درجہ یقین کا جو آنکھ کے دیکھنے سے حاصل ہو رشیخند تمسخر خلا نفع جاے خالی پینے وہ جو صوفیون نے صفا آئینہ کی کی ہی یہ صفاے آئینہ وصف اُن کے دل کا ہی کہ مثل آئینہ کے صاف ہو رہا ہی اور اُس صورت کا جو بحید و لانہا ہی یعنی نور خدا تعالی اسکا قبول کرنے والا ہی اسی آئینہ دل کی جیب سے ایک صورت جو بصورت اور بے حد اور بے عیب ہی حضرت موسی پر چمکی کہ وہ معجزہ ید بیضا ہوا اگرچہ وہ صورت نہ فلک مین سماتی ہی نہ عرش و فرش اور نہ دریا و سمک مین اس سبب سے کہ یہ سب اشیاے مذکورہ محدود و معدود ہین اور آئینہ دل کی حد ان کے ساتھ حد نہین ہی اب عقل بہان فاموش ہوتی ہی یا بہکتی ہی کہ یہ دل اُسکے ساتھ ہی یا خود وہ دل ہی ہی جو اسمین سما جاتا ہی عکس ہر ایک نقش کا جو ابد تک ہونے والا ہی کسی چیز سے نہین چمکتا ہی سواے دل کے خواہ وہ با خدد ہو خواہ بیخدد ہو یعنی مخلوق سے ہو یا خالق سے دونون اس سے مرئی ہوتے ہین اور ابد تک نئی نئی صورتین جو برو سے کار آتی ہین اور صورت پکڑتی ہین سب بحجاب و بے حجاب اسمین معلوم ہوتی ہین جو اہل صیقل ہین وہ رنگ و بو جو اسباب ظاہر سے ہی خلاص یافتہ ہین اور ہر دم ایک معشوق کو بے تامل دیکھتے ہین بقول شاعر شعر دل کے آئینہ مین ہی تصویر یار ✤ جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی ✤ ان لوگون نے نقش دفتر علم کے چھوڑے ہین اور عین الیقین کا بلند کیا ہی لینے اور تو اپنے علم ہی سے جانتے ہین جو جانتے ہین یہ تو آنکھ سے دیکھ رہے ہین سوچ و فکر سے یہ گندے ہوے ہین جو تیرگی پیدا کرتی ہی اور روشنائی ان کو حاصل ہی اور جنگل کے جنگل اور دریا کے دریا آشنائی و محبت کے انھون نے پائے ہین یہ مرگ جس سے ساری دنیا وحشت مین ہی اُس سے ان کو تمسخر و استہزا ہی کہ کیا اور ون کو مارتا پھرتا ہی ہمکو مارے تو جانین مرگ کیا کوئی چیز انکے دل پر ظفر یاب نہین ہوسکتی یہ ایسے صدف کیطرح اپنے مقصود سے پر گہر ہوے ہین اگرچہ نحو و قفہ کو جو علوم ظاہری سے ہین اُنھون نے ترک کیا ہی لیکن محو و فقر کو جو علوم معنوی ہین بخوبی حاصل کیا ہی حبب سے نقوش ہفت جنت کے چمکے ہین اُنکی تختی دل کو اُنھون نے پذیرا پایا ہی اور ساتون کے رنگ اسمین نقش پذیر ہین گویا ہر وقت جنت مین ہین جسکی آرزو مین لوگ عمر بھر رہتے ہین وہ لوگ عرش و کرسی اور اس خلا سے جس مین ساری دنیا بستی ہی سب سے برتر ہین اور مقعد صدق خدا کے ساکن ہین چنانچہ فرمایا ان المتقین فی جنات و نہر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر بیشک متقی جنتون مین ہین اور نہرون مین اور سچی نشستگاہ مین نزدیک بادشاہ قدرت والے کے انکے سیکڑون نشان ہین اور خود محو مطلق ہین اور نشان کس کے بلکہ خود عین دیدار

حق ہین جیسے بایزید نے کہا سبحانی ما اعظم شانی اور جنید نے لیس فی جبتی سوے اللہ الخلاف شرح مین بجاے عیب غیب اور نقش دفتر کو نقش دفتر لکھا ہی

پوچھنا رسول مقبول کا زید سے کہ آج تیری کیا کیفیت ہوا اور کس حال مین تو سو کے اُٹھا اور جواب اُسکا اصبحت مومنا حقا

قولہ گفت پیغمبر صباحے زید را ؛ کیف اصبحت ای رفیق باصفا ؛ گفت عبد امومنا باز وش گفت ؛ گر نشان از باغ ایمان گر شگفت ؛ گفت نشنہ بودہ ام من روزہا ؛ شب نخفتستم ز عشق وسوزہا ؛ تا ز روز وشب جدا گشتم چنان ؛ کہ ز اسپر بگذرد نوک سنان ؛ کہ از انسور وز وشب ملت یکی ست ؛ صد ہزاران سال و یک ساعت یکیست ؛ ہست ازل را و ابد را اتحاد ؛ عقل را نبود بسوے اتقاد ؛ گفت ازین رہ کورہ آور دے بیار ؛ در خور فہم و عقول این دیار ؛ گفت خلقان چون بہ بینند آسمان ؛ من بہ بینم عرش را بہ عرشیان ؛ ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من ؛ ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن ؛ یک بیک وامیشناسم خلق را ؛ ہمچو گندم من ز جو در آسیا ؛ کہ بشکی کہ وبیگانہ کیست ؛ پیش من پیدا چو مار و ماہیست ؛ این زمان پیدا شدہ بر این گروہ ؛ یوم تبیض وتسود وجوہ ؛ پیش ازین ہر چند جان پر عیب بود ؛ در رحم بود و ز خلقان غیب بود ؛ الشقی من شقی فی بطن ام ؛ من سمات اللہ یعرف عالم ؛ تن چو مادر طفل جانرا حاملہ ؛ مرگ در روز اد نست و زلزلہ ؛ جملہ جانہاے گذشتہ منتظر ؛ تا چگونہ زاید آن جان بطر ؛ المعنی افتقد ہا لکسر گم کرتا وگے ہوے کو ڈھونڈھنا زہ آور دتحفہ جو عزیزون کے واسطے کہین سے لائین شمن بفتحتین بت پرست بطر بفتحتین دہشت وحیرانی وغفلت ونافرمانی وشادی مفرط حضرت رسول مقبول نے ایک صبح زید سے کہا کہ آج کی صبح ای رفیق باصفا تو نے کیسے کی کہا اُس حال مین کہ مین عبد مومن تھا پھر اُس سے کہا کہ اُسکا نشان بتا جو گل تیرے باغ سے کھلا ہی جو تو کہتا ہی اصبحت عبد امومنا کہا مین مدتون پیاسا رہا ہون روزہ مین اور راتون کو سوز عشق مین نہین سویا ہون تو اس روز وشب سے ایسا نکل گیا ہون جیسے سیر سے نوک سنان کی نکل جاتی ہی روز وشب سے مراد زمانہ ہی یعنے زمانے سے الگ ہون کس واسطے کہ اس روز وشب کے اُس پار ایک ہی ملت ہی یعنے وحدت جان لاکھون برس اور ایک ساعت ایک ہی غرض یہ کہ تعدد وتعین نہین ہی یکی ہی یکی ہی ازل اور ابد جو لا ابتدا لہا ور لا انتہا لہا سے موصوف ہین دونون متحد ہین عقل کو یہ دخل نہین ہی جو کسی گے ہوے کو ڈھونڈھے یعنے جو کیفتین کہ ازل مین تھین وہ بھی موجود ہین اور جو ابد تک ہون گی وہ بھی حاضر آپ نے فرمایا کہ اس راہ سے کیا رہ آورد و تحفہ لایا ہی وہ بھی عرض کر مگر موافق سمجھ اور عقول اس ملک دنیا کے جو سب سمجھین کہا مخلوق کے لوگ جیسے آسمان کو دیکھتے ہین مین ایسے ہی عرش کو عرشیون سمیت دیکھتا ہون آٹھون جنت سا تون

توضیح

دوزخ میرے سامنے ایسی ظاہر ہین جیسے بت پرست کے آگے اور مخلوق سے ایک ایک کو مین تو پہچانتا ہون جیسے گیہون اور جو آسیا مین پہچانے جاتے ہین کہ یہ جو ہی یہ گندم ہی اور بہشتی کون ہی اور بیگانہ کون ہی میرے سامنے ایسے ظاہر ہین جیسے سانپ و مچھلی آگے مقولات مولانا رح فرماتے ہین کہ قیامت کے دن جو سیاہ رو ہونگے وہ اور جو روسپید ہونگے وہ سب ظاہر ہونگے اس گروہ پر اسوقت ظاہر ہین جیسا کہ فرمایا یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ یعنے قیامت کا وہ دن ہی کہ بعض روسپید ہونگے اور بعض روسیاہ اس سے قبل اگرچہ جان غریب رحم مین تھی اور شقی وسعید دونون لیکن مخلوق سے چھپی تھی جیسا کہ ترجمہ شعر بعد کا ہی کہ شقی وہ شخص ہی جو ماں کے پیٹ سے شقی ہوا ہی جسکے حال کو اللہ تعالے پہچانتا ہی کہ اسی کے نقشون سے وہ شقی ہوا جیسا کہ حدیث مین آیا ہی السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ اب جو رحم مادر سے دنیا مین آئی اسی نقش کے ساتھ جو اُسنے لکھدیا ہی سعید یا شقی تو اب یہ تن مثل مادر کے حاملہ ہی طفل جان سے اور مرگ کی ایذا جیسے دردزہ اور اسکے زلزلے اور جتنی جانین گذشتہ مین ہوگذری ہین منتظر کہ دیکھین یہ جان بطر کیسی پیدا ہوتی ہی آیا نافرمان وحیران یا شاد ان وفرحان جیسے لڑکا لڑکی کے دنیا مین نگران ہوتے ہین الخلاف شرح مین بجاے کہ از السور روز وشب کے از السو جملہ لکھا ہی مگر بہتر روز وشب ہی کہ روز وشب کا اوپر ذکر ہی قولہ زنگیان گویند خود از ماست او ✤ رومیان گویند بس زیباست او ✤ چون برآید در جہان جان وجود ہو پس نماند اختلاف بیش وسود ✤ گر بود زنگی برندش زنگیان ✤ ور بود رومی برد ہم ازمیان ✤ تا نزاد او مشکلات عالمست ✤ آنکہ نازاد شد سد آن کمست ✤ او مگر بنظر بنور اللہ بود ✤ کاندرون پوست او راہ بود ✤ اصل آب لطف اسپیدست وخوش ✤ لیک عکس جان رومی وحبش ✤ مید ہد رنگ احسن التقویم را ✤ تا باسفل میبرد آن نیم را ✤ یوم تبیض وتسود وجوہ ✤ ترک وہندو شد سیہ گردد سیاہ ✤ زان گردد فاش گردد کہ تو کاہے یا کہ کوہ ✤ ہندوے یا ترک پیش ہر گروہ ✤ در رحم پیدا نگردد ہندو ترک ✤ چونکہ زاید بیند خرد و بزرگ ✤ این سخن پایان ندارد باز ران ✤ تا نمایم از قطار کاروان ✤ المعنی حبش بیاے معروف عورتین سپید رنگ اور جو چیزین مونث سپید رنگ ہون جمع بیضا سود بواو معروف جمع اسود یعنی رنگ سیاہ قطار یکسر فتر برابر برابر یک طور پر چلنے والے کینے اوپر جو کہا ہی کہ جانین گذشتہ اسکے پیدا ہونے کی منتظر ہین بس ان جانون مین جو زنگی ہین وہ کہتے ہین کہ یہ جو پیدا ہوگا وہ ہمسے ہی ہوگا اے ہمارے گروہ سے رومی کہتے ہین نہین یہ تو بہت زیبا ہی ہمارے میل کا ہی جب یہ جہان جان مین اپنا وجود ظاہر کرے گا پھر کچھ اختلاف گورے کالے کا نہ رہیگا اگر زنگی ہی اسی گنہگار تو اسکو زنگی لیجائینگے اور اگر رومی یعنی نیک تو اسکو ان مین سے رومی لیجائینگے جب تک عالم جان مین نہین پیدا ہوتا مشکلات عالم کی ہین کہ زنگی ہی یا رومی اور کوئی نہین پہچانتا اور جو نازادہ کو پہچانتا ہی وہ بہت کم ہی کہ دنیا مین اچھے بُرے کو جان لے ہان مگر وہ شخص جو بنظر بنور اللہ ہی اللہ کے نور سے دیکھتا ہی ایسے شخص کو البتہ پوست کے اندر دخل

ہوتا ہی وہ ہر ایک کے رونگٹے رونگٹے سے واقف ہوسکتا ہی آب فرماتے ہین کہ در اصل آب منی کا سپیدہ وستھرا ہوتا ہی لیکن اگر ردی ہی یا جیش اُسکی صورت کو جسکو لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم فرمایا ہی پیدا کیا ہمنے انسان کو اچھی صورت مین عکس جان کا رنگ دیتا ہی اور اُس نیم کو جو روم وجیش کا نصف ہی دونون مین سے ایک کو اسفل السافلین یمن بھیجا ہی جیسا کہ فرمایا ثم رددناہ اسفل سافلین پھر لوٹا دیا ہمنے اسکو جو جیش تھا ہی منکر و متھور طرف پست تر پستی والون کے آب جس دن کہ بعض روسیاہ اور بعض روسپید ہونگے اُس دن ترک اور ہندو سب پر مشہور و ظاہر ہو جائینگے کہ یہ ہندو ہین یہ ترک ہنے بدکار و نکوکار اور اُس دن حال کھل جائیگا کہ تو کاہ ہی یا کوہ اہی خفیف و سبک یا گران اور بادقار ہندو ہی یا ترک ہر گروہ تجکو جان لے گا رحم مین ظاہر نہین ہوتا ہی ہندو اور ترک جب پیدا ہوتا ہی تو ہر خرد و بزرگ اُس کو جان لیتا ہی جیسی اُسکی کیفیت ہوتی ہی پس یہ عالم برزخ ایک رحم ہی حشر کے دن ہر ایک کا حال کھلے گا پھر گر نیز ہی اس بات کی تو کچھ حد نہین پھر لوٹین تو قطار کاروان سے الگ نہ رہجائین الخلاف شرح بحر العلوم مین بجاے بس نماند کے پس نماید اور رہ بود کی جگہ زہ بود لکھا ہی

باقی جواب زید بن حارثہ کا حضور مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

قولہ جلہ راچون روز رستاخیز من ۞ فاش می بینم عیان از مرد و زن ۞ ہین بگویم یا فرو بندم نفس ۞ لب گزیدش مصطفے یعنے کہ بس ۞ یا رسول اللہ بگویم سر حشر ۞ در جہان پیدا کنم امروز نشر ۞ ہل مرا تا پردہا را بردرم ۞ تا چو خورشیدے بتابد گوہرم ۞ تا کسوف آید ز من خورشید را ۞ تا نمایم شکل را و بید را ۞ و انمایم روز رستاخیز را ۞ تا قدر او نقد قلب آمیز را ۞ دستہا بریدہ اصحاب شمال ۞ و انمایم رنگ کفر و رنگ آل ۞ و اکشایم ہفت سوراخ نفاق ۞ و ز ضیاے ماہ بے خسف و محاق ۞ و انمایم من پلاس اشقیا ۞ بشنوانم طبل و کوس انبیا ۞ دوزخ و جنات برزخ درمیان ۞ پیش چشم کافران آرم عیان ۞ و انمایم حوض کوثر را بجوش ۞ تا کاب بر روشان زند بانگش بگوش ۞ و انکہ تشنہ گرد کوثرے دوند ۞ یک بیک را نام گویم کہ کہ اند ۞ ہے بساید دوش شان بر دوش من ۞ تا فرہاشان میرسد در گوش من ۞ اہل جنت پیش چشم زاختیار ۞ در کشیدہ یکدگر را در کنار ۞ دست یکدیگر زیارت میکنند ۞ و ز لبان ہم بوسہ غارت می کنند ۞ گر شد این گوشم ز بانگ آہ آہ ۞ از حنین و نالہ و احسرتاہ ۞ این اشارتہاست گویم از نخول ۞ لیک می ترسم ز آزار رسول ۞ ہمچنین می گفت سرمست و خراب ۞ داد پیغمبر گریانش تباب ۞ گفت ہین در کش کہ اسپت گرم شد ۞ عکس حق لاستحی زد شرم شد ۞ آئینہ تو جست بیرون از غلاف ۞ آئینہ و میزان کجا گوید خلاف ۞ آئینہ و میزان کجا بند و نفس ۞ مہر آزار و حیاے آہنکس ۞ آئینہ و میزان محکماے سنی ۞ گر دو صد سالش تو خدمتہا کنی ۞ کز براے من بپوشان راستی ۞ بہل فزون بنما و منما کاستی ۞ اوست گوید ریش و سبلت بر مخند ۞ آئینہ میزان و آنگہ ریو بند ۞

المعنی پہلا شعر استیناف ہی جو اوپر چھوڑا ہی کہ بہشتی و دوزخی مثل مار و ماہی کے میرے سامنے ظاہر ہین بتائید

اُسی کے کہتا ہی کہ مثل روز قیامت کے تمامی مردوزن کی کیفیت عیان و برملا ظاہر دیکھ رہا ہون خبردار ہو کے جاؤن یا خاموش ہو جاؤن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہونٹھ دانت تلے دبایا جس سے ایسا تھا کہ بس کر زید نے کہا یا رسول اللہ کچھ تو بھید حشر کا کہون اور جہان مین پریشانی ڈالون اور آج ہی نشر پیدا کردون مجکو چھوڑ دو اور اجازت دو تو پردے بھید کے پھاڑون جس سے گوہر میری ذات کا مثل خورشید کے چمکے اور مجھ سے خورشید مین کسوف آجائے جیسا کہ قیامت کو ہوگا ایسا بیان کرون اور نخل خرما اور بید کو ظاہر کردون کہ فلان مثل خرما کے رطب سے پربار ہی اور فلان مثل بید کے بے بار اور کیفیت روز قیامت کی کھول دون جسمین نقد جید اور نقد قلب آمیز ہر ایک کا ظاہر ہو جائیگا اور دستہا بریدہ جسکی عربی ہی تبت یدا کے دعاے بد مین عرب استعمال کرتے ہین زید تباد م اصحاب شمال کے حق مین کہکے کہتا ہی ان کے ہلاک کی کیفیت ظاہر کردون جسکو ان کے یہ بائین ہاتھ والے یعنے گنہگار رنجکے بائین ہاتھ مین نامۂ عمل دیا جائیگا اپنی خرابی کو جانین اور رنگ کفر کو جو سیاہ ہی اور رنگ اسلام کو جو سرخ ہی دکھاؤن کہ یہ حال کفر کا ہی اور یہ اسلام کا اور وہ سات سوراخ جو نفاق کے ہین یعنے کبر وحسد وشہوت وبخل وغضب وحقد وحرص اور بقول بعض شرک بالسحر وقتل حرام وزنا وسود اور مال یتیم کا کھانا اور کفار کی لڑائی سے بھاگنا انکو کھولدون ہفت سوراخ مراد درکات دوزخ سے ہی کہ سات ہین از بس تیرہ وتاریک اور زیر روشنی ماہ سے جو نکو کار ہین اور ایسے ماہ جنکو خسوف ومحاق نہین جیسے یہ ماہ خسوف مین بھی آجاتا ہی اور ہر مہینہ محاق مین جو تحت شعاع آفتاب مین ڈوبا رہتا ہی پڑ جاتا ہی اشقیا کو پلاس نصیب ہی وہ بھی دکھادون انبیا کے طبل ونقارہ کی آواز بھی سنوادون کہ کیسا ڈنکا بادشاہی کا بجا رہے ہین اور اشقیا کیسی ذلت وخواری مین ہین دوزخ اور حیثیتین جن مین بالفعل ہر زخ ہو رہا ہی اور کافر اسی برزخ کے باعث کے منکر ابھی آنکی آنکھون کے سامنے ظاہر کردون حوض کوثر کے بھی منکرین منکر ہین اُسکو بھی جوش مارتا ہوا دکھادون ایسا کہ پانی اُن کے برد ہوا اور آواز جوش کی اُنکے کان مین پہونچے اور وہ لوگ جو پیاسے اُسکے گرد پھرتے ہین اور دوڑ دوڑ کے آتے ہین ایک ایک کا نام بتادون کہ کون کون ہین اُن کے دوش میرے دوش سے لگے ہوے ہین اور اُنکے نورے میرے کان مین چلے آتے ہین اور جتنے اہل جنت ہین اور جو اُنکو اختیار ہین سب میرے آنکھ کے سامنے ایک دوسرے سے بغلگیر ہین اور باہم ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہین اور لبون سے لبون کے لوٹتے ہین اور وہ جو آہ وزاری آہ اور گریہ دردناک اور نالہ واحسرتاہ کی ہو رہی ہی دوزخیون سے وہ بھی میرے کان مین ایسی آرہی ہی جس سے کان میرے بہرے ہوگئے یہ اشارے دور کے ہین اور سب کامل کہ مین کہہ رہا ہون لیکن خوف نارضی رسول مقبول سے کہ حکم اخفا کا فرماتے ہین مفصل اور بین نہین کہہ سکتا بس ایسے ہی وہ کہہ رہا تھا اور حالیکہ مست ومدہوش تھا جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے گریبان اُسکا اینٹھ دیا یعنے گلا اُسکا بند کردیا اور منع فرمایا اور کہا خبردار ہو تیرا گھوڑا بہت تیز وگرم ہوگیا اسکو روک تجھپر عکس حق لایستحیی کا پڑا تیری شرم جاتی رہی یعنے جو لایستحیی کا حق ہی اُسکا پرتو اور رلا یستحیی کا حق

یہ ہی جیسا کہ فرمایا ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ بیشک اللہ نہین شرم کرتا بیان کرنے کسی مثل سے مثل مچھر وغیرہ کے بس تو نے بھی اسی کا عکس پڑنے سے افشاے راز مین شرم نہ کی اور بے تکلف ظاہر کر دیا تیرا آئینہ جو دل ہی غلاف سے اُگل اچھا اور رضا ہر ہی کہ آئینہ اور میزان دونون خلاف نہین کہتے نہ آئینہ صورت کی نقص بتانے مین کسی سے شرماتا ہی نہ میزان کمی جتانے مین کوتاہی کرتی ہی آئینہ اور میزان کسی کے رنج وحیا کا خیال کر کے کب خاموش رہتے ہین آئینہ اور میزان دونون ایک روشن کسوٹی ہین اگر دو سو برس تو انکی خدمت و خوشامد کرے اس نظر سے کہ میرے واسطے تم اپنی راستی کو چھپا لو اور راست پن کو چھوڑ دو بلکہ بڑھتی دکھاؤ کمتی مت دکھاؤ تو وہ یہی کہینگے کہ تو اپنی ڈاڑھی مونچھ پر آپ مت ہنس لینے خود مسخرہ مت بن بھلا آئینہ اور میزان اور پھر اُن سے توقع مکر و فریب کی الخلاف شرح مین وزرضیا کو ورضیا برزخ کو نیز رخ آرم آدم لنسید کو لکسید غلط لکھا ہی قولہ چون خدا مارا برای آن فراخت ؛ کہ بما بتوان حقیقت را شناخت ؛ این نباشد ماچہ ارزیم ایکوان ؛ کے شویم آئینہ روے نیکوان ؛ نیک درکش در بغل آئینہ را ؛ کز تجلی کرد سینا سینہ را ؛ گفت آخر ہیچ نخبد در بغل ؛ آفتاب حق و خورشید ازل ؛ ہم دغل را ہم بغل را برورد ؛ نے چنان ماند بہ پیش نے خرد ؛ گفت یک اصبع چو بر چشمے نہی ؛ عالم از خورشید بینی تو تہی ؛ یک سر انگشت پردہ ماہ شد ؛ دین نشان ساتری شاہ شد ؛ تا بپوشاند جہان را نقطہ ؛ مہر گردد منخسف از سقطہ ؛ لب بہ بند و غور دریاے مگر ؛ بحر را حق کرد محکوم بشر ؛ ہمچو چشمہ زنجبیل و سلسبیل ؛ ہست در حکم بہشتی و جلیل ؛ چار جوے جنت اندر حکم ماست ؛ این نہ زور ما بفرمان خداست ؛ ہر کجا خواہیم دارمش روان ؛ ہمچو سحر اندر مراد ساحران ؛ ہمچو این دو چشمہ چشم روان ؛ ہست در حکم دل و فرمان جان ؛ گر نخواہد رفت سوے زہر مار ؛ در نخواہد رفت سوے اغتبار ؛ گر نخواہد سوے محسوسات رفت ؛ در نخواہد سوے محبوسات رفت ؛ گر نخواہد سوے کلیات راند ؛ در نخواہد حبس جزئیات ماند ؛ ہمچنین بے رنج حس چون نائزہ ؛ بر مراد امر دل شد جائزہ ؛ ہر طرف کہ دل اشارت کرد شان ؛ میرود ہر پنج حس دامن کشان ؛ المعنی سینا کہ سر نام کوہ طور اصبع انگشت منقطہ بالضم پارہ ابر و یا رہ ہر چیز اور گرنا ڈگنا نائزہ ہندی لوٹنی جائزہ صلہ و انعام اور وہ نشان جو نقل کی ہوئی شے پر لگاتے ہین یعنے وہ آئینہ اور میزان یہ کہینگے کہ خدا تعالے نے ہم کو اسواسطے بلند کیا ہی اور عزت دی ہی کہ ہمسے حقیقت شے کی بچا نہ سکے ہین کہ ٹھیک ہی یا نہین بس اے جوان یہ بات کہ ہم کمی بیشی کو ٹھیک نہ بتائین اور مکر و فریب کرین ہمسے نہین ہو سکتی ہی بھلا ہم کس لائق تھے کہ آئینہ صورت حسینون کا بنیے کیسی اُسنے عزت بخشی ہی اگرچہ یہ بات ہی جو مذکور ہوئی کہ آئینہ چھپا نہین سکتا لیکن حضرت نے فرمایا کہ تو آئینہ کو اپنے بغل مین دبا جنے تیرے سینے کو تجلی نور الٰہی سے طور سینا بنا دیا ہی زید نے کہا بھلا آفتاب حق کا اور خورشید ازل کا کہین بغل مین سما سکتا ہی ذرا بھی اسکی گنجایش ہی یہ تو وہ ہی کہ دغل کو بھی پچھاڑے اور بغل کو بھی پچھاڑے نہ اسکے سامنے جنون ٹھہرے نہ خرد ٹھہرے فرمایا کیسے کہتا ہی کہ چھپ نہین سکتا ابھی تو اگر ایک

اُنگلی آنکھ پر رکھکے دیکھے گا تو سارے جہان کو خورشید سے خالی پائے گا اور ایک اُنگلی کی آڑ مین وہ چھپ جائے گا اور ایک ہی سر انگشت ماہ کا پردہ ہی وہ بھی اسمین چھپ جاتا ہی بس یہی نشان اُس بادشاہ کے چھپاو کا ہی اپنے لب پر اُنگلی رکھ خاموش رہ وہ خود چھپا رہے گا نقطہ مراد آفتاب سے ہی بس فرمایا حضرت نے اُسوقت تک کہ یہ نقطہ جہان کو چھپائے یعنے آفتاب سیاہ ہوکے زمین پر گر پڑے کہ مراد قیامت سے ہی تو اپنے لب بند کر اور اس بحر اسرار کی گہرائی کو دیکھتا رہ قیامت کے دن یہ سب حال منکشف ہو جائے گا وہ دن اسکے ظاہر ہونے کا ہی اللہ تعالے نے اس بحر راز کو محکوم بشر کا کیا ہی کہ اُسکو نظر آتا ہی جیسے چشمے زنجبیل اور سلسبیل کے بہشتی بزرگ وجلیل کے حکم مین ہین دیکھ تو چارون نہرین بہشت کی جو کوثر تسنیم سلسبیل زنجبیل ہین ہمارے حکم مین ہین اور یہ کچھ ہمارے زور سے نہین بلکہ خدا کے حکم سے ہم جہان چاہین اُنکو جاری رکھین جیسے جادو جادو گردن کی مراد کے موافق کرتا ہی جیسے یہ دو چشمے دونون آنکھون کے جاری ہین جو دل وجان کے حکم مین ہین اگر دل وجان چاہتے ہین تو یہ زہر مار کیطرف جاتے ہین یعنے لذات جسمانی اُنکو اچھا دکھاتی ہین اور اگر دل وجان چاہین تو اعتبار کی طرف جاتے ہین اور ہر شی سے عبرت جتاتے ہین اگر وہ اُنکو محسوس چیزون کی طرف بھیجتے ہین تو اُن حسی ظاہری کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور اگر محسوس کی جانب یعنے وہ چیزین جن مین اسرار مقید ہین تو اُن اسرار کی طرف جاتے ہین اور چاہے یہ دونون اُنکو کلیات کی طرف ہانک دین چاہے جزئیات کی قید مین چھوڑ دین ایسے ہی پانچون حس جو مثل نائزہ کے جسم مین انسان کے ہین انپر اسکا جائزہ لگا ہوا ہی جسکو کھول دیتا ہی اُس سے لطف وفائدہ حسب مراد دل کے پاتا ہی پانچون دل کے حکم مین ہین جس طرف دل ان کو اشارہ کرتا ہی مستعد دامن پڑھائے اُسی طرف جاتے ہین **الخلاف شرح** بحر العلوم مین کز بجلی کی جگہ کر لکھا ہی قولہ دست وپا در امر دل شد مبتلا ✤ همچو اندر دست موسی آن عصا ✤ دل بخواہد پا در آید در برقص ✤ یا گریزد سوے افزونی ونقص ✤ دل بخواہد دست آید در حساب ✤ یا اصابع تا نویسد او کتاب ✤ دست در دست نہانی ماندہ است ✤ او درون تن را برون نبشاندہ است ✤ گر بخواہد بر عدو مارے شود ✤ ور بخواہد بر بروے یارے شود ✤ گر بخواہد کف زر خوردنی ✤ ور بخواہد ہمچو گزدہ منی ✤ دل چہ میگوید بدایشان اے عجب ✤ طرفہ وصلت طرفہ پنہانی سبب ✤ دل مگر مہر سلیمان یافت ست ✤ کہ مہار پنج حس بر تافت ست ✤ پنج حسے از برون مامور او ✤ دہ حس ست وہفت اندام دگر ✤ انچہ اندر گفت ناید پیغمبر ✤ چون سلیمان دلاوہ تہمتنی ✤ بر پری و دیو زان انگشتری ✤ گر درین ملکت بری باشی زدیو ✤ کے ستاند خاتم از دست تو دیو ✤ ابدالان عالم بگیرد اسم تو ✤ دد وجہان محکوم تو چون جسم تو ✤ ور ز دست دیو خاتم را ببرد ✤ پادشاہے فوت شد بخت بمرد ✤ بعد ازان یا حسرۃ شد للعباد ✤ بر شما مختوم تا یوم التناد ✤ ور تو دیو خو بشستن را منگری ✤ چون روے آنجا تو روشن بنگری ✤ مکر خود را گر تو انکار آوری ✤ از ترا ز و آئینہ جان کے بری ✤ این سخن پایان ندارد چون کنم ✤

بعد ازین بر قصۂ لقمان تمم ٭ المعنی اصابع اعنی انگشتہا پنج حس ظاہر باصرہ و سامعہ شامۂ لقمہ لامسہ پنج حس باطن حس مشترک خیال وہم حافظہ مدرکہ ہفت اندام ظاہر سر سینہ پشت دست و پا فرج لبطن ہفت اندام باطن دل جگر دماغ گردہ شش سپرز تہ ملکت یعنی مملکت یعنے جیسے پنج حس فرمانبردار دل کے ہین ایسے ہی ہاتھ پانون بھی دل کے حکم مین مبتلا ہین جیسے موسی کا عصا موسی کے ہاتھ مین کہ جو شے وہ چاہتے تھے وہی بنجاتا تھا جس وقت تیرا دل ناچنے کو چاہتا ہی تیرے پانون ناچنے لگتے ہین یا کسی کی بیٹی کی طرف بھاگنا دوڑنا چاہتا ہی تو بھاگتے دوڑتے ہین اگر دل تیرا حساب چاہتا ہی تو ہاتھ حساب کرنے لگتے ہین کسی قسم کا ہو یا انگلیان تا کوئی لکھت لکھین لیکن ایک ہاتھ پوشیدہ بھی ہی جسکے ہاتھ مین تیرا ہاتھ ہی کہ وہ آپ تو اندر بیٹھا ہی اور تیرے تن کو باہر بٹھا دیا ہی جس سے تیری خواہشین پوری کراتا ہی جب وہ چاہتا ہی تو یہی ہاتھ تیرا دشمن پر مار گزندہ ہوجاتا ہی اے باعث ہلاک اور اگر چاہتا ہی تو یہی ہاتھ کسی دل کا یار و مددگار ہوجاتا ہی اور اگر چاہتا ہی تو کسی خورش کا چمچہ بنجاتا ہی اور یہی ہاتھ گرزوہ منی ہوجاتا ہی آپ کہتے ہین اے فلان عجب معاملہ ہی دل بیچارہ کیا کہتا ہی یہ تو وصل ان کا دل کا کرنے والے نے عجیب وصل پیوند کردیا ہی اور عجیب ایک پوشیدہ سبب لگا دیا ہی جس سے یہ دل کے فرمانبردار ہین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شاید دل نے مہر سلیمانی پائی ہی جس سے تکمیل اس پنج حس کی اسکے قبضہ مین آئی ہی جیسا چاہتا ہی ویسا ہی اسکو پھیرتا ہی اور حس سب دس ہین پانچ ظاہری پانچ باطنی یہ دسون اسپر سہل و آسان ہین اور محکوم و فرمانبردار غرض یہ دس حس اور ہفت اندام اور بہت ایسی جو بیان مین نہین آتین رگ پٹھے ہڈیان سب کو گن ان سب کا تو مثل سلیمان دلاور کے سردار ہی جیسے وہ دیو پری کے اس انگشتری کے سبب سے سردار تھے کہ ان حس و اندام مین بھی بعض بعض پر سردار ہین جیسے اچھے برے بس اگر اس سلطنت مین مکر دیو سے بچا رہا تو تیری انگوٹھی دیو کب لے سکتا ہی اور تیرا نام سارے جہان کرے لیگا اور یہ جہان کیا دونون جہان تیرے جسم کی طرح تیرے محکوم و مطیع ہوجائین گے اور جو کسی دیو نے انگوٹھی تیرے ہاتھ سے لی تو تیری بادشاہی بھی فوت ہوئی اور نصیب بھی تیرا مر گیا بعد اسکے یا حسرتا علی العباد یعنی ہای حسرت بندون پر اسکی مہر قیامت تک تجھپر لگجائے گی غرض قیامت تک حسرت مین رہے گا اگر تو اپنے دیو کا جو بچھ تین ہی منکر ہی تو جب قیامت گاہ مین جائے گا یا ہنگام سفر آخرت کے تو خوب ظاہر دیکھے گا تو اپنے مکر کا انکار کرے گا تو تیرے انکار سے کیا ہوگا ترازو اور آئینہ سے جو نامۂ اعمال ہی کیسے جان بچائے گا اور ترازو حشر کی معلوم آیندہ گریز کہ اس سخن کی کچھ حد نہین کیا کرون اب اسکو چھوڑون قصۂ لقمان پر اپنی نظم کو پورون الخلاف شرح مین یا اصابع کو یا اصابع یا دیوزن کو دیوزن لکھا ہے

تہمت لگانا غلامون اور خواجہ تاشون کا لقمان کو کہ یہ سب میوہ خوب کھا گیا

قولہ بود لقمان پیش خواجہ خویشتن ٭ در میان بندگانش خوار تن ٭ می فرستادا و غلامان را بہ باغ ٭

تاکہ میوہ آید ش بہر فراغ ۔ بود لقمان در غلامان چون طفیل ۔ پر معانی تیرہ صورت ہمچو لیل ۔ آن غلامان میوہ ہاے جمع را ۔ خوش بخورد ند از نہیب طمع را ۔ خواجہ را گفتند لقمان خورد آن ۔ خواجہ بر لقمان ترش گشت و گران ۔ چون تفحص کرد لقمان آن سبب ۔ در عتاب و خواجہ اش بگشاد لب ۔ گفت لقمان سید ا میش خدا ۔ بندۂ خائن نباشد مرتجی ۔ امتحان را کار فرما ای کیا ۔ شربت گرم آب دہ بہر بلا ۔ امتحان کن جملہ مارا ای کریم ۔ سیر مان در دہ تو از آب جیم ۔ بعد ازان مارا بصحرا ے کلان ۔ تو سوار و ما پیادہ بر دوان ۔ انگہان بنگر تو بد کردار را ۔ صنعہاے کاشف اسرار را ۔ گشت ساقی خواجہ از آب جیم ۔ مر غلامان را دو خورد ند آن زیم ۔ بعد ازان میراندشان در دشتہا ۔ میدویدند آن نفر تحت وعلا ۔ تے در افتادند ایشان از عنا ۔ آب می آورد زایشان میوہ ہا ۔ چونکہ لقمان را در آمد تے زنان ۔ می بر آمد از درونش آب صاف ۔ حکمت لقمان چو تا ند این نمود ۔ پس چہ باشد حکمت رب الوجود ۔ یوم ان تبلی السرائر کلہا ۔ بان منکم کامن لایشتہا ۔ چون سقواما ء حمیما قطعت ۔ جملۃ الاسرار مما فضحت ۔ المعنی مرتجی بالضم امیدوار حمیم گرم انفضاح فضیحت وسوا کرنا فرماتے ہین لقمان اپنے خواجہ کے سامنے اور بندون مین نہایت حقیر و ناچیز تھا ایک دن خواجہ نے غلامون کو جانب باغ کے میوہ لانے کو بھیجا تا فراغ کے وقت کا شغل ہو یہ بیچارے اُن غلامون مین ایسے تھے جیسے کوئی طفیلی محض بے اختیار اور سیاہ رنگ مثل رات کے لیکن پُر معانی بڑے اُن غلامون نے جو کچھ میوہ جمع تھا خوب کھایا طمع کی لوٹ سے لیئے طمع اُن کی لوٹ مین پڑ گئی کہ یہ بھی لیلون وہ بھی لیلون اور خواجہ سے آکر کہدیا کہ لقمان سب میوہ کھا گیا خواجہ لقمان پر نہایت ترش اور گران ہوا جو مرا دبھاری پڑ جانے سے ہے جب لقمان نے سبب اسکا ٹٹولا اور باعث عتاب کی جستجو کی تو خواجہ نے بیان کیا لقمان نے کہا ای سردار خدا کے سامنے بندہ خائن امیدوار نہین ہوتا لیس ای خداوند تو امتحان کو عمل مین لا اور گرم پانی آزمائش کے واسطے دے یعنی ای کریم ہمارا سب کا امتحان کر اور گرم پانی پیٹ بھر کے ہمکو پلا بعد اسکے کسی بڑے جنگل مین تو سوار ہو کے ہمکو پیادہ دوڑا پھر دیکھ بد کردار کون ہے اور خدا تعالےٰ کہ بھید ظاہر کردینے والا ہے اُسکی صنعتون کو غور کر انغرض خواجہ نے خود سب غلامون کو گرم پانی پلایا اور اُنھون نے ڈر کے مارے پیا پھر اُن کو جنگل مین لے گیا کبھی اِدھر کبھی اُدھر دوڑاتا تھا اور وہ سب نشیب و فراز مین دوڑتے تھے پھر وہ سب قے مین پڑے اور قے کرنے لگے وہی گرم پانی اُنکے پیٹ سے میوے نکالتا تھا جب لقمان کی ناف سے قے آئی تو وہی پانی صاف نکلا جسمین میوے کا نام نہ تھا آب مقولات مولانا رح کے ہین کہ جب لقمان کی حکمت نے ایسے بھید و عیب ظاہر کردیے تو پروردگار عالم وجود کی حکمت کو غور کر وہ کیسی ہے اُس سے کوئی چھپ سکتا ہے معنی اشعار عربی کے یعنی قیامت کا وہ دن ہے کہ ظاہر کیجائین گی کل چھپی چیزین اور ہون گی تمسے پوشیدہ باتین جنکو ظاہر ہونا نہین چاہتے تھے اور جب گرم پانی دوزخ مین پلائے جاؤ گے تو قطع کیے جائینگے پردے چھپاؤ کے اس چیز سے

جو نصیحت در سوا کرے گی اس شعر مین اقتباس ہی آیہ کریمہ سقوا ماءً حمیماً فقطع امعاءہم پلایا جائیگا پانی گرم پس کٹ پرین گی آنتین اُنکی اور پہلے شعر مین یوم تبلی السرائر سے الخلاف شرح مین وزعتاب کو درعتاب لکھا ہی قولہ نار ازان آمد عذاب کافرون ؛ کہ حجر را نار باشد امتحان ؛ این دل چون سنگ را تا چند چند ؛ نرم گفتیم و نی پذرفت پند ؛ ریش بُرد ار دوے بدیافت رگ ؛ مر سر خر را سزد دندان سگ ؛ للخبیثات الخبیثون حکمت ست ؛ زشت را ہم زشت جفت بابت ست ؛ پس تو ہر جفتے کہ میخواہی بگیر ؛ محو او باش و صفات او پذیر ؛ تو رخواہی مستعد نور شو ؛ دور خواہی خویش بین و دور شو ؛ ور رہی خواہی ازین سجن خرب ؛ سرکش از دوست و اسجد واقترب ؛ سر کشانرا بین سر اسر در عذاب ؛ سر بنہ واللہ اعلم بالصواب ؛ این سخن پایان ندارد خیز زید ؛ بر براق ناطقہ بر بند قید ؛ المعنی بابت لائقی و سزاواری و لائق و سزاوار خرب بفتح اول و کسر ثانی و یران سجن بالکسر زندان قید بالفتح قفع فرماتے ہین کافرون کے عذاب کو جو نار مخصوص ہوئی اسواسطے کہ تجھر کا امتحان آگ سے ہوتا ہی جسنے بھی اپنے دل چون سنگ کو نرم نرم جو نصیحت کی اور بہت ہی بہت لیکن اسنے مطلق نہ سُنی جو ریش بد ہوتا ہی اُسکا علاج بھی بد ہونا چاہیے مجکو خوب اسکی رگ معلوم ہوگئی ہی جیسے گدھے کے سر کو کُتے ہی کو دانت لائق چنانچہ مشہور ہی گوشت خر دندان سگ اور اللہ تعالے نے بھی خبیث عورتین خبیث مردون کے لیے خاص کی ہین اسلیے کہ زشت کے واسطے زشت ہی جفت لائق ہی جو چاہیے جس جفت کو اختیار کر خواہ خبیث خواہ طیب بس اُسی مین آپ کو مساوے اور اُسی کی صفات اختیار کرلے تو رہنا چاہتا ہی نور کی استعداد آپ مین پیدا کر اور جو اُس سے دور رہنا چاہتا ہی خویش مین ہو بس دور رہے گا اور جو اُس ویرانہ اور زندان مین راہ خلاص کی ڈھونڈھتا ہی تو سر کشی مت کر سر بسجدہ زمین پر رکھ اور قرب اُسکا حاصل کر خوب جان لے جو سرکش ہین وہ سر اسر عذاب مین ہین تو سر رکھدے پھر آگے صواب غیر صواب کا اللہ خوب جاننے والا ہی آیندہ گریز زید سے کہتے ہین اے زید اس بات کی تو پایان نہین ہی تو اُٹھ اور ناطقہ کے براق پر کچھ

فائدہ اور لفع لاوا الخلاف شرح مین بجاے دوست دست واسجد لکھا ہی اور قید کو قید

بقیہ حکایت زید با پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم و جواب آنحضرت

قولہ ناطقہ چون فاضح آمد عیب را ؛ میدراند پردہ ہاے غیب را ؛ غیب مطلوب حق آمد چند گاہ ؛ این دہل زن را بران بر بند راہ ؛ فک مران در کش عنان مستور بہ ؛ ہر کس از بہذا رخود مسرور بہ ؛ حق ہمی داند کہ نومیدان او ؛ زین عبارت ہم نگردانند رو ؛ ہم مشرف در عباد تہاے او ؛ مشتغل گشتہ بطاعتہاے او ؛ ہم بامیدے مشرف میشوند ؛ چند روزے در رکابش میروند ؛ خواہد آن رحمت بنابد بر ہمہ ؛ بر بدو نیک از عموم مرحمہ ؛ حق ہمی خواہد کہ ہر میر و اسیر ؛ بارجا و خوف باشند و حذیر ؛ این رجا و خوف در پردہ بود ؛ تا پس این پردہ پر دردہ شود ؛ چون دریدی پردہ کو خوف و رجا ؛ غیب باشد کرو فرے برملا ؛ المعنی فاضح فضیحت کنندہ حذیر ترسناک

فرماتے ہین کہ ناطقہ آدمی کا آدمی کو نصیحت کرنے والا ہی اور غیب کے پردے بچھاڑنا ہی یعنی ایک شخص کا عیب تو خدا تعالے دبائے ہوے ہی یہ اسکو فاش کرنا ہی بہت جگہ اور موقع ایسے ہوتے ہین کہ خدا تعالے کو چھپاؤ اس کا مطلوب ہوتا ہی بس اس ڈھنڈورپے کی اُدھر سے راہ بند کر اُدھر نہ جانے پائے دیکھا سلی باگ کے رہ اسکا چھپا ہی بہتر ہی اور ہر کوئی اپنے گمان و پندار ہی مین خوش اچھا اللہ تعالے خوب جانتا ہی جو اُس سے نومید ہو گئے وہ تیرے ناطقہ کی عبارتین کب سنین گے اور کب اُس سے مُنھ پھیرین گے اور جو لوگ اُس کی عبادتون سے شرف پا رہے ہین اور اُسکی طاعت مین مشغول ہین وہ اپنی امید پر مشرف ہوتے ہین حال یہ کہ چند ہی روز اُسکی رکاب مین دوڑتے ہین اور خدمت بجالاتے ہین وہ یہ چاہتا ہے کہ رحمت میری سب پر چمکے خواہ نیک ہو خواہ بد اس واسطے کہ اُسکی مرحمت عام ہی مطلب اِس پردہ سے یہ ہی کہ خدا تعالے چاہتا ہی کہ ہر میر و اسیر خوف و رجا مین رہکر ڈرتے بچتے رہین اور یہ رجا و خوف پردہ مین رہے تا خوف و رجا والا اس پردے کے نیچے خوب پختہ اور پروردہ ہو جاے اور جب تو نے پردہ پھاڑ ڈالا تو پھر خوف و رجا کہان البتہ جبتک چھپا ہی تب تک ہی ورنہ غیب کا کروفر بڑھا جاتا رہا

حکایت

قولہ برلب جو بُرد نلغے یک فتا ہ کہ سلیمان ست ماہی گیرما ہا گرولیست این ازچہ فرو دست وخفیست ہا درنہ سیماے سلیمانیش چیست ہا اندرین اندیشہ می بود او درو دل ہا تا سلیمان گشت شاہ مستقل ہا دیو رفتا زملک تخت او گرگخت تیغ بخشش خون آن شیطان برگخت ہا کرد دور انگشت خود انگشتری ہا رفت اندیشہ وگمانش یکسری ہا وہم انگاہا است کو پوشیدہ است ہا این گمان خود ازپے نادیدہ است ہا بدخیال غائب اندر سینہ رفت ہا چونکہ حاضر شد خیال او برفت ہا گرسماے نور بے بار یدنیست ہا ہم زمین تار بے بالیدنیست ہا گرچہ ہست اظہار کردن ہم کمال ہا میر ہا ند جانہا را از خیال ہا لیک یک در صد بود ایمان بغیب ہا نیک وان دیگر از تزویر و ریب ہا یومنون بالغیب میباید مرا ہا زان بہ بستم روزن فانی سرا ہا چون فسگا فم آسمان را در حضور ہا چون بگویم ہل ترے فیہا فطور ہا تا درین ظلمت تحری میکنند ہا ہر کسے روجانبے می آورند ہا مدتے معکوس باشد کار ہا ہا شحنہ را وزد آورد بر دار ہا ہا تا کہ بس سلطان عالی ہمتی ہا بندۂ بندہ خود آید ہستے ہا بندگی در غیب آید خوب کش ہا حفظ غیب آید در استعباد خوش ہا گوئد مدح شاہ گو پیش او ہا باکہ در غیبت بود او شرم رو ہا المعنی ما بمعنی آب زفت با لفتح سخت و سطبر و برتری نسلی اور سزاوار و لائق اور ڈھونڈھنا اور قبلہ کا کسی طرف قصد کرنا کش بالفتح بمعنے خوش جیسے کنارۂ نہر کے ایک جوان کو یہ گمان ہوا کہ یہ ماہی گیر جو ہماری مچھلیان پکڑ رہا ہی سلیمان ہی لیکن اگر وہ سلیمان ہی تو ایسا تنہا و پوشیدہ کیون ہی اور جو سلیمان نہین تو سیماے سلیمانی یعنی علامتین سلیمانی اس مین کیون ہین وہ جوان اسی سوچ مین دو دل رہتا تھا کہ حضرت سلیمان پھر شاہ مستقل ہو گئے دیو سخت و سطبر جو اِن کے تخت پر مسلط ہو کے ملک پر متصرف

ہوگیا تھا تخت و ملک چھوڑ کے بھاگا اور ان کے نصیب کی تیغ نے خون اُس شیطان کا بہایا اور وہ انگشتری جو اُس دیو نے پائی تھی پھر انکو ملگئی جسکو انگشت مین پہننے سے سب گمان اور اندیشے جاتے رہے اور کیسے نہ جاتے رہین ہر شخص کا معمول ہی کہ جبتک وہ پوشیدہ ہوتی ہی اُسوقت تک اُس مین وہم ہوتا ہی اسواسطے کہ وہ نادیدہ ہی سامنے نہین ایسے ہی اُس جوان کا سینہ بھی خیال غائب سے زنت و مالا مال تھا جب وہ غائب حاضر ہوگیا وہ خیال بھی جاتا رہا اب مقولات مولانا رح کے ہین فرمایا اگرچہ آسمان نور کا بے بارید نہین ہی نور اُس سے برستا ہی رہتا ہی لیکن یہ زمین تاریک بھی بے بایہ نہین ہی اسکی تاریکی بھی بڑھتی رہتی ہی غرض یہ دنیا نور و ظلمت دونون کی جگہ ہی اسی کفر و اسلام اب آنحضرت زید سے پھر فرماتے ہین اگرچہ اظہار کرنا بھی کمال ہی کہ جانین خیالات سے چھوٹ جاتی ہین اور ظاہر دیکھ کے مطمئن ہوجاتی ہین لیکن غیب پر ایمان جو لاتے ہین اُن کا ایک حصہ ایمان سو حصہ شمار ہوتا ہی اس ایمان کو اتنی فضیلت ہی تو اس بات کو خوب جان لے اور اصلا شک و فریب مت سمجھے تجکو تو یومنون بالغیب ہونا چاہیے یعنی جتنی چیزون پر ایمان لانا کہ خدا تعالے اور پیغمبر اور فرشتے اور کتابین آسمانی اور قیامت وغیرہ ہم مین اسی سبب سے مین نے روزن اس سرائے فانی دنیا کا بند کردیا تجکو تیرے بیان سے روکا اب مین آسمان کو تیرے سامنے کیسے پھاڑون اور کیسے کہون تو شگاف آسمان کا دیکھتا ہی اس واسطے کہ اس اندھیری رات دنیا مین ہر کوئی اپنے اپنے قبلہ کا قصد کرتا ہی اور اُسکی طرف متوجہ ہوتا ہی اور ایک مدت جو قیامت ہی ایسا ہی اُلٹا معاملہ چلا جائیگا اور شحنون کو چور سولیان دینگے مطلب یہ کہ بگرو آپ کو راست رو جانینگے اور دین راست کے محافظون کو ایذا مین دینگے یہان تک کہ بڑے بڑے سلطان عالی ہمت جو اولیا و اکابر دین ہین بندے اپنے بندون کے بنینگے یعنے بحقیقت جو بندے انکے ہین اور انکی اطاعت و انقیاد اُن پر واجب و لازم وہ اکابر ان مطیعون کے مطیع و منقاد ہونگے بہرحال بندگی غیب ہی کی خوب و خوش ہوتی ہی اور حفظ غیب کا دوری مین اچھا ہوتا ہی ایسا گمان ہی کہ ایک شخص تو مدح بادشاہ کی اُس کے منہ پر کرتا ہی اور ایک شخص بادشاہ کی شان و شوکت سے شرما کے غیبت مین اُسکا مداح ہی تو وہ پہلا اُس دوسرے کے مقابل ہو اس سے اُس سے بڑا فرق ہی اسی خلاف شرح بحر العلوم مین زنت کو رفت باکہ در غیبت کو تا کہ شرم کو رد کو شرم او غلط لکھا ہی قولہ قلعہ داری ز کنار مملکت ٭ دور از سلطان و سایہ سلطنت ٭ پاس داری قلعہ را از دشمنان ٭ قلعہ نفز و شد بمال بیکران ٭ غائب از شہ در کنار نغز ہا ٭ نیمچو حاضر او نگہدار دوفا ٭ پیش شہ بہتر بود از دیگران ٭ کہ بخدمت حاضر آید جانفشان ٭ پس بغیبت نیم ذرہ حفظ کار ٭ بہ کہ اندر حاضری زان صد ہزار ٭ طاعت و ایمان کنون محمود شد ٭ بعد مرگ اندر عیان مردود شد ٭ چون کہ غیب و غائب و روپوش بہ ٭ بس دہان برستہ لب خاموش بہ ٭ اے برادر دست دادار از سخن ٭ خود خدا پیدا کند علم لدن ٭ بس بود خورشید را رویش گواہ ٭ ای شئی اعظم الشاہد آلہ ٭

نے بگویم جو قرین شد درمیان ✤ ہم خدا و ہم ملک ہم عالمان ✤ یشہد اللہ والملک و اہل العلوم ✤ انہ لا رب الا من یدوم ✤
چون گواہی داد حق کہ بد ملک ✤ تا شود اندر گواہی مشترک ✤ زانکہ شعشاع حضور آفتاب ✤ برنتابد چشم و دلہاے
خراب ✤ چون خفاشی کو تف خور شیدرا ✤ برنتابد بگسلد امیدرا ✤ پس ملائک را چو ماہان بازدان ✤ جلوہ گر
خورشید را بر آسمان ✤ کین ضیا مازآفتابے یافتیم ✤ چون خلیفہ بر ضعیفان تافتیم ✤ چون مہ نو یا سہ روزہ یا کہ
بدر ✤ مرتب ہر یک بود در نور و قدر ✤ زانجمہ نور ثلاث اور باغ ✤ بر مراتب ہر ملک را زان شعاع ✤ ہمچو پرہاے
عقول انسیان ✤ کہ بسے فرقست شان اندر میان ✤ پس قرین ہر بشر در نیک و بد ✤ آن ملک باشد کہ مانندش بود ✤
چشم اعمش نور خور چون برنتافت ✤ اختر اورا شمع شد تارہ بیافت ✤ المعنی ثغر بالفتح سرحد میان ملک کفر و اسلام
شعشاع روشنی آفتاب اعمش بالفتح وہ شخص جسکی آنکھون سے پانی بہتا رہے بسبب مرض کے یعنی اُسکی سلطنت کا
جو ایک کنارہ ہی کہ یہی دنیا ہی ایک قلعدار تو بھی ہی اور قلعہ بدن اسکا کہ پادشاہ سے دور ہی اور اُس کے سایہ سلطنت
سے بھی دور اور پادشاہ کی طرف سے قلعہ جسکے سپرد ہوتا ہی تو اس واسطے کہ دشمنون سے قلعہ کو بچائے رہے نہ کہ مال
بیکران کی حرص و طمع سے قلعہ کو بیچ ڈالے اور دشمنون کے کہ یہی حرص و ہوا ہین دخل و تصرف مین کردے جو شخص
کہ بادشاہ سے غائب ہی اور اُن سرحدون پر تعین جو کفر و اسلام کے درمیان ہین اور وہ مثل حاضر کے نگہداشت
وفا کی کررہا ہی وہ بادشاہ کے سامنے اورون سے بہتر ہوگا کہ وہ اُس کی خدمت مین جانفشان حاضر ہوگا پس غیبت
مین اگر حفظ کا نیم ذرہ ہوگا اور حاضری مین اُس سے لاکھ حصہ بڑھ کے تو ہرگز یہ اُس نیم ذرہ کو نہین پہونچے گا
نہ وہ طاعت و ایمان کہ اب تو سب کی نظرون مین محمود ٹھہری اور بعد مرنے کے اُسکی بدولت ظاہر مردود ہوئی
اب فرماتے ہین کہ ہرگاہ غیب اور غائب اور روپوش بہتر ثابت ہوے تو دہن بستہ اور لب خاموش ہی
اچھا ای بھائی تو سخن سے اپنا ہاتھ روک یہ سب علم لدن ہین جو تو نے دیکھے ان سب کو ایک دن آپ خدا تعالے
ظاہر کردے گا تو آج ظاہر مت کر بھلا آفتاب کے لیے کسی گواہ کی کیا حاجت ہی خود اُسکی صورت ہی گواہ کافی ہی پھر
کونسی شے بہت بڑی گواہ ہی خدا سے جیسا کہ فرمایا قل ای شیء اکبر شہادۃ قل اللہ شہید بینی و بینکم یعنی جب کفار نے آپ سے
گواہ چاہا تو حکم ہوا پوچھو تمھارے نزدیک بڑا گواہ کون ہی سب چپ ہوے پھر حکم ہوا کہو اللہ گواہ ہی ہمارے
تمھارے درمیان مین اور اب جو یہ بیان قرین بشہادت ہوا تو مین کہتا ہون کہ ایک خدا ہی نہین خدا بھی اور
فرشتے بھی اور عالم بھی چنانچہ شعر عربی بعد کا اسی کا فحوے ہی کہ گواہی دیتا ہی اللہ اور فرشتے اور اہل علوم
سب اس بات کی کہ بیشک شان یہ ہی کہ کوئی پروردگار نہین ہی مگر وہی کہ جو قائم و دائم ہی مطابق آیۂ کریمہ
شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملائکۃ و اولو العلم قائما بالقسط اب فرمایا کہ ہرگاہ خدا تعالے نے خود گواہی دی تو اُسکے ہوتے
فرشتے کیا چیز ہین جو گواہی مین شریک کیے گئے اس سبب سے کہ چمک دمک آفتاب کی حضور آفتاب مین ہر چشم و

دل خراب نہیں اٹھا سکتا ہے اور مثل چمگادڑ کے کہ وہ متحمل گرمی آفتاب کا نہیں ہوتا نا امید ہوکے کونون گوشون مین چھپتا پھرتا ہے پس فرشتون کو ایسا جان جیسے ماہ کہ آسمان پر جلوہ گر خورشید سے ہو رہے ہین آو کہتے ہین کہ یہ روشنی ہمنے آفتاب حقیقی سے پائی ہے مثل خلیفہ کے ضعیفون پر ہم چکے ہین یعنی جیسے ماہ خلیفہ آفتاب کا ہے ہم خلیفہ آفتاب حقیقی کے ہین اور جیسے ماہ مؤید اہل دنیا کا ہے نور بصر وغیرہ مین ہم بھی یار و مددگار ضعفاے دنیا کے ہین اور جو ماہ کے تین درجے ہین ہلال تین دن تک کہ ضعیف و نحیف ہوتا ہے اور پھر قمر کہلاتا ہے چودھوین تک اور چودھوین کو بدرکہ ہر درجہ کے موافق نور و قدر رکھتا ہے ایسے ہی ان فرشتون کے بازوہین تین تین یا چار چار اور ہر ایک کو موافق مراتب کے اس نور سے شعاع حاصل ہے جیسا کہ فرمایا جاعل الملائکہ رسلاً اولی اجنحۃ مثنی وثلاث ورباع کرنے والا فرشتون کا رسول کہ صاحب بازو دو دو اور تین تین اور چار چار کے ہین رسول بدین نظر کہ انسان کے محافظ ہین جیسے کرام کاتبین اور اعمال نویس اور کام انجام کرنے والے اور وحی لانے والے اور اور بہت امور اور جیسے بازو فرشتون کے ہین ایسے ہی پر عقول انسان کے ہین کہ درحقیقت عقل بھی ایک فرشتہ ہے ہر کسی کے ساتھ کہ اسکو نیک راہ سجھاتا ہے مگر عقول مین بہت فرق ہے کوئی کسی کوئی کسی پس ہر بشر کا مصاحب ہر نیک و بد مین وہ فرشتہ ہوتا ہے کہ اسکا مثل و مانند ہو جیسے اوپر تفصیل کی ہے کہ کوئی ہلال ہے کوئی قمر ہے کوئی بدر ہے اور کوئی دو دو بازو والے کوئی تین تین کوئی چار چار اور یہ فرشتون کا قرین ہونا اسواسطے ہے کہ جب مخلوق کی آنکھ اعشی ہے متحمل نور آفتاب کی نہین تو یہ ستارے انکی شمع بنین تو وہ راہ پائین آفتاب مراد نور خدا لگانے سے بخلاف شرح مین از کنار کو کزکنار اور حاضر آید کو حاضر اندر دار کو در آواز شعشاع شعشاح ماہان کو ماہا لکھا ہے

کہنا حضرت کا زید کو کہ یہ راز اس سے زیادہ فاش مت کر

قولہ گفت پیغمبر کہ اصحاب نجوم ٭ رہروان را شمع وشیطان را رجوم ٭ ہر کسی را گر بدی آن چشم زور ٭ کہ گرفتی زآفتاب چرخ نور ٭ کے ستارہ حاجتستے اندر دلیل ٭ کہ بوی بر نور خورشید آن دلیل ٭ ہیچ ماہ و اختری حاجت نبود ٭ کہ بود بر آفتاب حق شہود ٭ ماہ می گوید بابر دخاک دفع ٭ من بشر بودم دے یوحی الے ٭ چون شما تاریک بودم در نہاد ٭ وحی خورشیدی چنین نورم بداد ٭ ظلمتی دارم بہ نسبت با شموس ٭ نور دارم بہر ظلمت نفوس ٭ زان ضعیفم تا تو تابی آوری ٭ کہ نمرد آفتاب انوری ٭ ہمچو خہد وسرکہ درہم تافتیم ٭ تا سوے رنج جگر رہ یافتیم ٭ چون زغلت وارہیدی اے رہین ٭ سرکہ را بگذار و میخور انگبین ٭ تخت دل معمور شد پاک از ہوا ٭ بردی الرحمن علے العرش استوے ٭ حکم بر دل بعد ازین بے واسطہ ٭ حق کند چون یافت دل این رابطہ ٭ نیست حکمت گفتن این اسرار را ٭ چون قیامت میرسد اظہار را ٭ این سخن پایان ندارد زید کو ٭ تا دہم پندش کہ رسوائی مجو ٭ المعنے رجوم وہ ستارے جن سے

شیاطین کو مارتے ہین شہود بضمتین سالکون کی اصطلاح مین دیکھنا خدا تعالے کا ہی کہ مراتب کثرت اور موہومات صوری سے گذر کے مقام توحید عیانی کو پہونچے اور جو کچھ دیکھے حق کو دیکھے نے بالفتح سایہ جو دوپہر ڈھلنے کے بعد ہوتا ہی اور جو دوپہر تک ہوتا ہی اسکو ظل کہتے ہین شموس بفتح سرکش و بدخو فرماتے ہین کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میرے اصحاب ستارے ہین سالکان راہ خدا کے تو رہنما اور شیطانون کے حق مین رجوم ای شہاب ثاقب جنسے فرشتے شیاطین کو مارتے ہین آنے نہین دیتے اگر ہر کسی کو ایسا نور چشم حاصل ہوتا کہ آفتاب چرخ سے نور پذیر ہو جاتا تو ستارون کی کیا حاجت ہوتی جو نور خورشید پر دلیل بنتے اور اُن کے دیکھنے سے جانا جاتا کہ ان مین نور آفتاب کا ہی جیسا کہ اب جانا جاتا ہی اسوقت مین کسی ماہ و اختر کی کچھ حاجت نہ تھی کہ آفتاب ذات حق کا ظاہر ہوتا اور اُسپر ماہ و اختر کو شہود ہوتا جیسا کہ سعدی رہ نے فرمایا ہی شعر چو سلطان عزت علم برکشد ۔ جہان سر بجیب عدم درکشد ۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کو ماہ قرار دے کے فرماتے ہین کہ خود مین ابر و خاک و بادسے جو مخلوق ہی علے قدر حیثیت کہ کوئی مثل ابر کے ہوا اور کوئی برنگ خاک اور کوئی بحجو سایہ زوال چھپانے والے ماہ کے کہ مین بھی بشر ہی تھا مثل تمھارے لیکن مجھ مین تم مین اتنا فرق ہی کہ میرے پاس وحی آتی ہی جیسا کہ قرآن مجید مین ہی انا بشر مثلکم یوحی الے یعنے مین بشر ہون مثل تمھارے کہ میرے پاس وحی آتی ہی مجکو دعوے ربوبیت کا نہین ہی مین بھی اپنی سرشت و ذات مین تمھاری طرح تیرہ و تاریک تھا جب مثل ماہ کے اپنی ہستی سے خورشید کے سامنے قالب تہی کیا تو اسکی وحی نے مجکو ایسا نورانی کر دیا اور ایک ظلمت رکھتا ہون کہ اسکی نسبت شموس اور سہ کے ساتھ ہی یعنے کفار جو مجکو مثل اپنے جانتے ہین اور نور بھی رکھتا ہون تا جانون اور روحون کو ظلمات سے پاک کرون و لقلوب جو ایسا ضعیف و نحیف ہون اس سبب سے کہ تو تاب لا سکے اور متحمل اُس نور کا ہو اسواسطے کہ تو مرد آفتاب نور کا نہین ہی اُسکے تحمل کی تاب نہین رکھتا مین مثل شہد و سرکہ کے درہم تافتہ ہون اگر آمیختہ کہ شہد بھی ہی سرکہ بھی جب رنج جگر کی طرف مجکو راہ دی ہی تب اگر رہین رنج جگر کے جبتک اس علت مین مبتلا ہی سرکہ کا استعمال کرے یعنی محنت و ریاضت اور جب اس سے نجات پا جاے تو مزے سے شہد کھایا کرے مومن کا دل عرش خدا کا ہی جب یہ دل حرص و ہوا سے پاک ہوا قابل آبادی کے ہو گیا اور آبادی یہ کہ جو اس آیہ کریمہ کا مصداق ہی الرحمن علے العرش استوی یعنے رحمن عرش پر قائم ہی بس یہ دل اُسکا مقام ہو جاتا ہی جب اس دل کو ایسا را بطہ حق تعالے سے ہو جاتا ہی تو بے واسطہ حکم خدا تعالے کا خاص اس دل پر صادر ہوتا ہی اب آنحضرت فرماتے ہین کہ اس بھید کا کہنا حکمت نہین ہی خدا تعالے نے اسکو چھپایا ہی قریب قیامت اسکے ظاہر کرنے کو آتی ہی آپ ظاہر ہو جائے گا بس اس بات کی توحد و غایت نہین زید کہان ہی کہ اُسکو نصیحت کرون کہ تو رسوائی مت ڈھونڈھے اور اس راز کو ظاہر مت کرے الخلاف شرح بحر العلوم مین چشم دزور لکھا ہی مین نے اس واو کو حک کر دیا اور ماہ میگوید مین نے اسکو ماہ من گوید لکھا ہی اور بجو شہد اس

شعر مین دونون جگہہ یا ختم لکھا ہی مین نے پہلے مصرع مین تا قافیہ دوسرے مین یا قافیہ

رجوع بحکایت زید رضی اللہ عنہ

قولہ زید را اکنون نیابی کو گریخت ✤ جست از صف نعال و نعل ریخت ✤ تو کہ باشی زید ہم خود را نیافت ✤ مجو اختر کہ بر خورشید تافت ✤ نے از و نقشے بیابے نے نشان ✤ نے کسے یابی نہ راہ کہکشان ✤ شد حواس و نطق بے پایان ما ✤ محو نور دانش سلطان ما ✤ حسہا و عقلہا شان در درون ✤ موج در موج لدنا محضرون ✤ چو شب آمد باز وقت بار شد ✤ انجم پنہان شدہ بر کار شد ✤ خلق و عالم جملگی بیہش شوند ✤ پردہا بر رو کشند و نغنوند ✤ صبح چون دم زد علم افراشت خور ✤ ہر تنے از خوابگہ بر داشت سر ✤ بہشان را واد ہد حق ہوشہا ✤ حلقہ حلقہ حلقہا در گوشہا ✤ پاے کوبان دست افشان در شتا ✤ ناز نازان ربنا اجیتنا ✤ آن جلو در آن عظام رکیکہ ✤ فارسان گشتہ غبار انگیختہ ✤ جملہ آیند از عدم سوے وجود ✤ در قیامت ہم شکور و ہم عنود ✤ سر چہ می پیچی کہ بس نادیدہ ✤ در عدم زاول نہ سر ہیچ پدید ✤ در عدم فشردہ بودی پاے خویش ✤ کہ مرا کہ برکند از جاے خویش ✤ می نہ مبنی صنع ربانیت را ✤ چون کشید آن موے پیشانیت را ✤ تا کشیدت اندرین انواع حال ✤ کہ نبودت در گمان و در خیال ✤ آنعدم در ما ہمی بیند ہ است ✤ کارکن دیوا سلیمان زندہ است ✤ دیو میسازد جفان کالجواب ✤ زہرہ نے تا دفع گوید یا جواب ✤ خویش را مین چون ہمیلرزی زیم ✤ مر عدم ریز لرزان دان مقیم ✤ المعنی صف نعال صف آخرین مجلس ہمان جوتیان آتارین نعل یعنے دوڑنا اسپ کا اور رفتار سے رہجانا جلود جمع جلد فارسان سواران کنود بفتح ناسپاس ہمارہ بفتح اندازہ وحساب و ہمیشہ مخفف ہموارہ یعنی اوپر جو کہا ہی کہ زید کہان ہی اسکو نصیحت کرون بھلا زید اب کہان ملتا ہی جب کہ وہ اپنی خودی سے بھاگ گیا اور صفات بشریہ سے نکلگیا کہ یہی صف نعال تھی ایسا شتاب زدہ اس سے بھاگا کہ نعل بھی گر گیا فرماتے ہین تو کس گنتی مین ہی جب زید ہی آپ کو بھول گیا جیسے اختر خورشید کی شعاع سے نیست و بے نمود ہو جاتا ہی بس ایسے ہی اب نہ اسکا نقش ہی نہ نشان نہ کہکشان کی طرح کہ ین اسکی کاہ نہ راہ یعنے جیسے کہکشان کو راہ بتاتے ہین اور واقعی وہ راہ نہین اور لفظ کاہ سے مرکب کیا ہی اور در اصل اسمین کاہ نہین صرف ایک نام ہی نام ہی بس یہی حال زید کا ہی کہ کوئی صفات بشری اسمین نہین رہی البتہ نام بشر کا سا زید کہنے کو رہگیا اب مقولات مولانا رح کے ہین کہ ایک زید کیا اور ہم کیا بیحد و بے پایان نطق و حواس ہم جیسون کے اس بادشاہ کے نور دانش مین محو ہو گئے اور مٹ گئے اور یہ محو ہونا ایسا نہین کہ بالکل معدوم سمجھا جاے بلکہ بیشمار حس اور بیحساب عقول جن لوگون کے درون مین تھی اور محو ہوئین وہ سب موج در موج اسکے پاس حاضر و موجود ہین جیسا کہ فرمایا و ان کل لما جمیع لدینا محضرون اور ساری مخلوق مین کوئی نہین جو اسکے ہمارے پاس نہ پکڑے آوین بس یہ جو فرمایا ہی لدینا محضرون یعنے جملہ حواس و جملہ عقول ہمارے پاس حاضر رہتے ہین دور کیون جاؤ اسکی کیفیت تو رات دن ظاہر ہوتی رہتی ہے

مثلاً رات جب ہوتی ہے اور انجم نہان شدہ دن کے برسرکار آتے ہین تو رات کے حمل کا وقت ہوتا ہے کہ جتنے کاروبار دن مین پیش ہوتے ہین سب موقوف ہوکے رات کے شکم مین مثل حمل کے پوشیدہ ہوجاتے ہین دوسرے دن پیدا ہوتے ہین اسی سبب سے شب کو حاملہ کہتے ہین لہذا شب مین تمامی خلق و عالم بیہوش ہوجاتے ہین اور چادرین منھ پر تان کے سو رہتے ہین جب صبح ہوئی اور آفتاب نے اپنا جھنڈا اُٹھایا ہر تن اپنے خوابگاہ سے سر اُٹھاتا ہے خدا تعالے ان بیہوشون کو جو رات بھر پڑے رہے ہین ہوش عطا کرتا ہے اور حلقے کے حلقہ در گوشون کے اے مطیع لوگونکے اُسکی حمد و ثنا مین ناچتے اور تالیان بجاتے اے کمالت وجد اور اپنے ناز پر جو رب العزت کے سامنے مقبول ہے ناز کرتے ہوے کہتے ہین ربنا احیتنا یعنے اے رب ہمارے تو نے ہم کو زندہ کیا ایسے ہی وہ جلدین اور ہڈیان گلجری ہوئی اور غبار انگیختہ جو مراد قبر سے ہے سب فارس بنکے جو بمعنی سوار کے ہے عدم سے قیامت کے دن طرف وجود کے آئین گی اور جیسے یہان روزمرہ ہر صبح کوئی شکور اُٹھتا ہے کوئی کنود یعنے ناسپاس ایسا ہی حال اُس دن ہوگا اب مخاطب ہین طرف منکر بعث کے کہ تو اُس سے کیسے سرتابی کرتا ہے کہ مین نادیدہ ہون تو روزمرہ یہ کیفیت دیکھ رہا ہے نادیدہ کیسے ہے اور جب تو عدم مین تھا اور خدا تعالے عدم سے تجکو یہان لایا تب تو نے سرتابی نہ کی تو عدم مین پانون گاڑے ہوئے تھا اور منتظر کہ کون مجکو اس جگہ سے اُکھیڑے پھر نہین دیکھتا کہ صنعت ربانی کیسی تیری چوٹیا پکڑکے کھینچ لائی اور قسم قسم کے حال مین تجکو ڈالا جو تیرے گمان و خیال مین نہ تھے وہی عدم اُسکا ہمیشہ کا بندہ ہے جو چاہے وہ کام اُس سے لے تو اے دیو منکر بعث کے یعنے اے شیطان جا اپنا کام کر سلیمان جو مراد بادشاہ حقیقی خدا تعالے سے ہے وہ حی و قائم ہے جا ہے جسکو وجود سے عدم مین لیجاے چاہے جسکو عدم سے وجود مین لائے جیسا تو دیو ہے ایسے دیو بیشمار سلیمان کی طرح اُسکے فرمورے اور مطیع ہین کہ سلیمان کے لیے بڑے بڑے پایے مثل حوض کے اور بڑی بڑی دیگین اور محرابین اور تصویرین بناتے تھے اور کیا طاقت کہ حکم کو ٹال سکین یا جواب دین جیسا کہ فرمایا ہے یعملون له مایشاء من محاریب و تماثیل و جفان کالجواب و قدور راسیات یعنے بناتے تھے دیو سلیمان کے واسطے جو کچھ وہ چاہتے تھے محرابون اور تصویرون اور پیالون سے جو مثل حوض کے تھے اور اونچی اونچی دیگیں تو آپ کو تو خیال کر عدم کی دہشت سے کیسا کانپتا ہے ایسے ہی عدم ہمیشہ اُسکے خوف سے لرزتا ہے **الخلاف شرح** مین بجاے بیامد شب کے صبح مے نہ بینی کو نہی نہ بینی لکھا ہے قولہ ورتو دست اندر مناصب میزنی ؛ ہم زترس ست آنکہ جانے میکنی ؛ ہر چہ جز عشق خدا ے حسن ست ؛ گر شکر خوار یست آنجا کندن ست ؛ چیست جان کندن سوی مرگ آمدن ؛ دست در آبے حیاتے زدن ؛ خلق را دو دیدہ در خاک ممات ؛ صد گمان دارند در آب حیات ؛ جمد کن تا صد گمان گردد فرو ؛ شب بر در تو بکبشی شب رود در شب تاریک جو آن روز را ؛ پیش کن آن عقل ظلمت سوز را ؛ در شب بد رنگ بس نیکی بود ؛ آب حیوان جفت تاریکی بود ؛ سر زخفتن کے توان برداشتن ؛

باچنین صد تخم غفلت کاشتن ؛ خواب مرده لقمه مرده یارشد ؛ خواجه خفت ودزد شب درکار شد ؛ تو نمیدانی که خصمانت کیند ؛ ناریان خصم وجود خاکیند ؛ نار خصم آب وفرزندان اوست ؛ همچنانکه آب خصم جان اوست ؛ آب آتش را کشد زیراکه او ؛ خصم فرزندان آمست وعدو ؛ بعد ازان این نار نار شهوتست ؛ کاندرو اصل گناه وزلت ست ؛ الممنے یعنے تو تو عدم سے لرزتا کانپتا ہی اور مناصب ومراتب مین ہاتھ ڈالتا ہی یہ بھی تو ترس وخوف سے ہی اور ایسا کہ خود اپنی جانکنی آپ کرتا ہی اصل یہ ہی کہ جو چیز سوائے عشق خدا کے ہی جو سب مین بڑا احسان کرنے والا ہی اگر شکر خواری ہی تو وہ بھی جانکندن ہی جسکی تلخی کے مقابل کوئی تلخی نہین بتا تو جانکندن اسکے سوائے اور کیا ہی کہ موت کی طرف رجوع ہونا اور آبجیات مین ہاتھ ڈالنا اگر منصب ہی تو کیا آخر اسکے لیے موت ہی مگر عشق آبحیات ہی جسکو موت نہین ساری مخلوق کی دونون آنکھین موت کی خاک مین لگی ہین یعنے جو چیز دنیا کی ہی موت کی خاک ہی اسمین کچھ شبہہ ہی نہین اور آبحیات اُسمین سیکڑون گمان کہ وہ عشق ہی تو ایسی کوشش کر کہ بھلا سو درجے جو گمان تیرا ہی وہ نوے درجے تو ہوجاے کچھ تو گھٹے اور اسی شب مین جو جوانی اور عمدہ وقت ہی راہ خدا کو طے کرجا ایسا نہو تو سو جاے اور یہ رات غفلت مین گذر جاے تو اسی اندھیری رات مین اس دن کو ڈھونڈھ اور وہ عقل روشن جو ظلمت سوز ہی اُسکو اپنا پیشکار بنا دیکھ تو اسی شب سیاہ مین کتنی بہت خوبیان ہین آ بیحوان ہی کو خیال کر کہ جفت تاریکی کا ہی مگر ہو کیسے اول تو تو خواب غفلت مین ایسا ڈوبا ہوا کہ سر نہین اُٹھا سکتا اور اُسکے ساتھ انواع اقسام غفلت کی تخم ریزی کر رہا ہی ایک تو خواب مردار ہی حرام اور اُسکا مددگار ہوا لقمہ مردار بس وہ حال ہوا کہ گھر کا مالک تو غافل ہو کے سویا اور دزد شب نے اپنا کام کیا تو نہین جانتا کہ دشمن تیرے کون ہین سارے ناری یعنی جن وشیاطین دشمن خاکیون کے ہین جو انسان ہین آگ دشمن آب اور تمامی اُسکے فرزندون کی ہی جیسے آب دشمن آگ کی جان کا ہی آب سے مراد انسان کما قال اللہ تعالی خلق من ماء دافق پیدا کیا گیا انسان آب جہندہ سے آب وخاک دونون انسان کے ٹھہرانے مین یہ نکتہ ہی کہ اول قالب حضرت ابوالبشر کا خاک سے بنا ہی پھر سلسلہ توالد کا آب منی سے چلا آب آتش کو اسواسطے مارتا بجھاتا ہی کہ دشمن آب اور اسکے فرزندون کی ہی اور بعد اسکے کہ آگ ویسی ہی دشمن خاکیون کی ہی ایک آگ شہوت کی ہی جس مین اصل گناہ وزلت کی ہی یعنے سارے گناہ وزلتین اس سے پیدا ہوتی ہین الخلاف شرح یہ ہی کہ کسی کو کشتی قولہ نار بیرونی باد بی لنفسہ ؛ نار شہوت تا بدوزخ میبرد ؛ نار شہوت می نیارامد بآب ؛ زانکہ دارد طبع دوزخ در عذاب ؛ نار شہوت را چہ چارہ نور بین ؛ نور کم اطفار نار الکافرین ؛ چہ کشد این نار را نور خدا ؛ نور ابراہیم را سازد سزا ؛ تا نار نفس چون نمرود تو ؛ وا رہد این جسم ہمچون عود تو ؛ کے سیہ گردد بآتش روے خوب ؛ کو نہد گلگونہ از تقوی القلوب ؛ نار پاکان را ندارد خود زیان ؛ کے زخاشاکی شود دریا نہان ؛ ہر کہ تریاک خدائے را بخورد ؛ گر خورد زہرے کمویش کو بمرد ؛ خورکند بخورد را بخور تر ؛ وانکہ معمور ست از دمعور تر ؛ گر طبیبت گوید ای رنجور زار ؛ از عسل پرہیز کن ہین ہوشدار ؛ گر جوابش گوید از جہل آں سقیم ؛

کہ چرا تو میخوری بے ترس و بیم ۔ گوید در دل حکیم نکتہ دان ۔ اکثر قیاسے کردۂ چون ابلہان ۔ تو درو علت میفزود ہمچو نار ۔
ہین کمن با نار ہیزم را تو یار ۔ زین دو آتش خانہ ات ویران شود ۔ قالب زندہ از و بیجان شود ۔ در من آن نارے ست
مست آن ہمچو نور ۔ تا ز صحت در تن افزاید سرور ۔ نار صحت چون فروزد در وجود ۔ ہیز بان تن بود صد گونہ سود ۔ شہوت ناری
براندن کم نشد ۔ او بماندن کم شود بے ہیچ بد ۔ تا کہ ہیزم می نہی بر آتشے ۔ کے بمیرد آتش از ہیزم کشی ۔ چونکہ ہیزم بانگیری
نار مرد ۔ زانکہ تقوے آبروے نار برد ۔ (یعنے فرماتے ہین یہ نار خارجی ظاہری تو پانی سے بجھ جاتی ہی لیکن نار شہوت
کی دوزخ کو لیجاتی ہی نار شہوت کی پانی سے نہین دبتی اس سبب سے کہ عذاب مین اسکی اور دوزخ کی ایک طبیعت
و سرشت ہی اب اے نور دین نار شہوت کی کیا علاج اور کیا تدبیر ہی نور تھارا جو نور دین ہی کہ بجھانے والا نار کافرون کا
ہی نار کافرون کی خواہ نار انکی پرستش کی خواہ شورش کفر کی کس واسطے کہ اس نار کو نور خدا کا بجھاتا ہی تو نور ابراہیم
کو اس معاملہ مین اپنا استاد بنا جو جملہ نورون کو چھوڑ کے اسی کے نور کیطرف متوجہ ہوے تھے تو آگ اس نفس
ہمچو مُرد سے یہ جسم تیرا جو مثل عود کے نرم و زود سوز ہی بچ جاے آتش سے ہر شے جلکے سیاہ ہو جاتی ہی مگر جو روے
خوب ہی اور جسپر گلگونہ تقوے القلوب کا لگا ہی وہ سیاہ نہین ہوتا چنانچہ فرمایا ومن یعظم شعائر اللہ فانہ من تقوے
القلوب اور جو شخص کہ تعظیم کرے اللہ کی نشانیون کی کہ اسکی طرف متوجہ ہوئے پس بیشک وہ نشان پرہیزگاری
قلوب کی ہی جو پاک پرہیزگار ہین نار انکا کچھ بگاڑ نہین کرتی کسواسطے کہ دریا کو طرے سے کب چھپتا ہی جسنے تریاک اکبر
خالق اکبر کا کھایا ہی اگر وہ زہر کھالے تو اسکو یہ ہے کہ یہ اب مرا جو شخص رنجور ہی اسکو خورش رنجور زیادہ رنجور کرتی ہی اور جو
تندرست ہی وہ خورش سے اور زیادہ تندرست ہوتا ہی اگر طبیب تجھ سے کہے کہ اے رنجور ضعیف تو شہد سے پرہیز کر
تو خبردار ہوشیار رہو شہد سے بچا ہی رہ اگر وہ بیمار جاہل طبیب کو جواب دے کہ مجکو منع کرتا ہی تو کیسے بید مطرک بیخوف کھاتا
ہی تو وہ حکیم نکتہ دان تجکو یہی جواب دیگا تو بڑا کج قیاس ہی مثل احمقون کے تیرے بیچ مین تو علت مثل آگ کے
بھڑک رہی ہی اب تو شہد کھا کے خبردار ہیزم کو یار نار کا مت بنالے کہ ان دونون آگون سے تیرا گھر ویران
ہو جاے اور یہ قالب زندہ بیجان ہو جاے تجھ مین تو یہ ایک آگ مست ہمچو نور ہی اس واسطے کہ صحت سے تن
مین سرور بڑھاتی ہی اور جب نار صحت کی وجود مین بھڑکتی ہی تو تن کو کوئی نقصان نہین پہونچتا بلکہ سیکڑون طرح
کے فائدے پہونچتے ہین یہ شہوت ناری جاری کرنے سے کم نہین ہوتی بلکہ زیادہ گرچھوڑ دینے سے کم ہوتی ہی یہی
اسکی علاج ہی اور کچھ نہین بدبا لضم علاج وچارہ جیسے لا بد منہ خیال تو کر جب تو اسکو جاری کر رہا ہی تو گویا لکڑیان آگ پر
رکھ رہا ہی پھر کہین کبھی آگ لکڑیان لگانے سے بجھی ہی جب لکڑیان اس سے الگ کرے گا بس نور آپ بجھ جاے گی
اس سبب سے کہ تقوے اسکی آبرو کو بگاڑتا ہی الخلاف شرح مین کہ نہد کو گو نہد بخلاف فارسی لکھا ہی اور نار صحت
کو نار صحت اور بمیرد کو بمیرد لکھا ہی

آتش لگنا شہر مین بیچ عہد عمر رضی اللہ عنہ کے

قولہ آتشی اُفتاد در عہد عمر ۔ ہمچو چوب خشک میخورد او جر ۔ در فتاد اندر بنا و خانہا ۔ تاز داند پر مرغ ولانہا ۔ نیم شہر از شعلہا آتش گرفت ۔ آب میتر سیدازان و می شگفت ۔ مشکہاے آب وسر کہ میزدند ۔ بر سر آتش کسان ہوشمند ۔ آتش از استیزہ افزودی لہب ۔ میرسید اورا مدد از صنع رب ۔ آتش از استیزہ افزون میشدے ۔ میرسید اورا مدد از بیحدے ۔ خلق آمد جانب عمر شتاب ۔ کآتش ما می نمیرد ہیچ زاب ۔ گفت این آتش ز آیات خداست ۔ شعلۂ از آتش نجل شماست ۔ آب مگذارید و نان قسمت کنید ۔ نجل بگذارید گر آل منید ۔ خلق گفتندش کہ در بکشودہ ایم ۔ ما سخی و اہل فتوت بودہ ایم ۔ گفت نان بر رسم و عادت دادہ اید ۔ دست از بہر خدا نکشادہ اید ۔ بہر فخر و بہر توش و بہر ناز ۔ نہ ز بہر اے ترس تقوے و نیاز ۔ مال تخم ست و بہر شورہ مہ ۔ تیغ را در دست ہر رہزن مدہ ۔ اہل دین را باز دان از اہل کین ۔ ہمنشین حق بجو با او نشین ۔ ہر کسے برقوم خود اثیار کرد ۔ کاغہ بنداد رکہ او خود کار کرد ۔ المعنی لانہ بردن کا حقیقت اور آشیانہ مرغان لہب بفتحتین شعلہ عمر مین تشدید میم بھی جائز ہر توش بوا و مجہول قوت کاغہ شرح مین بمعنی احمق کے لکھا ہی یعنے حضرت عمر کے وقت مین ایسی ایک آگ لگی کہ پتھر کو چوب خشک کی طرح کھاتی تھی تمام مکانون اور بناؤن مین گھس گئی تھی کہ پرندون کے پرون اور آشیانون کو جلا دیا آدھے شہر مین اُسکے شعلے پہونچ گئے پانی بھی اُس سے ڈرتا تھا اور تعجب کرتا جو لوگ کہ ہوشمند تھے مشکین پانی اور سرکہ کر آتش پر چھڑکتے تھے مگر آگ اپنی خصومت سے شعلے ہی بڑھاتی تھی اور صنعت الٰہی سے اُسکو مدد پہنچے جاتی تھی آگ خصومت سے کم نہین ہوتی تھی اور اُسکو مدد کسی بحد سے پہونچتی تھی ساری مخلوق حضرت عمرؓ کے پاس دوڑتی گئی کہ آگ ہمارے پانی سے نہین بجھتی کہا یہ آگ آیات اللہ سے ہی اور ایک شعلہ تمھاری آتش بخل سے ہی پانی ڈالنا اُسپر چھوڑ دو اور روٹی بانٹو اور بخل ترک کرو اگر میرے اہل سے ہو مخلوق نے کہا کہ ہم نے تو دروازہ کرم کھول دیا ہی اور ہم سب سخی اور اہل فتوت ہو گئے ہین کہا تم نے روٹی ٹرسم و عادت کے موافق دی خدا کے واسطے ہاتھ نہین کھولا ہی اور اُسمین اپنا فخر و قوت و ناز سمجھا ہی نہ خوف خدا نہ تقوے اور نیاز مال ایک تخم ہی اسکو کھاری زمین مین مت بکھیر جس سے نتیجہ نپائے اور راہزنون کے ہاتھ مین تیغ مت دے جو اہل دین ہین اُنکو اہل کین سے تمیز کرو اور ہمنشین حق کا ڈھونڈھو اُسکا ہمنشین بن تم سے ہر کسی نے اپنی قوم پر بخشش کی اور احمق جانتا ہی کہ ہم نے اچھا کام کیا حالانکہ وہ کھیہ بھی نہین

تھوک دینا ایک دشمن کا حضرت علی رضؓ کے منھ پر اور ڈال دینا تلوار ہاتھ سے

قولہ از علی آموز اخلاص عمل ۔ شیر حق را دان منزہ از دغل ۔ در غزا بر پہلوے دست یافت ۔ زود شمشیرے بر آورد و شتافت ۔ او خدو انداخت بر روے علی ۔ افتخار ہر نبی و ہر ولی ۔ او خدو انداخت بر روے کہ ماہ ۔ سجدہ آرد پیش او در سجدہ گاہ ۔ در زمان انداخت شمشیر آن علی ۔ کرد او اندر غزا ایثار کاہلی ۔ گشت حیران

آن مبارز زین عمل ۔ از فزون عفو و رحم بے محل ۔ گفت بر من تیغ تیز افراشتی ۔ از چہ افگندی مرا بگذاشتی ۔
انچہ دیدی بہتر از پیکار من ۔ تا شدی تو سست در اشکار من ۔ انچہ دیدی تا چنین خشمت نشست ۔ تا چنین برقے
نمودی باز جست ۔ انچہ دیدی کہ مرا زان عکس دید ۔ در دل و جان شعلۂ آمد پدید ۔ انچہ دیدی بہتر از کون و مکان ۔
کہ بہ از جان بود بخشیدیم جان ۔ در شجاعت شیر ربانیستی ۔ در مروت خود کہ داند کیستی ۔ در مروت ابر موسائی
بہ تیہ ۔ کا مداز وے خوان و نان بے شبہہ ۔ المعنی خذ و بضم اول و ثانی آب دہن ہندی تھوک تیہ وہ جنگل کہ
جسمین مسافر ہلاک ہوے اور اسی جنگل مین حضرت موسی چالیس برس سرگردان رہے مع بنی اسرائیل کے
مولانا فرماتے ہین کہ عمل بے اخلاص ٹھیک نہین ہوتا اور اخلاص کو علی سے سیکھ کہ وہ شیر خدا کے دغل سے
پاک ہین اُن کے عمل مین دغل نہین چنانچہ ایک غزا مین ایک پہلوان پر قابو پاکر جلدی تلوار کھینچ کے
اُسپر جھپٹے اُسنے اُن کے منہ پر تھوک دیا کہ یہ افتخار ہر بنی و ولی کے تھے اور اُس صورت پر اُنکی جسکو ماہ سجدہ گاہ
مین سجدہ کرے اسنے بے ادبی سے اُسپر تھوک ڈالدیا حضرت علی نے اُسی وقت تلوار اپنی ڈال دی اور اُسکی
غزا سے سستی کی بس وہ سپاہی اس بات سے حیران ہوا کہ یہ رحم و عفو بیمحل اُنھون نے کیون کیا اور آپ سے
کہا کہ تم نے مجھپر تیغ تیز اُٹھائی اور پھر ڈال دی اور مجکو چھوڑ دیا یہ کیا بات ہی وہ کونسی بات ہی جو میری لڑائی سے تمنے بہتر
دیکھی اور میری لڑائی سے سُست ہو گئے اور مجکو اپنا شکار نہ بنایا وہ کیا چیز تھی جسکے دیکھنے سے اس قدر غصہ تمھارا
دفعۃً ایسا دبگیا اور ایسی برق تیغ چمکا کے پھر الگ کو دگئے وہ کونسی شی تم کو معلوم ہوئی کہ مجکو جسکا عکس پایا اور اُسکی
محبت جان و دل مین تمھارے شعلہ زن ہوئی وہ کیا چیز ہی جو بہتر اُس کون و مکان مین جان سے وہ تم نے
مجکو بخشدی بخشیدیم مین بخشیدی صیغۂ واحد حاضر ماضی کا ہی اور میم ضمیر مفعول کا شجاعت مین تو تم شیر ربانی مشہور ہی ہو
بھی جانتا ہون مگر مروت تمھاری نہین معلوم کہ مروت مین کیسے ہو مگر ابتو مروت مین بھی تم کو ایسا جانتا ہون جیسے
تیہ بنی اسرائیل مین ابر موسے کا جس سے بنی اسرائیل کو خوان و نان حاصل ہوا جس مین کچھ شبہہ نہین کہ ابر
موسی وہی ابر جو اُس تیہ مین رات دن بنی اسرائیل کے سر پر رہتا تھا بطور سائبان کے قولہ ابر ۔ گندم دہد کا نرا
بجہد ۔ پختہ و شیرین کند مردم چو شہد ۔ ابر موسے پر رحمت بر کشاد ۔ پختہ و شیرین و بے زحمت بداد ۔ از براے
پختہ خواران کرم ۔ رحمتش افراخت در عالم علم ۔ تا چہل سال آن ظریفہ دان عطا ۔ کم نشد یکروز زان اہل رجا ۔
تا ہم ایشان از خسیسے خاستند ۔ گندنا و ترہ و خس خواستند ۔ جملگی گفتند یا موسے ز آز ۔ بقل و قثا و عدس
سیر و پیاز ۔ ز ان گدارو ے و حرص و آز شان ۔ منقطع شد من و سلوی ز آسمان ۔ امت احمد کہ ہستند از کرام ۔
ہست باقی تا قیامت آن طعام ۔ چون ابیت عند ربی فاش شد ۔ یطعم لیسقے کنایت زاش شد ۔ ہیچ بے تادیل
این را در پذیرد ۔ تا در آید در گلو چون شہد و شیر ۔ ز انکہ تاویلست دادو عطا ۔ چونکہ بیند آن حقیقت را خطا ۔ آن خطا

دیدن ز صنعت عقل اوست ؛ عقل کل مغز ست و عقل جزو پوست ؛ خویش را تاویل کن نه اخبار را ؛ مغز را بد گوے نے گلزار را ؛ ای علی که جملہ عقل دو دیدہ ؛ شمۂ واگو از انچہ دیدہ ؛ تیغ علمت جان ما را چاک کرد ؛ آب علمت خاک ما را پاک کرد ؛ باز گو دانم که این اسرار هوست ؛ زانکه بے شمشیر کشتن کار دست ؛ صانع بے آلت و بے جارحہ ؛ واهب این ید بیضاے راکہ ؛ صد هزاران بیچنا ندروح را ؛ کاے خبر بنمود دل مجروح را ؛ صد هزاران روح بخشد هوش را ؛ که خبر نبود و چشم و گوش را ؛ باز گو ای باز عرش خوش شکار ؛ تا چه دیدی این زمان از کردگار ؛ چشم تو ادراک غیب آموخته ؛ چشمهاے حاضران بر دوخته ؛ آن یکے ماهی همی بیند عیان ؛ وان یکی تاریک می بیند چنان ؛ وان یکے سه ماه می بیند بهم ؛ این سه کس نشسته یک موضع بهم ؛ چشم هر سه باز و گوش هر سه تیز ؛ در ترو آمیزان از تو در گریز ؛ سحر غیب ست این عجب لطف خفیست ؛ بر تو نقش گرگ و بر من یوسفیست ؛ عالم از بجده هزار ست و فزون ؛ هر نظر را نیست این بجده زبون ؛ راز بگشا ای علے مرتضے ؛ ای پس سود القضا حسن القضا ؛ المعنی حس زبون و تاجیز قفا ، بکسر و تشدید ثانی گردی سیر بیاے معروف لسن اسی مبارز کی طرف سے فرماتے ہین کہ ابر تو گندم دیتا ہی مگر لوگ اُنکو اپنی جہد و ترکیب سے شیرین و خوشگوار ہر طرح پر کر لیتے ہین ابر موسے نے ایسے پر رحمت کے کھوے کہ بے زحمت پختہ اور شیرین اُنکو ملتے تھے جیسا کہ من و سلوے مشہور ہی بس جو کہ پختہ خوار کرم کے تھے کہ خدا کے کرم سے پکی پکائی جنکو ملتی تھی موسی کی رحمت نے اُنکے واسطے ایک جھنڈا عالم مین بلند کیا تھا کہ آجتک اُس کی شہرت ہی اور چالیس برس تک یہ وظیفہ عطا کا ایک دن بھی اُن اُمیدوارون سے کم نہوا تب بھی وہ لوگ اپنی ناچیزپن سے اس بات پر آمادہ ہوے کہ گندنا اور ساگ اور ایسی ویسی چیزین مانگنے لگے سب نے بمقتضاے حرص کے کہا کہ ای موسی ہم کو ساگ اور ککڑی اور مسور اور لسن پیاز چاہیے ہم اس من سلوے پر صبر نہین کر سکتے جیسا کہ قرآن مجید مین ہی واذ قلتم یا موسے لن نصبر علے طعام واحد فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلها و قثائها و فومها و عدسها و بصلها یعنے ای بنی اسرائیل جسوقت کہ تم نے موسے سے کہا کہ ہم ایک کھانے پر صبر نہین کر سکتے کہ وہ من و سلوی ہی تم اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کرو تا نکالے ہمارے واسطے وہ چیز جو زمین سے اُگتی ہی کہ وہ قسم ساگ سے ہی اور ککڑی اور گندم یا لسن اور مسور اور پیاز قوم گندم اور لسن دونون کو کہتے ہین بس اُن کی گداروی اور حرص و آز سے من و سلوی جو آسمان سے آتا تھا منقطع ہو گیا لیکن امت احمد مین جو لوگ کرام سے ہین اُن پر وہ طعام یعنے من و سلوے تا قیام قیامت باقی ہی شعر بعد کا اسی کی تسہیل ہی یعنے حضرت نے فرمایا ہی ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی یعنے رات کرتا ہون مین اپنے رب کے پاس کہ وہ مجکو کھلا پلا دیتا ہی یہ اشارہ اسی سے پیدا ہوتا ہی کہ کرام امت بھی اُس طعام سے بہرہ پاتے ہین اور یہ حدیث اس بات پر فرمائی کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ مین اپنے روزہ مین وصل کرون جو روزہ سے روزہ ملا دینا ہی بلا افطار کے فرمایا نہین کہا آپ جو ملا دیتے ہین

اُسپر فرمایا کہ مثل میرے کون ہی میرا تو یہ حال ابیت عندربی الی آخرہ اس شعر مین فرماتے ہین کہ ہمین لوگون کو تاویلین ہین کوئی کہتا ہی ایسے کھانے پینے سے بھی روزہ نہین رہتا کوئی کہتا ہی رہتا ہی کوئی کھانے پینے سے قوت مراد لیتا ہی غرض جو کچھ ہین تو کسی پر خیال مت کر بے تاویل مان لے پھر دیکھ وہ طعام کیسا شہد و شیر کیطرح تیرے گلے مین آتا ہی اِس سبب سے کہ اُنکی تاویل خداداد اور عطاے الٰہی مین ہی پھر کیسے اُسکی حقیقت کو جو عطا ہی خطا دیکھتے ہین اگر خطا دیکھتے ہین تو اُنکی عقل کا ضعف ہی اسلیے کہ عقل کل مغز ہی اور عقل جزو پوست حضرت کہ عقل کل ہین اور یہ اہل تاویل عقل جزو ان سے کیا مناسبت بس تاویلین بھی انکی خطا تو آپ کو تاویل کر لینے ان تاویلون سے آپ کو پھیر اخبار مین کیا تاویل کرتا ہی تو اپنے دماغ کی خبر لے جس مین بُرائی بھری ہی گلزار کو کیون بُرا کہتا ہی پھر مخاطبہ اُس مبارز کا ہی کہ اے علی تم ہمہ تن عقل اور جملہ دیدہ ہو ایک شمہ تو اُس سے بیان کرو جو کچھ تمنے دیکھا ہی اور مجھ سے ہاتھ کھینچا ہی تمھارے حلم کی تیغ نے میری جان کو چاک کیا اور تمھارے اب علم نے میری خاک کو پاک کر دیا تم تو مجکو بتاؤ مین تو یہ جانتا ہون کہ یہ اسرار خاص ذات الٰہی کے ہین کس واسطے کہ بے شمشیر قتل کرنا اسی کا کام ہی کہ وہ صاف بے آلت اور بے جارحہ ہی اے بید ست و پا اور ایسی خوشبوؤن کے تحفے بخشنے والا وہی ہی لاکھون ایسے تحفے روح کو چکھاتا ہی حالانکہ دل عاشق مجروح کو اُس سے خبر نہین ہوتی ہر چند کہ روح و دل مین جیسا کچھ اتحاد و یکی ہی سب کو معلوم اور لاکھون روحین ہوش کو بخشتا ہی درحالیکہ چشم و گوش اُس سے واقف نہین ہوتے تم بتاؤ تو کہ تم ایک باز خوش شکار عرش کے ہو اسوقت تم نے خدا تعالے سے کیا دیکھا تمھاری آنکھون نے ادراک غیب کا سیکھا ہی اور جو حاضرین ہین ان سب کی آنکھین اُن سے بند کر دی ہین چنانچہ حاضرین مین تین قسم کے آدمی ہین ایک تو وہ ہین جو ایک ہی ماہ دیکھتے ہین یعنے خدا تعالی کی الوہیت و وحدانیت کے قائل ہین جو ظاہر و برملا ہی کہ وہ اہل اسلام ہین اور موحد ایک وہ ہین جو جہان کو تاریک دیکھتے ہین کہ کسی کی روشنی اُسمین نہین خود بخود تو یہ نقش گرگ معلوم ہوتا ہی مجکو نقش یوسفی نظر آتا ہی اور عجب یہ کہ اٹھارہ ہزار عالم ہی کسی کی نظر مین کوئی بد زبون نہین اور سب مختلف الخلقت اور یہ تین ایسے ہین کہ باہمد گر ایک دوسرے کو خوار و زبون جانتے ہین اب تم اسکا راز اے علی مرتضی کھولو اور اے تم ایسے ہو جیسے کسی حکم بد کے بعد حکم نیک صادر ہوتا ہی کہ نہایت مستحسن و دلپذیر ہوتا ہی ایما یہ بھی ہی کہ اسکو بعد ارادہ قتل کے آپ نے چھوڑ بھی دیا ہی الخلاف داد و عطا کو شرح مین داد و

اور وان یکے سہ ماہ کو دان یکے تازیک کہ مصرع نہین ہوتا گوش ہر شہ تیز کو بہر حشیم ہر سہ اور از تو کو از من ٹھیک نہین
لکھا ہی قولہ یا تو واگو اینچہ عقلت یافتہ ست ؛ یا بگویم اینچہ بر من تافتہ است ؛ از تو بر من تافت چون داری نہان ؛
میفشانی نور چون مہ ہر زمان ؛ لیک اگر در گفت آید فرص ماہ ؛ شبروان راز و دتر آرد براہ ؛ از غلط امین شوند
از ذہول ؛ بانگ مہ غالب شود بر بانگ غول ؛ ماہ بے گفتن چو باشد رہنما ؛ چون بگوید شد ضیا اندر ضیا ؛
چون تو بابی آن مدینہ علم را ؛ چون شعاع آفتاب حلم را ؛ باز باش ای باب بر جویاے باب ؛ تا رسند از تو بہ شور
اندر رباب ؛ باز باش ای باب رحمت تا ابد ؛ بارگاہ ما لہ کفوا احد ؛ ہر ہوا و ذرہ خود منظری ست ؛ کہ بداند کو دل
کا نجا در لیست ؛ تا نہ بکشاید درے را دیدبان ؛ در درون ہر گز نہ جنبد این گمان ؛ چون کشاید آن درے حیران
شود ؛ مرغ امید و طمع پران شود ؛ غافلے ناگہ بویران گنج یافت ؛ سوی ہر ویرانہ زان پس میشتافت ؛ تا تو درویشی نیابی
تو گہر ہا کے گہر یابی ز درویش دگر ؛ سالہا گر ظن و دود و ہا پاے خویش ؛ نگذرد ز اشکافہ مینہاے خویش ؛ تا بہ بینی نایدت
از غیب بو ؛ غیر بینی ہیچ مے بینی بگو ؛ یعنی ذہول بضمتین غفلت و فراموشی تشور بضمتین پوستہا لباب بضم خالص
و مغز خم دیدبان پاسبان پھر اسی مبارز کا قول ہی حضرت علی سے یا تو تم بیان کرو جو کچھ تمھاری عقل کو دریافت ہوا ہی
یا مین کہون جو کچھ مجھ پر چمکا ہی تمھاری ہی چمک تو مجھ پر پڑی ہی پھر تم کیسے مجھ سے چھپاتے ہو تم تو مجھ پر ماہ کی طرح ہر دم
تو ر ہو رہے ہو لیکن اگر ماہ جو آپ کی ذات ہی گفتگو کرے تو رات کے چلنے والے بہت جلدی راہ پا جائین غلطی سے
بھی نہ بچنے ہو جائین اور فراموشی سے بھی اسلیے کہ ماہ کی آواز آواز غول پر غالب ہی غول کتنا ہی چلائے اور
اپنی طرف بلائے ماہ تو بے گفت و کلام ہی کے رہنما ہوتا ہی اور جب وہ کلام کرے تو سوا ضیا و ضیا ہونے کے
اور کیا ہوگا جب تم اس مدینہ علم کے جو آنحضرت ہین باب ہوا در آفتاب حلم کے شعاع تو جو جویا و طالب اس باب
کے ہین اُنپر اس باب کا کھلا رہنا ہی اچھا کہ ہمیشہ کھلا رہے تو جو چھکل بل ہین لباب اور مغز معانی کو پہونچتے رہین
پھر کہتا ہی کہ اے باب رحمت تو ابد تک کھلا رہ کہ تو اسکی بارگاہ کا باب ہی جسکی صفت ہی ما لہ کفوا احد یعنے کوئی اُس کا
ہم نسب و ہمتا نہین ہی ہر ہوا اور ہر ایک ذرہ ایک منظر ہی جس سے اُسکا نور دیکھ سکتا ہی لیکن کو ردل کب جان سکتا
ہی کہ یہان کوئی در ازہ ہی ہان اگر دیدبان اُس دروازہ کا اُسکو کھول دے تو گمان اُسکے اندر جا سکے اور جبتک
نہ کھولے تب تک ممکن نہین جو جا سکے غرض وہ دروازہ گمان سے باہر ہی اور جب یہ دروازہ کھلجاتا ہی پھر گمان
حیران ہو جاتا ہی اور وہ حیرت جو معرفت ہی پیش آتی ہی اور مرغ اُسکی امید و طمع کے اُڑکر اپنی راہ لیتے ہین پھر نہ
طمع رہی نہ امید رہی ایک غافل نے اتفاقاً ایک ویرانہ مین کچھ خزانہ پالیا اب وہ اس امید پر ہر ویرانہ مین دوڑنے لگا
گو ہر ویرانہ مین خزانہ نہین ہی مگر گمان دوڑائے اُڑائے پھرتا تھا ایسے ہی جب ایک فقیر سے تو گوہر حاصل کرے گا تو
اور فقیرون سے کب حاصل کرے گا پھر اپنے گمان کو کیون بھٹکاتا ہی بر سون اگر گمان اپنے پانون دوڑتا پھرے گا

یہ ہرگز نہین تھکیگا اور اپنی شگاف بینیان نہین چھوڑے گا اور تو جبتک اسکی شگاف بینیون کو دیکھیگا غیب کی لو ہرگز نہ پائے گا تو ہی بتا غیر بینی مین کچھ بھی تو دیکھتا ہی الخلاف شرح مین ہر زمان کو ہر زبان شہروان کو شہیروان بابی کو یابی تا بہ بینی کو تا نہ بینی لکھا ہی

پوچھنا اُس کافر کا امیر المومنین علیؑ سے کہ جب تم نے مجھپر ظفر پائی پھر شمشیر ہاتھ سے کیون ڈال دی

قولہ پس بگفت آن نو مسلمان ولی ؛ از سر مستی ولذت باولی ؛ کہ بفرمایا امیر المومنین ؛ تا بجنبد جان تن چون جنین ؛ ہفت اختر مر جنین را مادرے ؛ میکند از جان نبوت خدمتے ؛ چونکہ وقت آمد کہ جان گیرد جنین ؛ آفتابش آورد ان گرد معین ؛ چون جنین را نوبت تدبیر او ؛ از ستارہ سوے خورشید آید او ؛ این جنین در جنبش آید ز آفتاب ؛ کافتابش جان ہمی بخشد شتاب ؛ از دگر اجرم بجز نقشے نیافت ؛ این جنین تا آفتابش بر نتافت ؛ از کدامے رہ تعلق یافت او ؛ در رحم یا آفتاب خوبرو ؛ آن رہ پنہان کہ دور از حسن ماست ؛ آفتاب چرخ را بس راہہاست ؛ آن رہے کہ زر بیابد قوت از و ؛ وان رہے کہ سنگ شد یاقوت از و ؛ آن رہے کہ سرخ سازد لعل را ؛ وان رہے کہ برق بخشد لعل را ؛ آن رہے کہ پختہ سازد میوہ را ؛ وان رہے کہ دل دہد کالیوہ را ؛ باز گو ای باز پر افروختہ ؛ باشہ و با ساعدش آموختہ ؛ باز گو ای باز عنقا گیر شاہ ؛ ای سیاہ اشکن جو دے با سپاہ ؛ امت وصدے یکے و صد ہزار ؛ باز گو ای بندہ بازت را شکار ؛ در محل قہر این رحمت رچیست ؛ اژدہا را دست دادن کار کیست ؛

المعنی جنین بفتح بچہ در شکم کالیوہ سرگشتہ و دیوانہ پھر کہا اُس نو مسلمان ولی نے ازراہ مستی ولذت کے دلی سے جو علی مرتضےٰ ہین کہ ای امیر المومنین یہ تو فرمائو تو میرے تن مین مثل جنین کے جان جنبش کرے یعنے مجھ مین جان پڑجاے کہ سبعہ سیارے جنین کی باری باری سے خدمت کرتے ہین بجان و دل ایک مدت تک جب وہ وقت آتا ہی کہ جنین جان حاصل کرے اُسوقت آفتاب اُسکا مددگار ہوتا ہی یعنے جنین کو بعد سب ستارون کے نوبت تدبیر کی آفتاب سے پڑتی ہی تو یہ جنین آفتاب سے جنبش مین آتا ہی اور فوراً یہ اُسکو جان بخشتا ہی اور ستارون سے سوے نقش کے کچھ نہین پاتا جب آفتاب اسپر چمکتا ہی تو جان پاتا ہی اور یہ قول حکماے فلاسفہ کا ہی مولانا رحمۃ اللہ قول اُس سپاہی کے ہین پھر کہتا ہی جنین رحم مین آفتاب فلک چہارم پر اب وہ کونسی راہ ہی کہ جس راہ سے آفتاب جیسے خوبرو کا تعلق رحم مین جنین سے ہوگیا ایسے ہی آفتاب فلک کی مہبت راہین ہین کہ ہمارے حس سے بہت دور اور چھپی ہوئی ہین ایک تو یہ راہ جس سے زر قوت پاکے زر بنتا ہی اور ایک یہ راہ جس سے پتھر یاقوت ہوجاتا ہی ایک وہ راہ جس سے لعل سُرخ ہوجاتا ہی اور ایک وہ راہ جس سے لعل کو چمک دمک بخشتا ہی ایک وہ راہ جس سے میوے کو پکاتا ہی ایک وہ راہ جس سے دیوانہ کو ہوشیار کرتا ہی پس اے باز پر افروختہ اے پر صاف کیے ہوے بادشاہ اور اُسکے پہونچے کے سکھائے اور تعلیم کیے ہوے تم اسکو بیان کرو پھر

کہتا ہو بتاؤ تم ایک باز عنقا گیر ہو یعنی جو باتین عنقا ہین جنکو کوئی نہین جانتا وہ تمکو حاصل ہین اور تم بذات خود بے سپاہ کے سپاہ شکن ہو اور تم ساری امت مین ایک سے لاکھ تک واحد دیکھتا ہو اور مین بندہ تمھارا شکار تم مجکو یہ بتاؤ کہ محل قہر مین تم نے مجھپر رحمت کیون کی کیا سبب بھلا یہ کس کا کام ہو کہ اژدہا کو فرصت اور قابو دے باز کو اجر باز پر اڑنے باقی سب شعر متعلق شعر آخر کے ہین اور شعر آخر حاصل سب کا الخلاف شرح مین تابجنبد کی جگہ نجنبد اور جنین کو چنین اور حس ماست کو حس مست کی صورت لعل کے بجاے نعل لکھا ہی

جواب دینا امیر المومنین کا سبب تلوار کھینچکر دینے اور باز رہنے کا قتل سے

قولہ گفت من تیغ از پے حق میزنم ✤ بندۂ حقم نہ مامور تنم ✤ شیر حقم نیستم شیر ہوا ✤ فعل من بر دین من باشد گوا ✤ من چو تیغم دان زننده آفتاب ✤ ما مریت اذ رمیت در حراب ✤ رخت خود را من زره بر داشتم ✤ غیر حق را من عدم انگاشتم ✤ من چو تیغم پرگہ ہاے وصال ✤ زنده گردانم نگشته در قتال ✤ سایه ام من کے جدا یم ز آفتاب ✤ حاجبم من نیستم اورا حجاب ✤ خون نپوشد گوہر تیغ مرا ✤ باد از جا کے برد میغ مرا ✤ کہ نیم گوہم ز صبر و حلم و داد ✤ کوہ را کے در رباید تند باد ✤ آنکہ از باد ے رود از جا خسیست ✤ زانکہ یار د نا موافق خود بسیست ✤ باد خشم و باد شہوت باد آز ✤ بر دو اورا کو نبود اہل نیاز ✤ باد کبر و باد عجب و باد خلم ✤ بر دو را کو نبود از اہل علم ما کو ہم و ہستی من بنیاد اوست ✤ در شکوم چون کاہ بادم باد اوست ✤ جز بباد او نجنبد میل من ✤ نیست جز عشق احد سرخیل من ✤ خشم بر شاہان شہ و مارا غلام ✤ خشم را من بستہ ام زیر لگام ✤ تیغ علم گردن خشم زدست ✤ خشم حق بر من چو رحمت آمدست ✤ غرق نورم گر چہ مقفم شد خراب ✤ روضہ گشتم گر چہ ہستم بو تراب ✤ چون در آمد علی اندر غزا ✤ تیغ را دیدم نہان کردن سزا ✤ تا احب اللہ آید نام من ✤ تا کہ ابغض لعد آید کام من ✤ تا کہ اعطی لعد آید جود من ✤ تا کہ امسک لعد آید بود من ✤ بخل من لعد عطا لعد و بس ✤ جملہ لعد ام نیم من آن کس ✤ المعنی خلم با لکسر یا ردو دست خراب بکسر کا رزار جناب امیر المومنین نے اُسکو یہ جواب دیا کہ مین تیغ زنی راہ خدا مین کرتا ہون اور بندہ خدا کا ہون نہ مطیع و مامور تن کا یعنے نفس کا مین شیر حق کا ہون نہ شیر حرص و ہوا کا میرے فعل میرے دین پر گواہ ہین مین تیغ زن نہین بلکہ مثل تیغ کے ہون اور جو اس تیغ کا لگانے والا ہی وہ آفتاب ہوا مثل آفتاب کے ظاہر و باہر اور وہ آفتاب جس نے ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی فرمایا ہی نہین پھینکا تو نے جس وقت کہ پھینکا تو نے لیکن اللہ نے پھینکا کہ یہ آیہ جنگ بدر مین نازل ہوئی تھی مین نے اپنا اسباب راہ دنیا سے اُٹھا لیا اور غیر حق کو معدوم کیا معنے خود عدم ہی جان لیا مین مثل تیغ کے گوہر وصال سے بھرا ہون یعنے مجھ مین جو ہر وصال محبوب حقیقی کے ہین اور ظاہر جسکو وصال محبوب حقیقی کا حاصل ہو گا وہ زندہ نہو گا نگشتہ اور قتال مین سایہ ہون پھر آفتاب سے جدا کب ہون مین حاجب ہون نہ اُس کا حجاب حاجب اس وجہ سے کہا کہ حاجب حجاب کے پاس بیٹھا رہتا ہے

اور لوگون کو مالک سے ملاتا ہی خون میرے جوہر تیغ کو نہین چھپا سکتا میرے بادل کو ہوا نہین اڑا سکتی یعنے مین تیغ زنی نفسانیت کی نہین کرتا مین کاہ نہین ہون بلکہ صبر و علم و داد کا کوہ ہون کہ وہ کیسی ہی آندھی ہو اڑا نہین سکتی یعنی کتنے ہی حوادث ہون میرے استقلال کو نہین ڈگا سکتے اور جو کہ ذرہ ہو مین تنکے کے مانند ہلجاے وہ خس ہی اور ناچیز اس سبب سے کہ دنیا مین ہوا مین ناموافق بہت ہین جن مین صبر و ثبات لوگون کا نہین رہتا اور وہ ہوا مین ناموافق مثلاً باد خشم اور باد شہوت اور باد حرص انھون نے ایسے شخص کو اپنے بس مین کیا ہی جو اہل نیاز نہین ہی اور جو خدا کے سامنے عجز و زاری کرتا رہتا ہی اور آپ کو عاجز سمجھتا ہے اسکا یہ کچھ نہین کر سکتین ایسے ہی باد کبر اور باد عجب اور باد ظلم کہ میرے یار و مددگار بہت ہین اسکو اپنا مطیع بناتے ہین جو علم والا نہین ہی جاہل ہی کہ یہ سب اقتضاے جہل سے پیدا ہوتے ہین تین ایک کوہ ہون اور میری ہستی کی بنیاد اس سے ہی اور اگر مثل کاہ کے ہو جاؤن تب بھی میرے لیے ہوا اسی کی ہوا ہی وہ چاہے جیسا لوٹ پوٹ مجکو کرے سو اسکی ہوا کے میری رغبت کسی طرف جنبش ہی نہین کرتی بس عشق احد کا یہی میرا سر خیل ہی جب جھکون گا ادھر ہی جھکونگا جیسے ہر کوئی اپنے سر خیل کی طرف جھکتا ہی غصہ ایسی چیز ہی کہ سب بادشاہون کا بادشاہ بنا ہی سب اسکے مطیع و فرمانبردار غلامون کی طرح اپنا ان سے کام لیتا ہی مگر میرا غلام ہی اور میرے زیر لگام چاہے روک لون چاہے چھوڑ دون جیسا محل و موقع سمجھون میرے علم کی تیغ نے میرے غصہ کی گردن ماردی ہی اس سبب سے خشم خدا کا مجھپر مثل رحمت کے ہی یعنے خدا کے خشم سے محفوظ ہو گیا ہون اگرچہ بظاہر سقف میری خراب آب و گل ہی سے ہی لیکن ہون نور مین ڈوبا ہوا اور ایک روضہ روضات جنت سے ہون اگرچہ نام میرا ابوتراب ہی یعنی باپ مٹی کا عرب جس شخص مین جس چیز کا کمال اتحاد و اختلاط پاتے ہین اسکو اب یا ابن یا اخ کے ساتھ منسوب کرتے ہین کس واسطے کہ ان کا سا اتحاد کسی مین نہین ہی اب جو مین نے دیکھا کہ میری غزا مین ایک علت داخل ہوئی اسواسطے تلوار کا چھپا لینا ہی لائق فائق سمجھا تا احب للہ مین میرا نام داخل ہو اور ابغض للہ میرا مقصد ہوا اور اعطی للہ میرا جود ہوا اور امسک للہ میری ہستی و بود یہ دونون شعر مقتبس اس حدیث شریف سے ہین من احب للہ و ابغض للہ و اعطی للہ و امسک للہ فقد استکمل ایمانہ جس کسی نے محبت کی کسی سے واسطے اللہ کے اور بغض کیا کسی سے واسطے اللہ کے اور دیا کسی کو واسطے اللہ کے اور امساک کیا واسطے اللہ کے بیشک کامل کیا اپنے ایمان کو بس بخل میرا للہ اور عطا للہ ہی بلکہ مین خود ہمہ تن للہ ہون سوا خدا کے کسی کی ملک نہین الخلاف بحر العلوم مین نگشتہ کو نگشتہ اور کے جدایم کو کد خدایم اور نیست کو نیست کو ہم کو کوہم قولہ و انچہ للہ میکنم تقلید نیست ہا نیست تخیل و گمان جزو دیدہ نیست ہا ز اجتہاد و از تحری رستہ ام ہا آستین برد امن حق بستہ ام ہا گر ہمی برم ہمی بینم مطار ہا در ہے گردم ہمی بیم مدار ہا در شہم باری بدانم تا کجاست ہا ما ہم و خورشید پیشیم پیشوا ست ہا پیش ازین با خلق گفتن روے نیست ہا بحر را گنجاے اندر جوی نیست ہا

در شریعت مرگواہی بندہ را ؛ نیست قدرے وقت دعوے قضا ؛ گر ہزاران بندہ باشند گواہ ؛ شرع نہ پذیرد گواہی شان بگاہ ؛ بندۂ شہوت بتر نزدیک حق ؛ از غلام و بندگان مسترق ؛ کین بیک لفظے شود آزاد و حر ؛ وین زید شیرین و میر و سخت مر ؛ بندۂ شہوت ندارد خود خلاص ؛ جز بفضل ایزد و انعام خاص ؛ پست میگویم بمذاق عقول ؛ عیب نبود این بود کار رسول ؛ از غرض حرم تو قول حر شنو ؛ کہ شہوبندگان نزد بجو ؛ دو چہے انداخت او خود را کہ من ؛ در خور قعر شش نی یا ہم رسن ؛ چون گناہ است ای جان چون کنم ؛ کہ ورا از قعر چہ بیرون کنم ؛ بس کنم گر این سخن افزون شود ؛ خود جگر چہ بود چو خارا خون شود ؛ این جگر ہا خون نشد نہ از سختیست ؛ غفلت و مشغولی و نخبتیست ؛ خون شود و قتیکہ خوش سوزیست ؛ خون شود و قتیکہ خون مردود نیست ؛ چون گواہی بندگان مقبول نیست ؛ عدل او باشد کہ بندہ غول نیست ؛ گفت ارسلناک شاہد در نظر ؛ زان کہ شد از کون او حر ابن حر ؛ چونکہ حرم خشم کے بندہ مرا ؛ نیست آنجا جز صفات حر مرا ؛ المعنی تخییل خیال کرنا اجتہاد بالعکس فقہا کی اصطلاح مین نکالنا مسائل کا قیاس سے موافق قرآن و حدیث و اجماع امت کے اور راہ صواب ڈھونڈھنا مطار بفتح پر یدن وجا سے پریدن مدار دورہ گردش مسترق بالضم و فتح تا دزدیدہ شدہ مر بالضم تخ شہود جمع شاہد بمعنی گواہ ند بضمتین ترس و بیم اور جو کچھ مین لد کرتا ہون کسی کی دیکھا دیکھی نہین ہی نہ یہ خیال و گمان ہی سوائے دید کے اسمین کسی شی کی گنجایش نہین مین راہ صواب کی جستجو اور قبلہ کی توہم کہ کدھر کو ہی جیسا رات یا بادل کے دن شک پڑتا ہی سب سے خلاص ہوگیا ہون مین نے اپنی آستین دامن حق سے لگا دی ہی محتاج اجتہاد و تحری کا نہین ہون اگر اڑتا ہون تو اپنی جگہ کو تکے رہتا ہون اور جو گردش کرتا ہون تو اپنے مدار کو دیکھے رہتا ہون غرض ہر حال مین اپنے ٹھکانے سے غافل نہین ہوتا اور جو سفر کرتا ہون مین جانتا ہون اسکو جہان تک وہ ہی کسی دلیل و رہبر کا محتاج نہین تین ماہ ہون اور آفتاب میرا پیشوا ہی کہ ماہ پیچھے آفتاب کے لگا چلا جاتا ہی آخر منزل مقصود پر پہونچ جاتا ہی بس سفر سے مراد سفر عالم معنی اور آفتاب نور خدا آپ فرماتے ہین زیادہ اس سے مخلوق کے سامنے کہنے کی کوئی صورت نہین ہی کسواسطے کہ دریا کی سمائی نہین مین کہان ہی کہان مخلوق کا ظرف کہان یہ دریاے بے پایان اس شعر مین دوسری تمہید ہی کہ شریعت مین غلام کے گواہی کی ہنگام دعوی محکمۂ قضا کے کچھ قدر نہین ہی اگر ہزارون غلام تیرے گواہ ہون شرع انکی گواہی برابر برگ کاہ کے بھی نہ سمجھے گا یہ ایسے لوگ بیقدر ہین کچھ جو شخص کہ بندۂ شہوت یعنی خواہشون نفسانی کا ہی خداوند تعالے کے نزدیک اس غلام سے جو کسی کا مملوک ہی بدرجہا بتر ہی چاہے یہ غلام و بندے مسترق کیون نہون یعنے چور و سارق جو حد درجہ عیب غلام کا ہی کس واسطے کہ یہ غلام تو ایک ذراسی لفظ مین آزاد ہو جاتا ہی اور بندہ شہوت زندگی تو خوب لذت و شیرینی سے تیر کرتا ہی اور جب مرتا ہی تو خدا کے نزدیک کڑوا زہر ہوتا ہی اور اس کے واسطے رہائی و آزادی نہین سوائے فضل و احسان ایزد منان کے اور یہ باتین مین جیسا اندازہ

عقول کا دیکھتا ہون ویسے ہی دبے دبے لفظون مین مثال کے کہہ رہا ہون کس واسطے کہ کہنے مین کوئی عیب نہین رسول کا یہ کام ہی کہ بجنسہ پیغام پہونچاتا ہی اور خود فوض سے آزاد ہون تو ایسی بے غرض حرکی بات سُن کہ گواہیان بندون کی جو بحر قیمت نہین رکھتین اور بندے وہی بندے شہوت کے اور جو تو اُنکی سنتا ہی میری نہین سنتا یہ تو بتا اُس نے آپ کو کنوئین مین گرایا ہی کہ مین نے اور ایسا گہرا کنوان جسکی گہرائی کے موافق مجکو رسی نہین ملتی خیر گناہ اُسکا ہی تو ای جانمن کیا کرون اور کیسے اُسکو قعر چاہ سے نکالون بہتر یہ ہی کہ بس کرون اگر اسمین سخن بڑھ جائے گا تو جگر کیا چیز ہی خارا بھی خون ہو جائے گا اور ان کے جگر جو خون نہین ہوئے یہ نہین ہی کہ سختی سے نہوے ہون بلکہ غفلت اور مشغولی اور بدبختی ہی یہ جگر اُسوقت خون ہون گے کہ خون ہونا کچھ مفید نہوگا اور اُسوقت خون ہون گے کہ خون مردود نہوگا جب گواہی بندون کی مقبول نہین ہی مردود شرع ہی ایسے ہی بندے شہوت کے مردود شرع اگر انکے ساتھ اُسکا عدل ہو تو کیا عجب کیا یہ غول نہین ہین خود گمراہ اور کو گمراہ کرنے والے اللہ تعالے نے قرآن مجید مین حضرت کی نسبت فرمایا ہی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا بیشک ہم نے تجکو بھیجا درحالیکہ تو اپنی امت پر گواہ ہی اور بشارت دہندہ مومنون کا اور ڈرانے والا بدکارون کا ہی اور یہ آیت ترس و بیم مین نازل ہوئی ہی پس یہ وہ گواہ ہین کہ حرکیا معنی جنکے ہونے سے حر ابن حر ہوے ای پشتینی حر انکی گواہی کو غور کرتیں مین جب حر ہون تو خشم مجکو اپنا بندہ کیسے کر سکتا ہی اور وہان بھی یعنے خدا تعالے کے سامنے سوائے حر کے کوئی صفات میری نہین ہی بخلاف میر دمین دال رہگئی ہی ای میر دسخت یا بم کو بایم خون شود کو خوشنود اور حر مرا کو خود مرا قولہ اندر آ کا زاد کردت لطف حق ؛ زانکہ رحمش داشت بر خشمش سبق ؛ اندر آ اکنون کہ رستی از خطر ؛ سنگ بودی کیمیا کردت گہر ؛ رستہ از کفر و خارستان او ؛ چون گلے بشگفتہ در بستان او ؛ تو منی ومن تو ام ای محتشم ؛ تو علی بودی علی را چون کشم ؛ معصیت کردی بہ از ہر طاعتے ؛ آسمان پیمودہ در ساعتے ؛ بس خجستہ معصیت کان مرد کرد ؛ کہ ز خارے برد مداو راق ورد ؛ نے عمر را قصد آزار رسول ؛ می کشید ش تا بدرگاہ قبول ؛ نے بسحر ساحران فرعون شان ؛ میکشید و گشت دولت عون شان ؛ گر نبودے سحر شان و آن جہود ہ کے کشیدی سان بفرعون عنود ؛ کے بدیدندی عصا و معجزات ؛ معصیت طاعت شد آن قوم عصات ؛ ناامیدی را خدا کردن زدست ؛ چون گنہ مانند طاعت آمدست ؛ چون مبدل می کند او سیئات ؛ عین طاعت میکند رغم وشات ؛ زین شود مرجوم شیطان رجیم ؛ وز حسد او بطرد قد گردد ندیم ؛ او بکوشد تا گناہے آورد ؛ زان گنہ مارا بجاہے آورد ؛ چون بہ بیند کان گنہ رشد طاعتے ؛ گردد او را نا مبارک ساعتی ؛ اندر آ من در کشا دم مر ترا ؛ تلف زدی و تحفہ دادم مر ترا ؛ چون جفا گر را چنین ہا میدہم ؛ پیش پائے جب چہان سر مے نہم ؛ پس وفا گر را چنان بخشم بدان ؛ گنجہا و ملکہا ے جاودان ؛ جاودانہ بادشاہی بخشمش ؛ انچہ اندر وہم ناید بدہمش ؛

من چنان مردم کہ بر خوبی خویش ؛ نوش لطف من بشد در قہر بیش ؛ المعنی خون با لفتح مدد جہود کوشش کرنا عصات بضم جمع عاصی سیات برائیان وشنات جمع واشی ورد وغلو وغماز وسخن چین آب مخاطبہ حضرت علی شیر خدا کا ہی اُس مبارز سے کہ آہم مین داخل ہو کہ تجکو بھی لطف حق نے آزاد کر دیا اس سبب سے کہ اُسکی رحمت اُس کے غصہ پر مقدم وسابق ہی پھر فرمایا اب آ کہ تو جملہ خطرات سے چھوٹ گیا تو در اصل سنگ تھا اب تو اپنی ذات مین کیمیا ہو گیا ناقصون کو کامل کرنے والا تو کھرا اور اُسکے خارستان سے جو بیابان در بیابان تھے نجات پا گیا اب تو ایک گل ہی اور وہ خارستان تیرے واسطے بوستان تو گل سبا اسمین کھلا ہوا ہی اے مخشم جو تو ہی وہ مین ہون اور جو مین ہون وہ تو ہی یعنے ایک ہو گئے پھر جب تو علی تھا تو مین علی کو کیسے مارون تیرے گناہ ہر طاعت سے بہتر ہو گئے تو آسمان کو ایک ساعت مین طے کر گیا اور اعلے مقام پر پہونچا کیسے مبارک وہ معصیت ہین جو کوئی کرے اور اُسکے خار سے گلاب کے پھول نمودار ہون دیکھو عمر نے نہین قصد آزار رسول کا کیا تھا کہ قریش سے عہد پیمان کر کے بارادہ قتل گھر سے چلے تھے حالانکہ وہ ارادہ بد اُن کو درگاہ قبول تک کھینچے لیے جاتا تھا آخر قبول درگاہ الٰہی کے ہوے فرعون ساحرون کو طرف سحر کے نہین کھینچتا تھا اور اُنکے اس سحر مین دولت مددگار رہو گئی اور وہ سبب المدد اُسکے رسول پر جو موسے علیہ السلام تھے ایمان لائے جیسا کہ تنزیل مجید مین ہی والقی السحرۃ ساجدین قالوا آمنا برب العالمین رب موسی وہارون اور گرے جادو گر سجدہ کرتے ہوے اور کہا ہم ایمان لائے رب العالمین پر یعنے رب موسی اور ہارون پر اگر انکا وہ سحر نہوتا اور کوشش نہوتی تو اُنکو کھینچ کے فرعون سرکش کے پاس کون لیجاتا اور وہ عصا اور معجزات کو کب دیکھتے اسی سحر کی بدولت وہ قوم گنہگار معصیت طاعت ہو گئی اور معصیت طاعت وہ شخص جسکی معصیت طاعت ہو جاے اللہ تعالی ایسا رحیم ہی کہ اُسنے نا امیدی کی گردن ماردی ہی دیکھو کیسے گناہ مانند طاعت کے ہو گئے جب وہ سیات کو تبدیل کر دیتا ہی تو زعم وغرور اور دروغ وسخن چینیون کو عین طاعت کر دیتا ہی اسی سبب سے شیطان مرجوم رجیم کا حسد سے کلیجہ پھٹتا ہی اور دو ٹکڑے ہو جاتا ہی کہ وہ تو کوشش کرتا ہی کہ ہمکو گناہ مین ڈالے اور اُس گناہ سے چاہ مین گرائے اور جب دیکھتا ہی کہ وہ گناہ طاعت ہو گیا تو اُس سے زیادہ منحوس تر کوئی ساعت نہین پاتا پھر فرماتے ہین آ داخل ہو کہ مین نے تیرے واسطے دروازہ کھولدیا ہی تو نے مجھپر تھوکا مین اُسکے بدلے تحفہ عجیب دیتا ہون خیال نوکر جب جفاگر ہون کو ایسی چیز نہین دیتا ہون چنانچہ تو بھی جفاگر ہی تھا تو حب ومحبت والے کے پانون پر کیسا سر رکھتا ہون بس جو وفاگر ہی اُسکو کیسے کیسے گنج وملک جاودان بخشون اس بات کو جان لے وہ بادشاہی جو ہمیشہ ہی نہ یہ بادشاہی چند روزہ دنیا اُسکو بخشون اور وہ چیز کہ وہم مین نہ آئے وے دون مین وہ مرد ہون کہ خود اپنی خونی وقاتل پر شہد میرے لطف کا نہر مین بھر گیا ہی الخلاف شرح مین بجاے رستہ نقشہ اور کہ زخار کی جگہ سے زجہود کو جہود کہ کشیدی کو

میکشیدی وشات کو وساب لکھا ہی

کہنا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا رکابدار حضرت امیر کے کان مین کہ امیر تیرے ہاتھ سے مارے جائینگے

قولہ گفت پیغمبر بگوش ۔ چاکرم ۔ کو بروز وزے زگردن این سرم ۔ کرد آگہ آن رسول از وحی دوست ۔ کہ بلا کم عاقبت بر دست اوست ۔ او ہمیگوید بکش پیشین مرا ۔ تا نیابد از من این منکر خطا ۔ من ہمیگویم چو مرگ من زتست ۔ با قضا من چون توانم حیلہ جست ۔ او ہمی افتد بہ پیشم کاے کریم ۔ مر مرا کن از برائے حق دو نیم ۔ تا نیابد بر من این انجام بد ۔ تا نسوزد جانمن بر جان خود ۔ من ہمیگویم بر دجف القلم ۔ زان قلم بس سرنگون گردد علم ۔ این عجب بغضے نیست در جانم ز تو ۔ زانکہ این را من نمیدانم ز تو ۔ آلت حقی تو فاعل دست حق ۔ چون زنم بر الت حق طعن و دق ۔ گفت او بس این سخن از بہر چیست ۔ گفت ہم از حق و آن سر خفیست ۔ گر کند بر فعل او خود اعتراض ۔ ز اعتراض خود بر و یابد ریاض ۔ اعتراض او را رسد بر فعل خود ۔ زانکہ در قہر ست و در لطف احد ۔ ہا اندرین شہر حوادث میر اوست ۔ در ممالک مالک تدبیر اوست ۔ آلت او را اگر خود بشکند ۔ آن شکستہ کشتہ را نیکو کند ۔ رمز ننسخ آیۃ او ننسہا ۔ نات خیر در عقب میدان ہا ۔ ہر شریعت را کہ حق منسوخ کرد ۔ او گیا بر دمد عوض آورد در د ۔ المعنی دق بفتح اعتراض و مواخذہ کرنا اعتراض پیش آنا ہر کسی کے اور حامل ہونا گیاہ درد گل گلاب حضرت علی شیر خدا نے جو اوپر فرمایا ہی کہ میرا نوش لطف اس شخص پر جو میرا خونی ہی قہر سے بڑھا ہوا ہی اسی پر یہ نقل ہی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے نوکر کے کان مین کہا کہ تو کسی دن علی کے سر کو انکی گردن سے کاٹے گا اور یہ وحی آنحضرت پر دست یعنی خدا تعالے کی طرف سے نازل ہوئی تھی اس سے اسکو آگاہ کیا کہ انجام علی کی موت تیرے ہاتھ پر ہی وہ نوکر مجھ سے کہتا ہی کہ تم پہلے ہی مجکو مار ڈالو تو ایسی بری خطا مجھ سے نہونے پائے مین کہتا ہون کہ جب موت میری تیرے ہاتھ پر ہی تو مین موت کے لیے حیلے اور بچاؤ کیسے ڈھونڈ سکتا ہون وہ میرے سامنے کہتا ہی کہ اے کریم خدا کے واسطے تم مجکو دو ٹکڑے کر ڈالو تو یہ انجام بد میرے ذمہ نہ آنے پائے اور میری جان اپنی جان پر نہ جلے کہ کیون ایسی جان مجکو ملی اور مین کیون پیدا ہوا مین اس سے کہتا ہون یہ نہین جانتا جف القلم بما ہو کائن خشک ہوے قلم ساتھ اس چیز کے کہ وہ ہونے والی ہی یعنے جملہ امور شدنی لکھکر خشک ہوگئے اب انمین کچھ گھٹ بڑھ نہین سکتا لہذا اس قلم سے بہت سے جھنڈے سرنگون ہوگئے اور سلطنتین خراب ہوگئین مجکو تیری طرف سے کوئی بغض نہین ہی اس واسطے کہ اس بات کو مین تجھ سے نہین جانتا ہون تو ایک ہتھیار خدا کا ہی اور فاعل اسکا خدا کا ہاتھ پھر خدا کے ہتھیار پر مین کیسے طعن و اعتراض کرون پھر اسنے یعنے مبارز نے کہا کہ یہ بات کس واسطے ہی کہا خدا ہی سے ہی اور وہ ایک بھید پوشیدہ ہی

کس کا مقدور ہی جو اُسکے فعل پر اعتراض کرے اگر وہ اپنے فعل پر آپ اعتراض کرے یعنی کوئی چیز پیدا کرے تو اُس اعتراض سے گل کس کا بلغ کے بلغ کھلا دے اعتراض یہ کہ اپنے فعل پر سزاوار و لائق ہی اس سبب سے کہ تہ بلطف دونون مین یکتا و یگانہ ہی اس شہر حوادث دنیا مین بادشاہ وہی تو ہی اور تمام ملکون مین مالک تدبیر کا وہی ہی آپنے کو اگر آپ تو طرے تو اُس شکستہ کشتہ کو نہایت خوب و نیک کر دے چنانچہ تفسیر اسکی یہ ہی کہ اے سردار تو مزاس آیت کو جانے رہ جیسا کہ فرمایا ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا نہین نسخ کیا ہم نے کسی آیت کو یا بھلایا اُسکو مگر لائے ہم بہتر اُس سے اغرض نسخ دو نسیان کے ساتھ نات بخیر لگا ہوا ہی بس یہی بات ہی جس شریعت کو کہ اُس نے منسوخ کیا تو گویا گھاس دور کی اور گل گلاب اُس سے جمایا الخلاف شرح مین این را کی جگہ این اور دق کو فرق اور لطف ست کو لطف باضافت لکھا ہی قولہ شب کند منسوخ نور روز را ؛ بین جمادی دان خرد افروز را ؛ باز شب منسوخ شد از نور روز ؛ تا جمادی سوخت زان آتش فروز ؛ گرچہ ظلمت آمد آن نوم و سبات ؛ نے درون ظلمت است آب حیات ؛ نے دران ظلمت خرد ہا تازہ شد ؛ سکتہ سرمایہ آوازہ شد ؛ کہ زضد ہا ضد ہا آید پدید ؛ در سوید ار روشنائی آفرید ؛ جنگ پیغمبر مدارصلح شد ؛ صلح این آخر زمان زان جنگ بد ؛ صد ہزاران سر بریدآن دستان ؛ تا امان یابد سراہل جہان ؛ باغبان زان میبرد شاخ خضر ؛ تا بیاید نخل قامتہا و بر ؛ میکند از باغ آن دانا حشیش ؛ تا نماید باغ میوہ خرمیش ؛ میکند دندان بدرآن طبیب ؛ تا رہد از درد بیماری صہیب ؛ پس زیادتہا درون نقصانہا است ؛ مرشہیدان را حیات اندر فناست ؛ چون بریدہ گشت حلق رزق خوار ؛ یرزقون فرحین شد خوشگوار ؛ حلق حیوان چون بریدہ شد بعدل ؛ حلق انسان رست وافزائید فضل ؛ حلق انسان چون ببرد ہین بہ بین ؛ تا چہ زاید کن قیاس آن باین ؛ حلق ثالث زائد و تیار او ؛ شربت حق باشد و انوار او ؛ حلق ببریدہ خورد شربت دے ؛ حلق از لا رستہ مردہ در بلے ؛ پس کن ای دون ہمت کوتہ بیان ؛ تا کیت باشد حیات جان بنان ؛ زان مداری میوہ مانند بید ؛ کا برو بردی بے نان سپید ؛ گر نداری صبر زین نان جان حس ؛ کیمیا را گیر در گردان توس ؛ جامہ شوئی کرد خواہی اے فلان ؛ رو گروگردان ازمقام گاذران ؛ گرچہ نان لشکستہ مرروزہ ترا ؛ در شکستہ بند بیچ و برتر آ ؛ چون شکستہ بند آمد دست او ؛ پس رفو باشد یقین اشکست او ؛ گر تو آنرا لشکنی گوید بیا ؛ تو درستش کن ندارد دست و پا ؛ پس شکستن حق او باشد کہ او ؛ مر شکستہ گشتہ را داند رفو ؛ آنکہ داند دوخت او داند درید ؛ ہر چہ او بفروخت نیکوتر خرید ؛ خانہ را کند و چو جنت ساخت او ؛ پست کرد و بر فلک افراخت او ؛ المعنی جمادے بضم اول و فتح دال و الف بصورت یا فسردہ و یخ بستہ سبات بضم اول زمانہ و خواب و راحت فرماتے ہین کہ شب دن کے نور کو منسوخ کرتی ہی اور خرد افروز جملہ حیوانات مین ذی العقول ہی یعنی انسان اسکو جمادی بنا دیتی اے بیحس و حرکت اور عقل و ہوش پھر رات نورون سے منسوخ ہوئی تو وہ جمادی آتش افروز سے جو خورشید ہی

جلگیا اور پھر خرد افروز ہوگیا اگرچہ ظلمت یہ نوم وسبات سے ہی یعنے خواب وراحت کے لیے لیکن ظلمت مین تو نہین جانتا کیا آب حیات نہین ہی کیا اُس ظلمت مین عقول مردم تازہ نہین ہوجاتین اور یہ سکتہ جو ایک وقت مقرری تک رہتا ہی سرمایۂ شہرت نہین ہوجاتا حکما کے نزدیک ثابت ہی کہ اگر رات کو نہ سوئے تو دیوانہ ہوجائے رات کے خواب واسائش سے عقل اسکی تازہ و نو ہوجاتی ہی بس سکتہ مراد خواب سے ہی جسمین سکتہ والے کیطرح ایک زمان معین تک نہ حس وحرکت رہتا ہی پھر افاقہ ہوجاتا ہی مثل سکتہ کے کسواسطے کہ خدا سے ضد ظاہر ہوتی ہی خدتعالے نے سیاہی مین روشنی پیدا کی ہی جیسے رات سے دن اب کہتے ہین جنگ وصلح باہم متضاد ہین حالانکہ جنگ پیغمبری مدار صلح کی تھی کسواسطے کہ آخر ہمنے جو صلح کی تو اُنکے جنگ ہی کے سبب سے کی برسون اُن دلستان یعنی حضرت نے سر کاٹے اور لڑائیان کین اسی واسطے کہ اہل جہان کے سرامن مین ہوجائین آیندہ کو فتنہ وفساد نہ رہے دیکھو باغبان ہری شاخین بھی درخت کی کاٹ ڈالتے ہین تا درخت بڑا قامت والا اور پھل دار ہوے دانا آدمی باغ سے گھاس اس واسطے اُکھیڑ ڈالتے ہین تو باغ میوہ خرمی کا اُسکو دکھائے کس واسطے کہ باغ کی صفائی سے طبیعت خرم وتازہ ہوتی ہی اور طبیب دُکھتے دانت کو نکلوا دیتا ہی تا دست اُسکا درد بیماری سے نجات پاجائے بہت فضیلتین اور زیادتیان ایسی ہین کہ نقصانون سے حاصل ہوتی ہین غور کرو شہیدون کو کہ حیات دوام فنا سے پاتے ہین اس تحوّل سے نقصان مین ایسے بڑے نفع کو پہونچتے ہین جب انکا حلق زرق خوار کاٹا جاتا ہی پر زقون فرحین سے خوشگوار ہوتے ہین جیسا کہ شہیدون کے باب مین فرمایا ہی پر زقون فرحین بما اتھم اللہ من فضلہ یعنے۔ رزق پاتے ہین در اخالیکہ خوش ہین اُس چیز سے جو اللہ نے انکو اپنے فضل سے دی ہی ظاہر ہی کہ حلق حیوان کا بمقتضاے عدل کاٹا گیا کہ انسان مین نطق ہی اسمین نہین ہی اسلیے حلق کا کٹنا اُسکا مباح ہوا اور حلق انسان کا بچگیا بلکہ اور فضیلت انسان کو حیوان پر ہوئی اب جب حلق انسان کا کاٹا جاے تو خبردار ہو اور غور کرکہ اس سے کیا کیا باتین نہ پیدا ہونگی آب وطعام ہین دو حلق یعنے انسان وحیوان کے تو ہوگئے رہا تیسرا حلق عاشق کا اس سے بھی نتایج پیدا ہوتے ہین کہ وہ شربت حق ہی اور اُسکے انوار یہ اُسکے مخمور ہوتے ہین چنانچہ شعر بعد مین تفسیر ہی کہ حلق بریدہ تو شربت کھاتا ہی اور جو حلق از لا رستہ ہی یعنے نفی ہستی سے نکلا ہوا وہ بلی مین مردہ ہی اثبات مین مٹا ہوا اب اپنی طرف مخاطب ہوکے فرماتے ہین کہ اے پست ہمت کوتاہ بیان اپنی خبر نہین اور دونکا ذکر فکر بس کر تیری جان کی حیات روٹی سے کبتک ہوگی تو اس سبب سے مثل بید کے بے برہی کہ تونے اپنی ابر وردی طمع پید کے پیچھے کھوئی ہی اگر تیری جان حسی جو روح نفسانی ہی جسکے تعلق حواس ظاہری وباطنی ہین روٹی سے صبر نکرے کسی کی خاک سے کیمیا حاصل کرا اور اس مس وجود کو سونا بنا کہ قلب ماہیت کے لیے یہی خاک کیمیا ہی اگر تو اپنی جامہ مثنوی کرنا چاہتا ہی کہ جامہ عبارت اسی جامہ وجود سے ہی تو دھوبیون کے گھاٹ سے روگردانی مت کر اور دھوبی کا ملین اگرچہ نان نے تیرے روزہ کو توڑ دیا

لیکن تو اسکو شکستہ بندین لپیٹے اور غالب ہو جا شکستہ بندوہ لکڑیان جو ٹوٹی ہڈی پر لپیٹتے ہین اور شکستہ بند اسکا ہاتھ ہی تو پھر کیا غم اسکی شکست ہی رفو ہوگی کیونکہ اسکی صفت تو نات بیخ منہا ہی اور تو لے اگر اس روزہ کو توڑا ہی تو وہ تجکو بلاتا ہی کہ آ تو ایسے ہاتھ پانون نہین رکھتا جو اس شکست کے درست کن ہون بس شکست کرنا اسی کا حق ہی کہ وہ شکستہ گشتہ کارونکو بھی جانتا ہی ظاہر ہی جو کوئی سی جانتا ہی وہ پھاڑ بھی جانتا ہی اور جو کچھ اسنے کسی کے ہاتھ بھیجا اسکی خریداری بھی بہت اچھی طرح کی یعنے اگر کسی مصیبت و بلا مین ڈالا اسکی غمخواری بھی اس سے بہت بڑھ کے کی اگر کسی کا گھر کھودا اسکا گھر مثل جنت کے کر دیا اور جو کوئی اسکے سامنے پست ہوا اور عاجز بنا اسکو اسنے آسمان بلند پر پہونچایا الخلاف شرح بحر العلوم مین خلق کو خلق اکثر لکھا ہی قولہ خانہ ویران کند زیر و زبر ہا پس بیک ساعت کند مفلس تر ہا گر ہر دیک سرے را از بدن ہا صد ہزاران سر بر آرد در زمن ہا گر نفرمودی قصاص اور برجنات ہا تا نگفتی لکم فی القصاص آمد حیات ہا خود کرا زہرہ بدے تا او زخود ہا بر اسیر حکم حق تیغے زند ہا تا نکہ داند ہر کہ چشمش را کشود ہا کان کشندہ سخرۂ تقدیر بود ہا ہر کرا آنکم بسر آمد ہا بر سر فرزند خود تیغے زدے ہا تو بترس و طعنہ کم زن بر بدان ہا پیش دام حکم بجز خود بدان ہا پیش حکم حق بنہ گردن زجان ہا تسخر و طعنہ مزن بر گربان ہا المعنی جنات بضم گنہگار تسخر بالفتح مسخری چہر تائید سابق فرماتے ہین کہ اگر کوئی گھروندہ لوٹ پوٹ و ویران کرتا ہی تو ساعت بھر مین اس سے زیادہ بہتر آباد کر دیتا ہی اور اگر ایک سر کو کسی کے بدن سے کاٹتا ہی تو دم بھر مین لاکھون سر ویسے ہی پیدا کر دیتا ہی اگر قصاص کا حکم گنہگار پر جاری نکرتا ہی گزشتہ کہتا تھا القصاص حیاۃ یعنے قصاص مین حیات ہی سو اسسے کہ کشندہ خون سے بری و پاک ہو جاتا ہی اور اگر اسکا حکم قصاص کو نہو تا تو کس کی طاقت ہوتی کہ وہ اس شخص پر جو حکم حق مین گرفتار و پھنسا ہوا ہی تلوار مار سکتا یعنے تقدیر کا بے بس کیا ہوا اسلیے کہ جسکی آنکھین اصل و حقیقت کی طرف کھلی ہین خوب جانتا ہی کہ یہ کشندہ تقدیر کا بیکاری ہی اس مقتول پر جو مارا گیا کیا موقوف اگر یہ حکم اس کے سر پر آتا تو اپنے بیٹے کے سر پر بھی تلوار مارتا تجکو چاہیے کہ خدا سے ڈرے اور بدون پر طعنہ نہ کرے الصد کے حکم کے جال مین سب پھنسے ہوے ہین اور نہایت عاجز لازم ہی کہ حکم خدا کے سامنے جان و دل سے گردن رکھ دے اور گمراہون کے طعن و تمسخر سے بچ کسیکو کچھ مت کہہ

تعجب آدم علیہ السلام کا فعل ابلیس سے اور عذر کرنا اور توبہ کرنا

قولہ روزے آدم بر ابلیسے کو شقیت ہا از حقارت در زیافت بنگریست ہا خویش بینی کرد و آمد خود گزین ہا خندہ زد بر کار ابلیس لعین ہا بانگ بر زد غیرت حق کاے صفی ہا تو نمیدانی ز اسرار خفی ہا پوستین را باز گونہ گرکنم ہا کوہ را از بیخ و از بن برکنم ہا پردۂ صد آدم آندم بر درم ہا صد ابلیس نو مسلمان آورم ہا گفت آدم توبہ کردم زین نظر ہا این چنین گستاخ نندیشم دگر ہا یارب این جرأت زبندہ عفو کن ہا توبہ کردم من نگیرم زین سخن ہا

یا غیاث المستغیثین اہدنا ۔ یا فتاح یا علیم یا فتاح ۔ لا تزغ قلبا بعد اذ ہدیت بالکرم ۔ و اصرف السوء الذی خط القلم ۔ بگذاران از جان ما سوء القضا ۔ و امبر ما را ز اخوان الصفا ۔ ای خدا ای فضل تو حاجت روا ۔ با تو یاد ہیچکس نبود روا تلخ تر از فرقت تو ہیچ نیست ۔ بے پناہت غیر ہیچا ہیچ نیست ۔ رخت ما ہم رخت ما را راہزن ۔ جسم ما مر جان ما را جامکن ۔ دست ما چون پاے ما را مخورد ۔ بے امان تو کسے جان کے برد ۔ ور برد جان زین خطر ہاے عظیم ۔ ببرد باشد مایۂ ادبار و بیم ۔ زانکہ چون جان و اصل جانان نبود ۔ تا ابد با خویش کو رست و کبود ۔ المعنی زیادت بکسرہ اول و فتح ف کھوٹا پن ضعفی بر گزیدہ باز گونہ الطار رخت جامہ و لباس و اسپ مبدل رخش یہ حکایت مطابق اسی قول کے ہی وہ چاہے سبکو جیسا کردے چنانچہ حضرت آدم نے ایک دن ابلیس کو کہ وہ شقی تو ہری حقارت سے دیکھا اور اسکے کھوٹے پن کی طرف خیال کیا اور انھون نے خویش بینی کی اور آپ کو گزیدہ جانا اور ابلیس لعین کے کام پر ہنسے اسپر غیرت حق نے انکو للکار کے کہا کہ ای صفی تو اس بھید خفی کو نہین جانتا مین اگر اس پوستین کو نوچ ڈالون تو پہاڑون کو جو بڑے مستقل و محکم ہین جڑ بنیاد سے اکھیڑ دون اور تمام آدم کے پردے پھاڑ ڈالون دیکھے کہ اسکے باطن مین کیا بھرا ہی اور سیکڑون ابلیس نو مسلمان پیدا کردون آدم نے کہا کہ الٰہی اس نظر سے جو مین نے اسکی طرف کی تھی تو بہ کی اب ایسی گستاخی نہین سوچون گا ای پروردگار میرے یہ جرأت جو مجھ سے ہوئی ہے معاف کر مین نے توبہ کی تو مجکو اسپر ماخوذ مت کر ای فریاد دینے والے فریاد خواہون کے تو مجکو سیدھی راہ چلا مجکو کوئی فخر نہ علم کا ہی نہ غنا کا مت جھکا دل کو حق سے کسی طرف جو تو نے ابتدا میری کرم سے کی ہی اور اس برائی کو ہم سے پھیر جو قلم نے ہم پر لکھدی ہی ہماری جان سے قضاے بد کو علحدہ رکھ اور اخوان الصفا سے جو اعمال صالحہ ہین ہم کو جدا مت کر ای خدا ای فضل تیرا حاجت روا تیرے ہوتے کسی کی یاد روا نہین تیری جدائی کے برابر کوئی چیز تلخ تر نہین اور تیری پناہ تو پناہ ہی باقی سب ہیچ ہی ہیچ ہین ہمارا ہی رخت جو جامۂ لشتری ہی ہمارے ہی گھوڑے کا راہ مار ہی اور ہمارا ہی جسم ہماری جان کو لوٹے لیتا ہی اور اسکے کپڑے اتارتا ہی ہمارا ہاتھ ہمارے پاؤن کو کھائے لیتا ہی بس بے ایمان تیری ہم کیسے جان بچا سکتے ہین مطلب یہ کہ قوت و قدرت تو ہماری سب امور لایعنی مین صرف ہو رہی ہی پھر پاؤن کو قوت کہان سے ملے جو تیری راہ مین گرم رفتار ہون اس دنیا مین بڑے بڑے خطرے ہین بالفرض اگر ان سے جان بچا بھی لیگیا اور ان مین نہ پڑا جب بھی تو نا بود بار و بیم کا ٹے گیا اس سبب سے کہ جب جان کو اسکی وصل جانان سے نہ تھا تو ابد تک وہ اپنے حق مین آپ ہی کور و کبود ہی کس واسطے کہ انسان کی خلقت محض واسطے معرفت کے ہی جب معرفت سے بہرہ نہین ہی تو کس کام کی اور کیا فائدہ قولہ جو نوندہی راہ جان خود برد گنج جان کہ بے توزندہ باشد مردہ گیر ۔ گر تو طعنہ میزنی بر بندگان ۔ مر ترا آن می رسد ای کامران ۔ ور تو ماہ و مہر را گوئی دوتا ۔ ور تو قد سرو را گوئی دوتا ۔ ور تو چرخ و عرش را گوئی حقیر ۔ ور تو کان و بحر را گوئی فقیر

آن بنسبت باکمال تو روا ست ٭ ملک واقبال وغنا ہا مر تراست ٭ کہ تو پاکی از خطر ذ نیستی ٭ نیستان را موجد و ہستی ٭
آنکہ رو تا بند تا ند سوختن ٭ آنکہ بدرید ست واند دوختن ٭ ہے بسوزد ہر خزان مر باغ را ٭ باز روید ند گل صباغ را ٭ گاہے
بسوزید ہ برون آتازہ شو ٭ بار دیگر خوب و خوش آوازہ شو ٭ چشم نرگس کو رشد بازش بساخت ٭ حلق بدرید ہ بازا دورا
نواخت ٭ ما چو مصنوعیم صانع میستیم ٭ جز ز بون و جز کہ قانع نیستیم ٭ ما ہمہ نقصیم و میزانیم ٭ گر تو خوانی ما ہمہ آہن نیم ٭ زان
ز آہن رہید ستیم ما ٭ کہ خریدی جان مارا از عما ما ٭ تو عصا کش ہر کرا کہ زندگیست ٭ بے عصا و بے عصا کش کو رچیست ٭
غیر تو ہر چیہ خوش ست و ناخوش ست ٭ آدمی سوزست و عین آتش ست ٭ ہر کرا آتش پناہ و پشت شد ٭ ہم
مجوسی گشت و ہم زردشت شد ٭ کلیشی ما خلا اللہ باطل ٭ ان فضل اللہ غیم باطل ٭ المعنی صباغ رنگریز آہرمن دیو
و شیطان زردشت و زرتشت نام ایک شخص کا کہ واضع مذہب آتش پرستی کا ہی بتائید سابق فرماتے ہین کہ اوپر
جو کہا کہ وہ جان بچا لیگا لیکن ہرگاہ تو اُسکو اپنی طرف راہ ندے تو وہ بچا لیجا یا کرے جب معرفت تیری اُس مین
نہین اور بے تیرے ہر تو وہ زندہ نہین مردہ ہی اگر تو ہم بندون پر طعنہ برائی کا کرے تو لائق و بجا ہی تیری ذات
پاک ہی اور اگر تو مہر و ماہ کو تاریک کے جنکی ضیا اظہر من الشمس اور سہر و کو دوتا جسکی راستی ابین من الامس اور جو
تو چرخ و عرش کو جنکے مثل کوئی بلندی و قدر والا نہین حقیر بتائے اور کان و بحر کو جنکا فیض جانے کب سے
کب تک جاری ہی فقیر ٹھہرائے تو یہ سب نسبت تیرے کمال کے روا و بجا ہی تمامی ملک و اقبال و ساری
غنا ئین تیرے ہی واسطے ہین کوئی صفت پوری باکمال کسی کو حاصل نہین تو خطر ذ نیستی سب سے پاک ہی اور ہم
سب جو نیست ہین ہمارا موجد ہی اور ہمارا معنی جو لوگ منھ چمکا ئین یعنے فروغ و کروفر جتا ئین تو اُنکو انھین کے تاب
و فروغ مین جلا سکتا ہی اور جو لوگ بجھتے ٹوٹتے ہین اُنکو بھی جانتا ہی اور درست کر سکتا ہی دیکھو ہر خزان باغ کو جلا دیتی
ہی وہ پھر گل صباغ کو پیدا کرتا ہی صباغ رنگریز کو کہتے ہین مگر یہان مبالغۃً گل رنگین کو کہا کہ ایسا رنگت والا ہی جو اور دن
کا رنگ بخش ہی اور گل سے کہتا ہی کہ اے جلے ہوے نکل اور تازہ ہو پھر سے خوب و خوش آوازہ ہو چشم نرگس
کی جو اسی آشوب خزان سے اندھی ہو جاتی ہی کیسی بنا دیتا ہی اور نے کے حلق کو پھاڑتا ہی اور کیسا اُسکو
نوازش کر کے صوت و نو انخشتا ہی بس ہم سب مصنوع ہین ہمارا صانع وہی ہی ہم صانع نہین ہین ہم تو ایک عاجز
ناچیز قانع ہین جو ہم کو دیتا ہی ہم پاتے ہین ہم سب نفسی نفسی کرنے والے ہین ہر طرح اپنے نفس کے فریادی اگر
تو ہم کو اپنی طرف نہ بلائے تو ہم شیطان سے بدتر ہین اب جو ہم شیطان سے بچے ہوے ہین یہ بھی تیرا صدقہ
ہی کہ تو نے اندھے پن سے ہماری جان کو چھڑا لیا ہی سو مجھ بوجھ اپنی بخشی ہی ہم کو رہین اور جسکو کہ ہم سے
زندگی حاصل ہی اُسکا تو عصا کش ہی ورنہ بے عصا اور بے عصا کش کے کور چیز ہی کیا ہی تا بدسوا ے تیرے
جو کچھ ہی جلا ہے مرغوب طبع ہی چاہے غیر مرغوب سب آدمی کے پھونک دینے والے اور عین آتش ہین بس

یہ ماسوا جسکو آتش کہا ہی جسکی پناہ و پشت ہوئی وہ مجوسی بھی ہوا اور زردشت بھی ہوا یعنے آتش پرست بھی اور واضع دین آتش پرستی کا بھی آپ بھی جلا اور دن کو بھی جلایا معنی شعر عربی کے جو شعر کہ سواے اللہ کے ہی سب بیہودہ ہی اور بیشک فضل اللہ تعالے کا ایک ابر بارندہ ہی جس سے ہر شخ جان تازہ پاتی ہی بالخلاف شرح مین در تو کور تو آوازہ کو آوارہ آہرمن کو اہرمن لکھا ہی

بقیۂ قصۂ امیر المومنین علیؓ اور آساتی کرنا اپنے خونی رکابدار سے

قولہ گفت دشمن را کہی بینم بچشم ✤ روز و شب بر وے ندارم ہیچ خشم ✤ زانکہ مرگم ہمچو جان شیرین شدست ✤ مرگ من در لیث چنگ اندر زدست ✤ مرگ بے مرگے بود مارا حلال ✤ برگ بے برگی بود مارا نوال ✤ برگ بے برگے ترا چون برگ شد ✤ جان باقی یافتی و مرگ شد ✤ ظاہرش مرگ و بباطن زندگی ✤ ظاہرش ابتر نہان پایندگی ✤ از رحم زادن جنین را رفتنست ✤ در جہان اورا ز تو تشنگفتنست ✤ آن کہ مردن پیش جانش تہلکہ است ✤ امر لاتلقوا نگیرد او بدست ✤ چون مرا سوے اجل عشق و ہواست ✤ نہی لاتلقوا بایدیکم مرا ست ✤ زانکہ نہی از دانۂ شیرین بود ✤ تلخ را خود نہی حاجت کے شود ✤ دانۂ کش تلخ ناشد مغز پوست ✤ تلخی و مکروہیش خود نہی اوست ✤ دانۂ مردن مرا شیرین شدست ✤ بل ہم احیاؤ پے ما آمدست ✤ اقتلونی یا ثقاتی لانما ✤ ان فی قتلی حیاتا دائما ✤ ان فی موتے حیاتی لافنا ✤ کم افارق موطنی حتے متے ✤ فرقتے لولم تکن نے ذا سکون ✤ لم یقل انا الیہ راجعون ✤ راجع آن باشد کہ باز آید بشہر ✤ سوے وحدت آید از تفریق دہر ✤ این سخن پایان ندارد چاکرم ✤ چون شنیدی سر ز سید گشت خم ✤ المعنی بعث بالفتح اٹھانا مردون کا قیامت کے دن نوال بالفتح عطا و بخشش تفریق جدا کرنا اور تفرقہ کرنا حضرت علی شیر خدا نے اس مبارز سے کہا کہ مین اپنے دشمن کو رات دن دیکھتا ہون اپنی آنکھون سے اور ذرا اسپر غصہ نہین کرتا اس سبب سے کہ سب کو جان شیرین ہی مجکو اپنا مرگ مثل جان کے شیرین ہو گیا ہی اور میرا مرگ بعث مین ہاتھ ڈالے ہوے ہی مؤمر نے کی ساتھ ہی زندہ ہو جاؤنگا نہ مثل اور مردون کے کہ جانے کب سے پڑے ہین اور کبتک پڑے رہین گے بس وہ مرگ جو بے مرگی ہی مجکو حلال و سزاوار ہی اور وہ برگ جو بے برگی ہی میرے واسطے عطا و بخشش ہے یہ برگ بے برگی کا ایسا برگ و سامان ہی کہ جب تیرا یہ برگ و سامان ہوا بس جان نے کہ تونے جان باقی پالی اور مرگ سے تو چھوٹ گیا اسکا ظاہر تو بستہ مرگ ہی لیکن حقیقت مین ہی زندگی اور بظاہر ابتر و خرابی مگر پوشیدہ پایندگی اور ہمیشگی کہ پھر فنا نہین جنین جو رحم سے پیدا ہوتا ہی چلچلاؤ ہی کے واسطے ہوتا ہی کہ دوسرے جہان مین از سر نو پھر کھلتا ہی بس جو شخص کہ مرنے کو تسلیم اور آفت سمجھتا ہی وہ حکم لاتلقوا کو اختیار نہ کرے اور اپنے بچنے کی سند بتائے جیسا کہ فرمایا ہی لاتلقوا بایدیکم الے التہلکۃ مت طرا لو ہاتھ اپنے ہلاکت مین اور مجکو اجل کا بڑا عشق و چاہ ہی اور زندگی دنیا کی

میرے نزدیک تہلکہ اور آفت بس لاتقنطوا یا بدیکم کی نہی میرے واسطے ہی خاص کہ مین اس زندگی ظاہر کیطرف نجاؤن اس سبب سے کہ ممانعت توڑنے جھاڑنے میوہ شیرین کی کرتے ہین نرخ کی کس واسطے کرنخ کو حاجت نہی کی کیا ہے اسکی تو تلخی خود نہی ہی ظاہر ہی جس میوہ کا مغز دپوست تلخ ہوتا ہی اسکی تلخی وناگواری خود اسکی نہی ہی اسسے میوے کو کون توڑتا ہی مجکو میوہ موت کا جو سب کو تلخ ہی شیرین ہوا ہی اور بل احیاء عند ربہم تا آخر آیت میرے ہی واسطے آیا ہی کما جا رفی القرآن لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربہم تا آخر آیت مت جانو اُن لوگونکو جو اللہ کی راہ مین مارے گئے مردہ ہین بلکہ زندہ ہین اپنے پروردگار کے پاس بس حضرت امیر کی طرف سے مولانا رح فرماتے ہین کہ فرمایا قتل کرو مجکو ای میرے ثقات ورا نخالیکہ ملامت کرنے والے ہو یعنے غصہ کے ساتھ اسواسطے کہ مجکو اپنے قتل مین حیات دائمی حاصل ہوگی بیشک مجکو اپنی موت عین حیات ہی نہ فنا کہانتک مین اپنے موطن سے جدا رہون اور کب تک فرقت میری اگر نہوتی اس سکون سے یعنے دنیا کہ جسمین مجکو سکون ہی تو انا الیہ راجعون نکہتا ہم اسکی طرف رجوع ہونے والے ہین اور وجہ نکہنے کی یہ کہ راجع اُسی کو کہتے ہین کہ جہان سے جائے وہین پھر لوٹکے آئے تو بس انسان مقام وحدت سے اس تفرقہ وکثرت مین آیا ہی لہذا رجوع بھی وحدت کو ہوگا پھر کیسی خوشی کی بات ہی اور رجوع ہونے والے اپنے شہر کے کیسے خوش ہوتے ہین اب فرمایا جناب امیر نے اس سخن کی تو حد نہین میرے چاکرنے جو میرے قاتل ہونے کا حال اپنی نسبت حضرت سید عالم سے سُنا کہ وہ قاتل میرا ہی تو باغم سے خم ہوگیا الخلاف شرح مین بیمرگی کو بیمرگی لافتا کو یافتے حتے کو بصورت تھی وحدت کو وحات لکھا ہی

پانون پڑنا رکابدار کا حضرت امیر کے کہ مجکو مار ڈالو اور اس بلا سے چھڑا دو

قولہ باز آمد کای علی زود دم مکش ۔ تا نہ بینم آندم و دقت ترش ۔ من حلالت میکنم خونم بریز ۔ تا نہ بینم چشم من آن رستخیز ۔ گفتم ار ہر ذرہ خونے بود ۔ خنجر اندر کف بقصد تو شود ۔ یک سر موزار تو نتواند برید ۔ چون قلم بر تو چنین خطے کشید ۔ لیک بنیم شو شفیع تو منم ۔ خواجہ رو حم نہ مملوک تنم ۔ پیش من این تن ندارد قیمتے ۔ بے تن خویشم مخن این ابلغے ۔ خنجر و شمشیر شد ریحان من ۔ مرگ من شد بزم و نرگسدان من ۔ آنکہ او تن را بدو نسیان پے کند ۔ حرص میری خلافت کے کند ۔ زان بظاہر کو شد اندر جاہ و حکم ۔ تا امیران را نماید راہ و حکم ۔ تا بپا راید بہر تن جامہ ۔ تا نوسید او بہر کس نامہ ۔ تا امیرے راد ہد جان دگر ۔ تا د ہد تخل خلافت را ثمر ۔ میری او بینی اندر این جہان ۔ فکرت پنہانیت گردد عیان ۔ ہین گمان بد مبر ای نرد لباب ۔ باخود آ والہد اعلم بالصواب ۔ المعنی مخنے امالہ فنا کاپنے کردن کو نجین مارنا یعنے وہ رکابدار جناب امیر کے پانون پر گر پڑا کہ ای علی خلدی مجکو مار ڈالو تو مین مسوقت ترش اور دم ناخوش کو نہ دیکھون مین نے اپنا خون تم پر مباح کیا جلدی بہاؤ تا مین اُس قیامت کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھون آپ فرماتے ہین مین نے اُس سے کہا کہ اگر ذرہ تیرے بے خونی بجائے اور خنجر بکف

ہو کے تیرا قصد کرے ممکن نہین جو تیرا کوئی ایک سر مو کاٹ سکے جب قلم آگہی نے یہ بات تیری تقدیر مین لکھدی ہو کہ تو میرا خونی ہوئے لیکن تو بے غم رہ مین خدا تعالے کے سامنے تیرا سفارشی ہونگا اس واسطے کہ مین مالک روح کا ہون نہ غلام تن کا کہ تن کے واسطے تیرا دامنگیر ہون میرے سامنے اس تن کی کچھ قدر و قیمت نہین ہی مین تو اس اپنے تن بغیر ہون یہ تن میرا فنا ابن فنا ہی یعنے ایکبار فنا ہو کے پیدا ہوا پھر پیدا ہوا خنجر و شمشیر کو مین گل سمجھتا ہون مرگ میری نرگسدان کی بزم ہی یعنے ہر وقت میری آنکھون مین جلسہ رکھتی ہی اور میری آنکھین مسکوتکتی ہین بس جو شخص کہ اس طرح اپنے تن کی کو یکبین مارے وہ امیری و خلافت کی حرص کب کرے گا کہ امیر یا خلیفہ کہلاؤن اگرچہ بظاہر کسی جاہ و حکم مین وہ پڑے تو اس نظر سے ہوگا کہ اور امیرون کو رہنمائی حکم کی کرے اور طریقہ حکومت کا بتائے اور ہر تن پر جامہ حکومت کا آراستہ کرے اور ہر شخص کو نائب ہدایت کے لکھے تا امیری مین اور ایک جان پڑجائے اور نخل خلافت کو ثمر حاصل ہو تو اسکی امیری اس ہمان مین دیکھ کے اپنی خنکر نہانی کو ظاہر کرے اب خبردار ای عاقل تو کوئی گمان بدانکی نسبت مت کر اور ہوش مین آ اور یہی کہ اللہ بڑا جاننے والا ہی جو کچھ صواب ہی یہ اشعار مولانا رح کے آنکہ اوتن سے یہانتک انھین کے مقولات ہین ایما متنازع خلافت مین جو بعض بعد آنحضرت حق شیخین کا کہتے ہین اور بعض حضرت امیر کا اور شیخین پر نسبت غصب و ظلم کی کرتے ہین اور نسبت حضرت امیر کو جو شیخین کی کی محمول بمجبوری مگر مولانا رح کہتے ہین کہ انھون نے اپنے نفس کو ایسا عاجز و مجبور کیا تھا جیسا کہ مذکور ہوا پھر انکو حرص امیری و خلافت کی کیسے ہوتی انکو اسکی پرواہی نہ تھی نہ مجبوری اور جو بعد کو کسی اس سے منشا اورون کی ہدایت کی تھی کہ بعد میرے میری راہ پر چلین اور میرے عمل پر عمل کرین عقلمند کو چاہیے کہ کوئی بدگمانی نہ کرے اور ہوش مین ہو کے بات کہے آگے اللہ خوب جانتا ہی

اس بات کا بیان کہ حضرت جو طلبگار فتح مکہ کے ہوے مقتضی اسکی جب ملک نہ تھی جبکہ یہ فرما چکے تھے الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب یعنے دنیا مردار ہی اور اسکے طالب کتے ہین بلکہ یہ طلب بہ امر الٰہی تھی

قولہ جہد پیغمبر بفتح مکہ ہم ✤ کے بود در حب دنیا متہم ✤ آنکہ او از حزن ہفت آسمان ✤ چشمہا دل بر سبت روز مشان ✤ از پے نظارۂ او حور و جان ✤ بر شدہ اطباق ہر ہفت آسمان ✤ قدسیان افتادہ بر خاک رہش ✤ صد چو یوسف او فتادہ در چہش ✤ خویشتن آراستہ از بہر او ✤ خود در اپرداے غیر دوست کو ✤ آنچنان پرگشتہ از جلال حق ✤ اندر دہم رہ نیابد آل حق ✤ لایسع فیہا نبی مرسل ✤ والملک والروح ایضاً فاعقلوا ✤ گفت مارا غیم و ہمچون زاغ نے ✤ مست صبا غیم مست باغ نے ✤ چونکہ مخزنہاے افلاک و عقول ✤ چون خسی آمد بر چشم رسول ✤

پس چہ باشد مکہ دشام وعراق ۔ کہ نماید او نبرد اشتیاق ۔ آن گمان برد بے ضمیری بدکند ۔ کو قیاس از حرص خود کند ۔ زا بگینہ زرد چون سازی نقاب ۔ زرد بیند جملہ نور آفتاب ۔ پشکن آن شیشہ کبود وزرد را ۔ تا نہ گردد راہ مرد را ۔ گرد فارس گرد سرافراشتہ ۔ گرد را تو مرد حق پنداشتہ ۔ المعنی آل فرزندان والخانہ و پیروان گ بکاف فارسی مضموم پہلوان و دلاور یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فتح مکہ مین جہد بلیغ فرمائی یہ حب سے کب متہم ہوسکتی ہی اس واسطے کہ جو شخص مخزن ہفت آسمان پر نظر نہ ڈالے جیسے آنحضرت نے بر امتحان جو شب معراج ہی کہ ہر چیز مشتاق آپ کے پسند کی تھی چشم دل بند کرے اسکے نزدیک فتح مکہ کی چیز ہی ان کے نظارہ کے واسطے حور و پریان اسقدر جمع تھین کہ ساتون آسمان کے طبق پُر تھے قدسی خاک راہ پر پڑے تھے اور یوسف جیسے سیکڑون انکے چاہ محبت مین اسیر تھے یہ سب آپ کے وا آپ کو آراستہ پیراستہ کیے ہوے مگر انکو سوا دوست کے پروا کس کی ایسے بزرگی اجلال حق سے تھے جس مین آل حق کو مطلق دخل نہ تھا آل حق ساری مخلوق جیساکہ اوپر بھی گذرا الخلق عیال اللہ مطابق اسی فرمایا ہی لا یسعنی فیہا نبی مرسل ولا ملک مقرب یعنے نہین گنجایش رکھتا ہی مجھ مین نبی مرسل اور ملک اور رو بھی بس اسی بات کو قیاس کرو اور فرمایا ہم مازاغ ہین یعنے مصداق مازاغ البصر وما طغی کے نہ زاغ دشت کہ مردار کا طالب ہی جو دنیا و ماسوا ہی اور ہم طالب صباغ کے ہین جنسے اس باغ دنیا کو رنگا ہی نہ رنگ کے نس ہرگاہ کہ مخزن افلاک وعقول کے ایک تنکے کی طرح آپ کی آنکھ مین نہ سمائے تھے مکہ اور شام وغ کیا چیز ہین جنکے واسطے وہ لڑتے اور مشتاق ہوتے ایسا گمان آنپر وہ کرتے ہین جنکے ضمیر بد ہین کسوا وہ اپنے ہی حرص وجہل پر قیاس کرتا ہی جیسے آبگینہ زرد کو اگر تو آنکھ پر رکھ لے تمام نور آفتاب کا تجکو زرد ہوگا لہذا اس شیشہ زرد و کبود رنگ کو توڑ دے یعنے رنگ برنگی چھوڑ دے تو تجکو گرد و مرد معلوم ہوکہ گ دنیا کا کون ہی اور مرد خدا کا کون گرد فارس کے کیسے سرافراشتہ ہوتے ہین مگر وہ پہلوان و دلاور دنیا کے تونے انھین کو مرد حق جان لیا ہی الخلاف شرح مین مکہ کونکہ اور مازاغ کو رازاغیم لکھا ہی قولہ کہ دو یدلہ وگفت این فرع طین ۔ چون فزاید برمن آتش جبین ۔ تا تو مے بینی عزیزان را بشر ۔ دانکہ میراث ابلیس است آن نظر ۔ گرنہ فرزند ابلیسی اے عنید ۔ پس بتو میراث آن سگ چون رسید ۔ من نیم سگ شیر حقم حق پرست ۔ شیر حق آنست کز صورت برست ۔ شیر دنیا جوید اشکارے و برگ ۔ شیر مو جوید آزادی و مرگ ۔ چونکہ اندر مرگ بیند صد وجود ۔ ہمچو پروانہ بسوزاند وجود ۔ شد ہوا ے مرگ طو صادقان ۔ کہ جہودان را بدآمد امتحان ۔ در نئی فرمود کاے قوم یہود ۔ صادقان را مرگ باشد نفع وسود ۔ ہمچنان کہ آرزوے سود ہست ۔ آرزوی مرگ بودن زان مہبست ۔ ای جہودان مہر ناموس کسان

بگذرانید این تمنا بر زبان ۲ یک جهودی آنقدر بهره نداشت ۲ چون محمد این علم را بر فراشت ۲ گفت اگر را نمید این را
بر زبان ۲ یک جهودی خود نماند در جهان ۲ پس جهودان مال برند و خراج ۲ که کمن مارا تو رسوا ای سراج ۲ جزیه پذیرفتند
و بیوفتند شاد ۲ همچنان والله اعلم بالرشاد ۲ این سخن را نیست پایانی پدید ۲ دست با من ده چو چشمت دوست
دید ۲ اندر آ در گلستان ارم بله ۲ چونکه در ظلمت بدیدی مشعله ۲ بے توقف زود تر در نه قدم ۲ زین چه بے بن
سوے باغ ارم ۲ هم نبردش گفت از بهر خدا ۲ شرح کن این را دمی بر ما فتا ۲ المعنی غضبنا نفخ ستیزنده و سرکش نعی البصم قرآن
مرتبله بفتح دبا و لام نیز مفتوح جگه گو براور نجاست ڈالنے کی پینے کرد فارس نے جو بمقتضاے غرور سرکشی کی
ناگاه ابلیس نے اسکو دیکھکر کہا کہ یہ فرع خاکی مجھ آتش جبین پر بھی بڑھا جاتا ہی یہ سرکشی تو میرا حق ہی اسی سبب سے
تو عزیز لوگون کو شر و برائی سے دیکھتا ہی جان لے کہ یہ نظر میری ابلیس کی میراث سے ہی جو مجکو ملی ہی پھر اگر تو ابلیس
کا فرزند نہین تو ای سرکش بتا یہ میراث اسکی تجکو کیسے پہونچی حضرت امیر فرماتے ہین من سگ نہین ہون نہ شیر حق ہون
اور حق پرست صورت پرستی سے جدا اور جو صورت پرستی سے جدا ہی وہی شیر حق ہی دنیا کا شیر شکار اور
کھانا پینا ڈھونڈھتا ہی خدا کا شیر دنیا سے آزادی اور اپنی ہستی کی نیستی چاہتا ہی اور وجہ یہ کہ مرگ و نیستی مین سکڑون
وجود دیکھتا ہی یہ ایک وجود کیا اسی سبب سے پروانہ کی طرح اپنے وجود کو جلاتا ہی اور یہ شوق مرگ کا صادقون
کی گردن کا طوق اسوقت سے ہوا ہی کہ جو وقت امتحان ہوا چنانچہ فرمایا قل یا ایها الذین هادوا ان زعمتم انکم اولیاء لله
من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولن یتمنوه ابدا بما قدمت ایدیهم والله علیم بالظالمین کہ تو اے لوگونکو
جو یہودی ہوگئے اگر تمھارے گمان مین ہی کہ ہم اولیاء اللہ کے ہین سوا اور لوگون کے تو موت کی تمنا کرو اگر
اپنی بات کے سچے ہو کیونکہ اولیاء اللہ کی شان سے یہ بات ہی کہ تمنا موت کی کرتے ہین اور یہ ہرگز
تمنا نہین کرینگے ہمیشہ اس سبب سے کہ اعمال بد جو دنیا مین کیے ہین انکو پہلے سے انکے ذمہ دار الجزا مین
بھیج چکے ہین جانتے ہین کہ بعد موت ان سے بالا پڑے گا پھر کیسے تمنا کرین اور اللہ ظالمون کو جانتا ہی بس یہ آیت
بطور امتحان کے ہی اور صادقون کی تمنا مرگ کی ثابت اللہ تعالے نے قرآن مجید مین فرمایا کہ صادقون کو ای قوم یہود
مرگ سراسر نفع اور سود ہی جیسا کہ اوپر کی آیت سے واضح تم کو جیسی آرزو سود کی ہی اس آرزو سے آرزو مرگ کی
بہت بہتر ہی اے جہود تم مخلوق مین آپکو اولیاء اللہ سمجھتے ہو انھین کی مشم کرو اور یہ تمنا ذرا اپنی زبان سے تو نکالو
سب سنتے رہے اور ایک جہودی کو ایسا بہرہ نہ تھا جو مقابل ہوتا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ علم
اپنا بلند کیا کہ اگر تمنے موت کی تمنے زبان سے نکالی تو جان لینا کہ ایک یہودی جہان مین نہین رہے گا بس
یہودی آپ کے سامنے ال و خراج لیگئے اور کہا کہ ای چراغ دین و دنیا کے زیادہ ہم کو رسوا و فضیحت مت کرو
سب نے جزیہ دینا قبول کیا اور خرم و شاد رہنے لگے اور رشاد و ہدایت کو انکی اللہ خوب جانتا ہی کہ راستی پر تھے

پس چه باشد مکه و شام و عراق ؛ که نماید او نبرد و اشتیاق ؛ آن گمان برد ست ضمیری بد کند ؛ کو قیاس از جهل و حرص خود کند ؛ زانکه زرد چون سازی نقاب ؛ زرد بیند جمله نور آفتاب ؛ پشتین آن شیشه کبود و زرد را ؛ تا شناسی گرد را و مرد را ؛ گرد فارس گرد سر افراشته ؛ گرد را تو مرد حق پنداشته ؛ المعنی آل فرزندان و الخانه و پیروان گرد و بکاف فارسی مضموم پهلوان و دلاور یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فتح مکہ مین جہد بلیغ فرمائی یہ حب دنیا سے کب متہم ہوسکتی ہی اس واسطے کہ جو شخص مخزن ہفت آسمان پر نظر نہ ڈالے جیسے آنحضرت نے بروز امتحان جو شب معراج ہی کہ ہر چیز مشتاق آپ کے پسند کی تھی چشم دل بند کرے اُسکے نزدیک فتح مکہ کی کیا چیز ہی آن کے نظارہ کے واسطے حور و پریان اسقدر جمع تھین کہ ساتون آسمان کے طبق پُر تھے فدسی اُنکی خاک راہ پر پڑے تھے اور یوسف جیسے سیکڑون مہ انکے چاہ محبت مین اسیر تھے یہ سب آپ کے واسطے آپ کو آراستہ پیراستہ کیے ہوے مگر انکو سوا دوست کے پروا اس کی ایسے بزرگی اجلال حق سے بھرے تھے جس مین آل حق کو مطلق دخل نہ تھا آل حق ساری مخلوق جیسا کہ اوپر بھی گذرا الخلق عیال اللہ مطابق اسی کے فرمایا ہی لا یسعنی فیہ نبی مرسل و لا ملک مقرب یعنے نہین گنجایش رکھتا ہی مجھ مین نبی مرسل اور ملک اور روح بھی پس اسی بات کو قیاس کر لو اور فرمایا ہم مازاغ ہین یعنے مصداق مازاغ البصر و ماطغی کے نہ زاغ دشتی کہ مردار کا طالب ہی جو دنیا و ماسوا ہی اور ہم طالب صباغ کے ہین جسنے اس باغ دنیا کو رنگا ہی نہ رنگ باغ کے بس ہرگاہ کہ مخزن افلاک و عقول کے ایک تنکے کی طرح آپ کی آنکھ مین نہ سماے تھہر مکہ اور شام و عراق کیا چیز ہین جنکے واسطے وہ لڑتے اور مشتاق ہوتے ایسا گمان اُنپر وہ کرتے ہین جنکے ضمیر بد ہین کسواسطے کہ وہ اپنے ہی حرص و جہل پر قیاس کرتا ہی جیسے آبگینہ زرد کو اگر تو آنکھ پر رکھ لے تمام نور آفتاب کا تجکو زرد ہی معلوم ہوگا لہذا اُس شیشہ زرد و کبود رنگ کو توڑ دے یعنے رنگ برنگی چھوڑ دے تو تجکو گرد و مرد معلوم ہوگا گرد دنیا کا کون ہی اور مرد خدا کا کون گرد فارس کے کیسے سرافراشتہ ہوتے ہین مگر وہ پہلوان و دلاور دنیا کے ہین تونے انھین کو مرد حق جان لیا ہی الخلاف شرح ہین مکہ کو نکہ اور مازاغیم کو رازاغیم لکھا ہی قولہ کہ دید ابلیس و گفت این فرع طین ؛ چون فزاید بر من آتش جبین ؛ تا تو ے یعنی عزیزان را بشر ؛ دانکہ میراث ابلیس است آن نظر ؛ گرنہ فرزند ابلیسی اے عنید ؛ پس بتو میراث آن سگ چون رسید ؛ من نیم سگ شیر حقم حق پرست ؛ شیر حق آنست کز صورت برست ؛ شیر دنیا جوید اشکارے و برگ ؛ شیر مولے جوید آزادی و مرگ ؛ چونکہ اندر مرگ بیند صد وجود ؛ آنچو پروانہ بسوزاند وجود ؛ شد ہوا ے مرگ طوق صادقان ؛ کہ جہودان را بدآمد امتحان ؛ در نئی فرمود کاے قوم یہود ؛ صادقان را مرگ باشد نفع و سود ؛ همچنان کہ آرزوے سود ہست ؛ آرزوی مرگ بودن زان بہست ؛ اے جہودان بہر ناموس کسان ؛

بگذرانید این تمنا بر زبان ۔ یک جہودی آنقدر بہرہ نداشت ۔ چون محمد این علم را بر فراشت ۔ گفت اگر را نید این را
بر زبان ۔ یک جہودی خود نماند در جہان ۔ پس جہودان مال بر دند و خراج ۔ کہ مکن مارا تو رسوا ای سراج ۔ جزیہ بند قبضہ
و مبہوت ماند ۔ ہمچنان واللہ اعلم بالرشاد ۔ این سخن را نیست پایانی پدید ۔ دست با من دہ چو چشمت دوست
دید ۔ اندر آ در گلستان از مزبلہ ۔ چونکہ در ظلمت بدیدی مشعلہ ۔ بے توقف زود تر در رہ قدم ۔ زین چہ بے بن
سوے باغ ارم ۔ ہم نبردش گفت از بہر خدا ۔ شرح کن این را دہ پذیرم فنا ۔ المعنی غضبہ نفح ستیز نمودہ و سرکش تھی بالضم قرآن
مزبلہ بفتح و باو لام نیز مفتوح جگہ گوبر اور نجاست ڈالنے کی یعنے کردفارس نے جو بمقتضاے غرور سرکشی کی
ناگاہ ابلیس نے اسکو دیکھکر کہا کہ یہ فرع خاکی مجھ آتش جبین پر بھی بڑھا جاتا ہی یہ سرکشی تو میرا حق ہی اسی سبب سے
تو عزیز لوگون کو شر و برائی سے دیکھتا ہی جان لے کہ یہ نظر میری ابلیس کی میراث سے ہی جو مجکو ملی ہی پھر اگر تو ابلیس
کا فرزند نہین تو ای سرکش بتا یہ میراث اسکی تجکو کیسے پہونچی حضرت امیر فرماتے ہین مین سگ نہین ہون شیر حق ہون
اور حق پرست صورت پرستی سے جدا اور جو صورت پرستی سے جدا ہی وہی شیر حق ہی دنیا کا شیر شکار اور
کھانا پینا ڈھونڈھتا ہی خدا کا شیر دنیا سے آزادی اور اپنی ہستی کی نیستی چاہتا ہی اور وجہ یہ کہ مرگ و نیستی مین سرکش
وجود دیکھتا ہی یہ ایک وجود کیا اسی سبب سے پروانہ کی طرح اپنے وجود کو جلاتا ہی اور یہ شوق مرگ کا صادقون
کی گردن کا طوق اسوقت سے ہوا ہی کہ جسوقت امتحان ہوا چنانچہ فرمایا قل یا ایہا الذین ہادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ

من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیہم واللہ علیم بالظالمین کہ تو اے لوگو تکو
جو یہودی ہوگئے اگر تمھارے گمان مین ہی کہ ہم اولیاء اللہ کے ہین سوا اور لوگون کے تو موت کی تمنا کرو اگر
اپنی بات کے سچے ہو کیواسطے کہ اولیاء اللہ کی شان سے یہ بات ہی کہ تمنا موت کی کرتے ہین اور یہ ہرگز
تمنا نہین کرینگے ہمیشہ اس سبب سے کہ اعمال بد جو دنیا مین کیے ہین انکو پہلے سے اسکے ناخدا ترا الجزا مین
بھیج چکے ہین جانتے ہین کہ بعد موت اُن سے بالا پڑے گا پھر کیسے تمنا کرین اور اللہ ظالمون کو جانتا ہی بس یہ آیت
بطور امتحان کے ہوا اور صادقون کی تمنا مرگ کی نسبت اللہ تعالے نے قرآن مجید مین فرمایا کہ صادقون کو ای قوم یہود
مرگ سراسر نفع اور سود ہی جیسا کہ اوپر کی آیت سے واضح تم کو جیسی آرزو سود کی ہی اس آرزو سے آرزو مرگ کی
بہت بہتر ہی ای جہود ذم مخلوق مین آپکو اولیاء اللہ سمجھتے ہو انھین کی مشرم کرو اور یہ تمنا ذرا اپنی زبان سے تو نکالو
سب سنتے رہے اور ایک جہودی کو ایسا بہرہ نہ تھا جو مقابل ہوتا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ علم
اپنا بلند کیا کہ اگر تمنے موت کی تمنے زبان سے نکالی تو جان لینا کہ ایک یہودی جہان مین نہین رہے گا بس
یہودی آپ کے سامنے ال و خراج لیگئے اور کہا کہ ای چراغ دین و دنیا کے زیادہ ہم کو رسوا و فضیحت مت کرو
سب نے جزیہ دینا قبول کیا اور خرم و شاد رہنے لگے اور رشد و ہدایت کو انکی اللہ خوب جانتا ہی کہ راحتی چہ چیز

یا کچی پر بعد ختم اس بات کے جناب امیر نے فرمایا کہ ای مبارز اس بات کی تو بایان نہین اب دیر مت کر اور ہاتھ بیعت کا میرے ہاتھ مین دے تامل ہی کیا ہی جب تیری آنکھین دوست بین ہوگئین اب تو اس نجاست کو جو شرک و کفر ہی چھوڑ اور گلستان وحدت مین داخل ہو تو تو اس تاریکی مین مشغول دیکھ چکا ذرا توقف مت کر جلدی قدم اپنا اس چاہ بے تھاہ سے جسمین پڑا ہی باغ ارم کی طرف بڑھا تب اُس مبارز نے جو انکا ہم نبرد تھا اور ان سے لڑتا تھا کہا خدا کے واسطے بیان اس بات کا کہ مجکو چھوڑ کیون دیا کر دا اور مجکو ای جوانمرد اپنی خدمت مین قبول فرمایا الخلاف شرح مین مشغلہ لکھا ہی

بیان کرنا امیر المنومنین کا اپنے ہم نبرد سے سبب اُسکے قتل نہ کرنے کا اور مسلمان ہونا اس کا

قولہ گفت امیر المومنین با آن جوان ؛ کہ ہنگام نبرد ای پہلوان ؛ چون خدا و اندا ختی بر روے من ؛ نفخ جنبید و تبہ شد خوے من ؛ نیم مہر حق شد و نیمی ہوا ؛ شرکت اندر کار حق نبود روا ؛ تو لگا ریدہ کف مولیستے ؛ آن حقی کردہ من نیستی ؛ نقش حق را ہم بامر حق شکن ؛ بر زجاجہ دوست سنگ دوست زن ؛ گبر این بشنید و نورے شد پدید ؛ در دل او تا کہ زنارے برید ؛ گفت من تخم جفا میکاشتم ؛ من ترا نوع دگر پنداشتم ؛ تو ترازوے احد جو بودہ ؛ بل زبانہ ہر ترازو بودہ ؛ تو تبار و اصل و خویشم بودہ ؛ تو فروع شمع کیشم بودہ ؛ من غلام آن چراغ شمع خو ؛ کہ چراغت روشنی بذرفت زو ؛ من غلام موج آن دریاے نور ؛ کو چنین گوہر برآرد در ظہور ؛ عرضہ کن بر من شہادت را کہ من ؛ مر ترا دیدم سراغ از زمن ؛ قرب پنجہ کس ز خویش و قوم او ؛ عاشقانہ سوے دین کردند رو ؛ او بہ تیغ علم چندین خلق را ؛ در خرید از تیغ چندین حلق را ؛ تیغ علم از تیغ آہن تیز تر ؛ بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر ؛ الخ معنے موے امالہ موے کردہ بفتح خاکہ تصویر زجاجہ بضم شیشہ زبانہ کانٹا ترازو کا جب وہ پھر مستدعی اس شرح کا ہوا کہ مجکو چھوڑ کیون دیا تو جناب امیر المنومنین علی مرتضے نے اُس جوان سے کہا کہ ای پہلوان لڑائی کے وقت جو تو نے میرے منہ پر تھوکا میرا نفس خبیث مین آیا اور میری خو مین جو واسطے خدا کے تھی تباہی و خرابی پڑگئی کہ نصف تو وہ خدا کے واسطے رہگئی اور نصف ہوا ے نفسانی کی ہوگئی اور شرکت خدا کے کام مین روا نہین ہی تو تو کھا اور بنایا ہوا مولی کا ہی اور اُسکی ملکیت میرا کہ تو نہین کہ مین نے ابتدا کی ہو جو مین اپنے خواہش نفس کی پوری کرتا نہین جو نقش حق کا بنایا ہوا ہی اُسکو امر حق ہی سے لگا ڑنا چاہیے خدا کے شیشہ کو خدا ہی کے پتھر سے توڑنا بہتر ہی جب گبر نے یہ سنا ایک نور اُسکے دل مین چمکا حتے کہ زنار اپنا اُسنے کاٹ ڈالا اور کہا افسوس مین کیسا ظلم اپنے اوپر کرتا تھا کہ تم کو اور طرح جانتا تھا تم تو ترازو احد جو تھے بلکہ ہر ترازو کے زبانہ یعنے کانٹا جس سے کمی بیشی وزن کی بجتی ہی تم تو میرے اصل و تبار و خویش تھے نہ غیر اور میرے دین و مذہب کی شمع جس سے اب مین نے نور پایا خویش و تبار اس سبب سے کہ سب

مسلمان بھائی ہین تین غلام اُس چراغ شمع خو کا ہون جس سے تمھارے چراغ نے روشنی پائی مین غلام اُس دریاے نور کی موج کا ہون جس نے ایسے گوہر عرصہ ظہور مین ظاہر کیے اب تم شہادت میرے سامنے پیش کرو کس واسطے کہ مین نے تم کو زمانہ بھر مین سب سے زیادہ سر فراز پایا اور قریب پچاس آدمی کے اُسکے خویش و قوم سے مع اُسکے عاشق و دیوانہ وار دین کی طرف رجوع ہوے اب مولانا رح فرماتے ہین دیکھو حضرت امیر نے تیغ حلم سے اتنی مخلوق کے حلق کو تیغ سے چھڑایا اور بچایا بیشک تیغ حلم کی تیغ آہنی سے تیز تر ہوتی ہی بلکہ سیکڑون لشکر سے ظفر انگیز تر الخلاف شرح بحر العلوم مین ہم بامر کے بجاے تو اور احد جو کو احد خو تبارکو تو نیاید زنت زو کو اد لکھا ہی

خاتمہ دفتر اول مثنوی از مولانا رح

قولہ اے در یغا لقمہ دو خوردہ شد ؛ جوشش فکرت ازان افسردہ شد ؛ گندمے خورشید آدم را کسوف ؛ چون ذنب شعشاع بدرے را خسوف ؛ اینت لطف دل کہ از کشت گل ؛ ماہ او چون میشود پروین گسل ؛ نان چو معنی بود خوردش سود بود ؛ چونکہ صورت گشت انگیزد وجود ؛ ہمچو خار سبز کاشتر میخورد ؛ زان خورش صد نفع و لذت میبرد ؛ چونکہ آن سبزیش رفت و خشک گشت ؛ چون ہمان را میخورد اشتر بدشت ؛ میدراند کام و لنجش بیدریغ ؛ کاکنان او رد مرنی گشت تیغ ؛ نان چو معنی بود بود آن خار سبز ؛ چونکہ صورت شد کنون خشک ست و کبز ؛ تو بدان عادت کہ او را پیش ازین ؛ خورد بردے اے وجود نازنین ؛ بر ہمان بو میخوری این خشک را ؛ بعد ازان کامیخت معنی با ترے ؛ گشت خاک آلود و خشک و گوشت بر ؛ زان گیاہ اکنون بہ پرہیز اے شتر ؛ سخت خاک آلودہ مے آید سخن ؛ آب تیرہ شد چہ خود بنشین کن ؛ تا خدایش باز صاف و خوش کند ؛ او کہ تیرہ کرد ہم صافش کند ؛ صبر آرد آرزو را نے شتاب ؛ صبر کن و اللہ اعلم بالصواب ؛ المعنی حجود جان بوجھ کے انکار کرنا لیخ بالضم لب کبز بکاف فارسی قوی وسطر فرماتے ہین ہاے افسوس دو ہی لقمے لذیذ دنیا کے کھاتے ہی ایسی کیفیت جو شش فکر کی بدل گئی کہ بالکل بجھ گئی اور افسردہ ہوگئی اور کیا عجب خیال تو کر ایک ہی گندم تھا جسنے خورشید آدم کو کیسا کسوف مین ڈالا اور وہ راس و ذنب دو نقطے ہی تو کہلاتے ہین کہ بدران مین یا اُسکے قرب مین آکر خسوف مین پڑ جاتا ہی پھر دو لقمون کا کیا تعجب ہی عجب لطف دل کو کہ دل ایک مشت گل سے ہی اُسنے بخشا ہی کہ اسکا ماہ جو سخن ہی کیسا پروین گسل ہی یعنے اُسکی لڑی کو توڑ کے درہم برہم کر دیتا ہی وہ روٹی جو ہم کھاتے تھے کہ جس سے معنی پیدا ہوتے تھے اُسکا کھانا سو دتھا اب وہ روٹی صورت ہوگئی اے صرف قوت صورت نہ معنی تو اب اُس سے جود پیدا ہوتا ہے جو جان بوجھ کے انکار کرنا ہی جیسے اونٹ کہ نرم نرم ہرے ہرے کانٹے کھاتا ہی اور اُس خورش سے سیکڑون نفع اور لذتین اُٹھاتا ہی اور جب اُن کی

یا کی پر بعد ختم اس بات کے جناب امیر نے فرمایا کہ ای مبارز اس بات کی تو بایان نہین اب دیر مت کر اور ہاتھ بیعت کا میرے ہاتھ مین دے تامل ہی کیا ہی جب تیری آنکھین دوست بین ہوگئین اب تو اس نجاست کو جو شرک و کفر ہی چھوڑ اور گلستان وحدت مین داخل ہو تو تو اس تاریکی مین مشعل دیکھ چکا ذرا توقف مت کر جلدی قدم اپنا اس چاہ بے تھاہ سے جسمین پڑا ہی باغ ارم کی طرف بڑھا تب اُس مبارز نے جو انکا ہم نبرد تھا اور ان سے لڑتا تھا کہا خدا کے واسطے بیان اس بات کا کہ مجکو چھوڑ کیون دیا کرو اور مجکو ای جوانمرد اپنی خدمت مین قبول

فی بیان الخلاف شرح مین مشعلہ کو مشغلہ لکھا ہی

بیان کرنا امیر المومنین کا اپنے ہم نبرد سے سبب اُسکے قتل نہ کرنے کا اور مسلمان ہونا اس کا

قولہ گفت امیر المومنین با آن جوان ؛ کہ بہنگام نبرد ای پہلوان ؛ چون خدا و انداختی بر روے من ؛ نفس خبیث و تبہ شد خوے من ؛ نیم مہر حق شد و نیمی ہوا ؛ شرکت اندر کار حق نبود روا ؛ تو نگاریدہ کف مو لیستے ؛ آن حفی کردۂ من نیستی ؛ نقش حق را ہم بامر حق شکن ؛ بر زجاجہ دوست سنگ دوست زن ؛ گر براین بشنید و نورے شد پدید ؛ در دل او تا کہ زنارے برید ؛ گفت من تخم جفا میکاشتم ؛ من ترا نوع دگر پنداشتم ؛ تو ترازوے احد جو بودۂ ؛ بل زبانہ ہر ترازو بودۂ ؛ تو تبار و اصل و خویشم بودۂ ؛ تو فروغ شمع کیشم بودۂ ؛ من غلام آن چراغ شمع خو ؛ کہ چراغت روشنی بذرفت زو ؛ من غلام موج آن دریاے نور ؛ کو چنین گوہر برآرد در ظہور ؛ عرضہ کن بر من شہادت را کہ من ؛ مرتراد یدم سرافراز ز من ؛ قرب پنجہ کس ز خویش و قوم او ؛ عاشقانہ سوے دین کردند رو ؛ او بہ تیغ خلم چندین خلق را ؛ وا خرید از تیغ چندین حلق را ؛ تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر ؛ بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر ؛ الملعنے مولے امالہ موے کردہ بفتح خاکہ تصویر زجاجہ بضم شیشہ زبانہ کانٹا ترازو کا جب وہ پھر مستدعی اس شرح کا ہوا کہ مجکو چھوڑ کیون دیا تو جناب امیر المومنین علی مرتضے نے اُس جوان سے کہا کہ ای پہلوان لڑائی کے وقت جو تو نے میرے منھ پر تھوکا میرا نفس خبیث مین آیا اور میری خو مین جو واسطے خدا کے تھی تباہی و خرابی پڑ گئی کہ نصف تو وہ خدا کے واسطے رہگئی اور نصف ہوائے نفسانی کی ہوگئی اور شرکت خدا کے کام مین روا نہین ہی تو لکھا اور بنایا ہوا مولی کا ہی اور اُسکی ملکیت میرا خاکہ تو نہین کہ مین نے ابتدا کی ہو جو مین اپنے خواہش نفس کی پوری کرتا نہین جو نقش حق کا بنایا ہوا ہی اُسکو امر حق ہی سے بگاڑنا چاہیے خدا کے شیشہ کو خدا ہی کے پتھر سے توڑنا بہتر ہی جب گفتے یہنا ایک نور اُسکے دل مین چمکا حتے کہ زنار اپنا اُسنے کاٹ ڈالا اور کہا افسوس مین کیسا ظلم اپنے اوپر کرتا تھا کہ تم کو اور طرح جانتا تھا تم تو ترازو احد جو تھے بلکہ ہر ترازو کے زبانہ سینے کا نٹا جس سے کمی بیشی وزن کی جنچی ہی تم تو میرے اصل و تبار و خویش تھے نہ غیر اور میرے دین و مذہب کی شمع جس سے اب مین نے نور پایا خویش و تبار اس سبب سے کہ سب

مسلمان بھائی ہین مین غلام اُس چراغ شمع خو کا ہون جس سے تمھارے چراغ نے روشنی پائی مین غلام اُس دریاے نور کی موج کا ہون جس نے ایسے گوہر عصہ ظہور مین ظاہر کیے اب تم شہادت میرے سامنے پیش کرو کس واسطے کہ مین نے تم کو زمانہ بھر مین سب سے زیادہ سر فراز پایا اور قریب پچاس آدمی کے اُسکے خویش و قوم سے مع اُسکے عاشق و دیوانہ وار دین کی طرف رجوع ہوے اب مولانا رح فرماتے ہین دیکھو حضرت امیر نے تیغ حلم سے اتنی مخلوق کے حلق کو تیغ سے چھڑایا اور بچایا بیشک تیغ حلم کی تیغ آہنی سے تیز تر ہوتی ہی بلکہ سیکڑون لشکر سے ظفر انگیز تر الخلاف شرح بحر العلوم مین ہم بام کے بجاے تو اور احد جو کو احد خو تبارک کو تو تیاید زت زو کو او لکھا ہی

خاتمہ دفتر اول مثنوی از مولانا رح

قولہ اے در ریغا لقمہ دو خوردہ شد ۔ جوشش فکرت ازان افسردہ شد ۔ گندم خورشید آدم را کسوف ۔ چون ذنب شعشاع بدرے را خسوف ۔ اینت لطف دل کہ از کشت گل ۔ ماہ او چون میشود پروین گسل ۔ نان چو معنی بود خورد ش سود بود ۔ چونکہ صورت گشت انگیزد وجود ۔ ہمچو خار سبز کاشتر میخورد ۔ زان خورش صد نفع و لذت میبرد ۔ چونکہ آن سبزیش رفت و خشک گشت ۔ چون ہمان را میخورد واشتر بدشت ۔ میدراند کام و نیشش بیدریغ ۔ کاپنجنان ورد مرنی گشت تیغ ۔ نان چو معنی بود بود آن خار سبز ۔ چونکہ صورت شد کنون خشک ست و کبز ۔ تو بدان عادت کہ او را پیش ازین ۔ خوردہ بردے اے وجود نازنین ۔ برہمان بو میخوری این خشک را ۔ بعد ازان کامیخت معنی با ترے ۔ گشت خاک آلود و خشک و گوشت بر ۔ زان گیاہ اکنون بہ پرہیزاے شتر ۔ سخت خاک آلودہ مے آید سخن ۔ آب تیرہ شد چہ خود بنشین کہن ۔ تا حذایش باز صاف و خوش کند ۔ او کہ تیرہ کرد ہم صافش کند ۔ صبر آرد آرزو را نے شتاب ۔ صبر کن واللہ اعلم بالصواب ۔ المعنی حجود جان بوجھ کے انکار کرنا لج بالضم لب کبز بکاف فارسی قوی وسطبر فرماتے ہین ہاے افسوس دو ہی لقمے لذیذ دنیا کے کھاتے ہی ایسی کیفیت جو شش فکر کی بدل گئی کہ بالکل بجھ گئی اور افسردہ ہوگئی اور کیا عجب خیال تو کر ایک ہی گندم تھا جسنے خورشید آدم کو کیسا کسوف مین ڈالا اور وہ راس و ذنب دو نقطے ہی تو کہلاتے ہین کہ بدران مین یا بے قرب مین آکر خسوف مین پڑجاتا ہی پھر دو لقمون کا کیا تعجب ہی عجب لطف دل کو کہ دل ایک مشت گل سے ہی اُسنے بخشا ہی کہ اسکا ماہ جو سخن ہی کیسا پروین گسل ہی یعنے اُسکی لڑی کو توڑکے درہم برہم کر دیتا ہی وہ روٹی جو ہم کھاتے تھے کہ جس سے معنی پیدا ہوتے تھے اُسکا کھانا سو دکھا اب وہ روٹی صورت ہوگئی اے صرف قوت صورت نہ معنی تو اب اُس سے وجود پیدا ہوتا ہے جو جان بوجھ کے انکار کرنا ہی جیسے اونٹ کہ نرم نرم ہرے ہرے کانٹے کھاتا ہی اور اُس خورش سے سیکڑون نفع اور لذتین اُٹھاتا ہی اور جب اُن کی

سبزی و نرمی جاتی رہتی ہی اور خشک و سخت و سطبر ہو جاتے ہین پھر کیسے اُنکو دانت جنگل مین کھائے کہ اب وہ اُسکے تالو اور لب کو پھاڑے ڈالتے ہین اور کچھ افسوس نہین کرتے اور ایسا پھاڑتے ہین کہ ورق گل شکر پر وردہ اُس کو تیغ ہو جاتے ہین ایسی نرم و نازک چیز کا تحمل نہین ہوتا ایسے ہی وہ روٹی جو معنی تھی خار سبز تھی اور ہر گاہ وہ صورت ہو گئی تو اب خار خشک و سطبر ہی اور تو اُسی عادت پر اسی وجود نازنین اب بھی اُسکو کھاتا ہی جیسے قبل اس سے کھاتی تھی اور اُسی امید پر اس خشک کو کھاتا ہی بعد اس بات کے کہ معنی ثریا سے ثری کے ساتھ ملحق ہوے ایسی پستی کو پہونچے اور خاک آلود اور خشک اور گوشت پر جس سے گوشت کٹے ہو گئے بس اے شتر ایسی گیاہ سے اب پرہیز کر اور بچارہ کہ کوئی نفع نہین نہایت ہی خاک آلودہ گرا ہوا سخن تجھ سے ظاہر ہوتا ہی اب تیرے کنوئین کا پانی گدلا ہو گیا اسکو بند کر دے جب خدا تعالے اُسکو صاف و خوش کر دے پھر کھول دینا اسلیے کہ وہی تیرہ کرتا ہی اور وہی تیرہ کو صاف کرتا ہی صبر آرزو کو سامنے لاتا ہی نہ شتاب و جلدی بس صبر کر شتاب مت کر اور اللہ بڑا جاننے والا ہی ساتھ نیکی کے فقط

خاتمہ شرح مثنوی

اے خدائے واحد و فرد واحد ✤ لاشریک مالک ملک و صمد ✤ لایزال و بیزوال و لم یزل ✤ بے نظیر و بمثال و بمثیل ✤ تو معین اور تو وکیل اور تو کفیل ✤ تو ہی ہادی تو ہی رہبر تو دلیل ✤ شکر تیرا جس زبان سے ہوا ادا ✤ وہ عطا کر مجکو اے رب العلا ✤ تو نے بخشا مرغ جان کو آرزقہ ✤ جو لکھی مین نے یہ شرح فائقہ ✤ تیری ہی توفیق تھی تیری مدد ✤ اب تمنا ہی کہ ہو یہ معتمد ✤ مثنوی کیسے کہون ہی بحر روم ✤ غوطے کھائین پھر نہ کیون فکر و فہوم ✤ ہی اُسی دریا کی اک اول یہ موج ✤ موج کو شرکی ہی جس سے اوج اوج ✤ پائے حضرت مولوی رومی کی روح ✤ روح ریحان راح جنت سے فتوح ✤ جان و تن اُن کا ہو غرق بحر نور ✤ لب بلب ہو جام صہباے طہور ✤ اے مجید اب اپنے حق مین کر دعا ✤ ہی قریب الختم دفتر عمر کا ✤ ہو اُسکی خاتمہ میرا بخیر ✤ خاص تیری یاد مین بے شرک غیر ✤ مرغ جان تن کے قفس سے جب اُڑے ✤ تفرقہ باہد گران مین پڑے ✤ یال و پر کھوے یہی کہتا یہی ✤ مرغ حق گو کی طرح تو ہی تو ہی ✤ پنجتن شیخین و ذی النورین کی ✤ ہو تصدق سے قبول اسپر فدی ✤

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

رہروان بادیۂ معرفت الٰہی اور سیاحان فلزم ناپیدا کنار حقائق نامتناہی خوب واقف و آگاہ ہین کہ از ابتداے خلقت آدمؑ تا ایندم مثنوی شریف حضرت مولوی روم قدس سرہ کا مثل و نظیر نہین ہوا اور نہ آیندہ تا قیام قیامت ہو گا معارف و حقائق اور موشگافی اسرار مالا ینحل مین یہ کتاب برکت انتساب اپنی آپ ہی نظیر ہی جس کی شان مین یہ بیت گواہ ہی ؎ مثنوی مولوی معنوی ہست قرآن در زبان پہلوی ؎ یہ وہ متن متین عرفان اور حصن حصین ایقان ہی جسکی صدہا شرحین مطول و مفصل علماے دین مبین اور دشت نوردان منازل یقین سے یادگار ہین مگر کماہی حقیقت مطالب مثنوی شریف پر کما حقہ کوئی مطلع نہوسکا اور ہر ایک بزرگ والا مقام نے بقدر استعداد اپنی عقل و فہم کے توضیح مطالب مین باخارشتی زور آزمائی کی بچہ آخرین و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال فرمایا۔ بطون ابیات مثنوی شریف ایسے سہل ممتنع ہین کہ جب فہم رسا غور کرتی ہی ایک نیا مطلب ہاتھ آتا ہی اور مبدء فیاض سے ہر ایک شارح علام اپنا اپنا حصہ جداگانہ پاتا ہی۔ یہی باعث ہی کہ کسی فرد بشر کو دریافت مطالب مثنوی شریف مین بموجودگی اسقدر شروح متعددہ کے سیری نہین ہوتی اور ہر ایک نئی تحقیق اور جدید تصنیف کا خواہان و جویان رہتا ہی۔ فہم مطالب مثنوی شریف مین علی العموم یہ امر اور بھی سنگ راہ ہی کہ فی زماننا جو شرحین موجود ہین اور اکثر ان مین سے معرض طبع مین آکر اشاعت پذیر بھی ہوئین ہین یہ سب بزبان فارسی ہین پس ظاہر ہی کہ ایسی شرحون کا فیض عام نہین ہوسکتا اسلیے کہ اصحاب کم استعداد کہ انھین کا طبقہ زیادہ تر ہی دریافت غوامض ابیات مثنوی شریف مین بذریعہ عبارت فارسی شرح عاجز رہجاتے ہین۔ اسپر طرہ یہ کہ اکثر حضرات نے اپنی اپنی شرحون مین مقامات مشکلہ یعنی ابیات معنی بند مثنوی شریف کے حل مطالب مین نہین معلوم کس مصلحت سے طریقۂ بیان بعبارت پیچیدہ اختیار فرمایا ہی جس سے ادراک معانی دائر مالا ہم فالا ہم مین دخل ہوگیا ہی۔ بعض شارحین باکمال نے اکثر ابیات مثنوی شریف کے جنکو کہ ہم لوگ مشکل جانتے ہین اور انکے دریافت مطالب مین دست پاچہ رہتے ہین بفحواے الامر الیقیس علی نفسہ ان ابیات کو شاید سہل تصور فرماکے انکے حل مطالب کو بالکل قلم انداز کردیا ہی۔ پس کوئی شرح ایسی نہین ہی جس مین کسی نہ کسی مقام پر محل اعتراض نہو یا دریافت حقائق مثنوی شریف مین علی العموم کافی طور پر نفع بخش ہو۔ اور حق بھی یہی ہی کہ جس زبان مین متن ہو اسکی شرح اس سے کمتر زبان مین جسکی عام فہم ہوتی ہی موافق متن کی زبان مین ہرگز نکلی نہین آب ارباب شوق و ذوق کو مژدہ ہو کہ آپ حضرات کی جملہ مشکلین رفع ہوگئین اور اعتراضات اٹھ گئے و رشاد مقصود سے سربازار ملاقات ہوگئی یعنے ملک العلما سند الفضلا وحید عصرہ فی المعقول والمنقول فرید دہرہ فی التصوف والاصول کعبۃ العلما والربانیین قبلۃ الکملا والرحمانیین سرامد مستغرقان بحار اسرار سبحانی پیشوائے مستملکان بادیۂ انوار ربانی

مرشد سالکان منازل عرفان جناب مولوی عبدالمجید خان صاحب ساکن پیلی بھیت نے کمال جانفشانی اور عرقریزی سے مثنوی شریف کی بزبان اردو عام فہم نہایت سلیس کمال تحقیق سے شرح فرمائی اور نام اسکا **بوستان معرفت** رکھا۔ فی الحقیقت اس مصنف علام وفہام نے وہ کارنمایان کیا ہی کہ قابل قدر صاحبان علم دوست ہی۔ اول تو یہ شرح بالاستیعاب ہر بیت کوئی بیت مثنوی شریف کی حل مطالب سے باقی نہین رہی دوسرے طرز اس شرح کا نہایت عمدہ ہی یعنی پہلے ابیات مثنوی شریف کے لکھے ہین بعد ہ جسقدر ابیات لکھے ہین اُن کے لغات کا بیان کیا پھر اُن کے مطالب کو نہایت صاف طور سے ظاہر کر دیا پھر اُن اشعار کا لفظی ترجمہ بتدریج لکھا پھر اختلاف نسخ اور اختلاف شارحین کو بیان کر کے راجح و مرجوح کو بیان فرما دیا پھر اپنا اجتہاد ظاہر کر دیا غرضکہ اس شرح مین اس طرح کا بیان صاف صاف ہی جس مین کسی طرح کا خدشہ باقی نہین رہتا اور بغور مطالعہ تسکین حاصل ہی جاتی ہی صدہا اشعار جنکی آج تک تحقیق پورے طور پر نہوئی تھی اور اُنکے معانی مین شبہہ باقی تھا اس شرح نادر کے دیکھنے سے اُن کے معانی اصلی آئینہ ہوگئے۔ یہ بھی واضح کہ موافق مثنوی شریف کے اس شرح کے بھی چھ دفتر ہین چنانچہ دو بار چھون دفتر معرض طبع مین آکر مذاق ناظرین باتمکین ہو چکے ہین اور ہاتھون ہاتھ سب نسخہ فروخت ہوگئے اور شایقین کا شوق بدستور باقی ہے پس الحمد للہ علے احسانہ کہ یہ دفتر اول کتاب مستطاب مسمی بہ **بوستان معرفت** شرح مثنوی مولوی روم قدس سرہ کا مطبع نامی مذکور مشہور نزدیک دودر منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین حسب ایماے منشی بشن نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع ہذا بماہ اپریل سنہ ۱۹۱۷ع مطابق ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۵ ہجری بار سوم حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر حمائل گلوے خاص و عام ہوا۔

	اعلان	

چونکہ مصنف ممدوح نے حق تصنیف و تالیف اس شرح کا بحق منشی نولکشور پریس عطا کر دیا ہے لہذا حق تصنیف اس شرح مثنوی زبان اردو کا بحق مطبع ہذا محفوظ ہی۔